لینن

سوشلسٹ انقلاب

ВУльянов (Ленин)

سوشلسٹ انقلاب

مضامین اور تقریروں کا مجموعہ

دارالاشاعت ترقی
ماسکو
۱۹۷۹ء

ترجمہ و تصحیح : مرزا اشفاق بیگ

В. И. Ленин

О СОЦИАЛИСТИЧЕСКОЙ РЕВОЛЮЦИИ

На языке урду

پڑھنے والوں سے

دارالاشاعت ترقی آپ کا بہت شکرگذار ہوگا اگر آپ ہمیں اس کتاب کے ترجمے، ڈیزائن اور طباعت کے بارے میں اپنی رائے لکھیں۔ اس کے علاوہ بھی اگر آپ کوئی مشورہ دے سکیں تو ہم ممنون ہوں گے۔

ہمارا پتہ: زوبوفسکی بلوار، نمبر ۱۷، ماسکو، سوویت یونین

17, Zubovsky Boulevard, Moscow, USSR

سوویت یونین میں شائع شدہ

Л $\frac{10102-185}{016(01)-79}$ 766—79 0101020000

فہرست

صفحہ

دوسری انٹرنیشنل کا انہدام[1]

(اقتباسات)

طبقاتی شعور رکھنےوالے مزدوروں کے لئے سوشلزم ایک سنجیدہ عقیدہ ہے نہ کہ پیٹی بورژوا مصالحت‌ساز اور قوم‌پرست مخالفانہ میلانات کی پردہ‌پوشی۔ انٹرنیشنل کے انہدام کو مزدور اپنے عقائد کے ساتھ شرمناک غداری سمجھتے ہیں جس کا اظہار اکثر باضابطہ سوشل ڈیموکریٹک پارٹیاں کر چکی ہیں، وہ اسے اشٹوٹگارٹ اور بازیل کی بین‌الاقوامی کانگرسوں (۲) کی تقریروں میں اور ان کانگرسوں کی قراردادوں میں واضح کردہ انتہائی سنجیدہ اعلانات وغیرہ سے غداری خیال کرتے ہیں۔ صرف وہ لوگ اسے غداری نہیں تصور کر سکتے جو ایسا چاہتے نہیں ہیں یا جنھیں اس سے فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

اگر ہم مسئلے کو سائنسی طریقے سے یعنی جدید معاشرے میں طبقاتی تعلقات کے نقطۂ نظر سے پیش کرنا چاہتے ہیں، تو ہمیں کہنا پڑےگا کہ اکثر سوشل ڈیموکریٹک پارٹیاں اور ان میں پیش پیش سب سے پہلے جرمن پارٹی — جو دوسری انٹرنیشنل میں سب سے بڑی اور سب سے زیادہ بااثر ہے — پرولتاریہ کے خلاف اپنے اپنے جنرل اسٹافوں، حکومتوں اور بورژوازی سے جا ملی ہیں۔ یہ معاملہ عالمی تاریخی اہمیت کا حامل ہے اور انتہائی جامع تجزیے کا تقاضہ کرتا ہے۔ ایک عرصے سے یہ بات تسلیم کی جا چکی ہے کہ جنگیں اپنی جلو میں ہولناکیاں اور تباہیاں لاتی ہیں لیکن ان سے ایک یہ اہم فائدہ بھی ہوتا ہے کہ انسانی اداروں میں جو گندہ، دقیانوسی اور مردہ ہوتا ہے اسے وہ بےرحمی سے بےنقاب کر دیتی ہیں، منظر عام پر لاتی اور تباہ کر دیتی ہیں۔ ۱۹۱۴ — ۱۵ء کی یورپی جنگ بلاشبہ اس لحاظ سے مفید ثابت ہو رہی ہے کہ اس

نے مہذب ملکوں کے ترقی یافتہ طبقے پر یہ آشکار کر دیا ہے کہ اس کی پارٹیوں کے اندر بدبودار پھوڑا پک رہا ہے اور کسی سرچشمے سے ناقابل برداشت سڑی ہوئی عفونت آ رہی ہے۔

۱

کیا یہ حقیقت ہے کہ یورپ کی اہم اشتراکی پارٹیاں اپنے تمام عقائد اور فرائض کو خیرباد کہہ چکی ہیں؟ لیکن یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر نہ تو غدار بحث کرنے کےلئے آمادہ ہیں اور نہ وہ لوگ جنھیں اچھی طرح علم ہے — یا قیاس — کہ غداروں کے ساتھ انھیں دوستانہ اور بردبار رویہ اختیار کرنا چاہئے۔ دوسری انٹرنیشنل کے مختلف ''عہدیداروں،، یا روسی سوشل ڈیموکریٹوں میں ان کے ہمخیال لوگوں کے واسطے خواہ یہ کتنا ہی ناخوشگوار ہو لیکن ہمارے لئے حقائق کا سامنا کرنے اور چیزوں کو ان کے صحیح ناموں سے پکارنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ ہمیں مزدوروں سے صداقت بیان کرنی چاہئے۔

کیا ایسے حقائق موجود ہیں جو ہمیں بتاتے ہیں کہ اشتراکی پارٹیوں نے موجودہ جنگ سے پہلے اور اس کی پیش‌بندی کے سلسلے میں اپنے فرائض اور طریقۂ کار کس طرح معین کئے تھے؟ بلاشبہ وہ ضرور موجود ہیں۔ بازیل میں بین‌الاقوامی اشتراکی کانگرس نے ۱۹۱۲ء میں ایک قرارداد منظور کی تھی، اسے ہم اشتراکیت کے ''بھولے ہوئے الفاظ،، کو یاد دلانے کی خاطر جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی خیمنیتس کانگرس (۳) کی منظورکردہ قرارداد کے ساتھ پھر شائع کر رہے ہیں جو اسی سال منعقد ہوئی تھی۔ یہ قرارداد، جس میں تمام ملکوں میں جنگ کے خلاف پروپیگنڈہ اور پرچار کا خلاصہ ہے، جنگ پر اشتراکی خیالات اور جنگ کے بارے میں طریقۂ کار کا انتہائی مکمل اور بے کم و کاست، انتہائی سنجیدہ اور باضابطہ اظہار ہے۔ اس حقیقت کو صرف غداری ہی قرار دیا جا سکتا ہے کہ کل کی انٹرنیشنل کے ناخدا اور آج کی جارحانہ قوم‌پرستی کے علمبردار — ہنڈےمان، گید، کاؤتسکی اور پلیخانوف — اسے اپنے قارئین کو بتاتے ہوئے ڈر رہے ہیں۔ اس کے بارے میں وہ یا تو خاموش ہیں یا

(کاؤتسکی کی طرح) اس کے وہ حصے نقل کرتے ھیں جو ثانوی اھمیت کے ھیں، اور ھر اس چیز سے جو واقعی اھم ھے کتراتے ھیں۔ ایک طرف انتہائی ''بائیں بازووالی،، اور مہا انقلابی قراردادیں، اور دوسری جانب ان قراردادوں کی انتہائی شرمناک فراموشی یا دست‌برداری — یہ ھے ایک انتہائی واضح اظہار انٹرنیشنل کے انہدام کا اور ساتھ ھی اس کا انتہائی معقول ثبوت کہ آج کل صرف وہ لوگ، جن کی بےنظیر سادگی پچھلی ریاکاری کو دائمی بنانے کی عیارانہ خواھش کی سرحد سے آن ملتی ھے، یہ یقین کر سکتے ھیں کہ محض قراردادیں منظور کرکے اشتراکیت میں ''اصلاح،، کی جا سکتی ھے اور ''اس کی راہ کو ٹھیک کیا جا سکتا ھے،،۔

کہا جا سکتا ھے کہ صرف کل ھی جنگ سے پہلے جب ھنڈےمان نے سامراج کی مدافعت شروع کی تھی تو تمام ''ذی عزت،، اشتراکیوں نے اسے غیرمتوازن خبطی قرار دیا تھا، اور ھر ایک کے لہجے سے حقارت ٹپکتی تھی۔ آج تمام ملکوں کے انتہائی ممتاز سوشل ڈیموکریٹک رھنما بالکل ھنڈےمان کی پستی تک پہنچ گئے ھیں۔ ان میں اگر کوئی فرق ھے تو رائے کے رنگ میں کمی‌بیشی کا ھے اور مزاجوں کا۔ جب ''ناشے سلووا،، (۴) کے مصنفین حقارت سے ''مسٹر،، ھنڈےمان لکھتے ھیں اور تعظیم (یا خوشامد) سے ''رفیق،، کاؤتسکی تحریر کرتے ھیں یا کچھ نہیں کہتے تو ھم ایسے اشخاص کی مدنی جرأت کا اندازہ لگاتے یا اس کا کردار بتاتے وقت کم‌وبیش مناسب پارلیمانی اسلوب حاصل کرنے میں ناکام رھتے ھیں۔ کیا اشتراکیت اور عام طور پر اپنے عقائد کے لئے عزت کے ساتھ اس رویے سے مصالحت کی جا سکتی ھے؟ اگر آپ تسلیم کرتے ھیں کہ ھنڈےمان کی جارحانہ قوم پرستی پرفریب اور خطرناک ھے تو کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ آپ اپنی تنقید اور حملوں کا رخ کاؤتسکی کی جانب کریں جو ان خیالات کا زیادہ بااثر اور زیادہ خطرناک محافظ ھے۔

غالباً دوسروں کے مقابلے میں حال میں گید کے خیالات زیادہ تفصیل سے گید کے حامی چارلس دیوما نے ایک کتابچے میں پیش کئے ھیں، اس کا نام ھے ''وہ امن جو ھم چاھتے ھیں،،۔ یہ ''ژول گید کی کابینہ کا سربراہ،، جیسا کہ وہ کتابچے کے سرورق پر اپنے آپ کو ظاھر کرتا ھے تو قدرتی طور پر اشتراکیوں کے گذشتہ

محب وطن اعلانات ''نقل کرتا،، ہے (جرمن معاشرتی جارحانہ قوم‌پرست ڈیویڈ نے بھی سادروطن کی مدافعت کے متعلق اپنے تازہ‌ترین کتابچے میں ایسا ہی کیا ہے)۔ لیکن وہ بازیل کے منشور کا حوالہ نہیں دیتا! اسی طرح پلیخانوف بھی، جو غیرمعمولی سردم بیزار تصنع سے کام لیتے ہوئے جارحانہ قوم‌پرستانہ عامیانہ باتیں کرنے کے عادی ہیں، اس منشور کی بابت خاموش ہیں۔ کاؤتسکی کا رویہ بھی پلیخانوف کی طرح ہے: بازیل کے منشور کو نقل کرتے وقت وہ تمام انقلابی جملے (یعنی جو بنیادی سافیہہ ہے!) قلم‌انداز کر دیتے ہیں، غالباً سنسر کے قواعد کے ڈر سے... پولیس اور فوج کے حکام نے، جن کے سنسر کے قواعد طبقاتی جدوجہد یا انقلاب کا نام لینے کی اجازت نہیں دیتے، اشتراکیت کے غداروں کی ''بروقت،، مدد کی ہے!

شاید ایسا تو نہیں کہ بازیل کا منشور محض کھوکھلی اپیل ہے جس کا تاریخ یا طریقۂ کار کے لحاظ سے ایسا مخصوص مافیہہ نہیں رہا جو آج کی جنگ سے براہ‌راست تعلق رکھتا ہو؟

صداقت اس کے برعکس ہے۔ بازیل کی قرارداد میں دوسری قراردادوں کے مقابلے میں فضول اعلانات کم ہیں اور ٹھوس مافیہہ زیادہ ہے۔ بازیل کی قرارداد اسی جنگ کے متعلق ہے جو چھڑ چکی ہے، وہ ان ہی سامراجی تصادموں کے بارے میں ہے جو ۱۵ — ۱۹۱۴ء سے ہو رہے ہیں۔ بلقان پر آسٹریا اور سربیا کے درمیان تصادم، البانیہ وغیرہ پر آسٹریا اور اٹلی کے درمیان تصادم، منڈیوں اور عام طور پر نوآبادیوں پر برطانیہ اور جرمنی کے درمیان تصادم، آرمینیا اور قسطنطنیہ پر روس اور ترکی وغیرہ کے درمیان تصادم — بازیل کی قرارداد موجودہ جنگ کی پیش‌بندی کے سلسلے میں ان سب ہی کے بارے میں بتاتی ہے۔ بازیل کی قرارداد یہ نتیجہ اخذ کرتی ہے کہ ''یورپ کی عظیم طاقتوں،، کے درمیان موجودہ جنگ کو ''کسی بھی بہانے سے عوام کے مفاد میں جائز قرار نہیں دیا جا سکتا،،!

اور پلیخانوف اور کاؤتسکی — جو دو مثالی اور بااثر اشتراکی ہیں، جنھیں ہم اچھی طرح جانتے ہیں، جن میں سے ایک روسی میں لکھتا ہے اور دوسرے کو انسدادپرست روسی میں ترجمہ کرتے ہیں — اگر اب (اکسیلروڈ کی مدد سے) جنگ کے‌لئے ہر قسم کے ''عوامی جواز،، (یا غالباً گندے بورژوا اخباروں سے لئے ہوئے سفلانہ

جواز) تلاش کر رہے ہیں، اگر وہ عالمانہ انداز میں اور مارکس کے بےشمار جعلی اقتباسات سے مسلح ہوکر ۱۸۱۳ء اور ۱۸۷۰ء کی جنگوں (پلیخانوف) یا ۷۱ — ۱۸۵۴ء، ۷۷ — ۱۸۷۶ء، ۱۸۹۷ء کی جنگوں (کاؤتسکی) کو ''مثال،، کے طور پر پیش کر رہے ہیں تو درحقیقت صرف وہی لوگ جنھیں اشتراکی عقیدے نے چھوا تک نہیں ہے اور جو اشتراکی ضمیر سے یکسر محروم ہیں ان دلائل کو ''سنجیدگی سے،، قبول کر سکتے ہیں اور انھیں بےنظیر ریاکاری، سخن سازی اور اشتراکیت کی عصمت‌فروشی کہنے سے چوک سکتے ہیں! اگر جرمن پارٹی کی مجلس عاملہ (''فورشٹانڈ،،) میرنگ اور روزا لکسمبرگ کے نئے رسالے (''ڈی انٹرنیشنل،،) (٥) کو کاؤتسکی پر ایماندار تنقید کے سبب برا بھلا کہنا چاہتی ہے تو فبہا۔ اگر اسی انداز سے وانڈرویلڈے، پلیخانوف، ہنڈےمان اور ان کے ساتھی ''اتحاد ثلاثہ،، کی پولیس کی مدد سے اپنے مخالفوں کے ساتھ سلوک کر رہے ہیں تو سر آنکھوں پر۔ اس کے جواب میں ہم صرف بازیل کے منشور کو پھر شائع کر رہے ہیں۔ وہ ثابت کر دےگا کہ جو راستہ رہنماؤں نے اختیار کیا ہے اسے صرف غداری کہا جا سکتا ہے۔

بازیل کی قرارداد میں قومی یا عوامی جنگ کا ذکر نہیں ہے جس کی مثالیں ہمیں یورپ میں ملتی ہیں۔ یہ جنگیں ۱۷۸۹ء تا ۱۸۷۱ء کے عہد میں مثالی تھیں۔ اس میں انقلابی جنگ کا بھی ذکر نہیں ہے جسے سوشل ڈیموکریٹوں نے کبھی مسترد نہیں کیا ہے۔ قرارداد میں موجودہ جنگ کا ذکر ہے جو نتیجہ ہے ''سرمایہ‌دارانہ سامراج،، اور ''شاہی خاندانوں کے مفاد،، کی، جو نتیجہ ہے ''ملک گیری کی پالیسی،، کی جس پر برسر جنگ ملکوں کے دونوں گروہ — آسٹریا اور جرمنی، برطانیہ اور فرانس اور روس — گامزن ہیں۔ پلیخانوف، کاؤتسکی اور اسی قبیل کے لوگ تمام ملکوں کی بورژوازی کے خودغرضانہ جھوٹ کو دوہرا کر مزدوروں کو کھلم کھلا فریب دے رہے ہیں۔ بورژوازی اپنی تمام‌تر قوت کو استعمال کرکے اس سامراجی اور نوآبادیات کی خاطر قزاقانہ جنگ کو عوامی جنگ، دفاعی جنگ (ہر فریق کےلئے) کی طرح پیش کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اور اس جنگ کو وہ غیرسامراجی جنگوں کی تاریخی مثالیں پیش کرکے حق‌بجانب ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

موجودہ جنگ کے سامراجی، قزاقانہ اور پرولتاریہ‌دشمن کردار کا سوال عرصہ ہوا خالص نظریاتی منزل کی حدود سے آگے بڑھ چکا ھے۔ دنیا کی تقسیم کرنے اور ''چھوٹی،، قوموں کو غلام بنانے کےلئے ضعیف، جاں بہ‌لب اور سڑے گلے بورژوازی کی جدوجہد کی طرح سامراج کی تمام بنیادی ممتاز خصوصیات کا نہ صرف نظریاتی اندازہ لگا لیا گیا ھے۔نہ صرف ان نتائج کو تمام ملکوں کے بےشمار اشتراکی اخبار ہزار بار شائع کر چکے ھیں۔ مثال کے طور پر اپنے کتابچے ''سر پر منڈلانےوالی جنگ،، (۱۹۱۱ء!) میں ھماری ایک ''اتحادی،، قوم کے نمائندے فرانسیسی ڈیلائسی نے آسان الفاظ میں موجودہ جنگ کا، فرانسیسی بورژوازی کی جانب سے بھی، قزاقانہ کردار واضح کر دیا ھے۔ لیکن بات یہیں پر ختم نہیں ھو جاتی۔ بازیل میں تمام ملکوں کی پرولتاری پارٹیوں کے نمائندوں نے اپنے اس اٹل یقین کا متفقہ طور پر اور باضابطہ اظہار کیا تھا کہ سامراجی کردار‌والی جنگ سر پر منڈلا رہی ھے۔ اس سے انھوں نے طریقۂ‌کار کے لئے نتائج بھی اخذ کئے تھے۔ اس لئے ھمیں اسے سوفسطائیت (غلط استدلال) کی طرح مسترد کر دینا چاھئے کہ قومی اور بین‌الاقوامی طریقۂ‌کار سے متعلق اختلاف پر بحث کافی نہیں ھوئی (ملاحظہ ھو ''ناشے سلووا،، کے شماروں ۸۷ اور ۹۰ میں اکسیلروڈ کا تازہ‌ترین انٹرویو) وغیرہ، وغیرہ۔ یہ سوفسطائیت ھے کیونکہ سامراج کا جامع سائنسی تجزیہ ایک بات ھے — یہ تجزیہ ابھی ابھی شروع ھوا ھے اور اپنے جوھر کے لحاظ سے اتنا ھی غیرمحدود ھے جتنی کہ بذات‌خود سائنس۔ لیکن سرمایہ‌دارانہ سامراج کے خلاف اشتراکی طریقۂ‌کار کے اصول دوسرا معاملہ ھیں جو سوشل ڈیموکریٹک اخبارات کی ہزاروں کاپیوں میں شائع ھو چکے ھیں اور انٹرنیشنل کے فیصلے میں موجود ھیں۔ اشتراکی پارٹیاں بحث و مباحثے کے کلب نہیں بلکہ مجاھد پرولتاریہ کی تنظیمیں ھیں۔ اگر کئی دستے دشمن سے جا ملیں تو انھیں غدار کے نام سے پکارنا چاھئے۔ ھمیں ایسے منافقانہ دعووں سے ''متاثر،، نہیں ھونا چاھئے کہ ''ہر شخص یکساں طور سے،، سامراج کو نہیں سمجھتا، یا جارحانہ قوم‌پرست کاؤتسکی اور جارحانہ قوم‌پرست کونوف اس کی بابت جلدیں کی جلدیں لکھ سکتے ھیں، یا اس سوال پر ''بحث کافی نہیں ھوئی،، وغیرہ وغیرہ۔ سرمایہ‌داری

کا کبھی بھی اس کے قزاقانہ کردار کے تمام اظہارات کے لحاظ سے اور اس کے تاریخی ارتقا اور قومی امتیازی خصوصیات کی تمام باریک‌ترین تفصیلات کو سامنے رکھ‌کر بھرپور مطالعہ نہیں کیا جا سکتا۔ عالم (اور خاص کر نظریہ‌داں) تفصیلات پر بحث کرنا کبھی ختم نہیں کریں‌گے۔ ''اس بنیاد پر،، سرمایہ‌داری کے خلاف اشتراکی جدوجہد کو خیرباد کہنا اور اپنے آپ کو ان لوگوں کی مخالفت کرنے سے کترانا حماقت ہوگی جنھوں نے اس جدوجہد سے غداری کی ہے۔ کاؤتسکی، کونوف، اکسیلروڈ اور ان کے قماش کے لوگ ہمیں اس کے علاوہ اور کیا کرنے کی دعوت دے رہے ہیں؟

اب جب کہ جنگ چھڑ چکی ہے کسی نے بھی بازیل کی قرارداد کا مطالعہ کرنے اور اسے غلط قرار دینے کی کوشش نہیں کی ہے۔

۲

لیکن غالباً مخلص اشتراکیوں نے اس توقع میں بازیل کی قرارداد کی حمایت کی تھی کہ جنگ سے انقلابی حالات پیدا ہوں‌گے، لیکن واقعات نے اسے باطل قرار دیا اور انقلاب ناممکن ثابت ہوا؟

اس قسم کی سوفسطائیت کی مدد سے کونوف نے (ایک کتابچے ''پارٹی کا انہدام؟،، اور چند مضامین میں) غداری کرکے بورژوازی کی صفوں میں اپنے جاملنے کو جائز قرار دیا ہے۔ تقریباً تمام دوسرے جارحانہ قوم‌پرستوں کی تحریروں میں بھی، جن کا سرغنہ کاؤتسکی ہے، اسی قسم کے ''دلائل،، کا اشارہ ملتا ہے۔ کونوف یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ انقلاب کی امیدیں سراب ثابت ہوئیں اور مارکسی کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ فریب‌خیال کےلئے جدوجہد کرے۔ یہ استروویت کا پیرو (٦) اس ''فریب‌خیال،، کے متعلق ایک لفظ نہیں کہتا جو بازیل کے منشور پر تمام دستخط کرنےوالوں کے ذہن میں تھا۔ ایک انتہائی پارسا آدمی کی طرح وہ پانےکوک اور رادیک جیسے انتہاپرست بائیں بازووالوں پر الزام دھر دیتا ہے!

آئیے، ہم اس دلیل کے جوہر پر غور کریں کہ بازیل کے منشور کے مصنفین کو انقلاب کی آمد کی مخلصانہ امید تھی لیکن واقعات نے اسے باطل ثابت کر دیا۔ بازیل کے منشور میں تحریر

ہے : (۱) جنگ معاشی اور سیاسی بحران پیدا کرےگی، (۲) مزدور جنگ میں اپنی شرکت کو جرم سمجھیں‌گے اور ''سرمایہ‌داروں کے منافع کےلئے شاہی خاندانوں کی ناموس اور خفیہ سفارتی عہدناموں کی خاطر ایک دوسرے پر گولی چلانا،، مجرمانہ حرکت قرار دیں‌گے۔ جنگ مزدوروں میں ''غصے اور بغاوت،، کا جذبہ پیدا کرےگی، (۳) اشتراکیوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اس بحران اور مزدوروں کے مزاج سے فائدہ اٹھائیں اور ''عوام کو بیدار کریں اور سرمایہ‌داری کے خاتمے کےلئے جلدی کریں،،، (۴) بلا استثنا تمام ''حکومتیں،، ''اپنے لئے خطرے،، کے بغیر جنگ شروع نہیں کر سکتیں، (۵) حکومتیں ''پرولتاری انقلاب سے خائف ہیں،،، (۶) حکومتوں کو پیرس کمیون (یعنی خانہ جنگی)، روس کا انقلاب ۱۹۰۵ء وغیرہ ''یاد رکھنا چاہئے،،۔ یہ سب واضح خیالات ہیں۔ یہ اس کی ضمانت نہیں دیتے کہ انقلاب بپا ہوگا۔ وہ واقعات اور رجحانات کے ٹھیک ٹھیک کردار پر زور دیتے ہیں۔ ان خیالات اور دلائل کے متعلق جو شخص بھی یہ کہتا ہے کہ متوقع انقلاب فریب خیال ثابت ہوا تو انقلاب کی جانب اس کا رویہ مارکسی نہیں بلکہ استرووے اور پولیس‌والوں اور غداروں کا رویہ ہے۔

مارکسی کےلئے یہ بات ناقابل تردید ہے کہ انقلابی حالت کے بغیر انقلاب نا ممکن ہے۔ مزیدبرآں، ہر انقلابی حالت کا نتیجہ انقلاب کی صورت میں نہیں نکلتا۔ عام طور پر انقلابی حالت کی علامتیں کیا ہوتی ہیں؟ اگر ہم مندرجۂ ذیل تین بنیادی علامتیں بتائیں تو غلطی نہ کریں‌گے : (۱) جب تبدیلی کے بغیر حکمراں طبقات کےلئے اپنی حکمرانی برقرار رکھنا ناممکن ہو۔ جب ''بالائی طبقات،، کسی نہ کسی شکل میں بحران میں مبتلا ہوں، حکمراں طبقے کی پالیسی بحران سے دوچار ہو۔ اس سے ایک ایسا شگاف پڑ جائے جس سے مظلوم طبقات کی بےچینی اور نفرت سیلاب بن کر پھٹ پڑے۔ انقلاب رونما ہونے کےلئے عام طور پر یہ ناکافی ہے کہ ''نچلے طبقات،، پرانے طریقے سے رہنا ''نہ چاہتے ہوں،،۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ''بالائی طبقات،، پرانے طریقے سے رہنے کے ''قابل نہ ہوں،،۔ (۲) جب مظلوم طبقات کے دکھ اور احتیاج معمول سے زیادہ شدت اختیار کر لیں۔ (۳) جب مندرجۂ بالا وجوہ کے سبب عوام‌الناس کی سرگرمیوں

میں کافی اضافہ ہو جو ''امن،، کے زمانے میں زبان پر حرف شکایت لائے بغیر اپنا استحصال کراتے ہیں، لیکن طوفانی دور میں بحران کے تمام حالات اور خود ''بالائی طبقات،، دونوں کے سبب آزاد تاریخی عمل کی جانب کھنچ آئیں۔

ان معروضی تبدیلیوں کے بغیر، جو نہ صرف انفرادی گروہوں اور پارٹیوں بلکہ انفرادی طبقات کی مرضی سے آزاد ہوتی ہیں، عام طور پر انقلاب ناممکن ہے۔ ان تمام معروضی تبدیلیوں کے مجموعے کو انقلابی حالت کہا جاتا ہے۔ ایسی حالت روس میں ۱۹۰۵ء میں اور یورپ میں تمام انقلابی ادوار میں تھی۔ جرمنی میں یہ حالت گذشتہ صدی کی ساتویں دھائی میں تھی اور روس میں ۱۸۵۹ء — ۱۸۶۱ء اور ۸۰ — ۱۸۷۹ء میں۔ لیکن ان موقعوں پر انقلاب نہیں ہوا۔ اس کا سبب کیا تھا؟ وجہ یہ ہے کہ ہر انقلابی حالت میں انقلاب رونما نہیں ہوتا۔ انقلابی حالت میں انقلاب صرف اس وقت ہوتا ہے جب مندرجۂ بالا معروضی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ داخلی تبدیلی بھی موجود ہو — یعنی انقلابی طبقے کی یہ صلاحیت کہ وہ اتنا مستحکم انقلابی عوامی اقدام کرے کہ پرانی حکومت کو توڑ ڈالے (یا ہٹا دے)۔ پرانی حکومت کو بحران کے دور تک میں اگر ''توڑا،، نہ جائے تو وہ خود نہیں ''ٹوٹتی،،۔

یہ ہیں انقلاب کے بارے میں مارکسی خیالات۔ ان خیالات کو کئی بار پروان چڑھایا گیا ہے، انہیں مارکسی مسلمہ طور پر قبول کرتے ہیں۔ جہاں تک ہم روسیوں کا تعلق ہے تو ۱۹۰۵ء کا تجربہ خاص طور پر واضح طریقے سے ان خیالات کی تصدیق کر چکا ہے۔ تو پھر اس سلسلے میں بازیل کے منشور نے ۱۹۱۲ء میں کیا فرض کیا تھا اور ۱۹۱۴ء — ۱۹۱۵ء میں کیا واقع ہوا؟

اس نے فرض کیا کہ انقلابی حالت پیدا ہوگی جسے اس نے ''معاشی اور سیاسی بحران،، کے الفاظ میں بیان کیا۔ کیا ایسی حالت پیدا ہو گئی ہے؟ بلاشبہ پیدا ہو گئی ہے۔ جارحانہ قوم‌پرست لینچ (جو ریا کار کونوف، کاؤتسکی، پلیخانوف اور اسی قماش کے لوگوں کے مقابلے میں جارحانہ قوم‌پرستی کی مدافعت زیادہ صاف صاف، برملا اور ایمانداری سے کرتا ہے) یہ تک کہہ چکا ہے: ''جس سے ہم گزر رہے ہیں وہ ایک قسم کا انقلاب ہے۔،، (اس کا کتابچہ

"جرمن سوشل ڈیموکریسی اور جنگ"، صفحہ ٦، برلن، ١٩١٥ء)۔ سیاسی بحران موجود ہے۔ کسی حکومت کو کل کی خبر نہیں ہے۔ کوئی حکومت مالی انہدام، علاقائی نقصان، اپنے ملک سے اخراج (جس طرح بلجیم کی حکومت نکالی گئی) کے خطرے سے آزاد نہیں ہے۔ تمام حکومتیں کوہ آتش‌فشاں پر بیٹھی ہوئی ہیں اور خود عوام سے اپیل کر رہی ہیں کہ وہ پہل‌قدمی اور بہادری کا مظاہرہ کریں۔ یورپ میں تمام سیاسی اقتدار کی بنیادیں ہل گئی ہیں۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہم انتہائی سیاسی اتھل‌پتھل کے دور میں داخل ہو گئے ہیں (اور اس میں روزافزوں داخل ہو رہے ہیں ــ یہ میں اس روز لکھ رہا ہوں جب اٹلی نے اعلان جنگ کیا ہے)۔ اعلان جنگ کے دو ماہ بعد کاؤتسکی نے (۲ اکتوبر ۱۹۱۴ء کو (۷) «Die Neue Zeit» میں) لکھا کہ "حکومتیں کبھی اتنی زیادہ مضبوط نہیں ہوتیں اور پارٹیاں کبھی اتنی زیادہ کمزور نہیں ہوتیں جتنی کہ جنگ چھڑنے کے وقت"۔ یہ کاؤتسکی کی طرف سے تاریخی سائنس کی غلط‌بیانی کا ایک نمونہ ہے۔ اور وہ اس کا ارتکاب اس‌لئے کر رہا ہے کہ زیودیکوموں اور دوسرے موقع‌پرستوں کو خوش کرے۔ اول، جنگ کے زمانے میں حکومتوں کو حکمراں طبقات کی تمام پارٹیوں کے باہمی سمجھوتے اور اس کی حکمرانی میں مظلوم طبقات کی "پرامن" اطاعت کی اتنی‌زیادہ ضرورت ہوتی ہے جتنی پہلے نہیں ہوتی۔ دوئم، اگرچہ "جنگ کی ابتدا" میں اور خاص‌کر ایسے ملک میں جو جلد فتح کی توقع رکھتا ہو حکومت قادرمطلق نظر آتی ہے۔ لیکن کبھی اور کہیں بھی کسی نے انقلابی حالت کا رشتہ صرف جنگ کی "ابتدا" سے نہیں جوڑا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ کوئی شخص بھی "ظاہری" اور حقیقی کو ایک نہیں سمجھتا۔

عام طور پر یہ معلوم تھا، بھانپ لیا گیا تھا اور تسلیم‌شدہ تھا کہ ماضی میں کسی بھی جنگ کے مقابلے میں اس بار یورپ میں جنگ زیادہ شدید ہوگی۔ اس جنگ کا تجربہ بڑے پیمانے پر اس کا ثبوت پیش کر رہا ہے۔ جنگ کے شعلے پھیلتے جا رہے ہیں۔ روزبروز یورپ کی سیاسی بنیادیں ہل رہی ہیں۔ عوام‌الناس کا دکھ ہولناک ہے۔ حکومتوں، بورژوازی اور موقع‌پرستوں

کی ان مصائب پر پردہ ڈالنے کی کوششیں ناکام ہو رہی ہیں۔ سرمایہ‌داروں کے بعض گروہ جنگ سے جو منافع بٹور رہے ہیں وہ بےپناہ ہے، اور تضادات انتہائی شدید ہوتے جا رہے ہیں۔ عوام کا سلگتا ہوا غصہ، معاشرے کی کچلی ہوئی اور بےعلم پرتوں کی اچھے (''جمہوری،،) امن کےلئے موہوم خواہش، ''نچلے طبقات،، میں بےچینی کی ابتدا — یہ سب حقائق ہیں۔ جنگ جتنا زیادہ طول کھینچےگی اور شدت اختیار کرےگی، اتنی ہی زیادہ خود حکومتیں عوام کی سرگرمیاں بڑھوائیں‌گی اور بڑھانا ہی چاہیے۔ اور ان سے اپیل کریں گی کہ وہ غیرمعمولی کوششوں سے کام لیں اور قربانیاں دیں۔ تاریخ میں کسی بھی بحران کے تجربے کی طرح، کسی بھی عظیم مصیبت ناگہانی اور انسانی زندگی میں اچانک موڑ کے تجربے کی طرح جنگ کا تجربہ بھی بعض لوگوں کے ہوش و حواس اڑا ڈالتا ہے، ان کی ہمت پست کر دیتا ہے لیکن دوسروں کے ذہن روشن کرتا ہے، انھیں کندن بناتا ہے۔ اگر عالمی تاریخ کو بنیادی طور پر اور مجموعی طور سے پیش نظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو دوسری قسم کے لوگوں کی تعداد اور قوت — اس میں ریاست کے زوال اور انہدام کے وقت انفرادی معاملات کو استثنا قرار دےکر — اول قسم کے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ رہی ہے۔

امن کا قیام ان تمام مصائب اور بڑھتے ہوئے تضادات کو ''فوراً،، ختم کرنے کے بجائے کئی لحاظ سے ایسے حالات پیدا کرےگا جب انتہائی پسماندہ عوام الناس ان مصائب کو زیادہ شدت سے اور براہ‌راست محسوس کریں‌گے۔

مختصر یہ کہ یورپ کے اکثر ترقی‌یافتہ ملکوں اور عظیم طاقتوں کے اندر انقلابی حالت ہے۔ اس لحاظ سے بازیل کے منشور کی پیش‌بینی کی پوری طرح تصدیق ہو گئی ہے۔ اس صداقت سے انکار کرنا، براہ‌راست یا بالواسطہ یا اسے نظرانداز کرنا، جیسا کہ کونوف، پلیخانوف، کاؤتسکی وغیرہ نے کیا ہے، سفید جھوٹ بولنا ہے، مزدوروں کی آنکھوں میں خاک جھونکنا ہے اور بورژوازی کی خدمت کرنا ہے۔ ''سوتسیال دیموکرات،، (۸) (شمارے ۳۴، ۴۰ اور ۴۱) میں ہم نے جو حقائق پیش کئے وہ ثابت کرتے ہیں کہ جو لوگ انقلاب سے ڈرتے ہیں — پیٹی بورژوا عیسائی پادری،

جنرل اسٹاف اور لکھپتیوں کے اخبارات — وہ بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ھیں کہ یورپ میں انقلابی حالت کی علامتیں موجود ھیں۔

کیا یہ حالت عرصے تک جاری رہےگی، وہ اور کتنی زیادہ شدت اختیار کرےگی؟ کیا اس کا نتیجہ انقلاب کی صورت میں نکلےگا؟ یہ ایک ایسی بات ھے جو ھم نہیں جانتے، اور کوئی بھی نہیں جان سکتا۔ صرف ترقی‌یافتہ طبقے پرولتاریہ کے انقلابی جذبے کے ارتقا کے دوران اور اپنے انقلابی اقدام کرنے کے عبور سے حاصل شدہ تجربہ اس کا جواب دے سکتا ھے۔ اس سلسلے میں کسی بھی ’’خوش فہمیوں،، کی بات نہیں کی جا سکتی اور نہ ان کی تردید کرنے کی کیونکہ کسی اشتراکی نے کبھی یہ ضمانت نہیں دی کہ اس جنگ سے (اور نہ کہ دوسری سے)، آج کی انقلابی حالت سے (اور نہ کہ فردا سے) انقلاب پیدا ھوگا۔ ھم جو بحث کر رھے ھیں وہ تمام اشتراکیوں کا ناقابل‌تردید اور بنیادی فرض ھے — لوگوں پر عیاں کرنا کہ انقلابی حالت موجود ھے، اس کی وسعت اور گہرائی واضح کرنا، پرولتاریہ کا انقلابی شعور اور انقلابی عزم بیدار کرنا، انقلابی اقدام کرنے کےلئے اس کی امداد کرنا اور اس مقصد کےلئے انقلابی حالت کی مطابقت سے تنظیموں کی تشکیل کرنا۔

کسی بھی بااثر یا ذمےدار اشتراکی نے اشتراکی پارٹیوں کے اس فرض پر شبہ کرنے کی جرأت نہیں کی ھے۔ ’’خوش فہمیاں،، پیدا کئے یا انھیں دل میں جگہ دئے بغیر بازیل کے منشور نے اشتراکیوں کا خاص طور پر یہی فریضہ بتایا ھے — عوام کو بیدار کرنا، انھیں ’’متحرک کرنا،، (جارحانہ قوم‌پرستی کی لوری دینا نہیں جیسا کہ پلیخانوف، اکسیلروڈ اور کاؤتسکی کر رھے ھیں)، بحران سے ’’فائدہ اٹھانا،، تاکہ سرمایہ‌داری کا انہدام ’’جلدی،، قریب آئے اور کمیون اور اکتوبر — دسمبر ۱۹۰۵ء (۹) کی مثالوں سے رھبری حاصل کرنا۔ موجودہ پارٹیوں نے یہ فرض پورا نہ کرکے غداری، سیاسی موت، اپنے کردار سے دستبرداری اور بورژوازی کی خاطر بےوفائی کا ثبوت دیا ھے۔

• • • • • • • • • • • • • • • • •

جارحانہ قوم‌پرستی کا انتہائی باریک بیں نظریہ جس پر بڑی چابکدستی سے لیپاپوتی کرکے اسے سائنسی اور بین‌الاقوامی دکھایا گیا ہے ''بالائے سامراج،، کا نظریہ ہے۔ اس کا بانی کاؤتسکی ہے۔ خود مصنف کے الفاظ میں اس نظریے کی انتہائی واضح، بے کم و کاست اور تازہ‌ترین تعریف ملاحظہ ہو:

''برطانیہ میں تحفظات کی تحریک کا انحطاط، امریکہ میں بیرونی محصولات پر کمی، تخفیف اسلحہ کی جانب رجحانات، جنگ سے پہلے کے زمانے میں فرانس اور جرمنی سے سرمایے کی برآمد میں تیزی سے کمی، آخر میں مالی سرمایے کے مختلف گروہوں کا بین‌الاقوامی پیمانے پر باھمی اتصال — ان سب باتوں نے مجھے یہ سوچنے پر اکسایا ہے کہ کیا موجودہ سامراجی پالیسی کی جگہ نئی بالائے سامراجی پالیسی نہیں لے سکتی جو قومی مالی سرمایوں کی باھمی رقابتوں کے مقابلے میں بین‌الاقوامی طور پر متحد مالی سرمایے کے ذریعہ دنیا کا مشترکہ استحصال کرے۔ ایسی نئی منزل قابل تصور ہے۔ کیا یہ عملاً شروع ہوگی؟ اس سوال کا جواب دینے کےلئے ابھی تک کافی تمہیدی اصولوں کی کمی ہے...،، («Die Neue Zeit» ، شمارہ ۵، ۳۰ اپریل ۱۹۱۵ء، صفحہ ۱۴۴ -)

''...اس سلسلے میں موجودہ جنگ کی راہ اور نتیجہ فیصلہ کن ثابت ہو سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مالی سرمایہ‌داروں کے درمیان قومی منافرت کے شعلے انتہائی حد تک بھڑکا کر، اسلحات کی دوڑ میں شدت پیدا کرکے اور دوسری عالمی جنگ کو ناگزیر بنا کر بالائے سامراج کی نازک کونپلوں کو بالکل خشک کر دے۔ ان حالات میں اپنے کتابچے ''اقتدار کا راستہ،، میں جس بات کی میں نے پیش گوئی کی تھی صحیح ثابت ہوگی، انتہائی ہولناک پیمانے پر۔ طبقاتی تضاد تیز سے تیزتر ہو جائیں گے اور اس کے ساتھ سرمایہ‌داری کا اخلاقی زوال (لغوی معنوں میں ''کاروبار کا بند ہونا،

،، Abwirtschaftung ، دیوالیه) شروع هو جائےگا...،، (اس تصنع آمیز لفظ سے کاؤتسکی صرف یه دکھانا چاهتا هے که ''مالی سرمایے اور پرولتاریه کے مابین درمیانی پرتوں،، یعنی ''دانشوروں، پیٹی بورژوازی یہاں تک که چھوٹے سرمایه‌داروں،، کو سرمایه‌داری سے ''نفرت،، هے) - ''لیکن جنگ دوسری طرح بھی ختم هو سکتی هے - اس سے بالائے سامراج کی کمزور کونپلیں پروان بھی چڑھ سکتی هیں - اس کے اسباق،، (اس پر غور کریں!) ''ایسے ارتقا کو فروغ دے سکتے هیں جس کا همیں امن کی حالت میں طویل عرصے تک انتظار کرنا پڑے - اگر جنگ کا نتیجه اقوام کے درمیان سمجھوتے، پائدار امن اور ترک اسلحه کی صورت میں نکلتا هے تب پھر وہ بدترین اسباب جنھوں نے جنگ سے پہلے سرمایه‌داری کا اخلاقی زوال بڑھایا غائب هو سکتے هیں - ،، بلاشبه نیا دور پرولتاریه کےلئے ''نئے مصائب،، لائےگا، ''غالباً بدتر،، لیکن ''وقتی طور پر،، ''بالائے سامراج،، ''سرمایه‌داری کی حدود میں نئی امیدوں اور توقعات کا عہد شروع کر سکتا هے - ،، (صفحه ۱۴۵)

اس ''نظریے،، سے جارحانه قوم‌پرستی کا جواز کیسے حاصل کیا جا سکتا هے؟

''نظریےداں،، کے لئے ذرا یه عجیب هے، مندرجهٔ ذیل طریقے سے:

جرمنی میں بائیں بازو کے سوشل ڈیموکریٹ کہه رهے هیں که سامراج اور اس سے پیدا هونےوالی جنگیں اتفاقی نہیں بلکه سرمایه‌داری کی ناگزیر پیداوار هیں جو مالی سرمایے کی حکمرانی کا باعث بنی هے - اس لئے جب نسبتاً پرامن ارتقا ختم هو گیا هے تو انقلابی عوامی جدوجہد اختیار کرنا ضروری هے - ''دائیں بازو،، کے سوشل ڈیموکریٹ ڈھٹائی سے جواب دیتے هیں: چونکه سامراج ''ضروری،، هے اس لئے همیں بھی سامراجی هونا چاهئے - کاؤتسکی ''مرکز،، کا رول ادا کرتا هے اور ان دو نقطه‌هائےنظر میں مصالحت پیدا کرتا هے -

اپنے کتابچے ''قومی ریاست، سامراجی ریاست اور ریاستوں کی لیگ،، (نیورنبرگ، ۱۹۱۰ء) میں وہ لکھتا ھے:
''انتہائی بائیں بازووالے،، اشتراکیت کا ''موازنہ،، ناگزیر سامراج سے کرتے ھیں ''نہ صرف اشتراکیت کا پرچار جو ھم سرمایہ‌دارانہ غلبے کی تمام شکلوں کے مقابلے میں نصف صدی سے کر رھے ھیں بلکہ اشتراکیت کا فوری حصول۔ یہ بڑی انقلابی بات معلوم ھوتی ھے لیکن اس سے کوئی بھی جس کا اعتقاد اشتراکیت کے فوری عملی حصول پر نہیں ھے سامراج کی صفوں میں دھکیل دیا جائے گا۔،، (صفحہ ۱۷، خط کشیدہ ھمارا ھے)

اشتراکیت کے فوری حصول کی باتیں کرکے کاؤتسکی حیلے سے کام لے رھا ھے۔ وہ اس حقیقت سے فائدہ اٹھا رھا ھے کہ جرمنی میں فوجی سنسر کی وجہ سے انقلابی اقدام کی بابت کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کاؤتسکی کو اچھی طرح معلوم ھے کہ بایاں بازو ''اشتراکیت کے فوری عملی حصول،، کا نہیں بلکہ پارٹی سے اس بات کا مطالبہ کر رھا ھے کہ انقلابی اقدام کی تیاری کےلئے فوراً پروپیگنڈہ کیا جائے اور اس اقدام کی تیاری کی جائے۔
اس حقیقت سے کہ سامراج کی ضرورت ھے بایاں بازو انقلابی اقدام کی ضرورت کا نتیجہ نکالتا ھے۔ ''بالائے سامراج کے نظریے،، سے کاؤتسکی کو موقع‌پرستوں کا جواز پیش کرنے میں مدد ملتی ھے۔ وہ حالت کو اس طرح پیش کرتا ھے کہ یہ تاثر نہ ھو کہ وہ بورژوازی سے مل گئے ھیں بلکہ محض وہ یہ ''نہیں مانتے،، کہ اشتراکیت فوراً حاصل کی جا سکتی ھے۔ ان کی توقعات یہ ھیں کہ تخفیف اسلحہ اور پائدار امن کا ایک نیا ''دور،، شروع ''ھوسکے،،۔ اس ''نظریے،، کا لب لباب یہ ھے اور صرف یہی ھو سکتا ھے: کاؤتسکی سرمایہ‌داری کے نئے پرامن دور کی امید سے فائدہ اٹھا رھا ھے تاکہ وہ بازیل کی قرارداد کے سنجیدہ اعلان کے باوجود موقع‌پرستوں اور سرکاری سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں کے بورژوازی کے ساتھ متحد ھونے کو، اور موجودہ طوفانی عہد میں انقلابی یعنی پرولتاری طریقۂ کار مسترد کرنے کو جائز ثابت کر سکے!

ساتھ ھی کاؤتسکی نہیں بتاتا کہ یہ نیا دور مخصوص معین حالات سے پیدا ھوا ھے جو لازمی طور پر ھونا چاھئے۔ اس کے برعکس وہ کھلم کھلا کہتا ھے کہ وہ ھنوز یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ یہ نیا دور ''قابل حصول،، ھے یا نہیں۔ نئے دور کے ''رجحانات،، پر غور کیجئے جن کا اشارہ کاؤتسکی نے کیا ھے۔ حیرت کا مقام ھے کہ مصنف نے معاشی حقائق میں ''تخفیف اسلحہ کا رجحان،، بھی شامل کر دیا ھے۔ اس کا مطلب یہ ھوا کہ معصوم سوفسطائی باتوں اور یوٹوپیاؤں کے ذریعے کاؤتسکی ان ناقابل تردید حقائق کو چھپانے کی کوشش کر رھا ھے جو تضاد کم ھونےوالے نظریے کےلئے بالکل موزوں نہیں ھیں۔ کاؤتسکی کے ''بالائے سامراج،، — اس اصطلاح سے بالکل پتہ نہیں چلتا کہ مصنف کہنا کیا چاھتا ھے — کا مطلب سرمایہداری کے تضادات میں زبردست کمی ھے۔ ھم سے کہا جاتا ھے کہ ''برطانیہ اور امریکہ میں تحفظات کم ھو رھے ھیں،،۔ لیکن نئے عہد کی جانب رجحان کہاں ھے؟ امریکہ میں انتہائی قسم کے تحفظات کم ھو گئے ھیں، لیکن تحفظات باقی ھیں، اسی طرح جیسے برطانوی نوآبادیات میں برطانیہ کی مراعات اور ترجیحی محصولات موجود ھیں جو اس کے حق میں مفید ھیں۔ ھم یاد کریں کہ سرمایہداری کا گذشتہ اور ''پرامن،، دور سے موجودہ اور سامراجی دور تک عبور کس پر مبنی تھا: آزاد مقابلے کی جگہ اجارہدارانہ سرمایہدار اجتماعوں نے لےلی۔ اور دنیا تقسیم ھو گئی۔ ظاھر ھے کہ یہ دونوں حقائق (اور عناصر) عالمی اھمیت کے حامل ھیں: آزاد تجارت اور پرامن مقابلہ اس وقت تک ممکن اور ضروری تھا جب تک سرمایہ اس قابل تھا کہ بلا مزاحمت اپنی نوآبادیات بڑھائے، افریقہ وغیرہ میں غیرمقبوضہ سرزمینوں کو زبردستی حاصل کرے اور جب تک سرمایے کا ارتکاز کمزور تھا اور اجارہدار کمپنیاں وجود میں نہیں آئی تھیں، یعنی اتنے قدوقامت کی جو صنعت کی پوری ایک شاخ پر غالب ھو سکیں۔ ایسی اجارہدار کمپنیوں کے ظہور اور اضافے کی وجہ سے (کیا یہ عمل برطانیہ اور امریکہ میں رک گیا ھے؟ کاؤتسکی تک اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ جنگ نے اسے مزید بڑھا دیا ھے) گذشتہ زمانے کی آزاد مقابلہ بازی نا ممکن ھو گئی ھے۔ انھوں نے اس کی بنیاد ھی ختم کردی ھے۔

اور دنیا کی تقسیم سرمایہ‌داروں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ نوآبادیات اور حلقه‌هائے اثر کی ازسرنو تقسیم کےلئے پرامن توسیع کے بجائے مسلح جدوجہد اختیار کریں۔ یہ سوچنا مضحکہ‌خیز ہے کہ دو ملکوں میں تحفظات کم ہونے سے اس رجحان میں کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے۔

ہمیں چند برسوں میں دو ملکوں سے سرمایے کی برآمد گھٹنے کی بھی مزید تفتیش کرنا چاہئے۔ ہارمس کے اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۱۲ءمیں ان دو ملکوں جرمنی اور فرانس میں سے ہر ایک کا بیرونی ملکوں میں سرمایہ لگ‌بھگ ۳۵ ارب مارک (تقریباً ۱۷ ارب روبل) تھا اور برطانیہ کا اس رقم سے دو گنا۔* سرمایہ‌داری میں سرمایے کی برآمد میں اضافہ کبھی یکساں نہیں ہوتا، اور نہ ہی ایسا ہو سکتا ہے۔ کاؤتسکی یہ بھی بتانے کی جرأت نہیں کرتا کہ سرمایے کا اجتماع کم ہو گیا ہے، یا قومی منڈی کی صلاحیت میں اہم تبدیلی ہو گئی ہے، عوام کے حالات زندگی بہت بہتر ہونے کے سبب سے۔ ان حالات میں کئی برسوں تک دو ملکوں سے سرمایے کی برآمد میں کمی کا مطلب نئے دور کی آمد نہیں ہو سکتا۔

”مالی سرمایے کے مختلف گروہوں کا بین‌الاقوامی پیمانے پر باہمی مخلوط ہونے میں اضافہ“۔ یہ واحد حقیقی عام اور مسلمہ رجحان ہے۔ لیکن یہ چند برسوں اور دو ملکوں تک محدود نہیں ہے بلکہ تمام سرمایہ‌دار دنیا پر حاوی ہے۔ لیکن اس رجحان سے ترک اسلحہ کے بجائے اسلحات کی دوڑ کیوں نہ بڑھے، جیسا کہ ابھی تک ہوتا آیا ہے؟ عالمی شہرت کی مالک کسی بھی توپیں (اور

---

* ملاحظہ ہو برن‌ہارڈ ہارمس کی تصنیف «Probleme der Weltwirtschaft» (”عالمی معیشت کے مسائل“)، ییےنا، ۱۹۱۲ء اور «Journal of the Royal Statistical Society» میں ۱۹۱۰ء— ۱۹۱۱ءمیں جارج پیش کا مضمون ”نوآبادیات وغیرہ میں برطانیہ کی سرمایہ کاری“۔ ۱۹۱۵ء کی ابتدا میں لائڈ جارج نے اپنی تقریر میں بیرونی ممالک میں برطانیہ کا سرمایہ ۴ ارب پونڈ یعنی لگ بھگ ۸۰ ارب مارک بتایا۔

عام طور پر ھتیار) بنانےوالی فرم کو لیں، مثال کے طور پر آرمسٹرونگ کو۔ برطانوی رسالے ''ایکونومسٹ،، (۱۰) نے (یکم مئی ۱۹۱۵ء) اعداد و شمار شائع کئے ھیں جن سے معلوم ھوتا ھے کہ اس فرم کا منافع ۶ — ۱۹۰۵ء میں ۶ لاکھ ۶ ھزار پونڈ (تقریباً ۶۰ لاکھ روبل) سے ۱۹۱۳ء میں ۸ لاکھ ۵۶ ھزار پونڈ اور ۱۹۱۴ء میں ۹لاکھ ۴۰ ھزار پونڈ (۹۰ لاکھ روبل) تک بڑھ گیا۔ یہاں مالی سرمایے کا مخلوط ھونا بہت واضح ھے اور یہ عمل بڑھ رھا ھے۔ جرمن سرمایہداروں کے برطانوی فرموں میں حصص ھیں۔ برطانوی فرمیں آسٹریا کےلئے آبدوز کشتیاں بنا رھی ھیں، وغیرہ — عالمی پیمانے پر مربوط ھوکر سرمایہ ھتیاروں اور جنگوں پر پھولپھل رھا ھے۔ یہ سمجھنا کہ انفرادی قومی سرمایوں کا بینالاقوامی پیمانے پر ایک واحد سرمایے میں مربوط اور مخلوط ھونے کا لازمی نتیجہ تخفیف اسلحہ کی جانب معاشی رجحان ھوتا ھے، دراصل اس پارسا عامیانہ خواھش کا اظہار ھے کہ طبقاتی تضادات شدید ھونے کے بجائے کند ھو جائیں۔

٥

کاؤتسکی جنگ کے ''اسباق،، کے بارے میں بالکل عامیانہ ذھنیت سے کہتا ھے۔ وہ جنگ کی ھولناکیوں کو اخلاقی کراھت کی روشنی میں پیش کرتا ھے۔ مثلاً اپنے کتابچے ''قومی ریاست،، وغیرہ میں لکھتا ھے:

> ''اس میں کوئی شبہ نہیں اور اس کےلئے کسی ثبوت کی ضرورت بھی نہیں کہ آبادی کی کئی پرتوں کو عالمی امن اور تخفیف اسلحہ سے بڑی دلچسپی ھے۔ پیٹی بورژوازی، چھوٹے کسان، یہاں تک کہ کئی سرمایہدار اور دانشور ان مفادات کے ذریعے سامراج سے بندھے ھوئے نہیں ھیں جو اس نقصان سے زیادہ بھاری ھوں جو جنگ اور اسلحات انھیں پہنچاتے ھیں۔ ،، (صفحہ ۲۱)

یہ فروری ۱۹۱۵ء میں لکھا گیا ہے! حقائق دکھاتے ہیں کہ تمام صاحب جائداد طبقے جن میں پیٹی بورژوازی اور ''دانشور،، بھی شامل ہیں اکٹھے ہوکر سامراج کے ساتھ مل گئے ہیں۔ اس کے باوجود کاؤتسکی کنوئیں کے مینڈک* کی طرح غیرمعمولی تنگ‌نظری اور میٹھے جملوں کی مدد سے حقائق کو نظرانداز کر رہا ہے۔ وہ پیٹی بورژوا کے مفادات کو ان کے عمل سے نہیں بلکہ ان میں سے بھی چند کے الفاظ کی روشنی میں دیکھتا ہے، حالانکہ ہر قدم پر ان کا عمل ان کے الفاظ کی تردید کرتا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہوا جیسے کہ بورژوازی کے ''مفادات،، کو عام طور سے، اس کے عمل سے نہیں، بلکہ بورژوا پادریوں کی فیض‌رسان تقریروں سے دیکھا جائے جو قسمیہ بیان کرتے ہیں کہ موجودہ نظام عیسائیت کے آدرشوں سے معمور ہے۔ کاؤتسکی مارکسزم کا اطلاق اس طرح کرتا ہے کہ اس کا تمام مافیہہ ختم ہو جاتا ہے۔ جو کچھ باقی رہتا ہے وہ ''مفادات،، کا چمکیلا لفظ ہے اور وہ بھی مافوق‌الفطرتی اور غیردنیاوی معنوں میں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حقیقی معاشیات پر نہیں بلکہ عام بہبودی کی نیک خواہشات پر مبنی ہے۔

مارکسزم طبقاتی تضاد اور طبقاتی جدوجہد کے مطابق ''مفادات،، کا تخمینہ لگاتا ہے جن کا اظہار روزمرہ کی زندگی میں لاکھوں حقائق‌میں ملتا ہے۔ پیٹی بورژوا تضادات کی کمی کے متعلق بڑبڑاتے ہیں، اس کا خواب دیکھتے ہیں۔ وہ یہ ''دلیل،، پیش کرتے ہیں کہ تضادات کے بڑھنے سے ''نقصان‌دہ نتائج،، نکلیں‌گے۔ سامراج کا مطلب ہے مالی سرمایے کے تحت صاحب جائداد طبقات کی تمام پرتوں کی ماتحتی اور ان پانچ یا چھہ ''عظیم،، طاقتوں کے درمیان دنیا کی تقسیم جن کی اکثریت اس جنگ میں شریک ہے۔ عظیم طاقتوں کے درمیان دنیا کی تقسیم کا مطلب ہے کہ ان کے تمام صاحب جائداد طبقات کو نوآبادیات پر قبضہ جمانے، حلقہ‌هائےاثر قائم کرنے، دوسری قوموں کو کچلنے، بڑے یا چھوٹے عہدے اور مراعات حاصل

---

* ''کنوئیں کا مینڈک،، ــ چیخوف کی ایک کہانی کا کردار۔ ادب میں ایسے تنگ‌نظر شخص کی کردارنگاری کے لئے استعمال ہونے لگا جو ہر نئی چیز سے ڈرتا ہے۔ (ایڈیٹر)

کرنے سے دلچسپی ہے جو ''عظیم،، طاقت اور ظالم قوم* کا حصہ ہیں۔

سرمایہ‌داری کی جو مسلسل بڑھ رہی ہے اور بتدریج نئے ملکوں میں بھیل رہی ہے نسبتاً پرسکون، متمدن اور پرامن حالت میں زندگی پرانے ڈھرے پر نہیں چل سکتی کیونکہ ایک نیا دور آن پہنچا ہے۔ مالی سرمایہ عظیم طاقتوں کی صفوں سے ایک ایسے ملک کو نکال باھر کرتا ہے، اسے مکمل طور پر نکال باھر کرے گا، اسے اپنی نوآبادیات اور حلقۂاثر سے محروم کر دے گا (جیسا کہ جرمنی جو برطانیہ کے خلاف جنگ لڑ رہا ہے، دھمکی دے رہا ہے)۔ اس طرح اس ملک کی پیٹی بورژوازی ''عظیم طاقتی،، مراعات اور فاضل آمدنیوں سے محروم ہو جائے گی۔ جنگ نے اسے ثابت کر دیا ہے۔ یہ نتیجہ ہے تضادات کے بڑھنے کا جسے مدت ہوئی سب تسلیم کر چکے ہیں۔ کاؤتسکی نے بھی اسے اپنے کتابچے ''اقتدار کا راستہ،، میں تسلیم کیا ہے۔

اب جب کہ عظیم طاقتی مراعات کےلئے مسلح تصادم ایک

---

* شولٹزے لکھتا ہے کہ ۱۹۱۵ء میں تمام دنیا میں ہنڈیوں کی قیمت ۷ کھرب ۳۲ ارب فرانک تھی جن میں ریاست اور میونسپلٹی کے قرضے، رہن اور تجارتی اور صنعتی کارپوریشنوں وغیرہ کے حصص شامل تھے۔ اس رقم میں برطانیہ کا حصہ ایک کھرب ۳۰ ارب، ریاستہائے متحدہ امریکہ کا ایک کھرب ۱۰ ارب، فرانس کا ایک کھرب اور جرمنی کا ۷۵ ارب تھا، یعنی تمام چار عظیم طاقتوں کا حصہ ۴ کھرب ۲۰ ارب فرانک تھے، کل رقم کا آدھے سے زیادہ۔ اس سے ان سرکردہ عظیم طاقتوں کی برتریوں اور مراعات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو دوسروں سے آگے بڑھ گئی ہیں اور ان پر ظلم کر رہی اور لوٹ کھسوٹ رہی ہیں۔ (Dr. Ernst Schultze, «Das französische Kapital in Russland»in «Finanz-Archiv». Berlin, 1915) (''روس میں فرانسیسی سرمایہ،،)۔ ایک عظیم طاقت کے لئے ''مادروطن کی مدافعت،، کا مطلب بیرونی ممالک کو لوٹنے کھسوٹنے میں حصہ لینے کے حق کی مدافعت ہے۔ جیسا کہ معلوم ہے روس میں سرمایہ دارانہ سامراج کمزور ہے لیکن فوجی جاگیردارانہ سامراج طاقتور ہے۔

حقیقت بن گیا ہے تو کاؤتسکی سرمایہ‌داروں اور پیٹی بورژوازی کو اس پر آمادہ کرنا چاہتا ہے کہ وہ جنگ کو ہولناک اور ترک اسلحہ کو مفید مانیں۔ اور یہ بالکل اسی طرح اور ویسے ہی نتائج کے ساتھ کیا جا رہا ہے جیسا کہ عیسائی‌پادری مسند سے وعظ دیتے ہوئے سرمایہ‌داروں کو یہ یقین دلانے پر آمادہ کرتا ہے کہ اپنے ساتھی انسان سے محبت خدا کی حکمرانی ہے اور ساتھ ہی روح کا اشتیاق اور تہذیب کا اخلاقی قانون بھی۔ کاؤتسکی جسے ''بالائے سامراج،، کی جانب معاشی رجحان کہتا ہے درحقیقت مالی کاروباریوں سے ایسی ہی پیٹی بورژوا نصیحت کرنا ہے کہ وہ گناہ کرنا چھوڑ دیں۔

سرمایے کی برآمد؟ لیکن زیادہ سرمایہ نوآبادیات کے مقابلے میں ریاستہائے متحدہ امریکہ جیسے آزاد ملکوں کو برآمد کیا جا رہا ہے۔ نوآبادیات پر قبضہ؟ لیکن ان سب پر قبضہ ہو چکا ہے اور تقریباً سب اپنی آزادی کےلئے کوشاں ہیں۔ ''ہندوستان برطانوی مقبوضہ نہ رہے، لیکن ایک سالم سلطنت کی طرح وہ کسی بھی بیرونی طاقت کے پنجے میں نہیں آئےگا۔ ،، (مندرجۂ بالا کتابچہ، صفحہ ۴۹)۔ ''اگر کوئی صنعتی سرمایہ‌دار ریاست یہ کوشش کرےگی کہ وہ اپنے لئے نوآبادیاتی سلطنت حاصل کرکے خام مال کے معاملے میں دوسرے ملکوں سے آزاد ہو جائے تو اس کے خلاف دوسری تمام سرمایہ‌دار ریاستیں متحدہ ہو جائیں‌گی اور اسے مسلسل اور تھکا دینےوالی جنگوں میں پھانس لیں‌گی۔ اس طرح اس صنعتی سرمایہ‌دار ریاست کا خواب شرمندہ‌تعبیر نہ ہوگا۔ ایسی پالیسی وہ قطعی راہ ہوگی جو اس ریاست کی تمام معاشی زندگی کا دیوالہ نکال دےگی۔،، (صفحات ۷۲ — ۷۳)

کیا یہ مالی کاروباریوں کو سامراج سے دستبردار ہونے پر آمادہ کرنے کی عامیانہ کوشش نہیں ہے؟ سرمایہ‌داروں کو دیوالے کے امکان سے ڈرانے کی کوشش ایسا ہی ہے جیسے اسٹاک اکسچینج میں حصص پر سٹہ کھیلنے کے خلاف مشورہ دینا، یہ کہہ کر کہ اس سے ''کئی لوگوں کی قسمتیں بگڑ جاتی ہیں،،۔ سرمایے کو ایک حریف سرمایہ‌دار یا حریف قوم کے دیوالے سے فائدہ ہوتا ہے کیوں‌کہ اس طرح سرمایہ زیادہ مرکوز ہو جاتا ہے۔ لہذا معاشی مقابلہ یعنی رقیب کو دیوالے کی جانب معاشی طور سے دھکیلنا

جتنا زیادہ شدید اور ''تیز،، ہوتا ہے، سرمایہ‌دار اپنے حریف کو اس سمت میں دھکیلنے کےلئے فوجی دباؤ بھی شامل کرنے کی اتنی ہی زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ جب ایسے ملکوں کی تعداد کم ہوتی ہے جہاں سرمایہ برآمد کرنا اتنا ہی مفید ہے جتنا کہ نوآبادیات میں یا ایسی ماتحت ریاستوں میں جیسی کہ ترکی — کیوں کہ ایسی صورتوں میں ریاستہائے متحدہ امریکہ جیسے آزاد مہذب ملک میں سرمایے کی برآمد کے مقابلے میں سرمایہ‌کار کو تین گنا منافع ملتا ہے۔ تو پھر ترکی، چین وغیرہ کو غلام بنانے اور انہیں تقسیم کرنے کی جدوجہد بھی زیادہ خونخوار ہو جاتی ہے۔ مالی سرمایے اور سامراج کے دور کی بابت معاشی نظریہ یہی آشکار کرتا ہے۔ حقائق یہی ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن کاؤتسکی ہر چیز کو گھٹیا پیٹی بورژوا ''اخلاق،، میں بدل دیتا ہے: ترکی کی تقسیم یا ہندوستان پر قبضے کے سلسلے میں جوش میں آ جانا مفید نہیں ہے اور جنگ پر اتر آنا تو اور بھی مفید نہیں ہے کیوں کہ ''عرصے تک انہیں اپنی مٹھی میں نہیں رکھا جا سکتا،، ، اس کے علاوہ سرمایہ‌داری کو پرامن طریقے سے ترقی دینا بہتر ہے... بلاشبہ، اجرتوں میں اضافہ کرکے سرمایہ‌داری کو ترقی دینا اور قومی منڈی کو وسیع کرنا اور بھی زیادہ بہتر ہے۔ یہ بالکل ''قابل فہم،، ہے اور سرمایہ‌داروں کو وعظ دینے کے لئے پادریوں کو اس سے زیادہ موزوں موضوع اور کونسا مل سکتا ہے... نیک کاؤتسکی جرمن سرمایہ‌کاروں کو تقریباً یہ باور کرا چکا ہے کہ نوآبادیات پر برطانیہ سے جنگ کرنا مفید نہیں ہے کیونکہ بہرحال یہ نوآبادیات جلد آزادی حاصل کر ہی لیں‌گی!..

۱۸۷۲ء اور ۱۹۱۲ء کے درمیان مصر کے ساتھ برطانیہ کی برآمد اور درآمد میں اضافہ برطانیہ کی کل برآمد اور درآمد میں عام اضافے کے مطابق کم تھا۔ ''مارکسیسٹ،، کاؤتسکی اس سے یہ اخلاقی نتیجہ نکالتا ہے: ''ہمارے لئے یہ فرض کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ فوجی قبضے کے بغیر محض معاشی عناصر کے عمل کے نتیجے میں مصر کے ساتھ برطانیہ کی تجارت کم ہوتی،، (صفحہ ۷۲)۔ ''سرمایے کی توسیع کی ترغیب کو... سامراج کے تشددآمیز طریقوں سے نہیں بلکہ پرامن جمہوریت کے ذریعے بہترین طور پر بروئے‌کار لایا جا سکتا ہے۔ ،، (صفحہ ۷۰)

کتنے غضب کا سنجیدہ، علمی اور ''مارکسی،، تجزیہ ہے!
کاؤتسکی نے اس بےعقل تاریخ کی بڑی شان سے ''اصلاح،، فرمائی ہے۔ اس نے ''ثابت،، کیا ہے کہ برطانیہ کو فرانس سے مصر لینے کی ضرورت نہیں تھی۔ اور جرمن سرمایہ‌کاروں کےلئے بھی یہ بالکل مفید نہ تھا کہ انھوں نے جنگ شروع کی، ترک مہم منظم کی اور برطانیہ کو مصر سے بھگانے کےلئے دوسری تدابیر اختیار کیں۔ یہ سب محض غلطفہمی ہے۔ برطانیہ پر ابھی تک یہ عیاں نہیں ہوا ہے کہ اس کےلئے ''بہتر،، یہی ہے کہ مصر میں تشددآمیز طریقے چھوڑ دے اور ''پرامن جمہوریت،، اختیار کرے (تاکہ کاؤتسکی کے خیال کے مطابق سرمایہ کی برآمد میں اضافہ ہو!)...

''بلاشبہ بورژوا آزاد تاجروں کا یہ خیال خوش‌فہمی تھا کہ کھلی تجارت سے وہ تضاد بالکل مٹ جائیں گے جنھیں سرمایہ‌داری جنم دیتی ہے۔ انھیں نہ تو۔ کھلی تجارت مٹا سکتی ہے اور نہ جمہوریت ۔ ہم ہر لحاظ سے ان تضادات کو جدوجہد کے ذریعے مٹانا چاہتے ہیں جسے ایسی شکلوں میں کیا جائے جو عوام‌الناس پر کم سے کم مصائب اور قربانیاں لادیں۔ ،، (صفحہ ۷۳)

یا اللہ مدد! یا اللہ رحم! عامیانہ آدمی کون ہے؟ لاسال یہ سوال کیا کرتا تھا اور ایک مشہور شاعر کے الفاظ نقل کرکے اس کا جواب دیتا تھا: ''عامیانہ آدمی ایک ایسی شے ہے جو تمام باتوں سے عاری ہوتا ہے، سوائے اس خوف اور امید کے کہ خدا اس پر رحم کرےگا۔ ،،*
کاؤتسکی نے مارکسزم کی ایسی عصمت فروشی کرکے ذلیل کیا ہے جیسے کسی نے نہ کیا ہوگا اور خود پکا پادری بن گیا ہے۔ آخرالذکر سرمایہ‌داروں کو آمادہ کرتا ہے کہ وہ پرامن جمہوریت اختیار کریں۔ اور اسے وہ جدلیات کہتا ہے۔ وہ یہ دلیل پیش

* یہ جرمن شاعر گوئٹے کا مقولہ ہے۔ (ایڈیٹر)

کرتا ہے کہ اگر ابتدا میں کھلی تجارت تھی اور پھر اجارہ‌داریاں اور سامراج آیا تو ''بالائے سامراج،، اور پھر دوبارہ کھلی تجارت کیوں نہ ہو؟ یہ پادری مظلوم عوام‌الناس کو ''بالائے سامراج،، کی برکتیں بتاکر دلاسا دیتا ہے، اگرچہ اس میں یہ کہنے کی جرأت نہیں ہے کہ آیا وہ ''حاصل،، بھی کی جا سکیں‌گی! بعض لوگوں نے مذہب کی مدافعت اس بنیاد پر کی کہ اس سے عوام کا دلاسا ہو جاتا ہے۔ فائرباخ نے اس کا بالکل صحیح جواب دیا: جو بھی غلام کو غلامی کے خلاف بیدار کرنے کے بجائے اسے دلاسا دیتا ہے وہ غلام کے آقا کی مدد کرتا ہے۔

تمام ظالم طبقات کو اپنی حکمرانی جمانے کےلئے دو معاشرتی کارمنصبی کی ضرورت ہوتی ہے: جلاد کا کارمنصبی اور پادری کا کارمنصبی۔ جلاد مظلوم لوگوں کے احتجاج اور نفرت کو کچلتا ہے۔ پادری کا کام یہ ہے کہ مظلوموں کو تسلی دے، طبقاتی حکمرانی برقرار رہنے کی حدود میں ایسا مستقبل پیش کرے جب ان کے مصائب اور قربانیاں کم ہو جائیں‌گی (یہ خاص طور پر آسان ہے کیوں کہ اس کی ضمانت نہیں دینا پڑتی کہ یہ امکانات ''حاصل،، ہوں‌گے)۔ اس طرح مظلوم لوگ طبقاتی حکمرانی سے مصالحت کر لیں‌گے، انہیں انقلابی اقدام سے ہٹا دیا جائے‌گا، ان کی انقلابی روح نکال دی جائے‌گی، ان کا انقلابی عزم ختم کر دیا جائے‌گا۔ کاؤتسکی نے مارکسزم کو انتہائی کریہہ اور احمقانہ انقلاب‌دشمن نظریے میں، بدترین قسم کی کلیسائیت میں تبدیل کر دیا ہے۔

۱۹۰۹ء میں اس نے اپنے کتابچے ''اقتدار کا راستہ،، میں یہ تسلیم کیا تھا کہ سرمایہ‌داری میں تضادات ناقابل‌تردید طور پر شدید ہوتے جا رہے ہیں، جنگوں اور انقلابات کا دور، ایک نیا ''انقلابی دور،، قریب آ رہا ہے۔ اس نے لکھا تھا کہ کوئی انقلاب ''قبل ازوقت،، نہیں ہوتا، اور مسلح بغاوت میں فتح کے امکان کے ملحوظ نہ رکھنے کو ''ہمارے مقصد سے براہ راست غداری،، قرار دیا تھا، اگرچہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے شکست کے امکان سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

جنگ چھڑنے سے تضاد اور بھی زیادہ شدید ہو گئے ہیں۔

عوام‌الناس کے مصائب کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ جنگ کا خاتمہ نظر نہیں آتا، وہ وسیع‌تر ہوتی جا رہی ہے۔ کاؤتسکی کتابچے پر کتابچہ لکھ رہا ہے، بزدلی سے سنسر کے احکام کے سامنے سر جھکا رہا ہے، زبردستی دوسروں کی زمین پر قبضہ کرنے کے واقعات، جنگ کی ہولناکیوں، جنگی ٹھیکیداروں کی شرمناک منافع‌خوری، ضروریات زندگی کی قیمتیں بڑھنے، اسلحات کے کارخانوں میں کام کرنےوالے مزدوروں کی ''غلاموں جیسی حالت،، کے بارے میں ایک لفظ نہیں لکھتا۔ اس کے بجائے وہ پرولتاریہ کو تسلی دے رہا ہے۔ یہ وہ ایسی جنگوں کی مثال دے کر کر رہا ہے جب بورژوازی انقلابی اور ترقی‌پسند تھی، جن کے متعلق ''خود مارکس،، نے ایک یا دوسری بورژوازی کی کامرانی چاہی تھی۔ اس کی تائید میں وہ اعداد و شمار کے پہاڑ نقل کرتا ہے کہ سرمایہ‌داری نوآبادیات کے بغیر، دوسروں کی لوٹ کھسوٹ کئے بنا، بلاجنگوں اور اسلحات کے ''ممکن،، ہے اور ''پرامن جمہوریت،، کو ترجیح دینا چاہئے۔ وہ اس سے انکار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ عوام‌الناس کے مصائب شدید سے شدیدتر ہوتے جا رہے ہیں اور ہماری آنکھوں کے سامنے انقلابی حالت پیدا ہو رہی ہے (اس کے بارے میں ایک لفظ زبان سے نہیں نکالنا چاہئے کیوں‌کہ سنسر اس کی اجازت نہیں دیتا)۔ لیکن کاؤتسکی بورژوازی اور موقع‌پرستوں کی فرمانبرداری کی خاطر نئے دور میں جدوجہد کی شکلوں کے ایسے ''امکانات،، پیش کرتا ہے (وہ اس کی ضمانت نہیں دیتا کہ وہ ''حاصل،، ہوں‌گے) جن میں ''کم مصائب اور قربانیاں،، برداشت کرنا پڑیں‌گی۔ فرانس میرنگ اور روزا لکسمبرگ نے اسی وجہ سے بالکل بجا طور پر کاؤتسکی کو بازاری عورت کہا ہے (Mädchen für alle).

. . . .

... کاؤتسکی اپنے بائیں بازووالے مخالفین کو شکست دینے کےلئے ان سے یہ لغو خیال وابستہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے: گویا ''عوام‌الناس،، کو چاہئے کہ جنگ کے ''جواب،، میں ''چوبیس

گھنٹے کے اندر،، انقلاب کر دیں اور سامراج کی جگہ ''اشتراکیت،، کو بٹھا دیں، ورنہ ''عوام‌الناس،، ''غداری اور موقع‌پرستی،، کا مظاہرہ کریں‌گے۔ لیکن یہ سراسر لغو ہے۔ اسے جاہل بورژوا اور پولیس کے کتابچوں کے مصنفین نے اختراع کیا ہے جس کا مقصد انقلابیوں کو ''شکست،، دینا ہے۔ کاؤتسکی اسی کو ہمارے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ کاؤتسکی کے بائیں بازووالے مخالف بخوبی جانتے ہیں کہ انقلاب ''تیار،، نہیں کیا جاتا، انقلابات (پارٹیوں اور طبقات کی مرضی سے آزاد) تاریخ کے خارجی طور پر پختہ بحرانوں اور موڑوں سے ارتقا پاتے ہیں، یہ کہ بغیر تنظیم کے عوام‌الناس میں مرضی کا اتحاد نہیں ہو سکتا، یہ کہ مرکزی ریاستوں کی طاقتور دہشت‌پسند فوجی تنظیم کے خلاف جدوجہد مشکل اور طویل معاملہ ہے۔ جب فیصلہ‌کن لمحہ آیا تو اپنے لیڈروں کی غداری کے باعث عوام‌الناس کچھ نہیں کر سکے، جب کہ ''مٹھی بھر،، لیڈر بہتر حالت میں تھے اور اس فرض کے پابند کہ جنگی قرضوں کے خلاف ووٹ دیں، ''طبقاتی صلح،، اور جنگ کے جواز کے خلاف اپنی آواز بلند کریں، اپنی حکومتوں کی شکست کی حمایت کریں، خندقوں میں اخوت کا پروپیگنڈہ کرنے کی غرض سے ایک بین‌الاقوامی تنظیم قائم کریں، انقلابی سرگرمیاں شروع کرنے کے لئے للکارنےوالا غیرقانونی ادب* شائع کرنے کا انتظام کریں وغیرہ۔

---

* برسبیل تذکرہ، یہ بالکل ضروری نہیں تھا کہ طبقاتی نفرت اور طبقاتی جدوجہد کے متعلق لکھنے پر حکومت کی پابندی کے جواب میں تمام سوشل ڈیموکریٹک اخبار بند کر دئے جائیں۔ اس کے متعلق نہ لکھنے پر رضامند ہونا تذلیل اور بزدلی تھی، جیسا کہ «Vorwärts» (۱۱) نے کیا۔ جب اس نے ایسا کیا تو اس کی سیاسی موت واقع ہوگئی۔ مارتوف نے یہ بالکل صحیح کہا۔ یہ ممکن تھا کہ قانونی اخبار یہ کہہ کر برقرار رکھے جا سکتے تھے کہ یہ غیرپارٹی، غیر سوشل ڈیموکریٹک ہیں۔ ان سے مزدوروں کے ایک حصے کی ٹکنیکی ضروریات پوری ہوتیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ غیرسیاسی اخبارات ہوتے۔ ایک طرف غیرقانونی سوشل ڈیموکریٹک ادب ہوتا جس میں

کاؤتسکی کو بخوبی علم ہے کہ جرمنی کے "بائیں بازو" کے ذہن میں ایسے ہی یا اس سے ملتے جلتے اقدام ہیں۔ فوجی سنسر ہونے کے سبب وہ ایسی چیزوں کے متعلق براہ‌راست، کھل کر نہیں کہہ سکتا۔ ہر قیمت پر موقع‌پرستوں کو بچانے کی کاؤتسکی کی خواہش نے اسے انتہائی رسوا مقام تک پہنچا دیا ہے: فوجی سنسر کی آڑ لے کر وہ فاش لغویات کو بائیں بازو سے وابستہ کرتا ہے، اس اعتماد کے ساتھ کہ سنسر اس کا پردہ چاک نہ ہونے میں اس کی مدد کرے گا۔

. . . .

۹

خلاصہ یہ کہ:

دوسری انٹرنیشنل کے انہدام کا انتہائی واضح اظہار یورپ کی اکثر حکمراں سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں کی اپنے عقائد اور اشٹوٹگارٹ اور بازیل کی سنجیدہ قراردادوں کے ساتھ علانیہ غداری ہے۔ لیکن یہ انہدام جو موقع‌پرستی کی مکمل فتح اور سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں کی قومی اعتدال‌پسند مزدور پارٹیوں میں تبدیلی کا نشان ہے دوسری انٹرنیشنل کے پورے تاریخی عہد — انیسویں صدی کے اختتام اور بیسویں صدی کی ابتدا — کا نتیجہ ہے۔ اس عہد کے معروضی حالات — مغربی یورپی بورژوا اور قومی انقلابوں کی تکمیل سے اشتراکی انقلابوں کی ابتدا کے عبور — نے موقع‌پرستی کو جنم دیا اور پروان چڑھایا۔ اس دور میں بعض یورپی ممالک کے اندر مزدور تحریک اور اشتراکی تحریک میں پھوٹ پڑی جو بنیادی طور پر موقع‌پرستی کے خطوط پر تھی (برطانیہ، اٹلی، ہالینڈ، بلغاریہ اور روس)۔ دوسرے ملکوں میں بھی ان ہی خطوط پر مختلف رجحانات کے درمیان طویل اور شدید جدوجہد ہوئی (جرمنی، فرانس، بلجیم،

جنگ کا تخمینہ کیا جاتا اور دوسری طرف اس تخمینے کے بغیر مزدور طبقے کا قانونی ادب جو یہ نہیں لکھتا کہ کیا صحیح نہیں ہے بلکہ صداقت کے بارے میں خاموش رہتا۔ کیا یہ سب ممکن نہیں تھا؟

سویڈن اور سوئٹزرلینڈ)۔ جنگ عظیم نے جو بحران پیدا کیا اس نے تمام پردے چاک کر ڈالے، روایات کو بہا لے گیا اور ایک ایسا پھوڑا عیاں کیا جو پک چکا تھا۔ اس بحران نے موقع پرستی کا یہ اصلی کردار آشکار کیا کہ وہ بورژوازی کی اتحادی ہے۔ اس عنصر کا مزدور پارٹیوں سے تنظیمی قطع تعلق لازمی ہو گیا ہے۔ سامراج کا دور ایک پارٹی کے اندر انقلابی پرولتاریہ کے ہراول اور مزدور طبقے کی نیم پیٹی بورژوا اشرافیہ کے وجود کی اجازت نہیں دیتا جسے ''اپنی'' قوم کے ''عظیم طاقتی'' رتبے کی ہیچ مراعات حاصل ہوتی ہیں۔ یہ پرانا نظریہ کہ موقع پرستی واحد پارٹی میں ایک ایسا ''جائز رنگ'' ہے جس میں ''انتہاپسندیوں'' کی گنجائش نہیں اب مزدوروں کےلئے زبردست دھوکہ اور مزدور تحریک کی راہ میں بڑی رکاوٹ بن گیا ہے۔ کھلی موقع پرستی، جس سے مزدور طبقے کو فوراً کراہت ہوتی ہے، اتنی خطرناک اور ضرررساں نہیں ہے جتنا کہ اعتدال کا یہ نظریہ۔ یہ نظریہ موقع پرست عمل کو صحیح ثابت کرنے کےلئے مارکسی اصطلاحیں استعمال کرتا ہے اور مختلف سوفسطائیتوں سے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ انقلابی اقدام قبل از وقت ہے، وغیرہ۔ اس نظریے کا سب سے ممتاز نقیب کاؤتسکی ہے اور وہ دوسری انٹرنیشنل کا رہنما عہدیدار بھی ہے۔ اس نے اپنے آپ کو ایک مکمل ریاکار اور مارکسزم کی عصمت‌فروشی کے فن میں ماہر ظاہر کر دیا ہے۔ لاکھوں پر مشتمل جرمن پارٹی کے وہ تمام ممبر جو ایماندار، طبقاتی شعور رکھنےوالے اور انقلابی ہیں انھوں نے اس نام‌نہاد مستند شخصیت سے نفرت کے ساتھ منہ موڑ لیا ہے جس کی زیودیکوم اور شیئدمان اتنے جوش و خروش سے مدافعت کرتے ہیں۔

پرولتاری عوام‌الناس — جن کے تقریباً ۹۰ فیصدی سابق لیڈر بورژوازی سے جاملے ہیں، جارحانہ قوم‌پرستی کے سیلاب، مارشل لا اور جنگی سنسر کے دباؤ کے سامنے غیرمتحد اور بےبس ہیں۔ لیکن جنگ معروضی انقلابی صورت‌حال پیدا کر رہی ہے اور یہ وسعت پا رہی ہے اور بڑھ رہی ہے، لازمی طور پر انقلابی جذبہ پیدا کر رہی ہے۔ وہ تمام بہترین اور سب سے زیادہ طبقاتی شعور رکھنےوالے پرولتاریوں کو پختہ بنا رہی ہے، ان میں بصیرت پیدا کر رہی ہے۔ عوام‌الناس

کے مزاج میں یکایک تبدیلی نہ صرف ممکن ہے بلکہ وہ روزافزوں حقیقت سے قریب آتی جا رہی ہے۔ یہ تبدیلی اس سے ملتی جلتی ہے جو روس میں ۱۹۰۵ء کی ابتدا میں ''گاپون کی تحریک،، (۱۲) کے سلسلے میں نظر آتی تھی، جب چند ماہ میں اور بعض وقت چند ہفتوں کے دوران میں پسماندہ پرولتاری عوام‌الناس سے لاکھوں پر مشتمل ایک ایسی فوج ابھری جس نے پرولتاریہ کے انقلابی ہراول کو رہبر تسلیم کیا۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ طاقتور انقلابی تحریک اس جنگ کے فوراً بعد پیدا ہوگی یا اس کے دوران میں، لیکن ہر صورت میں صرف اسی سمت میں کام کو اشتراکی کام کہا جا سکتا ہے۔ خانہ جنگی کا نعرہ اس کام کا خلاصہ بیان کرتا ہے اور اس کی سمت معین کرتا ہے۔ یہ نعرہ ان لوگوں کو متحد اور مستحکم کرتا ہے جو اپنی حکومت اور اپنی بورژوازی کے خلاف پرولتاریہ کی انقلابی جدوجہد کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔

روس میں انقلابی سوشل ڈیموکریٹک پرولتاری عناصر کے پیٹی بورژوا موقع پرست عناصر سے مکمل قطع تعلق کی راہ مزدور طبقے کی تحریک کی پوری تاریخ نے ہموار کی۔ جو لوگ اس تاریخ کو نظرانداز کرتے ہیں اور ''گٹ‌بندی،، سے الگ رہ‌کر اپنے آپ کو روس میں پرولتاری پارٹی کی تشکیل کے اصل عمل کو سمجھنے کا نااہل بنا لیتے ہیں، جو موقع‌پرستی کی مختلف نوعیتوں کے خلاف جدوجہد کے برسوں کے دوران میں پروان چڑھی ہے، اس تحریک کو سخت نقصان پہنچاتے ہیں۔ تمام ''عظیم،، طاقتوں میں جو موجودہ جنگ میں شریک ہیں روس ہی وہ تنہا ملک ہے جسے حال میں انقلاب کا تجربہ ہوا۔ انقلاب کے بورژوا مافیہہ کے سبب، جس میں پرولتاریہ نے فیصلہ‌کن حصہ لیا، مزدور تحریک میں بورژوا اور پرولتاری رجحانات کے درمیان پھوٹ ہونا لازمی تھی۔ لگ‌بھگ بیس سال کے دوران میں (۱۸۹۴ء تا ۱۹۱۴ء) جب سے روسی سوشل ڈیموکریسی کا ایک ایسی تنظیم کی حیثیت سے وجود قائم ہے جس کے عوامی مزدور تحریک کے ساتھ رابطے ہیں (صرف ایک نظریاتی رجحان کی طرح نہیں جیسا کہ ۱۸۸۳ء — ۱۸۹۴ء میں تھا)، پرولتاری انقلابی رجحانات اور پیٹی بورژوا موقع‌پرست رجحانات کے درمیان جدوجہد رہی ہے۔ ۱۸۹۴ء — ۱۹۰۲ء کی ''معاشیت‌پرستی،، (۱۳)

بلاشبہ آخرالذکر رجحان تھا۔ اس کے کئی دلائل اور نظریاتی امتیازی خصوصیات — مارکسزم کو ''استرووے،، انداز میں مسخ کرنا، موقع پرستی کا جواز نکالنے کےلئے ''عوام،، کا نام لینا وغیرہ — کاؤتسکی، کونوف، پلیخانوف وغیرہ کے موجودہ بازاری مارکسزم سے بہت ملتی جلتی ہیں۔ سوشل ڈیمو کریٹوں کی موجودہ نسل کو پرانے ''ربوچایا مسل،، اور ''ربوچیے دیلو،، (۱۴) اور آج کے کاؤتسکی میں مشابہت بتانا بڑا خوشگوار فریضہ ہے۔

آئندہ دور (۱۹۰۳ — ۸ء) میں ''مینشویزم،، ''معاشیت پرستی،، کا نظریاتی اور تنظیمی پہلوؤں سے براہ راست جانشین تھا۔ روسی انقلاب میں اس نے ایسا طریقۂ کار اختیار کیا جس کا معروضی طور پر مطلب یہ تھا کہ پرولتاریہ اعتدال‌پسند بورژوازی کے ماتحت رہے، اور اسی طریقۂ کار نے پیٹی‌بورژوا موقع‌پرست رجحانات ظاہر کئے۔ جب آنےوالے دور (۱۹۰۸ — ۱۴ء) میں مینشویک رجحان کے خاص دھارے نے انسدادپرستی* کو جنم دیا تو اس رجحان کی طبقاتی اہمیت اتنی واضح ہو گئی کہ مینشویزم کے بہترین نمائندوں نے ''ناشا زاریا،، (۱۵) گروپ کی پالیسی کے خلاف ہمیشہ احتجاج کیا۔ یہی وہ تنہا واحد گروپ ہے جو گذشتہ پانچ چھ برسوں میں عوام میں مزدور طبقے کی انقلابی مارکسی پارٹی کے خلاف باقاعدہ سرگرم رہا۔ اور یہ گروپ ۱۹۱۴ — ۱۵ء کی جنگ میں جارحانہ قوم‌پرست بن گیا! اور وہ بھی ایک ایسے ملک میں جہاں مطلق‌العنانی کا ہنوز راج ہے، بورژوا انقلاب ابھی تک مکمل نہیں ہوا ہے اور جس کی ۴۳ فیصدی آبادی اکثریت پر ظلم کرتی ہے جو ''غیر روسی،، قوموں پر مشتمل ہے۔ ''یورپی،، نوعیت کے ارتقا کا، جب

---

* انسداد پرستی — موقع پرست رجحان جو روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کے ممبر مینشویکوں میں پہلے روسی (۱۹۰۵ء — ۱۹۰۷ء) انقلاب کی ناکامی کے بعد پیدا ہوا۔ انسدادپرستوں نے کوشش کی کہ پرولتاری انقلابی غیرقانونی پارٹی کا انسداد کرکے اپنی موقع‌پرست پارٹی منظم کی جائے جس کی سرگرمیوں کو زار کی حکمرانی کے حالات کی حدود میں رکھا جائے، جس کا مطلب یہ تھا کہ عملی طور پر پرولتاریہ کی پارٹی کا انسداد ہو سکے۔ (ایڈیٹر)

پیٹی بورژوازی کی مخصوص پرتیں خاص کر دانش‌ور اور مزدور اشرافیہ کا ایک چھوٹا سا حصہ ''اپنی'' قوم کی ''عظیم طاقتی'' مراعات کے ساجھےدار بن سکتے ہیں، تو روس میں بھی اس مظہر کا ہونا لازمی ہے۔

روس کے مزدور طبقے اور مزدوروں کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی پوری تاریخ نے انہیں ''بین‌الاقوامی'' طریقۂ‌کار کی تربیت دی ہے، یعنی ایسا طریقۂ‌کار جو سچا انقلابی اور ثابت‌قدم انقلابی ہو۔

مزید۔ اس مضمون کی طباعت شروع ہو گئی تھی کہ اخبارات میں کاؤتسکی، ہاسے اور برنشٹائن کا مشترکہ ''منشور'' شائع ہوا۔ انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ عوام بائیں جانب جھک رہے ہیں۔ چنانچہ اب وہ بائیں بازو سے ''صلح کرنے'' کےلئے تیار ہیں۔ قدرتی طور پر زیودیکموں کے ساتھ ''صلح'' برقرار رکھنے کی قیمت پر۔ بالکل بازاری عورتیں (Mädchen für alle) !

مئی — اپریل ۱۹۱۵ء میں
لکھا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۲٦، صفحات ۲۱۱ — ۲۲۲،
۲۲۸ — ۲۳۸، ۲۳٦ — ۲۴۷،
۲٦۲ — ۲٦۵

یورپ کی ریاستہائے متحدہ کا نعرہ

''سوتسیال دیموکرات،، رسالے کے چالیسویں شمارے میں هم نے اطلاع دی تھی که هماری پارٹی (۱٦) کی غیرملکی شاخوں کی کانفرنس نے فیصله کیا هے که ''یورپ کی ریاستہائے متحده،، کا نعره دینے کا سوال اس وقت تک ملتوی کر دیا جائے جب تک که اخباروں میں اس سوال کے معاشی پہلو پر بحث و مباحثه نه هوجائے۔

هماری کانفرنس میں اس سوال پر جو بحث‌ومباحثه هوا اس نے یک‌طرفه قسم کا سیاسی کردار اختیار کر لیا تھا۔ شاید ایک حد تک اس کی وجه یه هو که مرکزی کمیٹی کے منشور میں یه نعره براه راست سیاسی نعرے کی حیثیت سے پیش کیا گیا تھا۔ (''فوری سیاسی نعره...،، — منشور میں کہا گیا هے) اور صرف یہی نہیں که اس منشور نے یورپ کی رپبلکی ریاستہائے متحده کا نعره پیش کیا بلکه خاص طور پر اس نکتے پر زور دیا گیا که ''انقلابی طریقے سے جرمن، آسٹریائی اور روسی مطلق العنان حکومتوں کا تخته الٹے بغیر،، یه نعره بےمعنی هے، جھوٹا هے۔

سوال کے اس طرح پیش کئے جانے پر اگر اس خاص نعرے کی سیاسی حیثیت کی بنا پر اعتراض کیا جائے تو وه قطعی غلط هوگا۔ مثلاً اگر اس بنا پر اعتراض کیا جائے که یه سوشلسٹ انقلاب کے نعرے کو کمزور کرتا هے، الجھاتا هے، وغیره وغیره، تو یه بالکل صحیح نہیں هے۔ واقعی جمہوری سمت میں لے جانےوالی سیاسی تبدیلیاں، اور ان سے بھی زیاده سیاسی انقلاب کبھی، کسی حالت میں بھی سوشلسٹ انقلاب کے نعرے کو نه تو کمزور کرتے هیں

نہ الجھاتے ہیں۔ اس کے برعکس، ایسی تبدیلیاں ہمیشہ سوشلسٹ انقلاب کو زیادہ قریب لاتی ہیں، اس کےلئے زیادہ وسیع بنیادیں ہموار کرتی ہیں اور پیٹی بورژوازی اور نیم پرولتاری عوام‌الناس کے نئے نئے حصوں کو سوشلسٹ جدوجہد میں کھینچ لاتی ہیں۔ دوسری طرف سوشلسٹ انقلاب کے دوران میں سیاسی انقلاب ناگزیر ہوتے ہیں۔ اور اس سوشلسٹ انقلاب کو کوئی واحد عمل نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ طوفانی سیاسی اور معاشی اتھل پتھل، انتہائی تندوتیز طبقاتی جدوجہد، خانہ جنگی، انقلابوں اور معکوس انقلابوں کا ایک پورا دور سمجھنا زیادہ مناسب ہوگا۔

گو یہ صحیح ہے کہ یورپ کی رپبلکی ریاستہائے متحدہ کے نعرے کا رشتہ اگر یورپ کی تین سب سے زیادہ رجعت پسند مطلق‌العنان حکومتوں (اور ان حکومتوں کی قیادت روسی حکومت کرتی ہے) کے انقلابی طور پر خاتمے اور شکست سے جوڑا جائے تو یہ نعرہ سیاسی نعرے کی حیثیت سے ہر قسم کے اعتراض سے بالاتر ہو جاتا ہے، لیکن اس کے باوجود اس نعرے کے معاشی معنی اور اہمیت کا نہایت ضروری سوال باقی رہتا ہے۔ سامراج کے معاشی حالات، یعنی سرمایہ کی برآمد کے نقطۂ نظر سے اور اس حقیقت کے پیش نظر کہ ''ترقی‌یافتہ،، اور ''مہذب،، سامراجی طاقتوں کے درمیان دنیا کا بٹوارہ ہو گیا ہے، سرمایہ‌داری کے تحت یورپ کی ریاستہائے متحدہ یا تو سرے سے نا ممکن ہے یا پھر رجعت‌پرست۔

سرمایہ کا کردار بین‌الاقوامی اور اجارہ‌دارانہ ہو گیا ہے۔ دنیا مٹھی بھر عظیم طاقتوں، یعنی قوموں کی زبردست لوٹ کھسوٹ اور ظلم و زبردستی میں کامیاب ہونےوالی طاقتوں کے درمیان بٹ گئی ہے۔ یورپ کی چار عظیم طاقتیں — انگلستان، فرانس، روس اور جرمنی جن کی مجموعی آبادی پچیس تیس کروڑ اور رقبہ تقریباً ستر لاکھ مربع کلومیٹر ہے — ان نوآبادیوں کی مالک ہیں جن کی آبادی تقریباً نصف ارب (۴۹ کروڑ ۴۵ لاکھ) اور رقبہ ۶ کروڑ ۴۶ لاکھ مربع کلومیٹر ہے، یعنی کرۂارض کے رقبے کا تقریباً آدھا حصہ (جو قطبی علاقوں کو نکال کر ۱۳ کروڑ ۳۰ لاکھ مربع کلومیٹر ہے)۔ ان میں تین ایشیائی ریاستوں — چین، ترکی اور ایران کو اور شامل کر لیجئے جہاں اس وقت لٹیرے جاپان، روس، انگلستان اور فرانس

''آزادی،، کی جنگ لڑ رہے ہیں اور ان کی تکابوٹی کر رہے ہیں۔ ان تین ایشیائی ریاستوں کی، جنہیں نیم‌نوآبادی کہا جا سکتا ہے (اور درحقیقت یہ اس وقت نوے فیصدی نوآبادی ہیں) آبادی ۳۶ کروڑ ہے اور ان کا رقبہ ایک کروڑ ۵۰ لاکھ مربع کلومیٹر (یعنی پورے یورپ کے رقبے کا تقریباً ڈیڑھ گنا)۔

پھر یہ کہ انگلستان، فرانس اور جرمنی نے دوسرے ملکوں میں کچھ نہیں تو ۷۰ ارب روبل کے برابر سرمایہ لگا رکھا ہے۔ اس معقول رقم سے ''جائز،، منافع حاصل کرنے کا کام، جو ۳ ارب روبل سالانہ سے زائد ہے، کروڑپتیوں کی قومی کمیٹیاں انجام دیتی ہیں جو حکومتیں کہلاتی ہیں — ان حکومتوں کے پاس بری اور بحری فوجیں ہیں اور یہ حکومتیں ''شری کروڑی مل،، کے بھائی بندوں اور بیٹوں کو وائسراؤں، قونصلوں، سفیروں، طرح طرح کے افسروں، پادریوں اور دوسری قسم کی جونکوں کی حیثیت سے نوآبادیوں اور نیم نوآبادیوں میں ''مقرر،، کرتی ہیں۔

لہٰذا سرمایہ‌داری کے انتہائی ارتقا کے دور میں مٹھی بھر عظیم طاقتوں کے ہاتھوں کرۂارض کے تقریباً ایک ارب لوگوں کی لوٹ کھسوٹ اس طرح منظم کی جاتی ہے۔ سرمایہ‌داری کے تحت اور کسی قسم کی تنظیم ممکن نہیں ہے۔ نوآبادیوں سے، ''حلقہ‌ہائے اثر،، سے، سرمایے کی برآمد سے ہاتھ اٹھا لیا جائے؟ یہ سمجھنا کہ ایسا ممکن ہے ٹٹ‌پونجیا دماغ کے پادری کی سطح پر اتر آنے کے برابر ہے جو ہر اتوار کو دولت‌مند لوگوں کے سامنے عیسائیت کے بلند و ارفع اصولوں کی تبلیغ کرتا ہے اور انہیں نصیحت کرتا ہے کہ وہ غریب غرباء کو... خیر کئی ارب روبل نہیں تو کم از کم کئی سو روبل سالانہ خیرات کر دیا کریں۔

سرمایہ‌داری کے تحت یورپ کی ریاستہائے متحدہ نوآبادیوں کے حصے بخرے کرنے کے سمجھوتے کے مترادف ہے۔ لیکن سرمایہ‌دار نظام میں تو زور اور طاقت کے علاوہ تقسیم کا اور کوئی اصول اور کوئی بنیاد ممکن نہیں ہے۔ کوئی بھی کروڑپتی کسی سرمایہ‌دار ملک کی ''قومی آمدنی،، میں کسی اور کے ساتھ صرف ''لگائے ہوئے سرمایہ کے تناسب سے،، حصہ بٹاتا ہے (اور اس میں بونس مزید شامل کر دیا جاتا ہے تاکہ سب سے بڑے سرمایے کو اپنے حق

سے زیادہ ھی حصہ مل جائے) ۔ سرمایہداری، ذرائع پیداوار پر شخصی ملکیت اور عمل پیداوار میں نراج کا دوسرا نام ھے۔ ایسی بنیاد پر آمدنی کی ''منصفانہ،، تقسیم کا پرچار کرنا پرودھونازم (١٧) ھے، احمقانہ کم نظری ھے۔ تقسیم صرف ''طاقت کے تناسب،، ھی سے ھو سکتی ھے اور کسی طرح نہیں۔ اور طاقت معاشی ترقی کے ساتھ ساتھ بدلتی ھے - ١٨٧١ء کے بعد انگلستان اور فرانس کی بہ‌نسبت کوئی تین چار گنا تیزی سے جرمنی کی اور روس کی بہ‌نسبت تقریباً دس گنا تیزی سے جاپان کی طاقت میں ترقی ھوئی۔ کسی سرمایہ‌دار ملک کی اصلی طاقت کی آزمائش کےلئے جنگ سے بہتر کسوٹی نہ کوئی ھے نہ ھو سکتی ھے۔ جنگ میں نجی ملکیت کے اصولوں کا تناقض نہیں ھوتا۔ بلکہ وہ تو اس کے برعکس ان اصولوں کا ایک براہ راست اور اٹل نتیجہ ھوتی ھے۔ سرمایہ‌داری کے تحت الگ الگ کاروباروں یا الگ الگ ریاستوں کی یکساں اور ھموار معاشی نشوونما ناممکن ھے۔ سرمایہ‌دارانہ نظام میں وقتاً فوقتاً توازن میں جو خلا ھوتا رھتا ھے اس کو ٹھیک کرنے کا صنعت میں معاشی بحرانوں اور سیاست میں جنگوں کے سوا اور کوئی طریقہ ممکن نہیں ھے۔

یہ ٹھیک ھے کہ سرمایہ‌داروں اور طاقتوں کے درمیان عارضی سمجھوتے ممکن ھیں۔ اس معنی میں یورپی سرمایہ‌داروں کے درمیان باھمی سمجھوتے کی حیثیت سے یورپ کی ریاستہائے متحدہ کا قیام ممکن ھے... لیکن کس لئے؟ محض اس لئے کہ مل‌جل کر یورپ میں سوشلزم کو دبایا اور کچلا جائے، مل‌جل کر جاپان اور امریکہ کے خلاف نوآبادیاتی مال غنیمت کی حفاظت کی جائے جنھیں یہ محسوس ھوتا ھے کہ نوآبادیات کی موجودہ تقسیم میں یار لوگوں نے ان کے ساتھ بےحد زیادتی کی ھے اور جو پچھلی نصف صدی میں، پسماندگی اور بڑھاپے کے باعث سڑتے گلتے، مطلق العنان شاھی‌پرست یورپ کی بہ‌نسبت بےانتہا تیزی سے طاقت‌ور ھوتے گئے ھیں۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے مقابلے میں یورپ مجموعی طور پر معاشی جمود کا حامل ھے۔ موجودہ معاشی بنیاد پر، یعنی سرمایہ‌دارانہ نظام میں، یورپ کی ریاستہائے متحدہ کا مطلب ھوگا امریکہ کی زیادہ تیزرفتار ترقی کے راستے میں روڑے اٹکانے کےلئے رجعت کی تنظیم۔ وہ دن لد

گئے جب جمہوریت اور سوشلزم کے آدرشوں کا رشتہ یورپ اور صرف یورپ سے تھا۔

عالمی ریاستہائے متحدہ (یورپ کی ریاستہائے متحدہ ہی نہیں) قوموں کے اتحاد اور آزادی کی وہ ریاستی شکل ہے جس کا ہم ہمیشہ سوشلزم سے رشتہ جوڑتے ہیں — یعنی اس وقت تک کےلئے جب تک کہ کمیونزم کی مکمل فتح جمہوری ریاست سمیت ہر قسم کی ریاست کا قطعی طور پر خاتمہ نہ کر دے۔ لیکن ایک علحدہ نعرے کی حیثیت سے، عالمی ریاستہائے متحدہ کا نعرہ کچھ زیادہ صحیح اور موزوں نہ ہوگا کیونکہ اول تو یہ سوشلزم میں ضم ہو جاتا ہے، دوسرے، یہ بھی ممکن ہے کہ اس کو غلط معنی پہناکر یہ سمجھ لیا جائے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف ایک ملک میں سوشلزم کی فتح ناممکن ہے اور اس طرح یہ نعرہ ایسے ملک کے، یعنی سوشلسٹ ملک کے دوسرے ملکوں سے تعلقات کے بارے میں بھی غلط فہمیاں پیدا کر سکتا ہے۔

ناہموار اور غیرمساوی معاشی اور سیاسی ارتقا سرمایہ‌داری کا اٹل قانون ہے۔ اور اسی سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ شروع میں صرف چند الگ الگ سرمایہ‌دار ملکوں میں، بلکہ محض ایک ہی ملک میں سوشلزم کی فتح ممکن ہے۔ اس ملک کا فتح‌یاب پرولتاری طبقہ، جو سرمایہ‌داروں کو بےدخل کردےگا اور اپنی سوشلسٹ پیداوار کو منظم کرےگا، باقی دنیا کے، یعنی سرمایہ‌دار دنیا کے خلاف ڈٹ جائےگا، دوسرے ملکوں کے مظلوم و مجبور طبقوں کو اپنے آدرش کی طرف کھینچےگا، ان ملکوں میں سرمایہ‌داروں کے خلاف بغاوتیں کرائےگا اور ضرورت پڑنے پر استحصالی طبقوں اور ان کی ریاستوں کے خلاف اپنی مسلح طاقت کا استعمال بھی کرےگا۔ جس معاشرے میں پرولتاری طبقہ بورژوا طبقے کا تختہ الٹنے کے بعد فتح‌یاب ہوگا اس معاشرے کی سیاسی شکل جمہوری ریپبلک کی ہوگی اور یہ ریپبلک اس خاص ملک یا ملکوں کے پرولتاریہ کی قوتوں کو ان ریاستوں کے خلاف جدوجہد کےلئے، جو ابھی تک سوشلزم کی راہ پر گامزن نہیں ہوئی ہیں، منظم اور متحد کرےگی۔ مظلوم و مجبور طبقے، یعنی پرولتاری طبقے کی ڈکٹیٹرشپ کے بغیر طبقات کا خاتمہ ناممکن ہے۔ پچھڑی ہوئی ریاستوں کے خلاف سوشلسٹ ریپبلکوں کی کم‌وبیش

طویل اور جان توڑ جد و جہد کے بغیر سوشلزم کے تحت قوموں کا آزاد آہنگ ناممکن ہے۔

ان ہی تمام مذکورۂبالا اسباب کی بنا پر اور روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی غیرملکی شاخوں کی کانفرنس میں اور کانفرنس کے بعد جو باربار بحث و مباحثے ہوئے ان کی بنا پر مرکزی ترجمان کے مدیر اس نتیجے پر پہنچے کہ یورپ کی ریاستہائے متحدہ کا نعرہ غلط ہے۔

''سوتسیال دیموکرات،،	لینن کا مجموعۂ تصانیف،
شمارہ ۴۴، ۲۳	پانچواں روسی ایڈیشن،
اگست ۱۹۱۵ء	جلد ۲۶، صفحات ۳۵۱ — ۳۵۵

سوشلسٹ انقلاب اور قوموں کا حق خوداختیاریت (مقالے)

(اقتباس)

۱ - سامراج، سوشلزم اور مظلوم و محکوم قوموں کی آزادی

سامراج، سرمایہ‌داری کے ارتقا کی بلندترین منزل ہے۔ ترقی‌یافتہ ملکوں کا سرمایہ قومی ریاستوں کی سرحدوں سے باہر نکل گیا ہے۔ اس نے مقابلےبازی کی جگہ اجارہ‌داری قائم کرلی ہے۔ اس طرح اس نے سوشلزم کے حصول کے لئے تمام معروضی لوازم مہیا کر دئے ہیں۔ اس لئے مغربی یورپ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ میں سرمایہ‌دار حکومتوں کا تختہ الٹنے کےلئے، بورژوازی کی ملکیت ضبط کرنے کےلئے پرولتاریہ کی انقلابی جدوجہد وقت کی پکار بن چکی ہے۔ سامراج طبقاتی تضادات کو انتہائی حدتک تند و تیز کرکے، عوام‌الناس کے حالات زندگی کو معاشی (ٹرسٹوں اور گراں بازاری کے ذریعہ) اور سیاسی (عسکریت پرستی کی شدت، تابڑ توڑ جنگوں اور رجعت کو ہوا دے کر، قومی ظلم‌وجبر اور نوآبادیاتی لوٹ مار میں زیادہ شدت اور وسعت پیدا کرکے) دونوں طرح سے بد سے بدتر بنا کر، عوام‌الناس کو اس جدوجہد میں شریک کر رہا ہے۔ فتح یاب سوشلزم کا لازمی فرض ہونا چاہئے کہ مکمل جمہوریت حاصل کرے اور نتیجے کے طور پر صرف قوموں کی مکمل مساوات کی داغ بیل نہ رکھے بلکہ مظلوم و محکوم قوموں کے حق خوداختیاریت کو یعنی آزاد سیاسی علحدگی کے حق کو عملی شکل دے۔ سوشلسٹ پارٹیاں اس وقت، انقلاب کے دوران میں اور انقلاب کی فتح کے بعد اگر اپنی تمام‌تر سرگرمیوں سے یہ ثابت نہ کر سکیں کہ وہ محکوم قوموں کو آزاد کر دیں‌گی اور ان کے ساتھ آزادانہ اتحاد کی بنیاد پر (اور آزادانہ اتحاد علحدگی کی آزادی کے بغیر جھوٹی اصطلاح ہے) تعلقات قائم کریں‌گی تو ایسی پارٹیاں سوشلزم سے غداری کریں‌گی۔

بلاشبہہ جمہوریت بھی ریاست کی ایک شکل ہے جو اس وقت مٹ جائیگی جب خود ریاست مٹ جائیگی۔ لیکن یہ چیز صرف اس وقت عملی شکل اختیار کریگی جب پوری طرح فتح یاب اور مستحکم سوشلزم کی منزل سے مکمل کمیونزم کی منزل میں داخل ہونے کا سلسلہ عمل میں آئے گا۔

۲ - سوشلسٹ انقلاب اور جمہوریت کے لئے جدوجہد

سوشلسٹ انقلاب کوئی ایک اقدام نہیں ہے، کسی ایک مورچے پر ایک لڑائی نہیں ہے بلکہ شدید طبقاتی جدوجہد کا پورا دور ہے، تمام محاذوں پر لڑائیوں کا ایک پورا سلسلہ یعنی معاشیات اور سیاست کے تمام مسئلوں کے گرد لڑائیاں جن کا واحد انجام بورژوازی کی ملکیت کی ضبطی ہے۔ یہ فرض کر لینا بنیادی غلطی ہوگی کہ جمہوریت کی خاطر جدوجہد پرولتاریہ کو سوشلسٹ انقلاب کے راستے سے بھٹکا سکتی ہے یا اس کو دھندلا کرسکتی ہے، اس پر پردہ ڈال سکتی ہے وغیرہ۔ اس کے برعکس اگر ایسا فتح یاب سوشلزم ممکن نہیں ہے جو مکمل جمہوریت کو رائج نہیں کرتا، تو پرولتاریہ اس وقت تک بورژوازی پر فتح حاصل کرنے کی تیاری نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ جمہوریت کی خاطر ہمہ پہلو، مسلسل اور انقلابی جدوجہد نہ کرے۔

یہ اس سے کم سنگین غلطی نہیں ہوگی کہ جمہوری پروگرام کے کچھ نکات میں سے ایک کو، مثلاً قوموں کی خودارادیت کے نکتے کو اس بنا پر حذف کردیا جائے کہ یہ سامراج کے تحت ''ناممکن،، یا ''خیالی پلاؤ،، ہے۔ قوموں کا حق خودارادیت سرمایہ‌داری کی حدود کے اندر حاصل نہیں کیا جا سکتا ــ اس دعوی کو یا تو قطعی معاشی مفہوم میں لینا چاہئے یا مشروط سیاسی مفہوم میں۔

پہلی صورت میں یہ دعوی نظریاتی حیثیت سے بنیادی طور پر غلط ہے۔ اول، اس مفہوم میں، سرمایہ‌داری کے تحت محنت کے معاوضے کے کوپن یا بحران کا خاتمہ وغیرہ ناممکن ہے۔ لیکن یہ دلیل پیش کرنا یکسر غلط ہے کہ اسی طرح قوموں کی خودارادیت

بھی ناممکن ہے۔ دوسرے، ۱۹۰۵ء میں سویڈن سے ناروے کی علحدگی کی ایک مثال بھی اس مفہوم میں ''ناممکن،، ہونے کی دلیل کی تردید کرنے کےلئے کافی ہے۔ تیسرے، اس حقیقت سے انکار کرنا مضحکہخیز ہے کہ سیاسی رشتوں اور حکمت عملی کے رشتوں میں ہلکی سی تبدیلی بھی — مثلاً جرمنی اور انگلستان کے رشتوں میں تبدیلی — نئی ریاستوں کا قیام، پولش، ہندوستانی ریاستوں وغیرہ کا قیام آج نہیں تو کل ''ممکن،، بنا سکتی ہے۔ چوتھے، مالیاتی سرمایہ، توسیع کی ضرورت سے مجبور ہوکر، کسی بھی ملک کی آزادترین، انتہائی جمہوری اور ریپبلکی حکومت کو اور چنے ہوئے حکام کو، چاہے وہ ملک ''خود مختار،، ہی کیوں نہ ہو، ''آزادی سے،، خرید سکتا ہے اور رشوت دے سکتا ہے۔ عام سرمایے کی طرح، مالیاتی سرمایے کا غلبہ سیاسی جمہوریت کے دائرے کے اندر کسی قسم کی اصلاح سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اور حقخودارادیت پورے طور پر صرف اسی دائرے میں آتا ہے۔ بہرحال، مالیاتی سرمایے کا یہ غلبہ سیاسی جمہوریت کی اہمیت کو ختم نہیں کرتا جو طبقاتی ظلم و جبر اور طبقاتی جدوجہد کی زیادہ آزاد، زیادہ وسیع اور زیادہ واضح شکل ہے۔ اس لئے معاشی نقطۂنظر سے، سرمایہداری کے تحت سیاسی جمہوریت کے مطالبوں میں سے ایک مطالبے کے حصول کے ''ناممکن،، ہونے کے بارے میں تمام دلیلیں سرمایہداری اور عام طور پر سیاسی جمہوریت کے عام اور بنیادی رشتوں کی غلط نظریاتی تفسیر بن جاتی ہیں۔

دوسری صورت میں یہ دعوی نامکمل اور ناقص ہے کیونکہ سامراج کے تحت، صرف قوموں کا حق خودارادیت ہی نہیں بلکہ سیاسی جمہوریت کے تمام بنیادی مطالبوں کا حصول ''ممکن،، ہے لیکن نامکمل طور پر، بگڑی ہوئی شکل میں اور محض استثنا کے طور پر (مثال کے طور پر ۱۹۰۵ء میں سویڈن سے ناروے کی علحدگی)۔ تمام انقلابی سوشل ڈیموکریٹ نوآبادیوں کو فوراً آزاد کرنے کا جو مطالبہ پیش کرتے ہیں وہ بھی سرمایہداری کے تحت، انقلابوں کے ایک پورے سلسلے کے بغیر ''ناقابل حصول،، ہے۔ بہرحال، اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ سوشل ڈیموکریٹ ان تمام مطالبوں کےلئے فوری اور فیصلہکن جدوجہد سے کترائیں۔ اس سے کترانا

صرف بورژوازی اور رجعت کے فائدے میں ہے۔ اس کے برعکس اس کا مطلب یہ ضرور ہے کہ ان تمام مطالبوں کو اصلاح‌پسند طریقے سے نہیں بلکہ انقلابی طریقے سے مرتب کیا جائے اور آگے بڑھایا جائے۔ بورژوا قانون کے دائرے میں رہ‌کر نہیں بلکہ اس کو توڑ کر آگے بڑھایا جائے، پارلیمنٹ میں تقریروں اور زبانی احتجاجوں پر اکتفا کرکے نہیں بلکہ وسیع سرگرمیوں میں عوام‌الناس کو شریک کرکے، ہر قسم کے بنیادی جمہوری مطالبے کی خاطر جدوجہد کو پھیلایا اور اس میں شدت پیدا کرکے آگے بڑھایا جائے جس کا انجام بورژوازی کے خلاف پرولتاریہ کے براہ‌راست دھاوا بولنے پر نکلے یعنی سوشلسٹ انقلاب پر جو بورژوازی کی ملکیت ضبط کرے۔ سوشلسٹ انقلاب بڑی ہڑتال، سڑک پر کسی مظاہرے، فاقوں سے پیدا ہونےوالے کسی فساد، فوجوں میں بغاوت یا کسی نوآبادیاتی بغاوت کے نتیجے کے طور پر ہی نہیں بلکہ عین ممکن ہے کہ کسی سیاسی بحران (مثلاً درائی‌فوس کا مقدمہ (۱۸) یا تسابیرن کا حادثہ (۱۹) یا کسی مظلوم و محکوم قوم کی علحدگی کے سلسلے میں استصواب وغیرہ کے نتیجے کے طور پر پھٹ پڑے۔

سامراج کے تحت قومی ظلم میں شدت سوشل ڈیموکریسی کے لئے اور بھی لازمی بنا دیتی ہے کہ وہ صرف قوموں کی علحدگی کی آزادی کےلئے جدوجہد کو نہ چھوڑے، جسے بورژوازی ''خیالی جنت،، والی جدوجہد کا نام دیتی ہے، بلکہ اس کے برعکس اس سلسلے میں ابھرنےوالے تصادموں اور ٹکراؤں کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائے اور ان کو بورژوازی کے خلاف عوامی تحریکوں اور انقلابی دھاوے کے لئے استعمال کرے۔

۳ - حق خودارادیت کا مطلب اور فیڈریشن سے اس کا تعلق

قوموں کے حق خودارادیت کا مطلب صرف سیاسی معنی میں حق خودمختاری ہے۔ اس کا مطلب ہے ظالم و جابر قوم سے آزاد سیاسی علحدگی کا حق۔ ٹھوس معنوں میں سیاسی جمہوریت کے اس مطالبے کا مطلب ہے علحدگی کےلئے ایجی‌ٹیشن کرنے کی مکمل آزادی، علحدگی

چاھنےوالی قوم کی استصواب کے ذریعہ علحدگی کے سوال کو طے کرنے کی آزادی۔ نتیجے کے طور پر یہ مطالبہ اور علحدگی، بٹوارے اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کرنے کا مطالبہ، دونوں ایک نہیں ھیں۔ یہ مطالبہ محض منطقی اظہار ھے کسی بھی شکل میں قومی ظلم و جبر کے خلاف جدوجہد کا۔ ریاست کا جمہوری نظام علحدگی کی مکمل آزادی سے جتنا قریب ہوگا، عملی طور پر علحدگی کے لئے جدوجہد اتنی ھی کمزور اور کم ہوتی جائےگی کیونکہ اس میں شبہہ نہیں کہ معاشی ترقی اور عوام کے مفاد، دونوں نقطۂ نظر سے، بڑی ریاستوں کے فائدے زیادہ ھیں۔ اور یہ فائدے سرمایہ‌داری کے ارتقا کے ساتھ بڑھتے جاتے ھیں۔ حق خودارادیت کو تسلیم کرنا اور فیڈریشن کو ایک اصول کی حیثیت سے تسلیم کرنا، ایک نہیں ھے۔ ایک شخص اس اصول کا کٹر دشمن اور جمہوری مرکزیت کا حامی ھو سکتا ھے اور اس کے باوجود قومی عدم‌مساوات پر فیڈریشن کو ترجیح دے سکتا ھے کہ یہی مکمل جمہوری مرکزیت کا واحد راستہ ھے۔ اسی نقطۂ نظر سے مارکس نے مرکزیت پسند ھونے کے باوجود انگریزوں کے ھاتھوں آئرلینڈ کی جبریہ محکومی پر آئرلینڈ اور انگلستان کے فیڈریشن کو ترجیح دی تھی۔

سوشلزم کا مقصد بنی‌نوع انسان کے چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹوارے اور قوموں کی تمام الگ الگ خانہ‌بندیوں کو ختم کرنا ھی، قوموں کو ایک دوسرے کے ساتھ لانا ھی نہیں بلکہ ان کو شیروشکر کر دینا ھے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ضروری ھے کہ ھم ایک طرف تو ''ثقافتی قومی خود اختیاری،، (۲۰) سے متعلق رینیر اور باؤیر کے خیالات کی رجعت‌پسند نوعیت عام لوگوں کو بتائیں اور دوسری طرف، محض عمومی طور پر نہیں، مبہم انداز میں نہیں، بےمغز لن‌ترانیوں سے نہیں، سوشلزم کے قیام تک اسے ''اٹھا رکھنے،، کی بات کرکے نہیں، بلکہ صاف صاف اور جچے تلے انداز میں سیاسی پروگرام مرتب کرکے مظلوم قوموں کی آزادی کا مطالبہ کریں، ایک ایسا پروگرام مرتب کریں جو ظالم و جابر قوموں کے سوشلسٹوں کی ریا کاری اور بزدلی کو بھی خاص طور پر نظر میں رکھے۔ ٹھیک جس طرح بنی‌نوع انسان مظلوم و محکوم طبقے کی ڈکٹیٹرشپ کے عبوری دور سے گزر کر ھی طبقات کا خاتمہ کر

سکتا ھے ٹھیک اسی طرح بنی نوع انسان قوموں کے شیروشکر ہوجانے کی ناگزیر منزل تک تمام مظلوم و محکوم قوموں کی مکمل آزادی یعنی ان کی آزادی کے ذریعے علحدگی کے عبوری دور سے گزر کر ھی پہنچ سکتا ھے۔

۴ - قوموں کی خودارادیت کے سوال کی پرولتاری انقلابی پیش کش

قوموں کی خودارادیت کا مطالبہ ھی نہیں بلکہ ھمارے کم سے کم جمہوری پروگرام کے تمام نکات، بہت پہلے، سترھویں اٹھارھویں صدیوں میں پیٹی بورژوازی نے پیش کئے تھے۔ پیٹی بورژوازی آج تک ان تمام مطالبوں کو خیالی جنت کے باسیوں کے انداز میں اٹھاتی رھی ھے۔ وہ طبقاتی جدوجہد کو نہیں دیکھتی۔ اس کی آنکھیں اس حقیقت کی طرف سے بھی بند ھیں کہ طبقاتی جدوجہد جمہوریت کے سائے میں اور تیز ھوتی ھے۔ وہ ''پرامن،، سرمایہ‌داری پر یقین رکھتی ھے۔ سامراج کے سائے میں برابر قوموں کے ایک پرامن اتحاد کے خیالی جنت‌والے تصور کی نوعیت بس یہی ھے جو عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکتا ھے اور جس کی کاؤتسکی کے حامی (۲۱) وکالت کرتے ھیں۔ ضروری ھے کہ اس کم‌نظر اور موقع‌پرستانہ خیالی جنت کے بجائے سوشل ڈیموکریسی کا پروگرام یہ نظریہ پیش کرے کہ سامراج کے سائے میں قوموں کی بنیادی، اصلی اور ناگزیر تقسیم وہ ھے جو صرف ظالم و جابر اور مظلوم و محکوم قوموں کے درمیان ھوتی ھے۔

ظالم و جابر قوموں کا پرولتاریہ عمومی قسم کے گھسے پٹے جملوں اور فقروں تک خود کو محدود نہیں رکھ سکتا جنھیں صلح پسند بورژوا جبری الحاق کے خلاف اور قوموں کے مساوی حقوق کے بارے میں عام طور پر کہہ سکتا ھے۔ پرولتاریہ اس سوال کی جانب آنکھیں بند نہیں کر سکتا جو سامراجی بورژوازی کے لئے خاص طور پر ''ناخوشگوار،، ھے یعنی ایسی ریاست کی سرحدوں کا سوال جو قومی ظلم‌وجبر پر مبنی ھے۔ پرولتاریہ اس کے سوا اور کچھ نہیں

کر سکتا کہ مظلوم و محکوم قوموں کو ایک خاص ریاست کی سرحدوں کے اندر زبردستی بند رکھنے کے خلاف جنگ کرے اور یہی مطلب ہے حق خودارادیت کی جدوجہد کا۔ پرولتاریہ کا فرض ہے کہ ان نوآبادیوں اور ان قوموں کی سیاسی علحدگی کی آزادی کا مطالبہ کرے جن کو پرولتاریہ کی ''اپنی'' قوم ظلم کا شکار بنائے ہوئے ہے۔ جب تک کہ پرولتاریہ ایسا نہیں کرتا پرولتاری بین الاقوامیت محض بےمعنی اصطلاح رہتی ہے۔ اس کے بغیر ظالم و جابر اور مظلوم و محکوم قوموں کے مزدوروں کے درمیان نہ باھمی اعتماد ممکن ہو سکتا ہے اور نہ طبقاتی یکجہتی، نہ خودارادیت کے اصلاح پسند اور کاؤتسکی پرست وکیلوں کی ریا کاری کی قلعی کھل سکتی ہے جو ان قوموں کے بارے میں ہونٹوں پر گوند چپکائے بیٹھے رہتے ھیں جن کو ان کی ''اپنی قوم'' کے ظلم و محکومی کا شکار بنایا جاتا ہے اور زبردستی ان کی ''اپنی'' ریاست کی سرحدوں کے اندر بند رکھا جاتا ہے۔

دوسری طرف، مظلوم و محکوم قوموں کے سوشلسٹوں کو چاھئے کہ وہ مظلوم و محکوم قوموں کے مزدوروں اور ظالم و جابر قوموں کے مزدوروں کے درمیان مکمل اور بھرپور اتحاد کے لئے، جس میں تنظیمی اتحاد بھی شامل ہے، جدوجہد کریں اور اس کو عملی جامہ پہنائیں ورنہ پرولتاریہ کی آزاد پالیسی کے لئے لڑنا اور بورژوازی کے تمام چوردروازوں، دغابازیوں اور دھوکے فریب کی موجودگی میں دوسرے ملکوں کے پرولتاریہ کے ساتھ طبقاتی یکجہتی کا پرچم لہرانا ناممکن ہے۔ کیونکہ مظلوم و محکوم قوموں کا بورژوا طبقہ آزادی کے نعروں کو مزدوروں کو مستقل دھوکہ دینے کے ہتھکنڈوں میں بدلتا رہتا ہے: اندرونی سیاست میں بورژوازی ان نعروں کو حکمراں قوموں کی بورژوازی کے ساتھ رجعت‌پسندانہ سمجھوتے کرنے میں استعمال کرتی ہے (مثال کے طور پر روس اور آسٹریا میں پولینڈ والے جنھوں نے رجعت سے سمجھوتے کئے تاکہ یہودیوں اور یوکرینیوں کو اپنے ظلم و جبر کا شکار بنا سکیں)؛ بورژوازی خارجہ سیاست کے میدان میں حریف سامراجی طاقتوں میں سے کسی ایک سے سمجھوتے کرنے کی کوشش کرتی ہے تاکہ اپنے غاصبانہ مفادات حاصل کر سکے (بلقان میں چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی پالیسی، وغیرہ وغیرہ)۔

ہو سکتا ہے کہ ایک سامراجی طاقت کے خلاف قومی آزادی کی جدوجہد کو دوسری ''بڑی،، طاقت خاص حالات میں اپنے یکساں سامراجی مفاد کی خاطر استعمال کرے۔ سوشل ڈیموکریٹ اس حقیقت کی بنیاد پر قوموں کے حق خودارادیت کو تسلیم کرنے سے اسی طرح انکار نہیں کر سکتے جس طرح اس حقیقت کے باوجود کہ بورژوازی نے کئی بار ریپبلکی نعروں کو سیاسی فریب اور مالی لوٹ کھسوٹ کےلئے استعمال کیا ہے (جیسے لاطینی ملکوں میں)، سوشل ڈیموکریٹوں کو ریپبلکن‌ازم سے ہاتھ دھونے پر مجبور نہیں کیا جا سکا۔ *

۵ - قومی مسئلے پر مارکسزم اور پرودھون‌ازم

پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں کے برخلاف، مارکس نے بلااستثنا تمام جمہوری مطالبوں کو، بذات خود مقصد نہیں بلکہ جاگیرداری کے خلاف بورژوازی کی رہنمائی میں عوام کی جدوجہد کا تاریخی مظہر

---

* یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ حق خودارادیت کی مخالفت محض اس بنا پر کرنا کہ اس کا مطلب ہے ''مادروطن کی حفاظت،، اور بھی مضحکہ‌خیز ہے۔ ۱۹۱۴ — ۱۶ء کے جارحانہ قوم‌پرست اسی زبردست منطق کے ساتھ یعنی اسی سطحی‌پن کے ساتھ، اس دلیل کا جمہوریت کے تمام مطالبوں (مثلاً ریپبلکن‌ازم) پر اور قومی ظلم و جبر کے خلاف جدوجہد کے ہر فارمولے پر اطلاق کرتے ہیں۔ اور یہ سب ''مادروطن کی حفاظت،، کا جواز حاصل کرنے کی خاطر۔ مارکسزم مادروطن کی حفانلت کے خیال کو تسلیم کرتا ہے مگر وہ اس خیال تک بعض ''عام اصول،، یا پروگرام کے بعض الگ نکات کی بنا پر نہیں بلکہ ہر الگ الگ جنگ کے خاص تاریخی حالات کے تجزیے کی بنا پر پہنچا ہے۔ مثال کے طور پر یورپ میں عظیم فرانسیسی انقلاب کی جنگوں اور گاریبالدی کی جنگوں میں مارکسزم مادروطن کی حفاظت کی اہمیت تسلیم کرتا ہے۔ لیکن مارکسزم نے ۱۹۱۴ — ۱۶ء کی سامراجی جنگ میں مادروطن کی حفاظت کے نعرے کی مخالفت کی۔

قرار دیا ہے۔ ان میں سے ایک بھی جمہوری مطالبہ ایسا نہیں ہے جس کو بورژوازی مزدوروں کو دھوکا دینے کے لئے حربے کے طور پر استعمال نہ کر سکتی ہو یا بعض حالات میں نہ کیا ہو۔ اس سلسلے میں سیاسی جمہوریت کے مطالبوں میں سے ایک کو یعنی قوموں کی خودارادیت ہی کو لینا اور اس کو باقی تمام مطالبوں کے مقابلے میں رکھنا بنیادی طور پر غلط نظریہ ہے۔ عملی طور پر، پرولتاریہ اپنی خود مختاری اسی وقت برقرار رکھ سکتا ہے جب وہ ریپبلک کے مطالبے سمیت تمام جمہوری مطالبوں کے لئے جدوجہد کو بورژوازی کا تختہ الٹنے کی خاطر اپنی انقلابی جدوجہد کا تابع بنائے۔

دوسری طرف، پرودھون کے پیرووں کے برخلاف، جنھوں نے ''سماجی انقلاب کی خاطر،، قومی سوال سے ''انکار کیا،، مارکس نے، خاص طور پر ترقی‌یافتہ ملکوں میں پرولتاری طبقاتی جدوجہد کے مفاد کو پیش نظر رکھ‌کر بین‌الاقوامیت اور سوشلزم کے بنیادی اصول کو صف اول میں رکھا یعنی کوئی قوم بھی جو دوسری قوموں پر ظلم کرتی ہے آزاد نہیں ہو سکتی۔ جرمن مزدوروں کی انقلابی تحریک کے مفاد کے اسی نقطۂ نظر سے مارکس نے ۱۸۴۸ء میں مطالبہ کیا تھا کہ جرمنی میں فتح‌یاب جمہوریت ان قوموں کے آزاد ہونے کا اعلان کرے اور ان کو آزادی دے جو جرمنوں کے ظلم کا شکار تھیں۔ انگریز مزدوروں کی انقلابی جدوجہد کے نقطۂ نظر ہی سے مارکس نے ۱۸۶۹ء میں انگلستان سے آئرلینڈ کی علحدگی کا مطالبہ کیا اور ساتھ ہی کہا: ''حالانکہ ممکن ہے کہ علحدگی کے بعد فیڈریشن بن جائے۔،، صرف یہی مطالبہ پیش‌نظر رکھ‌کر مارکس نے انگریز مزدوروں کو واقعی بین‌الاقوامی جذبے کی تعلیم دی۔ صرف اس طرح مارکس موقع‌پرستوں اور بورژوا اصلاح‌پسندی کے مقابلے میں جو آج تک نصف صدی بعد بھی، آئرلینڈ کی ''اصلاح،، کو پورا کرنے میں ناکام ہے، اس خاص تاریخی مسئلے کا انقلابی حل پیش کر سکے۔ سرمایہ کے معذرت‌خواہوں کے برخلاف جو چیخ چیخ کر کہتے ہیں کہ چھوٹی قوموں کی علحدگی کی آزادی خیالی پلاؤ اور ناممکن ہے، جو گلا پھاڑ پھاڑ کر صرف معاشی ہی نہیں بلکہ سیاسی ارتکاز کی ترقی‌پسند نوعیت کا راگ الاپتے ہیں —

ہاں ان معذرت خواہوں کے برخلاف، مارکس صرف اس طرح غیرسامراجی طریقے سے اس ارتکاز کی ترقی‌پسند نوعیت پر زور دے سکے، صرف اس طرح وہ قوموں کے اتصال پر، زبردستی سے نہیں بلکہ تمام ملکوں کے پرولتاریوں کے آزاد اتحاد کی بنیاد پر قوموں کے اتصال پر زور دے سکے۔ صرف اس طرح مارکس نے قوموں کی مساوات اور حق خوداختیاریت کے زبانی اور اکثر ریاکارانہ اعتراف کا مقابلہ قومی مسئلے کو حل کرنے کے میدان میں بھی عوام کے انقلابی اقدام سے کیا۔ ۱۹۱۴ء — ۱۹۱۶ء کی سامراجی جنگ نے موقع‌پرستوں اور کاؤتسکی‌پرستوں کی ریاکاری کے اوجیائی اصطبل * کا جو پردہ فاش کیا، اس نے مارکس کی اس پالیسی کی صحت کی بہت نمایاں تصدیق کی جو تمام ترقی‌یافتہ ملکوں کےلئے نمونہ ہے کیونکہ آج سارے ترقی‌یافتہ ملک دوسری قوموں کو لوٹتے اور کچلتے ہیں۔ **

۶ - قوموں کی خوداختیاریت کے لحاظ سے ملکوں کی تین قسمیں

اس لحاظ سے، ملکوں کو بنیادی طور پر تین قسموں میں بانٹا جا سکتا ہے:

پہلی قسم، مغربی یورپ کے ترقی‌یافتہ سرمایہ‌دار ملک اور

* اوجیائی اصطبل (Augean stables) — یونانی دیومالا کے مطابق شاہ اوجیا کے وسیع اصطبل جو برسوں تک صاف نہیں کئے گئے تھے اور جن کو مشہور یونانی سورما ہرقلیس نے ایک دن میں صاف کر دیا تھا۔ ''اوجیائی اصطبل،، کا محاورہ ہر طرح کے کوڑے کرکٹ اور غلاظت کے ڈھیر یا معاملات میں انتہائی گڈمڈ اور بےقاعدگی کی نشانی بن گیا۔ (ایڈیٹر)

** اکثر اس بات کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ بعض قوموں کی قومی تحریکوں کی طرف، مثلاً ۱۸۴۸ء میں چیکوں کی قومی تحریک کی طرف مارکس کا مخالفانہ رویہ اس کی تردید کرتا ہے کہ مارکسزم کے نقطۂ نظر سے قوموں کی خوداختیاریت کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ حال ہی میں اس کا حوالہ جرمن جارحانہ قوم‌پرست لینچ نے ''دی

ریاستہائے متحدہ امریکہ۔ ان ملکوں میں بورژوا ترقی‌پسند قومی تحریکیں بہت پہلے ختم ہو چکیں۔ ان تمام ''بڑی قوموں'' میں سے ہر قوم نوآبادیوں میں اور خود اپنے ملک میں دوسری قوموں کو ظلم کا شکار بناتی ہے۔ ان حکمراں قوموں کے پرولتاریہ کے فرائض وہی ہیں جو انیسویں صدی میں آئرلینڈ کے متعلق انگلستان کے پرولتاریہ کے تھے۔ *

دوسری قسم، مشرقی یورپ: آسٹریا، بلقان اور خاص طور پر روس۔ یہاں بیسویں صدی ہی میں خاص طور پر بورژوا جمہوری قومی تحریکیں پروان چڑھیں اور قومی جدوجہد تیز ہوئی۔ ان ملکوں کے پرولتاریہ کے فرائض — ان ملکوں کی بورژوا جمہوری تشکیل نو کی تکمیل کے لحاظ سے اور ساتھ ہی دوسرے ملکوں میں سوشلسٹ انقلاب کی مدد کرنے کے لحاظ سے — اس وقت تک پورے نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ قوموں کے حق خودارادیت کا پرچم بلند نہ

گلوکے'' کے شمارے ۹۴۸ میں دیا ہے۔ یہ غلط ہے کیونکہ ۱۸۴۸ء میں اس بات کے تاریخی اور سیاسی اسباب موجود تھے کہ ''رجعت‌پرست'' اور انقلابی جمہوری قوموں کے درمیان فرق کیا جائے۔ مارکس حق بجانب تھے جب انہوں نے ''رجعت‌پرست'' قوموں کو مذموم قرار دیا اور انقلابی جمہوری قوموں کی حمایت کی۔ حق خودارادیت جمہوریت کے مطالبوں میں سے ایک ہے جس کو قدرتی طور پر جمہوریت کے عام مفاد کے تابع ہونا چاہئے۔ ۱۸۴۸ء میں اور اس کے بعد کے برسوں میں یہ عام مفاد زارشاہی کے خلاف جدوجہد میں مضمر تھا۔

* بعض چھوٹی ریاستوں میں جو ۱۶ — ۱۹۱۴ء کی جنگ میں شریک نہیں ہوئی ہیں (مثلاً ہالینڈ اور سوئٹزرلینڈ) بورژوازی بڑے زوروں سے ''قوموں کی خودارادیت'' کا نعرہ بلند کر رہی ہے تاکہ سامراجی جنگ میں شرکت کا جواز حاصل کر سکے۔ یہی وہ ارادہ ہے جو ان ملکوں میں سوشل ڈیموکریٹوں کو خودارادیت کی مخالفت کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ صحیح پرولتاری پالیسی کی حمایت یعنی سامراجی جنگ میں ''مادروطن کی حفاظت'' کی مخالفت کی پالیسی کی حمایت غلط دلیلوں سے کی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ

کرے۔ اس سلسلے میں سب سے مشکل مگر سب سے اہم فرض یہ ھے کہ ظالم اور مظلوم قوموں کے مزدوروں کی طبقاتی جدوجہد کو ملاکر ایک کر دیا جائے۔

تیسری قسم، نیم نوآبادیاتی ملک جیسے چین، ایران، ترکی اور تمام نوآبادیاں جن کی مجموعی آبادی ایک ارب تک ھے۔ ان ملکوں میں بورژوا جمہوری تحریکیں ابھی مشکل سے شروع ھوئی ھیں یا تکمیل کی منزل سے بہت دور ھیں۔ سوشلسٹوں کو چاھئے کہ نہ صرف نوآبادیوں کی بےلوث غیرمشروط اور فوری آزادی کا مطالبہ کریں (اور اس مطالبے کا سیاسی مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ حق خودارادیت کو تسلیم کیا جائے) بلکہ ان کو چاھئے کہ ان ملکوں میں قومی آزادی کے لئے بورژوا جمہوری تحریکوں میں زیادہ انقلابی عناصر کی ثابت قدمی سے حمایت کریں اور ان کو ظلم کا شکار بنانےوالی سامراجی طاقتوں کے خلاف ان کی بغاوت میں اور اگر ضرورت پڑے تو ان کی انقلابی جنگ میں مدد دیں۔

۷۔ جارحانہ قوم‌پرستی اور قوموں کا حق‌خودارادیت

سامراجی عہد اور ۱۹۱۴ء—۱۹۱۶ء کی جنگ نے خاص طور پر اس فرض کو بالکل نمایاں کر دیا ھے کہ ترقی‌یافتہ ملکوں میں

نظریاتی طور پر مارکسزم مسخ ھوتا ھے اور عمل میں ایک عجیب قسم کی چھوٹی قوموں‌والی تنگ‌نظری پیدا ھو جاتی ھے جو قوموں کے ان کروڑوں لوگوں کو فراموش کر دیتی ھے جن کو ”عظیم طاقتی“ قوموں نے محکوم بنا رکھا ھے۔ رفیق گورٹر اپنے بہترین پمفلٹ ”سامراج، جنگ اور سوشل ڈیموکریسی“ میں قوموں کی خودارادیت کے اصول کو غلط مسترد کرتے ھیں مگر اس کا صحیح اطلاق کرتے ھیں جب وہ ڈچ ایسٹ انڈیز کے لئے ”سیاسی اور قومی آزادی“ کی فوری منظوری کا مطالبہ کرتے ھیں اور ڈچ موقع‌پرستوں کو بےنقاب کرتے ھیں جو اس مطالبہ کو پیش کرنے اور اس کے لئے لڑنے سے انکار کرتے ھیں۔

جارحانہ قوم‌پرستی اور قوم‌پرستی کے خلاف جدوجہد کی جائے۔ قوموں کی خوداختیاریت کے سوال پر جارحانہ قوم پرستوں یعنی موقع‌پرستوں اور کاؤتسکی‌پرستوں کے درمیان دو اہم نقطۂ‌نظر ہیں جو رجعت‌پرست سامراجی جنگ کو ''مادروطن کی حفاظت،، کی جنگ کا نام دے کر اسے حسین بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک طرف ہمیں بورژوازی کے قدرے صاف‌گو خادم نظر آتے ہیں جو جبری الحاق کی حمایت اس بنا پر کرتے ہیں کہ سامراج اور سیاسی ارتکاز ترقی‌پسند ہے اور جو حق خوداختیاریت کی مخالفت اس طرح کرتے ہیں کہ یہ محض خیالی پلاؤ ہے، واہمہ ہے، پیٹی بورژوا تصور ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان لوگوں میں جرمنی کے کونوف، پاررووس اور انتہاپسند موقع پرست، انگلستان کے فیبیئن (۲۲) اور ٹریڈ یونین لیڈروں کا ایک گروپ اور روس کے موقع پرست — سیمکوفسکی، لیب‌مان، یورکیوچ وغیرہ شامل ہیں۔

دوسری طرف ہمیں کاؤتسکی کے حامی نظر آتے ہیں جن میں وانڈرویلڈے، ریناڈیل اور فرانس، انگلستان کے بہت سے مجہول صلح پسند وغیرہ شامل ہیں۔ یہ لوگ پہلے گروپ سے اتحاد چاہتے ہیں اور عملی طور پر ان کا کردار وہی ہے جو پہلے گروپ کا ہے، اس معنی میں کہ وہ بھی حق خوداختیاریت کی حمایت کرتے ہیں جو محض ریاکارانہ زبانی جمع خرچ ہے۔ یہ لوگ سیاسی علحدگی کی آزادی کے مطالبے کو ''انتہاپسندانہ،، مطالبہ سمجھتے ہیں (کاؤتسکی، ۲۱ مئی ۱۹۱۵ء کو اخبار «Neue Zeit» میں)۔ یہ ظالم قوموں ہی کے سوشلسٹوں کے انقلابی طریقۂ کار کی ضرورت کی وکالت نہیں کرتے۔ الٹا وہ ان کے انقلابی فرائض سے چپکے سے نظریں بچالیتے ہیں، ان کی موقع‌پرستی کی وکالت کرتے ہیں، یہ لوگ عوام کو دھوکا دینے میں ان کا کام زیادہ آسان کر دیتے ہیں، وہ اس ریاست کی سرحدوں کے سوال ہی سے کترا کر نکل جاتے ہیں جو زبردستی محکوم قوموں کو اپنے اندر جکڑے رکھتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

دونوں گروپ موقع‌پرست ہیں جو مارکسزم کو مسخ کرتے ہیں اور مارکس کے طریقۂ کار کی نظریاتی اہمیت اور عملی ضرورت کو سمجھنے کی تمام صلاحیت کھوبیٹھے ہیں جس کی ایک مثال مارکس نے آئرلینڈ کے سلسلے میں دی تھی۔

جبری الحاق کے خاص سوال نے جنگ کی وجه سے خاص طور پر فوری اهمیت اختیار کرلی هے۔ لیکن جبری الحاق هے کیا؟ یه صاف هے که جبری الحاق کے خلاف احتجاج کا مطلب هے یا تو قوموں کے حق خوداختیاریت کو تسلیم کرنا یا یه که یه احتجاج محض صلح پسندانه لفاظی پر مبنی هے جو status quo * کی حمایت کرتا هے اور انقلابی تشدد سمیت تمام تشدد کی مخالفت کرتا هے۔ اس قسم کی لفاظی بنیادی طور پر غلط هے اور مارکسزم سے اس کا کوئی تعلق نهیں۔

۸ - مستقبل قریب میں پرولتاریه کے ٹھوس فرائض

سوشلسٹ انقلاب مستقبل قریب میں شروع هو سکتا هے۔ اس صورت میں پرولتاریه فوراً اقتدار پر قبضه کرنے کے فرض سے، بینکوں کو ضبط کرنے کے فرض سے اور آمریت کے دوسرے اقدامات کرنے سے دوچار هوگا۔ اس صورت حال میں بورژوازی — اور خاص طور پر فیبیئن اور کاؤتسکی کے حامی جیسے دانشور — انقلاب کو ناکام کرنے اور اس کے راستے میں روڑے اٹکانے کی کوشش کرےگی، وه اس کو سختی سے محدود جمهوری مقاصد تک روک رکھنے کی کوشش کرےگی۔ ایسے وقت جب پرولتاریوں نے بورژوا اقتدار کی بنیادوں پر دھاوا بولنا شروع کر دیا هو تمام خالص جمهوری مطالبے، ایک حد تک انقلاب کے راستے میں رکاوٹ بن جائیں، تو پھر تمام مظلوم قوموں کی آزادی کا اعلان کرنے اور ان کی آزادی (یعنی ان کا حق خوداختیاریت) کو عملی جامه پهنانے کی ضرورت سوشلسٹ انقلاب کےلئے اتنی هی اهم اور فوری هوگی جتنی اهم اور فوری یه ضرورت بورژوا جمهوری انقلاب کی فتح کے لئے تھی — مثال کے طور پر، ۱۸۴۸ء میں جرمنی میں اور ۱۹۰۵ء میں روس میں۔

بهرحال، ممکن هے که سوشلسٹ انقلاب کے شروع هوتے هوتے پانچ، دس سال یا اس سے زیاده گذر جائیں۔ اس صورت میں فرض یه هوگا که عوام کو انقلابی جذبے کی ایسی تعلیم دی جائے

* موجوده صورت حال کی برقراری۔ (ایڈیٹر)

کہ جارحانہ قوم‌پرستوں اور موقع پرستوں کےلئے مزدوروں کی پارٹی سے چپکے رہنا اور ۱۹۱۴ء—۱۹۱۶ء کی طرح کامیاب ہونا ناممکن ہو جائے۔ سوشلسٹوں کا فرض یہ ہوگا کہ عوام کو بتائیں کہ وہ برطانوی سوشلسٹ جو نوآبادیات اور آئرلینڈ کی علحدگی کی آزادی کا مطالبہ نہیں کرتے، وہ جرمن سوشلسٹ جو نوآبادیات اور الزاس والوں، ڈچ اور پولینڈوالوں کی علحدگی کی آزادی کا مطالبہ نہیں کرتے، جو براہ‌راست انقلابی پروپیگنڈے اور عام انقلابی اقدامات کو قومی ظلم کے خلاف جدوجہد کی طرف نہیں لے جاتے، جو تسابیرن کے حادثہ جیسے واقعات سے فائدہ اٹھاکر وسیع پیمانے پر ظالم قوم کے پرولتاریہ میں غیرقانونی پروپیگنڈا کرنے میں، سڑکوں پر مظاهرے کرانے اور عام انقلابی اقدام اٹھانے کے لئے اسے ابھارنے میں ناکام رہتے هیں، وہ روسی سوشلسٹ جو فن‌لینڈ، پولینڈ، یوکرین وغیرہ کے لئے علحدگی کی آزادی کا مطالبہ نہیں کرتے — هاں ایسے سوشلسٹ جارحانہ قوم‌پرستوں کے نقش قدم پر، خون اور کیچڑ میں لتھڑی هوئی سامراجی بادشاهتوں اور سامراجی بورژوازی کے خادموں کے راستے پر چل رہے هیں۔

جنوری اور فروری
۱۹۱۶ء میں لکھا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۲۷، صفحات ۲۵۲—۲۶۳

خودارادیت پر مباحثے کا خلاصہ

(اقتباس)

۹ - اینگلس کا خط کاؤتسکی کے نام

کاؤتسکی نے (جو اس وقت تک مارکسی تھا) اپنے کتابچہ ''سوشلزم اور نوآبادیاتی سیاست،، (برلن، ۱۹۰۷ء) میں اپنے نام اینگلس کا ایک خط مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۸۸۲ء شائع کیا۔ یہ خط زیر بحث سوال کے سلسلے میں نہایت دلچسپ ہے۔ یہاں اس خط کا خاص حصہ درج کیا جاتا ہے:

''...میرے خیال میں صحیح معنوں میں نوآبادیاں یعنی وہ ممالک جن پر یورپی آبادی کا قبضہ ہے، مثلاً کناڈا، کیپ، آسٹریلیا آزاد ہو جائیں گے۔ دوسری طرف وہ ملک ہیں جہاں مقامی آبادی رہتی ہے اور جو محکوم ہیں، مثلاً ہندوستان، الجزائر اور ڈچ، پرتگالی اور ہسپانوی مقبوضات۔ پرولتاریہ کو چاہئے کہ سردست ان ملکوں کو اپنے ہاتھ میں لےلے اور جہاں تک ہو سکے تیزی سے ان ملکوں کو آزادی کی طرف لے جائے۔ یہ عمل کس طرح ابھریگا کہنا مشکل ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہندوستان انقلاب کرے، زیادہ امکان یہی ہے کہ وہاں انقلاب ضرور ہو۔ چونکہ آزادی حاصل کرنےوالا پرولتاریہ نوآبادیاتی جنگ نہیں کر سکتا اس لئے حقیقت کو اسی طرح قبول کرنا چاہئے۔ ظاہر ہے یہ انقلاب ہر قسم کی تباہی پھیلائے بغیر نہیں گزرےگا۔ لیکن اس قسم کی باتیں تمام انقلابوں میں ہوتی ہیں، ان باتوں سے دامن نہیں بچایا جا سکتا۔ یہی بات دوسرے ملکوں میں بھی ہو سکتی ہے، مثلاً مصر اور الجزائر میں۔ یقینی یہ ہمارے لئے بہترین ہوگا۔ ہمیں اپنے ہی ملک میں بہت کچھ کرنا ہے۔ یورپ اور شمالی امریکہ کے ازسرنو منظم

ہونے کی بنیاد پر وہ ایک ایسی زبردست دیوھیکل طاقت اور مثال بن جائیں گے کہ نیم‌متمدن ملک خودبخود ہمارے پیچھے پیچھے چلیں گے ۔ معاشی تقاضے خود انہیں اس راہ پر لگا دیں گے ۔ جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ یہ ممالک سوشلسٹ تنظیم تک پہنچنے سے پہلے کن کن سماجی اور سیاسی منزلوں سے گزریں گے، اس سوال کے بارے میں، میرا خیال یہ ہے کہ ہم آج محض قیاس آرائیاں کر سکتے ہیں ۔ صرف ایک بات یقینی ہے : فتح یاب پرولتاریہ خود اپنی فتح کو ضرر پہنچائے بغیر کسی بھی بیرونی قوم پر کسی قسم کی برکتیں زبردستی نہیں ٹھونس سکتا ۔ اس میں ظاہر ہے مختلف قسم کی دفاعی جنگیں بھی مستثنا نہیں ہیں...،،

اینگلس ہرگز یہ نہیں سمجھتے تھے کہ صرف ''معاشیات،، خودبخود اور براہ‌راست تمام مشکلات کو دور کردے گی ۔ معاشی انقلاب تمام قوموں کو ترغیب دے گا کہ وہ بھی سوشلزم کے لئے جدوجہد کریں ۔ لیکن ساتھ ہی سوشلسٹ ریاست کے خلاف انقلاب اور جنگیں ممکن ہیں ۔ سیاست ناگزیر طور پر خود کو معاشیات کے مطابق ڈھال لے گی، لیکن یہ فوراً اور سیدھے، عیاں، سادگی سے، براہ‌راست نہیں ہوگا ۔ اینگلس نے صرف ایک بات کو ''یقینی،، کہا ہے اور یہ ہے قطعی طور پر بین‌الاقوامیت کا اصول ۔ وہ اس اصول کا تمام ''غیر قوموں،، پر اطلاق کرتے ہیں یعنی صرف نوآبادیاتی قوموں پر نہیں ۔ وہ اصول یہ ہے : ان پر برکتوں کو زبردستی ٹھونسنے کا مطلب ہوگا کہ پرولتاریہ کی فتح کو ضرر پہنچایا جائے ۔

پرولتاریہ محض اس وجہ سے مقدس نہیں بن جائے گا اور تمام غلطیوں اور کمزوریوں سے پاک نہیں ہو جائے گا کہ اس نے سماجی انقلاب کیا ہے ۔ لیکن ممکن غلطیاں (اور خود غرضی — یعنی دوسروں کی گردن پر سوار ہونے کی کوشش) ناگزیر طور پر اس کو اس حقیقت کا قائل کریں گی ۔

ہم سب زمروالڈ بائیں بازووالے اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ سوشلسٹ انقلاب مستقبل قریب میں عین ممکن ہے ۔ کاؤتسکی بھی ۱۹۱۴ء میں مارکسزم سے غداری کرکے جارحانہ قوم‌پرستی کا پھریرا اٹھانے سے پہلے اس پر یقین رکھتا تھا ۔ اس نے خود کہا تھا کہ سوشلسٹ انقلاب کسی دن بھی ہوسکتا ہے ''آج نہیں تو کل،، ۔ قومی

4*

تنفر اتنی جلدی دور نہیں ہوگا۔ ظالم قوم سے مظلوم قوم کی نفرت (اور یہ نفرت بالکل قدرتی ہے) کچھ دنوں باقی رہےگی۔ یہ نفرت سوشلزم کی فتح کے بعد اور قوموں کے درمیان بالکل جمہوری تعلقات کے مکمل قیام کے بعد ختم ہوگی۔ اگر ہم سوشلزم کے وفادار ہیں تو ہمیں چاہئیے کہ اس وقت ہم عوام میں بین الاقوامیت کا جذبہ پیدا کرنے کی تعلیم دیں، ظالم قوم میں یہ تعلیم مظلوم قوموں کی آزادی علحدگی کی حمایت کئے بغیر نہیں پیدا ہو سکتی۔

۱۰ - ۱۹۱۶ء کی آئرلینڈ کی بغاوت

ہمارے مقالے * اس بغاوت سے پہلے لکھے گئے تھے۔ یہ بغاوت ہمارے نظریاتی خیالات کو پرکھنے اور جانچنے کا مواد مہیا کرتی ہے۔

خودارادیت کے مخالفوں کے خیالات اس نتیجے پر پہنچاتے ہیں کہ سامراج کے ظلم وستم کی شکار چھوٹی چھوٹی قوموں کی قوت حیات کے سوتے خشک ہو چکے ہیں، یہ قومیں سامراج کے خلاف کوئی رول نہیں ادا کر سکتیں، ان کی خالص قومی خواہشوں اور تمناؤں کی حمایت کا کوئی نتیجہ نہیں نکلےگا وغیرہ وغیرہ۔ ۱۹۱۴ء — ۱۹۱۶ء کی سامراجی جنگ میں ایسی حقیقتیں ابھر کر سامنے آئی ہیں جو ان خیالات کی تردید کرتی ہیں۔

جنگ مغربی یورپی قوموں کےلئے، مجموعی طور پر سامراج کےلئے بڑے بحران کا دور ثابت ہوئی۔ ہر بحران فرسودہ چیزوں کو ہٹاکر الگ کر دیتا ہے، اوپر کے چھلکے نوچ لیتا ہے، ازکار رفتہ چیزوں کو بہالے جاتا ہے اور زیادہ گہرے چشموں اور قوتوں کو ابھار کر سامنے لاتا ہے۔ مظلوم قوموں کی تحریک کے نقطۂ نظر سے یہ بحران کیا چیز ابھار کر سامنے لایا ہے؟ نوآبادیات میں یکے بعد دیگرے بغاوتوں کی کوششیں ہوئیں۔ ظاہر ہے کہ ظالم قوموں نے فوجی سنسرشپ کے ذریعہ ان کو چھپانے کے سارے جتن

---

* یہاں ذکر ہے لینن کے مقالوں ''سوشلسٹ انقلاب اور قوموں کا حق خودارادیت،، کا۔ (ایڈیٹر)

گئے۔ لیکن یہ معلوم ہے کہ سنگاپور میں انگریزوں نے اپنے ہندوستانی سپاہیوں کی بغاوت بڑی بےدردی سے کچلی۔ فرانسیسی انام میں بغاوت کی کوشش ہوئی، جرمنی کے کیمرون میں بغاوت کا جھنڈا بلند ہوا۔ یورپ میں ایک طرف آئرلینڈ میں بغاوت ہوئی جس کو ''آزادی‌پسند،، انگریزوں نے (جنھیں فوج میں جبری بھرتی کے قانون کا آئرلینڈ پر اطلاق کرنے کی ہمت نہ ہوئی) خون میں غرق کر دیا۔ دوسری طرف، آسٹریا کی حکومت نے چیک سیٹم کے ممبروں کو ''غداری،، کی سزا میں موت کے گھاٹ اتار دیا اور اسی ''جرم،، کی پاداش میں پورے کے پورے چیک رجمنٹوں کو گولیوں سے اڑا دیا۔

ظاہر ہے یہ فہرست بہت ہی نامکمل ہے۔ پھر بھی یہ فہرست ثابت کرتی ہے کہ سامراج کے بحران کی وجہ سے قومی بغاوت کے شعلے نوآبادیات اور یورپ دونوں جگہ بھڑک اٹھے، خوفناک دھمکیوں اور کچلنے کی تمام کوشش کے باوجود قومی ہمدردیاں اور نفرتیں سر اٹھا کر رہیں۔ پھر بھی سامراج کا بحران ابھی اپنے عروج کے آخری نقطے سے بہت دور ہے: سامراجی بورژوازی کی طاقت ابھی توڑی نہیں گئی ہے (شاید ''نڈھال،، کر دینے‌والی جنگ اس نقطے تک پہنچا دے مگر ابھی ایسا نہیں ہوا ہے)۔ سامراجی ملکوں میں پرولتاری تحریکیں ابھی بہت کمزور ہیں۔ جب جنگ بالکل نڈھال کردےگی یا جب کم از کم ایک ریاست میں پرولتاری جدوجہد کے دھکے کھاکر بورژوازی کا اقتدار ڈگمگانےلگےگا جس طرح ۱۹۰۵ء میں زارشاہی کا اقتدار کانپ اٹھا تھا، تو اس وقت کیا ہوگا؟

زمروالڈوالوں کے اخبار «Berner Tagwacht» (۲۳) میں، جس میں کچھ بائیں بازو کے لوگ بھی شامل ہیں، ۹ مئی ۱۹۱۶ء کو آئرلینڈ کی بغاوت (۲۴) کے متعلق ایک مضمون ''ٹوٹی تان،، شائع ہوا۔ اس کے نیچے لکھنےوالے کے نام کے دو حروف ک۔ ر۔ درج ہیں۔ اس مضمون میں اعلان کیا گیا ہے کہ آئرلینڈ کی بغاوت ''سازش سے حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش،، کے سوا اور کچھ نہیں۔ کیونکہ، بقول مصنف ''آئرلینڈ کا سوال زرعی سوال تھا، کسانوں کو اصلاحوں سے خوش کیا گیا اور قوم‌پرست تحریک ''اب خالص شہری، پیٹی بورژوا تحریک بن گئی جس کو اپنی تمام سنسنی خیزی کے باوجود کوئی خاص سماجی اہمیت حاصل نہیں تھی۔،،

یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ یہ اصول‌پرستانہ اور نظریہ‌پرستانہ خیال روسی قوم‌پرست لبرل، کیڈٹ (۲۵) مسٹر ا۔ کولیشر (''ریچ،، شمارہ ۱۰۲، ۱۵ اپریل، ۱۹۱۶ء) کے خیال سے ہم‌آہنگ ہے۔ اس نے بھی اس بغاوت کو ''ڈبلن کی سازش،، کا نام دیا ہے۔

مثل ہے ''ہر برائی میں بھلائی مضمر ہوتی ہے،،۔ بہت سے ساتھی جن کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے اور جو یہ نہیں دیکھ پاتے کہ ''خودارادیت،، سے انکار کرتے وقت اور چھوٹی قوموں کی تحریکوں کی طرف بیزاری کا رویہ اختیار کرتے وقت وہ کس دلدل میں دھنستے جا رہے ہیں، امید ہے کہ اس مثل کی روشنی میں اب ان ساتھیوں کی آنکھیں کھل جائیں گی کیونکہ وہ اس حقیقت کو دیکھیں‌گے کہ ''اتفاقاً،، ایک سامراجی بورژوازی کے نمائندہ اور ایک سوشل ڈیموکریٹ دونوں کے خیالات ہم‌آہنگ نظر آ رہے ہیں!!

''سازش سے حکومت کا تختہ الٹنے،، کی اصطلاح کو اگر سائنسی مفہوم میں لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ اصطلاح صرف اس وقت استعمال ہو سکتی ہے جب بغاوت کی کوشش کے بعد سازش کرنے‌والوں یا احمق سرپھروں کی ٹولی کا انکشاف ہو اور اس بغاوت سے عوام کو کوئی ہمدردی نہ ہو۔ آئرلینڈ کی صدیوں پرانی قومی تحریک مختلف منزلوں اور طبقاتی مفاد کے بہت سے گروہوں سے نکلنے کے بعد اور دوسری چیزوں کے ساتھ امریکہ میں آئرلینڈ کی ایک عام قومی کانگرس میں ظاہر ہوئی۔ اس کانگرس نے ایک قرارداد منظور کی جس میں آئرلینڈ کی آزادی کا مطالبہ کیا گیا۔ ایک لمبے دور کے عام ایجی‌ٹیشن، مظاہروں، اخباروں پر پابندی وغیرہ کے بعد شہری پیٹی بورژوازی کے ایک حصے اور مزدوروں کے ایک حصے کی سڑکوں پر جدوجہد کی شکل میں اس تحریک کا اظہار ہوا۔ جو بھی اس قسم کی بغاوت کو ''سازش سے حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش،، کا نام دیتا ہے یا تو پکا رجعت‌پسند ہے یا محض ایسا اصول‌پرست جو سماجی انقلاب کو ایک زندہ حقیقت کی شکل میں دیکھنے کی قطعی صلاحیت نہیں رکھتا۔

یہ سمجھنا کہ نوآبادیات اور یورپ میں چھوٹی قوموں کی بغاوتوں

کے بغیر، اپنے تمام تر تعصبات کے باوجود پیٹی بورژوازی کے ایک حصے کے انقلابی ابال کے بغیر، جاگیردار، کلیسا، بادشاہت وغیرہ کے ظلم و ستم کے خلاف، قومی ظلم و جبر کے خلاف طبقاتی طور پر بے شعور پرولتاری اور نیم پرولتاری عوام‌الناس کی تحریک کے بغیر سماجی انقلاب کا تصور کیا جاسکتا ہے ـ ہاں ایسا سمجھنا سماجی انقلاب کا راستہ ترک کرنا ہے ـ صرف ایسے لوگ جو سمجھتے ہیں کہ کسی ایک جگہ ایک فوج صف آرا ہوگی اور کہے گی ''ہم سوشلزم چاہتے ہیں،، اور پھر کسی دوسری جگہ ایک فوج صف‌آرا ہوگی اور کہے گی ''ہم سامراج چاہتے ہیں،، اور پھر اس طرح سماجی انقلاب آ جائے گا، ہاں صرف ایسے لوگ جو اس قسم کے اصول‌پرستی کے مضحکہ‌خیز خول میں بند ہیں، آئرلینڈ کی بغاوت کو ''سازش سے حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش،، کہہ کر اسے رسوا کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں ـ

جو بھی ''خالص،، سماجی انقلاب کی راہ دیکھ رہا ہے وہ انتظار کرتے کرتے چل بسے گا، لیکن ایسا انقلاب نہ آنا ہے نہ آئیگا ـ ایسا آدمی انقلاب کی زبانی خدمت کرتا ہے اور ذرا نہیں سمجھتا کہ انقلاب ہے کیا ـ

۱۹۰۵ء کا روسی انقلاب بورژوا جمہوری انقلاب تھا ـ یہ انقلاب بہت سی جنگوں پر مشتمل تھا جن میں آبادی کے تمام غیرمطمئن طبقات، گروہوں اور عناصر نے حصہ لیا ـ ان میں وہ عوام بھی شامل تھے جو بڑے بھیانک تعصبوں کے شکار تھے، جو جدوجہد کے مقصد کا انتہائی مبہم اور عجیب و غریب تصور رکھتے تھے ـ ان میں چھوٹے گروپ تھے جنھوں نے جاپانی روپیہ قبول کیا، ان میں سٹے باز، سہم‌باز تھے، وغیرہ وغیرہ ـ معروضی طور پر یہ عام تحریک زارشاہی کی کمر توڑ رہی تھی اور جمہوریت کے لئے راستہ ہموار کر رہی تھی ـ اسی وجہ سے طبقاتی شعور رکھنے‌والے مزدوروں نے اس کی رہنمائی کی ـ

یورپ میں سوشلسٹ انقلاب تمام مظلوم و محکوم اور غیرمطمئن عناصر کی عام جدوجہد کے ابال کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا ـ پیٹی بورژوازی اور پچھڑے ہوئے مزدوروں کے حلقے بھی ناگزیر طور پر اس میں حصہ لیں گے (اس قسم کی شرکت کے بغیر عام

جدوجہد ناممکن ہے، اس کے بغیر کوئی انقلاب ممکن نہیں)
اور اسی طرح ناگزیر طور پر اپنے تعصبات، اپنے رجعت‌پسند عجیب
و غریب تصورات ساتھ لائیں گے، اپنی کمزوریاں اور غلطیاں ساتھ
لائیں گے۔ لیکن معروضی طور پر ہوگا یہ کہ وہ سرمایے پر حملہ
کریں گے اور انقلاب کا طبقاتی شعور رکھنے‌والا ہراول دستہ،
ترقی‌یافتہ پرولتاریہ گوناگوں اور غیرآہنگ، پچرنگی اور بظاہر
غیرمربوط عام جدوجہد کی اس معروضی صداقت کا اظہار کرتے ہوئے
اس جدوجہد کو متحد کرےگا اور اس کا رخ اقتدار پر قبضہ کرنے
کی طرف، بینکوں اور ٹرسٹوں کی ضبطی کی طرف موڑ دےگا جن سے
سب کو نفرت ہے (اگرچہ وجوہ الگ الگ ہیں!) اور دوسرے آمرانہ
اقدامات کرےگا جو بحیثیت مجموعی بورژوازی کا تختہ الٹیں‌گے
اور سوشلزم کی فتح کا پرچم لہرائیں گے۔ لیکن سوشلزم فوراً ہی
خود کو پیٹی بورژوا خامیوں سے ''پاک'' نہیں کر سکےگا۔

پولینڈ کے متعلق مقالوں (پہلی مد کی چوتھی دفعہ) میں
ہم دیکھتے ہیں کہ سوشل ڈیموکریٹوں کو ''چاہئے کہ یورپی
سامراج کے خلاف نوخیز نوآبادیاتی بورژوازی کی جدوجہد کا پورا
فائدہ اٹھائیں تاکہ یورپ میں انقلابی بحران تیز ہو''۔ (خط‌کشیدہ
مصنفین کا ہے۔)

کیا یہ بات واضح نہیں ہے کہ اس سلسلے میں نوآبادیات کو
یورپ سے الگ کرکے پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی؟
یورپ میں مظلوم قوموں کی جدوجہد ہے، جو بڑھ کر بغاوتیں کرا
سکتی ہے اور سڑکوں پر جنگ کی شکل اختیار کر سکتی ہے،
جو فوج کے آہنی نظم و ضبط کو توڑ سکتی ہے اور مارشل‌لا جاری
کر سکتی ہے — یقینی یہ جدوجہد کسی دورافتادہ نوآبادی میں
کہیں زیادہ پختہ بغاوت کے مقابلے میں ''یورپ میں انقلابی بحران
کو'' زیادہ ''تیز'' کرےگی۔ آئرلینڈ کی بغاوت نے انگریز سامراجی
بورژوازی کے اقتدار کو جو دھکا لگایا ہے وہ ایشیا اور افریقہ میں
اتنے ہی زبردست دھکے کے مقابلے میں سیاسی طور پر سوگنا زیادہ
اہم ہے۔

فرانسیسی جارحانہ قوم‌پرست اخباروں نے حال ہی میں اطلاع
دی کہ غیرقانونی رسالہ ''آزاد بلجیم'' کا ۸۰ واں شمارہ بلجیم میں

شائع ہوا ہے۔ بےشک، فرانس کے جارحانہ قوم‌پرست اخبار اکثر بے پر کی اڑاتے رہتے ہیں لیکن اس خبر میں کچھ سچائی معلوم ہوتی ہے۔ جارحانہ قوم‌پرست اور کاؤتسکی پرست جرمن سوشل ڈیموکریٹ جنگ کے دو برسوں میں اپنے لئے ایک آزاد اخبار نکالنے میں ناکام رہے اور فوجی سنسرشپ کا جوا بڑی غلامانہ وفاداری سے گردن پر سنبھالے رہے (صرف بائیں بازو کے ریڈیکل عناصر ایسے تھے جنھوں نے سنسرشپ کے باوجود پمفلٹ اور اعلان نامے شائع کئے اور یہ عزت کی بات ہے) لیکن ایک مظلوم مہذب قوم نے فوجی ظلم و جبر کا جواب، جس کی درندگی اور بربریت کی مثال نہیں ملتی، انقلابی احتجاج کا ایک نقیب قائم کرکےدیا! تاریخ کی جدلیات کچھ ایسی ہے کہ چھوٹی قومیں جو سامراج کے خلاف جدوجہد میں ایک آزاد عنصر کی حیثیت سے بےبس ہیں، ایک ابال کا، ایک جرثومے کا کام کرتی ہیں، جو سامراج کے خلاف اصلی طاقت یعنی سوشلسٹ پرولتاریہ کو منظر عام پر لانے میں مدد کرتا ہے۔

موجودہ جنگ میں جنرل اسٹاف بڑی دلجمعی اور جانفشانی سے اپنے دشمن کے کیمپ میں تمام قومی اور انقلابی تحریکوں کا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں: جرمن — آئرلینڈ کی بغاوت کا فائدہ اٹھاتے ہیں اور فرانسیسی — چیک تحریک کا، وغیرہ وغیرہ۔ وہ اپنے نقطۂ نظر سے بالکل صحیح کام کر رہے ہیں۔ اگر دشمن کی چھوٹی سی چھوٹی کمزوری سے فائدہ نہ اٹھایا جائے، اگر ہر موقع سے فائدہ نہ اٹھایا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک سنگین جنگ کی طرف ہمارا رویہ سنجیدہ نہیں ہے۔ یہ اس لئے اور بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ پہلے سے یہ جاننا ناممکن ہے کہ بارودخانہ کس وقت، کس لمحے اور کس طاقت سے ''بھڑک،، اٹھےگا۔ سوشلزم کی خاطر پرولتاریہ کی عظیم جنگ آزادی میں اگر ہم سامراج کی لائی ہوئی ہر الگ مصیبت کے خلاف ہر عوامی تحریک کو استعمال کرکے بحران کو اور زیادہ وسیع اور تیز کرنےکا گر نہ سیکھ سکے تو ہم بڑے پھسڈی انقلابی ثابت ہوں‌گے۔ اگر ہم ایک طرف اعلان کرتے رہیں اور بھانت بھانت کے تال سر میں رٹ لگاتے رہیں کہ ہم تمام قومی ظلم و جبر کے ''خلاف،، ہیں اور دوسری طرف، ظلم ڈھانےوالوں کے خلاف مظلوم قوم کے انتہائی باعمل اور بعض روشن

خیال حلقوں کی جانفروش بغاوت کو ''سازش سے حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش،، کا نام دیتے رہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بھی کاؤتسکی پرستوں کی احمقانہ پستیوں میں دھنستے چلے جا رہے ہیں۔

آئرلینڈوالوں کی بدقسمتی یہ ہے کہ وہ وقت سے پہلے ہی اٹھ کھڑے ہوئے، ابھی پرولتاریہ کی یورپی بغاوت پختہ نہیں تھی کہ وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ سرمایہ‌داری کی تعمیر اتنی ہموار اور ہم‌آہنگ نہیں ہے کہ بغاوتوں کے پھوٹتے ہوئے مختلف چشمے فوراً ایک دوسرے میں مل جائیں اور انھیں نہ پیچھے ھٹنا پڑے اور نہ ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑے۔ اس کے برعکس یہی حقیقت کہ مختلف اوقات پر، مختلف جگہوں پر اور مختلف قسموں کی بغاوتیں پھوٹ پڑتی ہیں، عام تحریک کی وسعت و گہرائی کی ضمانت کرتی ہے۔ نصف پختہ، نامکمل، جداجدا بکھری ہوئی اور نتیجے کے طور پر ناکام انقلابی تحریکوں ہی سے عوام‌الناس تجربہ حاصل کرتے ہیں، علم سے لیس ہوتے ہیں، طاقت حاصل کرتے ہیں، اپنے اصلی رہنماؤں کو، سوشلسٹ پرولتاریوں کو پہچانتے ہیں اور اس طرح عام حملے کی تیاری کرتے ہیں، ٹھیک جس طرح الگ الگ ہڑتالوں، مقامی اور قومی مظاہروں، فوج میں بغاوتوں، کسانوں کے ہنگاموں اور بغاوتوں وغیرہ نے ۱۹۰۵ء کے عام دھاوے کےلئے راستہ ہموار کیا تھا۔

جولائی ۱۹۱۶ء میں
لکھا گیا

لینن کا مجموعہ‌ٔ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۰،
صفحات ۵۰ — ۵۷

مارکسزم کی بگڑی ہوئی تصویر اور ''سامراجی معاشیت''[26]

(اقتباسات)

''کوئی بھی انقلابی سوشل ڈیموکریسی کو غیرمعتبر نہیں بنا سکتا جب تک کہ وہ خود اپنے آپ کو غیرمعتبر نہ بنالے''۔ یہ مقولہ اس وقت ذہن میں آتا ہے، اور ہمیشہ آنا چاہئے، جب مارکسزم کا نظریہ یا طریقۂ کار کا کوئی بنیادی قول صحیح ثابت ہوتا ہے یا کم از کم زمانے کے تقاضے کے مطابق اسے پیش کیا جاتا ہے، اور اس وقت بھی جب یہ مقولہ سراسر اور مستحکم مخالفین کے علاوہ ایسے دوستوں کے حملے کا نشانہ بنتا ہے جو نااہلی سے اس کی وقعت کم کرتے ہیں، اسے گھٹیا بناتے ہیں اور بگڑی ہوئی تصویر میں بدل دیتے ہیں۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک تحریک کی تاریخ میں ایسا کئی بار ہوا ہے۔ دسویں دھائی کے شروع میں انقلابی تحریک میں مارکسزم کی فتح کے سبب سے معاشیت یا ''ہڑتال بازی'' کی شکل میں مارکسزم کی بگڑی ہوئی تصویر پیدا ہوئی۔ معاشیت کے خلاف طویل جدوجہد کے بغیر ''اسکرا'' کے حامی (۲۷) پیٹی بورژوا نرودازم * اور بورژوا اعتدال‌پسندی کے خلاف پرولتاری نظریے اور

---

* نرودازم — روسی انقلابی تحریک میں پیٹی بورژوا رجحان جو ۱۹ ویں صدی کی آٹھویں دھائی میں پیدا ہوا۔ نرودنک (نرود کے معنی ہیں عوام) مطلق العنانی کے خاتمے اور جاگیرداروں کی زمین کسانوں کو دینے کے حق میں تھے۔ ساتھ ہی وہ روس میں سرمایہ‌دارانہ تعلقات کے ارتقا کے لازمی قانون کو نہیں مانتے تھے اور اسی کے مطابق وہ پرولتاریہ کے بجائے کسانوں کو خاص انقلابی

پالیسی کے بنیادی اصولوں کا پرچم بلند نہیں رکھ سکتے تھے۔ بالشویزم کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ وہ ۱۹۰۵ء میں عوامی مزدور تحریک میں منجملہ اور باتوں کے اس لئے کامیاب ہوا کہ ۱۹۰۵ء کی خزاں میں زار کی دوما (۲۸) بائیکاٹ کرنے کے نعرے کا اطلاق صحیح طور پر کیا گیا جب روسی انقلاب کی کلیدی لڑائیاں لڑی جارہی تھیں۔ بالشویزم کو ۱۹۰۸ء—۱۰ میں دوسری بگڑی ہوئی تصویر کا سامنا کرنا — اور جدوجہد کے ذریعے اس پر غالب ہونا پڑا — جب الیکسینسکی اور دوسروں نے تیسری دوما میں (۲۹) شرکت کی زورشور سے مخالفت کی۔

آج بھی یہی ہو رہا ہے۔ موجودہ جنگ کو سامراجی تسلیم کرنے کی اور سرمایہ‌داری کے سامراجی دور سے اس کے قریبی تعلق پر زور دینے کی مخالفت نہ صرف کٹر مخالف بلکہ مذبذب دوست بھی کر رہے ہیں جن کے لئے لفظ ''سامراج'' ایک فیشن بن گیا ہے۔ اس لفظ کو رٹ کر وہ مزدوروں کو کھوکھلے الجھے ہوئے نظریے پیش کر رہے ہیں اور پرانی ''معاشیت'' کی پرانی غلطیاں دھرا رہے ہیں۔ سرمایہ‌داری فتح حاصل کر چکی ہے — اس لئے سیاسی مسائل سے اپنے آپ کو پریشان کرنے کی کیا ضرورت ہے، ۱۸۹۴ء—۱۹۰۱ء میں پرانے معاشیت‌پرست یہ دلیل پیش کرتے تھے، وہ روس میں سیاسی جدوجہد کو مسترد کرتے تھے۔ سامراج فتح حاصل کر چکا ہے — اس لئے سیاسی جمہوریت کے مسائل سے اپنے آپ کو پریشان کرنے کی کیا ضرورت ہے، آج کے ''سامراجی معاشیت‌پرست'' یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ کیئفسکی کا مضمون توجہ کا مستحق ہے ان جذبات کی ایک مثال کی طرح، مارکسزم کی ایک ایسی بگڑی ہوئی تصویر کی طرح، اس تذبذب کے ایک سالم تحریری بیان فراہم کرنے کی پہلی

طاقت مانتے تھے اور دیہی برادری میں سوشلزم کی ابتدائی نشانیاں دیکھتے تھے۔ مطلق العنانی کے خلاف کسانوں کو جدوجہد کے لئے ابھارنے کی غرض سے نرودنک دیہات گئے لیکن ''نرود'' (عوام) میں ان کو حامی نہیں ملے۔

۱۹ ویں صدی کے آخر میں نرودنک زارشاہی سے سمجھوتے کے راستے پر آ گئے، امیر کسانوں کے مفادات کا اظہار اور مارکسزم کے خلاف جدوجہد کرنے لگے۔ (ایڈیٹر)

کوشش کی طرح جو ۱۹۱۵ء کی ابتدا میں بدیس میں ہماری پارٹی کے بعض حلقوں میں عیاں تھا۔

اگر ''سامراجی معاشیت،، مارکسیوں میں پھیلی، جو سوشلزم کے موجودہ عظیم بحران میں جارحانہ قوم پرستی کے خلاف اور انقلابی بین الاقوامیت پسندی کے حق میں استواری سے آواز بلند کر رہے ہیں، تو اس سے ہمارے رجحان اور ہماری پارٹی پر شدید ضرب پڑے گی۔ وجہ یہ ہے کہ اس سے پارٹی کے اندر، خود اس کی صفوں میں پارٹی کی وقعت گر جائے گی اور یہ بگڑے ہوئے مارکسزم کا وسیلہ بنے گی۔ لہذا ضروری ہے کہ کیئفسکی کی متعدد غلطیوں میں سے کم از کم اہم ترین پر اچھی طرح بحث کی جائے خواہ یہ کام کتنا ہی ''غیردلچسپ،، ہو اور قطع نظر اس کے کہ ہمیں تکلیف دہ طور پر ابتدائی صداقتوں کی وضاحت کرنا پڑے جنھیں ہمارا سنجیدہ اور پرالتفات قاری ۱۹۱۴ء اور ۱۹۱۵ء کے ہمارے لٹریچر سے سیکھ اور سمجھ چکا ہے۔

ہم کیئفسکی کی تفتیشات کے ''مرکزی،، نقطے سے ابتدا کریں گے تاکہ ''سامراجی معاشیت،، کے اس نئے رجحان کا ''جوہر،، ہم براہ راست قاری کے سامنے پیش کر سکیں۔

۱ - جنگ اور ''مادروطن کی دفاع،، کی جانب مارکسی رویہ

کیئفسکی کو یقین ہے اور وہ اپنے قاری کو بھی یقین دلانا چاہتے ہیں کہ انھیں ہمارے پارٹی پروگرام کی صرف دفعہ ۹ سے ''اختلاف،، ہے جس کا تعلق قوموں کے حق خود ارادیت سے ہے۔ وہ اس الزام پر بہت خفا ہیں اور اس کی تردید کرنا چاہتے ہیں کہ جمہوریت کے سوال پر وہ عام طور پر مارکسزم کے مبادیات سے منہ پھیر رہے ہیں اور یہ کہ بنیادی مسائل پر انھوں نے مارکسزم سے ''غداری،، کی ہے (خشم آلود واوین کیئفسکی کے ہیں)۔ لیکن نکتہ یہ ہے کہ جس لمحے ہمارا مصنف انفرادی مسئلے کے متعلق اپنے نام نہاد جزوی اختلاف سے بحث شروع کرتا ہے، جس لمحے وہ اپنے دلائل، ایما وغیرہ پیش کرتا ہے تو فوراً ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ سارے محاذ پر مارکسزم سے کجروی کر رہا ہے۔ ان کے

مضمون کا دوسرا حصہ لیں۔ ''یہ مطالبہ،، (قوموں کےحق خود ارادیت کا) ''براہ راست (!!) حب الوطنی تک لے جاتا ہے،، ہمارا مصنف اعلان کرتا ہے اور وضاحت یہ کرتا ہے کہ مادر وطن کی دفاع کے ''غدارانہ،، نعرے کا سرچشمہ ''بالکل منطقی طور پر (!) قوموں کا حق خود ارادیت ہے...،، ان کی رائے میں خود ارادیت کا مطلب ''فرانسیسی اور بلجیم کے محبان‌وطن کی غداری کو حق بجانب کہنا ہے جواس‌آزادی،، (فرانس اور بلجیم کی قومی‌آزادی) ''کی ہتھیاروں سے مدافعت کر رہے ہیں! وہ وہی کر رہے ہیں جس کی وکالت خودارادیت کے حامی کرتے ہیں،،... ''مادروطن کی دفاع کا تعلق ہمارے بدترین دشمنوں کے اسلحہ خانے سے ہے،،... ''ہم یہ سمجھنے سے بالکل انکار کرتے ہیں کہ کوئی مادروطن کی دفاع کے خلاف اور بہ یک وقت خودارادیت کا حامی کیسے ہو سکتا ہے، مادروطن کے خلاف اور اس کا حامی۔ ،،

یہ رہے کیئفسکی۔ ظاہر ہے کہ انہوں نے موجودہ جنگ میں مادروطن کی دفاع کے نعرے کے خلاف ہماری قراردادیں نہیں سمجھی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کے مطلب کی پھر تشریح کی جائے جو ہماری قراردادوں میں نہایت وضاحت سے پیش کیا گیا ہے۔

''مادروطن کی دفاع کے نعرے کے متعلق،، ہماری پارٹی نے مارچ ۱۹۱۵ء کی بیرن کانفرنس میں جو قرارداد منظور کی وہ ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے: ''موجودہ جنگ کا اصلی جوہر ہے...،،

یہ کہ تجویز کا تعلق موجودہ جنگ سے ہے اس سے زیادہ واضح بیان نہیں کیا جا سکتا۔ الفاظ ''اصلی جوہر،، ظاہر کرتے ہیں کہ ہمیں ظاہری اور حقیقی کے درمیان، مظہر اور جوہر کے درمیان، لفظ اور عمل کے درمیان امتیاز کرنا چاہئے۔ اس جنگ میں مادروطن کی دفاع کے متعلق کسی بھی قسم کی بات کا مقصد ۱۹۱۴ — ۱۶ء کی سامراجی جنگ کو دروغ گوئی سے قومی جنگ کی طرح پیش کرنا ہے جو نوآبادیات کی تقسیم کے لئے، بیرونی سرزمینوں کی لوٹ‌مار کرنے کے لئے لڑی جا رہی ہے۔ اور ہمارے خیالات کو ذرا بھی مسخ کرنے کے امکان کا تدارک کرنے کے لئے ہم نے قرارداد میں ''اصلی قومی جنگوں،، کے متعلق ایک خاص پیرا شامل کیا جو

”خاص کر (خاص کر کا مطلب صرف نہیں ہے !) ۱۷۸۹ء اور ۱۸۷۱ء کے درمیان ہوئیں۔ ،،

قرارداد میں تشریح کی گئی ہے کہ ان ”اصلی،، قومی جنگوں کی ”بنیاد،، ”عوامی قومی تحریکوں کا، مطلق العنانی اور جاگیرداری کے خلاف جدوجہد کا، قومی ظلم کا جوا اتارنے کا ایک طویل عمل تھا...،،

یہ واضح ہے۔ موجودہ سامراجی جنگ کا سرچشمہ سامراجی دور کے عام حالات ہیں۔ وہ اتفاقی نہیں ہے اور نہ استثنا، وہ عام اور مثالی سے کجروی نہیں ہے۔ لہذا مادروطن کی دفاع کی باتیں کرنا لوگوں کو دھوکا دینا ہے کیونکہ یہ جنگ قومی جنگ نہیں ہے۔ کسی بھی اصلی قومی جنگ میں الفاظ ”مادروطن کی دفاع،، دھوکا نہیں ہوتے اور ہم اس کے خلاف نہیں ہیں۔ ایسی (اصلی قومی) جنگیں ”خاص کر،، ۱۷۸۹ء تا ۱۸۷۱ء ہوئیں۔ اور ہماری قرارداد اگرچہ کہیں بھی اس سے انکار نہیں کرتی کہ وہ آج بھی ممکن ہیں لیکن اس کی وضاحت کرتی ہے کہ اصلی قومی جنگ اور سامراجی جنگ کے درمیان جس پر پرفریب قومی نعروں کا پردہ ڈالا جاتا ہے فرق کرنا چاہئے۔ خاص طور پر ان دونوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنے کی خاطر ہمیں اس کا مطالعہ کرنا چاہئے کہ آیا جنگ کی بنیاد ”عوامی قومی تحریکوں،، اور ”قومی ظلم کا جوا اتارنے،، کا ”طویل عمل،، ہے۔

”مجہول امن پسندی،، کے متعلق قرارداد میں واضح طوز پر کہا گیا ہے: ”سوشل ڈیموکریسی انقلابی جنگوں، نہ کہ سامراجی جنگوں، کی مثبت اہمیت کو نظر انداز نہیں کر سکتی جیسی کہ مثال کے طور پر،، (ملاحظہ ہو ”مثال کے طور پر،،) ”۱۷۸۹ء اور ۱۸۷۱ء کے درمیان لڑی گئیں جن کا مقصد قومی ظلم کو ختم کرنا تھا...،، کیا ۱۹۱۵ء کی ہماری قرارداد ان قومی جنگوں کا ذکر نہیں کرتی جو ۱۷۸۹ء سے ۱۸۷۱ء تک لڑی گئیں اور یہ نہیں کہتی کہ ہم ایسی جنگوں کی مثبت اہمیت سے انکار نہیں کرتے، اگر آج ان کا امکان نہ ہو؟ بالکل نہیں کہتی۔

ہماری پارٹی کی قراردادوں پر تبصرہ یا عام فہم تشریح لینن اور زینوویف کے کتابچہ ”سوشلزم اور جنگ،، میں کی گئی ہے۔

اس میں صفحہ ۵ پر صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ ''سوشلسٹ مادروطن کی مدافعت کی جنگوں یا دفاعی جنگوں کو جائز، ترقی‌پسند اور منصفانہ صرف اس معنوں میں خیال کرتے ہیں کہ ان کا مقصد ''بیرونی ظلم کا جوا اتارنا،، ہوتا ہے۔ اس میں ایک مثال دی گئی ہے: روس کے خلاف ایران کی، وغیرہ اور لکھا ہے: ''یہ اس کے باوجود کہ کس نے پہلے حملہ کیا منصفانہ اور دفاعی جنگیں ہوں گی۔ ہر سوشلسٹ ظالم، غلام بنانےوالی اور قزاقانہ 'عظیم، طاقتوں کے خلاف مظلوم، محکوم اور غیرمساوی ریاستوں کی فتح چاہےگا۔،،

یہ کتابچہ اگست ۱۹۱۵ء میں شائع ہوا تھا اور اس کے جرمن اور فرانسیسی زبانوں میں ترجمے ہیں۔ کیئفسکی اس کے مافیہہ سے پوری طرح واقف ہیں۔ اور کبھی بھی، کسی موقع پر انھوں نے یا کسی دوسرے نے مادروطن کی مدافعت کے متعلق قرارداد پر، یا مجہول امن‌پسندی کے متعلق قرارداد پر یا کتابچے میں ان کی توضیح پر اعتراض نہیں کیا۔ کبھی بھی، ایک بار بھی اعتراض نہیں کیا! اس لئے ہمیں یہ پوچھنے کا حق ہے: کیا ہم کیئفسکی کے خلاف کیچڑ اچھالتے ہیں جب ہم کہتے ہیں کہ وہ مارکسزم کو سمجھنے میں ناکام رہے کیونکہ مارچ ۱۹۱۵ء سے انھوں نے جنگ کے بارے میں ہماری پارٹی کے خیالات پر اعتراض نہیں کیا لیکن اب اگست ۱۹۱۶ء میں خود ارادیت کی بابت مضمون میں، یعنی ایک جزوی مسئلے پر وہ اس عام مسئلے کی عدم مفاہمت کا حیرت‌انگیز مظاہرہ کر رہے ہیں؟

کیئفسکی کہتے ہیں کہ مادروطن کی دفاع کا نعرہ ''غداری،، ہے۔ ہم اعتماد سے انھیں یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کے لئے جو نعرے کا مطلب سمجھے بغیر، اس پر سوچے بنا اسے دہراتے ہیں، ان لوگوں کے لئے جو اس کے منشا کا تجزیہ کئے بغیر الفاظ کو صرف رٹ لیتے ہیں ہر نعرہ ''غدارانہ،، ہے اور ہمیشہ رہےگا۔

''مادروطن کی دفاع،، عام طور پر کیا ہے؟ کیا یہ معاشیات، سیاست وغیرہ سے متعلق کوئی سائنسی تصور ہے؟ نہیں۔ وہ عام چالو اظہار ہے، بعض وقت محض سوقیانہ فقرہ جس کا مقصد جنگ کو حق بجانب کہنا ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے، مطلق کچھ نہیں! اصطلاح ''غدارانہ،، کا اطلاق صرف اس معنی میں کیا

جا سکتا ہے کہ ایک عامیانہ شخص یہ کہہ کر کہ ''ہم اپنی مادروطن کی مدافعت کر رہے ہیں،، کسی بھی جنگ کو حق بجانب کہہ سکتا ہے۔ لیکن مارکسزم جو عامیانہ شخص کی سطح تک گراکر اپنے آپ کو ذلیل نہیں کرتا ہر جنگ کے تاریخی تجزیے کا تقاضہ کرتا ہے تاکہ یہ فیصلہ کیا جائے کہ کسی معین جنگ کو ترقی‌پسند خیال کیا جا سکتا ہے، آیا وہ جمہوریت یا پرولتاریہ کے مفادات کی خدمت کرتی ہے اور اس معنی میں جائز ، منصفانہ وغیرہ ہے۔

مادروطن کی مدافعت کا نعرہ اکثر غیرشعوری طور پر جنگ کا سوقیانہ جواز ہوتا ہے اور کسی معین جنگ کے مطلب اور مقصد کا تجزیہ کرنے اور اسے تاریخی پیش نظر میں دیکھنے کی نااہلیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

مارکسزم یہ تجزیہ کرتا ہے اور کہتا ہے: مثال کے طور پر اگر کسی جنگ کا ''اصلی جوہر،، بیرونی ظلم کا تختہ الٹنا ہے (جو یورپ میں ۱۷۸۹ء تا ۱۸۷۱ء خاص کر مثالی تھا) تو جہاں تک مظلوم ریاست یا قوم کا تعلق ہے یہ جنگ ترقی‌پسند ہے۔ لیکن اگر کسی جنگ کا ''اصلی جوہر،، نوآبادیات کی از سرنو تقسیم، مال غنیمت کی تقسیم، بیرونی سرزمینوں کی لوٹ مار ہے (جیسی کہ ۱۹۱۴ء — ۱۹۱۶ء کی جنگ ہے) تو مادروطن کی دفاع کی کوئی بھی بات ''محض لوگوں کو دھوکا دینا،، ہے۔

تو پھر کسی جنگ کا ''اصلی جوہر،، کیسے آشکار اور معین کیا جائے؟ جنگ پالیسی کا تسلسل ہوتی ہے۔ لہذا ہمیں اس پالیسی کا مطالعہ کرنا ہوگا جو جنگ سے قبل اختیار کی گئی تھی، وہ پالیسی جس کا نتیجہ جنگ کی صورت میں نکلا۔ اگر پالیسی سامراجی تھی یعنی جس کا مقصد مالی سرمایہ کے مفادات کی حفاظت کرنا، نوآبادیات اور بیرونی ممالک کو لوٹنا کھسوٹنا اور ان پر ظلم کرنا تھا تو جنگ جو اس پالیسی کی بدولت چھڑی سامراجی ہے۔ اگر پالیسی قومی آزادی کی تھی، یعنی جو قومی ظلم کے خلاف عوامی تحریک کا اظہار تھی تو جنگ جو اس پالیسی کی بدولت چھڑی قومی آزادی کی جنگ ہے۔

ایک عامیانہ شخص یہ نہیں سمجھتا کہ جنگ ''پالیسی کا

تسلسل ہوتی ہے،، لہذا وہ اس فارمولے سے چمٹا رہتا ہے کہ ''دشمن نے ہم پر حملہ کیا ہے،،، ''دشمن نے میرے ملک پر دھاوا بولا ہے،،۔ وہ یہ نہیں سوچتا کہ جنگ میں کن مسائل پر بازی لگائی جارہی ہے، کون سے طبقات اس میں حصہ لے رہے ہیں اور ان کے سیاسی مقاصد کیا ہیں؟ جب کیئفسکی اعلان کرتے ہیں کہ بلجیم پر جرمنوں نے قبضہ کر لیا ہے اور اس لئے خود ارادیت کے نقطہ نظر سے ''بلجیم کے محب وطن صحیح راستے پر ہیں،، تو وہ ایسے ہی عامیانہ شخص کی سطح تک اپنے آپ کو گرا لیتے ہیں۔ یا دوسری مثال۔ جرمنوں نے فرانس کے ایک حصے پر قبضہ کر لیا ہے اس لئے ''گید مطمئن ہو سکتا ہے،، کیونکہ ''مسئلے کا تعلق اس کی قوم کے آبادشدہ علاقے سے ہے،، (نہ کہ بیرونی قوم سے)۔

ایک عامیانہ شخص کے لئے اہم بات یہ ہے کہ فوجیں کہاں کھڑی ہوئی ہیں، اس لمحے کون جیت رہا ہے۔ مارکسی کے لئے اہم بات یہ ہے اس جنگ میں کن مسائل پر بازی لگی ہے جس کے دوران پہلے ایک فوج پھر دوسری فوج فتحیاب ہو۔

موجودہ جنگ کس کے لئے لڑی جا رہی ہے؟ اس کا جواب ہماری قرارداد میں موجود ہے (جو مبنی ہے شرکائے جنگ طاقتوں کی پالیسی پر جسے جنگ سے کئی دہائیاں پہلے اختیار کیا گیا تھا)۔ انگلستان، فرانس اور روس ان نوآبادیوں کو اپنے پاس رکھنے کے لئے لڑ رہے ہیں جن پر انہوں نے قبضہ کر رکھا ہے، وہ ترکی کی لوٹ کھسوٹ کرنا چاہتے ہیں، وغیرہ۔ جرمنی ان نوآبادیوں پر قبضہ جمانے، ترکی کی لوٹ کھسوٹ کرنے وغیرہ کے لئے لڑ رہا ہے۔ ہم یہ فرض بھی کرلیں کہ جرمن پیرس یا سینٹ پیٹرس برگ پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ کیا اس سے موجودہ جنگ کی نوعیت بدل جائے گی؟ بالکل نہیں۔ جرمنوں کا مقصد — اور اس سے زیادہ اہم وہ پالیسی جس سے مقصد حاصل ہوگا بشرطیکہ وہ جیت جائیں — نوآبادیوں پر قبضہ جمانا، ترکی کو مغلوب کرنا، دوسری قوموں کی سرزمینوں کا الحاق کرنا ہے، مثلاً پولینڈ۔ مقصد یہ ہرگز نہیں ہے کہ فرانسیسیوں یا روسیوں کو بیرونی جوئے سے باندھا جائے۔ موجودہ جنگ کا اصلی جوہر قومی نہیں بلکہ سامراجی ہے۔ بہ الفاظ دیگر، جنگ اس لئے نہیں لڑی جا رہی ہے کہ ایک فریق قومی ظلم کا تختہ الٹ دے

جسے دوسرا فریق برقرار رکھنا چاھتا ھے۔ یہ جنگ ھے ظالموں کے دو گروھوں کے درمیان، اپنے مال غنیمت کی تقسیم پر، ترکی اور نوآبادیوں کو لوٹنے پر دو لٹیروں کے درمیان۔

مختصر یہ کہ: جنگ جو سامراجی عظیم طاقتوں کے درمیان ھے (یعنی ان طاقتوں کے درمیان جو کئی قوموں کو کچل رھی ھیں اور انھیں مالیاتی سرمایے کی ماتحتی کے جال میں پھانسے ھوئی ھیں) یا عظیم طاقتوں کے ساتھ اتحاد کے ذریعے کی جارھی ھے سامراجی جنگ ھے۔ ۱۶ — ۱۹۱۴ء کی جنگ ایسی ھی ھے۔ اور اس جنگ میں ''مادروطن کی دفاع''، اور جنگ کو حق بہ‌جانب ثابت کرنے کی کوشش دھوکہ ھے۔

سامراجی یعنی ظالم طاقتوں کے خلاف مظلوم (مثلاً نوآبادیاتی) قوموں کی جنگ اصلی قومی جنگ ھے۔ آج بھی یہ ممکن ھو سکتی ھے۔ اس جنگ میں ''مادروطن کی دفاع''، جب ایک مظلوم قوم بیرونی ظالم کے خلاف لڑ رھی ھو دھوکہ نہیں ھے۔ ایسی جنگ میں سوشلسٹ ''مادروطن کی دفاع'' کے خلاف نہیں ھوتے۔

قومی خودارادیت بھی مکمل قومی نجات کے لئے، مکمل آزادی کے لئے جدوجہد ھے۔ اور سوشلسٹ — سوشلسٹ رہ کر — ایسی جدوجہد کو مسترد نہیں کر سکتے، خواہ اس کی شکل کیسی بھی ھو، مسلح بغاوت یا جنگ تک۔

کیئفسکی سوچتے ھیں کہ وہ پلیخانوف کے خلاف دلیل پیش کر رھے ھیں: پلیخانوف نے ھی حق خود ارادیت اور مادروطن کی دفاع کے درمیان ربط بتایا تھا! کیئفسکی نے پلیخانوف پر یقین کر لیا کہ ربط ایسا ھی ھے جیسا پلیخانوف نے پیش کیا ھے۔ اور ان پر یقین کرکے کیئفسکی خائف ھو گئے اور فیصلہ کیا کہ خودارادیت کو مسترد کر دینا چاھئے تاکہ پلیخانوف کے نتائج میں نہ پھنس جائیں... پلیخانوف پر بڑا اعتماد ھے اور بڑا ھی خوف لیکن پلیخانوف کی غلطی کے جوھر کی بابت غور و فکر کا شائبہ تک نہیں ھے!

جارحانہ قوم پرست خود ارادیت کی وکالت کرتے ھیں تاکہ اس جنگ کو قومی جنگ کی طرح پیش کر سکیں۔ ان سے لڑنے کا ایک ھی راستہ ھے — ھم یہ دکھائیں کہ یہ جنگ قوموں کو آزاد کرانے کے لئے نہیں بلکہ یہ فیصلہ کرنے کے واسطے لڑی جا رھی ھے کہ عظیم

لٹیروں میں سے کون زیادہ قوموں پر ظلم کرے گا۔ جو جنگیں واقعی قوموں کو آزاد کرانے کے لئے لڑی جاتی ہیں ان کی جانب منفی رویہ اختیار کرنا مارکسزم کی بدترین بگڑی ہوئی تصویر پیش کرنا ہے۔ پلیخانوف اور فرانسیسی جارحانہ قوم پرست فرانس میں ریپبلک کا راگ الاپتے ہیں تاکہ جرمن بادشاہت کے خلاف اس کی ''دفاع،، کو جائز ثابت کریں۔ اگر ہم کیئفسکی کی دلیل اختیار کریں تو ہمیں یا تو ریپبلک کی مخالفت کرنا پڑے گی' یا اس جنگ کی جو واقعی ریپبلک کے تحفظ کے لئے لڑی جا رہی ہو!! جرمن جارحانہ قوم پرست اپنے ملک میں عام رائے دہی اور لازمی ابتدائی تعلیم پر زور دیتے ہیں تاکہ زار شاہی سے جرمنی کی ''دفاع،، کو صحیح ثابت کریں۔ اگر ہم کیئفسکی کی دلیل اختیار کریں تو ہمیں یا تو عام رائے دہی اور لازمی ابتدائی تعلیم کی مخالفت کرنا پڑے گی یا اس جنگ کی جو واقعی سیاسی آزادی کے تحفظ کے لئے لڑی جا رہی ہے!

۱۶ — ۱۹۱۴ء کی جنگ تک کارل کاؤتسکی مارکسی تھا اور اس کی کئی بنیادی تحریریں اور بیانات ہمیشہ مارکسزم کے نمونے رہیں گے۔ ۲۶ اگست ۱۹۱۰ء کو اس نے سر پر منڈلاتی ہوئی جنگ کے متعلق اخبار «Die Neue Zeit» میں لکھا تھا:

> ''جرمنی اور انگلستان کے درمیان جنگ میں مسئلہ جمہوریت کا نہیں عالمی غلبے یعنی دنیا کی لوٹ کھسوٹ کا ہے۔ یہ ایسا مسئلہ نہیں جس پر سوشل ڈیموکریٹ اپنی قوم کے استحصال کرنے والوں کی حمایت کر سکیں،،۔

یہ مارکسی ضابطے کی ایک اچھی مثال ہے جو ہمارے ضابطے کے پوری طرح مطابق ہے اور پوری طرح آج کے کاؤتسکی کی پول کھولتا ہے جس نے مارکسزم سے منہ موڑ کر جارحانہ قوم پرستی کی مدافعت اختیار کی ہے۔ یہ ایک ایسا ضابطہ ہے (ہم دوسرے مضامین میں اس کا ضرور حوالہ دیں گے) جو جنگ کی جانب مارکسی رویے کے بارے میں اصولوں کو وضاحت سے سامنے لاتا ہے۔ جنگ پالیسی کا تسلسل ہوتی ہے۔ لہذا اگر جمہوریت کے لئے جدوجہد ہے تو جمہوریت کے لئے جنگ ممکن ہے۔ قومی خودارادیت

جمہوری مطالبات میں سے ایک ہے اور اصولاً دوسرے جمہوری مطالبات سے مختلف نہیں ہے۔ ''عالمی غلبہ،، مختصر الفاظ میں سامراجی پالیسی کا جوہر ہے جس کا تسلسل سامراجی جنگ ہے۔ جمہوری جنگ میں ''مادروطن کی دفاع،، کو مسترد کرنا یعنی ایسی جنگ میں شرکت سے انکار کرنا ایک ایسی حماقت ہے جس کا مارکسزم سے کوئی تعلق نہیں۔ سامراجی جنگ پر ''مادروطن کی دفاع،، کے تصور کا اطلاق کرکے یعنی اسے جمہوریت کی جنگ قرار دے کر اسے حسین بنانا مزدوروں کو دھوکہ دینا اور رجعت‌پرست بورژوازی کی حمایت کرنا ہے۔

۲ - ''نئے دور کی ہماری سوجھ بوجھ،،

یہ سرخی کیئفسکی کی ہے۔ وہ ہمیشہ ایک ''نئے دور،، کی بات کرتے ہیں لیکن یہاں بھی ان کے دلائل بدقسمتی سے غلط ہیں۔

ہماری پارٹی کی قراردادوں میں موجودہ جنگ کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس کا سرچشمہ سامراجی دور کے عام حالات ہیں۔ ہم ''دور،، اور ''موجودہ جنگ،، کے درمیان تعلق کی صحیح مارکسی تعریف بیان کرتے ہیں — مارکسزم ہر الگ الگ جنگ کے ٹھوس تخمینے' کا تقاضہ کرتا ہے۔ یہ سمجھنے کے لئے کہ ایک سامراجی جنگ یعنی ایسی جنگ جو اپنے سیاسی سیاق وسباق میں سراسر رجعت پرست اور جمہوریت دشمن ہے ان عظیم طاقتوں کے درمیان چھڑی جن میں سے کئی ۱۷۸۹ء تا ۱۸۷۱ء جمہوریت کی جدوجہد میں پیش پیش تھیں — یہ سمجھنے کے لئے ہمیں سامراجی دور یعنی ترقی‌یافتہ ممالک میں سرمایہ‌داری کی سامراج میں تبدیلی کے عام حالات کو سمجھنا چاہئے۔

کیئفسکی نے ''دور،، اور ''موجودہ جنگ،، کے درمیان اس تعلق کو بری طرح مسخ کیا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ معاملے پر ٹھوس طرح سوچنے کا مطلب ''دور،، کا مطالعہ کرنا ہے۔ یہیں وہ غلطی پر ہیں۔

۱۷۸۹ء تا ۱۸۷۱ء کا دور یورپ کے لئے خاص اہمیت کا حامل تھا۔ یہ ناقابل تردید ہے۔ جب تک ہم اس عہد کے حالات

کو نہیں سمجھتے تو ایک بھی قومی آزادی کی جنگ کو نہیں سمجھ سکتے۔ ایسی جنگیں اس دور کی مثالی جنگیں تھیں۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس دور کی تمام جنگیں قومی آزادی کی جنگیں تھیں؟ بالکل نہیں۔ ایسے خیال کا مطلب پوری بات کو حماقت کی سطح تک گرانا ہے اور ہر علحدہ جنگ کا ٹھوس تجزیہ کرنے کے بجائے احمقانہ طور پر لکیر کا فقیر ہونا ہے۔ ۱۷۸۹ء تا ۱۸۷۱ء نوآبادیاتی جنگیں اور کئی قوموں پر ظلم کرنےوالی رجعت پرست سلطنتوں کے درمیان جنگیں بھی ہوئیں۔

ترقی یافتہ یورپی (اور امریکی) سرمایہ‌داری سامراج کے نئے عہد میں داخل ہو گئی ہے۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اب صرف سامراجی جنگیں ہی ممکن ہیں؟ اس پر اصرار کرنا حماقت ہوگی۔ اس سے معین دور میں ممکن گوناگوں مظاہر کے مجموعے سے مخصوص ٹھوس مظہر کو ممتاز کرنے کی نااہلیت ثابت ہوگی۔ ایک دور کو دور اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ گوناگوں مظاہر اور جنگوں کو محیط کرتا ہے جو مثالی ہوتی ہیں اور غیرمثالی بھی، بڑی اور چھوٹی بھی، بعض ترقی‌یافتہ ممالک کے لئے مخصوص ہوتی ہیں اور بعض پسماندہ ممالک کے لئے۔ ''دور،، کے متعلق عام فقرے اختیار کرکے، جیساکہ کیٹفسکی کرتے ہیں، ان ٹھوس سوالات کو نظر انداز کرنا تصور ''دور،، کا غلط استعمال کرنا ہے۔ اور یہ ثابت کرنے کے لئے ہم بہت سی مثالوں میں سے ایک پیش کریں گے۔ لیکن پہلے یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ بائیں بازووالوں کے ایک گروپ نے یعنی جرمن انٹرنیشنل گروپ (۳۰) نے اپنے مقالوں کے حصہ ۵ میں یہ سراسر غلط قول پیش کیا ہے جو بیرن کے عاملہ کمیشن (۳۱) کے خبرنامے کے شمارے ۳ میں شائع ہوا ہے (۲۹ فروری ۱۹۱۶ء) : ''اس بے‌لگام سامراج کے دور میں قومی جنگیں ممکن نہیں ہیں،،۔ اس بیان کا تجزیہ ہم ''اسبورنک سوتسیال دیموکراتا،، میں کر چکے ہیں۔ یہاں ہم صرف یہ دکھائیں گے کہ اگر کوئی شخص جس نے بین‌الاقوامیت پسند تحریک پر نظر رکھی ہے اس نظریاتی قول سے مدت سے واقف ہے (اس کی مخالفت ہم ۱۹۱۶ء کی بہار میں بیرن کے عاملہ کمیشن کے وسیع اجلاس میں کر چکے ہیں)، ایک بھی گروپ نے اس کا نہ اعادہ کیا اور نہ اسے قبول کیا۔

کیئفسکی کے مضمون میں جو اگست ۱۹۱۶ء میں لکھا گیا تھا اس کے یا اس سے ملتے جلتے قول کے مفہوم کی بابت ایک لفظ بھی نہیں ہے۔

یہ دیکھنا ضروری ہے اور مندرجۂ ذیل وجہ سے — اگر یہ یا ملتا جلتا قول پیش کیا جاتا تو ہم نظریاتی اختلاف کی بات کرتے۔ لیکن چونکہ ایسا قول پیش نہیں کیا گیا ہے تو ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں: جو ہمارے سامنے ہے تصور ''دور،، کی مختلف توضیح نہیں ہے، نظریاتی اختلاف نہیں ہے بلکہ محض بے احتیاطی سے کہا ہوا فقرہ، محض لفظ ''دور،، کا غلط استعمال ہے۔

ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔ کیئفسکی اپنا مضمون اس سوال سے شروع کرتے ہیں: ''کیا یہ (خود ارادیت) ایسا ہی نہیں ہے جیسا کہ مریخ پر ۱۰ ہزار ایکڑ زمین بلا ادائگی حاصل کرنے کا حق؟ اس سوال کا جواب صرف انتہائی ٹھوس طور پر، صرف موجودہ دور کی نوعیت کے سیاق و سباق میں دیا جا سکتا ہے۔ قوموں کا خود ارادیت کا حق قومی ریاستوں کی تشکیل کے دور میں، موجود سطح پر پیداواری قوتوں کی نشوونما کی بہترین شکل کی طرح ایک بات ہے لیکن اب یہ بالکل دوسری بات ہو گئی ہے جب یہ شکل یعنی قومی ریاست پیداواری قوتوں کی نشوونما کے لئے زنجیر بن گئی ہے۔ سرمایہ‌داری اور قومی ریاست کے قیام کے دور اور قومی ریاست کے انہدام اور خود سرمایہ‌داری کے انہدام کی آمدآمد کے دور کو ایک وسیع فاصلہ جدا کرتا ہے۔ زمان و مکان کے سیاق و سباق سے علحدہ کرکے مسائل پر ''عام،، طور سے بحث کرنا مارکسی کے شایان شان نہیں ہے۔،،

یہ ''سامراجی دوو،، کے تصور کی بگڑی ہوئی تصویر بنانے کا ایک اچھا نمونہ ہے۔ اور اس بگڑی ہوئی تصویر کے خلاف جدوجہد کرنے کی اسی لئے ضرورت ہے کہ وہ نیا اور اہم تصور ہے! جب ہم یہ کہتے ہیں کہ قومی ریاستیں بیڑیاں بن گئی ہیں وغیرہ تو ہماری مراد کیا ہوتی ہے؟ ہمارے ذہن میں ترقی یافتہ سرمایہ‌دار

ممالک ہوتے ہیں، سب سے پہلے جرمنی، فرانس اور انگلستان جن کی موجودہ جنگ میں شرکت اسے سامراجی جنگ بنانےوالا خاص عنصر ہے۔ ان ممالک میں جو انسانیت کے ہراول تھے، خاص کر ۱۷۸۹ء سے ۱۸۷۱ء تک، قومی ریاستوں کی تشکیل کا عمل پورا ہو چکا ہے۔ ان ممالک میں قومی تحریک نہ لوٹنےوالی ماضی کی بات ہے اور اسے بحال کرنے کی کوشش احمقانہ رجعت‌پرست یوٹوپیا ہے۔ فرانسیسیوں، انگریزوں اور جرمنوں کی قومی تحریک مدت ہوئی مکمل ہو چکی ہے۔ ان ممالک میں تاریخ کا اگلا قدم مختلف ہوگا۔ نجات پانےوالی قومیں ظالم قوموں میں، سامراجی غارت گری کی قوموں، ایسی قوموں میں تبدیل ہو گئی ہیں جو ''سرمایہ‌داری کے انہدام کی آمدآمد،، سے گزر رہی ہیں۔

لیکن دوسری قوموں کی بابت کیا کہا جا سکتا ہے؟

کیئفسکی رٹے ہوئے اصول کی طرح دہراتے ہیں کہ مارکسیوں کی مسائل کی جانب ''ٹھوس،، رسائی ہونا چاہئے لیکن وہ خود اس اصول کا اطلاق نہیں کرتے۔ اس کے برعکس ہم نے اپنے مقالات میں ٹھوس رسائی کی مثال پیش کی تھی لیکن کیئفسکی نے ہماری غلطی دکھانا نہیں چاہی، اگر انہیں کوئی غلطی ملی ہوتی۔

ہمارے مقالات (حصہ ۶) بیان کرتے ہیں کہ خود ارادیت سے بحث کرتے وقت ٹھوس طرح سے تین مختلف قسم کے ملکوں میں امتیاز کرنا چاہئے۔ (ظاہر ہے عام مقالات میں ہر علحدہ ملک سے بحث کرنا ناممکن تھا۔) پہلی قسم: مغربی یورپ (اور امریکہ) کے ترقی‌یافتہ ملک جہاں قومی تحریک اب قصۂ پارینہ ہے۔ دوسری قسم: مشرقی یورپ جہاں وہ قصۂ حال ہے۔ تیسری قسم: نیم نوآبادیات اور نوآبادیات جہاں وہ بڑی حدتک قصۂ مستقبل ہے۔ *

یہ صحیح ہے یا غلط؟ کیئفسکی کا ہدف تنقید اسی کو ہونا چاہئے تھا۔ لیکن انہیں نظریاتی مسائل کا جوہر نظر نہیں آتا! وہ یہ دیکھنے سے قاصر ہیں کہ جب تک وہ ہمارے مقالات کے مندرجۂ بالا قول (۶ میں) کی تردید نہیں کرتے — اور اس کی تردید نہیں کی

---

* دیکھئے لینن کے مقالے ''سوشلسٹ انقلاب اور قوموں کا حق خودارادیت،،۔ (ایڈیٹر)

جا سکتی کیونکہ وہ صحیح ہے — تو ”دور“ کے متعلق ان کی موشگافیاں اس آدمی کی طرح ہیں جو تلوار ہوا میں لہراتا ہے لیکن کوئی ضرب نہیں لگاتا۔

اپنے مضمون کے آخر میں وہ لکھتے ہیں ”ایلین کی رائے کے مقابلے میں ہم یہ مفروضہ قائم کرتے ہیں کہ مغربی (!) ملکوں کی اکثریت (!) میں قومی مسئلہ حل نہیں ہوا ہے...“

اور چنانچہ فرانسیسیوں، ہسپانیوں، انگریزوں، ولندیزیوں، جرمنوں اور اطالویوں کی قومی تحریکیں ۱۷ ویں، ۱۸ ویں اور ۱۹ ویں صدیوں اور اس سے پہلے میں مکمل نہیں ہوئی تھیں؟ مضمون کے آغاز میں ”سامراج کے دور“ کے تصور کو مسخ کیا گیا ہے تاکہ یہ ظاہر ہو کہ قومی تحریکیں عام طور پر مکمل ہو چکی ہیں، نہ صرف ترقی‌یافتہ مغربی ملکوں میں۔ اور اسی مضمون کے آخر میں کہا جاتا ہے کہ ”قومی مسئلہ“ ”حل نہیں ہوا“ خاص کر مغربی ملکوں میں!! کیا یہ خلط ملط نہیں ہے؟

مغربی ممالک میں قومی تحریک ماضی بعید کی بات ہے۔ انگلستان، فرانس اور جرمنی میں ”مادروطن“ بےجان الفاظ ہیں۔ وہ اپنا تاریخی کردار ادا کر چکے ہیں یعنی یہاں قومی تحریک کوئی ترقی‌پسند چیز پیدا نہیں کر سکتی، ایسی چیز جو نئے عوام‌الناس کو نئی معاشی اور سیاسی زندگی تک بلند کرے۔ یہاں تاریخ کا اگلا قدم جاگیرداری سے، یا پدرشاہانہ بربریت سے قومی ترقی تک، ثقافت‌یافتہ اور سیاسی طور پر آزاد مادروطن تک عبور نہیں بلکہ زوال پذیر ”مادروطن“ سے جو سرمایہ‌دارانہ لحاظ سے بہت زیادہ پک گئی ہے سوشلزم تک عبور ہے۔

مشرقی یورپ میں صورت حال مختلف ہے۔ مثلاً جہاں تک یوکرینیوں اور بیلوروسیوں کا تعلق ہے صرف شیخ‌چلی ہی اس سے انکار کر سکتا ہے کہ وہاں قومی تحریک ابھی تک مکمل نہیں ہوئی ہے، اپنی مادری زبان اور ادب کے پوری طرح استعمال کے لئے عوام‌الناس کی بیداری (اور یہ سرمایہ‌داری کے بھرپور فروغ اور آخری کسان گھر میں تبادلے کے بھرپور نفوذ کی مطلق شرط اور

لازم و ملزوم ہے) اب بھی جاری ہے۔ وہاں ''مادروطن،، تاریخی لحاظ سے بالکل بے جان الفاظ نہیں ہیں۔ وہاں ''مادروطن کی دفاع،، اب بھی جمہوریت کی، اپنی قومی زبان کی، ظالم قوموں کے خلاف اور قرون وسطی کی معاشرت کے خلاف سیاسی آزادی کی مدافعت ہو سکتی ہے۔ لیکن جب موجودہ جنگ میں انگریز، فرانسیسی، جرمن اور اطالوی اپنی مادروطن کی مدافعت کی بات کرتے ہیں تو وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ کیونکہ درحقیقت جس کی وہ مدافعت کر رہے ہیں وہ ان کی مادری زبان کی مدافعت نہیں، قومی نشوونما کے حق کی مدافعت نہیں بلکہ غلاموں کے آقاؤں کے حقوق کی، اپنی نوآبادیات کی، ان کے مالیاتی سرمایے کے ''حلقہ ہائے اثر،، کی مدافعت ہے۔

مشرقی یورپ کے مقابلے میں نیم نوآبادیات اور نوآبادیات میں قومی تحریک تاریخی لحاظ سے ہنوز نوخیز ہے۔

الفاظ ''ترقی‌یافتہ ممالک،، اور سامراجی دور کا کیا مطلب ہے؟ روس کی ''خاص،، حیثیت کس پر مشتمل ہے (کیئفسکی کے مضمون کے دوسرے حصے کی سرخی) اور صرف روس ہی کی نہیں؟ قومی آزادی کی تحریک کہاں غلط فقرہ ہے اور کہاں زندہ اور ترقی‌پسند حقیقت؟ ان میں سے ایک نکتے پر بھی کیئفسکی نے کوئی مفاہمت ظاہر نہیں کی ہے۔

. . . .

۶ ۔ دوسرے سیاسی مسائل جنھیں کیئفسکی نے پیش اور مسخ کیا

ہم نے اپنے مقالوں میں بیان کیا ہے کہ نوآبادیوں کی آزادی کا مطلب قوموں کی خودارادیت ہے۔ یورپی اکثر یہ فراموش کر دیتے ہیں کہ نوآبادیاتی عوام بھی قومیں ہیں۔ لیکن اس ''فراموشی،، کو روا رکھنا جارحانہ قوم پرستی کو روا رکھنا ہے۔

کیئفسکی کو اس پر ''اعتراض،، ہے:

''خالص قسم کی نوآبادیات میں ''اصطلاح کے صحیح معنی میں کوئی پرولتاریہ نہیں ہے،، (دوسرے باب کے آخر

میں)۔ ”تو پھر خود ارادیت کا نعرہ کس کے لئے مقصود ہے؟ نوآبادیاتی بورژوا کے لئے؟ فلاحین کے لئے؟ کسانوں کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ اشتراکیوں (کیئفسکی کا خط کشیدہ) کا نوآبادیات کے لئے خود ارادیت کا مطالبہ کرنا نا معقول ہے کیونکہ عام طور پر ان ملکوں میں مزدوروں کی پارٹی کے نعرے پیش کرنا جہاں مزدور نہیں ہیں نامعقول ہے۔“

کیئفسکی کا ہمارے خیال پر غصہ اور ”نا معقول“ ہونے پر ان کی ملامت کے باوجود ہم یہ کہنے کی جرأت کرتے ہیں کہ ان کے دلائل غلط ہیں۔ صرف بدبخت اور بے فغاں ”معاشیت پرست“ ہی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ”مزدوروں کی پارٹی کے نعرے“ صرف مزدوروں کے لئے جاری کئے جاتے ہیں۔ * نہیں یہ نعرے تمام محنت کش آبادی کے لئے، سارے عوام کے لئے جاری کئے جاتے ہیں۔ ہمارے پروگرام کا جمہوری حصہ — جس کی اہمیت پر ”عام طور سے“ کیئفسکی نے دھیان نہیں دیا — خاص طور پر مخاطب ہے تمام عوام سے، اور اسی لئے ہم اس میں ”عوام“ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ **

ہم نے کہا کہ نوآبادیاتی اور نیم نوآبادیاتی قومیں ایک ارب لوگوں پر مشتمل ہیں۔ کیئفسکی نے اس ٹھوس بیان کی تردید کرنا گوارا نہیں فرمائی۔ ان ایک ارب لوگوں میں ۷۰ کروڑ سے زیادہ لوگ ان ملکوں میں رہتے ہیں (چین، ہندوستان، ایران، مصر) جہاں مزدور موجود ہیں۔ لیکن ان نوآبادیاتی ممالک میں جہاں مزدور نہیں

---

* بہتر ہوگا کہ کیئفسکی ان تحریروں کو پھر پڑھیں جو مارتینوف اور ان کے گروہ نے ۱۸۹۹ء—۱۹۰۱ء میں لکھی تھیں۔ وہاں انہیں ”اپنے“ ہی دلائل ملیں گے۔

** ”قوموں کی خود ارادیت“ کے بعض عجوبہ مخالف اس دلیل سے ہمارے خیالات کی تردید کرتے ہیں کہ ”قومیں“ طبقات میں بٹی ہوئی ہیں! ہمارا مارکسزم کی تصویر بگاڑنے والوں کو جواب یہ ہے کہ پروگرام کے جمہوری حصے میں ”عوام کی حکومت“ درج ہے۔

ھیں، صرف غلاموں کے مالک اور غلام ھیں ''خود ارادیت،، کا مطالبہ بالکل غیر معقول نہیں بلکہ ھر مارکسی کے لئے واجبی ھے۔ اگر کیئفسکی معاملے پر ذرا غور کرتے تو وہ اسے غالباً محسوس کر لیتے اور یہ بھی کہ ''خودارادیت،، کا مطالبہ ھمیشہ دو قوموں ''کے لئے،، پیش کیا جاتا ھے — مظلوم اور ظالم کے لئے۔

کیئفسکی کے دوسرے ''اعتراضات،، :

''نوآبادیات کے سلسلے میں اس وجہ سے ھم اپنے آپ کو ایک منفی نعرے تک محدود رکھتے ھیں — سوشلسٹ اپنی حکومتوں سے مطالبہ کریں 'نوآبادیوں سے باھر نکل جاؤ!'، یہ مطالبہ سرمایہ‌داری کی حدود میں ناقابل حصول ھے مگر سامراج کے خلاف جدوجہد کو تیز کر دیتا ھے اور ارتقا کے رجحان کی تردید نہیں کرتا کیونکہ سوشلسٹ معاشرے میں نوآبادیات نہیں ھوں گی۔،،

سیاسی نعروں کے نظریاتی مافیہہ پر ذرا بھی توجہ دینے کی مصنف کی ناقابلیت یا بے‌اعتنائی پر حیرت ھوتی ھے! کیا ھم یہ یقین کرلیں کہ نظریاتی طور پر شستہ سیاسی اصطلاح کی جگہ پروپیگنڈے کا فقرہ استعمال کرنے سے معاملات بدل جاتے ھیں؟ آج ''نوآبادیوں سے باھر نکل جاؤ،، کہنا نظریاتی تجزیے سے گریز کرنا اور پروپیگنڈے کے فقروں کے پیچھے چھپ جانا ھے! ھمارا ھر پارٹی کا مبلغ جب یوکرین، پولینڈ، فنلینڈ وغیرہ کا ذکر کرتا ھے تو اسے زارشاھی کی حکومت (اس کی اپنی حکومت) سے یہ مطالبہ کرنے کا حق ھے — ''فنلینڈ سے باھر نکل جاؤ وغیرہ،،۔ لیکن عقل مند مبلغ یہ سمجھ سکتا ھے کہ ھم ایسے مثبت یا منفی نعرے پیش نہ کریں جن کا مقصد جدوجہد کو تیز کرنا ھے۔ صرف الیکسینسکی قماش کے لوگ اس پر اصرار کر سکتے ھیں کہ ''صدسیا دوما سے باھر نکل آؤ،، کا منفی نعرہ بعض بدی کے خلاف جدوجہد تیز کرنے کی خواھش کو صحیح ثابت کرتا ھے۔

جدوجہد کو تیز کرنا داخلیت پرستوں کا کھوکھلا فقرہ ھے جو یہ مارکسی تقاضہ بھول جاتے ھیں کہ ھر نعرے کو معاشی

حقیقتوں، سیاسی حالات اور نعرے کی سیاسی اهمیت کے صحیح تجزیے سے صحیح ثابت هونا چاهئیے۔ اس نکتے پر ضرورت سے زیادہ زور دینے سے اکتاهٹ هوتی هے، لیکن کیا کیا جائے؟

هم الیکسینسکی کی بری عادت سے واقف هیں — پروپیگنڈے کے شوروشغب سے نظریاتی سوال پر نظریاتی بحث کو ٹالنا۔ نعرے ''نوآبادیات سے باهر نکل جاؤ،، کا صرف ایک سیاسی اور معاشی مافیهه هے — نوآبادیاتی قوموں کی علحدگی کی آزادی، علحده ریاست قائم کرنے کی آزادی! جیسا که کیئفسکی کا خیال هے اگر ساسراج کے عام قوانین قوموں کی خود ارادیت کی راه میں حائل هوتے هیں اور اسے یوٹوپیا، فریب خیال وغیره بناتے هیں تو پھر کوئی سوچنے سے عاری هوئے بغیر دنیا کی اکثر قوموں کے لئے ان عام قوانین کا استثنی کیسے بنا سکتا هے۔ ظاهر هے که کیئفسکی کا ''نظریه،، بگڑا هوا نظریه هے۔

جنس کی پیداوار اور سرمایه‌داری اور مالیاتی سرمایے کے جوڑنےوالے دھاگے نوآبادیاتی ملکوں کی اکثریت میں موجود هیں۔ تو پھر هم ساسراجی ممالک اور ان کی حکومتوں سے کیسے اصرار کر سکتے هیں که وه ''نوآبادیات سے نکل جائیں،، اگر جنس کی پیداوار، سرمایه‌داری اور ساسراج کے نقطهٔ نظر سے یه ''غیرسائنسی،، اور ''یوٹوپیائی،، مطالبه هے جس کی ''تردید،، لینچ، کونوف اور باقی سب کر چکے هیں؟

مصنف کے استدلال میں فکر کا شائبه تک نهیں هے!

انهوں نے اس حقیقت پر غور نهیں کیا که نوآبادیات کی نجات صرف اس معنی میں ''ناقابل حصول،، هے که وه ''انقلابات کے سلسلوں کے بغیر ناقابل حصول،، هے۔ انهوں نے اس حقیقت پر غور نهیں کیا که اس کے حصول کا تعلق یورپ میں سوشلسٹ انقلابات سے هے۔ انهوں نے اس حقیقت پر غور نهیں کیا که ''اشتراکی معاشرے میں،، نه صرف نوآبادیات بلکه عام طور پر ماتحت قومیں نهیں هوں گی۔ انهوں نے اس حقیقت پر غور نهیں کیا که زیربحث سوال پر پولینڈ یا ترکستان پر روسی ''قبضے،، میں کوئی معاشی یا سیاسی فرق نهیں هے۔ انهوں نے اس حقیقت پر غور نهیں کیا که ''اشتراکی معاشره،، ''نوآبادیات سے باهر نکلنا،، صرف اس معنی میں چاهے گا که

وہ انھیں علحدہ ہونے کا آزاد حق دے نہ کہ اس معنی میں کہ علحدگی کی سفارش کرے۔

علحدگی کے حق اور علحدگی کی سفارش میں فرق کرنے پر کیئفسکی ہمیں ''شعبدےباز،، کہتے ھیں اور اس الزام کو مزدوروں کی نظروں میں ''سائنسی طور پر ثابت کرنے کے لئے،، وہ لکھتے ھیں :

''مزدور کیا سوچے گا جب وہ کسی مبلغ سے پوچھے گا کہ ساموواستی‌نست،، (یوکرین کی سیاسی آزادی) ''کا مطلب پرولتاریہ کیسے سمجھے، اور اسے جواب ملے: سوشلسٹ علحدگی کے حق کے لئے سرگرم ھیں لیکن ان کا پروپیگنڈا علحدگی کے خلاف ہے؟،،

مجھے یقین ہے کہ اس سوال کا جواب میں ٹھیک دے سکتا ہوں: ہر سمجھدار مزدور سوچے گا کہ کیئفسکی میں سوچنے کی صلاحیت نہیں ہے۔

ہر سمجھدار مزدور ''سوچے گا،،: وہی کیئفسکی ہم مزدوروں سے کہہ رہے ھیں کہ ''نوآبادیات سے باہر نکل جاؤ،، کا نعرہ بلند کریں۔ بہ الفاظ دیگر ہم عظیم روسی مزدوروں کو اپنی حکومت سے مطالبہ کرنا چاھئے کہ وہ منگولیا، ترکستان، ایران سے باہر نکل آئے۔ انگریز مزدوروں کو مطالبہ کرنا چاھئے کہ انگریز حکومت مصر، ہندوستان، ایران وغیرہ سے باہر نکل آئے۔ لیکن کیا اس کا مطلب یہ ہے ہم پرولتاری اپنے آپ کو مصری مزدوروں اور فلاحین سے، منگولی، ترکستانی یا ہندوستانی مزدوروں اور کسانوں سے علحدہ کرنا چاھتے ھیں؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نوآبادیات کے محنت کش عوام‌الناس کو طبقاتی شعور رکھنے والے یورپی پرولتاریہ سے ''علحدہ،، ہونے کا مشورہ دے رہے ھیں؟ نہیں کیونکہ ہم ہمیشہ اس کے حق میں تھے اور رہیں گے کہ ترقی‌یافتہ ملکوں کے طبقاتی شعور رکھنے والے مزدور تمام مظلوم ملکوں کے مزدوروں، کسانوں اور غلاموں سے قریب‌ترین تعلق رکھیں اور ان میں ضم ہو جائیں۔ ہم نے تمام مظلوم ملکوں کے جن میں نوآبادیات بھی شامل ھیں مظلوم طبقات کو ہمیشہ یہ مشورہ دیا ہے اور دیتے رہیں گے

کہ وہ ہم سے علحدہ نہ ہوں بلکہ قریب‌ترین رابطے قائم کریں اور ہم میں ضم ہو جائیں۔

ہم اپنی حکومتوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ نوآبادیات چھوڑ دیں۔ اگر اسے پروپیگنڈے کے شوروشغب میں نہیں بلکہ صحیح سیاسی اصطلاحات میں پیش کیا جائے تو — وہ نوآبادیات کی علحدگی کی مکمل آزادی، خود ارادیت کا سچا حق منظور کریں۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے جیسے ہی ہم اقتدار حاصل کریں گے ہم یقینی اس حق کو عملی جامہ پہنائیں گے اور یہ آزادی منظور کریں گے۔ اس کا ہم موجودہ حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں اور جب ہم حکومت ہوں گے تو اسے پورا کریں گے اس لئے نہیں کہ علحدگی کی ''سفارش،، کریں بلکہ اس کے برعکس کہ قوموں کے درمیان جمہوری تعلق قائم ہونے اور باہمی طور پر ضم ہونے کا عمل آسان اور تیز ہو۔ ہم حتی الامکان کوشش کریں گے کہ منگولیا، ایران، ہندوستان، مصر کے لوگوں سے تعلق بڑھائیں اور باہمی طور پر ضم ہوں۔ ہمیں یقین ہے کہ ایسا کرنا ہمارا فرض ہے اور ہمارے مفاد میں ہے۔ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو یورپ میں سوشلزم محفوظ نہیں رہے گا۔ جو قومیں ہم سے زیادہ پسماندہ اور مظلوم ہیں انہیں ہم ''بے‌لوث ثقافتی امداد،، دیں گے جیسا کہ پولینڈ کے سوشل ڈیموکریٹ کہتے ہیں۔ بہ الفاظ دیگر ہم مشینوں کا استعمال کرنے، محنت کا بوجھ کم کرنے، جمہوریت اور سوشلزم قائم کرنے میں ان کی مدد کریں گے۔

اگر ہم منگولیا، ایران، مصر کے عوام اور بلااستثنا تمام دوسری مظلوم اور غیرمساوی قوموں کی علحدگی کے حق کا مطالبہ کرتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ ہم ان کی علحدگی کے حامی ہیں بلکہ اس لئے کہ ہم جبری اتحاد کے بجائے آزاد، رضاکارانہ اتحاد قائم کرنے اور باہمی طور پر ضم ہونے کے قائل ہیں۔ وجہ صرف یہی ہے!

اس سلسلے میں ہماری رائے میں منگولیا یا مصر کے کسانوں اور مزدوروں اور پولینڈ یا فنلینڈ کے مزدوروں اور کسانوں میں فرق صرف یہ ہے کہ آخرالذکر عظیم روسیوں کے مقابلے میں زیادہ ترقی‌یافتہ، سیاسی طور پر زیادہ تجربے‌کار، معاشی لحاظ سے زیادہ پختہ ہیں۔ اور ان ہی اسباب کی بنا پر اس کا امکان ہے کہ بہت جلد ان کے عوام اس کے قائل ہو جائیں کہ عظیم روسیوں کے

خلاف ان کے جلاد کے کردار کی بدولت اپنی موجودہ جائز نفرت کو اشتراکی مزدوروں اور اشتراکی روس تک بڑھانا غیرعقلمندی ہے۔ وہ انہیں یقین دلائیں گے کہ معاشی ضرورت اور بین الاقوامیت پسندی اور جمہوری عقل طبعی اور شعور مطالبہ کرتے ہیں کہ تمام قومیں جلد از جلد مربوط ہوں اور سوشلسٹ سماج میں ضم ہو جائیں۔ چونکہ پولینڈ اور فنلینڈ کے رہنےوالے انتہائی مہذب لوگ ہیں اس لئے یہ امکان زیادہ ہے کہ اس رویے کی صداقت کو بہت جلد محسوس کرلیں اور سوشلزم کی فتح کے بعد پولینڈ اور فنلینڈ کی علحدگی مختصر مدت کے لئے ہو۔ نسبتاً کم ثقافت یافتہ فلاحین، منگولیا اور ایران کے لوگ طویل عرصے تک علحدہ رہیں لیکن جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے بےلوث ثقافتی امداد کے ذریعے ہم اسے مختصر کر سکیں گے۔

پولینڈ اور منگولیا کے لوگوں کی جانب ہمارے رویے میں کوئی اور فرق نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ علحدگی کی آزادی کے متعلق ہمارے پروپیگنڈے اور جب ہماری حکومت ہو تو اس آزادی کو عملی جامہ پہنانے کے ہمارے پختہ عزم اور قوموں کو مربوط کرنے اور ان کے باہمی ضم ہونے کے ہمارے پروپیگنڈے کے درمیان کوئی ''تضاد،، نہیں ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ ہر سمجھدار، ہر سچا سوشلسٹ اور بین الاقوامیت پسند کیئفسکی کے ساتھ ہماری بحث کو اسی طرح سمجھےگا۔*

---

* ظاہر ہے کہ کیئفسکی نے نہ صرف اس کے نظریاتی مافیہہ اور نتائج کو بلکہ روس کے مخصوص حالات کو سمجھے بغیر ''نوآبادیات سے باہر نکل جاؤ،، کا نعرہ دہرایا ہے جسے بعض جرمن اور ڈچ مارکسیوں نے پیش کیا تھا۔ یہ ڈچ یا جرمن مارکسی کے لئے ''نوآبادیات سے باہر نکل جاؤ،، کے نعرے تک محدود رکھنا — ایک حد تک — قابل معافی ہے کیونکہ، اول، اکثر مغربی یورپی ملکوں کے معاملے میں قومی ظلم کی مثالی شکل نوآبادیات پر ظلم ہے۔ دوسرے، مغربی یورپی ملکوں کےلئے اصطلاح ''نوآبادی،، کے ایک خاص واضح، ٹھوس اور اہم معنی ہیں۔

لیکن روس کی بابت کیا کہا جا سکتا ہے؟ اس کی امتیازی خصوصیت یہ حقیقت ہے کہ ''ہماری،، ''نوآبادیات،، اور ''ہماری،،

کیٹفسکی کے مضمون میں شروع سے آخر تک ان کا یہ بنیادی شک نظر آتا ہے — قوموں کی علحدگی کی آزادی کا کیوں پرچار کرو لیکن جب صاحب اقتدار بن جاؤ تو اسے عملی جامہ پہناؤ۔ کیا ارتقا کا رجحان قوموں کے باہمی ضم ہونے کی جانب نہیں ہے؟ اسی سبب سے — ہمارا جواب ہے — کہ اگرچہ ارتقا کا سارا رجحان معاشرے کے ایک حصے کا دوسرے حصے پر جبری تسلط ختم ہونے کی جانب ہے لیکن اس کے باوجود ہم پرولتاریہ کی آمریت کی وکالت کریں گے اور جب صاحب اقتدار ہوں گے تو اسے عملی جامہ پہنائیں گے۔ آمریت معاشرے کے ایک حصے کا پورے معاشرے پر غلبہ ہے اور غلبہ براہ‌راست جبر پر تکیہ کرتا ہے۔ واحد ثابت قدم انقلابی طبقے پرولتاریہ کی آمریت بورژوازی کا تختہ الٹنے اور اس کی انقلاب‌دشمن کوششوں کو ناکام بنانے کے لئے ضروری ہے۔ پرولتاریہ کی آمریت کا سوال اتنی زبردست اہمیت کا حامل ہے کہ جو شخص اس کی ضرورت سے انکار کرتا ہے یا اسے صرف الفاظ میں تسلیم کرتا ہے وہ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا ممبر نہیں بن‌سکتا۔ لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انفرادی معاملات میں، بطور استثنا، مثال کے طور پر پڑوسی بڑے ملک میں سماجی انقلاب ہونے کے بعد ایک چھوٹے ملک میں اگر بورژوازی کو یقین ہو کہ مزاحمت بے‌سود ہے اور وہ اپنی جان بچانا چاہتی ہے تو اقتدار سے پرامن دست‌برداری ممکن ہے۔ بلاشبہ اس سے بھی زیادہ امکان یہ ہے کہ چھوٹی ریاستوں میں بھی خانہ جنگی کے بغیر سوشلزم حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا بین‌الاقوامی

مظلوم قوموں میں فرق واضح اور ٹھوس نہیں ہے اور گہرے طور پر محسوس نہیں کیا جاتا!

ایک مارکسی جرمن کے لئے لکھتے وقت روس کی یہ خصوصیت نظرانداز کرنا قابل معافی ہو سکتا ہے لیکن کیٹفسکی کے لئے یہ ناقابل معافی ہے۔ روس کی صورت حال میں مظلوم قوموں اور نوآبادیات کے درمیان کوئی اہم فرق دریافت کرنے کی کوشش کرنا سراسر حماقت ہے۔ یہ ہر روسی سوشلسٹ کو خاص طور پر سمجھنا چاہئے جو صرف دہرانا نہیں چاہتا بلکہ سوچنا چاہتا ہے۔

سوشل ڈیموکریسی کا واحد پروگرام خانہ جنگی کو تسلیم کرنا ہے حالانکہ تشدد ہمارے آدرشوں کے لئے بیگانہ ہے۔ اسی کا مناسب تغیروتبدل کے ساتھ قوموں پر بھی اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ ہم ان کے ضم ہونے کے حامی ہیں لیکن اس وقت علحدگی کی آزادی کے بغیر جبری ضم ہونے یا الحاق سے رضاکارانہ طور پر ضم ہونے تک عبور ناممکن ہے۔ ہم معاشی عنصر کا غلبہ تسلیم کرتے ہیں — بجا طور پر — لیکن اس کی تشریح کیئفسکی کی طرح پیش کرنا مارکسزم کی بگڑی ہوئی تصویر بنانا ہے۔ جدید سامراج کے ٹرسٹ اور بینک تک جو ترقی‌یافتہ سرمایہ‌داری کے لئے ناگزیر ہیں اپنے ٹھوس پہلوؤں کے لحاظ سے مختلف ملکوں میں مختلف ہیں۔ مبادیات میں ہم نوعی ہونے کے باوجود ترقی یافتہ سامراجی ملکوں — امریکہ، انگلستان، فرانس، جرمنی میں سیاسی شکلوں کے درمیان بہت زیادہ فرق ہے۔ جب انسانیت آج کے سامراج سے فردا کے سوشلسٹ انقلاب تک کی راہ پر گامزن ہوگی تو یہی بوقلمونی نظر آئےگی۔ تمام قومیں سوشلزم تک پہنچیں‌گی۔ یہ ناگزیر ہے، لیکن سب بالکل ایک طرح سے نہیں۔ ان میں سے ہر ایک جمہوریت کی کسی شکل میں، پرولتاریہ کی آمریت کی کسی قسم میں، سماجی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں اشتراکی تبدیلیوں کی شرح میں اپنا اضافہ کرےگی۔ ''تاریخی مادیت کے نام پر،، مستقبل کے اس پہلو میں پھیکی یک رنگی پیدا کرنا نظریے کے نقطۂ نظر سے انتہائی سادہ لوحی اور عمل کے نقطۂ نظر سے انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ اس کا نتیجہ سوزدال کی بھونڈی تصویرکشی (۳۲) سے بہتر نہیں ہوگا۔ اگر حقیقت یہ بھی دکھائے کہ اشتراکی پرولتاریہ کی پہلی فتح سے قبل صرف $\frac{۱}{۵۰۰}$ مظلوم قومیں نجات حاصل کریں‌گی اور علحدہ ہو جائیں‌گی، اور اشتراکی پرولتاریہ کی عالمی پیمانے پر آخری فتح (یعنی سوشلسٹ انقلاب کے تمام ادوار کے دوران) سے قبل بھی صرف $\frac{۱}{۵۰۰}$ مظلوم قومیں تھوڑے عرصے کے لئے علحدگی اختیار کریں‌گی — تو ایسی صورت تک میں ہم نظریاتی اور عملی سیاسی نقطۂ نظر سے آج بھی مزدوروں سے یہ کہنے میں حق بجانب ہوں‌گے کہ وہ اپنی سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں میں ظالم قوموں کے ان سوشل ڈیموکریٹوں کو شامل نہ ہونے دیں جو تمام مظلوم قوموں کو علحدگی اختیار

کرنے کی آزادی تسلیم نہیں کرتے اور نہ اس کی وکالت کرتے ھیں۔ یہ حقیقت ھے کہ ھم نہیں جانتے، اور نہ جان سکتے ھیں کہ عملاً کتنی مظلوم قوموں کو علحدگی کی ضرورت ھوگی تاکہ وہ جمہوریت کی مختلف شکلوں میں، سوشلزم تک عبور کی شکلوں میں اپنا اضافہ کر سکیں۔ آج علحدگی کی آزادی کی نفی نظریاتی طور پر شروع سے آخر تک غلط ھے اور عملاً ظالم قوموں کے جارحانہ قوم پرستوں کی فرمانبرداری کے مترادف ھے — یہ ھم روزانہ جانتے ھیں، دیکھتے ھیں اور محسوس کرتے ھیں۔ جو عبارت نقل کی گئی ھے اس کے ذیلی نوٹ میں کیئفسکی لکھتے ھیں:

"ھم زور دیتے ھیں کہ ھم 'جبریہ الحاق' کے خلاف، مطالبے کی پوری طرح حمایت کرتے ھیں"۔

لیکن وہ ھمارے اس قطعی واضح بیان کا جواب نہیں دیتے، ایک لفظ بھی نہیں کہتے کہ یہ "مطالبہ" خودارادیت کے تسلیم کرنے کے مترادف ھے، یہ کہ تصور "الحاق" کی صحیح تعریف اس وقت تک نہیں کی جا سکتی جب تک کہ اسے خود ارادیت کے سیاق وسباق میں نہ دیکھا جائے۔ غالباً کیئفسکی کو یقین ھے کہ بحث میں محض اپنے دلائل اور مطالبات پیش کرنا کافی ھے اور ان کے حق میں کسی شہادت کی ضرورت نہیں! ان کا سلسلۂ تحریر جاری رھتا ھے:

"...ھم ان کی منفی ترتیب میں ایسے کئی مطالبات قبول کرتے ھیں، جو سامراج کے خلاف پرولتاریہ کا شعور تیز کرتے ھیں، لیکن موجودہ نظام کی بنیاد پر مطابقت رکھنے والی مثبت ترتیبوں کو مرتب کرنے کا مطلق امکان نہیں ھے۔ جنگ کے خلاف، ھاں، لیکن جمہوری امن کے حق میں نہیں..."

غلط — ابتدا سے لے کر آخر تک۔ کیئفسکی نے "مجہول امن پسندی اور امن کا نعرہ" (کتابچہ "سوشلزم اور جنگ" میں صفحات ۴۴ — ۴۵) کے متعلق ھماری قرارداد پڑھی ھے اور میرا خیال ھے کہ اس کی تائید بھی کی ھے۔ لیکن ظاھر ھے کہ انھوں نے اسے

سمجھا نہیں۔ ہم جمہوری امن کے حق میں ہیں لیکن ہم مزدوروں کو اس فریب سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ ایسا امن ''انقلابوں کے سلسلے کے بغیر،، موجودہ بورژوا حکومتوں کے تحت ممکن ہے۔ اسے قرارداد میں کہا گیا ہے۔ ہم نے امن کی ''مجرد،، وکالت کو مزدوروں کے لئے دھوکا کہا اور اس کی مذمت کی یعنی جو جنگ کے شرکا ممالک میں موجودہ حکومتوں کے حقیقی طبقاتی کردار اور خاص کر سامراجی کردار کو ملحوظ نہیں رکھتی۔ ہم نے قطعی طور پر ''سوتسیال دیموکرات،، (شمارہ ۴۷) کے مقالات میں بیان کیا کہ اگر موجودہ جنگ میں انقلاب کے بعد ہماری پارٹی نے اقتدار حاصل کر لیا تو وہ فوراً جنگ میں شریک ممالک کے سامنے جمہوری امن کی تجویز کرےگی۔

اس کے باوجود کیئفسکی جو اپنے آپ کو اور دوسروں کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ وہ عام طور پر جمہوریت کے نہیں بلکہ ''صرف،، خودارادیت کے مخالف ہیں اس دعوی پر اپنی تان توڑتے ہیں کہ ہم ''جمہوری امن کے حق میں،، نہیں ہیں۔ عجیب منطق ہے!

جو مثالیں انہوں نے پیش کی ہیں ان سب سے بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ان کی تردید کرنے کے لئے جگہ بھی ضائع کرنے کے کوئی معنی نہیں ہیں کیونکہ ان کی بنیاد وہی سادہ لوح اور گمراہ کن منطق ہے جس پر قاری صرف مسکرا ہی سکتا ہے۔ ایسا کوئی نعرہ نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے کہ اس سوال کا مثبت جواب دئے بغیر کہ جب سوشل ڈیموکریسی اقتدار حاصل کر لےگی تو وہ اس مسئلے کو کیسے حل کرےگی تو ''منفی،، سوشل ڈیموکریٹک نعرہ ''سامراج کے خلاف پرولتاریہ کا شعور تیز،، کرےگا۔ ایک ''منفی،، نعرہ جس کا تعلق معین مثبت حل سے نہ ہو شعور کو ''تیز،، نہیں کرتا بلکہ اسے کند بناتا ہے کیونکہ ایسا نعرہ کھوکھلا فقرہ ہوتا ہے، محض شعور، بےمعنی جذباتی ہانک۔

کیئفسکی ان ''منفی،، نعروں کے درمیان فرق کو نہیں سمجھتے جو سیاسی برائیوں اور معاشی برائیوں کی انگشت نمائی کرتے ہیں۔ فرق اس حقیقت میں ہے کہ بعض معاشی برائیاں خود سرمایہداری کا حصہ ہوتی ہیں، خواہ سیاسی بالائی ڈھانچہ کیسا ہی ہو۔ انہیں

سرمایہ‌داری کو ختم کئے بغیر معاشی طور پر ختم کرنا ناممکن ہے - اس کے خاتمے کی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جا سکتی - اس کے برعکس سیاسی برائیوں کا سرچشمہ جمہوریت سے گریز ہے اور جمہوریت جو معاشی لحاظ سے ''موجودہ نظام،، یعنی سرمایہ‌داری ''کی بنیاد پر،، پوری طرح ممکن ہے اور بطور استثنا سرمایہ‌داری کے تحت اسے عملی جامہ پہنایا جاتا ہے — جمہوریت کا ایک پہلو ایک ملک میں، دوسرا پہلو دوسرے ملک میں - مصنف عام طور پر جمہوریت کو عملی جامہ پہنانے کے عام حالات ہی کو پھر سمجھ نہیں سکا -

طلاق کے سوال پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے - قاری کو یاد ہوگا کہ روزا لکسمبرگ نے قومی سوال پر بحث کے سلسلے میں پہلی بار اسے پیش کیا تھا - انھوں نے بالکل صحیح رائے ظاہر کی کہ اگر ہم ایک ریاست کے اندر خوداختیاری کے حامی ہیں (ایک معین علاقے، خطے وغیرہ میں) تو ہمیں مرکزیت پسند سوشل ڈیموکریٹوں کی حیثیت سے اصرار کرنا چاہئے کہ تمام بنیادی ریاستی مسائل — جن میں طلاق کی قانون سازی بھی شامل ہے — مرکزی حکومت اور مرکزی پارلیمنٹ کے تحت ہوں - یہ مثال واضح طور پر دکھاتی ہے کہ آج طلاق کی مکمل آزادی کا مطالبہ کئے بغیر کوئی بھی جمہوریت پسند اور سوشلسٹ نہیں ہو سکتا کیونکہ ایسی آزادی کے بغیر مظلوم جنس پر مزید ظلم جاری رہے گا — اگرچہ یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ اپنے خاوند کو چھوڑنے کی آزادی کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمام بیویوں کو ایسا کرنے کی دعوت دی جائے -

کیئفسکی کو اس پر ''اعتراض،، ہے :

''یہ حق (طلاق کا) کیسا ہوگا اگر ایسے معاملات میں،، (جب بیوی شوہر کو چھوڑنا چاہتی ہے) ''وہ اپنا حق استعمال نہیں کرسکتی؟ یا اس کے استعمال کا انحصار ثالث کی مرضی پر ہو، یا اس سے بھی بدتر اس کی الفتوں کے دعویداروں کی مرضی پر؟ کیا ہم ایسے حق کا اعلان کرنے کی وکالت کریں گے؟ ظاہر ہے نہیں!،،

اس اعتراض سے عام طور پر جمہوریت اور سرمایہ‌داری کے درمیان تعلق کو سمجھنے میں بالکل ناکامی ظاہر ہوتی ہے۔ وہ حالات جن کی وجہ سے مظلوم طبقات اپنے جمہوری حقوق کو استعمال نہیں کر سکتے سرمایہ‌داری میں استثنا نہیں بلکہ اس نظام کے لئے مثالی ہیں۔ سرمایہ‌داری میں اکثر معاملات میں طلاق کا حق ناقابل عمل رہےگا کیونکہ مظلوم جنس معاشی طور پر غلام ہے۔ سرمایہ‌داری میں خواہ کتنی ہی جمہوریت ہو عورت ''گھریلو غلام،، رہتی ہے — خواب گاہ، بچوں کے کمرے، باورچی خانے میں مقفل غلام۔ سرمایہ‌داری میں ''اپنے،، عوامی جج، عہدیدار، مدرس، جیوری کے ارکان کو منتخب کرنے کا حق اکثر معاملات میں اسی لئے ناقابل عمل ہے کہ مزدور اور کسان معاشی طور پر غلام ہیں۔ جمہوری ریپبلک پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ ہمارے پروگرام میں اس کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے ''عوام کی حکومت،،، اگرچہ تمام سوشل ڈیموکریٹ اچھی طرح جانتے ہیں کہ سرمایہ داری میں، یہاں تک کہ انتہائی جمہوری ریپبلک میں بورژوازی حکام کو رشوتیں دیتی ہے اور اسٹاک اکسچینج اور حکومت کے درمیان گٹھ جوڑ ہوتا ہے۔

صرف وہ لوگ جو معقولیت سے نہیں سوچ سکتے یا جنھیں مارکسزم کا علم نہیں ہے یہ نتیجہ اخذ کریں‌گے — اس لئے ریپبلک حاصل کرنے کی کوئی تک نہیں، طلاق کی آزادی کا کوئی فائدہ نہیں، جمہوریت کی کوئی تک نہیں، قوموں کی خودارادیت کا کوئی فائدہ نہیں! لیکن مارکسی جانتے ہیں کہ جمہوریت طبقاتی ظلم ختم *نہیں* کرتی۔ وہ طبقاتی جدوجہد کو زیادہ براہ‌راست، زیادہ کھلی اور واضح بناتی ہے۔ اسی کی ہمیں ضرورت ہے۔ طلاق کی آزادی جتنی زیادہ ہوگی عورتیں بھی اتنی ہی زیادہ وضاحت سے دیکھیں‌گی کہ ان کی ''گھریلو غلامی،، کا سرچشمہ سرمایہ‌داری ہے، نہ کہ حقوق کی کمی۔ حکومت کا نظام جتنا زیادہ جمہوری ہوگا مزدور اتنی ہی زیادہ وضاحت سے دیکھیں‌گے کہ شر کی جڑ سرمایہ‌داری ہے، نہ کہ حقوق کی کمی۔ قومی مساوات (اور علحدگی کی آزادی کے بغیر یہ مکمل *نہیں* ہوتی) جتنی زیادہ بھرپور ہوگی مظلوم قوموں

کے مزدور اتنی ہی زیادہ وضاحت سے دیکھیں گے کہ ان پر ظلم کا سبب سرمایہ‌داری ہے، نہ کہ حقوق کی کمی۔

اسے باربار دہرانا چاہئے — مارکسزم کی ابجد کو سمجھانے سے اکتاہٹ ہوتی ہے لیکن اگر یہ کیئفسکی نہیں جانتے تو پھر کیا کیا جائے؟

اگر مجھے ٹھیک سے یاد ہے تو کیئفسکی طلاق کے مسئلے پر اسی طرح بحث کرتے ہیں جیسے بدیس میں تنظیمی کمیٹی (۳۳) کے ایک سکریٹری سیمکوفسکی نے پیرس کے اخبار ''گولوس،، (۳۴) میں کی تھی۔ ان کا طرز استدلال یہ تھا کہ بجا طور پر طلاق کی آزادی تمام بیویوں کو اپنے خاوند چھوڑنے کی دعوت نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ ثابت ہو جائے کہ دوسرے خاوند آپ کے خاوند سے بہتر ہیں تو پھر بات وہی رہی!!

یہ طرز استدلال اختیار کرتے وقت سیمکوفسکی یہ بھول گئے کہ خبطی سوچ اشتراکی یا جمہوری اصولوں کی خلاف‌ورزی نہیں ہے۔ اگر سیمکوفسکی کسی عورت سے کہیں کہ اس کے شوہر کے مقابلے میں تمام دوسرے شوہر بہتر ہیں تو کوئی بھی اسے جمہوری اصولوں کی خلاف‌ورزی نہیں کہے گا۔ زیادہ سے زیادہ لوگ کہیں گے — بڑی پارٹی میں بڑے خبطیوں کا ہونا لازمی ہے! لیکن اگر سیمکوفسکی کے ذہن میں یہ سما گیا کہ وہ ایسے شخص کی جمہوریت‌پسند کی طرح مدافعت کر رہے ہیں جو طلاق کی آزادی کے خلاف ہے اور اپنی بیوی کو چھوڑنے سے روکنے کے لئے عدالت، پولیس یا کلیسا سے اپیل کرتا ہے تو ہمیں یقین ہے کہ بدیس میں سکریٹریٹ میں سیمکوفسکی کے زیادہ‌تر ہم کار بھی جو اگرچہ گھٹیا سوشلسٹ ہیں ان کی حمایت نہیں کریں گے!

طلاق پر بحث میں سیمکوفسکی اور کیئفسکی دونوں مسئلے کو سمجھنے میں ناکام رہتے ہیں اور اس کے جوہر سے گریز کرتے ہیں — یہ کہ سرمایہ‌داری میں بلا استثنا دوسرے تمام جمہوری حقوق کی طرح طلاق کا حق مشروط، محدود، رسمی، تنگ ہے اور اس کا حصول انتہائی مشکل ہے۔ لیکن اگر کوئی طلاق کے حق کی مخالفت کرے تو ایک بھی خود دار سوشل ڈیموکریٹ اسے سوشلسٹ تو کجا جمہوریت‌پسند بھی خیال نہیں کرے گا۔ یہ ہے مسئلے کا

مغز ـ ساری ''جمہوریت،، ایسے ''حقوق،، کے اعلان اور حصول پر مشتمل ہے جو سرمایہداری میں بہت ہی کم حدتک قابل حصول ہوتے ہیں اور صرف اضافی طور پر لیکن ان حقوق کا اعلان کئے بغیر، آج اور فوراً ان کے نفاذ کے لئے جدوجہد کئے بغیر، عوام‌الناس کو اس جدوجہد کی روح میں تربیت دئیے بغیر سوشلزم ناممکن ہے۔

کیئفسکی یہ سمجھنے میں ناکام رہے اور اپنے خاص موضوع سے متعلق مرکزی سوال سے کترا گئے، یعنی سوشل ڈیموکریٹ قومی ظلم کیسے ختم کریں‌گے؟ وہ اس سوال کا جواب دینے کے بجائے ''خون میں لت پت،، دنیا جیسے فقرے استعمال کرتے ہیں (حالانکہ اس کا زیربحث معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے)۔ اس کے بعد صرف ایک دلیل رہ جاتی ہے — اشتراکی انقلاب تمام مسئلے حل کر دےگا! یا ان لوگوں کی یہ دلیل جو ان کے خیالات سے متفق ہیں — خودارادیت سرمایہداری میں ناممکن ہے اور سوشلزم میں غیرضروری۔

نظریاتی نقطۂ نظر سے یہ خیال بے معنی ہے اور عملی سیاسی نقطۂ نظر سے جارحانہ قوم پرست۔ یہ جمہوریت کی اہمیت کو سمجھنے میں ناکام رہتا ہے۔ جمہوریت کے بغیر سوشلزم ناممکن ہے کیونکہ (۱) پرولتاریہ اس وقت تک اشتراکی انقلاب نہیں کر سکتا جب تک وہ جمہوریت کی جدوجہد کے ذریعے اپنے آپ کو تیار نہ کرلے۔ (۲) بھرپور جمہوریت کو عملی جامہ پہنائے بغیر فتح یاب سوشلزم نہ اپنی فتح کو مستحکم کر سکتا ہے اور نہ انسانیت کو ریاست کے مرجھاکر ختم ہونے تک لے جا سکتا ہے۔ یہ دعوی کرنا کہ خودارادیت سوشلزم میں غیرضروری ہے اتناهی ناسعقول ہے اور انتہائی الجھن پیدا کرنےوالا جتنا یہ دعوی کہ جمہوریت سوشلزم میں غیرضروری ہے۔

عام طور پر جمہوریت کی طرح خودارادیت سرمایہداری میں اتنی ہی ناممکن نہیں ہے جتنی سوشلزم میں وہ غیرضروری نہیں ہے۔

معاشی انقلاب تمام قسموں کا سیاسی ظلم ختم کرنے کے لئے ضروری شرائط پیدا کرےگا۔ اسی لئے ہر چیز کو معاشی انقلاب کی سطح تک لانا غیرمنطقی اور غلط ہے کیونکہ سوال یہ ہے کہ قومی ظلم کا خاتمہ کیسے کیا جائے؟ معاشی انقلاب کے بغیر اسے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ناقابل تردید ہے۔ لیکن اپنے آپ کو

اس تک محدود رکھنا نامعقول اور بدبخت ''سامراجی معاشیت‌پرستی،، میں مبتلا ہونا ہے۔

ہمیں قومی مساوات قائم کرنی چاہئے، تمام قوموں کے لئے مساوی ''حقوق،، کا اعلان کرنا چاہئے، انہیں مرتب کرنا چاہئے اور عملی جامہ پہنانا چاہئے۔ غالباً سوائے کیئفسکی کے ہر شخص اس سے متفق ہے۔ لیکن اس سے ایک سوال کھڑا ہوتا ہے جس سے کیئفسکی گریز کرتے ہیں — کیا قومی ریاست کی تشکیل کے حق کی نفی مساوات کی نفی نہیں ہے؟

بالکل ہے۔ اور ثابت قدم یعنی اشتراکی جمہوریت پسند اس حق کا اعلان کرتے ہیں، اسے مرتب کرتے ہیں، عملی جامہ پہناتے ہیں۔ اس کے بغیر قوموں کی مکمل رضا کارانہ مفاہمت اور باہمی انضمام ناممکن ہے۔

اگست — اکتوبر ۱۹۱۶ء میں لکھا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۰، صفحات ۷۷ — ۹۰،

۱۱۶ — ۱۲۹

پرولتاری انقلاب کا فوجی پروگرام

هالینڈ، اسکینڈینیویا اور سوئٹزرلینڈ کے انقلابی سوشل ڈیموکریٹوں میں جو موجودہ سامراجی جنگ میں ''مادروطن کی مدافعت،، کے متعلق جارحانہ قوم پرست دروغ گوئیوں کے خلاف لڑ رہے هیں اس کے حق میں آوازیں بلند هو رهی هیں که سوشل ڈیموکریسی کے کم سے کم پروگرام کے مطالبه ''عوامی فوج،، یا ''مسلح عوام،، کی جگه نیا مطالبه هونا چاهئے: ''ترک اسلحه،،۔ رسالے ''یوگینڈ انٹرنیشنل،، (۳۵) نے اس مسئلے پر بحث شروع کردی هے اور شماره ۳ میں ترک اسلحه کی حمایت میں ایک اداریه شائع کیا هے۔ همیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا هے که گریم (۳۶) کے تازه ترین مقالات میں بھی ''ترک اسلحه،، کے خیال کو قبول کیا گیا هے۔ رسالوں «Neues Leben» اور «Vorbote» (۳۷) میں بھی بحث شروع هو گئی هے۔

لہذا ضرورت هے که هم ترک اسلحه کی وکالت کرنےوالوں کے موقف کا گہرائی سے مطالعه کریں۔

۱

ان کی بنیادی دلیل یه هے که ترک اسلحه کا مطالبه هر قسم کی عسکریت‌پرستی کے خلاف اور هر قسم کی جنگ کے خلاف جدوجہد کا واضح‌ترین اور انتہائی ثابت‌قدم اظہار هے۔

لیکن اسی بنیادی دلیل میں ترک اسلحه کی وکالت کرنےوالوں کی بنیادی غلطی بھی پوشیده هے۔ سوشلسٹ، اگر وه سوشلسٹ رهتے هیں، هر قسم کی جنگ کی مخالفت نہیں کر سکتے۔

اول، سوشلسٹ انقلابی جنگوں کے کبھی خلاف نہیں تھے اور نہ ہو سکتے ہیں۔ ''عظیم،، سامراجی طاقتوں کی بورژوازی سر سے پیر تک رجعت‌پرست ہو گئی ہے اور یہ جنگ جسے آج وہ لڑرہی ہے اسے ہم رجعت پرست، غلاموں کے آقاؤں کی اور مجرمانہ جنگ خیال کرتے ہیں۔ لیکن اس بورژوازی کے خلاف جنگ کی بابت کیا خیال ہے؟ مثال کے طور پر اس بورژوازی کے مظلوم و محکوم لوگوں یا نوآبادیاتی عوام کی نجات کے لئے جنگ؟ ''انٹرنیشنل،، گروپ کے مقالات کے پیرا ۵ میں درج ہے: ''اس بےلگام سامراج کے دور میں قومی جنگیں ممکن نہیں ہیں،، — یہ سراسر غلط ہے۔

بیسویں صدی کی تاریخ جو ''بے لگام سامراج،، کی صدی ہے نوآبادیاتی جنگوں سے بھری پڑی ہے۔ لیکن ہم یورپی لوگ، دنیا کے عوام کی اکثریت کے سامراجی ظالم، جو عام طور پر قابل نفریں یورپی جارحانہ قوم‌پرستی میں مبتلا ہیں، جن جنگوں کو ''نوآبادیاتی جنگیں،، کہتے ہیں اکثر قومی جنگیں ہوتی ہیں یا ان مظلوم عوام کی قومی بغاوتیں۔ سامراج کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ انتہائی پسماندہ ملکوں میں سرمایہ‌دارانہ ارتقا کو تیزی سے بڑھاتا ہے اور اس طرح قومی ظلم کے خلاف جدوجہد کو فروغ دیتا اور شدید بناتا ہے۔ یہ حقیقت ہے اور اس سے ناگزیر طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سامراج کی بدولت اکثر قومی جنگیں چھڑتی ہیں۔ یونیس جو اپنے کتابچے میں مندرجہٴ بالا مقالے کی مدافعت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ سامراج کے عہد میں کسی سامراجی عظیم طاقت کے خلاف ہر قومی جنگ کا نتیجہ حریف سامراجی عظیم طاقت کی مداخلت میں نکلتا ہے۔ چنانچہ ہر قومی جنگ سامراجی جنگ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ دلیل بھی غلط ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن ہمیشہ نہیں ہوتا۔ کئی نوآبادیاتی جنگوں نے ۱۹۰۰ء اور ۱۹۱۴ء کے درمیان یہ راہ اختیار نہیں کی۔ یہ کہنا سراسر مضحکہ‌خیز ہے کہ موجودہ جنگ کے خاتمے پر، اگر جنگ میں شریک ممالک بالکل کمزور ہو جائیں تو ''کسی قسم کی،، قومی، ترقی‌پسند اور انقلابی جنگیں ''نہیں ہو سکتیں،، مثلاً عظیم طاقتوں کے خلاف چین ہندوستان، ایران، سیام وغیرہ کے ساتھ اتحاد کرکے لڑ سکتا ہے۔

سامراج کے دور میں قومی جنگوں کے کسی بھی امکان سے انکار نظریاتی اعتبار سے غلط، تاریخی لحاظ سے سراسر غیر صحیح اور عملاً یورپی جارحانہ قوم‌پرستی کے مترادف ہے۔ ہم کو جو ان قوموں سے تعلق رکھتے ہیں جو یورپ، افریقہ، ایشیا وغیرہ میں کروڑوں لوگوں پر ظلم کرتی ہیں یہ دعوت دی جاتی ہے کہ مظلوم عوام سے کہیں کہ ''ہماری'' قوموں کے خلاف جنگ کرنا ان کے لئے ''ناممکن'' ہے!

دوسرے، خانہ جنگی بھی ایک جنگ کی طرح ہوتی ہے۔ جو شخص طبقاتی جدوجہد کو قبول کرتا ہے اسے خانہ جنگیوں کو بھی تسلیم کرنا چاہئے جو ہر طبقاتی معاشرے میں قدرتی اور بعض حالات میں ناگزیر طبقاتی جدوجہد کا تسلسل، ارتقا اور مزید شدت ہیں۔ ہر عظیم انقلاب نے اس کی تصدیق کی ہے۔ خانہ جنگی سے انکار کرنا یا اسے فراموش کرنے کا مطلب انتہائی موقع‌پرستی کی دلدل میں پھنسنا اور اشتراکی انقلاب سے دست بردار ہونا ہے۔

تیسرے، ایک ملک میں اشتراکی انقلاب کی کامرانی ایک وار میں عام طور پر تمام جنگوں کو ختم نہیں کرتی۔ اس کے برعکس وہ جنگوں کا مفروضہ پیش کرتی ہے۔ سرمایہ‌داری کا ارتقا مختلف ملکوں میں انتہائی غیرہموار ہوتا ہے۔ جنس کی پیداوار میں اس کے علاوہ اور کچھ ہو بھی نہیں سکتا۔ اس سے یہ ناقابل تردید نتیجہ نکلتا ہے کہ سوشلزم بہ‌یک وقت تمام ملکوں میں فتح حاصل نہیں کر سکتا۔ پہلے وہ فتح ایک یا چند ملکوں میں حاصل کرے گا اور باقی ملک کچھ وقت تک بورژوا یا قبل از بورژوا رہیں گے۔ اس سے نہ صرف تصادم ہونا لازمی ہے بلکہ دوسرے ملکوں کی بورژوازی اشتراکی ریاست کے فتح یاب پرولتاریہ کو کچلنے کی براہ راست کوشش کرے گی۔ ایسی صورت میں جنگ ہماری طرف سے جائز اور منصفانہ ہوگی۔ یہ جنگ سوشلزم کی خاطر ہوگی، بورژوازی سے دوسری قوموں کو نجات دلانے کی جنگ ہوگی۔ اینگلس بالکل صحیح تھے جب انہوں نے کاؤتسکی کے نام اپنے خط مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۸۸۲ء لکھا اور واضح طور پر بتایا کہ فتحیاب سوشلزم کے لئے ''دفاعی جنگیں'' لڑنا ممکن ہے۔ ان کے ذہن میں یہ تھا کہ دوسرے ملکوں کی بورژوازی کے خلاف فاتح پرولتاریہ اپنی مدافعت کرے۔

جب ہم ایک ملک کی نہیں تمام دنیا کی بورژوازی کا تختہ الٹ دیں گے، آخری طور پر اسے مغلوب کر لیں گے اور غصب کر لیں گے تب جنگیں ناممکن ہو جائیں گی۔ سائنسی نقطۂ نظر سے ہمارے لئے اہم ترین بات: بورژوازی کی مزاحمت کو کچلنے کا فریضہ سوشلزم تک عبور میں مشکل ترین فریضہ ہے اور انتہائی جدوجہد کا مطالبہ کرتا ہے اور اس سے گریز کرنا اور اسے نظرانداز کرنا بالکل غلط اور بالکل غیرانقلابی ہے۔ ''سماجی،، پادری اور موقع پرست مستقبل میں پرامن سوشلزم کا خواب دیکھتے ہیں۔ جو بات انہیں سوشل ڈیموکریٹوں سے ممتاز بناتی ہے یہ ہے کہ وہ شدید طبقاتی جدوجہد اور طبقاتی جنگوں کے متعلق سوچنے سے انکار کرتے ہیں جو اس حسین مستقبل کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔

ہمیں الفاظ سے اپنے آپ کو بھٹکنے نہیں دینا چاہئے۔ مثال کے طور پر اصطلاح ''مادروطن کی مدافعت،، بہت سے لوگوں کے لئے نفرت‌انگیز ہے کیونکہ صاف گو موقع پرست اور کاؤتسکی کے چیلے دونوں موجودہ قزاقانہ جنگ کے متعلق بورژوا فریب پر پردہ ڈالنے اور ملمع چڑھانے کے لئے اسے استعمال کرتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ سیاسی نعروں کے معنی سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ موجودہ جنگ میں ''مادروطن کی مدافعت،، کو قبول کرنا اسے ''منصفانہ،، جنگ کی طرح قبول کرنا ہے، ایک ایسی جنگ جو پرولتاریہ کے مفادات میں ہے۔ ہم دھراتے ہیں کہ اس سے بڑھکر کچھ نہیں ہے کیونکہ کسی بھی جنگ میں حملے ہو سکتے ہیں۔ سامراجی عظیم طاقتوں کے خلاف مظلوم قوموں کی اپنی جنگوں کو یا کسی بورژوا ریاست کے گیلی‌فے کے خلاف فاتح پرولتاریہ کی اپنی جنگ کو ''مادروطن کی مدافعت،، نہ کہنا سراسر حماقت ہے۔

یہ فراموش کرنا نظریاتی طور پر انتہائی غلطی ہوگی کہ ہر جنگ پالیسی کا دوسرے ذرائع سے تسلسل ہوتی ہے۔ موجودہ سامراجی جنگ عظیم طاقتوں کے دو گروہوں کی سامراجی پالیسیوں کا تسلسل ہے۔ اور ان پالیسیوں کو سامراجی دور کے رشتوں کے کل مجموعے نے پیدا کیا اور فروغ دیا ہے۔ لیکن اسی دور کو ناگزیر طور پر ایسی پالیسیاں پیدا کرنا اور فروغ دینا چاہئے جن کا مقصد

قومی ظلم کے خلاف جدوجہد اور بورژوازی کے خلاف پرولتاری جدوجہد ہو اور بطور نتیجہ امکان اور ناگزیریت ہو پہلے، انقلابی قومی بغاوتوں اور جنگوں کی، دوسرے، بورژوازی کے خلاف پرولتاری جنگوں اور بغاوتوں کی اور تیسرے، دونوں قسموں کی انقلابی جنگوں کی متحدہ کارروائی کی، وغیرہ وغیرہ۔

۲

اس میں مندرجۂ ذیل عام خیال شامل کرنا چاہئے۔

جو مظلوم طبقہ ہتھیاروں کا استعمال سیکھنے اور ہتھیار حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا وہ صرف اس کا مستحق ہے کہ اس کے ساتھ غلاموں کا سا برتاؤ کیا جائے۔ اگر ہم بورژوا مجہول امن پسند یا موقع پرست نہیں ہو گئے ہیں تو ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ ہم طبقاتی معاشرے میں رہتے ہیں اور اس سے مفر نہیں ہیں سوائے طبقاتی جدوجہد کے ذریعے سے۔ ہر طبقاتی معاشرے میں خواہ وہ غلامی، کسان غلامی یا موجودہ اجرتی محنت پر مبنی ہو ظالم طبقہ ہمیشہ مسلح ہوتا ہے۔ نہ صرف جدید مستقل فوج بلکہ جدید ملیشیا بھی — انتہائی جمہوری ریپبلکوں میں بھی جیسے سوئٹزرلینڈ — پرولتاریہ کے خلاف ہتھیار بند لوگ بورژوازی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ اتنی سادہ سچائی ہے کہ اس کی تشریح کرنا مشکل ہی سے ضروری ہے۔ یہ کہنا کافی ہے کہ تمام سرمایہ‌دار ملکوں میں ہڑتالیوں کے خلاف فوج استعمال کی جاتی ہے۔

پرولتاریہ کے خلاف مسلح بورژوازی جدید سرمایہ‌دارانہ سماج کی ایک سب سے بڑی، بنیادی اور کلیدی حقیقت ہے۔ اور اس حقیقت کے دوبدو سوشل ڈیموکریٹوں سے اصرار کیا جاتا ہے کہ وہ ”ترک اسلحہ“ کا ”مطالبہ“ کریں! یہ مترادف ہے طبقاتی جدوجہد کے نقطۂ نظر سے مکمل طور پر دست برداری کا، انقلاب کی ہر فکر سے انکار کرنے کا۔ ہمارا نعرہ یہ ہونا چاہئے: بورژوازی کو شکست دینے، اسے غصب کرنے اور نہتا کرنے کے لئے پرولتاریہ کو مسلح کرنا۔ ایک انقلابی طبقے کے لئے صرف یہی طریقۂ کار ممکن ہے جو منطقی طور پر سرمایہ‌دارانہ عسکریت کے پورے

معروضی ارتقا سے پیدا ہوتا ہے اور لازمی قرار پاتا ہے۔ صرف جب پرولتاریہ بورژوازی کو نہتا کر دے گا تب اپنے عالمی تاریخی نصب العین سے غداری کئے بغیر وہ تمام اسلحہ کو ۔کوڑے کرکٹ کے حوالے کردے گا۔ بلاشبہ پرولتاریہ ایسا کرے گا لیکن صرف جب یہ شرط پوری ہو جائے گی، ہرگز اس سے پہلے نہیں۔

اگر موجودہ جنگ رجعت‌پرست کریسچن سوشلسٹوں میں، بسورنے‌والی پیٹی بورژوازی میں صرف دہشت اور ہول، ہتھیاروں کے استعمال،۔ خونریزی، موت وغیرہ سے کراہت پیدا کر رہی ہے تو ہم یہ ضرور کہیں‌گے : سرمایہ‌دارانہ معاشرہ نہ ختم ہونے‌والی دہشت ہے اور ہمیشہ رہی ہے۔ اور اگر تمام جنگوں میں یہ انتہائی رجعت پرست جنگ اس معاشرے کے لئے دہشت زدہ خاتمہ تیار کر رہی ہے تو ہمیں مایوس ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ترک اسلحہ کا مطالبہ، یا زیادہ صحیح طور پر ترک اسلحہ کا خواب معروضی اعتبار سے مایوسی کے علاوہ اور کچھ نہیں، اور اس وقت جب ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ خود بورژوازی واحد جائز اور انقلابی جنگ — سامراجی بورژوازی کے خلاف خانہ جنگی کے لئے راستہ ہموار کر رہی ہے۔

لوگ کہہ سکتے ہیں کہ یہ بے‌جان نظریہ ہے۔ لیکن ہم انہیں عالمی تاریخی اہمیت کے دو واقعات یاد دلائیں‌گے : ایک طرف ٹرسٹوں کا رول اور صنعت میں عورتوں کی ملازمت اور دوسری طرف ۱۸۷۱ء میں پیرس کمیون اور دسمبر ۱۹۰۵ء میں روس میں مسلح بغاوت۔

بورژوازی کا کام یہ ہے کہ ٹرسٹ قائم کرے، عورتوں اور بچوں کو فیکٹریوں میں کام کرنے پر مجبور کرے، انہیں بگاڑ اور دکھ کا شکار بنائے، انتہائی غربت میں انہیں مبتلا رکھے۔ ہم ایسے ارتقا کا ''مطالبہ،، نہیں کرتے، ہم اس کی ''حمایت،، بھی نہیں کرتے۔ اس کے خلاف ہم لڑتے ہیں۔ لیکن کیسے؟ ہم سمجھتے ہیں کہ ٹرسٹ اور صنعت میں عورتوں کی نوکری ترقی‌پسند ہے۔ ہم دستکاری کے نظام، قبل از اجارہ دار سرمایہ‌داری، عورتوں کے گھریلو غلامانہ کام کی طرف لوٹنا نہیں چاہتے۔ ٹرسٹوں سے آگے بڑھو اور ان کے بعد سوشلزم تک پہنچو!

ضروری تبدیلیوں کے بعد اس دلیل کا آبادی کو فوجی نظام کے ماتحت لانے پر بھی اطلاق کیا جا سکتا ہے - آج سامراجی بورژوازی نہ صرف سارے عوام بلکہ نوجوانوں کو بھی فوج میں بھرتی کر رہی ہے - کل وہ فوج میں عورتوں کی بھرتی بھی شروع کردے - ہمارا رویہ یہ ہونا چاہئے: بہتر ہے! پوری تیزی سے آگے بڑھا! ہم جتنی زیادہ تیزی سے حرکت کریں گے سرمایہ‌داری کے خلاف مسلح بغاوت کے اتنے ہی زیادہ نزدیک آئیں‌گے - سوشل ڈیموکریٹ اس وقت ہی فوج میں نوجوانوں کی بھرتی سے کیسے خائف ہو سکتے اگر وہ پیرس کمیون کی مثال کو نہیں بھول چکے ہوں؟ یہ ''بے جان نظریہ،، یا خواب نہیں ہے - یہ ایک حقیقت ہے - معاملات کی صورت حال قابل رحم ہوگی اگر تمام معاشی اور سیاسی حقائق کے باوجود سوشل ڈیموکریٹ اس پر شبہ کرنے لگیں کہ سامراجی عہد اور سامراجی جنگیں ناگزیر طور پر ایسے حقائق کو دھرائیں‌گے -

ایک بورژوا شاھد نے پیرس کمیون کے متعلق مئی ۱۸۷۱ء میں ایک انگریز اخبار میں لکھا: ''اگر ساری فرانسیسی قوم صرف عورتوں پر مشتمل ہوتی تو کتنی وحشت‌ناک ہوتی!،، مردوں کے شانہ بشانہ عورتیں اور نوجوان پیرس کمیون میں لڑے - بورژ وازی کا تختہ الٹنے کے لئے آنے‌والی لڑائیوں میں بھی یہ مختلف نہیں ہوگا - جب بورژوازی کی اچھی طرح مسلح قوتیں کم مسلح یا غیرمسلح مزدوروں کو گولی کا نشانہ بنائیں‌گی تو پرولتاری عورتیں خاموشی سے نہیں دیکھیں‌گی - وہ ھتھیار سنبھال لیں‌گی، جیسا کہ انھوں نے ۱۸۷۱ء میں کیا تھا - اور آج کی خوف‌زدہ قوموں میں سے — یا زیادہ صحیح طور پر موجودہ مزدور تحریک میں سے جسے حکومتوں سے زیادہ موقع‌پرستوں نے غیرمنظم بنا رکھا ہے — دیر یا سویر لیکن مطلق یقین کے ساتھ انقلابی پرولتاریہ کی ''وحشت‌ناک قوموں،، کی بین‌الاقوامی لیگ بلاشبہ اٹھ کھڑی ہوگی -

اب پوری معاشرتی زندگی کو فوجی نظام کے تحت لایا جارہا ہے - سامراج عظیم طاقتوں کے درمیان خونخوار جدوجہد ہے دنیا کی تقسیم اور ازسر نو تقسیم کے لئے - لہذا لازمی ہے کہ تمام ممالک میں، یہاں تک کہ غیرجانبدار اور چھوٹے ممالک میں بھی فوجی نظام مزید بڑھے - پرولتاری عورتیں کس طرح اس کی مخالفت

کریں گی؟ صرف تمام جنگوں اور ہر فوجی چیز کو بد دعائیں دے کر، صرف ترک اسلحہ کا مطالبہ کرکے؟ مظلوم اور سچے انقلابی طبقے کی عورتیں ایسا شرمناک رول کبھی قبول نہیں کریں گی۔ وہ اپنے بیٹوں سے کہیں گی: ''تم جلدی بڑے ہو جاؤگے۔ تمہیں بندوق ملے گی۔ اسے سنبھالنا اور اچھی طرح فوجی فن سیکھنا۔ پرولتاریہ کو اس علم کی ضرورت اس لئے نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائیوں، دوسرے ملکوں کے مزدوروں کو اپنی گولی کا نشانہ بنائے، جیسا کہ موجودہ جنگ میں کیا جارہا ہے اور جیسا کہ سوشلزم کے غدار تم سے یہ کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ اس کی ضرورت اس لئے ہے کہ اپنے ملک کی بورژوازی کے خلاف لڑیں، استحصال، غربت اور جنگوں کو ختم کریں، پارسا خواہشات سے نہیں بلکہ بورژوازی کو شکست دے کر اور اسے نہتا بنا کر۔''

اگر ہم نے موجودہ جنگ کے متعلق ایسے پروپیگنڈے، اور بالکل ایسے ہی پروپیگنڈے سے گریز کیا تو بہتر ہے کہ ہم بین الاقوامی انقلابی سوشل ڈیموکریسی، سوشلسٹ انقلاب اور جنگ کے خلاف جنگ کے بارے میں اچھے الفاظ استعمال کرنا ترک کردیں۔

۳

ترک اسلحہ کی وکالت کرنےوالوں کو پروگرام میں ''مسلح قوم'' کے فقرے پر بھی اعتراض ہے کیوں کہ ان کے خیال میں وہ موقع پرستی کو رعایتیں دینے میں مدد کرےگا۔ بنیادی نکتے سے یعنی طبقاتی جدوجہد اور سماجی انقلاب کے ساتھ ترک اسلحہ کے تعلق سے ہم اوپر بحث کر چکے ہیں۔ اب ہم ترک اسلحہ کے مطالبے اور موقع پرستی کے درمیان تعلق سے بحث کریں گے۔ ایک خاص وجہ جو اسے ناقابل قبول بناتی ہے بالکل یہ ہے کہ خوش فہمیاں پیدا کرنے کے علاوہ وہ موقع پرستی کے خلاف ہماری جدوجہد کو کمزور بناتا ہے اور اس کی توانائی کو نچوڑ لیتا ہے۔

بلاشبہ یہ جدوجہد بنیادی اور فوری سوال ہے جو انٹرنیشنل کو درپیش ہے۔ اگر سامراج کے خلاف جدوجہد کو موقع پرستی کے خلاف جدوجہد سے جوڑا نہ جائے تو وہ یا تو کھوکھلی لفاظی

ہوگی یا فریب۔ زمروالڈ اور کین‌تال (۳۸) کی ایک بنیادی خامی، ایک بنیادی سبب جس کی بدولت تیسری انٹرنیشنل کے یہ نامکمل حصے غالباً ناکامی کا منہ دیکھیں — یہ تھی کہ موقع‌پرستی کے خلاف لڑنے کا سوال کھل کر پیش ہی نہیں کیا گیا، یہ بات تو الگ رہی کہ اسے اس معنی میں حل کیا جاتا کہ موقع‌پرستوں سے قطع تعلق کرنے کی ضرورت کا اعلان کیا جائے۔ یورپی مزدور تحریک میں موقع‌پرستی کامیاب ہوئی ہے — عارضی طور پر۔ تمام بڑے ملکوں میں اس کے دو بنیادی رنگ عیاں ہیں: اول، تسلیم‌شدہ، روکھا اور لہذا کم خطرناک سماجی سامراج حضرات پلیخانوف، شیڈمان، لیگین، آلبیر ٹوس اور سامبا، وانڈرویلڈے، ہندےمان، ہنڈرسن وغیرہ کا اور دوم، پوشیدہ کاؤتسکی والی موقع پرستی: جرمنی میں کاؤتسکی اور ہاسے اور ''سوشل ڈیموکریٹک لیبر گروپ،، (۳۹)، فرانس میں لونگے، پریسمان، سےمراس وغیرہ، انگلستان میں ریمزے میکڈانلڈ اور ''انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی،، (۴۰) کے دوسرے رہنما، روس میں مارتوف، چھےایدزے وغیرہ، اٹلی میں تریویس اور دوسرے نام‌نہاد بائیں بازو کے اصلاح پسند۔

صاف‌گو موقع‌پرستی انقلاب، ابتدائی انقلابی تحریکوں اور دھاکوں کی کھلم کھلا اور براہ‌راست مخالف ہے۔ اس کا حکومتوں سے براہ‌راست اتحاد ہے، خواہ اس اتحاد کی شکلیں کتنی ہی گوناگوں ہوں — وزارتی عہدے قبول کرنے سے لے کر جنگی صنعتی کمیٹیوں میں شرکت (۴۱) تک (روس میں)۔ پردہ پوش موقع پرست، کاؤتسکی پرست مزدور تحریک کے لئے زیادہ ضرر رساں اور خطرناک ہیں کیونکہ وہ حکومتوں کے ساتھ اتحاد کی وکالت پر خوش نما، جعلی مارکسی حسین الفاظ اور مجہول امن پسندانہ نعروں کا پردہ ڈالتے ہیں۔ رواں موقع پرستی کی ان دونوں شکلوں کے خلاف جدوجہد پرولتاری سیاست کے تمام میدانوں میں ہونی چاہئے پارلیمنٹ، ٹریڈ یونینیں، ہڑتالیں، مسلح افواج وغیرہ۔ اس رواں موقع‌پرستی کی ان دونوں شکلوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ موجودہ جنگ اور انقلاب کے درمیان تعلق کے ٹھوس سوال کو، اور انقلاب کے دوسرے ٹھوس سوالات کو رفع دفع کیا جاتا ہے، انہیں چھپایا جاتا ہے یا ان سے نمٹتے وقت پولیس کی پابندیوں کو ملحوظ رکھا

جاتا ہے۔ اور یہ اس حقیقت کے باوجود ہے کہ جنگ سے قبل اس سنڈلاتی ہوئی جنگ اور پرولتاری انقلاب کے درمیان تعلق پر بارہا زور دیا گیا، غیر سرکاری طور پر اور بازیل منشور میں سرکاری طور پر۔ ترک اسلحہ کے مطالبے کا خاص نقص انقلاب کے تمام ٹھوس سوالات سے گریز کرنا ہے۔ یا پھر ترک اسلحہ کی وکالت کرنےوالے ایک بالکل نئے قسم کے انقلاب، غیرمسلح انقلاب کے حامی ہیں؟

مزید۔ ہم اصلاحات کی خاطر لڑنے کے بالکل خلاف نہیں ہیں۔ اور عوام‌الناس کی بےچینی اور عوام‌الناس کی بے اطمینانی کے بےشمار مظاہروں کے باوجود اور ہماری کوششوں کے باوجود اگر موجودہ جنگ سے انقلاب پیدا نہیں ہوتا تو ہم غمگین امکان کو نظرانداز کرنا نہیں چاہتے — بدترین صورت حال میں انسانیت کو دوسری سامراجی جنگ دیکھنا پڑے۔ ہم اصلاحات کے ایسے پروگرام کی حمایت کرتے ہیں جس کا رخ موقع‌پرستوں کے خلاف بھی ہو۔ اگر ہم نے اصلاحات کی خاطر جدوجہد ساری کی ساری ان پر چھوڑ دی اور غمگین حقیقت سے دھندلے ”ترک اسلحہ“ کے واہمے میں فرار چاہا تو وہ بہت خوش ہوں‌گے۔ ”ترک اسلحہ“ کا مطلب محض ناگوار حقیقت سے دور بھاگنا ہے، اس کے خلاف لڑنا نہیں ہے۔

ایسے پروگرام میں ہم ایک بات یوں کہیں‌گے: ”۱۹۱۴ — ۱۶ء کی سامراجی جنگ میں مادروطن کی مدافعت کا نعرہ قبول کرنے کا مطلب بورژوازی کے فریب سے مزدور تحریک کو بگاڑنا ہے۔“ ترک اسلحہ کے مطالبے اور ”ہر قسم“ کی مادروطن کی دفاع سے قطع تعلق کے مقابلے میں ایک ٹھوس سوال کا ایسا ٹھوس جواب نظریاتی لحاظ سے زیادہ صحیح، پرولتاریہ کے لئے کہیں زیادہ مفید اور موقع‌پرستوں کے لئے زیادہ ناقابل برداشت ہوگا۔ اور ہم یہ اضافہ کردیں: ”تمام سامراجی عظیم طاقتوں — انگلستان، فرانس، جرمنی، آسٹریا، روس، اٹلی، جاپان، ریاستہائے متحدہ — کی بورژوازی اتنی رجعت پرست اور عالمی غلبے کے لئے اتنی مشتاق ہو گئی ہے کہ ان ملکوں کی بورژوازی کی چھیڑی ہوئی کسی بھی جنگ کا رجعت پرست ہونا لازمی ہے۔ پرولتاریہ کو چاہئے کہ وہ تمام ایسی جنگوں کی نہ صرف مخالفت کرے بلکہ یہ بھی چاہئے کہ ایسی لڑائیوں میں اس کی 'اپنی'

7*

حکومت کو شکست ہو اور اگر جنگ کو روکنے کے لئے مسلح بغاوت ناکام ہو تو انقلابی بغاوت کے لئے اس شکست سے فائدہ اٹھائے۔،،

ملیشیا کے سوال پر ہمارا خیال یہ ہے: ہم بورژوا ملیشیا کے حامی نہیں، ہم صرف پرولتاری ملیشیا کے طرفدار ہیں۔ لہٰذا نہ صرف باقاعدہ فوج کے لئے بلکہ بورژوا ملیشیا کے لئے بھی اور ایسے ملکوں تک میں جیسے کہ ریاستہائے متحدہ، سوئٹزرلینڈ یا ناروے میں ''ایک پیسہ بھی نہیں، ایک آدمی بھی نہیں،،۔ آزادترین ریپبلکی ممالک (مثلاً سوئٹزرلینڈ) میں یہ اور بھی زیادہ کرنا چاہئے جہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ملیشیا کو خاص کر ۱۹۰۷ء اور ۱۹۱۱ء میں مزید پروشیائی بنایا گیا اور ہڑتالیوں کے خلاف استعمال کرکے اسے کسبی بنایا گیا۔ ہم مطالبہ کر سکتے ہیں کہ افسروں کا عام انتخاب کیا جائے، تمام فوجی قوانین منسوخ کر دئے جائیں، غیرملکی اور مقامی مزدوروں کو مساوی حقوق ملیں (یہ بات ان سامراجی ریاستوں کے لئے خاص کر اہم ہے جو سوئٹزرلینڈ کی طرح بڑی تعداد میں غیرملکی مزدوروں کا وحشیانہ طور پر استحصال کر رہی ہیں لیکن انہیں تمام حقوق دینے سے انکار کرتی ہیں)۔ مزید برآں، ہم اس کا مطالبہ کر سکتے ہیں کہ معین ملک میں ہر سو باشندوں کو رضاکارانہ فوجی تربیتی انجمنیں بنانے کا حق ہو جس کے سکھانے والے چنے جائیں اور ریاست سے تنخواہ پائیں۔ صرف ان شرائط پر پرولتاریہ غلاموں کے آقاؤں کے لئے نہیں بلکہ اپنے لئے فوجی تربیت حاصل کر سکتا ہے، اور ایسی تربیت کی ضرورت کا تقاضہ پرولتاریہ کے مفادات لازم قرار دیتے ہیں۔ روسی انقلاب نے دکھایا کہ انقلابی تحریک کی ہر کامیابی، یہاں تک کہ جزوی کامیابی، جیسے کہ کسی شہر یا صنعتی قصبے پر قبضہ یا فوج کے کسی حصے کو اپنا حامی بنانا، ناگزیر طور پر فاتح پرولتاریہ کو ایسے پروگرام پر عمل درآمد کرنے کے لئے مجبور کرتی ہے۔

آخر میں، یہ بات عقل میں آتی ہے کہ موقع پرستی کو محض پروگراموں سے شکست نہیں دی جاسکتی، اسے صرف عمل کے ذریعے سے ہی ہرایا جا سکتا ہے۔ دیوالیہ دوسری انٹرنیشنل کی عظیم‌ترین اور مہلک غلطی یہ تھی کہ اس کے الفاظ عمل سے مطابقت نہیں

رکھتے تھے، اس نے ریا کارانہ اور غیرمحتاط انقلابی لفاظی کی عادت ڈالی (بازیل منشور کی جانب کاؤتسکی اور کمپنی کا رویہ ملاحظہ ہو)۔ ترک اسلحہ ایک ایسا معاشرتی خیال ہے، ایسے خیال کی طرح، جو کسی مخصوص سماجی ماحول کی پیداوار ہے اور اسے متاثر کرسکتا ہے اور کسی خبطی کی ایجاد نہیں بلاشبہ ان چند چھوٹی ریاستوں میں، بطور استثنا، مخصوص ''پرامن،، حالات کا نتیجہ ہوتا ہے جو ایک مدت سے جنگ اور خونریزی کی عالمی راہ سے الگ رہی ہیں اور اس راہ سے الگ رہنے کی امید رکھتی ہیں۔ اس کا قائل کرنے کے لئے ہمیں ان دلائل کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے جنھیں، مثال کے طور پر، ترک اسلحہ کے ناروے کے وکالت کرنےوالوں نے پیش کئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ''ہمارا چھوٹا سا ملک ہے، ہماری فوج بھی مختصر سی ہے۔ ہم عظیم طاقتوں کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے،، (اور لہذا ایک یا دوسرے عظیم طاقتی گروپ کے ساتھ سامراجی اتحاد کی جبریہ وابستگی کی مزاحمت کے سلسلے میں ہم کچھ نہیں کر سکتے)... ''ہم چاہتے ہیں کہ اپنے دورافتادہ جنگل میں چین کی بنسری بجائیں، دورافتادہ جنگل کی سیاست جاری رکھیں، ترک اسلحہ، لازمی ثالثی اور مستقل غیرجانبداری وغیرہ کا مطالبہ کریں،، (بلاشبہ بلجیم کے نمونے کی طرح ''مستقل،،؟)۔

کم‌مایہ ریاستوں کی الگ تھلگ رہنے کی کم‌مایہ کوشش، عالمی تاریخ کی عظیم لڑائیوں سے جتنا ممکن ہو اتنا دور رہنے کی پیٹی‌بورژوا خواہش، تنگ‌نظر مجھولیت اختیار کرنے کے لئے اپنی نسبتاً اجارہ دارانہ حالت سے فائدہ اٹھانا — یہ ہے وہ معروضی سماجی ماحول جو بعض چھوٹی ریاستوں میں ترک اسلحہ کے خیال کو ایک حدتک کامیاب اور ایک حدتک مقبول بناتا ہے۔ یہ کوشش ظاہر ہے کہ رجعت پرست ہے اور پوری طرح خوش‌فہمیوں پر مبنی ہے کیونکہ کسی نہ کسی طرح سامراج چھوٹی ریاستوں کو عالمی معیشت اور عالمی سیاست کے بھنور میں گھسیٹتا ہے۔

مثال کے طور پر سوئٹزرلینڈ میں سامراجی ماحول مزدور تحریک کو معروضی طور پر دو راہیں پیش کرتا ہے: بورژوازی کے ساتھ اتحاد کرکے موقع‌پرست اس ملک کو ایسے ریپبلکی جمہوری اجارہ‌دارانہ وفاق میں بدلنے کی کوشش کر رہے ہیں جو سامراجی بورژوا سیاحوں

سے حاصل‌شدہ منافع پر پھلے پھولے، اور اس ''پرسکون،، اجارہ‌دارانہ حالت کو جتنا زیادہ ممکن ہو اتنا نفع‌رساں اور پرسکون بنایا جائے۔

سوئٹزرلینڈ کے سچے سوشل ڈیموکریٹ اپنے ملک کی نسبتاً آزادی اور اس کی ''بین‌الاقوامی،، حیثیت کو یورپی مزدور پارٹیوں کے اندر انقلابی عناصر کے قریبی اتحاد کی کامیابی کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ سوئٹزرلینڈ کی ''اپنی علحدہ زبان،، نہیں ہے۔ وہ تین عالمی زبانیں استعمال کرتا ہے اور یہ تین زبانیں پڑوسی جنگ میں شریک ملکوں میں بولی جاتی ہیں۔

اگر سوئٹزرلینڈ کے بیس ہزار پارٹی ممبروں پر ''ہنگامی جنگی ٹیکس،، کی طرح دو سینٹائم فی ہفتہ چندہ عائد کردیا جائے تو ہمیں سالانہ بیس ہزار فرانک ملیں‌گے۔ یہ رقم مزدوروں کی ابتدائی بغاوتوں، خندقوں میں ان کی اخوت اور ان کی اس امید کے متعلق کہ اپنے ''ان،، کے ملکوں کی سامراجی بورژوازی کے خلاف انقلابی جدوجہد میں ہتھیار استعمال کئے جائیں — جنرل اسٹاف کی پابندیوں کے باوجود تمام سچی شہادتوں کو باقاعدگی سے تین زبانوں میں شائع کرنے اور جنگ میں شریک ملکوں کے مزدوروں اور سپاہیوں میں انہیں تقسیم کرنے کے لئے ضرورت سے زیادہ کافی ہے۔

یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اسے بہترین اخبار «Volksrecht»، «Berner Tagwacht» اور «La Sentinelle» کر رہے ہیں، اگرچہ افسوس ہے چھوٹے پیمانے پر۔ صرف ایسی سرگرمیوں سے آراؤ پارٹی کانگرس (۴۲) کا شاندار فیصلہ محض شاندار فیصلے سے آگے بڑھ سکتا ہے۔

جس سوال سے ہمیں دلچسپی ہے یہ ہے: کیا ترک اسلحہ کا مطالبہ سوئٹزرلینڈ کے سوشل ڈیموکریٹوں کے انقلابی رجحان کے مطابق ہے؟ ظاہر ہے کہ نہیں ہے۔ معروضی طور پر ''ترک اسلحہ،، ایک انتہائی قومی، چھوٹی ریاستوں کا مخصوص قومی پروگرام ہے۔ یقینی یہ بین‌الاقوامی انقلابی سوشل ڈیموکریسی کا بین‌الاقوامی پروگرام نہیں ہے۔

ستمبر ۱۹۱۶ء میں
جرمن زبان میں
لکھا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۳۰، صفحات ۱۳۱ — ۱۴۳

دوردراز سے خطوط[۴۳]

پہلا خط

پہلے انقلاب کی پہلی منزل

پہلا انقلاب جسے عالمی سامراجی جنگ نے پیدا کیا پھٹ پڑا ہے۔ یہ انقلاب پہلا ہے لیکن بلاشبہ آخری نہیں ہے۔

سوئٹزرلینڈ میں جو کچھ بھی قلیل معلومات دستیاب ہیں ان کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ پہلے انقلاب کی پہلی منزل یعنی یکم مارچ ۱۹۱۷ء کا روسی انقلاب (۴۴) ختم ہو گیا۔ یقیناً ہمارے انقلاب کی پہلی منزل آخری منزل نہیں ہے۔

یہ ''معجزہ،، کیسے واقع ہوا کہ صرف آٹھ دن میں — یہ مدت مسٹر میلیوکوف نے بدیس میں تمام روسی نمائندوں کے نام اپنے شیخی‌خور تار میں بتائی ہے — وہ بادشاہت ڈھیر ہو گئی جس نے اپنے آپ کو صدیوں سے قائم کر رکھا تھا۔ اور یہ اس کے باوجود ہوا کہ زبردست، قومی پیمانے پر ۷—۱۹۰۵ء کی طبقاتی لڑائیوں کے دوران میں ہر چیز نے اپنے آپ کو برقرار رکھا تھا۔

فطرت یا تاریخ میں معجزے نہیں ہوا کرتے۔ لیکن تاریخ میں ہر ناگہاں موڑ، اور اس کا اطلاق ہر انقلاب پر بھی ہوتا ہے، مواد کا اتنا زبردست خزانہ پیش کرتا ہے، جدوجہد کی شکلوں کے اتنے غیرمتوقع اور مخصوص مجموعوں کو اور مقابلہ کرنے‌والوں کی قوتوں کی صف بندی کو منظر عام پر لاتا ہے کہ راہ‌گیر کے لئے بہت کچھ معجزہ معلوم ہوتا ہے۔

زارشاہی کی بادشاہت کے چند دن میں ڈھیر ہونے کے لئے عالمی تاریخی اہمیت کے کئی عناصر کا یکجا ہونا ضروری تھا۔ ہم ان میں سے بنیادی عناصر کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۹۰۵–۷ء کے تین سال کے دوران میں روسی پرولتاریہ نے جس زبردست طبقاتی جدوجہد اور انقلابی توانائی کا مظاہرہ کیا اس کے بغیر دوسرا انقلاب اتنی تیزی سے ممکن نہیں ہو سکتا تھا، ان معنوں میں کہ اس کی ابتدائی منزل چند دنوں میں مکمل ہو گئی۔ پہلے انقلاب (۱۹۰۵ء) نے زمین پر گہرائی سے ہل چلایا، صدیوں پرانے تعصبات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا، لاکھوں مزدوروں اور کروڑوں کسانوں کو بیدار کرکے انہیں سیاسی زندگی اور سیاسی جدوجہد کے میدان میں اتارا۔ پہلے انقلاب نے روسی معاشرے میں تمام طبقات (اور ان کی خاص پارٹیوں) کو، ان کے اصلی کردار، ان کے مفادات اور قوتوں کی صحیح صف بندی کو، ان کے عمل کے طریقوں اور ان کے فوری اور آخری مقاصد کو ایک دوسرے کے سامنے اور تمام دنیا کے روبرو آشکارا کیا۔ اس پہلے انقلاب اور آنےوالے انقلاب دشمن دور (۱۹۰۷–۱۴ء) نے زارشاهی کی بادشاهت کے جوهر کا پردہ چاک کیا، اس کو ”انتہائی حد،، تک پہنچایا، اس کی تمام گندگی اور ذلت‌وخواری، زار کے ٹولے کی ترشروئی اور اخلاقی بگاڑ کی پردہ‌دری کی جس پر راسپوتن جیسا عفریت چھایا ہوا تھا۔ اس نے رومانوف خاندان — ان قتل عام کرانےوالوں کی جنھوں نے روس کو یہودیوں، مزدوروں اور انقلابیوں کے خون سے شرابور کر دیا، ان زمینداروں، ”اسرا میں اول،، — کی بربریت کی پردہ‌دری کی، جو کروڑوں هیکٹر زمین کے مالک تھے، جو هر ظلم اور جرم کو کرنے اور بےشمار شہریوں کا گلا گھوٹنے کے لئے تیار رہتے تھے تاکہ ان کے لئے اور ان کے طبقے کے لئے ”جائداد کا مقدس حق،، محفوظ رہے۔

۱۹۰۵–۷ء کے انقلاب اور ۱۴–۱۹۰۷ء کی انقلاب دشمنی کے بغیر روسی لوگوں اور روس میں آباد قوموں کے تمام طبقات کا تعین، ان طبقات کا ایک دوسرے کے ساتھ اور زارشاهی کی بادشاهت کے ساتھ تعلقات کا تعین اتنا واضح نہ ہو سکتا تھا جو فروری – مارچ ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے آٹھ دنوں کے دوران میں ظاهر ہوا۔ یہ آٹھ دن کا انقلاب، اگر ہم بطور کنایہ کہیں تو، ایک درجن بڑے اور چھوٹے ریہرسلوں کے بعد ”انجام دیا گیا،،۔ ”اداکار،، ایک دوسرے سے، اپنے کرداروں سے اور اپنے منصبوں اور گردوپیش

سے بڑی تفصیل کے ساتھ اور جامع طور پر، سیاسی رجحان اور طریقۂ عمل کے ہر کم و بیش اہم رنگ سے واقف تھے۔

۱۹۰۵ء کا پہلا عظیم انقلاب، جسے گوچکوفوں، میلیوکوفوں اور ان کے حاشیہ برداروں نے ''بڑی بغاوت،، کہا تھا، بارہ برس کے وقفے کے بعد ''تاباں،،، ''شاندار،، ۱۹۱۷ء کے انقلاب کا پیش رو بنا — گوچکوف اور میلیوکوف نے اسے ''شاندار،، اس لئے کہا ہے کہ اس نے انہیں اقتدار دیا (عارضی طور پر)۔ لیکن اس کے لئے ایک عظیم، زبردست اور طاقتور ''ہدایت کار،، کی ضرورت تھی جو ایک طرف عالمی تاریخ کے دھارے کی رفتار کو بہت بڑھا دے اور دوسری طرف بےنظیر شدت کے عالمی بحران معاشی، سیاسی، قومی اور بین الاقوامی پیدا کرے۔ عالمی تاریخ کی رفتار کو غیر معمولی طور پر بڑھانے کے علاوہ یہ بھی ضروری تھا کہ تاریخ خاص طور سے ناگہاں موڑ لے تاکہ ان میں سے ایک موڑ پر رومانوف کی بادشاہت کی گندی اور خون آلود گاڑی کو ایک ضرب سے الٹ دیا جائے۔

یہ طاقتور ''ہدایت کار،،، یہ زبردست انجن عالمی سامراجی جنگ تھا۔

یہ حقیقت کہ یہ جنگ عالمی ہے اب ناقابل تردید ہوگئی ہے کیونکہ ریاستہائے متحدہ اور چین اب اس میں جزوی طور پر شامل ہو چکے ہیں اور کل پوری طرح شامل ہو جائیں گے۔

یہ حقیقت بھی کہ یہ جنگ دونوں جانب سے سامراجی ہے اب ناقابل تردید ہوگئی ہے۔ صرف سرمایہ‌دار اور ان کے حاشیہ بردار، سماجی محبان وطن اور جارحانہ قوم پرست یا — اگر عمومی تنقیدی اصطلاحوں کے بجائے ہم ان سیاسی ہستیوں کے نام گنائیں جو روس میں جانے پہچانے ہیں — صرف گوچکوف اور لووف، میلیوکوف اور شنگاریوف ایک طرف اور گووزدیوف، پوتریسوف، چھینکیلی، کیرینسکی اور چھےایدزے دوسری طرف، اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں یا اس کی جانب آنکھیں بند کر سکتے ہیں۔ جرمن اور اینگلو — فرانسیسی دونوں بورژوازی بیرونی ممالک کی لوٹ کھسوٹ کی خاطر، چھوٹی قوموں کا گلہ گھونٹنے کے لئے، دنیا پر مالیاتی غلبہ حاصل کرنے کے واسطے، نوآبادیات کی تقسیم اور ازسرنو تقسیم

کے لئے جنگ لڑ رہی ہے۔ اس کا مقصد سرمایہ‌دارانہ نظام کی گرتی ہوئی دیوار کو بچانے کے لئے مختلف ملکوں کے مزدوروں کو بھٹکانا اور ان میں پھوٹ ڈالنا ہے۔

یہ لازمی تھا کہ سامراجی جنگ معروضی ناگزیریت سے بورژوازی کے خلاف پرولتاریہ کی جدوجہد کو بےنظیر سطح تک بڑھائے اور شدید بنائے، اس کا مخالف طبقات کے درمیان خانہ جنگی میں تبدیل ہونا لازمی تھا۔

فروری — مارچ ۱۹۱۷ء کے انقلاب نے یہ تبدیلی شروع کردی ہے جس کی پہلی منزل کی خصوصیت یہ ہے کہ اول، دو قوتوں نے زارشاہی پر مشترکہ ضرب لگائی: پہلی قوت سارا بورژوا اور زمیندار روس تھا جس کے ساتھ اس کے سارے غیرشعوری حاشیہ بردار اور اس کے سارے باشعور لیڈر تھے — برطانوی اور فرانسیسی سفرا اور سرمایہ‌دار۔ دوسری قوت تھی مزدوروں کے نمائندوں کی سوویت (۴۰) جس نے سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی حمایت حاصل کرنا شروع کرلی ہے۔

ان تین سیاسی کیمپوں، ان تین بنیادی سیاسی قوتوں: (۱) زارشاہانہ بادشاہت یعنی جاگیردارانہ زمینداروں، پرانی نوکرشاہی اور فوجی جماعت کی سربراہ، (۲) بورژوا اور زمیندارانہ — اکتوبری — کیڈٹ روس جس کا دم چھلا پیٹی بورژوازی ہے (جس کے خاص نمائندے کیرینسکی اور چھے‌ایدزے ہیں)، (۳) مزدوروں کے نمائندوں کی سوویت جو سارے پرولتاریہ، آبادی کے غریب ترین حصے کو اپنا اتحادی بنانے کی کوشش کر رہی ہے — ان تین بنیادی سیاسی قوتوں نے ''پہلی منزل،، کے آٹھ ہی دن میں اپنے آپ کو پوری طرح اور کھلے طور پر ظاہر کر دیا۔ یہ اس اہل نظر پر بھی واضح تھا جو واقعات کے منظر سے بہت دور ہے، جیسا کہ یہ مصنف جو قلیل بیرونی اخباری خبروں سے مطمئن ہونے پر مجبور ہے۔

لیکن قبل اس کے کہ اس کے بارے میں اس سے زیادہ تفصیل سے بحث کروں میں اپنے خط کے اس حصے کی طرف لوٹتا ہوں جس کا تعلق بنیادی طور پر اہم عنصر سے ہے، یعنی سامراجی عالمی جنگ سے۔

جنگ نے شریک قوتوں کو، جنگ میں شریک سرمایہ‌داروں

کے گروہوں، سرمایہ‌دارانہ نظام کے ''سربراھوں،،، سرمایہ‌دارانہ غلام نظام کے آقاؤں کو لوھے کی زنجیروں سے جکڑ لیا۔ جمے ھوئے خون کا ایک چکتا یہ ھے موجودہ تاریخی دور کی سماجی اور سیاسی زندگی۔

سوشلسٹوں نے جو جنگ چھڑنے پر غداری کرکے بورژوازی سے جا ملے تھے — یہ سب جرمنی میں ڈیوڈ اور شیڈمان، روس میں پلیخانوف، پوتریسوف، گووزدیوف اور کمپنی — انقلابیوں کی ''خوش فہمیوں،، کے خلاف، بازیل منشور کی ''خوش فہمیوں،، کے خلاف، سامراجی جنگ کو خانہ جنگی میں تبدیل کرنے کے ''مزاحیہ خواب،، کے خلاف زور شور سے اور طویل مدت تک شوروغل مچایا۔ انھوں نے سرمایہ‌داری کی نام نہاد قوت، استحکام اور مطابقت پذیری کے ھر سر میں گیت گائے — انھوں نے ھی مختلف ملکوں کے مزدوروں کو ''مطابق کرنے،،، مطیع بنانے، بھٹکانے اور ان میں پھوٹ ڈالنے کے لئے سرمایہ‌داروں کی مدد کی!

لیکن ''جو آخر میں ھنستا ھے دل کھول کر ھنستا ھے،،۔ جنگ نے جو انقلابی بحران پیدا کیا اسے بورژوازی دیر تک ملتوی نہیں کر سکی۔ یہ بحران تمام ملکوں میں ساری ناقابل مزاحمت قوت کے ساتھ بڑھ رھا ھے، جرمنی سے لے کر جو ایک عینی شاھد کے مطابق ''شاندار منظم قحط،، کا شکار ھے، انگلستان اور فرانس تک جہاں قحط منڈلا رھا ھے لیکن تنظیم ابھی تک ''شاندار،، نہیں ھوئی ھے۔

یہ قدرتی بات تھی کہ انقلابی بحران سب سے پہلے زارشاھی کے روس میں پیدا ھوا جہاں بدنظمی انتہائی ھیبت زدہ تھی اور پرولتاریہ انتہائی انقلابی (کسی خاص خصوصیات کی وجہ سے نہیں بلکہ ۱۹۰۵ء کے رھن سہن کی روایات کے سبب سے)۔ یہ بحران روس اور اس کے اتحادیوں کی انتہائی سخت شکستوں کے سلسلوں کی بدولت تیزی سے ابھرا۔ ان شکستوں نے حکومت کی پرانی مشینری اور پرانے نظام کی بنیادیں ھلا دیں اور ان کے خلاف آبادی کے تمام طبقات کا غصہ بھڑکایا۔ انھوں نے فوج میں بھی تلخی پیدا کی، کمان کے پرانے عملے کے ایک بڑے حصے کا صفایا کر دیا جو کٹر اشرافیہ

اور انتہائی بگڑے ہوئے نوکرشاہانہ عناصر پر مشتمل تھا اور اس کی جگہ نوجوان، تازہ، بنیادی طور پر بورژوا، عام، پیٹی بورژوا عملے نے لےلی۔ ان لوگوں نے جو بورژوازی کی طرف جھک رہے تھے یا جن میں جرأت کی کمی تھی ''شکست خوردگی،، پر چیخ پکار کی اور ماتم کیا۔ اب وہ انتہائی پسماندہ اور وحشی زارشاہانہ بادشاہت کی شکست اور انقلابی شعلہ‌زنی کی ابتدا کے تاریخی رابطے کی حقیقت سے دوچار ہیں۔

جنگ میں ابتدائی شکستیں ایک ایسا منفی عنصر تھیں جس نے اتھل پتھل پیدا کی۔ اور اینگلو — فرانسیسی مالیاتی سرمایے، اینگلو — فرانسیسی سامراج اور روسی اکتوبری کیڈٹ سرمایے کے درمیان تعلق ایسا عنصر تھا جس نے نکولائی رومانوف کے خلاف سازش کی براہ‌راست تنظیم کے ذریعے اس بحران کو تیز کیا۔

صورت حال کے اس انتہائی اہم پہلو کو واضح اسباب کی بنا پر اینگلو — فرانسیسی پریس میں نظرانداز کیا جا رہا ہے اور جرمن پریس اس پر کینہ‌وری سے زور دے رہا ہے۔ ہم مارکسیوں کو چاہئے کہ سچائی کا سامنا سنجیدگی سے کریں اور دروغ گوئیوں، سرکاری میٹھی میٹھی سفارتی اور وزارتی دروغ گوئیوں سے خواہ وہ سامراجی شرکائے جنگ کے ایک گروپ سے تعلق رکھتی ہوں یا شرکائے جنگ کے دوسرے گروپ سے جو اپنے مالیاتی اور فوجی حریفوں پر ٹھی‌ٹھی کرتے ہیں یا بناوٹی ہنسی ہنستے ہیں اپنے ذہن نہ الجھائیں۔ فروری — مارچ کے انقلاب میں واقعات کی پوری راہ واضح طور پر دکھاتی ہے کہ برطانوی اور فرانسیسی سفارت خانوں نے، اپنے ایجنٹوں اور ''رابطوں،، کی مدد سے، جو عرصے سے نکولائی ثانی (اور آخری، ہمیں امید ہے اور اسے آخری بنانے کے لئے ہم کوشش کریں‌گے) اور ولہلم ثانی کے درمیان ''علحدہ عہدنامے،، اور علحدہ امن کو روکنے کے لئے انتہائی جوش و خروش سے کوششیں کر رہے تھے، اکتوبریوں اور کیڈٹوں کے ساتھ مل کر، جنرلوں اور فوج کے ایک حصے اور سینٹ پیٹرس‌برگ کی حفاظتی فوج کے افسروں کے ساتھ مل کر نکولائی رومانوف کو تخت سے اتارنے کے صریح مقصد سے براہ‌راست سازش منظم کی۔

ہمیں خوش فہمیوں میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔ ہمیں ان کی

طرح غلطی نہیں کرنا چاہئے جو — بعض ''تنظیمی کمیٹی کے حامیوں،، یا ''مینشویکوں،، کی طرح گووزدیوف — پوتریسوف (۳۶) اور بین الاقوامیت پسندی کے درمیان جھول رہے ہیں اور اکثر پیٹی بورژوا مجہول امن پسندی کی دلدل میں پھسل جاتے ہیں ۔ مزدوروں کی پارٹی اور کیڈٹوں کے درمیان ''سمجھوتے،، اور اول الذکر کی آخرالذکر کو ''حمایت،، کی تعریف کے پل باندھتے ہیں ۔ پرانے (جو کسی طرح بھی مارکسی نہیں ہے) نظریے کے مطابق جسے انہوں نے رٹ لیا ہے وہ اینگلو — فرانسیسی سامراجیوں اور گوچکوفوں اور میلیوکوفوں کی سازش پر پردہ ڈال رہے ہیں ۔ اس سازش کا مقصد ''خاص جنگجو،، نکولائی رومانوف کو معزول کرنا اور اس کی جگہ زیادہ سرگرم، تازہ اور زیادہ باصلاحیت جنگجوؤں کو دینا ہے ۔

یہ کہ انقلاب اتنی تیزی سے کامیاب ہوا اور — بظاہر سرسری نظر میں — اتنے ریڈیکل طور پر صرف اس لئے ہے کہ انتہائی بےنظیر تاریخی صورت حال کی وجہ سے مطلقاً غیریکساں رجحانات، مطلقاً گوناگوں طبقاتی مفادات، مطلقاً متضاد سیاسی اور معاشرتی ہم چشمیاں آپس میں ضم ہو گئے اور حیرت انگیز طور پر ہم آہنگ طریقے سے ۔ بہ الفاظ دیگر یہ سازش اینگلو — فرانسیسی سامراجیوں کی تھی جنھوں نے میلیوکوف، گوچکوف اور کمپنی کو اس مقصد سے اقتدار پر قبضہ کرنے کے لئے مجبور کیا کہ سامراجی جنگ جاری رکھی جائے، جنگ مزید بےرحمی اور ہٹیلے پن سے لڑی جائے، اور لاکھوں روسی مزدوروں اور کسانوں کا قتل عام ہو تاکہ گوچکوفوں کو قسطنطنیہ حاصل ہو جائے، فرانسیسی سرمایہداروں کو شام، برطانوی سرمایہداروں کو عراق عرب وغیرہ ۔ ایک طرف یہ ۔ دوسری طرف روٹی، امن اور سچی آزادی کے لئے پرولتاری اور عوام الناس کی گہری عوامی تحریک تھی جس کا کردار انقلابی تھا (شہر اور دیہات کی آبادی کے تمام تر غریب ترین حصے کی تحریک) ۔

کیڈٹ — اکتوبری سامراج کو روس کے انقلابی پرولتاریہ کی ''حمایت،، کی بات کرنا محض حماقت ہے جس کی انگریزی پیسے سے ''سازباز،، ہے اور وہ اتنا ہی کریہہ ہے جتنا کہ زارشاہی سامراج ۔ انقلابی مزدور رسوائے زمانہ زارشاہانہ بادشاہت کو تباہ کرتے رہے ہیں، اسے کافی حد تک تباہ کر چکے ہیں اور اسے اس

کی بنیادوں تک تباہ کریں گے ۔ انھیں اس حقیقت پر نہ خوشی ہے اور نہ مایوسی کہ معین مختصر اور غیرمعمولی تاریخی اتفاقات کے وقت انھیں بیوکانان، گوچکوف، میلیوکوف اور کمپنی کی اس جدوجہد سے مدد ملی جو ایک بادشاہ کی جگہ دوسرے بادشاہ کو بٹھانے کے لئے کی گئی، قابل ترجیح کوئی رومانوف ھی ھوتا!

اس طرح، اور صرف اس طرح یہ صورت حال پیدا ھوئی۔ ایسا اور صرف ایسا ھی نقطۂ نظر وہ سیاست‌داں اختیار کر سکتا ہے جو سچائی سے نہیں ڈرتا، جو انقلاب میں سماجی قوتوں کے توازن کا سنجیدگی سے تخمینہ لگاتا ہے، جو ہر ''رواں صورت حال،، کا تخمینہ صرف اس کی موجودہ اور رواں خصوصیات کے نقطۂ نظر سے نہیں بلکہ روس میں اور عالمی پیمانے پر پرولتاریہ اور بورژوازی کے بنیادی مقاصد، ان کے مفادات کے زیادہ گھرے تعلق کے نقطۂ نظر سے بھی لگاتا ہے۔

سارے روس کے مزدوروں کی طرح پیتروگراد کے مزدور بھی زارشاھی کی بادشاھت کے خلاف بےلوثی سے لڑے۔ انھوں نے آزادی، کسانوں کے لئے زمین اور امن کی خاطر اور سامراجی قتل عام کے خلاف جدوجہد کی۔ اس قتل عام کو جاری رکھنے اور شدید بنانے کے لئے اینگلو — فرانسیسی سامراجی سرمایے نے درباری سازشیں کیں، محافظوں کے افسروں سے سازباز کی، گوچکوفوں اور میلیوکوفوں کو بھڑکایا اور ان کی ھمت افزائی کی اور مکمل طور پر نئی حکومت نامزدکی۔ اور جب پرولتاری جدوجہد نے زارشاھی پر پہلی ضربیں لگائیں تو درحقیقت نئی حکومت نے فوراً اقتدار پر قبضہ کر لیا۔

اس نئی حکومت میں اکتوبریے اور ''پرامن احیا،، پارٹی (۴۷) کے لووف اور گوچکوف جو کل جلاد استولیپن کے معاون جرم تھے حقیقی اھم عہدوں، ضروری اور فیصلہ کن عہدوں، فوج اور نوکر شاھی پر قابض ھیں۔ اس حکومت میں میلیوکوف اور دوسرے کیڈٹ زیبائش اور اشتہار سے زیادہ اھمیت نہیں رکھتے — ان کا کام جذباتی پروفیسرانہ تقریریں کرنا ہے، اور اس میں ترودویک (۴۸) کیرینسکی سارنگی ہے جسے بجا بجا کر وہ مزدوروں اور کسانوں کو دھوکہ دیتے ھیں — یہ حکومت افراد کا اتفاقی اجتماع نہیں ہے۔

وہ اس نئے طبقے کے نمائندے ھیں جس نے روس میں سیاسی

اقتدار اپنے ھاتھ میں لیا ھے، سرمایہ‌دارانہ زمیندار اور بورژوازی کا طبقہ، جو ایک مدت سے ھمارے ملک پر معاشی لحاظ سے حکمرانی کر رھا ھے۔ اس بورژوازی نے ۱۹۰۵ — ۷ء کے انقلاب، ۱۹۰۷ — ۱۴ء کے رجعت انقلاب کے دوران میں' آخر میں خاص تیزی سے ۱۹۱۴ — ۱۷ء کی جنگ کے دور میں اپنے آپ کو سیاسی طور پر منظم کیا، مقامی سرکاری اداروں، تعلیم عامہ، مختلف کانگرسوں، دوما، جنگی صنعتوں کی کمیٹیوں کو اپنے اختیار میں لیا۔ یہ نیا طبقہ ۱۹۱۷ء میں ''تقریباً مکمل طور پر،، اقتدار حاصل کر چکا تھا۔ لہذا بورژوازی کے لئے راہ ھموار کرنے میں زارشاھی کا تختہ الٹنے کے لئے صرف چند ضربوں کی ضرورت پڑی۔ سامراجی جنگ کو ناقابل یقین کوششوں کی ضرورت تھی۔ اس نے پسماندہ روس کے ارتقا کی رفتار اتنی تیز کردی کہ ''ایک ضرب میں،، (بظاھر ایک ضرب میں) ھم اٹلی اور انگلستان کے شانہ بشانہ آگئے ھیں اور لگ بھگ فرانس کے۔ ھم نے ''مخلوط،،، ''قومی،، (سامراجی قتل عام کرنے اور لوگوں کو الو بنانے کے لئے) ''پارلیمانی،، حکومت حاصل کرلی ھے۔

اس حکومت کے پہلو بہ پہلو — جو جہاں تک موجودہ جنگ کا تعلق ھے تو وہ کھرب پتی ''فرم،، ''انگلستان اور فرانس،، کی دلال ھے — خاص، غیرسرکاری غیرترقی یافتہ اور نسبتاً کمزور مزدوروں کی حکومت ابھرآئی ھے۔ وہ پرولتاریہ اور شہری اور دیہی آبادی کے تمام غریب حصے کے مفادات کی نمائندگی کرتی ھے۔ یہ ھے پیتروگراد میں مزدوروں کے نمائندوں کی سوویت جو سپاھیوں اور کسانوں سے رابطے قائم کرنے کی کوشش کر رھی ھے اور زرعی مزدوروں سے بھی۔ بلاشبہ کسانوں کے مقابلے میں آخرالذکر کے ساتھ رابطے زیادہ مخصوص اور اھم ھیں۔

یہ ھے حقیقی سیاسی صورت حال۔ اس کی تعریف ھمیں انتہائی ممکن معروضی صحت کے ساتھ بیان کرنی چاھئے تاکہ مارکسی طریقہء کار واحد ممکن ٹھوس بنیاد پر مبنی ھو — حقائق کی بنیاد پر۔

زارشاھی کی بادشاھت کو توڑڈالا گیا ھے لیکن وہ مکمل طور پر تباہ نہیں ھوئی ھے۔

اکتوبری — کیڈٹ بورژوا حکومت جو سامراجی جنگ کو ''آخر تک،، لڑنا چاھتی ھے اور درحقیقت مالیاتی فرم ''انگلستان اور

فرانس،، کی ایجنٹ ہے مجبور ہے کہ لوگوں سے زیادہ سے زیادہ آزادیوں اور روٹی کے ٹکڑوں کا وعدہ کرے تاکہ وہ لوگوں پر اپنا اقتدار برقرار رکھ سکے اور اسے سامراجی قتل عام جاری رکھنے کا موقع ملے۔

مزدوروں کے نمائندوں کی سوویت مزدوروں کی تنظیم ہے، مزدوروں کی حکومت کا جنین ہے، آبادی کے سارے غریب حصے یعنی آبادی کے نوے فیصدی حصے کے مفادات کی نمائندہ جو امن، روٹی اور آزادی کے لئے کوشاں ہے۔

ان تین قوتوں میں تصادم اس صورت حال کو معین کرتا ہے جو اس وقت پیدا ہوئی ہے، ایسی صورت حال جو انقلاب کی پہلی منزل سے دوسری منزل تک عبور ہے۔

پہلی اور دوسری قوت میں تضاد گہرا نہیں ہے۔ وہ عارضی ہے اور نتیجہ ہے صرف چند حالات کی یکجائی کا، سامراجی جنگ میں واقعات کے ناگہاں موڑ کا۔ ساری نئی حکومت شاہی پرست ہے کیونکہ کیرینسکی کی لفظی ریپبلکن‌ازم کو سنجیدہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ وہ مدبر ہونے کی اہلیت نہیں رکھتا اور معروضی طور پر سیاسی حیلے ساز ہے۔ نئی حکومت نے جس نے زارشاہی کی بادشاہت پر آخری ضرب نہیں لگائی ہے، زمیندار رومانوف خاندان شاہی سے سودے بازی شروع کردی ہے۔ اکتوبریسے ــ کیڈٹ قسم کی بورژوازی کو بادشاہت کی ضرورت ہے تاکہ نوکرشاہی اور فوج کے سربراہ کی حیثیت سے وہ کام آئے اور اس طرح محنت کش عوام کے خلاف سرمایے کی مراعات محفوظ رہیں۔

جو شخص کہتا ہے کہ زارشاہانہ رجعت پرستی کے خلاف جدوجہد کے مفاد میں مزدوروں کو نئی حکومت کی حمایت کرنا چاہئے (یہ پوتریسوف، گووزدیوف، چھینکیلی کہہ رہے ہیں اور تمام لیت‌ولعل کے باوجود چھےایدزے بھی) مزدوروں سے غداری کرتا ہے، پرولتاریہ کے نصب العین سے، امن اور آزادی کے آدرشوں سے غداری کرتا ہے، چونکہ درحقیقت بالکل اسی نئی حکومت کے ہاتھ پیر سامراجی سرمایے سے، جنگ اور غارتگری کی سامراجی پالیسی سے بندھے ہوئے ہیں۔ اس نے خاندان شاہی سے سودے بازی پہلے سے شروع کردی ہے (عوام سے مشورہ کئے بغیر)، وہ پہلے سے زارشاہی کی

بادشاہت کو بحال کرنے کے لئے سرگرم ہے، وہ پہلے سے نئے بادشاہ کے لئے میخائیل رومانوف کی امیدواری کی التجا کررہی ہے، وہ پہلے سے تخت کو سہارا دینے کی خاطر جائز (پرانے قانون کے مطابق قانونی فیصلہ) بادشاہت کی جگہ بوناپارٹی، استصوابی بادشاہت (دھوکے باز استصواب کی بنیاد پر فیصلہ) کےلئے تدابیر اختیار کر رہی ہے۔

اگر زارشاہی کی بادشاہت کے خلاف حقیقی جدوجہد کرنی ہے، اگر آزادی کی ضمانت حقیقت میں دینی ہے، نہ کہ محض الفاظ سے، میلیوکوف اور کیرینسکی کے چرب زبان وعدوں سے، تو پھر مزدوروں کو نئی حکومت کی حمایت نہیں بلکہ حکومت کو مزدوروں کی ''حمایت،، کرنی چاہئے! کیونکہ آزادی اور زارشاہی کے مکمل خاتمے کی واحد ضمانت پرولتاریہ کو مسلح کرنا اور مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں کے رول، اہمیت اور اقتدار کو مضبوط کرنا، وسعت دینا اور بڑھانا ہے۔

باقی سب لبرل اور ریڈیکل کیمپ کے سیاست‌دانوں کی کھوکھلی لفاظی، دروغ گوئی اور خودفریبی ہے، مکار چال‌بازی ہے۔

مزدوروں کو مسلح کرنے میں مدد کرو، یا کم از کم حائل نہ ہو اور روس میں آزادی ناقابل تسخیر، بادشاہت ناقابل‌بحالی اور ریپبلک محفوظ ہو جائےگی۔

ورنہ گوچکوف اور میلیوکوف بادشاہت بحال کردیں گے اور وعدہ کی ہوئی ''آزادیاں،، نہیں دیں گے، مطلق نہیں دیں گے۔ تمام بورژوا انقلابوں میں تمام بورژوا سیاست‌دانوں نے عوام کو وعدوں پر ''زندہ رکھا،، اور وعدوں سے مزدوروں کو بیوقوف بنایا۔

ہمارا انقلاب بورژوا ہے، لہذا مزدوروں کو چاہئے کہ بورژوازی کی حمایت کریں — پوتریسوف، گووزدیوف اور چھے‌ایدزے کہتے ہیں، جیساکہ پلیخانوف نے کل فرمایا تھا۔

ہم مارکسی کہتے ہیں، ہمارا انقلاب بورژوا ہے لہذا مزدوروں کو بورژوا سیاست‌دانوں کا فریب دکھانے کے لئے عوام کی آنکھیں کھولنا چاہئے، انہیں سکھانا چاہئے کہ الفاظ پر اعتبار نہ کریں بلکہ خود اپنی قوت پر، خود اپنی تنظیم پر، خود اپنے اتحاد پر اور خود اپنے ہتھیاروں پر تمام تر انحصار کریں۔

اکتوبریوں اور کیڈٹوں کی، گوچکوفوں اور میلیوکوفوں کی حکومت اگر خلوص سے چاہے بھی (صرف بچے ہی یہ سوچ سکتے ہیں کہ گوچکوف اور لووف مخلص ہیں) تو وہ عوام کو امن، روٹی یا آزادی نہیں دے سکتی۔

وہ امن نہیں دے سکتی کیونکہ وہ جنگ کی حکومت ہے، سامراجی قتل عام کے تسلسل کی حکومت ہے، لوٹ‌مار کی حکومت، جو آرمینیا، گالیشیا اور ترکی کی لوٹ‌مار کرنا، قسطنطنیہ کا الحاق کرنا، پولینڈ، کورلینڈ، لتھوانیا کو دوبارہ فتح کرنا چاہتی ہے۔ وہ ایسی حکومت ہے جس کے ہاتھ پیر اینگلو ــ فرانسیسی سرمایے کی زنجیروں سے جکڑے ہوئے ہیں۔ روسی سرمایہ عام ''فرم،، کی محض ایک شاخ ہے جو کروڑوں روبلوں سے سٹہ کھیلتی ہے جس کا نام ہے ''انگلستان اور فرانس،،۔

وہ روٹی نہیں دے سکتی کیوں‌کہ وہ بورژوا حکومت ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ لوگوں کو ''شاندار منظم قحط،، دے سکتی ہے، جیسا کہ جرمنی نے دیا۔ لیکن عوام قحط قبول نہیں کریں‌گے۔ وہ سیکھیں گے، اور غالباً بہت جلد، کہ روٹی موجود ہے اور حاصل کی جا سکتی ہے۔ وہ صرف ان طریقوں سے حاصل کی جا سکتی ہے جو سرمایے اور زمین کی ملکیت کے تقدس کا احترام نہیں کرتے۔

وہ آزادی نہیں دے سکتی کیونکہ وہ سرمایہ داروں اور زمینداروں کی حکومت ہے جو عوام سے ڈرتی ہے اور اس نے رومانوف خاندان شاہی سے لین‌دین شروع کر دیا ہے۔

اس حکومت کے متعلق ہمارے فوری رویے کے طریقۂ کار کے مسائل سے ایک علحدہ مضمون میں بحث کی جائےگی۔ اس میں ہم موجودہ صورت‌حال کا مخصوص ہونا دکھائیں‌گے جو انقلاب کی پہلی منزل سے دوسری منزل تک عبور ہے۔ اس میں یہ بھی دکھایا جائےگا کہ اس لمحے نعرہ، ''آج کا فریضہ،، یہ کیوں ہونا چاہئے: مزدورو، زارشاہی کے خلاف خانہ جنگی میں تم نے پرولتاری شجاعت، عوامی شجاعت کے معجزے دکھائے۔ اب تمہیں انقلاب کی دوسری منزل میں اپنی فتح کی تیاری کے لئے پرولتاریہ اور سارے عوام کو منظم کرنے کے معجزے دکھانا چاہئے۔

اس وقت انقلاب کی اس منزل میں طبقاتی جدوجہد اور طبقاتی قوتوں کے توازن کے تجزیے تک محدود رکھتے ہوئے ہمیں ایک اور سوال کرنا ہے: اس انقلاب میں پرولتاریہ کے اتحادی کون ہیں؟

اس کے اتحادی دو ہیں: پہلا، نیم پرولتاریوں کے وسیع عوام‌الناس، اور جزوی طور پر چھوٹے کسان کی آبادی جس کی تعداد کروڑوں ہے اور روس کی آبادی کی بھاری اکثریت پر مشتمل ہے۔ ان عوام‌الناس کے لئے امن، روٹی، آزادی اور زمین ضروری ہے۔ یہ ناگزیر ہے کہ ایک حدتک یہ عوام الناس بورژوازی کے زیراثر ہوں، خاص کر پیٹی‌بورژوازی کے جس سے وہ حالات زندگی میں انتہائی قریب ہوتے ہیں اور بورژوازی اور پرولتاریہ کے درمیان جھولتے ہیں۔ جنگ کے بے رحم سبق، جو گوچکوف، لووف، میلیوکوف اور کمپنی کے ہاتھوں جنگ کو زیادہ شدت سے چلانے کی بدولت مزید بےرحم ہو جائیں گے، ناگزیر طور پر ان عوام‌الناس کو پرولتاریہ کی جانب دھکیلیں گے، انھیں پرولتاریہ کے پیچھے چلنے پر مجبور کریں‌گے۔ ہمیں سب سے پہلے اور سب سے اول ان عوام الناس کو روشن خیال بنانے اور منظم کرنے کے لئے نئے نظم میں اضافی آزادی سے اور مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ کسانوں کے نمائندوں کی سوویتیں اور زرعی مزدوروں کی سوویتیں — یہ ہے ہمارا اشد ترین ایک فریضہ۔ اس سلسلے میں ہم یہ کوشش نہیں کریں‌گے کہ صرف زرعی مزدور اپنی علحدہ سوویتیں قائم کریں بلکہ بے زمین اور غریب‌ترین کسان بھی خوش حال کسانوں سے الگ ہو کر منظم ہوں۔ اس وقت کے فوری عمل طلب خاص فریضے اور تنظیم کی خاص شکلوں کے متعلق دوسرے خط میں بتایا جائے گا۔

روسی پرولتاریہ کا دوسرا اتحادی تمام شریک جنگ ملکوں اور عام طور پر تمام ملکوں کا پرولتاریہ ہے۔ فی الحال اس اتحادی کو جنگ نے بڑی حدتک دبا رکھا ہے اور اکثر یورپی جارحانہ قوم پرست اس کے نام پر بولتے ہیں۔ روس میں پلیخانوف، گووزدیوف اور پوتریسوف جیسے لوگ جو غداری کرکے بورژوازی سے جاملے ہیں۔ لیکن سامراجی جنگ کے ہر ماہ گزرنے پر ان کے اثر سے پرولتاریہ کی نجات بڑھ رہی ہے اور روسی انقلاب ناگزیر طور پر اس عمل کو تیز کرے گا۔

ان دو اتحادیوں کے شانہ بشانہ پرولتاریہ موجودہ عبوری حالت کی امتیازی خصوصیات سے فائدہ اٹھا کر گوچکوف ــ میلیوکوف کی نیم بادشاہت کے بجائے پہلے جمہوری ریپبلک اور زمینداروں پر کسانوں کی مکمل فتح اور پھر سوشلزم حاصل کرے گا اور صرف وہی جنگ سے تھکے ہوئے عوام کو امن، روٹی اور آزادی دے گا۔

ن۔ لینن

۷ (۲۰) مارچ ۱۹۱۷ء کو لکھا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۱، صفحات ۱۱ — ۲۲

موجودہ انقلاب میں پرولتاریہ کے فرائض[۴۹]

میں پیتروگراد صرف ۳ اپریل کی رات کو پہنچ سکا اس لئے ۴ اپریل کے جلسے میں میں انقلابی پرولتاریہ کے فرائض پر رپورٹ صرف اپنی طرف سے پیش کر سکا، اور ناکافی تیاری کے سبب ذہنی رکاوٹوں کے ساتھ۔

معاملات کو اپنے واسطے — اور ایماندار مخالفوں کے لئے — آسان تر بنانے کے لئے بس جو میں کر سکتا تھا تحریر میں مقالات تیار کرنا تھا۔ میں نے انھیں پڑھا اور اس کا متن کامریڈ تسرےتیلی کو دیدیا۔ میں نے انھیں دوبار بہت آہستہ آہستہ پڑھا: پہلی بار بالشویکوں کے جلسے میں اور پھر بالشویکوں اور مینشویکوں دونوں کے جلسے میں۔

میں اپنے ان ذاتی مقالات کو صرف مختصرترین تشریحی نوٹوں کے ساتھ شائع کر رہا ہوں جو رپورٹ میں زیادہ تفصیل سے فروغ دئے گئے تھے۔

مقالات

۱۔جنگ کی جانب ہمارے رویے کے سلسلے میں، جو لووف اور کمپنی کی نئی حکومت کے تحت اس کے سرمایہ‌دارانہ کردار کی بدولت روس کی طرف سے بلاشبہ بدستور قزاقانہ سامراجی جنگ ہے، ''انقلابی دفاعیت،، کو ذرہ برابر بھی رعایت دینا ناقابل اجازت ہے۔

طبقاتی شعور رکھنےوالا پرولتاریہ انقلابی جنگ پر رضامند ہو

سکتا ہے جو واقعی انقلابی دفاعیت کا جواز رکھتی ہو، بشرطیکہ:
(ا) اقتدار پرولتاریہ اور کسانوں کے ان غریب‌ترین حصوں کے ہاتھ میں آئے جو پرولتاریہ کے ساتھ متحد ہیں، (ب) تمام الحاقات سے الفاظ میں نہیں بلکہ عملاً دستبردار ہوا جائے، (ج) تمام سرمایہ‌دار مفادات سے درحقیقت مکمل قطع‌تعلق کیا جائے۔

انقلابی دفاعیت کے ماننےوالے عوام‌الناس کے وسیع حلقوں کے بلاشبہ خلوص کے پیش نظر جو جنگ کو ملک‌گیری کا ذریعہ نہیں بلکہ اسے ایک ضرورت کی طرح قبول کرتے ہیں، اس حقیقت کے پیش نظر کہ بورژوازی انہیں دھوکہ دے رہی ہے یہ ضروری ہے کہ ان کی غلطی کو خاص کر مکمل طور پر، ثابت قدمی اور صبر سے سمجھایا جائے، سرمایے اور سامراجی جنگ کے درمیان اٹوٹ تعلق کی وضاحت کی جائے اور یہ ثابت کیا جائے کہ سرمایے کا تختہ الٹے بغیر سچے جمہوری امن کے ذریعے، ایسا امن جسے تشدد نے عائد نہیں کیا ہو جنگ ختم کرنا ناممکن ہے۔

اس خیال کی انتہائی وسیع مہم محاذ پر فوج میں چلانی چاہئے۔

اخوت پیدا کی جائے۔

۲۔ روس میں موجودہ صورت‌حال کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ ملک انقلاب کی پہلی منزل سے — جس نے پرولتاریہ کے ناکافی طبقاتی شعور اور تنظیم کی بدولت اقتدار بورژوازی کو سپرد کر دیا — دوسری منزل میں گذر رہا ہے جسے اقتدار لازمی طور پر پرولتاریہ اور کسانوں کے غریب ترین حصوں کو سپرد کرنا چاہئے۔

اس عبور کی خصوصیت یہ ہے کہ ایک طرف قانونی طور پر تسلیم‌شدہ حقوق زیادہ سے زیادہ ہیں (اب روس دنیا کے تمام شریک جنگ ملکوں کے مقابلے میں آزادترین ہے)۔ دوسری طرف عوام الناس پر تشدد کی غیرموجودگی اور آخر میں ان سرمایہ‌داروں کی حکومت پر عوام‌الناس کا معصومانہ اور غیرمعقول اعتماد جو امن اور سوشلزم کے دشمن ہیں۔

یہ مخصوص حالت ہم سے ایسی قابلیت کا مطالبہ کرتی ہے کہ پرولتاریہ کے بےمثال بڑے عوام الناس میں جو سیاسی طور پر ابھی بیدار ہوئے ہیں پارٹی کے کام کے مخصوص حالات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالیں۔

۳ - عارضی حکومت کی عدم حمایت، اس کے تمام وعدوں کے سراسر فریب کی وضاحت، خاص کر وہ جن کا تعلق الحاقات سے دستبرداری ہے - اس ''مطالبے،، کی جگہ کہ یہ حکومت، سرمایہ‌داروں کی حکومت سامراجی حکومت ہونے سے باز رہے، اس ناقابل اجازت اور خوش‌فہمی پیدا کرنے والے ''مطالبے،، کی جگہ اس کی پردہ‌دری کرنی چاہئے -

۴ - یہ حقیقت تسلیم کرنا کہ مزدوروں کے نمائندوں کی اکثر سوویتوں میں ہماری پارٹی اقلیت میں ہے، ابھی تک چھوٹی اقلیت میں ہے تمام پیٹی‌بورژوا موقع‌پرست عناصر کے بلاک کے مقابلے میں، عوام پسند سوشلسٹوں (۵۰) اور سوشلسٹ انقلابیوں (۵۱) سے لے کر تنظیمی کمیٹی (چھے‌ایدزے، تسرے‌تیلی وغیرہ)، استیکلوف وغیرہ وغیرہ تک جو بورژوازی کے اثر سے مغلوب ہو گئے ہیں اور یہ اثر پرولتاریہ میں پھیلا رہے ہیں -

عوام‌الناس کو یہ سمجھنے میں مدد دی جائے کہ مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتیں انقلابی حکومت کی واحد ممکن شکل ہیں، لہذا ہمارا فریضہ یہ ہے کہ جب تک یہ حکومت بورژوازی کے اثر سے مغلوب رہتی ہے اس کے طریقۂ کار کی غلطیوں کی پرصبر، باقاعدہ اور ثابت قدم تشریح، خاص کر عوام‌الناس کی عملی ضروریات کے تعلق سے تشریح پیش کریں -

جب تک ہم اقلیت میں ہیں ہم غلطیوں کی تنقید اور پردہ‌دری کا کام جاری رکھیں گے اور ساتھ ہی تمام ریاستی اقتدار کو مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں کے ہاتھ میں منتقل کرنے کی تبلیغ کریں‌گے تاکہ عوام تجربے سے اپنی غلطیاں دور کر سکیں -

۵ - پارلیمانی رپبلک نہیں — مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں سے پارلیمانی رپبلک کو مراجعت الٹا قدم ہوگا — بلکہ مزدوروں، زرعی مزدوروں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی رپبلک سارے ملک میں نیچے سے اوپر تک -

پولیس، فوج اور دفترشاہی کا خاتمہ - *

تمام سرکاری عہدیداروں، ان تمام لوگوں کی جو منتخبہ اور کسی بھی وقت قابل برطرفی ہیں تنخواہیں لائق مزدور کی اوسط تنخواہ سے زیادہ نہ ہوں -

---

* یعنی باقاعدہ فوج کی جگہ تمام عوام کو مسلح کرنا -

۶ - زرعی پروگرام میں خاص زور زرعی مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں پر دیا جائے۔

تمام آراضیاتی جاگیروں کی ضبطی۔

ملک کی تمام زمین کو قومی ملکیت بنانا، زمین کی سپردگی زرعی مزدوروں اور کسانوں کے نمائندوں کی مقامی سوویتیں کریں۔ غریب ترین کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی علحدہ تنظیم۔ زرعی مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں کی نگرانی میں اور معاشرے کے خرچ پر ہر بڑی جاگیر پر ماڈل فارم کا قیام (رقبے کے لحاظ سے ۱۰۰ سے ۳۰۰ دیسیاتن* تک، مقامی اور دیگر حالات کے اور مقامی اداروں کے فیصلے کے مطابق)۔

۷ - ملک میں تمام بینکوں کا واحد قومی بینک میں انضمام اور مزدوروں کے نمائندوں کی سوویت کی اس پر نگرانی کا اجرا۔

۸ - ہمارا فوری فریضہ سوشلزم ''نافذ،، کرنا نہیں بلکہ معاشرتی پیداوار اور پیداواری اشیا کی تقسیم پر مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں کی فوراً نگرانی قائم کرنی ہے۔

۹ - پارٹی کے فرائض:

(ا) پارٹی کانگرس کا فوراً انعقاد،

(ب) پارٹی پروگرام میں تبدیلی، بنیادی طور پر:

(۱) سامراج اور سامراجی جنگ کے سوال پر،

(۲) ریاست کی جانب ہمارے رویے اور ''کمیون ریاست،،** کے ہمارے مطالبے کے متعلق،

(۳) ہمارے ناقابل مروج کم سے کم پروگرام میں ترمیم،

---

* دیسیاتن — قطعۂ زمین کا روسی پیمانہ جو ۱٫۰۹۲ ہیکٹر کے برابر ہوتا ہے۔ (ایڈیٹر)

** یعنی ایک ایسی ریاست جس کا نمونہ پیرس کمیون ہو۔

(ج) پارٹی کے نام میں تبدیلی۔ *

۱۰ - نئی انٹرنیشنل۔

ہمیں ایک انقلابی انٹرنیشنل قائم کرنے کے لئے پہل کرنی چاہئے، ایک ایسی انٹرنیشنل جو جارحانہ قوم پرستوں کے خلاف اور ''مرکز،، ** کے خلاف ہو۔

اس لئے کہ قاری سمجھ سکے کہ کیوں میں نے ایماندار مخالفوں میں نادر استثنا پر خاص طور سے زور دیا، میں اسے دعوت دیتا ہوں کہ وہ مندرجہ بالا مقالات کا مسٹر گولڈن‌برگ کے اس اعتراض سے مقابلہ کرے: انہوں نے کہا کہ لینن نے ''انقلابی جمہوریت کے بیچوں بیچ خانہ جنگی کا جھنڈا گاڑ دیا ہے۔،، (مسٹر پلیخانوف کے رسالے ''یدینستوا،، (۵۲) کے شمارے ۵ میں نقل کیا گیا ہے)۔

کیا یہ قیمتی بات نہیں ہے ؟

میں لکھتا ہوں، اعلان کرتا ہوں اور تفصیل سے وضاحت کرتا ہوں: ''انقلابی دفاعیت کے ماننے‌والے عوام الناس کے وسیع حلقوں کے بلاشبہ خلوص کے پیش نظر... اس حقیقت کے پیش نظر کہ بورژوازی انہیں دھوکہ دے رہی ہے یہ ضروری ہے کہ ان کی غلطی کو خاص کر مکمل طور پر، ثابت قدمی اور صبر سے سمجھایا جائے...،،۔

---

* ''سوشل ڈیموکریسی،، کے بجائے جس کے باضابطہ لیڈروں نے تمام دنیا میں سوشلزم سے غداری کی ہے اور بورژوازی سے جاملے ہیں (''دفاعیت پرست،، اور مذبذب ''کاؤتسکی پرست،،) ہمیں اپنے آپ کو کمیونسٹ پارٹی کہنا چاہئے۔

** بین‌الاقوامی سوشل ڈیموکریٹک تحریک میں ''مرکز،، وہ رجحان ہے جو جارحانہ قوم‌پرستوں (''دفاعیت پرست،،) اور بین الاقوامیت پسندوں کے درمیان جھولتا ہے، یعنی جرمنی میں کاؤتسکی اور کمپنی، فرانس میں لونگے اور کمپنی، روس میں چھے‌ایدزے اور کمپنی، اٹلی میں توراتی اور کمپنی، برطانیہ میں میکڈانلڈ اور کمپنی وغیرہ۔

اس کے باوجود بورژوا حضرات جو اپنے آپ کو سوشل ڈیموکریٹ کہتے ھیں، جن کا تعلق نہ تو دفاعیت کے ماننےوالوں کے وسیع حلقوں سے ھے اور نہ عوام الناس سے میرے خیالات کو پرسکون طریقے سے یوں پیش کرتے ھیں: ''خانہ جنگی کا جھنڈا،، (!) (جس کی بابت مقالات میں ایک لفظ بھی نہیں ھے اور نہ میری تقریر میں!) ''انقلابی جمہوریت کے بیچوں بیچ ... (!!) گاڑ دیا گیا ھے،،۔

اس کا مطلب کیا ھے؟ یہ ''روسکایا وولیا،، (۵۳) کے بلوے اکسانے والی شورش سے کس طرح مختلف ھے؟

میں لکھتا ھوں، اعلان کرتا ھوں اور تفصیل سے وضاحت کرتا ھوں: ''مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتیں انقلابی حکومت کی واحد ممکن شکل ھیں، لہذا ھمارا فریضہ یہ ھے کہ اس کے طریقۂ کار کی غلطیوں کی پرصبر، باقاعدہ اور ثابت قدم تشریح، خاص کر عوام الناس کی عملی ضروریات کے تعلق سے تشریح پیش کریں،،۔

اس کے باوجود ایک مخصوص قسم کے مخالف میرے خیالات کو ''انقلابی جمہوریت کے بیچوں بیچ خانہ جنگی،، کی دعوت کی طرح پیش کررھے ھیں!

میں نے عارضی حکومت کی تنقید اس لئے کی کہ اس نے آئین ساز اسمبلی کے انعقاد کی فوری تاریخ یا کوئی بھی تاریخ مقرر نہیں کی اور وہ وعدوں تک محدود رھی۔ میں نے یہ دلیل پیش کی کہ مزدوروں اور سپاھیوں کی سوویتوں کے بغیر آئین ساز اسمبلی کے انعقاد کی ضمانت نہیں ھے اور اس کی کامیابی ناممکن ھے۔

اور یہ خیال مجھ سے وابستہ کیا جا رھا ھے کہ میں آئین ساز اسمبلی کے جلد انعقاد کا مخالف ھوں!

اسے میں ''ھذیان،، کہتا اگر دھائیوں کی سیاسی جدوجہد نے مجھے یہ نہ سکھایا ھوتا کہ مخالفین میں ایمانداری نادر استثنا ھوتی ھے۔

جناب پلیخانوف نے اپنے اخبار میں میری تقریر کو ''ھذیان،، کہا۔ بہت خوب جناب پلیخانوف! لیکن دیکھئے، اپنے مناظرے میں آپ کتنے بے ھنگم، بھونڈے اور غبی ھیں۔ اگر میں نے ھذیانی تقریر دو گھنٹے تک کی تو ھزاروں حاضرین نے اس ''ھذیان،، کو کیسے برداشت کیا؟ مزید، آپ کے اخبار کا ایک پورا کالم

''هذیان،، کو بیان کرنے کے لئے کیوں وقف کیا گیا؟ بےاصولی، انتہائی بےاصولی!

ظاہر ہے کہ پیرس کمیون (۴۵) کے تجربے کے متعلق اور اس قسم کی ریاست کے بارے میں جس کی پرولتاریہ کو ضرورت ہے مارکس اور اینگلس نے ۱۸۷۱ء، ۱۸۷۲ء اور ۱۸۷۵ء میں جو کہا تھا اسے یاد کرنے کے مقابلے میں چیخنا چلانا، گالیاں دینا اور واویلا کرنا کہیں زیادہ آسان ہے۔

سابق مارکسی جناب پلیخانوف ظاہر ہے کہ مارکسزم کو یاد کرنا نہیں چاہتے۔

میں نے روزا لکسمبرگ کے الفاظ نقل کئے تھے جنھوں نے ۴ اگست ۱۹۱۴ء کو جرمن سوشل ڈیموکریسی کو ''متعفن لاش،، کہا تھا۔ اس پر پلیخانوف، گولڈن‌برگ وغیرہ حضرات نے ''براماننا،،۔ کس کی جانب سے؟ جرمن جارحانہ قوم پرستوں کی جانب سے کیونکہ انھیں جارحانہ قوم پرست کہا گیا!

وہ دلدل میں پھنس گئے ہیں، بیچارے روسی جارحانہ قوم پرست۔ الفاظ میں سوشلسٹ اور عمل میں جارحانہ قوم پرست۔

۴ — ۵ (۱۷ — ۱۸) اپریل ۱۹۱۷ء کو تحریر کیا گیا	لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۱، صفحات ۱۱۳ — ۱۱۸

طریقۂ کار سے متعلق خطوط

پیش لفظ

اس موضوع پر جس کی طرف عنوان میں اشارہ کیا گیا ہے پہلی بار مجھے ۴ اپریل ۱۹۱۷ء کو بالشویکوں کے ایک جلسے میں جو پیتروگراد میں منعقد ہوا تھا، ایک رپورٹ پیش کرنے کا موقع ملا۔ یہ مزدوروں اور سپاھیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی کل روس کانفرنس کے مندوب تھے جنھیں اپنے گھروں کو واپس لوٹنا تھا اس لئے وہ مجھے اس رپورٹ کو ملتوی کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے تھے۔ جلسے کے بعد اس کے صدر رفیق گ۔ زینووئیف نے پورے اجتماع کی طرف سے مجھ سے کہا کہ میں اپنی رپورٹ کو فوراً ھی بالشویک اور مینشویک مندوبوں کے ایک مشترکہ جلسے میں دوھراؤں جو روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کو متحد کرنے کے سوال پر بحث کرنا چاھتے تھے۔

اپنی رپورٹ کو فوراً ھی دوھرانا اگرچہ میرے لئے مشکل تھا لیکن میں نے یہ محسوس کیا کہ جب مجھ سے یہ مطالبہ میرے ھم‌خیال رفیقوں نے نیز مینشویکوں نے کیا ھے، جو اپنی فوری روانگی کے سبب سے مجھے التوا کی اجازت واقعی نہیں دے سکتے، تو مجھے انکار کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔

اپنی رپورٹ پیش کرتے ھوئے میں نے اپنے وہ مقالات سنائے جو ۷ اپریل ۱۹۱۷ء کو ''پراودا،، (۵۵) کے شمارہ ۲۶ میں شائع ھوئے۔ *

---

* میں نے ان مقالات کو ''پراودا،، کے اسی شمارے میں کئے جانےوالے مختصر تبصرے کے ساتھ اس خط کے ضمیمے کے طور پر پھر شائع کردیا ھے۔

میرے مقالات اور میری رپورٹ، دونوں سے خود بالشویکوں کے درمیان اور ''پراودا،، کے ایڈیٹروں میں اختلافات رائے پیدا ہوگئے۔ ہم نے آپس میں کئی بار صلاح و مشورے کے بعد اتفاق رائے سے طے کیا کہ اپنے اختلافات پر کھلم کھلا بحث کرنا اور اس طرح اپنی پارٹی (مرکزی کمیٹی کے تحت متحدشدہ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی) کی کل روس کانفرنس کےلئے مواد فراہم کرنا قرین مصلحت ہے جو پیتروگراد میں ۲۰ اپریل ۱۹۱۷ء کو منعقد ہونےوالی ہے (۵۶)۔

مباحثے سے متعلق اس فیصلے کے بموجب میں مندرجہ ذیل خطوط* کو شائع کر رہا ہوں۔ میں ان میں مسئلے کے ایسے تجزیے کا دعویدار نہیں ہوں جس سے کوئی پہلو نہ چھوٹا ہو۔ میرا مقصد محض ان اہم‌ترین دلائل پر مختصر طور سے روشنی ڈالنا ہے جو مزدور طبقے کی عملی سرگرمیوں کےلئے خاص طور پر لازمی ہیں۔

پہلا خط۔ موجودہ صورت حال کا تخمینہ

مارکسزم کا ہم سے مطالبہ ہے کہ طبقاتی توازن کا اور ہر تاریخی صورت حال کے مخصوص حقیقی خد و خال کا پابندی کے ساتھ درست اور معروضی طور پر مصدق تجزیہ کیا جائے۔ ہم بالشویکوں نے اس مطالبے کو پورا کرنے کی ہمیشہ کوشش کی ہے جو پالیسی میں ایک سائنٹیفک عملی بنیاد فراہم کرنے کے لئے قطعی ضروری ہوتا ہے۔

''ہمارا نظریہ کٹر عقیدہ نہیں بلکہ رہبر عمل ہے،، — مارکس اور اینگلس نے ''فارمولوں،، کو محض ازبر کرنے اور دوھرانے کا بجا طور پر مذاق اڑاتے ہوئے، ہمیشہ یہی کہا، جو زیادہ سے زیادہ

---

* زیر نظر مجموعے میں ہم ان میں سے صرف ایک خط شائع کر رہے ہیں۔ باقی خطوط اور مقالات (جو مقالات ماہ اپریل کے نام سے مشہور ہیں) لینن کے ''مجموعہ تصانیف،، میں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

صرف عمومی فرائض معین کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جن میں تاریخی عمل کے ہر مخصوص دور کے ٹھوس معاشی اور سیاسی حالات کے مطابق لازمی طور پر ترمیم وتصحیح ہوتی ہے۔

تو پھر، واضح طور پر مصدقہ وہ معروضی حقائق کون سے ہیں جنھیں انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کو اپنی سرگرمی کے فرائض اور شکلیں متعین کرنے میں اب مشعل راہ بنانا چاہئے؟

اپنے پہلے ''دوردراز سے خط،، میں (''پہلے انقلاب کی پہلی منزل،،) جو ''پراودا،، کے شماروں ۱۴ اور ۱۵، مورخہ ۲۱ اور ۲۲ مارچ ۱۹۱۷ء کو شائع ہوا تھا اور اپنے مقالات دونوں میں، میں نے ''روس میں موجودہ صورت حال کی خصوصیت،، کی انقلاب کی پہلی منزل سے دوسری کی جانب عبور کے ایک دور کی حیثیت سے وضاحت کی ہے۔ اس لئے میں نے اس وقت کے بنیادی نعرے کو، ''فرض امروز،، کو یوں سمجھا ہے: ''مزدورو، زارشاہی کے خلاف خانہ جنگی میں تم نے پرولتاری شجاعت، عوامی شجاعت کے معجزے دکھائے۔ اب تمہیں انقلاب کی دوسری منزل میں اپنی فتح کی تیاری کےلئے پرولتاریہ اور سارے عوام کو منظم کرنے کے معجزے دکھانا چاہئے،،۔ (''پراودا،، شمارہ ۱۵)۔ *

تو پھر، پہلی منزل کیا ہے؟

یہ ہے ریاستی اقتدار کا بورژوازی کو منتقل ہو جانا۔

۱۹۱۷ء کے فروری — مارچ کے انقلاب سے پہلے روس میں ریاستی اقتدار ایک پرانے طبقے کے یعنی نکولائی رومانوف کی سربراہی میں جاگیردار زمیندار رؤسا کے ہاتھوں میں تھا۔

اس انقلاب کے بعد اقتدار ایک مختلف طبقے، ایک نئے طبقے، یعنی بورژوازی کے ہاتھوں میں ہے۔

ایک طبقے سے دوسرے کے ہاتھوں میں ریاستی اقتدار کا منتقل ہونا انقلاب کی قطعی سائنٹیفک اور اس اصطلاح کے عملی سیاسی دونوں معنوں میں پہلی، خاص، بنیادی علامت ہے۔

اس حدتک روس میں بورژوا یا بورژوا جمہوری انقلاب پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔

* اس کتاب کے صفحہ ۱۲۵ ملاحظہ فرمائیے۔ (ایڈیٹر)

لیکن اس مقام پر ہمیں ان لوگوں کے احتجاج کا شور سنائی دیتا ہے جو اپنے آپ کو بہ آسانی ''پرانے بالشویک،، کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: کیا ہم نے ہمیشہ سے اس بات کی تائید نہیں کی کہ ''پرولتاریہ اور کسانوں کی انقلابی جمہوری ڈکٹیٹرشپ،، سے ہی بورژوا جمہوری انقلاب کی تکمیل ہوتی ہے؟ کیا زرعی انقلاب جو بورژوا جمہوری انقلاب ہی کا ایک حصہ ہوتا ہے، پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا؟ اس کے برعکس، کیا یہ حقیقت نہیں کہ یہ شروع بھی نہیں ہوا؟

میرا جواب ہے: بالشویک نعروں اور خیالات کی بحیثیت مجموعی تاریخ تصدیق کر چکی ہے لیکن حقیقتاً واقعات مختلف طریقے سے رونما ہوئے ہیں؛ کوئی جو کچھ بھی توقع کر سکتا تھا وہ اس سے زیادہ انوکھے، زیادہ عجیب و غریب اور زیادہ نوع بنوع ہیں۔

اس حقیقت کو فراموش یا نظرانداز کر دینے کے معنی ان ''پرانے بالشویکوں،، کے نقش قدم پر چلنا ہوگا جو نئی اور جیتی جاگتی حقیقت کے خصوصی خدوخال کا مطالعہ کرنے کے بجائے رٹے ہوئے فارمولے بےمعنی انداز میں دہرا کر ہماری پارٹی کی تاریخ میں بارہا قابل افسوس کردار ادا کر چکے ہیں۔

''پرولتاریہ اور کسانوں کی انقلابی جمہوری ڈکٹیٹرشپ،، روسی انقلاب میں ایک حقیقت* بن چکی ہے کیونکہ اس ''فارمولے،، میں صرف طبقوں کا توازن باہم پیش نظر رکھا گیا ہے، نہ کہ وہ حقیقی ادارہ جو اس توازن اور اس کو عمل میں لاتا ہے۔ ''مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویت،، — اس میں آپ کو ''پرولتاریہ اور کسانوں کی انقلابی جمہوری ڈکٹیٹرشپ،، تکمیل شدہ حقیقت کی شکل میں پہلے ہی مل گئی۔

یہ فارمولا فرسودہ ہو چکا ہے۔ واقعات نے اس کو فارمولوں کی مملکت سے نکال کر اقلیم حقیقت میں پہنچا دیا، گوشت و پوست عطا کیا، حقیقی روپ دیا اور اس طرح سے اس کی اصلاح کر دی۔

---

* ایک خاص شکل میں اور ایک خاص حد تک۔

اب ہمیں ایک نیا اور مختلف کام درپیش ہے: اس ڈکٹیٹرشپ کے اندر پرولتاری عناصر (دفاعیت‌دشمن، بین‌الاقوامیت‌پسند، ''کمیونسٹ''، عناصر جو کمیون کی جانب عبور کے حق میں ہیں) اور چھوٹی املاک‌والے یا پیٹی بورژوا عناصر (چھےایدزے، تسرےتیلی، استیکلوف، سوشلسٹ انقلابی اور دوسرے انقلابی دفاعیت‌پسند جو کمیون کی جانب بڑھنے کے مخالف ہیں اور بورژوازی اور بورژوا حکومت کو ''سہارا دینے'' کے حق میں ہیں) کے درمیان تقسیم۔

اب جو شخص صرف ''پرولتاریہ اور کسانوں کی انقلابی جمہوری ڈکٹیٹرشپ'' کی بات کرتا ہے وہ زمانے سے پچھڑا ہوا ہے، اس کے نتیجے میں، عملاً وہ پرولتاری طبقاتی جدوجہد کے خلاف پیٹی بورژوازی سے جا ملا ہے۔ اس شخص کو انقلاب سے پہلے کی ''بالشویک'' اشیائے کہنہ کے محافظ خانے میں پہنچا دینا چاہئے (اس کا نام ''پرانے بالشویکوں'' کا محافظ‌خانہ رکھا جا سکتا ہے)۔

پرولتاریہ اور کسانوں کی انقلابی جمہوری ڈکٹیٹرشپ کی تکمیل ہو چکی ہے لیکن نہایت ہی بےنظیر طریقے سے اور متعدد نہایت ہی اہم نئی شکلوں کے ساتھ۔ ان پر میں اپنے اگلے خطوط میں سے کسی میں علیحدہ بحث کروں گا۔ فی‌الحال ناقابل انکار حقیقت ذہن‌نشین کر لینی ضروری ہے کہ ہر مارکسی کو حقیقی زندگی، حقیقت کے سچے واقعات پیش نظر رکھنے چاہئیں اور گذشتہ کل کے نظریے سے، جو تمام نظریوں کی طرح زیادہ سے زیادہ صرف خاص خاص کا اور عمومی طور پر خاکہ مرتب کر دیتا ہے، زندگی کو اس کی تمام‌تر پیچیدگیوں کے ساتھ ہم‌آغوش کرنے کے محض قریب پہنچتا ہے، چمٹے نہ رہنا چاہئے۔

''میرے دوست، نظریہ خاکستری ہے لیکن سبز ہے زندگی کا ابدی درخت۔'' *

پرانے طریقے سے بورژوا انقلاب کی ''تکمیل'' کے مسئلے پر بحث کرنا زندہ مارکسزم کو تقویم پارینہ پر قربان کرنا ہے۔

پرانے طرز فکر کے مطابق بورژوازی کے اقتدار کے بعد پرولتاریہ

---

* گوئٹے کے ''فاؤسٹ'' کے ایک کردار میفی‌سٹوفیل کے الفاظ۔ (ایڈیٹر)

اور کسانوں کی حکومت، ان کی ڈکٹیٹرشپ قائم ہوسکتی ہے اور ہونی چاہئے۔

لیکن حقیقی زندگی میں صورت حال مختلف طریقے سے رونما ہو چکی ہے: ایک کے اندر دوسرے کی انتہائی انوکھے، نئے اور بےنظیر طریقے سے آمیزش ہو گئی ہے۔ ہمارے ہاں پہلو بہ پہلو، ایک ساتھ، بہ یک وقت بورژوازی کی حکمرانی (لووف اور گوچکوف کی حکومت) اور پرولتاریہ اور کسانوں کی انقلابی جمہوری ڈکٹیٹرشپ، جوکہ رضاکارانہ طور پر اقتدار بورژوازی کے سپرد کرتی جا رہی ہے، رضاکارانہ طور پر بورژوازی کا دم چھلا بنتی جارہی ہے، دونوں موجود ہیں۔

کیونکہ یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ درحقیقت، پیتروگراد میں، اقتدار مزدوروں اور سپاہیوں کے ہاتھوں میں ہے، نئی حکومت ان کے خلاف تشدد سے کام نہیں لے رہی ہے اور لے بھی نہیں سکتی کیونکہ کوئی پولیس، عوام سے الگ تھلگ کوئی فوج صف‌آرا نہیں ہے، کوئی ہمہ گیر اختیارات‌والی سرکار عوام سے بالاتر ہوکر صف‌بستہ نہیں ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے، اس طرح کی حقیقت جو پیرس کمیون جیسی ریاست کی کرداری خصوصیت کی حامل ہے۔ یہ حقیقت پرانے خاکوں میں ٹھیک نہیں بیٹھتی۔ خاکوں کو حقائق کے مطابق موزوں کرنے کی ترکیب آنی چاہئے، بجائے اس کے کہ ''پرولتاریہ اور کسانوں کی آمریت،، سے متعلق اب بےمعنی ہو جانےوالے الفاظ کو عام معنوں میں دوھرایا جائے۔

اس مسئلے پر مزید روشنی ڈالنے کےلئے آئیے، ہم اس کو ایک اور زاویے سے دیکھیں۔

کسی بھی مارکسی کو طبقاتی تعلقات کا ٹھیک ٹھیک تجزیہ کرنے کی بنیاد ترک نہیں کرنی چاہئے۔ بورژوازی برسر اقتدار ہے۔ مگر کیا کسان عوام الناس بھی بورژوازی نہیں ہیں، صرف ایک مختلف سماجی حلقے کی، ایک مختلف وضع کی، ایک مختلف کرداری وصف کی؟ یہ نتیجہ کہاں سے نکلتا ہے کہ یہ حلقہ برسر اقتدار نہیں آسکتا، اس طرح بورژوا جمہوری انقلاب کی ''تکمیل،، نہیں کر سکتا؟ یہ ناممکن کیوں ہوسکتا ہے؟

اس طرح پرانے بالشویک اکثر حجت کیا کرتے ہیں۔

میرا جواب ہے کہ یہ قطعی ممکن ہے۔ لیکن کسی مطلوبہ صورت‌حال کا تخمینہ کرتے ہوئے کسی مارکسی کو نقطہ آغاز یہ نہیں بنانا چاہئے کہ کیا ممکن ہے، بلکہ اس کو جو حقیقت میں ہے۔

اور حقیقت اس واقعے کا انکشاف کرتی ہے کہ سپاہیوں اور کسانوں کے آزادانہ طور پر منتخب ہونےوالے نمائندے، آزادانہ طور پر دوسری متوازی حکومت میں شامل ہو رہے ہیں، اسے آزادانہ طور پر وسعت اور پختگی عطا کر رہے ہیں اور تکمیل تک پہنچا رہے ہیں۔ اور ٹھیک اسی طرح آزادانہ طور پر یہ لوگ بورژوازی کے حق میں اقتدار سے دست بردار ہو رہے ہیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو مارکسزم کے نظریے کو ذرا بھی "مسترد" نہیں کرتی کیونکہ ہم اس بات کو ہمیشہ جانتے اور بار بار بتاتے رہے ہیں کہ بورژوازی خود کو صرف طاقت کے بل پر ہی نہیں بلکہ عوام‌الناس میں طبقاتی شعور اور تنظیم کے فقدان اور ان کے لکیر کے فقیر اور مظلوم ہونے کی بدولت بھی برسر اقتدار رکھتی ہے۔

آج کی اس حقیقت کے مدنظر، حقیقت کی طرف سے منہ موڑنا اور "امکانات" کی باتیں کرنا محض مضحکہ خیز ہے۔

ممکن ہے کہ کسان، تمام زمینوں پر، سارے اقتدار پر قابض ہو جائیں۔ میرے اس امکان کو فراموش کر دینے کا، خود کو آج کے حالات تک محدود رکھنے کا سوال ہی نہیں ہے جبکہ میں اس نئی حقیقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے، قطعی اور واضح طور پر زرعی پروگرام مرتب کرتا ہوں، جو ایک طرف زرعی مزدوروں اور غریب ترین کسانوں اور دوسری طرف صاحب جائیداد کاشتکاروں کے درمیان ایک گہری خلیج کی شکل میں رونما ہوئی ہے۔

لیکن ایک اور امکان بھی موجود ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کسان سوشلسٹ انقلابیوں کی پیٹی بورژوا پارٹی کا مشورہ مانیں جو بورژوازی کے زیراثر ہو گئی ہے، جو مدافعتی موقف اپنا رہی ہے اور جو آئین ساز اسمبلی کے انعقاد کے انتظار کا مشورہ دیتی ہے حالانکہ اس کے طلب کئے جانے کی تاریخ ابھی مقرر نہیں کی گئی ہے! *

---

* کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے الفاظ کو غلط معنی پہنائے جائیں اس لئے میں فوراً یہ بات صاف کر دینا چاہتا ہوں کہ زرعی

یہ ممکن ہے کہ کسان بورژوازی سے اپنے اس سمجھوتے کو برقرار رکھیں اور اسے طول دیں جو اب انھوں نے مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کے ذریعے لفظی طور پر ہی نہیں، واقعی طور پر بھی کیا ہے۔

بہت سی باتیں ممکن ہیں۔ زرعی تحریک اور زرعی پروگرام کو فراموش کر دینا بہت بڑی غلطی ہوگی۔ لیکن حقیقت کو فراموش کر دینا بھی اتنی ہی بڑی غلطی ہوگی جو اس حقیقت کا انکشاف کرتی ہے کہ بورژوازی اور کسان عوام الناس کے درمیان ایک سمجھوتے، یا زیادہ نپی تلی، کم قانونی لیکن نسبتاً زیادہ طبقاتی معاشی اصطلاح میں، ایک طبقاتی تعاون کا وجود ہے۔

جب یہ حقیقت، حقیقت نہیں رہے گی، جب کسان اپنے آپ کو بورژوازی سے علیحدہ کر کے بورژوازی کے خلاف زمینوں اور اقتدار پر قبضہ کر لیں گے تو یہ بورژوا جمہوری انقلاب کی ایک نئی منزل ہوگی اور اس معاملے سے جداگانہ طور پر نمٹا جائے گا۔

کوئی مارکسی جو مستقبل کی کسی ایسی منزل کے امکان کی بنا پر زمانۂ حال میں جبکہ کسان عوام الناس بورژوازی سے معاہدہ کئے ہوئے ہیں، اپنے فرائض کو فراموش کرتا ہے وہ پیٹی بورژوا بن کر رہ جائے گا کیونکہ وہ عملی طور پر پرولتاریہ کو پیٹی بورژوا پر اعتماد کرنے کی تلقین کرے گا (''اس پیٹی بورژوازی، اس کسان عوام الناس کو بورژوازی سے اس وقت جبکہ بورژوا جمہوری انقلاب کا دور دورہ ہے، علیحدگی اختیار کر لینی چاہئے،،)۔ یہ مارکسی

مزدوروں اور کسانوں کی سوویتوں کے فوری طور پر تمام زمینوں کو اپنے قبضے میں لے لینے کا میں قطعی طور پر حامی ہوں لیکن انھیں خود ہی نہایت ہی سخت نظم و ضبط اور ڈسپلن کی پابندی کرنی چاہئے۔ مشینوں، عمارتوں یا مویشیوں وغیرہ کو ذرا بھی نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں دینی چاہئے اور کسی بھی حالت میں زراعت اور اناج کی پیداوارمیں بدنظمی پیدا ہونے نہیں دینی چاہئے۔ یہی نہیں، انھیں ان کو فروغ بھی دینا چاہئے کیونکہ سپاہیوں کو جتنی روٹی ملتی ہے اس سے دوگنی کی ضرورت ہے اور عوام کو فاقہ کشی کی نوبت نہ آنے دینا چاہئے۔

9*

ایسے خوشگوار اور رنگین مستقبل کے ''امکان،، کے باعث جس میں کسان، بورژوازی کے دم چھلا نہ ہوں گے، جس میں سوشلسٹ انقلابی، چھیرایدزے، تسرےتیلی اور استیکلوف جیسے لوگ بورژوا حکومت کے دمچھلا نہ ہوں گے — ہاں ایسے ہی خوشگوار مستقبل کے ''امکان،، کے باعث وہ ناخوشگوار حال کو فراموش کر دے گا جس میں کسان اب بھی بورژوازی کے دمچھلا ہیں اور جس میں سوشلسٹ انقلابیوں اور سوشل ڈیموکریٹوں نے ''ہز میجسٹی،، (۵۷) لووف کے حزب مخالف کی حیثیت سے بورژوا حکومت کے دمچھلا ہونے کے اپنے کردار کو ابھی تک ترک نہیں کیا۔

یہ مفروضہ‌پسند شخص کسی شیریں زبان لوئی بلانک یا میٹھی چاپلوسی کی باتیں کرنےوالے کسی کاؤتسکی‌نواز سے ملتا جلتا تو ہوسکتا ہے لیکن انقلابی مارکسی ہرگز نہیں ہو سکتا۔

لیکن کیا ہم کو داخلیت کے شکار ہونے کا خطرہ نہیں ہے، سوشلسٹ انقلاب تک، اس بورژوا جمہوری انقلاب کو ''جست لگا کر،، پہنچنے کے متمنی ہونے کا خطرہ نہیں ہے جس کی ابھی تکمیل نہیں ہوئی ہے اور جو ابھی کسان تحریک کو پوری طرح چوس نہیں سکا ہے؟

میں اپنے آپ کو اس خطرے میں ڈال سکتا تھا اگر میں نے کہا ہوتا: ''زار نہیں بلکہ مزدوروں کی حکومت،، (۵۸)۔ لیکن میں نے یہ نہیں کہا تھا، میں نے تو کچھ اور کہا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ روس میں مزدوروں، زرعی مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کے علاوہ کوئی اور حکومت (بجز کسی بورژوا حکومت کے) ممکن نہیں۔ میں نے کہا تھا کہ روس میں اب اقتدار گوچکوف اور لووف سے صرف ان سوویتوں ہی کو منتقل ہو سکتا ہے اور ان سوویتوں میں جیسا کہ اتفاقاً واقع ہو رہا ہے کسانوں، سپاہیوں اور پیٹی بورژوازی کا پلہ بھاری ہے۔ یہ بات ایک سائنسی مارکسی اصطلاح میں طبقاتی خصلت کے اعتبار سے کہی جا رہی ہے، عام، معمولی آدمی کی پیشہ‌ورانہ خصلت کے اعتبار سے نہیں۔

میں نے اپنے مقالات میں خود کو کسان تحریک سے جو اپنی زندگی سے زیادہ نہیں جی چکی یا عام پیٹی بورژوا تحریک سے پھاند کر آگے بڑھنے کے خطرے کے خلاف، مزدوروں کی کسی حکومت

کے ''اقتدار پر قابض،، ہو جانے کی بات کو غیر سنجیدگی سے نمایاں کرنے کے خلاف اور کسی بھی نوعیت کی بلانکسٹ (٥٩) مبہم پرستی کے خلاف قطعی طور پر اپنا قطع تعلق کرلیا تھا کیونکہ میں نے بہت ھی واضح طور پر پیرس کمیون کے تجربے کا حوالہ دیا تھا۔ اور اس تجربے نے جیسا کہ ہم جانتے ھیں اور جیسا کہ مارکس نے بالتفصیل ۱۸۷۱ء میں اور اینگلس نے ۱۸۹۱ء میں ثابت کیا تھا بلانکزم کو قطعاً خارج کر دیا اور اکثریت کی براہ راست، فوری اور غیرمشروط حکمرانی اور عوام‌الناس کی سرگرمیوں کو صرف اس حد تک قطعاً یقینی قرار دیا جس تک خود اکثریت شعوری طور پر اقدامات کرتی رہے۔

میں نے مقالات میں بہت ھی واضح طور پر، سوال کو مزدوروں، زرعی مزدوروں، کسانوں اور سپاھیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کے اندر اثر و رسوخ کی جدوجہد کے سوال تک محدود کردیا تھا۔ اس خیال سے کہ اس معاملے میں ذرا بھی شک کی گنجائش نہ باقی رہے میں نے مقالات میں، تحمل اور ثابت قدمی کے ساتھ کئے جانےوالے ایسے ''تشریحی اور وضاحتی،، کام کی ضرورت پر دو بار زور دیا تھا جو ''عوام الناس کی عملی ضروریات سے مطابقت رکھتا ہو،،۔

ناواقف افراد یا مسٹر پلیخانوف جیسے مارکسزم سے انحراف کرنےوالے لوگ، نراجیت اور بلانکزم وغیرہ کے بارے میں شور مچا سکتے ھیں۔ لیکن جو لوگ سوچنا اور سیکھنا چاھتے ھیں وہ یہ سمجھنے سے قاصر نہیں رھیں گے کہ بلانکزم کا مطلب اقتدار پر اقلیت کا قبضہ ھوتا ھے جبکہ مزدوروں وغیرہ کے نمائندوں کی سوویتیں مسلمہ طور پر، عوام کی اکثریت کی براہ راست اور بلاواسطہ تنظیم ھیں۔ ان سوویتوں کے اندر اثر و رسوخ کی جدوجہد تک محدود کام بھٹک کر بلانکزم کی دلدل میں نہیں، ھرگز نہیں پہنچ سکتا۔ یہ کام بھٹک کر نراجیت کی دلدل میں بھی نہیں پھنس سکتا کیونکہ نراجیت بورژوازی کی حکومت سے پرولتاریہ کی حکومت تک عبور کے زمانے میں ریاست اور ریاستی اقتدار کی ضرورت سے انکار کرتی ھے جبکہ میں ایسے نپے تلے انداز میں تاکہ میری بات کو غلط معنی پہنانے کا کوئی امکان نہیں رہے، اس عبوری زمانے میں ریاست کی ضرورت کی وکالت کرتا ھوں حالانکہ مارکس کے خیالات اور پیرس

9—862

کمیون کے اسباق کے بموجب میں عام پارلیمانی بورژوا ریاست کی نہیں بلکہ ایسی ریاست کی وکالت کرتا ہوں جس میں مستقل فوج نہ ہو، عوام کی مخالف پولیس نہ ہو، عوام کے اوپر مسلط کی ہوئی نوکر شاہی نہ ہو۔

مسٹر پلیخانوف جب اپنے اخبار ''یدینستوا'' (اتحاد) کے ذریعے اپنی پوری قوت کے ساتھ چلا چلا کر کہتے ہیں کہ یہ تو نراجیت ہے تو وہ مارکسزم سے اپنی دستبرداری کا محض مزید ثبوت پیش کرتے ہیں۔ میری طرف سے ''پراودا'' (شمارہ ۲۶) میں یہ چیلنج دینے پر کہ وہ ہمیں بتائیں کہ مارکس اور اینگلس نے اس موضوع پر ۱۸۷۱ء، ۱۸۷۲ء اور ۱۸۷۵ء میں کیا سکھایا تھا، مسٹر پلیخانوف سے زیربحث سوال پر خاموشی اختیار کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں بن پڑا اور وہ مشتعل بورژوازی کی تقلید میں گالی بکنے پر اتر آئے۔

سابق مارکسی مسٹر پلیخانوف ریاست سے متعلق مارکسی نظریے کو سمجھنے میں قطعاً ناکام رہے ہیں۔ ضمناً یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سمجھداری کے فقدان کے جراثیم نراجیت کے موضوع پر ان کے جرمن کتابچے میں بھی پائے جاتے ہیں (۶۰)۔

* * *

اب ہمیں دیکھنا چاہئے کہ کامریڈ کامینیف ''پراودا'' شمارا ۲۷ میں میرے مقالات اور اوپر پیش کئے ہوئے خیالات سے اپنے ''اختلافات'' کو کس طرح فارمولے کی شکل دیتے ہیں۔ اس سے ہمیں زیادہ واضح اور صاف طور پر ان اختلافات کو عیاں کرنے میں مدد ملے گی۔

''جہاں تک کامریڈ لینن کے عام منصوبے کا تعلق ہے''

کامریڈ کامینیف لکھتے ہیں ''یہ ہمیں ناقابل قبول نظر آتا ہے کیونکہ یہ بورژوا جمہوری انقلاب کی تکمیل کے مفروضے کو اپنا نقطۂ آغاز بتاتا اور اس انقلاب کے فوری سوشلسٹ انقلاب میں تبدیل ہونے سے آس لگاتا ہے۔''

اس میں دو بڑی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔

اول ۔ بورژوا جمہوری انقلاب کی ''تکمیل،، کے سوال کو غلط طور پر بیان کیا گیا ہے ۔ اس سوال کو ایک تجریدی (abstract) اور سادے انداز میں تاکہ یک‌رنگی بات کی جا سکے، پیش کیا گیا ہے جو کہ معروضی حقیقت سے مطابقت نہیں رکھتا ۔ سوال کو اس طرح پیش کرنا، اب یہ پوچھنا کہ ''کیا بورژوا جمہوری انقلاب کی تکمیل ہو چکی ہے،، اور مزید کچھ نہ کہنا، خود کو اس نہایت پیچیدہ حقیقت کے مشاہدے سے روکنا ہے جو کم از کم ''دو رنگی،، ہے ۔ یہ تو ہوئی نظریے کی بات ۔ عملاً اس کا مطلب پیٹی بورژوا انقلابیت کے سامنے بےبسی سے گھٹنے ٹیکنا ہے ۔

دراصل حقیقت ہم کو دونوں باتیں دکھاتی ہے : اقتدار کا بورژوازی کے ہاتھوں میں پہنچنا (ایک ''تکمیل‌شدہ،، بورژوا جمہوری انقلاب، عام نوعیت کا) اور اصلی حکومت کے پہلو بہ پہلو ایک متوازی حکومت کا وجود، جو ''پرولتاریہ اور کسانوں کی انقلابی جمہوری آمریت،، کی نمائیدگی کرتی ہے ۔ اس ''دوسری حکومت،، نے اقتدار کو خود ہی بورژوازی کے حوالے کر دیا ہے اور خود کو بورژوا حکومت کا غلام بنا لیا ہے ۔

کیا یہ حقیقت کامریڈ کامینیف کے کہنہ بالشویک فارمولے میں شامل ہے جو کہتا ہے کہ ''بورژوا جمہوری انقلاب پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا؟،،

یہ شامل نہیں ہے ۔ فارمولا ناقص، فرسودہ اور بالکل بےسود ہے ۔ وہ مرچکا ہے اور اس کے تن‌مردہ میں جان ڈالنے کی کوشش سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔

دوم ۔ ایک عملی سوال ۔ کسے معلوم ہے کہ فی‌الوقت روس میں ایک مخصوص ''پرولتاریہ اور کسانوں کی انقلابی جمہوری آمریت،، کا جو بورژوا حکومت سے بالکل الگ تھلگ ہو، ظہور میں آنا اب بھی ممکن ہے؟ مارکسی طریقۂ کار نامعلوم پر مبنی نہیں ہو سکتا ۔

لیکن اگر یہ اب بھی ممکن ہے تو اس کے حصول کا ایک اور صرف ایک ہی راستہ ہے یعنی پرولتاری کمیونسٹ عناصر کی پیٹی بورژوا عناصر سے فوری، مستقل اور ناقابل تنسیخ علیحدگی ۔

کیوں؟

اس لئے که ساری پیٹی بورژوازی، اتفاقاً نہیں بلکه ضرورتاً، جارحانه قوم‌پرستی (یعنی دفاعیت‌پسندی) کی طرف، بورژوازی کی ''حمایت،، کی طرف، اس کی محتاجی کی طرف، اس خوف کی طرف مڑ گئی ھے جس کے بغیر کام کیسے چلے گا، وغیرہ وغیرہ۔

پیٹی بورژوازی کو آگے ''دھکیل،، کر کیسے برسر اقتدار لایا جا سکتا ھے اگر وہ اب بھی اقتدار حاصل کر سکتی ھے لیکن کرنا نه چاھتی ھو؟

ایسا صرف پرولتاری، کمیونسٹ پارٹی کو علیحدہ کرکے پیٹی بورژوا لوگوں کے بودے پن سے آزاد، پرولتاری طبقاتی جدوجہد چلا کر ھی کیا جا سکتا ھے۔ پرولتاریوں کے جو صرف قول ھی میں نہیں بلکه عمل میں بھی پیٹی بورژوازی کے اثر سے آزاد ھوں، متحد اور مستحکم ھونے ھی سے پیٹی بورژوازی کے قدموں کے نیچے زمین اتنی ''گرم،، ھو سکتی ھے که وہ بعض حالات کے تحت اقتدار سنبھالنے پر مجبور ھو جائے۔ یه بات بھی امکان کے حدود میں ھے که گوچکوف اور میلیوکوف — بعض حالات کی تحت — اقتدار کو جو مکمل اور بلا شرکت غیرے ھو، سوشلسٹ انقلابیوں، چھے‌ایدزے اور تسرے‌تیلی اور استیکلوف کے حوالے کرنے کے حق میں ھوں کیونکه یه لوگ بہرحال ''دفاعیت‌پسند،، ھیں!

سوویتوں کے پرولتاری عناصر (یعنی پرولتاری، کمیونسٹ پارٹی) کو پیٹی بورژوازی سے اسی وقت، فوری اور ناقابل تنسیخ طور پر علیحدہ کرنا ان دونوں ممکن صورتوں میں تحریک کے مفادات کی صحیح ترجمانی کرنا ھے: اس صورت میں که روس اب بھی، بورژوازی سے آزاد، ایک مخصوص ''پرولتاریه اور کسانوں کی آمریت،، کا تجربه کرے گا اور اس صورت میں که پیٹی بورژوازی خود کو بورژوازی سے علیحدہ کرنے کے قابل نه ھو سکے گی اور وہ ھمیشه (یعنی جب تک که سوشلزم کا قیام عمل میں نہیں آ جاتا) ھمارے اور بورژوازی کے درمیان ادھر ادھر جھولتی رھے گی۔

اپنی سرگرمیوں میں محض اس سادے فارمولے کو که ''بورژوا جمہوری انقلاب کی تکمیل نہیں ھوئی،، مشعل راہ بنانے کا مطلب، اپنے اوپر اس کی ضمانت دینے کی ذمے‌داری لینا ھے که پیٹی بورژوازی بورژوازی سے علیحدہ ھونے کی قطعی طور پر صلاحیت رکھتی ھے۔

ایسا کرنا دراصل اپنے آپ کو کسی معین لمحے میں پیٹی بورژوازی کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا ہے۔

پرولتاریہ اور کسانوں کی آمریت کے ''فارمولے'' کے سلسلے میں ضمناً یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ میں نے ''جمہوری انقلاب میں سوشل ڈیموکریسی کے دو طریقۂ کار'' (جولائی ۱۹۰۵ء) میں مندرجۂ ذیل بات پر زور دینے (''بارہ سال میں''، صفحہ ۴۳۵) کو بہت اہم اور ضروری خیال کیا تھا:

''دنیا میں ہر چیز کی طرح، پرولتاریہ اور کسانوں کی انقلابی جمہوری آمریت بھی ایک ماضی اور ایک مستقبل رکھتی ہے۔ اس کا ماضی ہے مطلق العنانیت، کسان غلامی، بادشاہت اور رعایت... اس کا مستقبل ہے نجی ملکیت کے خلاف جدوجہد، آجر کے خلاف اجرتی مزدوروں کی جدوجہد، سوشلزم کے لئے جدوجہد...''

کامریڈ کامینیف کی غلطی یہ ہے کہ وہ ۱۹۱۷ء میں بھی پرولتاریہ اور کسانوں کی انقلابی جمہوری آمریت کے صرف ماضی کو دیکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عملاً اس کے مستقبل کا آغاز ہو چکا ہے کیونکہ اجرتی مزدور اور چھوٹی ملکیت والے شخص کے مفادات اور پالیسی، ''دفاعیت پسندی'' جیسے اہم سوال پر، سامراجی جنگ سے متعلق رویے کے سلسلے میں حقیقی طور پر ایک دوسرے سے مختلف ہو چکے ہیں۔

یہ بات سجھے کامریڈ کامینیف کی اس دلیل کی جس کا اقتباس اوپر پیش کیا جا چکا ہے، دوسری غلطی تک پہنچاتی ہے۔ وہ مجھ پر یہ کہہ کر نکتہ‌چینی کرتے ہیں کہ میرا خاکہ ''اس (بورژوا جمہوری) انقلاب کی ایک سوشلسٹ انقلاب میں ''فوری تغیرکلی'' سے ''آس لگانے'' پر ''مبنی'' ہے۔

یہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ میں نہ صرف یہ کہ اس انقلاب کے سوشلسٹ انقلاب میں ''فوری تغیرکلی'' سے ''آس'' نہیں لگاتا بلکہ درحقیقت اس کے خلاف خبردار کرتا ہوں جب مقالے نمبر ۸ میں کہتا ہوں: ''... ہمارا فوری فرض سوشلزم قائم کرنا نہیں ہے...'' *

---

* ملاحظہ ہو — ''موجودہ انقلاب میں پرولتاریہ کے فرائض''۔ (ایڈیٹر)

کیا یہ عیاں بات نہیں کہ کوئی بھی شخص جو ہمارے انقلاب کے ایک سوشلسٹ انقلاب میں فوری تغیرکلی سے آس لگائے ہوئے ہو، سوشلزم کو قائم کرنے کے فوری فریضے کی مخالفت نہیں کر سکتا؟

علاوہ بریں ایک ''کمیون ریاست،، (یعنی ایسی ریاست جس کی تشکیل پیرس کمیون کے طرز پر ہوئی ہو) تک روس میں ''فوری طور پر،، قائم نہیں کی جا سکتی کیونکہ ایسا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تمام (یا زیادہ تر) سوویتوں کے نمائندوں کی اکثریت سوشلسٹ انقلابیوں، چھےایدزے، تسرےتیلی، استیکلوف وغیرہ کے اپنائے ہوئے طریقہء کار اور پالیسی کی ساری غلطیوں اور نقصانات کو واضح طور پر تسلیم کرے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے صریحی طور پر اعلان کر دیا تھا کہ میں اس معاملے میں صرف ''صبر و تحمل،، کے ساتھ وضاحت کئے جانے سے ''آس،، لگاتا ہوں (کیا کسی شخص کو ایسی تبدیلی لانے کے لئے صبر سے کام لینا ہوتا ہے جو ''فوری طور پر،، لائی جا سکتی ہو؟)!

کامریڈ کامینیف نے ''اپنے شوق میں،، خود کو کسی حد تک فریب دیا اور پیرس کمیون کے ''فوری طور پر،، سوشلزم کو قائم کرنے کے خواہاں ہونے سے متعلق بورژوا تعصب کو دوہرایا ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ پیرس کمیون نے بدقسمتی سے سوشلزم کو قائم کرنے میں بہت سست‌رفتاری سے کام لیا تھا۔ کمیون کا اصلی جوہر وہاں نہیں ہے جہاں بورژوا اسے عموماً تلاش کرتے ہیں بلکہ ایک مخصوص طرز کی ریاست کی تخلیق میں ہے۔ اس قسم کی ریاست روس میں ظہور میں آچکی ہے، یہ مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں پر مشتمل ہے!

کامریڈ کامینیف نے اصل حقیقت پر، موجودہ سوویتوں کی اہمیت پر اور کمیون ریاست سے، نوعیت اور سماجی سیاسی کردار کے لحاظ سے ان کی یکسانیت پر غور نہیں کیا اور اصل حقیقت کا مطالعہ کرنے کے بجائے وہ کسی ایسی چیز کے بارے میں بات کرنے لگے جس سے مجھے ''قریب‌ترین،، مستقبل کے لئے ''آس لگائے ہوئے،، فرض کر لیا گیا۔ نتیجہ بدقسمتی سے اس طریقے کی تکرار کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے بہت سے بورژوا استعمال کرتے ہیں: اس سوال

سے کہ مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتیں کیا ہیں، کیا وہ کسی پارلیمانی ریپبلک کے مقابلے میں بہتر قسم کی ہیں، کیا وہ عوام کےلئے زیادہ مفید ہیں، کیا وہ جدوجہد کے لئے، مثلاً غذائی قلت کا مقابلہ کرنے کے لئے زیادہ جمہوری اور زیادہ موزوں ہیں وغیرہ وغیرہ — اس اصل، فوری توجہ کے مستحق اور نہایت ہی اہم سوال سے توجہ، ''ایک فوری تغیر کلی سے آس لگانے،، کے خالی خولی، بظاہر سائنسی لیکن درحقیقت کھوکھلے اور علمی نقطۂ نظر سے مردہ سوال کی طرف منتقل کر دی گئی ہے۔

یہ ایک مہمل سوال ہے جو غلط طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔ میں صرف اس بات سے مختص طور پر اسی بات سے ''آس،، لگاتا ہوں کہ مزدور، سپاہی اور کسان زیادہ غلہ پیدا کرنے، اسے بہتر طور پر تقسیم کرنے اور سپاہیوں کو مختلف اشیا بہتر طور پر فراہم کرنے وغیرہ کے دشوار عملی مسائل سے افسروں اور پولیس کی بہ‌نسبت بہتر طور پر نمٹ سکیں گے۔

مجھے پوری طرح یقین ہے کہ مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتیں عوام‌الناس کی خودمختار سرگرمی کو کسی پارلیمانی ریپبلک کی بہ‌نسبت زیادہ تیزی سے اور زیادہ مؤثر انداز میں حقیقت بنا دیں‌گی (میں ریاست کی دونوں اقسام کا موازنہ زیادہ تفصیل کے ساتھ ایک دوسرے خط میں کروں‌گا)۔ یہ سوویتیں زیادہ مؤثر انداز میں، زیادہ عملی اور صحیح طور پر فیصلہ کریں‌گی کہ سوشلزم کی طرف بڑھنے کے سلسلے میں کیا اقدامات کئے جا سکتے ہیں اور یہ اقدامات کیسے کئے جانے چاہئیں۔ بینک پر نگرانی، تمام بینکوں کا ایک بینک میں انضمام ہنوز سوشلزم نہیں ہے لیکن یہ سوشلزم کی طرف ایک قدم ضرور ہے۔ آج اس قسم کے اقدامات جرمنی میں یونکر اور بورژوازی عوام کے خلاف کر رہے ہیں۔ کل سوویتیں، اگر تمام ریاستی اقتدار ان کے ہاتھ میں آ گیا تو ایسے ہی اقدامات زیادہ مؤثر طور پر عوام کی فلاح و بہبود کےلئے کر سکیں‌گی۔

کونسی چیز ایسے اقدامات پر مجبور کرتی ہے؟

قحط۔ معاشی ابتری۔ سر پر منڈلانےوالی تباہی۔ جنگ کی ہولناکی۔ بنی نوع انسان پر جنگ کے لگائے ہوئے زخموں کی ہولناکی۔

* کامریڈ کامینیف اپنا مضمون اس نوٹ پر ختم کرتے ہیں کہ ''بڑے پیمانے پر ہونےوالے مباحثے میں انہیں اپنے نقطۂنظر کو منوا لینے کی امید ہے کیونکہ انقلابی سوشل ڈیموکریسی کے لئے یہ واحد ممکن نقطہٗ نظر ہے اگر وہ چاہتی ہے اور اسے بالکل آخر تک پرولتاریہ کے انقلابی عوام‌الناس کی پارٹی رہنا بھی چاہئے اور کمیونسٹ پروپیگنڈا کرنےوالوں کے ایک گروہ میں نہ بدل جانا چاہئے۔''

مجھے ایسا لگتا ہے کہ ان الفاظ نے صورت‌حال کے اول تا آخر غلط تخمینے کو بلاارادہ ظاہر کر دیا ہے۔ کامریڈ کامینیف نے ''عوام‌الناس کی پارٹی'' کا ''پروپیگنڈا کرنےوالوں کے ایک گروہ'' سے تقابل کیا ہے لیکن ''عوام‌الناس'' تو اب ''انقلابی'' دفاعیت‌پسندی کے جنون کا شکار ہو گئے ہیں۔ تو کیا اس لمحے میں بین‌الاقوامیت‌پسندوں کے لئے بھی اس بات کا ثبوت دینا زیادہ شایان شان نہیں کہ وہ عوام الناس کے ساتھ ''رہنے کے خواہاں'' ہونے یعنی عام وبا کا شکار ہوجانے کے بجائے ''عام'' نشے کی مزاحمت کر سکتے ہیں؟ کیا ہم نے یہ نہیں دیکھا کہ کس طرح یورپ کے تمام شریک جنگ ملکوں میں جارحانہ قوم پرستی کے علم برداروں نے اپنے آپ کو اس بنیاد پر حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش کی کہ وہ ''عوام‌الناس کے ساتھ رہنا'' چاہتے ہیں؟ کیا ہم کچھ دنوں تک ''عام'' نشے کی حالت کے خلاف اقلیت میں رہنا نہیں برداشت کر سکتے؟ کیا اس وقت پروپیگنڈا کرنےوالوں کا یہ کام نہیں ہے جو پرولتاری طرز عمل کو ''عوام‌الناس'' کی دفاعیت‌پسندانہ اور پیٹی‌بورژوازی کی نشے کی حالت سے نجات دلانے کے سلسلے میں کلیدی اہمیت کا حامل ہے؟ پرولتاری اور غیرپرولتاری عوام‌الناس کا یہی اتحاد جس میں عوام الناس کے درمیان موجود طبقاتی اختلافات کا لحاظ نہیں کیا گیا، دفاعیت کی وبا کے مختلف اسباب میں سے ایک سبب بنا۔ پرولتاری طرز عمل کی وکالت میں مصروف ''پروپیگنڈا کرنےوالوں کے ایک گروہ'' کے متعلق حقارت کے ساتھ بات کرنا کچھ زیادہ زیب نہیں دیتا۔

اپریل ۸ اور ۱۳ (۲۱ اور ۲۶) ۱۹۱۷ء کے درمیان لکھا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۱، صفحات ۱۳۱ — ۱۴۴

دوہرا اقتدار

ہر انقلاب کا بنیادی سوال ریاستی اقتدار ہے۔ جب تک یہ سوال نہیں سمجھ لیا جاتا انقلاب میں دانش‌مندانہ شرکت نہیں کی جا سکتی، انقلاب کی رہنمائی کا سوال تو جدا رہا۔

ہمارے انقلاب کی انتہائی ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ اس نے دوہرا اقتدار قائم کردیا ہے۔ اس حقیقت کو سب سے پہلے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ جب تک اسے نہیں سمجھا جاتا ہم پیش قدمی نہیں کر سکتے۔ ہمیں یہ جاننا چاہئے کہ پرانے ''فارمولوں،، میں کیسے اضافہ اور ترمیم کریں، مثال کے طور پر بالشویزم کے فارمولوں میں کیونکہ وہ مجموعی طور پر صحیح ثابت ہوچکے ہیں لیکن ان کا ٹھوس حصول مختلف نکلا ہے۔ کسی شخص نے دوہرے اقتدار کے متعلق پہلے نہیں سوچا تھا اور نہ سوچ سکتا تھا۔

دوہرا اقتدار ہے کیا؟ عارضی حکومت، بورژوازی کی حکومت کے پہلو بہ پہلو ایک دوسری حکومت ظہور میں آگئی ہے، ہنوز کمزور اور ابتدائی منزل میں مگر بلاشبہ ایک حکومت جو واقعی وجود رکھتی ہے اور فروغ پا رہی ہے — مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتیں۔

اس دوسری حکومت کی طبقاتی ساخت کیا ہے؟ وہ پرولتاریہ اور کسانوں (سپاہیوں کی وردی میں) پر مشتمل ہے۔ اس حکومت کی سیاسی نوعیت کیا ہے؟ وہ انقلابی آمریت ہے یعنی ایسا اقتدار

جو براہ راست انقلابی قبضے پر، نیچے سے عوام کی پہل پر مبنی ہے، نہ کہ قانون پر جیسے مرکوز ریاستی اقتدار جاری کرتا ہے۔ یہ اس سے بالکل مختلف قسم کا اقتدار ہے جو عام نوعیت کی پارلیمانی بورژوا جمہوری ریپبلکوں میں موجود ہے اور یورپ اور امریکہ کے ترقی‌یافتہ ملکوں میں عام ہے۔ اس حقیقت حال کو اکثر نظرانداز کر دیا جاتا ہے، اس پر کافی غور نہیں کیا جاتا، لیکن یہ معاملے کا مغز ہے۔ یہ اقتدار اسی نوعیت کا ہے جیسا کہ ۱۸۷۱ء میں پیرس کمیون۔ اس نوعیت کی بنیادی امتیازی خصوصیات یہ ہیں: (۱) اقتدار کا سرچشمہ وہ قانون نہیں ہوتا جسے گذشتہ پارلیمنٹ بحث کرکے منظور کرتی ہے بلکہ اپنے مقامی علاقوں میں نیچے سے عوام کی براہ‌راست پہل ہوتی ہے — اگر آج کل کا محاورہ استعمال کیا جائے تو براہ راست ''قبضہ''۔ (۲) پولیس اور فوج کی جگہ، جو عوام سے علحدہ کٹے ہوئے اور عوام کے خلاف استعمال ہونےوالے ادارے ہیں، تمام عوام کو براہ‌راست مسلح کرنا۔ ایسے اقتدار کے تحت ریاست میں نظم خود مسلح مزدور اور کسان، خود مسلح عوام قائم رکھتے ہیں۔ (۳) دفتریت، دفترشاہی کی جگہ یا تو اسی طرح خود عوام کی براہ‌راست حکمرانی لے لیتی ہے یا کم از کم خاص نگرانی میں رکھی جاتی ہے۔ افسر اور ملازم نہ صرف منتخبہ عہدیدار ہوتے ہیں بلکہ لوگوں کے پہلے مطالبے پر معزول بھی کئے جا سکتے ہیں۔ ان کی حیثیت گھٹ کر بس گماشتوں کی ہو جاتی ہے۔ مراعات یافتہ گروپ کے بجائے جو ''عہدوں'' کی تنخواہ بلند، بورژوا پیمانے پر حاصل کرتا ہے وہ ''خدمت کی ایک خاص شاخ'' ہو جاتے ہیں جن کی تنخواہ ایک لائق مزدور کی عام اجرت سے زیادہ نہیں ہوتی۔

ریاست کی ایک خاص نوعیت کی حیثیت سے یہی اور صرف یہی پیرس کمیون کا جوہر ہے۔ اس جوہر کو پلیخانوفوں (کھلم کھلا جارحانہ قوم پرست جنھوں نے مارکسزم سے غداری کی ہے) کاؤتسکیوں (''مرکز''والے یعنی وہ جو جارحانہ قوم پرستی اور مارکسزم کے درمیان جھولتے ہیں) اور عام طور پر ان تمام سوشل ڈیموکریٹوں، سوشلسٹ انقلابیوں وغیرہ نے بھلا دیا ہے یا اس میں تحریف کردی ہے جو آج حکمراں ہیں۔

وہ کھوکھلی لفاظی، حیلوں، ٹال مٹول سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ انقلاب پر ہزار بار ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں لیکن اس پر غور نہیں کرتے کہ مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتیں کیا ہیں۔ وہ اس عیاں سچائی کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں کہ جب تک سوویتوں کا وجود ہے، جب تک وہ اقتدار میں ہیں تو روس میں پیرس کمیون قسم کی ریاست ہے۔

میں نے الفاظ ''جب تک،، پر زور دیا ہے کیونکہ سوویتیں اقتدار کی ابتدائی منزل میں ہیں۔ بورژوا عارضی حکومت کے ساتھ براہ‌راست سمجھوتہ کرکے، کئی ٹھوس رعایتیں دے‌کر انھوں نے اپنا رتبہ بورژوازی کے حوالے کر دیا ہے اور کر رہی ہیں۔

کیوں؟ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ چھےایدزے، تسیرےتیلی، استیکلوف اور کمپنی ''غلطی،، کر رہے ہیں؟ مہمل۔ ایسا صرف بازاری آدمی سوچ سکتا ہے مارکسی نہیں۔ وجہ پرولتاریوں اور کسانوں میں طبقاتی شعور اور تنظیم کا ناکافی ہونا ہے۔ ان رہنماؤں کی ''غلطی،، جن کے میں نے نام لئے ان کے پیٹی بورژوا رویے پر اور اس حقیقت پر مشتمل ہے کہ مزدوروں کے ذہن صاف کرنے کے بجائے وہ انہیں دھندلا کر رہے ہیں، پیٹی‌بورژوا خوش فہمیاں دور کرنے کے بجائے وہ انہیں ان کے ذہن میں بٹھا رہے ہیں، عوام کو بورژوا اثر سے نجات دلانے کے بجائے وہ اس اثر کو مستحکم کر رہے ہیں۔

اس سے یہ واضح ہو جانا چاہئے کہ کیوں ہمارے رفیق بھی اتنی زیادہ غلطیاں کرتے ہیں جب وہ ''سادگی سے،، یہ سوال کرتے ہیں: کیا عارضی حکومت کا تختہ فوراً الٹ دینا چاہئے؟

میرا جواب یہ ہے: (۱) اس کا تختہ الٹنا چاہئے کیونکہ وہ چند لوگوں کی، بورژوا حکومت ہے نہ کہ عوام کی اور وہ امن، روٹی یا مکمل آزادی فراہم کرنے کی اہل نہیں ہے۔ (۲) اس کا اسی وقت تختہ نہیں الٹا جا سکتا کیونکہ وہ مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں اور بنیادی طور پر خاص سوویت، پیتروگراد کی سوویت کے ساتھ

براہ‌راست اور بالواسطہ، رسمی اور حقیقی سمجھوتے کی وجہ سے قائم ہے۔ (۳) عام طور پر معمولی طریقے سے اس کا ''تختہ،، نہیں الٹا جا سکتا کیونکہ وہ اس ''حمایت،، پر مبنی ہے جو دوسری حکومت — مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتیں — بورژوازی کی کر رہی ہے اور یہ دوسری حکومت واحد ممکن انقلابی حکومت ہے جو مزدوروں اور کسانوں کی بھاری اکثریت کے ذہن اور مرضی کا براہ‌راست اظہار کرتی ہے۔ انسانیت نے ابھی تک ایسی نوعیت کی حکومت کی نشوونما نہیں کی ہے اور ہمیں ابھی تک اس کا علم نہیں ہے جو مزدوروں، زرعی مزدوروں، کسانوں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں سے برتر اور بہتر ہو۔

اقتدار بننے کے لئے طبقاتی شعور رکھنےوالے مزدوروں کو اکثریت کی حمایت حاصل کرنی چاہئے۔ جب تک عوام کے خلاف تشدد استعمال نہیں کیا جاتا اقتدار تک پہنچنے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ ہم بلانکسٹ نہیں ہیں، ہم اس کے حامی نہیں ہیں کہ اقلیت اقتدار پر قبضہ کرے۔ ہم مارکسی ہیں، ہم پیٹی‌بورژوا نشے کے خلاف، جارحانہ قوم پرست دفاعیت کے خلاف، کھوکھلی لفاظی کے خلاف اور بورژوا پر سہارے کے خلاف پرولتاری طبقاتی جدوجہد کے قائل ہیں۔

ہم پرولتاری کمیونسٹ پارٹی تخلیق کریں۔ اس کے عناصر بالشویزم کے بہترین پیرو پیدا کر چکے ہیں۔ پرولتاری طبقاتی کام کی خاطر ہم اپنی صفیں متحد کریں۔ پرولتاریوں میں سے، غریب‌ترین کسانوں میں سے روزافزوں زیادہ تعداد ہمارے ساتھ ہوگی۔ کیونکہ حقیقی تجربہ روز بروز ان ''سوشل ڈیموکریٹوں،،، چھےایدزوں، تسرےتیلیوں، استیکلوفوں اور دوسروں،، ''سوشلسٹ انقلابیوں،،، اور بھی زیادہ خالص پیٹی‌بورژوا قسم وغیرہ وغیرہ کی پیٹی‌بورژوا خوش‌فہمیاں پاش پاش کردے گا۔

بورژوازی بلاشرکت غیرے اپنے اقتدار کے حق میں ہے۔

طبقاتی شعور رکھنےوالا پرولتاریہ بلاشرکت غیرے مزدوروں، زرعی مزدوروں، کسانوں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کے اقتدار کے حق میں ہے۔ اس بلاشرکت غیرے اقتدار کے حق میں

جو مبہم بازانہ اقدام سے نہیں بلکہ پرولتاری دماغوں کو واضح کرنے سے، انہیں بورژوا اثر سے نجات دلانے سے حاصل کرنا ممکن ہے۔

پیٹی بورژوازی — ''سوشل ڈیموکریٹ،،، سوشلسٹ انقلابی وغیرہ وغیرہ — جھولتے ہیں اور اس طرح وضاحت اور نجات کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔

یہ ہے قوتوں کی وہ حقیقی اور طبقاتی صف بندی جو ہمارے فریضے معین کرتی ہے۔

''پراودا،، شمارہ ۲۸،
۹ اپریل ۱۹۱۷ء

لینن کا مجموعہ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۳۱، صفحات ۱۴۵ — ۱۴۸

نعروں کی بابت

اکثر ایسا ہوا ہے کہ جب تاریخ میں تیز موڑ آیا تو ترقی‌پسند پارٹیاں تک کچھ مدت کے لئے اپنے آپ کو نئی صورت حال کے مطابق نہ کر سکیں، انھوں نے ایسے نعرے دھرائے جو پہلے صحیح تھے لیکن اب وہ مقصد سے محروم ہو گئے تھے — اتنے ہی ''اچانک طور پر،، جتنی ''اچانک،، سے تاریخ میں تیز موڑ آیا۔

تمام ریاستی اقتدار سوویتوں کو منتقل کرنے کے لئے آواز بلند کرنے کے نعرے کے سلسلے میں بھی معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ایساھی ہوا۔ یہ نعرہ ھمارے انقلاب کے ایک دور میں صحیح تھا — مثلاً ۲۷ فروری سے ۴ جولائی تک(۶۱) — جو گزر چکا ہے اور لوٹ کر واپس نہیں آسکتا۔ اب یہ نعرہ صریحاً صحیح نہیں رہا۔ اسے سمجھے بغیر آج کے فوری تعمیل طلب سوالات کو سمجھنا ناممکن ہے۔ ہر مخصوص نعرے کو ایک معین سیاسی صورت حال کی امتیازی خصوصیات کی میزان سے اخذ کرنا چاھئے۔ اور آج ۴ جولائی کے بعد روس میں سیاسی صورت حال ۲۷ فروری اور ۴ جولائی کے درمیان صورت حال سے بنیادی طور پر مختلف ہے۔

انقلاب کے اس دور میں جو گزر چکا ہے ملک میں نام نہاد ''دوھرا اقتدار،، تھا جو ریاستی اقتدار کی غیرمعین اور عبوری حالت کو ٹھوس اور رسمی طور پر ظاھر کرتا تھا۔ ھمیں یہ فراموش نہیں کرنا چاھئے کہ ہر انقلاب میں اقتدار کا سوال بنیادی سوال ہے۔

اس وقت ریاستی اقتدار غیرمستحکم تھا۔ وہ رضا کارانہ سمجھوتے کے مطابق عارضی حکومت اور سوویتوں کے درمیان بٹا ھوا تھا۔

سوویتیں بڑی تعداد میں آزاد — یعنی بیرونی جبر کے تحت نہیں — اور مسلح مزدوروں اور سپاہیوں کی نمائندگی کرتی تھیں۔ اصل بات یہ تھی کہ عوام کے ہاتھ میں اسلحہ تھے اور باہر سے عوام پر جبر نہیں تھا۔ اسی نے انقلاب کے فروغ کے لئے پرامن راستہ کھولا اور اس کی ضمانت دی۔ ''تمام اقتدار سوویتوں کو منتقل کرنا چاہئے،، کا نعرہ اس پرامن راستے کے فروغ پر اگلا قدم، فوری طور پر قابل عمل قدم تھا۔ وہ انقلاب کے پرامن فروغ کے لئے نعرہ تھا جو ۲۷ فروری اور ۴ جولائی کے درمیان ممکن اور واقعی انتہائی خاطر خواہ تھا لیکن اب وہ مطلقاً محال ہے۔

ظاہر ہے کہ ''تمام اقتدار سوویتوں کو منتقل کرنا چاہئے،، کے سارے حامیوں نے اس حقیقت پر کافی غور نہیں کیا ہے کہ وہ انقلاب کی پرامن ترقی کے لئے نعرہ تھا۔ پرامن نہ صرف اس معنی میں کہ اس وقت (۲۷ فروری اور ۴ جولائی کے درمیان) کوئی بھی، کوئی طبقہ، کوئی اہم قوت اس قابل نہ تھی کہ اقتدار سوویتوں کو منتقل ہونے کی مزاحمت کرتی اور اسے روکتی۔ صرف یہی نہیں۔ اس وقت پرامن فروغ ممکن ہوتا اس معنی میں بھی کہ سوویتوں کے اندر طبقات اور پارٹیوں کی جدوجہد انتہائی پرامن اور غیرتکلیف‌دہ شکل اختیار کر لیتی، بشرطیکہ مناسب وقت پر سارا سیاسی اقتدار سوویتوں کے ہاتھ میں آجاتا۔

معاملے کے آخرالذکر پہلو پر بھی کافی توجہ نہیں دی گئی ہے۔ اپنی طبقاتی ساخت کے لحاظ سے سوویتیں مزدوروں اور کسانوں کی تحریک کا ترجمان اور ان کی آمریت کی تیارشدہ شکل تھیں۔ اگر ان کے ہاتھ میں سارا سیاسی اقتدار ہوتا تو سرمایہ‌داروں پر بھروسہ کرنے کی پیٹی‌بورژوا گروپوں کی بنیادی غلطی، ان کے خاص گناہ پر عملی طور سے واقعی عبور حاصل کیا جاسکتا تھا، خود ان کی تدابیر کا تجربہ اس غلطی کی نکتہ چینی کرتا۔ سوویتوں میں صاحب اقتدار طبقات اور پارٹیوں کی تبدیلی پرامن طریقے سے ہوتی، بشرطیکہ ان کے ہاتھ میں بلاشرکت غیرے اور غیرمنقسم اقتدار ہوتا۔ سوویت کی تمام پارٹیوں اور عوام کے درمیان رابطہ مستحکم اور مضبوط ہوتا۔ ایک لمحے کے لئے بھی یہ فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ سوویت کی پارٹیوں اور عوام کے درمیان صرف ایسا قریبی

رابطہ، جو وسعت اور گہرائی میں آزادی سے بڑھتا بورژوازی کے ساتھ پیٹی‌بورژوا مصالحت کی خوش فہمی کو پرامن طور پر ختم کر دیتا۔ سوویتوں کو اقتدار کی منتقلی طبقات کے باھمی توازن کو بذات خود نہیں بدلتی اور نہ بدل سکتی تھی۔ وہ کسانوں کی پیٹی‌بورژوا فطرت بھی کسی طرح نہیں بدل سکتی تھی۔ لیکن وہ کسانوں کو بورژوازی سے علحدہ کرنے میں، انھیں مزدوروں کے نزدیک لانے اور پھر ان کے ساتھ متحد کرنے میں ایک بڑا اور برمحل اقدام ہوتی۔

اگر مناسب وقت پر اقتدار سوویتوں کے ھاتھ میں آگیا ہوتا تو ایسا‌ھی ھو سکتا تھا۔ عوام کے لئے یہ راستہ آسان ترین اور مفیدترین ہوتا۔ چونکہ یہ راستہ سب سے کم تکلیف‌دہ تھا اس لئے ضروری تھا کہ اس کے لئے انتہائی توانائی سے لڑا جاتا۔ لیکن اب یہ جدوجہد، بروقت سوویتوں کو اقتدار منتقل کرنے کی جدوجہد ختم ھو گئی ھے۔ ارتقا کی پرامن راہ ناممکن ھو گئی ھے۔ اب ایک غیرپرامن اور انتہائی تکلیف‌دہ راستہ شروع ھوا ھے۔

۴ جولائی کا نقطۂ تغیر معروضی صورت حال میں یہی زبردست تبدیلی لایا۔ ریاستی اقتدار کی غیر مستحکم حالت ختم ھو چکی۔ فیصلہ‌کن نقطے پر اقتدار انقلاب دشمنی کے ھاتھ میں پہنچ گیا۔ پیٹی بورژوا سوشلسٹ انقلابی اور مینشویک پارٹیوں اور انقلاب دشمن کیڈٹوں کے درمیان اتحاد کی بنیاد پر پارٹیوں کے ارتقا نے ایک ایسی صورت حال پیدا کردی جس میں یہ دونوں پیٹی‌بورژوا پارٹیاں انقلاب دشمن قتل عام میں درحقیقت ساجھی اور معاون جرم بن گئی ھیں۔ پارٹیوں کے درمیان جدوجہد جیسے جیسے بڑھی پیٹی بورژوازی کے سرمایہ‌داروں پر نامعقول اعتماد کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ انقلاب دشمنوں کی امداد جان بوجھ کر کرنے لگی۔ پارٹیوں کے درمیان تعلقات کے ارتقا نے اپنے حلقے کو مکمل کر لیا ھے۔ ۲۷ فروری کو تمام طبقات بادشاھت کے خلاف متحد تھے۔ ۴ جولائی کے بعد انقلاب دشمن بورژوازی نے شاھی پرستوں اور سیاہ صد* کے ساتھ مل کر اور جزوی

---

* سیاہ صد — شاہ پرست جتھے جن کو زار کی پولیس نے انقلابی تحریک کے خلاف جدوجہد کے لئے قائم کیا تھا۔ (ایڈیٹر)

طور پر دھمکی دے کر پیٹی بورژوا سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کی حمایت حاصل کرکے حقیقی سیاسی اقتدار کو کوےنیاکوں کے حوالے کر دیا۔ یہ فوجی ٹولہ محاذ پر سرکش سپاہیوں کو گولی کا نشانہ بنا رہا ہے اور پیتروگراد میں بالشویکوں کا قلع قمع کررہا ہے۔

سوویتوں کو ریاستی اقتدار منتقل کرنے کے لئے آواز بلند کرنے کا نعرہ اب خیالی پلاؤ یا مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے۔ وہ معروضی طور پر لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ اب اس نعرے سے یہ خوش فہمی پیدا ہوگی کہ آج بھی سوویتوں کو اقتدار حاصل کرنے کی خواہش کافی ہے یا یہ فیصلہ کرنا کہ اقتدار ان کا ہو، یہ کہ اب بھی سوویتوں میں ایسی پارٹیاں ہیں جو جلادوں کو جرم پر آمادہ کرنے میں ملوث نہیں ہیں، اور جو ہو چکا ہے اسے بدلنا ممکن ہے۔

یہ سوچنا انتہائی غلطی ہوگی کہ بالشویکوں کا قلع قمع کرنے میں مدد دینے، محاذ پر سپاہیوں کو گولی سے مارنے اور مزدوروں کو نہتا کرنے کے، یوں کہنا چاہئے، ''بدلے،، کے طور پر انقلاب دشمنی کے خلاف سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کو انقلابی پرولتاریہ امداد دینے سے ''انکار،، کر رہا ہے۔ پہلے، یہ اخلاق کے بازاری تصورات کا پرولتاریہ پر اطلاق کرنا ہے (کیونکہ مقصد کی بھلائی کی خاطر پرولتاریہ نہ صرف مذبذب پیٹی بورژوازی کی بلکہ بڑی بورژوازی تک کی مدد کرےگا)۔ دوسرے — اور یہ اہم بات ہے — یہ ''اخلاق کے وعظ دے کر،، صورت حال کے سیاسی مغز کو دھندلا بنانے کی بازاری کوشش ہے۔

اور سیاسی مغز یہ ہے کہ اب اقتدار کو پرامن طور پر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ وہ صرف ان لوگوں کے خلاف فیصلہ کن جدوجہد کو جیت کر حاصل کیا جا سکتا جو اس لمحے درحقیقت اقتدار کے مالک ہیں یعنی فوجی ٹولے، کوےنیاکوں کے خلاف جو پیتروگراد میں لائی ہوئی رجعت پرست فوج کی، کیڈٹوں اور شاہی پرستوں کی حمایت پر تکیہ کر رہے ہیں۔

صورت حال کا مغز یہ ہے کہ ریاستی اقتدار کے نئے آقاؤں کو صرف انقلابی عوام‌الناس شکست دے سکتے ہیں، جنھیں حرکت میں لانے کے لئے صرف یہ ضروری نہیں کہ وہ پرولتاریہ کی زیر قیادت

هوں بلکہ وہ سوشلسٹ انقلابی اور مینشویک پارٹیوں سے منہ موڑلیں جنھوں نے انقلاب کے آدرش سے غداری کی ہے۔

جو لوگ سیاست میں بازاری اخلاق کو شامل کر رہے ھیں ان کی دلیل یہ ہے: ہم یہ فرض کرلیں کہ کوےنیاکوں کی مدد کرکے جو پرولتاریہ اور انقلابی رجمنٹوں کو نہتا کر رہے ھیں سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں نے واقعی ''غلطی،، کی۔ اس کے باوجود انھیں اپنی غلطی کو ''درست کرنے،، کا موقع دینا چاھئے۔ ان کے لئے ''غلطی،، کی اصلاح کی راہ کو ''مشکل نہیں بنانا،، چاھئے، مزدوروں کی جانب پیٹی بورژوازی کے جھکاؤ کو آسان بنانا چاھئے۔ اگر اس استدلال کا مقصد مزدوروں کو نیا دھوکا دینا نہیں تو یہ طفلانہ معصومیت یا محض حماقت ہے۔ کیونکہ پیٹی بورژوا عوام الناس کے مزدوروں کی جانب جھکاؤ کا یہ مطلب ہے، اور صرف یہ مطلب ہے، کہ ان عوام‌الناس نے سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں سے منہ موڑ لیا ہے۔ اب سوشلسٹ انقلابی اور مینشویک پارٹیاں تسرےتیلی، چیرنوف، دان اور راکیتنکوف کی جلادوں کے مددگاروں کی طرح مذمت کرکے اپنی ''غلطی،، کو درست کریں۔ ہم ''غلطی،، کو اس طرح ''درست کرنے،، کی پوری طرح اور غیرمشروط طور پر حمایت کرتے ھیں...

ہم کہہ چکے ھیں کہ انقلاب میں بنیادی مسئلہ اقتدار کا مسئلہ ہے۔ یہاں ھمیں یہ اضافہ کرنا چاھئے کہ انقلاب ھی ہر قدم پر ھمیں دکھاتے ھیں کہ اس سوال کو دھندلا کیا جاتا ہے کہ‌اصلی اقتدار کہاں ہے۔ اور وہ رسمی اور حقیقی اقتدار کے درمیان اختلاف کو ظاہر کرتے ھیں۔ یہ ہر انقلابی دور کی ایک بنیادی خصوصیت ہے۔ ۱۹۱۷ء کے مارچ اور اپریل میں یہ واضح نہیں تھا کہ اصلی اقتدار حکومت کے ھاتھ میں ہے یا سوویت کے۔

لیکن اب طبقاتی شعور رکھنےوالے مزدوروں کے لئے خاص طور پر اہم ہے کہ انقلاب کے بنیادی سوال کا، یعنی اس وقت کس کے ھاتھ میں ریاستی اقتدار کے سوال کا سنجیدگی سے سامنا کریں؟ اگر الفاظ کو غلطی سے عمل نہیں سمجھا گیا اور اس کے مادی اظہار ملحوظ رکھے گئے تو آپ کو جواب پانے میں کوئی مشکل نہیں ھوگی۔

فریڈرک اینگلس نے ایک بار لکھا تھا کہ ریاست بنیادی طور

پر مسلح لوگوں کے دستے ہوتی ہے جن کے مادی ملحقات ہوتے ہیں جیسے جیلیں۔* اب یہ یونکر اور رجعت پرست کزاک ہیں جو خاص طور سے پیتروگراد لائے گئے ہیں، جنھوں نے کامینیف وغیرہ کو جیل میں بندکر رکھا ہے، جنھوں نے اخبار ''پراودا،، بندکر دیا ہے، جو مزدوروں اور سپاہیوں کے ایک حصے کو نہتا کر رہے ہیں، جو فوج میں سپاہیوں کے ایک حصے کو گولیوں کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ یہ جلاد اصلی اقتدار ہیں — تسرےتیلی اور چیرنوف اقتدار کے بغیر وزیر ہیں، کٹھ پتلی وزیر ہیں، ان پارٹیوں کے رہنما ہیں جو قتل عام کی حامی ہیں۔ یہ حقیقت ہے اور یہ حقیقت اتنی ہی سچی ہے اس کے باوجود کہ تسرےتیلی اور چیرنوف غالباً خود قتل‌عام کی ''تصدیق نہیں کرتے،، یا ان کے اخبارات اس سے ڈرتے ڈرتے اپنی لا تعلقی ظاہر کرتے ہیں۔ سیاسی بھیس میں ایسی تبدیلیاں مغز کو بالکل نہیں بدلتیں۔

پیتروگراد کے ڈیڑھ لاکھ ووٹروں کا اخبار بند کردیا گیا ہے۔ یونکر نے ۶ جولائی کو ایک مزدور وائنوف کو اس لئے مارڈالا کہ وہ چھاپے خانے سے اخبار ''لستوک پراودی،، (۶۲) لے جا رہا تھا۔ کیا یہ خونریزی نہیں ہے؟ کیا یہ کوےنیاکوں کی کاریگری نہیں ہے؟ لیکن وہ ہم سے کہتے ہیں کہ اس کے لئے نہ تو حکومت اور نہ سوویتیں ''مورد الزام،، ہیں۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ حکومت اور سوویتوں کے لئے بدتر ہے کیونکہ اس کا مطلب ہے کہ وہ محض کٹھ پتلیاں اور تماشا ہیں اور اصل اقتدار ان کے ہاتھ میں نہیں ہے۔

ابتداً، اور سب سے پہلے عوام کو سچائی جاننا چاہئے۔ انھیں یہ جاننا چاہئے کہ درحقیقت اقتدار کس کے ہاتھ میں ہے۔ لوگوں سے ساری سچائی کہنا چاہئے کہ اقتدار کوےنیاکوں کے فوجی ٹولے (کیرینسکی، چند جنرل، افسر وغیرہ) کے ہاتھ میں ہے جن کی حمایت بورژوا طبقہ اور اس کی رہنما کیڈٹ پارٹی اور تمام شاہی پرست صد سیاہ اخباروں ''نوویے وریمیا،،، ''ژیوویے سلووا،، (۶۳) وغیرہ کے ذریعے کر رہے ہیں۔

---

* اینگلس۔ ''خاندان، ذاتی ملکیت اور ریاست کا آغاز،،۔ (ایڈیٹر)

اس اقتدار کا تختہ الٹنا ہوگا۔ جب تک یہ نہیں کیا جائے گا انقلاب دشمنی کے خلاف لڑنے کی تمام باتیں کھوکھلی لفاظی، ''خودفریبی اور لوگوں کو دھوکا،، ہے۔

آج اس اقتدار کو کابینہ میں تسرےتیلیوں اور چیرنوفوں اور ان کی پارٹیوں کی حمایت حاصل ہے۔ ہمیں عوام کو سمجھانا چاہئے کہ وہ جلادوں کا رول ادا کر رہے ہیں اور یہ حقیقت بھی کہ ۲۱ اپریل، ۵ مئی، ۹ جون اور ۴ جولائی کی ان کی ''غلطیوں،، کے بعد، حملہ کرنے کی پالیسی کی ان کی حمایت کے بعد (۶۴)، ایسی پالیسی جس نے کم و بیش جولائی میں کوےنیاکوں کی کامیابی پہلے سے معین کردی، ان پارٹیوں کا یہ ''انجام،، ناگزیر تھا۔

عوام میں تبلیغ کے تمام کام کو ازسرنو منظم کرنا چاہئے تاکہ موجودہ انقلاب کے مخصوص تجربے کو پیش نظر رکھا جا سکے اور خاص طور پر جولائی کے دنوں کے تجربات کو، یعنی ہماری تبلیغ عوام کے اصلی دشمن کو وضاحت کے ساتھ بتائے جو فوجی ٹولہ، کیڈٹ اور صدسیاہ ہیں۔ وہ خاص طور پر پیٹی بورژوا پارٹیوں، سوشلسٹ انقلابی اور مینشویک پارٹیوں کا پردہ چاک کرے جنھوں نے جلادوں کے مددگاروں کا رول ادا کیا اور کر رہے ہیں۔

عوام میں تبلیغ کے تمام کام کوازسرنو منظم کرنا چاہئے تاکہ یہ واضح کیا جا سکے کہ جب تک فوجی ٹولے کے اقتدار کا تختہ نہیں الٹا جاتا اور جب تک سوشلسٹ انقلابی اور مینشویک پارٹیوں کا پول نہیں کھولا جاتا اور انہیں عوام کے اعتماد سے محروم نہیں کیا جاتا کسانوں کو زمین حاصل کرنے کی توقع رکھنا بالکل عبث ہے۔ سرمایہ‌دارانہ ارتقا کے ''عام،، حالات میں اس کے لئے طویل اور مشکل عمل درکار ہوتا لیکن جنگ اور معاشی انتشار اس کی رفتار انتہائی تیزی سے بڑھائیں گے۔ یہ ایسے ''رفتار بڑھانےوالے آلے،، ہیں جو ایک ماہ کو، ایک ہفتے تک کو ایک سال کے برابر بنا سکتے ہیں۔

جو کچھ اوپر کہا گیا ہے اس پر غالباً دو اعتراض ہو سکتے ہیں: پہلا، آج فیصلہ کن جدوجہد کی بات کرنے سے منتشر اقدام کو اکساوا ملےگا جس سے صرف انقلاب دشمنوں کو

فائدہ پہنچیے گا۔ دوسرا، ان کا تختہ الٹنے کا مطلب پھر بھی سوویتوں کو اقتدار کی منتقلی ہوگا۔

پہلے اعتراض کا ہمارا یہ جواب ہے: روس کے مزدور اتنا طبقاتی شعور رکھتے ہیں کہ وہ ایسے لمحے اشتعال انگیزی کے شکار نہیں ہوں گے جو ان کے لئے صریحاً ناسوافق ہے۔ یہ بات ان کے لئے ناقابل تردید ہے کہ اس لمحے اقدام کرنا اور مزاحمت کرنا انقلاب دشمنوں کی مدد کرنا ہے۔ یہ بھی ناقابل تردید ہے کہ فیصلہ کن جدوجہد صرف اس وقت ممکن ہوگی جب عوام‌الناس میں گہرے طور پر نئی انقلابی اتھل پتھل ہو۔ لیکن انقلابی اتھل پتھل، انقلاب کی بڑھتی ہوئی لہر، مغربی یورپی مزدوروں کی امداد کے متعلق عام پیرائے میں کہنا کافی نہیں ہے۔ ہمیں اپنے ماضی سے، اپنے پائے ہوئے سبقوں سے معین نتیجہ اخذ کرنا چاہئے۔ یہ ہمیں انقلاب دشمنوں کے خلاف فیصلہ کن جدوجہد کے نعرے تک لے جائے گا جنہوں نے اقتدار پر قبضہ کر رکھا ہے۔

دوسرا اعتراض بھی ٹھوس حقیقتوں کی جگہ عام نوعیت کے دلائل کو دیتا ہے۔ سوائے انقلابی پرولتاریہ کے بورژوا انقلاب دشمنوں کا تختہ کوئی بھی، کوئی قوت بھی نہیں الٹ سکتی۔ اب جولائی ۱۹۱۷ء کے تجربے کے بعد انقلابی پرولتاریہ ہی کو آزاد طور پر ریاستی اقتدار حاصل کرنا چاہئے۔ اس کے بغیر انقلاب کی فتح ناممکن ہے۔ حل صرف یہ ہے کہ اقتدار پرولتاریہ کے ہاتھ میں ہو اور آخرالذکر کی غریب کسان یا نیم پرولتاری حمایت کریں۔ ہم ان عناصر کو بتا چکے ہیں جو اس حل کو زبردست تیزی سے انجام دے سکتے ہیں۔

اس نئے انقلاب میں سوویتیں ابھر سکتی ہیں اور ان کا ابھرنا لازمی ہے۔ لیکن وہ موجودہ سوویتیں نہیں، بورژوازی کے ساتھ اتحاد کرنے کے ادارے نہیں بلکہ بورژوازی کے خلاف انقلابی جدوجہد کے ادارے ہوں گے۔ یہ صحیح ہے کہ اس وقت بھی ہم سوویتوں کے نمونے پر پوری ریاست تعمیر کرنے کے حق میں ہوں گے۔ سوال عام طور پر سوویتوں کا نہیں بلکہ موجودہ انقلاب دشمنی اور موجودہ سوویتوں کی غداری کے خلاف لڑنا ہے۔

ٹھوس کی جگہ مجرد کو دینا انقلاب میں سب سے بڑا اور

انتہائی خطرناک جرم ہے۔ موجودہ سوویتیں اس لئے ناکام رہیں اور انھوں نے مکمل شکست کا منہ دیکھا کہ ان پر سوشلسٹ انقلابی اور مینشویک پارٹیاں چھائی ہوئی تھیں۔ اس وقت ان سوویتوں کی حالت ان بھیڑوں کی طرح ہے جو مسلخ لائی جاتی ہیں اور چھرے تلے ازراہ ترحم میں میں کرتی ہیں۔ اس وقت سوویتیں فاتح اور فتح حاصل کرنےوالی انقلاب دشمنی کے مقابلے میں بےبس اور بے کس ہیں۔ سوویتوں کو اقتدار منتقل کرنے کے نعرے کو یہ معنی پہنائے جا سکتے ہیں کہ وہ موجودہ سوویتوں کو اقتدار منتقل کرنے کی ''محض،، اپیل ہے۔ اور یہ کہنا، اس کے لئے اپیل کرنا عوام کو دھوکا دینا ہے۔ دھوکے سے زیادہ اور کوئی بات خطرناک نہیں ہو سکتی۔

۲۷ فروری سے ۴ جولائی تک روس میں طبقاتی اور پارٹیوں کی جدوجہد کے ارتقا کا حلقہ مکمل ہو گیا۔ اب ایک نئے حلقے کی ابتدا ہو رہی ہے۔ اس میں نہ تو پرانے طبقات شامل ہیں، نہ پرانی پارٹیاں اور پرانی سوویتیں بلکہ وہ طبقات، پارٹیاں اور سوویتیں ہیں جو جدوجہد کی بھٹی میں کندن بنے ہیں، جنھیں جدوجہد کے عمل نے پختہ بنایا ہے، انھیں تربیت دی ہے اور ازسرنو ڈھالا ہے۔ ہمیں پیچھے کی جانب نہیں آگے دیکھنا چاہئے۔ ہمیں پرانے مقولات سے نہیں بلکہ نئے، بعد از جولائی کے طبقاتی اور پارٹی کے مقولات کی مدد سے عمل کرنا چاہئے۔ ہمیں نئے حلقے کی ابتدا میں بورژوا فاتح انقلاب دشمنی کو اپنا نقطۂ آغاز بنانا چاہئے جو کامیاب اس لئے ہوئی کہ سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں نے اس کے ساتھ مصالحت کی۔ اسے صرف انقلابی پرولتاریہ شکست دے سکتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس نئے حلقے میں کئی اور مختلف منزلیں ہوں‌گی، انقلاب دشمنی کی مکمل فتح اور سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کی (جدوجہد کے بغیر) مکمل شکست سے پہلے، اور نئے انقلاب کے نئے ابھار سے پہلے۔ مگر اس کے بارے میں بعد میں ہی کہا جا سکتا ہے جب ان میں سے ہر منزل سامنے آجائے۔

وسط جولائی ۱۹۱۷ء میں
تحریر کیا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۳۴، صفحات ۱۰ — ۱۷

ریاست اور انقلاب[۲۵]

(اقتباسات)

پہلا باب

طبقاتی سماج اور ریاست

۴ - ریاست کا ''رفتہ رفتہ مٹنا،، اور تشددآمیز انقلاب

ریاست کے ''رفتہ رفتہ مٹنے،، کے بارے میں اینگلس کے الفاظ اس قدر مشہور ہیں، ان کا اتنا زیادہ حوالہ دیا جاتا ہے اور وہ اتنی وضاحت کے ساتھ یہ دکھاتے ہیں کہ موقع‌پرستی میں مارکسزم کے ساتھ جعل‌سازی کا جوہر کیا ہے کہ ہمیں اس پر تفصیل سے روشنی ڈالنا چاہئے۔ ہم اس تمام پیرے کو پیش کریں‌گے جس سے یہ الفاظ لئے گئے ہیں:

''پرولتاریہ ریاستی اقتدار پر قبضہ کرکے سب سے پہلے ذرائع پیداوار کو ریاستی ملکیت بناتا ہے۔ لیکن اس طرح وہ پرولتاریہ کی حیثیت سے اپنے آپ کو ختم کر لیتا ہے، سارے طبقاتی امتیاز اور طبقاتی تضاد ختم کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ ریاست کو بھی ریاست کی حیثیت سے ختم کر دیتا ہے ۔ جو سماج پہلے تھا اور اب بھی موجود ہے اس کو طبقاتی تضادات کی موجودگی کے سبب ریاست کی ضرورت تھی یعنی استحصال کرنے‌والے طبقے کی ایک تنظیم کی تاکہ وہ پیداوار کی اپنی معروضی شرائط کو برقرار رکھ سکے اور اسی لئے، خاص طور سے، موجودہ طریقۂ پیداوار کے متعین کئے ہوئے جبر و تشدد کے حالات میں (غلامی، کسان غلامی، اجرتی محنت) استحصال کئے جانے‌والے طبقے کو بہ‌جبر برقرار رکھنے کے مقصد سے۔

ریاست مجموعی طور پر سارے سماج کی سرکاری نمائندہ تھی، مجسم کارپوریشن میں اس کا ارتکاز تھا۔ لیکن وہ ایسی صرف اس حد تک تھی جس حد تک وہ اس طبقے کی ریاست تھی جو اپنے دور کیلئے سارے سماج کا واحد ترجمان ہوتا تھا: قدیم زمانے میں وہ غلام کے آقا شہریوں کی ریاست تھی، ازمنۂ وسطی میں جاگیردار امرا کی اور ہمارے زمانے میں بورژوازی کی۔ اور جب آخر میں ریاست پورے سماج کی حقیقی نمائندہ بنتی ہے تو وہ اپنے آپ کو بےضرورت بنا دیتی ہے۔ اس وقت سے جب کوئی ایسا سماجی طبقہ نہیں رہ جاتا جس کو جبر سے رکھنے کی ضرورت ہو، اس وقت سے جب طبقاتی حکمرانی اور پیداوار میں موجودہ نراج کی وجہ سے انفرادی وجود کی جدوجہد کے ساتھ وہ تصادم اور شدائد (انتہا پرستی) جو اس جدوجہد سے پیدا ہوتے ہیں، غائب ہو جاتے ہیں — اس وقت سے کسی پر جبر نہیں کیا جائےگا اور جبر کرنےوالی مخصوص قوت، ریاست کی بھی ضرورت نہ رہےگی۔ پہلا اقدام جس کے ذریعہ ریاست حقیقت میں سارے سماج کی نمائندے کی حیثیت سے سامنے آتی ہے — سماج کا ذرائع پیداوار کا مالک بن جانا — یہ ریاست کی حیثیت سے اس کا آخری آزاد اقدام بھی ہے۔ سماجی تعلقات میں ریاستی اقتدار کی مداخلت یکے بعد دیگرے ہر شعبے میں بےضرورت ہوتی جاتی ہے اور پھر خود ہی ختم ہو جاتی ہے۔ افراد پر حکومت کی جگہ اشیا کا نظم‌ونسق اور پیداواری عوامل کی رہنمائی لے لیتی ہے۔ ریاست ''منسوخ'' نہیں ہوتی بلکہ وہ رفتہ رفتہ مٹ جاتی ہے۔ اس بنیاد پر ''آزاد عوامی ریاست'' کے فقرے کے معنی کا اندازہ لگانا چاہئے، فقرہ جو ایجی‌ٹیشن کے نقطۂ نظر سے کچھ وقت کےلئے بجا طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے اور آخری تجزیے میں سائنسی طور پر ناموزوں ہے۔ اس بنیاد پر نام نہاد نراجیوں کے اس مطالبے کا بھی اندازہ لگانا چاہئے کہ ریاست کو فوراً منسوخ کر دیا جائے'' (''قاطع ڈیورنگ''۔ ''سائنس میں جناب ایوگینی ڈیورنگ کے ہاتھوں الٹ‌پلٹ''، صفحات ۳۰۱ — ۳۰۳، تیسرا جرمن ایڈیشن)۔

کسی غلطی کے خوف کے بغیر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اینگلس کی اس بحث سے، جو لاجواب خیالات سے مالامال ہے، صرف ایک نکتہ موجودہ سوشلسٹ پارٹیوں میں سوشلسٹ خیال کا واقعی جز بن چکا ہے یعنی یہ کہ بقول مارکس کے ریاست ''رفتہ رفتہ مٹ جاتی ہے''، جو نراجیوں کے اس نظریے سے مختلف ہے کہ ریاست ''منسوخ'' ہو جاتی ہے۔ اس حد تک مارکسزم کو کاٹنے چھانٹنے کا مطلب اس کو موقع پرستی تک گرا دینا ہے کیونکہ یہ ''توضیح'' ایک سست، هموار اور رفتہ رفتہ تبدیلی کا، جستوں اور طوفانوں کی غیرموجودگی کا، انقلاب کی غیرموجودگی کا صرف ایک بہت مبہم تصور پیدا کرتی ہے۔ ریاست کے ''رفتہ رفتہ مٹنے'' کا مطلب رائج، عام طور پر پھیلے ہوئے اور اگر اس طرح کہا جا سکتا ہے، مقبول عام تصور کے لحاظ سے بلاشبہ اگر انقلاب سے انکار نہیں تو اس کو مبہم بنانا ضرور ہے۔

بہرحال ایسی ''توضیح'' مارکسزم کو بھونڈے طریقے سے مسخ کرنا ہے جو صرف بورژوازی کیلئے مفید ہے۔ نظریاتی لحاظ سے اس کی بنیاد ایسے انتہائی اهم حقائق اور خیالات کو نظرانداز کرنے پر ہے جن کا حوالہ اینگلس کی ''مختتم'' بحث میں ہے جس کو ہم نے پورا کا پورا یہاں نقل کیا ہے۔

اول، اینگلس نے اس بحث کی ابتدا ہی میں کہا ہے کہ ریاستی اقتدار پر قبضہ کرکے پرولتاریہ ''اس طرح ریاست کو ریاست کی حیثیت سے ختم کر دیتا ہے''۔ اس کا کیا مطلب ہے، اس کے بارے میں سوچنا ''منظور نہیں'' ہے۔ عام طور پر یا اس کو قطعی نظرانداز کردیا جاتا ہے یا اس کو اینگلس کی ''ہیگلیائی کمزوری'' سمجھا جاتا ہے۔ دراصل ان الفاظ میں ایک بہت ہی بڑے پرولتاری انقلاب کے تجربے کا، ۱۸۷۱ء کے پیرس کمیون کے تجربے کا مختصر طور سے اظہار کیا گیا ہے جس کا ذکر ہم زیادہ تفصیل سے مناسب جگہ پر کریں گے۔ دراصل اینگلس یہاں پرولتاری انقلاب کے ہاتھوں بورژوا ریاست کے ''خاتمے'' کے بارے میں بتاتے ہیں جبکہ ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کے الفاظ کا تعلق سوشلسٹ انقلاب کے بعد پرولتاری ریاست کی باقیات سے ہے۔ اینگلس کے بیان کے مطابق بورژوا ریاست ''رفتہ رفتہ مٹتی'' نہیں ہے بلکہ پرولتاریہ اس کو

انقلاب کے دوران "ختم" کر دیتا ہے۔ اس انقلاب کے بعد جو رفتہ رفتہ مٹتا ہے وہ پرولتاری ریاست یا نیم ریاست ہے۔

دوسرے، ریاست "جبر کے لئے مخصوص طاقت" ہے۔ اینگلس کی اس لاجواب تعریف میں اعلی درجے کی گہرائی ہے اور اس کو انھوں نے بڑی وضاحت سے پیش کیا ہے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس "جبر کے لئے مخصوص طاقت" کی جگہ، جس کے ذریعہ بورژوازی پرولتاریہ کو، مٹھی بھر امیر لوگ کروڑوں محنت کشوں پر جبر کرتے ہیں، "جبر کے لئے اس مخصوص طاقت" کو لینا چاہئے جس کے ذریعہ پرولتاریہ (پرولتاریہ کی آمریت) بورژوازی پر جبر کر سکے۔ "ریاست کی حیثیت سے ریاست کے خاتمے" کا ٹھیک یہی مطلب ہے۔ ٹھیک یہی "اقدام" ہے معاشرے کا ذرائع پیداوار کو ملکیت بنانے کا۔ اور یہ بات خود واضح ہے کہ ایک (بورژوا) "مخصوص طاقت" کی جگہ دوسری (پرولتاری) "مخصوص طاقت" کو اس طرح لانا "رفتہ رفتہ مٹنے" کی صورت میں ممکن نہیں ہے۔

تیسرے، ریاست کے "رفتہ رفتہ مٹنے" اور اس سے بھی زیادہ واضح اور دلچسپ الفاظ میں "مرجانے" کے متعلق ذکر کرتے ہوئے اینگلس نے بہت صاف اور واضح طور پر اس دور کا حوالہ دیا ہے جو "سارے معاشرے کی طرف سے ذرائع پیداوار پر ریاست کی ملکیت قائم کرنے" کے بعد آئیگا یعنی سوشلسٹ انقلاب کے بعد۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اس وقت "ریاست" کی سیاسی شکل انتہائی مکمل جمہوریت ہوگی۔ لیکن موقع پرستوں کے سر میں یہ نہیں سماتا، جو بےشرمی سے مارکسزم کو مسخ کرتے ہیں، کہ اینگلس یہاں جمہوریت کے "مرجانے" اور "رفتہ رفتہ مٹنے" کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ پہلی نظر میں تو عجیب سا لگتا ہے۔ لیکن یہ "ناقابل فہم" صرف ان لوگوں کےلئے ہے جنھوں نے یہ نہیں سوچا ہے کہ جمہوریت بھی ریاست ہوتی ہے اور اس طرح جب ریاست غائب ہوتی ہے تو جمہوریت بھی غائب ہوجاتی ہے۔ صرف انقلاب ہی بورژوا ریاست کو "ختم" کر سکتا ہے۔ عام طور پر ریاست یعنی انتہائی مکمل جمہوریت صرف "رفتہ رفتہ مٹ" سکتی ہے۔

چوتھے، اپنا یہ مشہور نظریہ مرتب کرنے کے بعد کہ "ریاست رفتہ رفتہ مٹ جاتی ہے" اینگلس فوراً ٹھوس طریقے سے وضاحت کرتے

ہیں کہ یہ نظریہ موقع پرستوں اور نراجیوں دونوں کے خلاف ہے۔ ایسا کرکے اینگلس ''ریاست رفتہ رفتہ مٹ جانے،، کے نظریے کی بنا پر اس نتیجے کو اولین جگہ دیتے ہیں جس کا رخ موقع پرستوں کے خلاف ہے۔

یہ بات شرط لگاکر کہی جا سکتی ہے کہ ان ہر دس ہزار لوگوں میں سے جنھوں نے ریاست کے ''رفتہ رفتہ مٹنے،، کے بارے میں پڑھا یا سنا ہے ۹۹۹۰ لوگ اس بات سے بالکل بےخبر ہیں یا ان کو یاد نہیں ہے کہ اینگلس نے اس نظرئیے سے اخذ کئے ہوئے اپنے نتائج کا رخ صرف نراجیوں کے خلاف نہیں رکھا ہے۔ اور بقیہ دس لوگوں میں سے نو ''آزاد عوامی ریاست،، کے معنی اور یہ بھی نہیں جانتے کہ اس نعرے پر حملے کے معنی موقع پرستوں پر حملے کے کیوں ہیں۔ تاریخ اسی طرح لکھی جاتی ہے! اسی طرح عظیم انقلابی تعلیمات کو مخفی طور پر جھٹلایا جاتا ہے اور رائج تنگ نظری کے مطابق انہیں ڈھالا جاتا ہے۔ نراجیوں کے خلاف اخذ کیا ہوا نتیجہ ہزاروں بار دھرایا جا چکا ہے، اس کو بھونڈا بنایا گیا ہے، انتہائی سطحی صورت میں لوگوں کے دماغوں میں ٹھونسا گیا ہے اور اس نے ایک تعصب کی صورت اختیار کرلی ہے، لیکن موقع پرستوں کے خلاف نتیجے کو مبہم بناکر ''فراموش،، کر دیا گیا ہے۔

آٹھویں دھائی میں جرمن سوشل ڈیموکریٹوں میں ''آزاد عوامی ریاست،، پروگرام والا مطالبہ اور رائج نعرہ تھا۔ یہ نعرہ سیاسی مطلب سے بالکل عاری ہے سوائے اس کے کہ وہ جمہوریت کے نظریے کو شاندار عامیانہ طریقے سے پیش کرتا ہے۔ جس حدتک اس میں قانونی طور پر جمہوری رپبلک کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اس حدتک اینگلس اس کے استعمال کو ''کچھ وقت کے لئے،، ایجی ٹیشن کے نقطہ نظر سے ''جائز،، سمجھنے کو تیار ہو گئے۔ لیکن یہ موقع پرست نعرہ تھا کیونکہ یہ نہ صرف بورژوا جمہوریت کے آرائشی حسن کے لئے تھا بلکہ اس میں عام طور سے ہر ریاست کی سوشلسٹ تنقید کو سمجھنے میں ناکامی کا اظہار بھی تھا۔ سرمایہ دار نظام کے تحت پرولتاریہ کے لئے ریاست کی بہترین شکل کی حیثیت سے ہم جمہوری رپبلک کے حق میں ہیں لیکن ہمیں یہ بھولنے کا کوئی حق نہیں ہے کہ انتہائی جمہوری بورژوا رپبلک میں بھی اجرت کی غلامی

لوگوں کا نوشتۂ تقدیر ہے۔ مزید یہ کہ ہر ریاست مظلوم طبقے پر ''جبر کی مخصوص طاقت،، ہے۔ اس لئے ہر ریاست آزاد اور عوامی نہیں ہوتی ہے۔ مارکس اور اینگلس نے اس بات کی وضاحت باربار اپنے پارٹی رفیقوں سے آٹھویں دھائی میں کی۔

پانچویں، اینگلس کی اسی تصنیف میں، جس کی ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کی دلیل ہر ایک کو یاد ہے، ایک دلیل تشددآمیز انقلاب کی اہمیت کے بارے میں بھی ہے۔ اینگلس نے اس کے تاریخی رول کا جو تجزیہ کیا ہے وہ تشددآمیز انقلاب کا حقیقی قصیدہ بن گیا ہے۔ اس کو ''کوئی بھی یاد نہیں کرتا،،۔ موجودہ سوشلسٹ پارٹیوں میں ان خیالات کی اہمیت کے بارے میں بات کرنا یا سوچنا بھی پسندیدہ نہیں ہے اور لوگوں کے درمیان روزمرہ کے پروپیگنڈے اور ایجی‌ٹیشن میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور اس کے باوجود وہ ریاست کے ''رفتہ رفتہ مٹنے،، کے ساتھ لازمی طور پر منسلک ہیں۔

یہ ہے اینگلس کی دلیل:

''...یہ بات کہ تشدد تاریخ میں ایک اور رول،، (بدی کی طاقت کے علاوہ) ''بھی ادا کرتا ہے یعنی ایک انقلابی رول، مارکس کے الفاظ میں یہ ہر پرانے سماج کی دایہ ہے جو نئے سماج کی حاملہ ہوتی ہے، تشدد ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعہ سماجی تحریک اپنا راستہ ہموار کرتی ہے اور مردہ، پتھرائے ہوئے سیاسی پیکروں کو توڑ پھوڑ دیتی ہے — اس کے بارے میں جناب ڈیورنگ کے یہاں ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ وہ صرف آہوں اور کراہٹوں کے ساتھ اس بات کے امکان کو تسلیم کرتے ہیں کہ استحصال کرنےوالوں کی حکمرانی ختم کرنے کےلئے شاید تشدد کی ضرورت پڑے — افسوس کی بات ہے، کیونکہ، دیکھئے نا، تشدد کا ہر استعمال اس شخص کو بداخلاق بنا دیتا ہے جو اس کو استعمال کرتا ہے۔ یہ اس زبردست اخلاقی اور نظریاتی ابھار کے باوجود کہا جاتا ہے جو ہر فتحیاب انقلاب کا نتیجہ رہا ہے! اور یہ جرمنی میں کہا جاتا ہے جہاں تشدد آمیز تصادم کا، جو عوام پر مسلط کیا جا سکتا ہے، کم از کم یہ فائدہ ہوا ہوتا

کہ وہ اس غلامانہ ذہنیت کو دھو ڈالے جو قوم کے ذہن میں تیس سالہ جنگ کی ذلت کی وجہ سے رچ بس گئی ہے۔ اور یہ پھیکا، غیردلچسپ اور بےبس پادریوں جیسا طریقۂ فکر اپنے آپ کو تاریخ میں انتہائی انقلابی پارٹی پر مسلط کرنا چاہتا ہے؟،، (''قاطع ڈیورنگ،،، صفحہ ۱۹۳، تیسرا جرمن ایڈیشن، حصہ ۲، باب ۴ کا آخر)۔

تشددآمیز انقلاب کے اس قصیدے کو، جس کی طرف اینگلس نے ۱۸۷۸ء سے ۱۸۹۴ء تک یعنی اپنی موت کے وقت تک جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کی توجہ مستقل طور پر دلائی، کیسے ریاست کے ''رفتہ رفتہ مٹنے،، کے نظرئے سے مربوط کیا جا سکتا ہے تاکہ واحد نظریہ بن جائے؟

دونوں کو عام طور پر متحد کیا جاتا ہے eclecticism (انتخابیت) کی مدد سے یعنی بےاصول یا سوفسطائی من مانے طریقے سے (یا صاحبان اقتدار کو خوش کرنے کےلئے) کبھی ایک اور کبھی دوسری دلیل کو لیکر اور اگر زیادہ نہیں تو ۱۰۰ میں سے ۹۹ صورتوں میں ''رفتہ رفتہ مٹنے،، کے خیال کو صف اول میں رکھا جاتا ہے۔ جدلیات کی جگہ eclecticism کو دی جاتی ہے۔ مارکسزم کے تعلق سے موجودہ سرکاری سوشل ڈیموکریٹک لٹریچر میں یہ بہت ھی عام اور وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا مظہر ہے۔ اس طرح کی تبدیلی دراصل کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اس کو یونان کے کلاسیکی فلسفے میں بھی دیکھا گیا ہے۔ موقع پرستانہ طریقے سے مارکسزم کو جھٹلانے کےلئے جدلیات کی جگہ eclecticism کو رکھنا لوگوں کو دھوکا دینے کا سب سے آسان طریقہ ہے۔ اس سے جھوٹا اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے جیسے وہ عمل کے تمام پہلوؤں، ارتقا کے سارے رجحانات اور سب متضاد اثرات وغیرہ کو نظر میں رکھتا ہے حالانکہ حقیقت میں وہ سماجی ارتقا کے عمل کے سالم اور انقلابی خیال کو ذرا بھی نہیں پیش کرتا۔

ہم اوپر کہہ چکے ہیں اور آگے چل کر یہ زیادہ تفصیل سے بتائیں گے کہ تشددآمیز انقلاب کے ناگزیر ہونے کے بارے میں

مارکس اور اینگلس کے نظریے کا تعلق بورژوا ریاست سے ہے۔ بورژوا ریاست کو ''رفتہ رفتہ مٹنے'' کے ذریعہ پرولتاری ریاست (پرولتاریہ کی آمریت) میں نہیں بدلا جاسکتا بلکہ عام قاعدے کے مطابق صرف تشدد آمیز انقلاب کے ذریعہ بدلا جا سکتا ہے۔ اینگلس نے اس کی تعریف میں جو قصیدہ پیش کیا ہے اور جو مارکس کے متعدد بیانوں سے مطابقت رکھتا ہے (یاد کیجئے ''فلسفے کا افلاس'' اور ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو'' کے آخری حصے جن میں فخر کے ساتھ کھلم کھلا تشددآمیز انقلاب کے ناگزیر ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ یاد کیجئے کہ مارکس نے تیس سال بعد ۱۸۷۵ء کے گوتھا پروگرام پر تنقید کرتے ہوئے کیا لکھا تھا جب انھوں نے اس پروگرام کی موقع‌پرستی پر سختی سے سرزنش کی ہے) — یہ قصیدہ کسی طرح محض ''جوش''، محض ہیجانی تقریر یا کٹ‌حجتی نہیں ہے۔ باقاعدگی کے ساتھ عوام کو تشددآمیز انقلاب کے اسی اور ٹھیک اسی خیال کی تربیت دینے کی ضرورت مارکس اور اینگلس کے پورے نظریے کی بنیاد ہے۔ فی الحال رائج جارحانہ قوم‌پرست اور کاؤتسکی‌والے رجحانات کی اس نظریے سے غداری کا اظہار نمایاں طور پر یوں ہوتا ہے کہ ان دونوں رجحانوں میں ایسے پروپیگنڈے اور ایجی‌ٹیشن کو نظرانداز کیا جاتا ہے۔

تشددآمیز انقلاب کے بغیر یہ ناممکن ہے کہ پرولتاری ریاست بورژوا ریاست کی جگہ لے۔ پرولتاری ریاست کا خاتمہ یعنی عام طور پر ریاست کا خاتمہ ''رفتہ رفتہ مٹنے'' کے عمل سے گزرے بغیر ناممکن ہے۔

ان خیالات کی تفصیلی اور ٹھوس وضاحت مارکس اور اینگلس نے ہر انقلابی صورت‌حال کے مطالعہ، ہر انقلاب کے تجربے کے سبقوں کے تجزیے کے دوران کی ہے۔ ہم اب اس سے بحث کریں گے جو بلاشبہ ان کے نظریے کا اہم حصہ ہے۔

• • • • • • • • • • • • • • • • •

۳۔ مارکس نے ۱۸۵۲ء میں اس سوال کو کیسے پیش کیا*

۱۹۰۷ء میں میرنگ نے رسالہ «Neue Zeit» (جلد ۲۵، ۲، صفحہ ۱۶۴) میں مارکس کے اس خط کے اقتباسات شائع کئے جو انھوں نے ۵ مارچ ۱۸۵۲ء کو ویڈیمیئر کو لکھا تھا۔ اس خط میں اور باتوں کے علاوہ یہ لاجواب دلیل بھی تھی:

''اور اب جہاں تک میرا تعلق ہے تو میرے لئے اس میں کوئی قابل تعریف بات نہیں ہے کہ میں نے موجودہ معاشرے میں طبقات کے وجود کا یا ان کے درمیان جدوجہد کا انکشاف کیا۔ مجھ سے بہت پہلے بورژوا مؤرخ طبقات کی اس جدوجہد کے تاریخی ارتقا اور بورژوا ماہرین‌معاشیات طبقات کے معاشی ڈھانچے کی تشریح کر چکے ہیں۔ جو نئی بات میں نے کی وہ یہ ثابت کرنا تھا: (۱) طبقات کا وجود صرف پیداوار کے ارتقا کے خاص تاریخی ادوار سے وابستہ ہے (historische Entwicklungsphasen der Produktion)، (۲) طبقاتی جدوجہد لازمی طور پر پرولتاریہ کی آمریت کی طرف لے جاتی ہے، (۳) یہ آمریت خود تمام طبقات کے خاتمے اور غیرطبقاتی سماج تک عبور پر ہی مشتمل ہوتی ہے...''

ان الفاظ میں مارکس بہت ہی صفائی کے ساتھ یہ اظہار کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں کہ اول، ان کے اپنے نظریے اور بورژوازی کے نمایاں اور بہت ہی گہرے مفکروں کے نظریے میں کیا خاص اور بنیادی فرق ہے اور دوسرے، ریاست کے بارے میں اپنے نظرئے کا نچوڑ۔

یہ اکثر کہا اور لکھا جاتا ہے کہ مارکس کے نظریے کا خاص نکتہ طبقاتی جدوجہد ہے۔ لیکن یہ غلط ہے اور اسی غلطی

* اس پیراگراف کا دوسرے ایڈیشن میں اضافہ کیا گیا ہے۔

کا نتیجہ اکثر مارکسزم کو موقع پرستانہ طور پر مسخ کرنا اور بورژوازی کے لئے قابل قبول طریقے سے اس کا روپ بدلنا ہوتا ہے۔ کیونکہ طبقاتی جدوجہد کے نظریے کی تخلیق مارکس نے نہیں کی ہے بلکہ مارکس سے پہلے بورژوازی نے کی اور اگر عام طور پر کہا جائے تو یہ بورژوازی کے لئے قابل قبول ہے۔ جو لوگ صرف طبقاتی جدوجہد کو تسلیم کرتے ہیں وہ ہنوز مارکسی نہیں ہیں، ممکن ہے کہ وہ ابھی بورژوا خیالات اور بورژوا سیاست کی حدود سے باہر نہیں نکلے ہوں۔ مارکسزم کو طبقاتی جدوجہد کے نظریہ تک محدود کرنا، مارکسزم کی قطع برید کرنا، اس کو مسخ کرنا اور اس کو اس حد تک گرانا ہے کہ وہ بورژوازی کے لئے قابل قبول بن جائے۔ مارکسی صرف وہ ہے جو طبقاتی جدوجہد تسلیم کرنے کو بڑھا کر پرولتاریہ کی آمریت تسلیم کرنے تک لے جاتا ہے۔ اسی میں مارکسی اور عام پیٹی (اور بڑے) بورژوا کے درمیان بہت گہرا فرق ہے۔ یہی وہ کسوٹی ہے جس پر مارکسزم کی حقیقی مفاہمت اور تسلیم کو پرکھنا چاہئے۔ اور یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ جب یورپ کی تاریخ نے مزدور طبقے کو عملی طور پر اس سوال سے دوچار کیا تو نہ صرف سب موقع پرست اور اصلاح پرست بلکہ سب کاؤتسکی پرست بھی (اصلاح پرستی اور مارکسزم کے درمیان مذبذب لوگ) پرولتاریہ کی آمریت کی تردید کرنے والے افسوسناک تنگ نظر اور پیٹی بورژوا ڈیموکریٹ ثابت ہوئے۔ کاؤتسکی کا پمفلٹ ''پرولتاریہ کی آمریت،، جو اگست ۱۹۱۸ء میں شایع ہوا، یعنی موجودہ کتاب کے پہلے ایڈیشن کے بہت دن بعد، مارکسزم کو پیٹی بورژوا طور پر مسخ کرنے اور عملی طور پر اس سے ذلت آمیز کنارہ کش ہونے کی مثال ہے جبکہ مکاری سے زبانی طور پر اس کو تسلیم کیا جاتا ہے (دیکھئے میرا پمفلٹ ''پرولتاری انقلاب اور غدار کاؤتسکی،،، پیٹروگراد اور ماسکو، ۱۹۱۸ء)۔

موجودہ موقع پرستی اپنے خاص ترجمان سابق مارکسی کارل کاؤتسکی کی صورت میں اس کردارنگاری سے بالکل مطابقت رکھتی ہے جو مارکس نے اوپر دئے ہوئے حوالے میں بورژوا رویے کی کی ہے، کیونکہ یہ موقع پرستی طبقاتی جدوجہد کے اعتراف کو بورژوا تعلقات کے دائرے تک محدود رکھتی ہے۔ (اور اس دائرے میں،

اس کی حدود کے اندر، واحد تعلیم یافتہ اعتدال پرست بھی ''اصولی طور پر،، طبقاتی جدوجہد کو تسلیم کرنے سے انکار نہیں کریگا!) موقع پرستی طبقاتی جدوجہد تسلیم کرنے کو سب سے اہم بات یعنی سرمایہ‌دار نظام سے کمیونزم تک عبور کے دور تک، بورژوازی کا تختہ الٹنے اور اس کا مکمل خاتمہ کرنے کے دور تک بڑھا کر نہیں لے جاتی۔ درحقیقت یہ دور ناگزیر طور پر بےنظیر تشددآمیز طبقاتی جدوجہد اور اس کی بےنظیر شدید اشکال کا دور ہے اور نتیجے میں اس دور میں ریاست کو لازمی طور پر نئی قسم کی جمہوریت کی ریاست (پرولتاریہ اور عام طور پر بےجائداد لوگوں کےلئے) اور نئی قسم کی آمریت کی ریاست (بورژوازی کے خلاف) ہونا چاہئے۔

مزید۔ مارکس کے ریاست کے نظریے پر ان ہی لوگوں نے قدرت حاصل کی جو یہ سمجھتے ہیں کہ واحد طبقے کی آمریت نہ صرف عام طور پر ہر طبقاتی سماج کے لئے ضروری ہے، نہ صرف پرولتاریہ کےلئے جس نے بورژوازی کا تختہ الٹ دیا ہے بلکہ اس پورے تاریخی دور کے لئے بھی ضروری ہے جو سرمایہ‌دار نظام کو ''غیرطبقاتی سماج،، سے، کمیونزم سے جدا کرتا ہے۔ بورژوا ریاستوں کی صورتیں بہت ہی مختلف ہوتی ہیں لیکن ان کا مافیہ ایک ہی ہے: یہ تمام ریاستیں، ان کی شکل خواہ کیسی ہو، آخری تجزیے میں ناگزیر طور پر بورژوازی کی آمریت ہیں۔ سرمایہ‌داری سے کمیونزم تک عبور، بےشک، بڑی افراط کے ساتھ نوع بنوع سیاسی شکلیں پیش کریگا لیکن ان کا مافیہ لازمی طور پر ایک ہی ہوگا: پرولتاریہ کی آمریت۔

. . . .

تیسرا باب

ریاست اور انقلاب۔

۱۸۷۱ء کے پیرس کمیون کا تجربہ۔ مارکس کا تجزیہ

۱۔ کمیون‌والوں کی شجاعت کا سرچشمہ کیا ہے؟

یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ ۱۸۷۰ء کی خزاں میں، کمیون سے چند مہینے پہلے، مارکس نے پیرس کے مزدوروں کو خبردار کیا

تھا کہ حکومت کا تختہ الٹنے کی کوئی بھی کوشش مایوس کن حماقت ہوگی۔ لیکن جب مارچ ۱۸۷۱ء میں مزدوروں کو فیصلہ کن جنگ کے لئے مجبور کر دیا گیا اور انھوں نے اس کو منظور کرلیا، جب بغاوت حقیقت بن گئی تو مارکس نے پرولتاری انقلاب کا بری علامتوں کے باوجود انتہائی جوش کے ساتھ خیرمقدم کیا۔ مارکس نے ''بےوقت،، تحریک کی مذمت کرنے کا اصول پرستانہ رویہ نہیں اختیار کیا جیسا کہ مارکسزم کے بدنام روسی غدار پلیخانوف نے کیا جس نے نومبر ۱۹۰۵ء میں مزدوروں اور کسانوں کی جدوجہد کی ہمت افزائی کےلئے لکھا اور دسمبر ۱۹۰۵ء کے بعد اعتدال پرست انداز میں شور مچانے لگا ''اسلحہ سنبھالنے کی ضرورت نہ تھی۔،، (٦٦)

بہرحال مارکس صرف کمیون والوں کی شجاعت کے مداح نہ تھے جنھوں نے ان کے قول کے مطابق ''آسمانوں پر دھاوا بول دیا تھا،،۔ حالانکہ عوامی انقلابی تحریک اپنا مقصد نہ حاصل کر سکی لیکن انھوں نے اس کو ایک ایسا تاریخی تجربہ سمجھا جو بڑی اہمیت کا حامل تھا، اس کو عالمی پرولتاری انقلاب کی کچھ پیش قدمی اور ایسا عملی قدم سمجھا جو سیکڑوں پروگراموں اور دلائل سے زیادہ اہم تھا۔ مارکس نے اس تجربے کا تجزیہ کرنے، اس سے طریقۂ کار کے سبق حاصل کرنے اور اس کی روشنی میں اپنے نظریے پر نظرثانی کرنے کا مقصد سامنے رکھا۔

وہ واحد ''تصحیح،، جو مارکس نے ''کمیونسٹ مینی فسٹو،، میں ضروری سمجھی انھوں نے پیرس کمیون والوں کے انقلابی تجربے کی بنا پر کی۔

''کمیونسٹ مینی فسٹو،، کے نئے جرمن ایڈیشن کے آخری پیش لفظ پر دونوں مصنفوں کے دستخط اور ۲۴ جون ۱۸۷۲ء کی تاریخ ہے۔ اس پیش لفظ میں مصنفوں، کارل مارکس اور فریڈرک اینگلس نے کہا ہے کہ ''کمیونسٹ مینی فسٹو،، کا پروگرام ''جگہ بجگہ پرانا ہو گیا ہے،،۔ اور وہ آگے چل کر کہتے ہیں:

''...خاص طور سے کمیون نے یہ ثابت کردیا کہ ''مزدور طبقہ محض تیارشدہ ریاستی مشینری پر قبضہ کرکے اس کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال نہیں کر سکتا،،...،،

مصنفوں نے وہ الفاظ جو اس اقتباس کے دوسرے واوین میں ھیں مارکس کی کتاب ''فرانس میں خانہ‌جنگی،، سے لئے ھیں۔

اس طرح پیرس کمیون کے ایک بنیادی اور خاص سبق کو مارکس اور اینگلس نے ایسی اھمیت کا حامل خیال کیا کہ اس کو انھوں نے ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، میں ایک اھم تصحیح کی حیثیت سے جگہ دی۔

یہ بات غیرمعمولی طور پر کرداری ھے کہ اسی اھم تصحیح کو موقع‌پرستوں نے مسخ کر دیا ھے اور اس کے معنی اگر ۹۹ فیصدی نہیں تو ۹۰ فیصدی ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، کے پڑھنےوالوں کے لئے واضح نہیں ھیں۔ ھم اس مسخ بیانی پر آگے چل کر زیادہ تفصیل سے روشنی ڈالیں‌گے، ایک باب میں جو خاص طور سے مسخ کی گئی باتوں کے لئے وقف ھوگا۔ یہاں صرف اس پر توجہ دینا کافی ھے کہ مارکس کے جس مشہور بیان کا حوالہ یہاں دیا گیا ھے اس کی رائج اور بھونڈی ''توضیح،، یہ ھے کہ گویا مارکس نے یہاں اقتدار پر قبضہ جمانے وغیرہ کے بجائے سست رفتار ارتقا کے خیال پر زور دیا ھے۔

دراصل حقیقت اس کے بالکل برعکس ھے۔ مارکس کا خیال یہ ھے کہ مزدور طبقے کو ''تیارشدہ ریاستی مشینری،، پر قبضہ کرنے تک اپنے کو محدود نہ رکھنا چاھئے بلکہ اس کو توڑنا اور پاش پاش کر دینا چاھئے۔

۱۲ اپریل ۱۸۷۱ء کو یعنی ٹھیک کمیون کے زمانے میں مارکس نے کوگیلمان کو لکھا:

''...اگر تم میرے ''۱۸ ویں برومیئر،، کا آخری باب دیکھو تو پاؤگے کہ میں نے اعلان کیا ھے کہ فرانسیسی انقلاب کی آئندہ کوشش پہلے کی طرح یہ نہ ھوگی کہ نوکرشاھی اور فوجی مشینری ایک ھاتھ سے دوسرے ھاتھ میں منتقل کی جائے بلکہ اس کو پاش پاش کرنے کی ھوگی،، (خط‌کشیدہ مارکس کے ھیں۔ مسودے میں zerbrechen ھے) ''اور براعظم پر ھر حقیقی عوامی انقلاب کےلئے یہی ابتدائی شرط ھے۔ اور پیرس میں ھمارے جری رفیق اسی کےلئے کوشاں ھیں،،

(«Neue Zeit» جلد ۲۰، ۱، صفحہ ۷۰۹، ۱۹۰۱ء — ۱۹۰۲ء)۔
(کوگیلمان کے نام مارکس کے خطوط روسی میں کم از کم دو ایڈیشنوں میں شایع ہوئے ہیں جن میں ایک کی ایڈیٹنگ میں نے کی اور پیش لفظ لکھا۔)

''نوکرشاہی اور فوجی مشینری کو پاش پاش کرنے،، کے الفاظ ریاست کے تعلق سے انقلاب کے دوران پرولتاریہ کے فریضوں کے بارے میں مارکسزم کے خاص سبق کا اختصار سے اظہار کرتے ہیں۔ اور اسی سبق کو نہ صرف مکمل طور پر فراموش کیا گیا بلکہ اس کو مارکسزم کی کاؤتسکی‌والی رائج ''توضیح،، سے صاف صاف مسخ کیا گیا!

جہاں تک مارکس کے ''۱۸ ویں برومیئر،، کے حوالے کا تعلق ہے ہم نے متعلقہ اقتباس کو اوپر پورا کا پورا پیش کیا ہے۔

مارکس کی مندرجۂ بالا بحث میں دو نکتوں کی طرف خاص طور سے توجہ دینا دلچسپ ہوگا۔ اول، انہوں نے اپنے نتیجے کو براعظم تک محدود رکھا ہے۔ یہ ۱۸۷۱ء میں سمجھ میں آنے‌والی بات تھی جب برطانیہ ہنوز خالص سرمایہ‌دار ملک کا نمونہ تھا لیکن بلا کسی فوجی گروپ اور بڑی حد تک بلانوکرشاہی کے۔ اس لئے مارکس نے برطانیہ کو خارج کر دیا جہاں انقلاب حتی‌کہ عوامی انقلاب ''تیارشدہ ریاستی مشینری،، کو تباہ کرنے کی ابتدائی شرط کے بغیر ممکن معلوم ہوتا تھا اور واقعی ممکن تھا۔

آج ۱۹۱۷ء میں، پہلی عظیم سامراجی جنگ کے وقت، مارکس نے جو شرط لگائی تھی، اس کا اطلاق صحیح نہیں ہے۔ امریکہ اور برطانیہ دونوں جو ساری دنیا میں اینگلوسیکسن ''آزادی،، کے سب سے بڑے اور آخری نمائندے اس معنی میں تھے کہ وہ کوئی فوجی گروپ اور نوکرشاہی نہیں رکھتے تھے، بالکل ان نوکرشاہی اور فوجی اداروں کی کل یورپی گندی اور خون آشام دلدل میں پھنس چکے ہیں جو ہر چیز کو اپنا ماتحت بنا رہے ہیں اور جبر کر رہے ہیں۔ آج برطانیہ اور امریکہ میں بھی ''ہر حقیقی عوامی انقلاب کی ابتدائی شرط،، ''تیارشدہ ریاستی مشینری،، کو پاش پاش کرنا اور تباہ کرنا ہے (جو ان ملکوں میں ۱۹۱۴ء — ۱۹۱۷ء

کے برسوں میں تیار کرکے ''یورپی،، عام سامراجی تکمیل تک پہنچائی گئی)۔

دوسرے، مارکس کے اس بہت ہی گہرے ریمارک کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے کہ نوکرشاہی اور فوجی ریاستی مشینری کو تباہ کرنا ''ہر حقیقی عوامی انقلاب کی ابتدائی شرط ہے،،۔ مارکس کی زبان سے ''عوامی،، انقلاب کا خیال عجیب معلوم ہوتا ہے اور روسی پلیخانوف والے اور مینشویک، استرووے کے وہ پیرو جو مارکسی کہلانے کے خواہاں ہیں ممکن ہے یہ اعلان کردیں کہ یہ مارکس کے ''قلم سے غلطی سے نکل گیا ہے،،۔ انہوں نے مارکسزم کو ایسی کھوکھلی اعتدال پرست مسخ بیانی تک گرا دیا ہے کہ ان کےلئے بورژوا انقلاب اور پرولتاری انقلاب کا مقابلہ کرنے کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہا اور اس تضاد کی توضیح بھی وہ بہت بےجان طریقے سے کرتے ہیں۔

اگر ہم بیسویں صدی کے انقلابوں کو مثال کے طور پر لیں تو ہم کو درحقیقت یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ پرتگال اور ترکی دونوں کے انقلاب بورژوا انقلاب ہیں۔ بہرحال ان میں کوئی بھی ''عوامی،، انقلاب نہیں ہے کیونکہ ان میں سے کسی میں عوام کی کثیر تعداد، ان کی بڑی اکثریت سرگرمی اور خود مختاری سے اپنے معاشی اور سیاسی مطالبات لیکر نمایاں حد تک بھی میدان میں نہیں آئی۔ اس کے برعکس، حالانکہ ۱۹۰۵ء—۱۹۰۷ء کے روسی بورژوا انقلاب نے ایسی ''شاندار،، کامیابیوں کا مظاہرہ نہیں کیا جو کبھی کبھی پرتگال اور ترکی کے انقلابوں کو نصیب ہوئیں لیکن وہ بلاشبہ ''حقیقی عوامی،، انقلاب تھا کیونکہ عوام کی بڑی تعداد، ان کی اکثریت، سب سے ''نچلے،، سماجی لوگ جو جبر و تشدد اور استحصال سے کچلے ہوئے تھے خود مختاری سے اٹھ کھڑے ہوئے اور انقلاب کے سارے دھارے پر اپنے مطالبات کی، اس پرانے سماج کی جگہ جو تباہ کیا جا رہا تھا اپنے طریقے سے نئے سماج کی تعمیر کےلئے اپنی کوششوں کی چھاپ لگادی۔

۱۸۷۱ء میں یورپ میں، براعظم کے کسی بھی ملک میں پرولتاریہ عوام کی اکثریت پر مشتمل نہ تھا۔ حقیقی طور پر اکثریت کو اپنی تحریک میں کھینچ لینےوالا ''عوامی،، انقلاب اسی وقت ایسا

بن سکتا تھا جب وہ پرولتاریہ اور کسانوں دونوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لے۔ اس وقت ان دو طبقات پر ''عوام،، مشتمل تھے۔ یہ دونوں طبقات اس وجہ سے متحد ہو گئے ہیں کہ ''نوکرشاہی اور فوجی ریاستی مشینری،، ان پر جبر و تشدد کرتی، کچلتی ہے اور ان کو لوٹتی کھسوٹتی ہے۔ اس مشینری کو پاش پاش کرنا، اس کو توڑنا ''عوام،، کے واقعی مفاد میں ہے، ان کی اکثریت کے، مزدوروں اور زیادہ تر کسانوں کے مفاد میں ہے، یہی غریب‌ترین کسانوں اور پرولتاریہ کے آزاد اتحاد کی ''ابتدائی شرط،، ہے، جب ایسے اتحاد کے بغیر جمہوریت ناپائدار اور سوشلسٹ تشکیل نو ناممکن ہے۔

سب کو معلوم ہے کہ پیرس کمیون ایسے اتحاد کے لئے راستہ کھول رہا تھا حالانکہ وہ متعدد داخلی اور معروضی حالات کیوجہ سے اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکا۔

لہذا ''حقیقی عوامی انقلاب،، کا ذکر کرتے وقت مارکس نے پیٹی‌بورژوازی کی خصوصیات کو ذرا بھی فراموش کئے بغیر (ان کے بارے میں انھوں نے بہت اور اکثر کہا)، ۱۸۷۱ء میں یورپ کے براعظم کے زیادہ‌تر ملکوں میں طبقات کے حقیقی توازن کا سنجیدگی سے تخمینہ لگایا۔ دوسری طرف انھوں نے کہا کہ ریاستی مشینری کو ''پاش پاش کرنے،، کی ضرورت مزدوروں اور کسانوں دونوں کے مفاد میں ہے، یہ ان کو متحد کرتی ہے، اور ان کے سامنے ''جونک،، کو ہٹا کر نئی چیز لانے کا مشترکہ فریضہ پیش کرتی ہے۔

تو آخر کیا چیز لانے کا؟

۲۔ توڑی ہوئی ریاستی مشینری کی جگہ کیا چیز لائی جائے؟

۱۸۴۷ء میں مارکس نے ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، میں اس کا جو جواب دیا ہے وہ اس وقت خالص مجرد تھا بلکہ زیادہ صحیح یہ کہنا ہوگا کہ وہ ایسا جواب تھا جس نے فریضے دکھائے لیکن ان کو پورا کرنے کے طریقے نہیں بتائے۔ ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، میں یہ جواب دیا گیا کہ ''حکمراں طبقے کی حیثیت سے پرولتاریہ کی تنظیم،،، ''جمہوریت کی فتح،، اس مشینری کو بدلے گی۔

مارکس نے یوٹوپیا میں نہ الجھ کر یہ توقع کی تھی کہ عام تحریک کا تجربہ اس سوال کا جواب فراہم کریگا کہ حکمراں طبقے کی حیثیت سے پرولتاریہ کی یہ تنظیم کون سی ٹھوس شکلیں اختیار کرےگی اور ٹھیک کس طریقے سے یہ تنظیم مکمل‌ترین اور مستقل ترین ''جمہوریت کی فتح'' سے متحد ہوگی۔

کمیون کا تجربہ چاہے جتنا کم ہو لیکن مارکس نے اپنی کتاب ''فرانس میں خانہ جنگی'' میں اس کا بڑی توجہ کے ساتھ تجزیہ کیا۔ اس تصنیف میں سے ہم اہم‌ترین حوالے پیش کرتے ہیں:

ازمنۂ وسطی میں پیدا ہوکر ۱۹ ویں صدی میں ''مرکوز ریاستی اقتدار کا معہ اپنے ہمہ پہلو اداروں — مستقل فوج، پولیس، نوکرشاہی، کلیسا اور عدالتوں کے'' ارتقا ہوا۔ سرمایے اور محنت کے درمیان طبقاتی دشمنی کے ارتقا کے ساتھ ''ریاستی اقتدار نے زیادہ سے زیادہ محنت پر جبر کرنے کے لئے معاشرتی اقتدار کا کردار، طبقاتی تسلط کی مشینری کا کردار اختیار کیا۔ ہر انقلاب کے بعد، جو طبقاتی جدوجہد میں آگے کی طرف ایک نمایاں قدم ہوتا ہے، ریاستی اقتدار کا خالص جبر کا کردار زیادہ سے زیادہ نمایاں ہوتا ہے''۔ ۱۸۴۸ء — ۱۸۴۹ء کے انقلاب کے بعد ریاستی اقتدار ''محنت کے خلاف سرمایے کا قومی جنگی ہتھیار بن گیا'' اور سلطنت ثانی نے اس کو استوار کیا۔

''سلطنت کا براہ راست تضاد کمیون تھا''۔ ''یہ ایسی ریپبلک کی معین شکل تھا جو نہ صرف طبقاتی تسلط کی شاہی شکل کو ہٹانے‌والی تھی بلکہ خود طبقاتی تسلط کو بھی...''

پرولتاری سوشلسٹ ریپبلک کی یہ ''معین'' شکل کس پر مشتمل تھی؟ وہ کون سی ریاست تھی جس کی اس نے تخلیق شروع کی؟

''کمیون کا پہلا فرمان تھا مستقل فوج کا خاتمہ اور اس کی جگہ پر مسلح عوام کو لانا...''

اب یہ مطالبہ ہر اس پارٹی کے پروگرام میں نظر آتا ہے جو اپنے کو سوشلسٹ کہنا چاہتی ہے۔ لیکن ان کے پروگراموں کی حقیقت کیا ہے اس کا اظہار ہمارے سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کے طور طریقوں سے سب سے اچھی طرح ہوتا ہے جنھوں نے ۲۷ فروری کے انقلاب کے فوراً بعد اس مطالبے کی تکمیل سے عملی طور پر انکار کر دیا!

''...کمیون کی تشکیل شہری نمائندوں سے ہوئی تھی جو پیرس کے مختلف انتخابی حلقوں سے عام ووٹ کے ذریعہ منتخب کئے گئے تھے۔ وہ جواب‌دہ تھے اور کسی وقت بھی نمائندگی سے ہٹائے جا سکتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان ممبروں کی اکثریت مزدوروں یا مزدور طبقے کے تسلیم‌شدہ نمائندوں پر مشتمل تھی...

''...پولیس جو اس وقت تک ریاستی حکومت کا آلۂ کار تھی فوراً اپنے تمام سیاسی عوامل سے محروم کردی گئی اور کمیون کے ذمےدار ادارے میں تبدیل کردی گئی جس کو ہر وقت بدلا جاسکتا تھا... سرکاری نظم و نسق کی تمام دوسری شاخوں کے حکام کی بھی یہی صورت تھی... کمیون کے ممبروں سے لیکر اوپر سے نیچے تک پبلک خدمات کے تمام کام مزدوروں کی اجرت پر کرنے ہوتے تھے۔ اعلی سرکاری افسروں کے لئے ہر طرح کی خصوصی رعایتیں اور نمائندگی کے لئے رقموں کی ادائیگی اعلی افسروں کے ساتھ ھی غائب ہو گئیں... ایک بار مستقل فوج اور پولیس سے چھٹکارا حاصل کرکے جو پرانی حکومت کی ٹھوس طاقت کے آلات تھے، کمیون نے فوراً روحانی جبر کے ہتھیار، پادریوں کی طاقت کو توڑنے کا فریضہ پیش کیا... عدالتی افسران کی نام‌نہاد خودمختاری ختم کردی گئی... آئندہ کے لئے ان کا انتخاب کھلا قرار دیا گیا اور وہ جواب‌دہ اور قابل تبدیلی بھی قرار دئے گئے...''

اس طرح کمیون توڑی ہوئی ریاستی مشینری کی جگہ جو تبدیلی لایا وہ ''صرف'' زیادہ بھرپور جمہوریت معلوم ہوتی تھی:

مستقل فوج کا خاتمہ، تمام افسروں کا انتخاب اور تمام ذمے دار لوگوں کو واپس بلانے کا اختیار۔ لیکن حقیقت میں اس ''صرف،، کا مطلب ایک طرح کے اداروں کی جگہ اصولی طور پر دوسری قسم کے اداروں کے لینے کی زبردست تبدیلی ہے۔ یہاں پر بالکل ٹھیک ''کیفیت میں کمیت کی تبدیلی،، کی ایک حقیقت ہے: جمہوریت، جس کا نفاذ اس حدتک انتہائی بھرپور اور متواتر طریقے سے کیا جاتا ہے جس حدتک اس کا تصور کر سکتے ہیں، بورژوا جمہوریت سے پرولتاری جمہوریت میں تبدیل ہو جاتی ہے، ریاست (یعنی کسی مخصوص طبقے پر جبر کرنے کےلئے ایک مخصوص طاقت) سے کسی ایسی چیز میں جو اب ریاست نہیں رہی ہے۔

بورژوازی پر جبر کرنے اور اس کی مزاحمت کو کچلنے کی اب بھی ضرورت رہتی ہے۔ کمیون کے لئے یہ خاص کر ضروری تھا اور اس کی شکست کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اس نے جبر کو کافی عزم کے ساتھ استعمال نہیں کیا۔ بہر حال یہاں جبر کرنےوالا ادارہ آبادی کی اکثریت ہے نہ کہ اقلیت جیسا کہ ہمیشہ غلامی، کسان غلامی اور اجرت کی غلامی میں ہوتا آیا ہے۔ اور چونکہ لوگوں کی اکثریت خود اپنے اوپر ظلم کرنےوالوں پر جبر کرتی ہے اس لئے جبر کرنے کے لئے ''خاص طاقت،، کی اب ضرورت نہیں رہتی! اس معنی میں ریاست رفتہ رفتہ مٹنا شروع ہوتی ہے۔ خاص رعایات رکھنےوالی اقلیت کے مخصوص اداروں (مخصوص رعایتیں رکھنےوالے افسران اور مستقل فوج کے افسران اعلی) کی جگہ، اکثریت خود یہ سب فرائض انجام دے سکتی ہے۔ اور جتنے زیادہ عوام ریاستی اقتدار کے فرائض انجام دیتے ہیں اتنی ہی کم اس اقتدار کے وجود کی ضرورت رہتی ہے۔

اس سلسلے میں کمیون کے مندرجہٗ ذیل اقدامات، جن پر مارکس نے زور دیا ہے، خاص طور پر قابل توجہ ہیں: نمائندگی کے لئے ہر طرح کی رقوم کی ادائیگی کی منسوخی اور افسران کے لئے تمام مالی رعایتوں کا خاتمہ، ریاست کے تمام ملازمین کے کام کے معاوضے کو ''مزدوروں کی اجرت،، تک گھٹا دینا۔ یہاں بورژوا جمہوریت سے پرولتاری جمہوریت کی طرف، جبر و تشدد کرنےوالوں کی جمہوریت سے مظلوم طبقات کی جمہوریت

کی طرف، ریاست سے جو مخصوص طبقے پر جبر کرنے کےلئے ''مخصوص طاقت،، ہے، عوام کی اکثریت ــ مزدوروں اور کسانوں کی عام طاقت کے ہاتھوں ظلم کرنےوالوں پر جبر کرنے کی طرف موڑ زیادہ نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے۔ اور ریاست کے بارے میں اسی اہم نکتے سے متعلق مارکس کے سبق بالکل بھلا دئے گئے ہیں! عام بیانات میں جن کی تعداد بےشمار ہے اس کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ اس کے بارے میں خاموشی اختیار کی جاتی ہے جیسے وہ کسی فرسودہ ''معصومیت،، ہو، جیسے عیسائیوں نے جب ان کے مذہب کو ریاستی مذہب کا درجہ مل گیا، تو قدیم عیسائیت کی ''معصومیت،، کو معه اس کی جمہوری انقلابی روح کے ''بھلا دیا،،۔

اعلی ریاستی افسروں کی تنخواہیں گھٹانا ''محض،، معصوم، ابتدائی جمہوریت کا مطالبہ معلوم ہوتا ہے۔ تازہترین موقع‌پرستی کے ایک ''بانی،،، سابق سوشل ڈیموکریٹ ایڈورڈ برنشٹائن نے متعدد بار ''ابتدائی،، جمہوریت پر بھونڈا بورژوا تمسخر کیا ہے۔ تمام موقع‌پرستوں کی طرح اور موجودہ کاؤتسکی‌پرستوں کی طرح وہ بالکل نہیں سمجھ سکا کہ اول تو سرمایہ‌دارانہ نظام سے سوشلزم تک عبور ''ابتدائی،، جمہوریت کی طرف کچھ ''مراجعت،، کئے بغیر ناممکن ہے (کیونکہ اس کے علاوہ پھر آبادی کی اکثریت اور اس کے بعد ساری آبادی کیسے ریاستی فرائض کی تکمیل میں حصہ لے سکتی؟)، اور دوسرے، سرمایہ‌دار نظام اور سرمایہ‌دارانہ ثقافت پر مبنی ''ابتدائی جمہوریت،، وہی ابتدائی جمہوریت نہیں ہے جو ماقبل تاریخ یا ماقبل سرمایہ‌داری کے زمانوں میں تھی۔ سرمایہ‌دارانہ ثقافت نے بڑے پیمانے کی پیداوار، فیکٹریوں، ریلوے لائنوں، ڈاک اور ٹیلی‌فون وغیرہ کی تخلیق کی ہے اور اس بنیاد پر پرانے ''ریاستی اقتدار،، کے زیادہ‌تر فرائض اتنے سادہ ہو گئے ہیں اور ان کو اس حدتک درج اور جانچ کرنے کے انتہائی آسان کاموں تک پہنچایا جا سکتا ہے کہ ہر خواندہ آدمی ان کو کر سکے، وہ بہت آسانی سے عام ''مزدوروں کی اجرت،، پر کئے جا سکیں اور ان فرائض کو مخصوص رعایتوں کے ہر شائبے سے، ''افسرانہ شان،، کے ہر شائبے سے عاری کیا جا سکتا ہے (اور کرنا چاہئے)۔

بلا استثنا تمام افسران کا انتخاب اور کسی وقت بھی ان کو واپس بلانے کا اختیار، ان کی تنخواہوں کو عام ''مزدوروں کی اجرت،، تک گھٹانا — یہ سادہ اور ''بدیہی،، جمہوری اقدامات مزدوروں اور کسانوں کی اکثریت کے مفادات کو مکمل طور سے متحد کرتے ہوئے ایسے پل کا کام بھی کرتے ہیں جو سرمایہ‌دار نظام سے سوشلزم کو جاتا ہے۔ ان اقدامات کا تعلق ریاستی، سماج کی خالص سیاسی تنظیم‌نو سے ہے لیکن ظاہر ہے کہ وہ اپنے مکمل معنی اور اہمیت صرف ''غاصبوں کی جائداد غصب،، کرنے کے سلسلے میں اختیار کرتے ہیں جب اس پر عمل کیا جا رہا ہو یا اس کی تیاری کی جا رہی ہو، یعنی ذرائع پیداوار کی سرمایہ‌دارانہ نجی ملکیت کی سماجی ملکیت میں تبدیلی کے سلسلے میں۔

مارکس نے لکھا: ''کمیون نے اخراجات کی دو سب سے بڑی شقوں — فوج اور افسرشاہی کو ختم کرکے تمام بورژوا انقلابوں کے نعرے یعنی سستی حکومت کو، حقیقت بنا دیا۔،،

کسانوں میں سے، پیٹی‌بورژوازی کے دوسرے پرتوں میں سے بھی، ایک بہت ہی حقیر اقلیت بورژوا معنی میں ''چوٹی تک بلند ہوتی ہے،،، ''آگے بڑھتی ہے،، یعنی خوش‌حال لوگوں میں، بورژوا میں یا محفوظ اور مخصوص رعایتیں رکھنے‌والے افسروں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ہر سرمایہ‌دار ملک میں جہاں کسان ہیں (اور ایسے سرمایہ‌دار ملکوں کی اکثریت ہے) ان کی وسیع اکثریت پر حکومت جبر کرتی ہے اور وہ حکومت کا تختہ الٹنے کے مشتاق ہوتے ہیں، وہ ''سستی،، حکومت کے مشتاق ہوتے ہیں۔ اس کی تکمیل صرف پرولتاریہ ہی کر سکتا ہے اور اس کو کرکے پرولتاری ساتھ ہی ریاست کی سوشلسٹ تنظیم‌نو کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔

۳ - پارلیمانیت کا خاتمہ

مارکس نے لکھا: ''کمیون کو پارلیمانی نہیں بلکہ کام کرنے‌والا کارپوریشن ہونا چاہئے تھا، بیک‌وقت قانون ساز اور قوانین کو عملی جامہ پہنانے‌والا بھی...

"...اس کے بجائے کہ تین یا چھہ سال میں ایک بار یہ فیصلہ کیا جائے کہ حکمراں طبقے کا کونسا رکن پارلیمنٹ میں عوام کی نمائندگی اور ان پر جبر کرنے (ver-und zertreten) کا کام کرے، عام رائے دھندگی کے حق کو کمیونوں میں منظم عوام کی خدمت اس لئے کرنا تھا کہ وہ اپنے کارخانوں کے واسطے مزدور، مستری اور محاسب تلاش کرسکیں، جیسے انفرادی انتخاب کا حق اس مقصد کے لئے کسی دوسرے آجر کی خدمت کرتا ہے۔"

بھلا ہو جارحانہ قوم‌پرستی اور موقع‌پرستی کا جن کا اس وقت دوردورہ ہے کہ پارلیمانیت پر یہ لاجواب نکتہ‌چینی بھی جو ۱۸۷۱ء میں کی گئی تھی اب مارکسزم کے "فراموش‌کردہ الفاظ" میں شامل ہو گئی ہے۔ پیشہ‌ور وزراء اور پارلیمانی حضرات، پرولتاریہ کے ساتھ غداری کرنے‌والوں اور ہمارے زمانے کے "کوتہ‌بین" سوشلسٹوں نے پارلیمانیت پر نکتہ‌چینی کا کام نراجیوں کو سونپ دیا ہے اور اس حیرت‌انگیز معقول بنا پر وہ پارلیمانیت پر ہر طرح کی نکتہ‌چینی کی "نراجیت" کی حیثیت سے مذمت کرتے ہیں!! یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ "ترقی‌یافتہ" پارلیمانی ملکوں کا پرولتاریہ جو شیڈمان، ڈیوڈ، لیگین، سامبا، ریناڈیل، ہنڈرسن، وانڈرویلڈے، اسٹاؤننگ، برانٹنگ، بیسولاتی اینڈ کمپنی قسم کے "سوشلسٹوں" سے کراہت کرتا ہے اکثر انارکو ــ سنڈیکلزم سے اس کے باوجود ہمدردی کا اظہار کرنے لگا ہے کہ وہ موقع پرستی کا سگا بھائی ہے۔

بہرحال مارکس کے لئے انقلابی جدلیات کوئی کھوکھلی فیشن‌ایبل لفاظی اور جھن‌جھنا نہیں تھی جیسا کہ پلیخانوف، کاؤتسکی اور دوسروں نے اس کو بنا دیا ہے۔ مارکس میں نراجیت سے انتہائی فیصلہ‌کن طور پر ناتہ توڑنے کی صلاحیت تھی کیونکہ وہ بورژوا پارلیمانیت کے "سویشیوں کے باڑے" تک کو استعمال نہیں کر سکتی تھی، خصوصاً جبکہ واضح طور پر صورت‌حال انقلابی نہیں تھی۔ لیکن ساتھ ہی وہ جانتے تھے کہ پارلیمانیت پر حقیقی انقلابی پرولتاری نکتہ‌چینی کیسے کی جائے۔

چند سال میں ایک بار یہ فیصلہ کرنا کہ حکمراں طبقے کا

کون سا ممبر پارلیمنٹ کے ذریعہ عوام پر جبر کرے اور کچلے، یہ ہے بورژوا پارلیمانیت کا اصلی جوہر، نہ صرف پارلیمانی آئینی بادشاھتوں میں بلکه انتہائی جمہوری ریپبلکوں میں بھی۔

لیکن اگر ہم ریاست کے سوال کو لیں اور اگر ہم اس شعبے میں پرولتاریه کے نقطۂ نظر سے پارلیمانیت پر ریاست کے ایک ادارے کی حیثیت سے غور کریں تو پارلیمانیت سے نکلنے کا راسته کیا ہے؟ اس سے کیسے جھٹکارا حاصل کیا جا سکتا ہے؟

باربار یه کہنا پڑتا ہے که مارکس کے اسباق جنگی بنیاد کمیون کے مطالعه پر تھی ایسے فراموش کر دئے گئے ہیں که آجکل کے ''سوشل ڈیموکریٹ،، (آجکل کے سوشلزم کے غدار پڑھئے) نراجی یا رجعت‌پرستانه تنقید کے سوا پارلیمانیت کی کوئی[1] اور تنقید واقعی سمجھ نہیں پاتے۔

پارلیمانیت سے نجات پانے کا طریقه دراصل نمائنده اداروں اور انتخاب کے طریقے کا خاتمه نہیں ہے بلکه نمائنده اداروں کو بکواس کرنےوالے اداروں کو ''کام کرنےوالے،، اداروں میں تبدیل کرنا ہے۔ ''کمیون کو پارلیمانی نہیں بلکه کام کرنےوالا اداره ہونا چاہئے تھا بیک وقت قانون ساز اور قوانین کو عملی جامه پہنانےوالا بھی،،۔

''پارلیمانی[1] نہیں بلکه کام کرنےوالا،، اداره، یه آجکل کے پارلیمانیت کے حامیوں اور سوشل ڈیموکریسی کے پارلیمانی ''جیبی کتوں،، کے پیٹھ پیچھے نہیں منه پر کہا گیا ہے! کسی پارلیمانی ملک کو دیکھئے، امریکه سے لیکر سوئٹزرلینڈ تک، فرانس سے لیکر برطانیه اور ناروے وغیره تک، ''ریاست،، کا اصلی کام پس‌پرده محکمه‌جات، دفاتر اور فوجی اسٹاف کرتے ہیں۔ پارلیمنٹوں میں ''عام لوگوں،، کو بیوقوف بنانے کےلئے صرف باتیں بنائی جاتی ہیں۔ یه اس حد تک سچ ہے که روسی ریپبلک، ایک بورژوا جمہوری ریپبلک تک میں بھی، قبل اس کے که وه حقیقی پارلیمنٹ قائم کر سکی پارلیمانیت کی ان تمام برائیوں نے اپنا سر یکدم اٹھا لیا۔ فرسوده تنگ نظری کے سورماؤں جیسے اسکوبیلیف اور تسرےتیلی، چیرنوف اور اوکسین‌تیف نے شرمناک بورژوا پارلیمانیت کے نمونے پر سوویتوں کو بھی کھوکھلی بکواس کرنےوالے ادارے بناکر گنده کردیا

ہے ۔ سوویتوں میں ''سوشلسٹ،، وزیر صاحبان ان پر بھروسہ کرنےوالے دیہاتیوں کو لفاظی اور تجویزوں سے بیوقوف بنا رہے ہیں ۔ حکومت میں متواتر تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں، ایک طرف تو اس لئے کہ جتنے زیادہ سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کےلئے ممکن ہو باری باری سے آمدنی اور عزت‌والے عہدوں کے ''حلوے مانڈے تک،، پہنچ سکیں اور دوسری طرف لوگوں کی ''توجہ،، ادھر لگی رہے ۔ لیکن دفاتر اور فوجی اسٹاف میں ''ریاستی،، کام ''ہو رہے ہیں،،!

حکمراں ''سوشلسٹ انقلابی،، پارٹی کے ترجمان اخبار ''دیلو نارودا،، (٦٧) نے حال ہی میں اپنے اداریے میں ''اچھی سوسائٹی،، کے لوگوں کی طرح جس میں ''سب،، سیاسی طوائف بازی میں مصروف ہیں بےمثال صفائی سے اعتراف کیا ہے کہ ان وزارتوں میں بھی جنکے سربراہ ''سوشلسٹ،، (اس لفظ کےلئے معاف کیجئےگا!) ہیں، ان تک میں افسرشاہی کی ساری مشینری پرانے طریقے پر برقرار ہے، پرانے طریقے سے کام کر رہی ہے اور بالکل ''آزادی،، کے ساتھ انقلابی اقدامات میں توڑ پھوڑ کر رہی ہے! اگر یہ اعتراف نہ بھی کیا ہوتا تو کیا حکومت میں سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کی شرکت کی حقیقی تاریخ اس کا ثبوت نہیں ہے؟ یہاں قابل توجہ یہ بات ہے کہ کیڈٹوں کے ساتھ وزارتی ٹولی میں چیرنوف، روسانوف، زین‌زینوف صاحبان اور ''دیلو نارودا،، کے دوسرے ایڈیٹر اپنا ضمیر اتنا کھو بیٹھے ہیں کہ ان کو، اس طرح جیسے کوئی چلتے چلاتے بات کہہ رہے ہوں، اعلانیہ یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آئی کہ ''ان کی،، وزارتوں میں ہر چیز پرانی جگہ پر قائم ہے!! انقلابی جمہوری لفاظی — دیہاتی بدھو جمن کو دھوکا دینے کےلئے اور نوکرشاہی اور سرخ فیتہ سرمایہ‌داروں کا ''دل خوش کرنے،، کےلئے — یہ ہے ''ایماندار،، ایتلاف کا نچوڑ ۔

بورژوا سماج کی بک جانےوالی اور سڑی‌گلی پارلیمانیت کی جگہ کمیون ایسے ادارے پیدا کرتا ہے جن میں رائے اور بحث مباحثہ کی آزادی دھوکا نہیں بن جاتی کیونکہ پارلیمنٹ کے ممبروں کو خود کام کرنا ہوتا ہے، اپنے قوانین پر خود عمل کرنا ہوتا ہے، زندگی میں جو کچھ ہوتا ہے اس کی خود جانچ کرنی ہوتی ہے اور خود براہ‌راست اپنے انتخاب کرنےوالوں کے سامنے جواب‌دہ ہونا پڑتا

ہے۔ نمائندہ ادارے باقی رہتے ہیں لیکن پارلیمانیت خاص نظام کی حیثیت سے، قانون‌ساز اور نظم‌ونسق کے کام کے درمیان تقسیم کی حیثیت سے، ممبران پارلیمنٹ کےلئے مراعاتی پوزیشن کی حیثیت سے یہاں نہیں رہتی۔ نمائندہ اداروں کے بغیر ہم جمہوریت کا تصور نہیں کر سکتے، حتی‌کہ پرولتاری جمہوریت کا بھی لیکن پارلیمانیت کے بغیر کر سکتے ہیں اور کرنا چاہئے، اگر بورژوا سماج پر نکتہ‌چینی ہمارے لئے محض لفاظی نہیں ہے، اگر ہم بورژوا حکمرانی کا تختہ الٹنے کی خواہش سنجیدگی اور خلوص کے ساتھ رکھتے ہیں اور یہ محض مزدوروں کے ووٹ حاصل کرنے کے لئے ''انتخابی'' لفاظی نہیں ہے جیسا کہ مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کے لئے، جیسا کہ شیڈمان اور لیگین، سامبا اور وانڈرویلڈے کےلئے ہے۔

یہ بات بےحد سبق‌آموز ہے کہ ان افسروں کے فرائض منصبی کا ذکر کرتے ہوئے جو کمیون اور پرولتاری جمہوریت کے لئے ضروری ہیں مارکس ان کا مقابلہ ''ہر دوسرے آجر'' کے ملازمین سے کرتے ہیں یعنی ہر عام سرمایہ‌دارانہ کارخانے سے جو ''مزدور، مستری اور محاسب'' رکھتا ہے۔

مارکس کے یہاں اس معنی میں یوٹوپیت کا کوئی شائبہ نہیں ہے کہ انہوں نے کوئی ''نیا'' سماج ایجاد کر لیا یا گڑھ لیا ہو۔ نہیں، وہ پرانے سماج میں سے نئے سماج کے جنم کا، پہلے میں سے دوسرے کی طرف عبور کی صورتوں کا قدرتی تاریخی عمل کی حیثیت سے مطالعہ کرتے ہیں۔ وہ عوامی پرولتاری تحریک کے حقیقی تجربے کو لیتے ہیں اور اس سے عملی سبق حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ کمیون سے ''سیکھتے ہیں''، جیسا کہ تمام عظیم انقلابی مفکروں نے کچلے ہوئے طبقوں کی عظیم تحریکوں کے سبق سے بلاتوقف سیکھا اور ان کو کبھی (پلیخانوف کی طرح: ''ان کو ہتھیار نہیں اٹھانا چاہئے تھا''، یا تسرےتیلی کی طرح: ''ہر طبقے کو اپنی حدود میں رہنا چاہئے'') عالمانہ ''وعظ'' نہیں دئے۔

افسرشاہی کو فوراً، ہر جگہ اور مکمل طور سے ختم کرنے کی تو بات ہی نہیں ہو سکتی۔ یہ تو محض یوٹوپیا ہے۔ لیکن پرانی افسرشاہی کی مشینری کو فوراً پاش پاش کر دینا اور فوراً نئی مشینری کھڑی کرنا شروع کر دینا جو ساری نوکرشاہی

12*

کے رفتہ رفتہ خاتمے کو ممکن بنائے، یہ یوٹوپیا نہیں ہے، یہ کمیون کا تجربہ ہے، یہ انقلابی پرولتاریہ کا براہ راست اور فوری فریضہ ہے۔

سرمایہ‌دار نظام "ریاست" کے انتظامی عوامل کو سیدھاسادہ بناتا ہے۔ وہ اس کو ممکن کرتا ہے کہ "افسری" کو ہٹا دیا جائے اور سارا کام پرولتاریوں کی تنظیم (حکمراں طبقے کی حیثیت سے) تک محدود کر دیا جائے جو سارے سماج کی طرف سے "مزدوروں، نگرانوں اور محاسبوں" کو اجرت پر لیتی ہے۔

ہم یوٹوپیائی نہیں ہیں۔ ہم اس کے "خواب" نہیں دیکھتے کہ کس طرح فوراً نظم‌ونسق کے ہر طرح کے ادارے سے، ہر طرح کی ماتحتی سے بچا جائے۔ یہ نراجی خواب جن کی بنیاد پرولتاری آمریت کے فرائض کی نافہمی پر ہے، مارکسزم کے‌لئے بالکل بے‌گانہ ہیں اور درحقیقت صرف سوشلسٹ انقلاب کو اس وقت تک التوا میں ڈالتے ہیں جب لوگ بدل جائیں‌گے۔ نہیں، ہم سوشلسٹ انقلاب ایسے لوگوں کے ساتھ چاہتے ہیں جیسے وہ اب ہیں جو بلاماتحتی، بلا جانچ‌پرتال، بلا "نگرانوں اور محاسبوں" کے نہیں رہ سکتے۔

لیکن یہ ماتحتی تمام استحصال ہونے‌والے اور محنت‌کش لوگوں کے مسلح ہراول یعنی پرولتاریہ کی ہونی چاہئے۔ ریاستی افسروں کی خاص "افسری" کی جگہ "نگرانوں اور محاسبوں" کے سادہ عوامل کو نافذ کرنے کی ابتدا فوراً کی جا سکتی ہے اور کرنا چاہئے، ایسے عوامل جو اس وقت بھی پوری طرح عام شہری کی قابلیت کی سطح کے ہیں اور پوری طرح "مزدوروں کی اجرت" پر کئے جا سکتے ہیں۔

ہم مزدوروں کو خود اپنے مزدور تجربے پر اعتماد کرکے، سخت، آہنی ڈسپلن قائم کرکے جس کی پشت‌پناہی مسلح مزدوروں کا ریاستی اقتدار کرتا ہو بڑے پیمانے کی پیداوار اس مقام سے منظم کرنا چاہئے جو سرمایہ‌دارانہ نظام قائم کر چکا ہے۔ ہمیں ریاستی افسروں کا رول گھٹا کر محض ہمارے احکام پورا کرنے‌والوں کا، جواب‌دہ، قابل تبدیلی، معتدل اجرت‌والے "نگرانوں اور محاسبوں" کا رول رکھنا چاہئے (ضرور، ہر طرح، ہر قسم اور ہر درجے کے ماہرین ٹکنیک کی مدد سے) — یہ ہے ہمارا پرولتاری فریضہ، یہی ہے وہ بات جس سے ہم پرولتاری انقلاب کی تکمیل کے لئے ابتدا

کر سکتے ہیں اور کرنا چاہئیے۔ ایسی ابتدا، بڑے پیمانے کی پیداوار کی بنیاد پر خود بخود رفتہ رفتہ ہر قسم کی افسرشاہی کے ”مٹنے“ کی طرف، رفتہ رفتہ ایسے نظم کی تخلیق کی طرف لے جائیگی، بلا واوین والے نظم، نظم جس کی اجرت کی غلامی سے کوئی مشابہت نہ ہوگی، نظم جس کے تحت نگرانی اور حساب کتاب کے عوامل زیادہ سیدھے سادے ہو جائیں گے جن کو ہر ایک باری باری سے کریگا اور پھر وہ عادت بن جائیں گے اور آخر میں وہ لوگوں کے مخصوص پرت کے مخصوص عوامل کی حیثیت سے ختم ہو جائیں گے۔

پچھلی صدی کی آٹھویں دھائی کے ایک حاضر دماغ جرمن سوشل ڈیموکریٹ نے ڈاک کی سروس کو سوشلسٹ معاشی نظام کا نمونہ کہا تھا۔ یہ بالکل سچ ہے۔ آجکل ڈاک کی سروس ایسا کاروبار ہے جو ریاستی — سرمایہ‌دار اجارہ‌داری کی طرح منظم کیا گیا ہے۔ سامراج رفتہ رفتہ تمام ٹرسٹوں کو اس قسم کی تنظیموں میں تبدیل کر رہا ہے۔ ”عام“ محنت‌کشوں کے اوپر، جو کام کے بوجھ سے دبے ہوئے ہیں اور بھوک کے شکار ہیں، یہاں بھی بورژوا نوکرشاہی کھڑی ہے۔ لیکن یہاں سماجی نظم و نسق کی مشینری تیار ہو چکی ہے۔ سرمایہ‌داروں کا تختہ الٹنے، مسلح مزدوروں کے آہنی ہاتھوں سے ان استحصال کرنےوالوں کی مزاحمت کو کچلنے اور ریاست کی موجود نوکرشاہانہ مشینری کو پاش پاش کرنے کے بعد ہمارے سامنے ”طفیل خوری“ سے آزاد، اعلی درجے کے ٹکنیکی سامان سے لیس مشینری ہوگی جس کو متحد مزدور خود پوری طرح چلا سکیں گے جو ماہرین ٹکنیک، نگرانوں اور محاسبوں کو اجرت پر لیں گے اور ان سب کو، سب ”ریاستی“ افسروں کی طرح عام طور پر مزدوروں کی اجرت دیں گے۔ یہاں ایک ٹھوس اور عملی فریضہ ہے جو سب ٹرسٹوں کے تعلق سے فوراً پورا کیا جا سکتا ہے، جس کی تکمیل محنت‌کشوں کو استحصال سے نجات دلائےگی اور جو اس سبق کو نظر میں رکھتا ہے جس پر کمیون نے عمل کرنا شروع کر دیا تھا (خصوصاً ریاست کی تعمیر کے شعبے میں)۔

پوری عوامی معیشت کو ڈاک کی سروس کی طرح منظم کرنا تاکہ ماہرین ٹکنیک، نگراں اور محاسب اور سارے افسران بھی مسلح پرولتاریہ کے کنٹرول اور رہنمائی میں ”مزدور کی اجرت“

سے زیادہ تنخواہ نہ پائیں – یہ ہے ہمارا قریبی مقصد۔ یہی وہ ریاست ہے، یہی وہ معاشی بنیاد ہے جس کی ہمیں ضرورت ہے۔ یہی پارلیمانیت کے خاتمے اور نمائندہ اداروں کو محفوظ رکھنے کا نتیجہ بنےگا۔ یہی بورژوازی کے ہاتھوں ان اداروں کی "عصمت‌فروشی" سے محنت‌کش طبقوں کو نجات دلائےگا۔

۴ - قومی اتحاد کی تنظیم

"...قومی تنظیم کے اس مختصر خاکے میں جسے پیرس کمیون کو آگے بڑھانے کا وقت نہیں ملا پورے یقین کے ساتھ یہ کہا گیا ہے کہ کمیون کو چھوٹے سے چھوٹے گاؤں تک کی سیاسی شکل میں ہونا چاہئے تھا"... کمیونوں کو پیرس میں "قومی وفد" کا انتخاب کرنا چاہئے تھا۔

"... چند لیکن بہت اہم عوامل جو ہنوز مرکزی حکومت کے ہاتھ میں رہتے ان سے دستبردار نہیں ہونا چاہئے تھا، جیسا کہ جان بوجھ کر غلط بیانی کی گئی ہے، بلکہ ان کو کمیونوں میں منتقل کرنا چاہئے تھا یعنی انتہائی ذمےدار افسروں کی طرف...

"...قومی اتحاد کو توڑنا نہیں بلکہ اس کے برعکس کمیون کے ڈھانچے کے ذریعہ اس کو منظم کرنا چاہئے تھا۔ قومی اتحاد کو وہ ریاستی اقتدار تباہ کرکے حقیقت بنانا تھا جو اس اتحاد کا مجسمہ ہونے کا دعوی کرتا تھا لیکن قوم سے آزاد اور بالاتر بھی رہنا چاہتا تھا۔ عملی طور سے یہ ریاستی اقتدار قوم کے جسم پر ایک طفیل‌خور بدگوشت تھا... فریضہ یہ تھا کہ پرانے سرکاری اقتدار کے جبروتشدد کے اعضا کو کاٹ کر الگ کر دیا جائے، اس کے جائز عوامل کو اس اقتدار سے چھین کر حاصل کرلیا جائے جو سماج سے بالاتر رہنے کا دعوی کرتا ہے اور ان کو سماج کے ذمےدار خادموں کو سونپ دیا جائے۔"*

* کارل مارکس "فرانس میں خانہ جنگی"۔ (ایڈیٹر)

موجودہ سوشل ڈیموکریسی کے موقع پرستوں نے مارکس کی اس بحث کو کس حد تک نہیں سمجھا یا شاید یہ کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ سمجھنا نہیں چاہا اس کو غدار برنشٹائن کی ہیروستراتوس جیسی شہرت رکھنےوالی کتاب ''سوشلزم کی ابتدائی شرائط اور سوشل ڈیموکریٹوں کے فرائض،، میں بہترین طور پر دکھایا گیا ہے۔ مارکس کے مندرجۂ بالا اقتباسات کے سلسلے میں ھی برنشٹائن نے لکھا ہے کہ ''جہاں تک اس کے سیاسی مواد کا تعلق ہے،، یہ پروگرام ''اپنے تمام بنیادی خط وخال میں پرودھون کی وفاقیت (federalism) سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے... مارکس اور ''پیٹی بورژوا،، پرودھون کے درمیان (برنشٹائن لفظ ''پیٹی بورژوا،، کو اپنے خیال میں طنزیہ بنانے کے لئے واوین میں لکھتا ہے) تمام دوسرے نکات پر اختلاف کے باوجود ان نکات پر ان کے نقطۂ نظر اتنے قریب ھیں جتنا ممکن ہو سکتا ہے،،۔ برنشٹائن اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ واقعی میونسپلٹیوں کی اہمیت بڑھ رہی ہے لیکن ''مجھے اس میں شک معلوم ہوتا ہے کہ آیا جمہوریت کا پہلا فریضہ جدید ریاستوں کی ایسی منسوخی (Auflösung) اور ان کی تنظیم میں ایسی مکمل تبدیلی (Umwandlung) ہے جیسا کہ مارکس اور پرودھون تصور کرتے ھیں — ان صوبائی یا علاقائی اسمبلیوں کے مندوبین سے قومی اسمبلی کی تشکیل جو کمیونوں کے مندوبین پر مشتمل ہوں گی — اور اس کے نتیجے میں قومی نمائندگی کی پہلی صورت بالکل غائب ہو جائےگی،،۔ (برنشٹائن کی ''ابتدائی شرائط،،، صفحات ۱۳۴ و ۱۳۶، جرمن ایڈیشن، ۱۸۹۹ء)۔

''طفیل‌خور ریاستی اقتدار کی تباھی،، پر مارکس کے خیالات کو پرودھون کی وفاقیت سے گڈمڈ کرنا یقیناً بےتکاپن ہے لیکن یہ کوئی اتفاقی بات نہیں ہے کیونکہ موقع پرست کو یہ کبھی خیال نہیں آتا کہ مارکس یہاں وفاقیت کو مرکزیت کے تقابل میں رکھ کر بات نہیں کرتے بلکہ وہ پرانی، بورژوا ریاستی مشینری کو جو تمام بورژوا ملکوں میں ہے توڑنے کے بارے میں کہتے ھیں۔

موقع پرست کے ذہن میں تو صرف وھی بات آتی ہے جو وہ اپنے چاروں طرف، پیٹی بورژوا تنگ‌نظری اور ''اصلاح پرست،، جمود کے ماحول میں دیکھتا ہے یعنی صرف ''میونسپلٹیاں،،! موقع پرست

کو تو پرولتاری انقلاب کے بارے میں سوچنے تک کی عادت نہیں رہی ہے۔

یہ مضحکہ‌خیز ہے۔ لیکن نرالی بات یہ ہے کہ کسی نے اس نکتے پر برنشٹائن سے بحث‌مباحثہ نہیں کیا۔ بہت سے لوگوں نے برنشٹائن کی تردید کی، خصوصاً پلیخانوف نے روسی لٹریچر میں اور کاؤتسکی نے یورپی لٹریچر میں لیکن ان دونوں میں سے کسی نے بھی برنشٹائن کے ہاتھوں مارکس کی اس مسخ‌بیانی کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا۔

موقع‌پرست اس حد تک انقلابی طریقے سے خیال کرنا اور انقلاب کے بارے میں سوچنا بھول چکا ہے کہ وہ ''وفاقیت،، کو مارکس سے منسوب کرتا ہے جن کو وہ نراجیت کے بانی پرودھون سے گڈمڈ کردیتا ہے۔ اور پکے مارکسی ہونے کے دعوےدار اور مارکس کی انقلابی تعلیمات کی مدافعت کرنےوالے کاؤتسکی اور پلیخانوف اس کے بارے میں خاموش ہیں! یہاں مارکسزم اور نراجیت کے درمیان فرق کے بارے میں نظریات کو انتہائی مسخ کرنے کی ایک جڑ ہے جس کے بارے میں ہم پھر کہیں‌گے۔ اور مسخ کرنے کی یہ کوشش کاؤتسکی‌والوں اور موقع‌پرستوں کی خصوصیت ہے۔

پیرس کمیون کے تجربے کے بارے میں مارکس کے مندرجۂ بالا خیالات میں وفاقیت کا نشان تک نہیں ہے۔ مارکس پرودھون سے اسی نکتے پر متفق ہیں جس کو موقع پرست برنشٹائن نے نہیں دیکھا۔ مارکس پرودھون سے اسی نکتے پر متفق نہیں ہیں جس پر برنشٹائن نے ان کا اتفاق دیکھا۔

مارکس پرودھون سے اس بات پر متفق ہیں کہ دونوں موجودہ ریاستی مشینری کو ''توڑنے،، کے حق میں ہیں۔ مارکسزم اور نراجیت (معہ پرودھون اور باکونین) کے درمیان اس اتفاق کو نہ تو موقع پرست اور نہ کاؤتسکی‌پرست دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ اسی نکتے پر مارکسزم سے جدا ہو گئے ہیں۔

مارکس پرودھون اور باکونین دونوں سے وفاقیت ہی کے سوال پر متفق نہیں ہیں (پرولتاری آمریت کا تو سوال ہی کیا)۔ وفاقیت نراجیت کے پیٹی‌بورژوا خیالات سے اصولی طور پر ابھرتی ہے۔ مارکس مرکزیت‌پسند تھے۔ ان کے جن خیالات کا ابھی حوالہ دیا گیا ہے

ان میں مرکزیت سے کسی طرح کی پسپائی نہیں پائی جاتی ہے۔ صرف وہی لوگ جن کے ذہن ریاست کے متعلق ''واھمانہ یقین،، کے تنگ‌نظر خیالات سے بھرے ہیں بورژوا ریاستی مشینری کی تباہی کو مرکزیت کی تباہی سمجھ سکتے ہیں!

اب اگر پرولتاریہ اور غریب ترین کسان ریاستی اقتدار کو خود اپنے ہاتھوں میں لے لیں، آزادی کے ساتھ اپنے آپ کو کمیونوں میں منظم کرلیں اور سارے کمیونوں کے عمل کو سرمایہ پر ضرب لگانے، سرمایہ‌داروں کی مزاحمت کو کچلنے اور نجی ملکیت‌والی ریلوے لائنوں، فیکٹریوں اور زمین وغیرہ کو ساری قوم کو، پورے سماج کو منتقل کرنے کےلئے متحد کرلیں تو کیا یہ مرکزیت نہیں ہوگی؟ کیا یہ انتہائی مستحکم جمہوری مرکزیت اور علاوہ اس کے پرولتاری مرکزیت نہ ہوگی؟

برنشٹائن کے دماغ میں بس یہ بات نہیں آسکتی کہ رضاکارانہ مرکزیت، کمیونوں کا ایک قوم میں رضاکارانہ اتحاد، پرولتاری کمیونوں کا رضاکارانہ سنگم بورژوا تسلط اور بورژوا ریاستی مشینری کو توڑنے کے لئے ممکن ہے۔ ہر تنگ‌نظر آدمی کی طرح برنشٹائن مرکزیت کی تصویرکشی ایسی کرتا ہے جو صرف اوپر سے صرف نوکرشاہی اور فوجی طاقت کے ذریعے سے مسلط کی جاسکتی اور محفوظ رکھی جا سکتی ہے۔

جیسے کہ مارکس نے یہ پیش‌بینی کرلی ہو کہ ان کے خیالات کو مسخ کرنے کا امکان ہے اس بات پر عمداً زور دیا کہ یہ الزام جانا بوجھا جعل ہے کہ پیرس کمیون قومی اتحاد کو تباہ کرنا اور مرکزی اقتدار کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ مارکس نے عمداً یہ الفاظ استعمال کئے کہ ''قومی اتحاد کو منظم کرنا تھا،، تاکہ باشعور، جمہوری، پرولتاری مرکزیت کو بورژوا، فوجی، نوکرشاہی مرکزیت کے مقابلے میں پیش کیا جا سکے۔

لیکن... وہ بہرے سے بھی بدتر ہے جو سننا نہیں چاہتا۔ اور موجودہ سوشل ڈیموکریسی کے موقع پرست ریاستی اقتدار کی تباہی کے بارے میں، طفیل‌خور کو کاٹ کر پھینک دینے کے بارے میں ہی نہیں سننا چاہتے ہیں۔

هم اس موضوع پر مارکس کے الفاظ کا حواله دے چکے هیں اور اب همیں ان میں اضافه کرنے کی ضرورت ہے۔

''...عام طور پر نئی تاریخی تخلیقات کی یه تقدیر هوتی ہے،، مارکس نے لکھا ''که ان کو سماجی زندگی کی ان پرانی اور فرسوده شکلوں کا مثل سمجھا جاتا ہے جن سے یه نئے ادارے کچھ نه کچھ مشابهت رکھتے هیں۔ اس طرح یه نیا کمیون جو موجوده ریاستی اقتدار کو توڑ دیتا ہے (پاش پاش کردیتا ہے — bricht) قرون وسطی کے کمیون کی تجدید سمجھا گیا... چھوٹی ریاستوں کا اتحاد (منتس کیو اور ژیروندی کے خیال میں)... حد سے زیاده مرکزیت کے خلاف پرانی جدوجهد کی مبالغه‌آمیز شکل سمجھا گیا...
''...کمیون جیسے ڈھانچے نے سماج کے جسم کے لئے وه تمام قوتیں بحال کردی هوتیں جو ابھی تک یه طفیل‌خور بدگوشت ''ریاست،، هڑپ کرلیتی تھی جو سماج کے بل پر اپنا پیٹ بھرتی تھی اور اس کو آزادی کے ساتھ حرکت کرنے سے روکتی تھی۔ اپنے اس ایک اقدام سے اس نے فرانس میں احیا نو کی ابتدا کردی هوتی...
''...کمیون جیسا ڈھانچه دیهی پیداوار کرنےوالوں کو هر علاقے کے بڑے شهروں کی ذهنی رهنمائی کے تحت لاتا اور مزدوروں کی صورت میں شهر میں ان کے مفادات کی قدرتی نمائندگی کا ضامن هوتا۔ کمیون کا وجود هی بجائے خود ایک مسلمه حقیقت کی حیثیت سے مقامی خودانتظامی کی طرف لے جاتا لیکن اس وقت وه ریاستی اقتدار کا مدمقابل نهیں رها تھا جو فالتو هوچکا تھا۔،،*

''ریاستی اقتدار کو تباه کرنا،، جو ''طفیل‌خور بدگوشت،، تھا، اس کو ''کاٹ،، کر پھینکنا، ''پاش پاش کرنا،،، ''اب

* ایضاً۔ (ایڈیٹر)

ریاستی اقتدار فالتو ہو گیا،، — یہ ہیں وہ الفاظ جو مارکس نے کمیون کے تجربے کا تخمینہ اور تجزیہ کرتے ہوئے ریاست کے سلسلے میں استعمال کئے ہیں۔

یہ سب نصف صدی سے کچھ کم قبل لکھا گیا تھا اور اب اس کے لئے واقعی کھدائی کرنی پڑ رہی ہے تاکہ غیرمسخ شدہ مارکسزم کو عوام کی بڑی تعداد کے علم میں لایا جائے۔ اس آخری عظیم انقلاب کے مشاہدے سے اخذ کئے ہوئے نتائج جو مارکس کی زندگی میں ہوا ٹھیک اس وقت بھلا دئے گئے جب دوسرے عظیم پرولتاری انقلابوں کا وقت آیا۔

’’... کمیون کی جو نوع بنوع توضیحات کی گئیں اور جن نوع بنوع مفادات کا اظہار اس میں ہوا یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ اعلی درجے کی لچکدار سیاسی شکل تھی جبکہ اس سے پہلے حکومت کی تمام شکلیں اپنی نوعیت کے لحاظ سے جابر تھیں۔ اس کا اصل راز یہ ہے کہ کمیون عملی طور پر مزدور طبقے کی حکومت تھی، غصب کرنےوالے طبقے کے خلاف پیداوار کرنےوالے طبقے کی جدوجہد کا نتیجہ۔ وہ آخری دریافت کی ہوئی ایسی سیاسی شکل تھی جس میں محنت کی معاشی آزادی کی تکمیل کی جا سکتی تھی...

’’اس آخری شرط کے بغیر کمیون کا ڈھانچہ ناممکن اور دھوکا ہوتا...،،*

یوٹوپیائی لوگ ان سیاسی شکلوں کو ’’دریافت،، کرنے میں لگ گئے جن میں سماج کی سوشلسٹ تبدیلی ہونی چاہئے تھی۔ نراجیوں نے سیاسی شکلوں کے سوال کو بالکل ہی مسترد کر دیا۔ آجکل کی سوشل ڈیموکریسی کے موقع‌پرستوں نے پارلیمانی جمہوری ریاست کی بورژوا سیاسی شکلوں کو اس حد کی حیثیت سے تسلیم کر لیا جس کے آگے قدم نہیں بڑھانا چاہئے اور اس ’’مورتی،، کے سامنے پیشانی گھس گھس کر عبادت کی اور ان شکلوں کو توڑنے کی ہر خواہش کو نراجیت قرار دیا۔

---

* ایضاً۔ (ایڈیٹر)

مارکس نے سوشلزم اور سیاسی جدوجہد کی ساری تاریخ سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ریاست کو غائب ہونا ہی ہے اور یہ کہ اس کے غائب ہونے کی عبوری شکل (ریاست سے غیر ریاست میں عبور) ہوگا ''حکمراں طبقے کی حیثیت سے منظم پرولتاریہ''۔ لیکن مارکس نے اس مستقبل کی منزل کی سیاسی شکلیں دریافت کرنے کا کام اپنے ذمے نہیں لیا۔ انھوں نے فرانسیسی تاریخ کا بالکل ٹھیک مشاہدہ کرنے، اس کا تجزیہ کرنے اور وہ نتائج اخذ کرنے تک اپنے آپ کو محدود رکھا جن کی طرف ۱۸۵۱ء لے گیا یعنی بورژوا ریاستی مشینری کی تباہی کی طرف۔

اور جب پرولتاریہ کی عام انقلابی تحریک پھٹ پڑی تو مارکس نے اس کی ناکامیابی کے باوجود، اس کی مختصر زندگی اور صریحی کمزوری کے باوجود ان شکلوں کا مطالعہ شروع کیا جو اس تحریک نے دریافت کی تھیں۔

کمیون وہ شکل ہے جو پرولتاری انقلاب نے ''آخرکار دریافت'' کی ہے اور جس کے تحت محنت کی معاشی نجات ہو سکتی ہے۔

کمیون بورژوا ریاستی مشینری کو پاش پاش کرنے کے لئے پرولتاری انقلاب کی پہلی کوشش اور وہ سیاسی شکل ہے جو ''آخرکار دریافت'' کرلی گئی ہے جس کو توڑی ہوئی ریاستی مشینری کی جگہ پر لایا جا سکتا ہے اور لانا چاہئے۔

ہم آگے چل کر دیکھیں گے کہ ۱۹۰۵ء اور ۱۹۱۷ء کے روسی انقلابوں نے مختلف حالات اور مختلف شرائط کے تحت کمیون کا کام جاری رکھا ہے اور مارکس کے فاضلانہ تاریخی تجزیے کی تصدیق کی۔

. . . .

پانچواں باب

ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کی معاشی بنیادیں

کارل مارکس نے اپنی کتاب ''گوتھا پروگرام کی تنقید'' میں نہایت تفصیل سے اس سوال پر بحث کی ہے (ملاحظہ ہو وہ خط جو ۵ مئی ۱۸۷۵ء کو براکے کے نام لکھا گیا تھا اور صرف ۱۸۹۱ء

میں «Neue Zeit» کی جلد ۹، شمارہ ۱ میں شائع ہوا اور پھر روسی زبان میں ایک خاص ایڈیشن کی صورت میں نکلا) ۔ مارکس کی اس اہم تصنیف کا جو مناظرانہ حصہ ہے اور جس میں لاسالِ کے نظرئے (۶۸) کی تنقید شامل ہے، یوں کہنا چاہئے کہ وہ اس کے اصل موضوع والے حصے پر غالب آ گیا ہے، یعنی کمیونزم کے پروان چڑھنے اور ریاست کے رفتہ رفتہ مٹنے کے درمیان جو تعلق ہے اس کے تجزیے پر ۔

۱ ۔ مارکس نے سوال یوں پیش کیا

کارل مارکس نے براکے کے نام ۵ مئی ۱۸۷۵ء کو اور اینگلس نے ۲۸ مارچ ۱۸۷۵ء کو بیبل کے نام جو خط لکھے (جس سے ہم نے اوپر بحث کی ہے) اگر ان دونوں خطوں کا سرسری نظر سے موازنہ کیا جائے تو یوں لگتا ہے کہ اینگلس کے مقابلے میں مارکس کہیں زیادہ ''ریاست کے حامی،، ہیں اور یہ کہ ریاست کے متعلق ان دونوں اہل قلم کے خیالات میں بڑا فرق ہے ۔

اینگلس نے بیبل کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ ریاست کے متعلق فضول گفتگو قطعی بند کی جائے، یہ لفظ ریاست پروگرام سے بالکل نکال دیا جائے اور اس کی جگہ ''برادری،، کا لفظ رکھا جائے ۔ اینگلس نے یہاں تک کہہ دیا کہ ریاست کے جو معنی ہوتے ہیں، کمیون ان معنوں میں ریاست تھا ہی نہیں ۔ لیکن پھر بھی مارکس نے ''کمیونسٹ سماج کے آئندہ کے ریاستی نظام،، کا ذکر کیا ہے ۔ مطلب یہ کہ گویا کمیونزم قائم ہونے کے بعد بھی ریاست کی ضرورت باقی رہنے کو کارل مارکس نے تسلیم کیا ہے ۔

لیکن یہ نتیجہ نکالنا بنیادی طور پر غلط ہوگا ۔ ذرا غور سے دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ریاست اور اس کے مٹنے کے بارے میں مارکس اور اینگلس کے خیالات قطعی یکساں ہیں ۔ مارکس کے جو الفاظ اوپر نقل کئے گئے ہیں، وہ صرف اسی ریاستی نظام کا حوالہ دیتے ہیں جو رفتہ رفتہ مٹنے کی حالت میں ہوگا ۔

یہ واضح ہے کہ قطعی طور سے وہ لمحہ یا وقت مقرر نہیں

کیا جا سکتا جب آئندہ چل کر ریاست ''مٹ جائے گی،، خاص کر ایسی حالت میں جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ریاست کا مٹنا بجائے خود ایک طول طویل سلسلہ ہوگا۔ مارکس اور اینگلس کے خیالات میں ظاہراً جو فرق نظر آتا ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ ان کے موضوع الگ الگ تھے اور تحریر کا مقصد جداگانہ تھا۔ اینگلس کے سامنے یہ فریضہ تھا کہ وہ صاف طور سے، نقشہ کھینچ کر اور پھیلا کر بیبل کو یہ دکھائیں کہ ریاست کے بارے میں اس وقت کیسے بیہودہ تعصبات پائے جاتے تھے (اور جس میں کافی حدتک لاسال بھی شریک تھا)۔ مارکس نے اس سوال کو محض سرسری طور پر چھیڑا، ان کے پیش نظر دوسرا سوال تھا — یعنی کمیونسٹ سماج کا پروان چڑھنا۔

مارکس کا پورا نظریہ ارتقا کے نظریے کا آج کی سرمایہ‌داری پر اطلاق کرتا ہے، اس کی باقاعدہ، مکمل، سوچی سمجھی اور بھرپور شکل میں۔ لہذا قدرتی طور پر مارکس کے سامنے اصل مسئلہ یہ تھا کہ اس نظریے کو دونوں صورتوں پر منطبق کرکے دکھائیں: سرمایہ‌داری کے ہونےوالے خاتمے پر اور آئندہ کمیونزم کے آئندہ فروغ پر بھی۔

تو پھر وہ کیا مسالہ ہے جس کی بنیاد پر آئندہ کمیونزم کی آئندہ ترقی کے سوال پر بحث کی جا سکتی ہے؟

اس کی بنیاد یہ ہے کہ سرمایہ‌داری میں ہی اس کا ابتدائی سرچشمہ ہے، وہ تاریخی اعتبار سے سرمایہ‌داری میں سے ہی ابھرے گا اور اس سماجی طاقت کے عمل کے بل بوتے پر ابھرے گا جسے خود سرمایہ‌داری نے جنم دیا ہے۔ مارکس کے ہاں دور دور اس بات کی کوشش نہیں ملتی کہ وہ صرف خیال‌آرائی سے کام لے رہے ہیں اور جن باتوں کا صحیح علم نہیں ہو سکتا ان کے متعلق محض خیالی گھوڑے دوڑا رہے ہیں۔ کمیونزم کے سوال سے مارکس ٹھیک اسی طرح بحث کرتے ہیں جیسے کوئی فطری سائنس‌داں کسی نئی حیاتیاتی چیز کے مستقبل پر بحث کرتا ہے، جب اسے معلوم ہو کہ اس کی ابتدا یوں ہوئی، اور جو تبدیلیاں اس میں رونما ہو رہی ہیں، ان کا رخ اس طرف ہے۔

مارکس نے سب سے پہلے اس الجھاؤ کو دور کیا جو گوتھا

پروگرام نے ریاست اور سماج کے سوال میں پیدا کیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں :

''...آج کا معاشرہ، سرمایہ‌دارانہ معاشرہ ہے۔ جو تمام متمدن ملکوں میں قائم ہے۔ یہ قرون وسطی کے تانے بانے سے کم‌وبیش پاک ہے۔ ہر ملک کے خاص تاریخی حالات نے بھی اس کی صورت میں کچھ کمی‌بیشی کی ہے۔ یہ زیادہ یا کم ترقی یافتہ ہے۔ اس کے برعکس ''آج کی ریاست،، ہر ملک کی سرحدیں گزرنے کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ پروشیائی جرمن سلطنت میں بالکل کچھ اور ہے، سوئٹزرلینڈ میں کچھ اور، انگلینڈ میں اس کی صورت ایک ہے، امریکہ میں اس سے مختلف۔ لہذا ''آج کی ریاست،، محض ایک ڈھونگ ہے۔

''مگر شکل و صورت میں طرح طرح کے اختلاف کے باوجود مختلف متمدن ملکوں کی مختلف ریاستیں ایک بات میں مشترک ہیں۔ وہ یہ کہ ان سب کی بنیاد آج کے بورژوا معاشرے پر ہے — سرمایہ‌دارانہ لحاظ سے کوئی زیادہ ترقی‌یافتہ ہے، کوئی کم۔ اس لئے ان میں بعض اہم خصوصیات مشترک ہیں۔ اسی معنی میں ''آج کے ریاستی نظام،، کا ذکر کیا جا سکتا ہے — آنےوالے کل کے ریاستی نظام کے برخلاف، جب اس کی موجودہ اصل بنیاد، یعنی بورژوا معاشرہ دم توڑ چکا ہوگا۔

''اب سوال یہ اٹھتا ہے : کمیونسٹ سماج میں ریاستی نظام میں کیا کایاپلٹ ہوگی؟ دوسرے الفاظ میں یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ کونسی سماجی خدمات تب باقی رہ جائینگی جو آج کی ریاست کی خدمات سے ملتی جلتی ہیں؟ اس سوال کا صرف سائنسی جواب دیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی ہزار بار بھی لفظ ''عوام،، کو لفظ ''ریاست،، کے ساتھ جوڑ کر کہے تب بھی اس مسئلے کے حل میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھے گا...،،

اس طرح ''عوامی ریاست،، کی لمبی چوڑی باتوں کا مذاق اڑاتے ہوئے مارکس نے اصل سوال کو باقاعدہ پیش کیا اور ہم کو

خبردار کر دیا کہ اس سوال کا سائنسی جواب صرف اسی صورت میں مل سکتا ہے کہ بہت اچھی طرح سے ثابت شدہ سائنسی مواد ہمارے سامنے ہو اور اسی سے کام لیا جائے۔

اول تو وہ اصل حقیقت جو ارتقا کے پورے نظریے نے، عام طور پر پوری سائنس نے ٹھیک ٹھیک ثابت کردی ہے، جسے یوٹوپیا پرست بھلا بیٹھے تھے اور آج کے وہ موقع پرست لوگ بھی بھول گئے ہیں جنھیں سوشلسٹ انقلاب سے ڈر لگتا ہے، وہ حقیقت یہ ہے کہ تاریخی اعتبار سے قطعی طور پر کوئی ایسا خاص منزل یا خاص قسم کا دور ہونا چاہئے جو سرمایہ‌داری سے کمیونزم میں عبور کی منزل یا دور ہوگا۔

۲ - سرمایہ‌داری سے کمیونزم میں عبور کی منزل

مارکس نے آگے چل کر لکھا ہے:

"...سرمایہ‌دارانہ سماج اور کمیونسٹ سماج کے درمیان ایک ایسا دور پڑتا ہے جو پہلے کے دوسرے میں انقلابی طور پر تبدیل ہونے کا دور ہے۔ اسی دور کے مطابق سیاسی عبوری دور بھی ہوتا ہے جس میں ریاست پرولتاریہ کی انقلابی آمریت کے سوا اور کچھ ہو ہی نہیں سکتی..."

مارکس نے اس رول کا تجزیہ کرکے جو آج کے سرمایہ‌دار سماج میں پرولتاریہ انجام دے رہا ہے، اس سماج کے ارتقا اور پرولتاریہ اور بورژوازی کے اٹل متضاد مفادات کے متعلق معلومات کی بنیاد پر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔

پہلے سوال اس طرح پیش کیا گیا تھا: نجات حاصل کرنے کی غرض سے پرولتاریہ کا فرض ہے کہ وہ بورژوازی کا تختہ الٹ دے، سیاسی اقتدار اپنے ہاتھ میں لے اور اپنی انقلابی آمریت قائم کرے۔

اب سوال ذرا مختلف طریقے سے پیش کیا جاتا ہے: سرمایہ‌دارانہ سماج جو کمیونزم کی طرف بڑھتا جا رہا ہے، اس کا کمیونسٹ سماج

میں تبدیل ہونا اس وقت تک ناممکن ہے جب تک ''ایک سیاسی عبوری دور،، سے نہ گذرا جائے اور اس دور میں ریاست کی حیثیت صرف پرولتاریہ کی انقلابی آمریت ہوگی۔

تو پھر اس آمریت کا جمہوریت سے کیا رشتہ ہے؟

ہم نے دیکھا کہ ''کمیونسٹ مینی‌فسٹو،، نے دونوں خیالات کو ایک ساتھ رکھا ہے: ''پرولتاریہ کو حکمراں طبقے میں تبدیل کر دینا،، اور ''جمہوریت جیتنا،،۔ جو کچھ اب تک کہا جا چکا ہے اس کے پیش نظر زیادہ ٹھیک طور پر یہ بتایا جا سکتا ہے کہ سرمایہ‌داری سے کمیونزم میں تبدیل ہونے کے دور میں جمہوریت کس طرح تبدیل ہوگی۔

سرمایہ‌دارانہ سماج میں، بشرطیکہ وہ نہایت موافق حالات میں پروان چڑھا ہو، جمہوری ریپبلک میں کم و بیش ایک مکمل جمہوریت موجود ہوتی ہے۔ مگر اس جمہوریت پر ہمیشہ تنگ بندشیں لگی ہوتی ہیں جو سرمایہ‌دارانہ استحصال کی طرف سے لگائی جاتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حقیقت میں وہ ہمیشہ اقلیت کی جمہوریت بن جاتی ہے۔ وہ صرف ان طبقوں کے لئے جمہوریت رہ جاتی ہے جو صاحب ملکیت ہوں، جن کے پاس دولت ہو۔ سرمایہ‌دارانہ سماج میں آزادی ہمیشہ قریب قریب ویسی ہی ہوتی ہے جیسی وہ قدیم یونانی ریپبلکوں میں ہوا کرتی تھی، یعنی آزادی ان کے لئے جن کے پاس غلام ہوں۔ سرمایہ‌دارانہ استحصال نے جو حالات قائم کر رکھے ہیں ان کی وجہ سے آج کے اجرت کے غلام غریبی اور محتاجی کے ہاتھوں اس قدر مجبور ہیں کہ انہیں ''جمہوریت کی کچھ زیادہ فکر نہیں ہوتی،،، انہیں ''سیاست میں سر کھپانے کا موقع نہیں ملتا،،، واقعات کے عام پرسکون دھارے میں آبادی کی بہت بڑی اکثریت سماجی اور سیاسی زندگی کے معاملات میں شریک ہونے سے محروم رہتی ہے۔

اس بیان کی سچائی غالباً سب سے زیادہ جرمنی کے معاملے میں نظر آتی ہے۔ اس کی صاف وجہ یہ ہے کہ اس ملک میں آئینی جواز بہت کافی عرصے تک قائم و دائم رہا ہے، کوئی آدھی صدی (۱۸۷۱ء سے ۱۹۱۴ء تک)، اور اس عرصے میں سوشل ڈیموکریسی کو یہ موقع ملا کہ دوسرے ملکوں سے کہیں زیادہ آگے بڑھے اور ''قانونی

سہولتوں،، کو زیادہ استعمال کر سکے۔ اس نے مزدوروں کے اتنے بڑے حصے کو سیاسی پارٹی میں منظم کر لیا کہ دنیا کے کسی اور ملک میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

اب دیکھئے کہ سرمایہ‌دارانہ سماج میں اب تک سیاسی طور پر باشعور اور باعمل اجرت کے غلاموں کا یہ سب سے بڑا حصہ کتنا ہے؟ ایک کروڑ پچاس لاکھ اجرتی مزدوروں میں سے سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے کل دس لاکھ ممبر ہیں، اور کل تیس لاکھ ٹریڈیونینوں میں منظم ہیں!

ایک حقیر سی اقلیت کےلئے جمہوریت، دولت‌مندوں کےلئے جمہوریت، یہ ہے اصل میں سرمایہ‌دارانہ سماج کی جمہوریت۔ اگر ہم سرمایہ‌دارانہ جمہوریت کی مشینری کو اور ذرا قریب سے دیکھیں تو ہمیں ہر جگہ اور حق رائے دہندگی کی ''چھوٹی موٹی،،، نام نہاد چھوٹی موٹی تفصیلات تک میں (مثلاً سکونت کی شرطیں اور عورتوں کو ووٹ کا حق نہ دینا وغیرہ)، نمائندہ اداروں کی ساخت میں، جلسے جلوس کے حق میں جو واقعی رکاوٹیں کھڑی ہیں (مثلاً یہ کہ پبلک عمارتیں ''بھک منگوں،، کے لئے نہیں ہیں)، ان میں اور روزانہ اخباروں کی خالص سرمایہ‌دارانہ تنظیم میں، غرض ہر قدم پر، ہر طرف جمہوریت کے اوپر بندھن کے بندھن لگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ پابندیاں، یہ بندھن، یہ شرطیں اور استثنا، یہ رکاوٹیں جو غریب لوگوں پر عائد ہیں، بظاہر معمولی نظر آتی ہیں، خاص کر اس شخص کی نظروں میں جسے غریبی اور حاجت‌مندی کا کبھی پتہ نہیں تھا اور جس کا کبھی کچلے ہوئے طبقوں سے ان کی عام زندگی میں کوئی قریبی واسطہ نہیں رہا (اور بورژوازی کے نقیبوں اور ریاست دانوں کا ننانوے فیصدی نہیں تو کم از کم نوے فیصدی حصہ یقینی اسی قسم کے لوگوں پر مشتمل ہے)۔ لیکن اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو یہ پابندیاں غریب آدمیوں کو سیاست سے اور جمہوریت میں عملی شرکت سے محروم کر دیتی ہیں، انہیں اس سے نکال پھینکتی ہیں۔

مارکس نے کمیون کے تجربے کی تشریح پیش کرتے ہوئے یہ کہا کہ کچلے لوگوں کو چند سال میں ایک بار یہ فیصلہ کرنے کا موقع دیا جاتا ہے کہ جبر کرنےوالے کے کونسے نمائندے

وہ اپنے لئے چنیں جو پارلیمنٹ میں ان کی نمائندگی بھی کریں اور انھیں آئندہ کئی سال تک کچلتے بھی رہیں۔ اس طرح مارکس نے سرمایہ‌دارانہ جمہوریت کا لب لباب نہایت عمدہ طریقے سے پیش کر دیا۔

لیکن اس سرمایہ‌دارانہ جمہوریت سے — جو لازمی طور پر بہت تنگ ظرف ہے اور خفیہ طور پر غریبوں کو ایک طرف ڈھکیلتی رہتی ہے اور اس لئے سر سے پیر تک مکروفریب سے بھری ہوئی ہے — اگلا قدم سادگی کے ساتھ، سیدھا سادہ، اور بغیر کسی رکاوٹ کے ''زیادہ سے زیادہ جمہوریت کی جانب،، نہیں اٹھتا ہے، جیسا کہ لبرل پروفیسر اور پیٹی‌بورژوا موقع پرست ہمیں یقین دلانا چاہتے ہیں۔ نہیں۔ آگے کی جانب ترقی، یعنی کمیونزم کی طرف بڑھنے کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ ہے پرولتاریہ کی آمریت سے ہوکر گزرنا، کیوں‌کہ سرمایہ‌دارانہ استحصال کرنےوالوں کی طرف سے جو مزاحمت کی جاتی ہے اس کا نہ تو کوئی اور توڑ ہے، نہ کسی دوسری صورت سے یہ ممکن ہے۔

اور پرولتاریہ کی آمریت کا یعنی دبےکچلے لوگوں کے ہراول دستے کا حکمراں طبقے کی حیثیت سے منظم کرنے کا تاکہ وہ استحصال کرنےوالوں پر جبر کرے، صرف یہ نتیجہ نہیں ہو سکتا کہ جمہوریت پھیل جائے۔ جمہوریت کو بےپناہ وسعت دینے کے ساتھ ساتھ — جب کہ وہ پہلی بار غریبوں کی، عام لوگوں کی جمہوریت بنےگی اور امیروں کی جمہوریت نہیں رہےگی، پرولتاریہ کی آمریت جبر کرنےوالوں، استحصال کرنےوالوں اور سرمایہ‌داروں کی آزادی پر بہت سی پابندیاں بھی لگائےگی۔ انسانیت کو اجرتی غلامی سے نجات دلانے کے لئے ان پر جبر کرنا لازمی ہے، ان کی مزاحمت کو طاقت کے ذریعے کچلنا چاہئے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جہاں زبردستی ہوگی، جہاں جبر اور تشدد سے کام لیا جائےگا وہاں نہ آزادی ہوگی، نہ کوئی جمہوریت۔

اینگلس نے یہ نکتہ بہت خوبی کے ساتھ اپنے اس خط میں واضح کیا ہے جو بیبل کے نام لکھا تھا۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ اینگلس نے اس میں لکھا ہے ''پرولتاریہ کو ریاست کی ضرورت رہتی ہے، اس کو یہ ضرورت آزادی کے مفادات کےلئے نہیں بلکہ اپنے دشمنوں پر

جبر کرنے کےلئے ہوتی ہے اور جیسے ہی آزادی کے بارے میں بات کرنا ممکن ہوگا تو ریاست کا اس صورت میں وجود نہیں رہیگا۔ ،،

عام لوگوں کی بہت بڑی اکثریت کےلئے جمہوریت اور طاقت کا استعمال کرکے مخالفین پر جبر کرنا یعنی جمہوریت کے دائرے سے عوام کا استحصال کرنےوالوں اور زبردستی کرنےوالوں کو خارج کر دینا، یہ ہے وہ تبدیلی جس سے جمہوریت اس دور میں گزرتی ہے جو سرمایہداری سے کمیونزم میں عبور کا دور ہے۔

صرف کمیونسٹ سماج میں، جب سرمایہداروں کی مزاحمت بالکل توڑی جاچکی ہو، جب سرمایہدار بالکل صاف کئے جاچکے ہوں، جب سماج میں طبقے نہ رہ گئے ہوں (مطلب یہ کہ جہاں تک سماجی ذرائع پیداوار کا تعلق ہے، سماج کے ارکان کا ان سے یکساں رشتہ قائم ہو چکا ہو)، تب ہی ''ریاست کا وجود ختم ہوتا ہے اور صرف اسی صورت میں آزادی کے بارے میں بات کرنا ممکن ہوتا ہے،،۔ یہی وہ مقام ہے جب صحیح معنوں میں مکمل جمہوریت کا امکان ہوگا اور وہ قائم ہوگی، ایسی جمہوریت، جس میں کسی قسم کی پابندیاں نہ ہوں‌گی۔ تب ہی یہ صورت پیدا ہوگی کہ خود جمہوریت رفتہ رفتہ مٹنا شروع ہو جائےگی، محض اس معمولی سی وجہ سے کہ جب لوگ سرمایہداری کی غلامی سے آزاد ہو چکے ہوں گے، سرمایہدارانہ استحصال کے ناقابل بیان مظالم سے، دہشت، بےرحمی، بےہودگی اور شرمناک حرکتوں سے نجات پا چکے ہوں‌گے تو وہ خود ہی سماجی معاملات کے ان ابتدائی اصولوں کی پابندی کرنے کے رفتہ رفتہ عادی ہوتے جائیں‌گے جو صدیوں سے دنیا کو معلوم ہیں اور ہزاروں سال سے لکھے چلے آرہے ہیں، لوگوں کو بغیر کسی زبردستی کے، بغیر جبر اور طاقت کے، بغیر حکم حاکم کے اور بغیر اس خاص انتظامی مشینری کے جو لوگوں کو احکام کی پابندی کرنے پر مجبور کرتی ہے، اور جس کا نام ریاست ہے، ان سماجی اصولوں کے برتنے کی عادت ہو جائےگی۔

ریاست کےلئے یہ کہنا کہ ''وہ رفتہ رفتہ مٹ جاتی ہے،، عین مناسب ہے کیونکہ ان الفاظ میں ریاست کا رفتہ رفتہ ختم ہونا اور آپ سے آپ ختم ہونا، دونوں پہلوؤں کا اشارہ ملتا ہے۔ عادت ہی اس طرح اثرانداز ہو سکتی ہے اور اس میں شک نہیں کہ

وہی بالآخر اثرانداز ہوگی، کیونکہ ہم اپنے چاروں طرف لاکھوں بار یہ دیکھتے ہیں کہ لوگ اپنے لئے ضروری سماجی قواعد کے کس آسانی سے عادی ہو جاتے ہیں بشرطیکہ استحصال نہ ہو ، اگر کوئی ایسی حرکت نہ ہو جس پر غصہ آئے، جس پر احتجاج یا سرکشی پیدا ہو اور اس کو دبانے کی ضرورت پیش آئے۔

غرض کہ سرمایہ‌دارانہ سماج میں جو جمہوریت ہے وہ لولی لنگڑی، کھوکھلی اور جھوٹی ہوتی ہے۔ وہ ایسی جمہوریت ہے جو مالداروں کےلئے، مٹھی بھر لوگوں کےلئے ہوتی ہے۔ پرولتاریہ کی آمریت، وہ مدت ہے جب کمیونزم میں داخل ہونے کا عبوری دور ہوگا، پہلی بار دنیا کو ایسی جمہوریت سے روشناس کرےگی جو عوام کےلئے ہوگی، بھاری تعداد کےلئے ہوگی اور اسی کے ساتھ مٹھی بھر لوگوں پر، استحصال کرنےوالوں پر حسب ضرورت جبر رکھا جائےگا۔ صرف کمیونزم ہی صحیح معنوں میں مکمل جمہوریت دینے کی اہلیت رکھتا ہے۔ یہ جمہوریت جس قدر مکمل ہوگی اتنی ہی جلدی وہ غیرضروری ہو جائےگی اور خود بخود مٹ جائےگی۔

بہ الفاظ دیگر یوں سمجھئے: سرمایہ‌داری میں ریاست اپنے صحیح معنوں میں قائم رہتی ہے یعنی وہ ایک قسم کی مشین ہے جو ایک طبقے کے ہاتھوں دوسرے طبقے پرجبر کرنے میں کام آتی ہے، اس پر طرہ یہ ہے کہ اقلیت کا طبقہ اکثریت کے طبقے پر جبر کرتا ہے۔ یہ قدرتی بات ہے کہ جب استحصال کرنےوالی اقلیت استحصال کی جانےوالی اکثریت پر جبر کرنے کی ذمہ‌داری اپنےذمے لیتی ہے تو اس میں کامران رہنے کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ زور زبردستی میں انتہائی ظالمانہ اور بےرحمانہ حرکتیں کی جائیں، خون کے دریا بہائے جائیں جس میں گزرتے ہوئے نسل انسانی غلامی، کسان غلامی اور اجرتی غلامی کے حالات میں ہاتھ پاؤں مارتی رہی ہے۔

آگے چل کر جب سرمایہ‌داری سے کمیونزم میں آنے کا عبوری دور آتا ہے تب بھی زور زبردستی کی ضرورت باقی رہتی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اس وقت استحصال کی جانےوالی اکثریت استحصال کرنےوالی اقلیت پر جبر کرتی ہے۔ ایک خاص قسم کا ڈھانچہ، ایک خاص طرح کی مشین جو جبر کے کام میں آتی ہے، یعنی ”ریاست“، تب

بھی ضروری ہوتی ہے، لیکن اب وہ ایک عبوری ریاست ہوتی ہے، اب وہ صحیح معنوں میں ریاست نہیں ہوتی کیوں کہ کل تک کے اجرتی غلاموں کی اکثریت کے ہاتھوں استحصال کرنےوالوں کی اقلیت پر جبر کرنا نسبتاً اس درجہ آسان، سادہ اور قدرتی عمل ہوتا ہے کہ غلاموں، کمیروں یا اجرتی مزدوروں کی بغاوتوں میں جس قدر خون‌ریزی ہو چکی ہے، اس کے مقابلے میں بہت ہی کم خون ریزی کا موقع آتا ہے۔ نسل انسانی کو یہ نئی زبردستی اس سے کہیں سستی پڑتی ہے۔ اور چوں‌کہ اس کے ساتھ ساتھ آبادی کی بہت بڑی اکثریت تک جمہوریت پھیلتی جاتی ہے، اس لئے جبر کرنے کی خاص مشین کو استعمال کرنے کی ضرورت ختم ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ قدرتی بات ہے کہ استحصال کرنےوالے طبقے اس وقت تک لوگوں پر جبر کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک کہ اس عمل کےلئے ان کے ہاتھوں میں ایک نہایت ہی پیچیدہ مشینری نہ ہو۔ لیکن جب عام لوگ ان استحصال کرنےوالوں پر جبر کرتے ہیں تو وہ کسی سادہ ''مشین'' سے بھی یہ کام لے سکتے ہیں، بلکہ کسی بھی ''مشین''، کسی بھی خاص نظم و نسق کے ڈھانچے کے بغیر یہ عمل انجام دے سکتے ہیں۔ ان کےلئے صرف مسلح عوام کی تنظیم کافی ہے (پیش‌بندی کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ مثلاً مزدوروں اور فوجیوں کے نمائندوں کی سوویتیں)۔

آخر میں صرف کمیونزم ہے جو ریاست کو قطعی غیرضروری بنا دیتا ہے کیوں کہ کمیونزم میں کسی پر جبر کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ''کسی پر'' سے مطلب یہ ہے کہ کسی طبقے کو، آبادی کے کسی مخصوص حصے سے باقاعدہ جدوجہد نہیں کرنی پڑتی۔ ہم لوگ یوٹوپیائی نہیں ہیں اور ہمیں اس سے ہرگز انکار نہیں ہے کہ بعض افراد کی طرف سے زیادتیوں کا امکان ہوگا اور یہ ناگزیر بھی ہے اور ایسی زیادتیوں پر جبر کرنا بھی ضروری ہوگا۔ لیکن اول تو یہ کہ اس مقصد کےلئے نہ تو جبر کی کسی خاص مشین کی ضرورت ہوگی، نہ کسی خاص نظم و نسق کے ڈھانچے کی، مسلح لوگ خود ہی یہ فرض انجام دے لیں گے۔ وہ یہ خدمات اتنی ہی سادگی اور مستعدی سے انجام دینگے جیسے آجکل کی سوسائٹی میں بھی ہوتا ہے کہ مہذب لوگوں کا کوئی بھی مجمع جھگڑافساد رفع

کرنے میں آڑے آجاتا ہے یا کسی عورت سے اگر دھینگا مشتی کی جائے تو اس کو روکنے کے لئے مجمع فوراً آمادہ ہو جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ہم جانتے ہیں کہ ان زیادتیوں کا بنیادی سماجی سبب، جن کا مافیہ سماجی میل ملاپ کے قواعد کی خلاف‌ورزی ہے، دراصل عام لوگوں کا استحصال ہے، ان کی غربت اور محتاجی ہے۔ اگر یہ بڑا سبب ہٹا دیا جائے تو زیادتیاں لازمی طور پر ''مٹنا،، شروع ہو جائیں گی۔ ہمیں نہیں معلوم کہ زیادتیوں کے دور ہونے کی رفتار اور ان کی ترتیب کیا ہوگی لیکن یہ ضرور جانتے ہیں کہ ان کا خود بخود خاتمہ ہوجائے گا۔ ان کے مٹنے کے ساتھ ریاست بھی مٹ جائے گی۔

خیالی پرواز کئے بغیر مارکس نے زیادہ بھرپور طریقے سے وہ بتا دیا جو اس مستقبل کے بارے میں آج قطعی طور سے بیان کیا جا سکتا ہے، یعنی کمیونسٹ سماج کے نچلے مرحلے اور اعلی مرحلے (یا منزلوں اور درجوں) میں فرق کیا ہوگا۔

۳ - کمیونسٹ سماج کی پہلی منزل

مارکس نے اپنی تصنیف ''گوتھا پروگرام کی تنقید،، میں تفصیل سے لاسال کے اس خیال کا رد پیش کیا ہے کہ سوشلزم میں مزدور کو ''اپنی محنت کا پورا حاصل،، یا ''بلاتخفیف،، محنت کا پورا صلہ ملے گا۔ مارکس نے بتایا ہے کہ سماج کی پوری مجموعی محنت میں سے ایک حصہ ضرور کاٹ کر ریزرو فنڈ میں جمع کیا جائے گا اور دوسرا فنڈ بھی قائم کرنا پڑے گا جو پیداوار کو فروغ دینے میں کام آئے گا، جس سے مشینوں کی ''گھسائی اور ٹوٹ پھوٹ،، کا خرچ پورا کیا جائے گا، وغیرہ۔ پھر یہ بھی ہے کہ صرفے کے ذرائع میں سے کاٹ کر ایک ایسا فنڈ قائم کرنا ہوگا جس سے نظم و نسق کے محکموں کے اخراجات، اسکولوں، اسپتالوں، بوڑھوں کے بسر اوقات کے لئے مکان وغیرہ کے اخراجات پورے کئے جائیں۔

لاسال نے جو دھندلا، مبہم اور چلتا سا جملہ لکھ دیا تھا کہ ''مزدور کو اس کی محنت کا پورا حاصل،، ملے گا، اس کی جگہ مارکس نے زیادہ سنبھال کر، جانچ تول کر ایک حقیقی صورت بیان کی ہے

که اشتراکی معاشرے کو اپنے معاملات اور انتظامات کیسے چلانے ہوں گے۔ مارکس نے اس معاشرے کی زندگی کے حالات کا ایک ٹھوس تجزیہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے جس میں سرمایہ‌داری کا نام و نشان نہ ہوگا۔ انھوں نے لکھا ہے:

''ہمیں یہاں جس چیز سے بحث ہے،، (مزدور پارٹی کے پروگرام کا تجزیہ کرتے وقت) ''وہ کمیونسٹ معاشرہ ہے، ایسے نہیں جیسے کہ وہ خود اپنی بنیادوں پر بن کر کھڑا ہوا ہو، بلکہ اس کے برخلاف جو سرمایہ‌دارانہ سماج میں سے تازہ تازہ ابھرا ہو، اور اس طرح، معاشی ہو، اخلاقی ہو یا ذہنی، ہر لحاظ سے اس پر اسی پرانے سماج کا پیدائشی داغ باقی ہوگا جس کے بطن سے وہ پیدا ہوا ہے۔،،

یہ کمیونسٹ معاشرہ، جو سرمایہ‌داری کے پیٹ سے تازہ تازہ برآمد ہوا ہو اور ہر لحاظ سے اس پر پچھلے معاشرے کے نشان باقی ہوں، مارکس اسی کو کمیونسٹ سماج کی ''پہلی،، یا نچلی منزل کہتے ہیں۔

اس منزل میں ہوتا یہ ہے کہ پیداوار کے ذرائع افراد کی نجی ملکیت نہیں رہتے، پورے معاشرے کی ملکیت بن جاتے ہیں۔ معاشرے کا ہر ایک فرد جو سماجی ضرورت کے کاموں میں سے اپنے حصے کی کوئی خدمت انجام دیتا ہے، سماج ہی سے اس کی سند پاتا ہے کہ اس نے اتنا کام کیا ہے۔ اور یہ سند دکھا کر وہ اشیائے ضرورت کے پبلک اسٹور سے کام کے تناسب سے مقررہ اشیا حاصل کر لیتا ہے۔ اس کی محنت کا جتنا صلہ ہونا چاہئے اس کا ایک حصہ پبلک فنڈ کے لئے منہا کر لیا جاتا ہے۔ لہٰذا ہر ایک کام کرنے‌والے کو اس کام کے بقدر جو اس نے سماج کے لئے انجام دیا ہے، معاوضہ مل جاتا ہے۔

بظاہر ''مساوات،، کا اصول حاوی رہتا ہے۔

لیکن لاسال اس سماجی نظام کو پیش نظر رکھتے ہوئے (جسے عام طور سے 'سوشلزم کہا جاتا ہے لیکن جسے مارکس نے کمیونزم کی پہلی منزل قرار دیا ہے) جب کہتا ہے کہ یہ ''مساویانہ

تقسیم،، ہے اور ''سماج کے ہر فرد کو مساوی حق حاصل ہے کہ وہ محنت کی پیداوار سے مساوی حصہ پائے،، تو یہیں وہ غلطی کرتا ہے اور مارکس نے اس کی غلطی کا پردہ فاش کیا ہے۔

مارکس نے کہا کہ ''مساوی حق،، یہاں ضرور ملتا ہے لیکن یہ ابھی تک ''بورژوا حق،، ہے جو سب حقوق کی طرح یہاں بھی عدم مساوات کی گنجائش قائم رکھتا ہے۔ ہر ایک حق کا مطلب یہ ہے کہ مختلف لوگوں پر جو ایک جیسے نہیں ہیں، ایک دوسرے کے مساوی نہیں ہیں، ایک ہی ناپ فٹ کر دیا جائے، اسی لئے ''مساوی حق،، دراصل مساوات کی خلاف‌ورزی ہے اور ناانصافی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر وہ شخص، جس نے دوسرے کے مساوی سماجی محنت یا خدمت انجام دی ہے، سماج کی پیداوار سے برابر کا حصہ حاصل کرتا ہے(البتہ اس میں سے مذکورہ پبلک فنڈ منہا کر لیا جاتا ہے)۔

لیکن سب لوگ ایک سے نہیں ہوتے: کوئی مضبوط ہوتا ہے، کوئی کمزور؛ ایک شادی شدہ ہے، دوسرا بن بیاہا، ایک کے زیادہ بچے ہیں، دوسرے کے کم، وغیرہ۔ مارکس نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے:

> ''... محنت کی مساویانہ ادائیگی کی بنیاد پر اور اس کی وجہ سے سماجی ضروریات کے فنڈ سے برابر کا حصہ پاکر ایک شخص کو واقعی دوسرے کے مقابلے میں زیادہ ملے گا، ایک زیادہ دولت پائے گا، دوسرا کم۔ ان تمام کوتاہیوں کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حق مساوی نہ ہو بلکہ غیرمساوی ہو...،،

نتیجہ یہ نکلا کہ کمیونزم کی پہلی منزل انصاف اور مساوات قائم نہیں کر سکے گی: دولت میں فرق اور غیرمنصفانہ اونچ نیچ پھر بھی باقی رہے گی۔ لیکن آدمی کے ہاتھوں آدمی کا استحصال ناممکن ہو جائے گا کیوں کہ پیداوار کے ذرائع پر، فیکٹریوں، مشینوں اور زمین وغیرہ پر نجی ملکیت قائم کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ لاسال نے عام طور سے ''مساوات،، اور ''انصاف،، کے جو پیٹی‌بورژوا اور

مبہم جملے لکھے ھیں ان کو سختی سے رد کرتے ھوئے مارکس نے کمیونسٹ سماج کے ارتقا کی راہ بیان کی ھے اور بتایا ھے کہ کمیونسٹ سماج شروع میں اس حد تک رھنے پر مجبور ھے کہ ذرائع پیداوار کے نجی ملکیت بن جانے کی جو ''ناانصافی،، ھے صرف اسی کو ختم کرے، یہ اس کے بس سے باھر ھے کہ فوراً ھی دوسری ناانصافی کو بھی مٹا دے جو استعمال کی اشیا کی تقسیم میں پائی جاتی ھے جو ''انجام دی ھوئی خدمت یا محنت کے مطابق،، ملتی ھیں (ھر ایک کی ضرورت کے مطابق نہیں)۔

معاشیات کے بازاری ماھرین، جن میں بورژوا پروفیسر اور ''ھمارے،، توگان صاحب بھی شامل ھیں، ھمیشہ سے سوشلسٹوں کو اس بات پر برا بھلا کہتے آئے ھیں کہ یہ لوگ اس کا خیال نہیں رکھتے کہ انسانوں میں مساوات نہیں ھے اور اس نابرابری کو مٹا دینے کے ''خواب دیکھتے ھیں،،۔ سوشلسٹوں کو یہ طعنہ صرف یہ ثابت کرتا ھے کہ بورژوا ماھرین نظریات انتہا درجے کے ناواقف لوگ ھیں۔

مارکس نے نہ صرف لوگوں کی اس نابرابری کو، جس سے کوئی چارہ نہیں ھے، بالکل ٹھیک ٹھیک پیش نظر رکھا ھے، بلکہ یہ حقیقت بھی تسلیم کی ھے کہ ذرائع پیداوار کو نجی ملکیت سے نکال کر پورے سماج کی مشترکہ ملکیت بنا دینے سے (جسے عرف عام میں ''سوشلزم،، کہتے ھیں) دولت کی تقسیم کے نقائص دور نہیں ھو جائیں گے اور اس ''بورژوا حق،، کی نابرابری بھی ختم نہیں ھوگی جو اس وقت تک حاوی رھےگا جب تک پیداوار کو ''ھر ایک کی محنت کی مقدار کے مطابق،، تقسیم کیا جاتا رھےگا۔ اسی سلسلے میں مارکس نے آگے چل کر کہا ھے:

''لیکن یہ کوتاھیاں کمیونسٹ سماج کی پہلی منزل میں باقی رھنی لازمی ھیں کیونکہ یہ وہ دور ھے جب کمیونسٹ سماج سرمایہدارانہ سماج میں سے ایک طویل دردزہ کے بعد پیدا ھوتا ھے۔ حق کوئی ایسی چیز نہیں جو سماج کے معاشی نظام اور اس سے منسلک سماجی تہذیبی ارتقا سے بالاتر ھو...،،

چناں‌چہ یہ معلوم ہوا کہ کمیونسٹ سماج کی پہلی منزل میں (جسے عام طور سے سوشلزم کہا جاتا ہے) ''بورژوا حق،، پورے طور پر مٹایا نہیں جاتا بلکہ صرف جزوی طور پر، جتنا جتنا معاشی انقلاب بڑھتا جاتا ہے، اسی تناسب سے یہ بورژوا حق ختم ہوتا ہے — یعنی صرف ذرائع پیداوار کی حد تک وہ ختم ہوتا ہے۔ ''بورژوا حق،، تسلیم کرتا ہے کہ ذرائع پیداوار افراد کی ذاتی ملکیت ہیں۔ سوشلزم انہیں سماج کی مشترکہ ملکیت بنا دیتا ہے۔ اس حدتک اور صرف اسی حدتک ''بورژوا حق،، غائب ہوتا ہے۔

مگر جہاں تک اس کے دوسرے حصے کا تعلق ہے تو ''بورژوا حق،، قائم رہتا ہے۔ سماج کے ممبروں میں اشیا کی تقسیم اور محنت کی تقسیم کے معاملے میں یہ ایک ریگولیٹر کا (معین کرنے‌والے کا) کام کرتا ہے۔ اشتراکی اصول کہ ''جو کام نہیں کرتا وہ کھائے گا بھی نہیں،، عمل میں آچکتا ہے۔ دوسرا اصول کہ ''جتنی کوئی محنت دے، اتنا ہی وہ صلہ پائے،، یہ بھی عمل میں آچکتا ہے۔ پھر بھی یہ کمیونزم نہیں ہے۔ اور نہ اس سے ''بورژوا حق،، کا خاتمہ ہوتا ہے جو غیرمساوی لوگوں کو نابرابر (واقعی نابرابر) محنت کے بدلے میں برابر کا سامان دیتا ہے۔

مارکس کہتا ہے کہ یہ ایک ''کوتاھی،، یا خامی ہے لیکن کمیونزم کی پہلی منزل میں اس کوتاھی سے بچنے کی کوئی صورت نہیں کیوں‌کہ اگر ہم محض خیالی پلاؤ پکانے میں نہ لگ جائیں تو ہمیں یہ گمان بھی نہیں کرنا چاہئے کہ سرمایہ‌داری کا تختہ الٹتے ہی لوگ ایک دم حق کے کسی معیار کے بغیر سماج کی خاطر کام کرنے میں جٹ جائیں گے، اور حقیقت یہ ہے کہ سرمایہ‌داری مٹ جانے سے فوراً اس قسم کی تبدیلی کے معاشی حالات تیار نہیں ہو جاتے۔

اور ''بورژوا حق،، کے علاوہ اور کوئی پیمانہ یا معیار ہے بھی نہیں۔ اسی لئے ریاست کی بھی ضرورت باقی رہتی ہے جو ذرائع پیداوار کے مشترکہ ملکیت ہونے کی بھی حفاظت کرے اور اسی کے ساتھ محنت کی مساوات اور پیداوار کی تقسیم میں مساوات کے قاعدے کی بھی نگھبانی کرتی رہے۔

ریاست صرف اس حدتک مٹتی ہے کہ اب نہ تو سرمایہ‌دار

رہتے ہیں، نہ طبقے باقی رہتے ہیں اور اس کے نتیجے کے طور پر کسی طبقے پر جبر نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ ریاست بالکل مٹ گئی کیوں کہ اب بھی اس ''بورژوا حق،، کی حفاظت و نگہبانی کا کام باقی رہتا ہے جو اصلی عدم‌مساوات کا پابند ہے۔ ریاست کے قطعی مٹنے کےلئے ضروری ہے کہ مکمل کمیونزم قائم ہو چکا ہو۔

۴۔ کمیونسٹ سماج کی اعلی منزل

مارکس نے کہا ہے:

''... کمیونسٹ سماج کی اعلی منزل یہ ہے کہ جب فرد تقسیم محنت کے غلامانہ بندھنوں سے آزاد ہو چکا ہو، اور اسی کے ساتھ ذہنی اور جسمانی محنت کے درمیان جو تضاد ہے وہ ختم ہو چکا ہو، جب محنت صرف زندگی بسر کرنے کا ایک ذریعہ نہیں بلکہ زندگی کا اولین تقاضا بن چکی ہو، جب فرد کے ہمہ پہلو ترقی‌یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ پیداواری قوتیں فروغ پاچکی ہوں، اور سماجی دولت کے سارے چشمے رواں ہوں، اس دولت کی افراط ہو رہی ہو، تب جاکر بورژوا حق کی تنگ سرحدیں پوری طرح پار کی جا سکتی ہیں اور سماج اس قابل ہو سکتا ہے کہ اپنے پرچم پر یہ لکھ دے: ''ہر ایک سے اس کی قابلیت کے مطابق اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق،،۔،،

صرف اب ہم صحیح طور پر اینگلس کی اس رائے زنی کی داد دے سکتے ہیں جس میں انھوں نے ''آزادی،، اور ''ریاست،، کے لفظوں کو جوڑنے کی بیہودگی کا بےدردی سے مذاق اڑایا ہے۔ جب تک ریاست موجود ہے، آزادی نہیں ہو سکتی اور جب آزادی عام ہوگی تو ریاست نہیں رہےگی۔

ریاست کے مکمل طور پر مٹنے کی معاشی بنیاد کمیونزم کی ترقی کا وہ اعلی مقام ہے جب ذہنی اور جسمانی محنت کے درمیان

تضاد ختم ہو جاتا ہے، اور نتیجے میں موجودہ سماجی نابرابری کا ایک بڑا سبب دور ہو جاتا ہے — ایک ایسا سبب جو ذرائع پیداوار کو نجی ملکیت سے چھین کر سماجی ملکیت بنا دینے سے اور سرمایہداروں کو غصب کرنے سے ہی کسی حالت میں یکدم ختم نہیں ہو سکتا۔

غصب کرنے سے پیداواری طاقتیں بےپناہ بڑھنے کا امکان ضرور پیدا ہوگا۔ اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ سرمایہداری کس قدر ناقابل یقین طریقے سے ابھی اس ترقی کو روک رہی ہے، ٹکنیک آج جس درجے کو پہنچ چکی ہے اس کی بدولت کتنی کچھ ترقی کی جا سکتی تھی، تو ہمیں پورے اعتماد سے یہ کہنے کا حق ہے کہ سرمایہداروں کو غصب کرنے کی وجہ سے انسانی سماج کی پیداواری قوتیں واقعی کہیں سے کہیں پہنچ جائیں‌گی۔ لیکن یہ بات کہ ترقی کی یہ رفتار کتنی تیز ہوگی، کتنی مدت میں وہ اس منزل تک جا پہنچےگی کہ تقسیم محنت کے بندھن سے اپنا پیچھا چھڑالے، ذہنی اور جسمانی محنت کی متضاد حیثیت کو ختم کر دے، اور محنت کرنے کو ''زندگی کا اولین تقاضا بنا دے''، یہ ابھی نہ تو ہم جانتے ہیں، نہ جان سکتے ہیں۔

اسی لئے ہم کو صرف اتنا کہنے کا حق ہے کہ ریاست کا خود بخود مٹ جانا یقینی ہے اور یہ خاص کر زور دینا ہے کہ ریاست کے ختم ہونے کا عمل طویل ہے، اس کا انحصار کمیونزم کی اعلی منزل کی طرف بڑھنے کی رفتار پر ہے۔ ابھی ہم یہ سوال کھلا چھوڑ دیتے ہیں کہ اس عمل میں کتنا وقت لگےگا، اس کی ٹھوس شکل کیا ہوگی کیوں‌کہ ان سوالوں کا مکمل اور قطعی جواب دینے کا کوئی مواد ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔

ریاست کا پوری طرح سے مٹنا اس وقت ممکن ہو جائےگا جب سماج یہ اصول اختیار کر لے: ''ہر ایک سے اس کی قابلیت کے مطابق اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق''، یعنی اس وقت جب کہ لوگ باہمی معاملات کے بنیادی اصولوں کی پابندی کے اتنے عادی ہوچکے ہوں اور ان کی محنت اس قدر پیدآور ہو چکی ہو کہ وہ خوشی سے اپنی قابلیت کے مطابق کام کرنے لگیں۔ ''بورژوا حق کی تنگ سرحدیں''، جو آدمی کو شائی‌لاک کی سی بے دردی کے ساتھ مول تول کرنے پر مجبور کرتی ہیں کہ کیا ایک نے دوسرے کے

مقابلے میں آدھہ گھنٹے زیادہ کام نہیں کیا، کیا ایک کو دوسرے کے مقابلے میں کم تنخواہ نہیں ملی، یہ تنگ سرحدیں تب ٹوٹ جائیں گی۔ پھر اس کی کوئی ضرورت نہ رہے گی کہ سماج ایسے قاعدے مرتب کرے کہ کس کو اشیا کی کتنی مقدار ملنی چاہئے؛ ہر ایک کو آزادی سے ''اپنی اپنی ضرورت کے مطابق،، ملے گا۔

بورژوا نقطۂ نظر سے یہ کہہ دینا آسان ھے کہ اس قسم کا سماجی نظام ''محض خیالی پرواز،، ھے، اور سوشلسٹوں کا مذاق اڑانا بھی آسان ھے کہ یہ لوگ ایک ایک شخص کی محنت پر کسی قسم کا کنٹرول رکھے بغیر ہر ایک کو یہ حق دے رھے ھیں کہ وہ سماج سے جتنی جی چاھے قیمتی مٹھائیاں، موٹرکاریں اور پیانو وغیرہ وصول کرلے۔ آج بھی ایسے بورژوا ''علما و فضلا'' موجود ھیں جو اس تصور پر دانت نکالتے ھیں اور اس طرح سے اپنی بےعلمی کا مظاھرہ کرتے ھیں اور سرمایہ‌داری کی خدمت‌گزاری کا بھی۔

یہ کیسی جاھلیت ھے! کسی سوشلسٹ کے ذھن تک میں یہ بات نہیں آئی کہ وہ کمیونزم کی ترقی کی اعلی منزل کی آمد کا ''وعدہ،، کرتا پھرے، لیکن بڑے بڑے سوشلسٹوں نے آئندہ کبھی کمیونزم کی اعلی منزل کے آنے کا تصور کرتے وقت اپنے سامنے محنت کی اس پیداواری قوت کو نہیں رکھا جو فی الحال موجود ھے، اور نہ آجکل کے ان تنگ‌نظر لوگوں سے تخمینہ کیا جو پومیالوفسکی کی کہانیوں کے بورساک (٦٩) کی طرح سماجی مال کو یوں ھی خواہ‌مخواہ تباہ کرتے پھرتے ھیں اور ناممکن چیز کا تقاضا کرتے ھیں۔

کمیونزم کی ''اعلی،، منزل آنے تک سوشلسٹوں کا مطالبہ یہ ھے کہ سماج کی طرف سے اور ریاست کی طرف سے محنت کے پیمانوں پر اور سامان استعمال کے پیمانوں پر سخت سے سخت نگرانی رھنا چاھئے۔ لیکن اس نگرانی کی ابتدا یوں ھو کہ سرمایہ‌داروں کو غصب کیا جائے، سرمایہ‌داروں پر مزدوروں کی نگرانی قائم کی جائے، اور اختیارات کا استعمال دفترشاھی ریاست کے ھاتھ میں نہ ھو بلکہ مسلح مزدوروں کی ریاست کے ھاتھ میں ھو۔

بورژوا نظریات‌داں (اور ان کے چیلے تسرےتیلی اور چیرنوف قسم کے لوگ) سرمایہ‌داری کے بھاڑے کے ٹٹو کرتے یہ ھیں کہ آج

کی سیاست کے جو سب سے اہم اور شدید سوال ہیں ان کی جگہ بہت دور مستقبل کے اختلافی خیالات اور مباحثوں کو لے آتے ہیں۔ مثلاً آج کے اہم سوال یہ ہیں کہ سرمایہ‌داروں کا غصب کیا جائے اور تمام باشندوں کو ایک بہت بڑے ''سنڈی کیٹ''، یعنی خود ریاست کا ملازم اور کارکن بنا دیا جائے اور اس سنڈی کیٹ کی تمام سرگرمیوں کو ایک واقعی جمہوری ریاست کے ماتحت کر دیا جائے، جو مزدوروں اور فوجیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی ریاست ہو۔

اصل بات یہ ہے کہ جب ایک عالم فاضل پروفیسر صاحب، اور ان کی دیکھا دیکھی کوئی ٹٹ‌پونجیا، اور اس کی نقل میں تسرے‌تیلی اور چیرنوف قسم کے لوگ خلاف عقل یوٹوپیا کے طعنے دیتے ہیں، بالشویکوں کے چکنے چپڑے وعدوں کا ذکر کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ سوشلزم کو ''رائج کرنا'' ناممکن ہے تو ان کے دماغ میں کمیونزم کی یہی اعلی منزل یا بلند مرحلہ ہوتا ہے جس کے ''رائج کرنے'' کا نہ تو کسی نے وعدہ کیا ہے اور نہ خیال کیوں کہ اس کو ''رائج'' نہیں کیا جا سکتا۔

اب یہاں سوشلزم اور کمیونزم کے درمیان علمی فرق کا سوال آتا ہے جسے اینگلس نے ''سوشل ڈیموکریٹ'' نام کی غلطی کے بارے میں مذکورہ بالا بحث کے وقت کسی قدر اٹھایا ہے۔ سیاسی طور پر کمیونزم کی پہلی یا نچلی منزل اور اعلی منزل کا فرق غالباً کسی وقت بہت زیادہ ہو سکتا ہے، لیکن فی الحال سرمایہ‌داری میں رہتے ہوئے اس فرق کا تخمینہ کرنا مضحکہ‌خیز ہے اور اسے پہلے نمبر پر رکھنے کی حرکت شاید اکادکا نراجی ہی کر سکتے ہیں (بشرطیکہ نراجیوں میں ایسے لوگ باقی رہ گئے ہوں جنھوں نے کروپوتکن، گراو، کورنیلسن اور نراجیت کے دوسرے ''ستاروں'' کی ''پلیخانوف جیسی'' کایاپلٹ سے کچھ نہ سیکھا ہو، کہ وہ نراجیت سے ایک دم جارحانہ قوم پرستی یا بقول گے کے جو ایسے چند نراجیوں میں ہیں جنھوں نے عزت نفس اور ضمیر کی پاکیزگی کو ابھی تک سنبھالے رکھا ہے، Anarchotrenchism میں مبتلا ہو گئے)۔

لیکن سوشلزم اور کمیونزم کا علمی فرق بہت واضح ہے۔ جسے عام طور سے سوشلزم کہا جاتا ہے یہ وہی ہے جس کو مارکس نے

کمیونسٹ سماج کی ''پہلی،، نچلی منزل سے تعبیر کیا تھا۔ جہاں تک کہ ذرائع پیداوار کے عام مشترکہ ملکیت ہونے کا تعلق ہے لفظ ''کمیونزم،، اس پر بھی صادق آتا ہے، اگر ہم یہ نہ بھول جائیں کہ اس حد میں پہنچ کر مکمل کمیونزم قائم نہیں ہوتا ہے۔ مارکس کی تشریحات کی زبردست اہمیت یہ ہے کہ یہاں بھی وہ برابر مادی جدلیات سے کام لیتے ہیں، ارتقا کے نظریے کو صادق کرتے ہیں اور کمیونزم کو ایک ایسی چیز بتاتے ہیں جو سرمایہ‌داری میں سے ابھرتی ہے۔ لفظوں کی موشگافی کرنے کے بجائے (سوشلزم کیا ہے اور کمیونزم کیا ہے؟)، فضول بحث مباحثے کے بجائے مارکس نے تجزیہ کیا ہے کہ وہ کونسے حالات ہیں جنہیں کمیونزم کی معاشی پختگی کی منزلیں قرار دیا جا سکتا ہے۔

پہلے مرحلے یا پہلی منزل میں کمیونزم معاشی طور سے پوری طرح پختہ نہیں ہو سکتا اور سرمایہ‌داری کی روایات سے، اس کے اثرات سے مکمل طور پر پاک نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے یہ دل‌چسپ صویر سامنے آتی ہے کہ کمیونزم کے پہلے مرحلے میں ''بورژوا حق کی تنگ سرحدیں،، قائم رہتی ہیں۔ لازمی بات ہے کہ جہاں تک صرفے کی اشیا کی تقسیم کا تعلق ہے بورژوا حق قائم رہنے کا مطلب یہ ہے کہ بورژوا ریاست بھی قائم رہے کیوں کہ حق کا وجود ہی نہیں ہوگا جب تک کوئی ایسا ڈھانچہ موجود نہ ہو جو حق کے معیاروں کو زندگی میں نافذ کرنے اور ان کی پابندی کرانے کا اختیار رکھتا ہو۔

نتیجہ یہ نکلا کہ کمیونزم میں کچھ عرصے تک نہ صرف بورژوا حق باقی رہتا ہے بلکہ بورژوا طبقے کے بغیر بورژوا ریاست بھی برقرار رہتی ہے!

ممکن ہے کہ یہ بات بظاہر قول محال معلوم ہوتی ہو یا محض جدلیات کا گورکھ دھندا جس کا طعنہ مارکسزم کو ایسے لوگوں کی طرف سے اکثر دیا جاتا ہے جنھوں نے کبھی اس نظریے کی غیرمعمولی گہرائی کو سمجھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔

لیکن حقیقت پوچھئے تو نئے میں پرانے کا باقی رہ جانا روزمرہ کی بات ہے اور زندگی میں ہر قدم پر اس کا سامنا ہوتا ہے، قدرت کے کارخانے میں بھی اور سماج میں بھی۔ مارکس نے یوں ہی یک

طرفہ طور سے کمیونزم میں ''بورژوا،، حق کا لفظ نہیں رکھ دیا ہے، بلکہ اس پر زور دیا ہے کہ معاشی اور سیاسی حیثیت سے یہ صورت اس سماج میں لازمی ہے جو سرمایہ‌داری کے بطن سے پیدا ہوا ہو۔

مزدور طبقہ جب اپنی نجات کےلئے سرمایہ‌داروں سے جدوجہد کر رہا ہو تو جمہوریت کی اس کےلئے بہت زبردست اہمیت ہوتی ہے۔ تاہم جمہوریت ایسی سرحد ہرگز نہیں ہے جس سے آگے قدم نہ رکھنا چاہئے، یہ صرف ایک منزل ہے اس راہ پر جو جاگیرداری سے سرمایہ‌داری کو جاتی ہے اور سرمایہ‌داری سے کمیونزم کو۔

جمہوریت کے معنی ہیں مساوات۔ پرولتاری طبقہ جو مساوات کی جدوجہد کر رہا ہے اس کی اور مساوات کے نعرے کی کیا زبردست اہمیت ہے یہ بات صاف ہو جائےگی اگر ہم صحیح طریقے سے اسے بیان کریں کہ مساوات اور اس کے نعرے کا مطلب ہے طبقوں کا خاتمہ۔ لیکن جمہوریت کے معنی تو صرف ظاہری یا رسمی مساوات کے ہیں۔ پیداوار کے ذرائع کی ملکیت کے تعلق سے سماج کے تمام لوگوں کا حق جیسے ہی مساوی ہو جائےگا، یعنی محنت میں اور محنت کے معاوضے میں جوں ہی مساوات قائم ہو جائے گی تو لازمی بات ہے کہ انسانیت کے سامنے اگلا قدم اٹھانے کا مسئلہ درپیش ہوگا اور ظاہری مساوات سے اصلی مساوات کا سوال آئےگا — یوں سمجھئے کہ اس اصول پر عملدرآمد ہوگا کہ ''ہر ایک سے اس کی قابلیت کے مطابق اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق،،۔ کن کن منزلوں سے ہوکر، کن عملی تدبیروں کے ذریعے انسانیت اس مقصوداعلی کو پہنچےگی، نہ تو ہمیں یہ معلوم ہے، نہ معلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ جان لینا اہم ہے کہ عام بورژوا تصور انتہائی دروغ گوئی سے بھرا ہے گویا سوشلزم کسی مردہ اور باسی چیز کا نام ہے جو سدا کےلئے ایک مقررہ صورت ہے، حالاں‌کہ حقیقت میں صرف سوشلزم کے تحت تیز رفتار، اصلی اور صحیح معنی میں عوامی سرگرمی شروع ہوتی ہے جس میں شروع میں آبادی کی اکثریت شرکت کرتی ہے اور پھر ساری کی ساری آبادی شریک ہو جاتی ہے اور سماجی اور ذاتی زندگی کے سارے شعبے اس کے ساتھ حرکت میں آجاتے ہیں۔

جمہوریت ریاست کی کئی مختلف شکلوں میں سے ایک شکل

ہے ۔ چناں چہ ہر قسم کی ریاست کی طرح جمہوریت میں بھی ایک طرف تو لوگوں کے خلاف باقاعدہ اور باضابطہ تشدد سے کام لیا جاتا ہے اور دوسری طرف ظاہری یا رسمی طور سے وہ شہریوں کی مساوات کا دم بھرتی ہے اور کہتی ہے کہ تمام لوگوں کو مساوی حق ہے کہ وہ ریاست کی تعمیر اور اسے چلانے کے متعلق فیصلہ کریں ۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہوتے ہوتے جمہوریت کے ارتقا کی ایک منزل ایسی آتی ہے جب شروع میں وہ اس طبقے کو ایک ساتھ کھڑا کر دیتی ہے جو سرمایہ‌داری کے خلاف انقلابی جنگ کرتا ہے، یعنی پرولتاری طبقہ کو، اور اسے اس کا موقع دیتی ہے کہ بورژوا بلکہ رپبلکی بورژوا، سرکاری نظم و نسق، مستقل فوج، پولیس اور دفتری مشینری کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے، اس کے پرخچے اڑا دے اور اسے روئے زمین سے صاف کردے اور اس کی جگہ اپنے لئے زیادہ جمہوری سرکاری نظم و نسق قائم کرے ۔ مگر ہاں یہ اس وقت بھی ریاستی مشینری ہوگی جو مسلح مزدوروں کی صورت میں آئےگی، اور مسلح مزدوروں کی جمعیت بڑھتے بڑھتے ملیشیا کی شکل اختیار کر لےگی جس میں تمام آبادی شریک ہوگی۔

یہاں پہنچ کر ''کمیت کیفیت میں تبدیل ہو جاتی ہے'': اس درجے کی جمہوریت درحقیقت بورژوا سماج کی حدود سے آگے نکل جاتی ہے اور اس کی اشتراکی تعمیرنو کا آغاز بن جاتی ہے ۔ اگر واقعی سب لوگ ریاست کا نظم و نسق چلانے میں شریک ہو جائیں تو سرمایہ‌داری اپنا شکنجہ برقرار نہیں رکھ سکتی ۔ اور سرمایہ‌داری کا آگے بڑھنا رفتہ رفتہ اس نوبت تک پہنچتا ہے جس سے ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ واقعی ''تمام'' لوگ ریاست کا نظم و نسق چلانے میں شریک ہونے کا موقع پا سکیں ۔ ان حالات میں سے بعض یہ ہیں: عام تعلیم جو کئی نہایت ترقی‌یافتہ سرمایہ‌دارانہ ملکوں میں اب بھی رائج ہو چکی ہے، پھر لاکھوں کروڑوں مزدوروں کا بڑے بڑے، بھاری، پیچیدہ اور سماجی ملکیت بنائے ہوئے ڈاک تار کے محکموں میں، ریلوے میں، زبردست کارخانوں میں، بڑے پیمانے کے کاروبار، تجارت اور بینکوں وغیرہ میں ''سیکھنا اور ڈسپلن اختیار کرنا''۔

ان معاشی حالات کے پیدا ہونے سے یہ عین ممکن ہو گیا ہے کہ سرمایہ‌داروں اور ان کی دفترشاہی کا تختہ الٹتے ہی فوراً پیداوار

اور تقسیم کے سارے انتظام کی نگرانی، محنت اور پیداوار کا حساب کتاب رکھنے کے کام کی ساری ذمہ داری مسلح مزدور اپنے ہاتھوں میں لےلیں، اور پوری مسلح آبادی یہ انتظام سنبھال لے۔ (نگرانی اور حساب کتاب کے سوال کو سائنسی تربیت یافتہ انجینیروں اور ماہرین زراعت وغیرہ کے اسٹاف کے مسئلے سے گڈمڈ نہ کرنا چاہئے۔ یہ ماہرین، بھلے آدمی آج سرمایہ‌داروں کا منشا پورا کرنے میں لگے ہوئے ہیں، کل مسلح مزدوروں کے منشا کی پابندی یہ لوگ اور بھی خوبی سے کریں گے۔)

حساب کتاب اور نگرانی یہ ہے وہ اصل چیز جو کمیونسٹ سماج کی پہلی منزل میں سہولت سے کام چلانے اور ٹھیک طرح جاری رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ تمام باشندے ریاست کے تنخواہ یافتہ ملازم بن جاتے ہیں اور ریاست مسلح مزدور ہوتے ہیں۔ تمام شہری ایک کل قومی ریاستی ''سنڈی کیٹ،، کے ملازم اور مزدور ہو جاتے ہیں۔ ساری بات یہ ہے کہ وہ برابر کا کام کریں، کام میں اپنا مناسب حصہ پورا کریں اور برابر کا معاوضہ پائیں۔ اس مقصد کےلئے جو حساب کتاب رکھنا اور نگرانی کرنا ہوتا ہے اس کو سرمایہ‌داری نے انتہائی آسان بنا دیا ہے اور اس کی کارگزاری غیرمعمولی طور پر سادہ کر دی ہے جو کوئی بھی معمولی خوانده آدمی انجام دے سکتا ہے۔ اس کےلئے صرف نگرانی کرنا اور اندراج کرنا، حساب کے چار ابتدائی اصول جاننا کافی ہے اور باقاعدہ رسیدیں جاری کرنا بس۔ *

جب لوگوں کی اکثریت آزادی کے ساتھ ہر جگہ اس قسم کا حساب کتاب رکھنے لگتی ہے اور ان سرمایہ‌داروں (جو اب مالک نہیں، ملازم بن جاتے ہیں) اور دانش‌ور حضرات پر جو بعد میں بھی

---

* جب ریاست کی اہم ترین کارگزاری خود مزدوروں کی طرف سے اس قسم کے حساب کتاب اور نگرانی کی حد تک پہنچتی ہے تب وہ ''سیاسی ریاست،، نہیں رہتی اور ''پبلک کارگزاری کی سیاسی نوعیت ختم ہو جاتی ہے، وہ صرف معمولی سی انتظامی کارگزاری رہ جاتی ہے،، (اینگلس کی ''نراجیوں سے بحث ،، حوالے کے لئے ملاحظہ ہو، باب ۴، پیراگراف ۲)۔

سرمایہ‌دارانہ عادتوں پر قائم رہتے ہیں، اس طرح کی نگرانی قائم کرنے لگتی ہے تو پھر یہ نگرانی سب کےلئے واقعی عام اور عوامی ہوجاتی ہے، اس سے بچ کر نکلنے کی کوئی صورت نہیں رہتی اور ''نہ اس سے کوئی مفر،، ہوتا ہے۔

یہ صورت قائم ہونے کے بعد سارا سماج ایک ہی دفتر، ایک ہی فیکٹری بن جائےگا جس میں سب کی محنت مساوی ہوگی، سب کی تنخواہ یا اجرت مساوی ہوگی۔

مگر یہ ''فیکٹری،، کا سا ڈسپلن جو پرولتاریہ سرمایہ‌داروں کو شکست دینے کے بعد، استحصال کرنےوالوں کا تختہ الٹنے کے بعد پورے سماج پر عائد کرےگا، یہ ڈسپلن ہرگز ہمارا آدرش نہیں ہے، ہماری منزل مقصود نہیں ہے۔ یہ بس مجبوری کا ایک قدم ہے اس غرض سے کہ معاشرے کے بدن سے اچھی طرح وہ نجاست خارج کردی جائے، وہ گندگی اور کمینگی دور کردی جائے جو سرمایہ‌دارانہ استحصال کا نتیجہ ہے اور یہ آگے کی طرف بڑھنے کا قدم ہے۔

جس لمحے سے معاشرے کے تمام لوگ، اور تمام نہ سہی تو ان کی ایک بھاری اکثریت، ریاست کے کارہائے منصبی خود چلانا سیکھ لیں گے، ان کی ذمہ‌داری خود اٹھائیں گے، سرمایہ‌داروں کی مٹھی بھر اقلیت پر اور ان شرفا پر جو اپنی سرمایہ‌دارانہ عادتیں باقی رکھنا چاہتے ہیں، اور ان مزدوروں پر جنھیں سرمایہ‌داری نے بالکل بگاڑ دیا ہے، نگرانی ''نافذ،، کریں‌گے، اسی لمحے سے کسی قسم کے نظم و نسق کی ضرورت قطعی طور پر ختم ہونے لگےگی۔ جمہوریت جتنی مکمل ہوگی اتنا ہی وہ وقت قریب آتا جائےگا جب جمہوریت کی ضرورت ہی نہ رہے۔ مسلح مزدوروں پر مشتمل ''ریاست،، جتنی زیادہ جمہوری ہوگی — اور وہ ''صحیح معنوں میں ریاست ہوگی ہی نہیں،، — اتنی ہی تیزی سے ریاست کی ہر شکل مٹنی شروع ہو جائے گی۔

کیوں کہ جب سارے لوگوں کو سماجی پیداوار کے کام چلانے آجائیں گے اور وہ واقعی خود یہ ذمہ‌داریاں ادا کرنے لگیں گے، جب وہ اپنے طور پر حساب کتاب اور کام چوروں پر، شریف‌زادوں پر، مال غبن کرنےوالوں پر اور اسی قسم کے ''سرمایہ‌داری کی

روایات کے محافظوں،، پر نگرانی کرنے لگیں گے تو تب اس عام حساب کتاب اور نگرانی سے بچ کر نکلنا بے انتہا مشکل اور اتفاقی واقعہ ہوجائےگا، غالباً اس پر ایسی فوری اور سخت سزا دی جایا کرےگی (کیونکہ مسلح مزدور عملی لوگ ہوتے ہیں، وہ کوئی جذباتی دانش‌ور نہیں ہوتے اور شرارت کرکے نکل جانے کا شاید ہی کسی کو موقع دینگے) کہ انسان کے معاشرتی معاملات کے جو بنیادی، سیدھے سادے اصول ہیں ان کی پابندی کرنے کی ضرورت لوگوں کی عادت بن جائےگی۔

تب وہ شاہراہ کھل جائےگی جس پر کمیونسٹ سماج کی پہلی منزل طے کرکے اس کی اعلی منزل کی طرف بڑھا جائے اور اسی کے ساتھ ریاست قطعی طور پر مٹ جائے۔

اگست — ستمبر ۱۹۱۷ء میں لکھا گیا۔ باب ۲ کا پیرا ۳، ۱۷ دسمبر ۱۹۱۸ء سے پہلے لکھا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۳، صفحات ۱۶ — ۲۲، ۳۳ — ۳۵، ۳۶ — ۵۶، ۸۳ — ۱۰۲

14—862

مصالحتوں کے بارے میں

اپنے بعض مطالبات سے دست‌بردار ہونا، اپنے مطالبات کے کچھ حصوں کو چھوڑ دینا تاکہ دوسرے فریق سے سمجھوتہ کیا جائے سیاست میں مصالحت کہلاتا ہے۔

عام طور پر تنگ نظر لوگوں کا بالشویکوں کے بارے میں یہ خیال ہے کہ وہ کبھی کسی سے مصالحت نہیں کرتے اور اسے بالشویکوں کو بدنام کرنےوالا پریس ہوا دیتا ہے۔

ایسا خیال ہمارے لئے انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کی حیثیت سے ستائش آمیز ہے کیونکہ یہ ثابت کرتا ہے کہ سوشلزم اور انقلاب کے بنیادی اصولوں سے ہماری وفاداری کو دشمن بھی ماننے پر مجبور ہیں۔ بہرحال حق بات یہ ہے کہ یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اینگلس حق بجانب تھے جب انہوں نے بلانکسٹ کمیونسٹوں کے مینی‌فسٹو (۱۸۷۳ء) پر اپنی تنقید میں ان کے ''کوئی مصالحت نہیں!'' * والے اعلان کا مذاق اڑایا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ کھو کھلی لفاظی ہے کیونکہ ہر جدوجہد کرنےوالی پارٹی کو حالات اکثر ناگزیر طور پر مصالحت کےلئے مجبور کر دیتے ہیں اور ''قرض کو قسطوں پر وصول کرنے سے'' ** ہمیشہ

* اینگلس۔ ''جلاوطنی کا ادب۔ کمیون کے بلانکسٹ جلاوطنوں کا پروگرام۔'' (ایڈیٹر)

** اینگلس۔ ''آنیوالا اطالوی انقلاب اور سوشلسٹ پارٹی۔'' (ایڈیٹر)

انکار کرنا فضول ہے۔ حقیقی انقلابی پارٹی کا فریضہ یہ نہیں ہے کہ وہ تمام مصالحتوں سے انکار کے ناممکن ہونے کا اعلان کر دے بلکہ فریضہ یہ ہے کہ تمام مصالحتوں سے گذر کر، جب وہ ناگزیر ہوں، اپنے اصولوں، اپنے طبقے، اپنے انقلابی فریضے، اپنے انقلاب کی تیاری اور انقلاب کی فتح کےلئے عوام کی تربیت کے کام سے وفاداری برتے۔

مثلاً تیسری اور چوتھی دوما میں (۷۰) شرکت پر راضی ہونا مصالحت تھی، انقلابی مطالبات سے عارضی طور پر دستبردار ہونا تھا۔ لیکن یہ قطعی مجبوری کی مصالحت تھی کیونکہ قوتوں کے توازن کے پیش نظر ہمارے واسطے کچھ مدت تک عوامی انقلابی جدوجہد کا سوال ہی نہیں تھا اور اس کی طویل تیاری کےلئے ایسے ہی ''سور کے بھٹ،، کے اندر سے کام کرنا تھا۔ تاریخ نے ثابت کر دیا کہ بالشویکوں نے پارٹی کی حیثیت سے جس طرح اس سوال کو پیش کیا وہ بالکل ٹھیک تھا۔

اب سوال مجبوری کی مصالحت کا نہیں بلکہ رضاکارانہ مصالحت کا ہے۔

ہماری پارٹی، دوسری سیاسی پارٹیوں کی طرح اپنے لئے سیاسی تسلط کی کوشاں ہے۔ ہمارا مقصد انقلابی پرولتاریہ کی آمریت ہے۔ انقلاب کے چھہ مہینوں نے بہت واضح، پرزور اور پریقین طور پر اسی مخصوص انقلاب کے مفادات میں اس مطالبے کے صحیح اور ناگزیر ہونے کی تصدیق کی ہے کیونکہ دوسری طرح لوگوں کےلئے جمہوری امن، کسانوں کےلئے زمین اور مکمل آزادی (مکمل جمہوری ریپبلک) حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ ہمارے انقلاب کے نصف سال میں واقعات کی رفتار، طبقوں اور پارٹیوں کی جدوجہد اور ۲۰ — ۲۱ اپریل، ۹ — ۱۰ اور ۱۸ — ۱۹ جون، ۳ — ۵ جولائی اور ۲۷ — ۳۱ اگست کے بحرانوں کے ابھار نے (۷۱) اس کو دکھایا اور ثابت کردیا ہے۔

اب روسی انقلاب میں ایسا اچانک اور انوکھا موڑ آیا ہے کہ ہم پارٹی کی حیثیت سے رضاکارانہ مصالحت کی پیش کش کر سکتے ہیں — یہ سچ ہے کہ بورژوازی سے نہیں جو ہماری براہ راست اور خاص طبقاتی دشمن ہے بلکہ اپنے قریب‌ترین مخالفوں، ''حکمراں،،

پیٹی بورژوا جمہوری پارٹیوں، سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں سے۔

محض استثنا کے طور پر، محض مخصوص صورت حال کے لحاظ سے جو صاف ظاہر ہے صرف بہت مختصر عرصے کےلئے ہوگی، ہم ان پارٹیوں سے مصالحت کی پیش کش کر سکتے ہیں اور میرے خیال میں ہم کو ایسا کرنا چاہئے۔

ہماری طرف سے مصالحت جولائی سے پہلے کے ہمارے اس مطالبے کی طرف واپسی ہے کہ سارا اقتدار سوویتوں کو دیا جائے اور سوویتوں کے سامنے جواب‌ده سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کی حکومت ہو۔

ابھی اور صرف ابھی، ممکن ہے کہ صرف چند دنوں کے دوران میں یا ایک دو ہفتوں میں ایسی حکومت بالکل پرامن طور پر قائم اور مستحکم کی جا سکے۔ وہ زبردست امکان کے ساتھ پورے روسی انقلاب کو پرامن طور پر آگے بڑھانے کی ضمانت دے سکے اور امن اور سوشلزم کی فتح کی طرف عالمی تحریک کی زبردست پیش قدمی کے غیرمعمولی بڑے مواقع فراہم کر سکے۔

صرف انقلاب کے اس پرامن ارتقا کے نام پر — تاریخ میں انتہائی نایاب اور انتہائی بیش قیمت امکان، غیر معمولی طور پر نایاب امکان کے نام پر ہی بالشویک جو عالمی انقلاب کے حامی، انقلابی طریقوں کے حامی ہیں، میرے خیال میں ایسی مصالحت کر سکتے ہیں اور ان کو کرنا چاہئے۔

یہ مصالحت ان نکات پر مشتمل ہوگی کہ بالشویک حکومت میں شرکت کے دعویدار نہ ہوکر (یہ بین‌الاقوامیت کے حامیوں کے لئے ناممکن ہے جب تک کہ پرولتاریہ اور غریب کسانوں کی آمریت کا واقعی وجود نہ ہو) پرولتاریہ اور غریب کسانوں کو اقتدار دینے کے مطالبے کو فوری طور پر پیش کرنے سے اور اس مطالبے کے لئے جدوجہد کے انقلابی طریقوں سے انکار کر دیں‌گے۔ ایک شرط یہ ہوگی جو بجائے خود واضح ہے اور سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کےلئے نئی نہیں ہے کہ ایجی‌ٹیشن کی مکمل آزادی اور مزید تاخیر کے بغیر یا جلد ہی آئین‌ساز اسمبلی (۲۷) کا انعقاد ہو۔

مینشویک اور سوشلسٹ انقلابی حکومت کا بلاک ہونے کی

حیثیت سے یہ مان لیں گے (یہ فرض کرتے ہوئے کہ مصالحت ہو گئی ہے) کہ وہ ایسی حکومت بنائیں گے جو پورے اور قطعی طور پر سوویتوں کے سامنے جوابدہ ہو اور سارا اقتدار سوویتوں کے ہاتھ میں مقامی طور پر بھی دے دیا جائے۔ یہ ''نئی'' شرط ہوگی۔ میرے خیال میں بالشویک اور کوئی شرط یہ فرض کرتے ہوئے پیش نہیں کریں گے کہ ایجی ٹیشن کی واقعی مکمل آزادی اور سوویتوں کی تشکیل (ان کے نئے انتخاب کے ذریعہ) اور ان کے برسرکار ہونے میں نئی جمہوریت کا فوری وجود بجائے خود انقلاب کو پرامن طور سے آگے بڑھانے اور سوویتوں کے اندر پارٹی کی کشمکش کو پرامن طور سے ختم کرنے کی ضمانت ہیں۔

شاید اب یہ ناممکن ہو؟ شاید۔ لیکن اگر سو میں ایک بھی امکان ہے تو اس موقع کو حاصل کرنا چاہئے۔

اس ''مصالحت'' سے دونوں ''رضامند'' فریقوں کو کیا فائدہ ہوگا یعنی بالشویکوں کو ایک طرف اور سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کو دوسری طرف؟ اگر دونوں فریقوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا تو مصالحت کو ناممکن سمجھنا چاہئے اور پھر اس کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ مصالحت چاہے جتنی مشکل ہو (جولائی اور اگست کے دو مہینوں کے بعد جن کا مقابلہ دو دھائی کے ''پرامن'' اور خوابیدہ برسوں سے کیا جاسکتا ہے) میرے خیال میں اس کے عملی جامہ پہننے کا کچھ امکان ہے اور یہ امکان سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کے اس فیصلے نے پیدا کیا ہے کہ وہ کیڈٹوں کے ساتھ حکومت میں شریک نہ ہوں گے۔

بالشویکوں کو یہ فائدہ ہوگا کہ ان کو اپنے خیالات کا پروپیگنڈا کرنے کی پوری آزادی کا موقع ملے گا اور واقعی مکمل جمہوریت کے حالات میں سوویتوں میں اپنا اثر بڑھانے کا موقع ملے گا۔ بالشویکوں کے لئے اس آزادی کو زبانی ''ہر شخص'' تسلیم کرتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسی آزادی بورژوا حکومت یا ایسی حکومت کے تحت ناممکن ہے جس میں بورژوازی حصہ لے رہی ہو، ایسی حکومت کے تحت جو سوویت نہیں ہے۔ سوویت حکومت کے تحت ایسی آزادی ممکن ہوگی (ہم یہ نہیں کہتے کہ یقینی ایسا ہوگا لیکن بہر حال ممکن ہوگا)۔ ایسے مشکل زمانے میں اس طرح کے امکانات

کے پیش‌نظر سوویتوں میں موجودہ اکثریت سے سمجھوتہ کرنا مناسب ہوگا۔ حقیقی جمہوریت کے حالات میں ہمیں کسی چیز سے ڈرنا نہیں چاہئے کیونکہ حقیقت ہمارے ساتھ ہے اور حتی کہ ہماری دشمن پارٹیوں کے اندر جیسے سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کی پارٹیوں کے اندر مختلف رجحانات کا ارتقا بھی ہمیں صحیح ثابت کرتا ہے۔

مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کو یہ فائدہ ہوگا کہ عوام کی زبردست اکثریت پر بھروسہ کرکے اور سوویتوں میں اپنی اکثریت کے ''پرامن،، استعمال کی ضمانت حاصل کرکے انہیں فوراً اپنے بلاک کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کا پورا موقع مل جائے گا۔

یہ سچ ہے کہ اس بلاک سے جو غیریکساں ہے کیونکہ یہ بلاک ہے اور کیونکہ پیٹی بورژوا جمہوریت ہمیشہ بورژوازی یا پرولتاریہ کے مقابلے میں کم یکساں ہوتی ہے، غالباً اس بلاک سے دو آوازیں بلند ہوں۔

ایک آواز کہے: ہم بالشویکوں کے ساتھ، انقلابی پرولتاریہ کے ساتھ کسی طرح ایک راستے پر گامزن نہیں ہو سکتے۔ وہ بہر حال غیرمعمولی اقدامات کا مطالبہ کرےگا اور جوشیلی خطابت سے غریب کسانوں کو اپنی طرف پھسلا لےگا۔ وہ امن کا مطالبہ اور اتحادیوں سے تعلق ختم کرنے کا مطالبہ کرےگا۔ یہ ناممکن ہے۔ ہم بورژوازی کے ساتھ بہتر اور محفوظ ہیں، بہر حال ہم اس سے علحدہ نہیں ہوئے ہیں، صرف عارضی طور پر جھگڑا ہوگیا ہے اور وہ بھی کورنیلوف کے ایک واقعہ پر۔ لڑے ہیں اور میل کر لیں گے۔ مزید برآں بالشویک ہمیں کچھ ''دے،، بھی تو نہیں رہے ہیں کیونکہ ان کی جانب سے بغاوت کی کوششیں بہرنوع اسی طرح ناکام ہوں‌گی جیسے ۱۸۷۱ء کا کمیون ہوا تھا۔

دوسری آواز کہےگی: کمیون کا حوالہ بہت ہی سطحی حتی کہ حماقت ہے۔ کیونکہ اول تو ۱۸۷۱ء کے بعد بالشویکوں نے کچھ نہ کچھ تو سیکھا ہے، وہ بینکوں پر قبضہ کرنے سے نہ چوکتے اور وارسائی پر دھاوا بولنے سے نہ انکار کرتے اور ایسے حالات میں کمیون فتح‌یاب ہوتا۔ اس کے علاوہ کمیون عوام کو فوراً وہ نہیں پیش کر سکتا تھا جو بالشویک پیش کر سکتے ہیں، اگر وہ برسراقتدار

آجائیں یعنی کسانوں کو زمین، امن کی فوری پیش کش، پیداوار پر حقیقی نگرانی اور یوکرینیوں اور فن‌لینڈوالوں سے ایماندارانہ صلح وغیرہ۔ اگر صاف صاف کہا جائے تو بالشویکوں کے ہاتھ میں کمیون کے مقابلے میں دس گنے زیادہ ''ترپ کے پتے،، ہیں۔ دوسرے، کمیون کا مطلب کسی نہ کسی طرح شدید خانہ‌جنگی ہے، اس کے بعد پر امن ثقافتی ترقی میں طویل عرصے کےلئے رکاوٹ ہے، سارے میکمیھونوں اور کورنیلوفوں کی سرگرمیوں اور سازشوں کو آسان بنانا ہے اور ایسی سرگرمیاں ہمارے سارے بورژوا معاشرے کے لئے خطرناک ہیں۔ کیا کمیون کا خطرہ مول لینا عقلمندی ہے؟

اور روس میں کمیون ناگزیر ہے، اگر ہم اقتدار نہ لیں، اگر حالات ایسے ہی سنگین رہیں جیسے ۶ مئی اور ۳۱ اگست کے درمیان تھے۔ ہر انقلابی مزدور اور سپاہی ناگزیر طور پر کمیون کا خیال کریگا، اس پر یقین کریگا، ناگزیر طور پر اس کے حصول کی کوشش کریگا۔ وہ سوچےگا: لوگ مر رہے ہیں۔ جنگ، فاقہ‌کشی اور تباہی زیادہ پھیلتی جا رہی ہے۔ صرف کمیون ہی بچا سکتا ہے۔ چاہے ہم سب تباہ ہو جائیں، مر جائیں لیکن کمیون کو وجود میں لاکر رہیں‌گے۔ مزدوروں کےلئے ایسے خیالات ناگزیر ہیں اور اب کمیون کو کچل دینا اتنا آسان نہیں ہوگا جتنا ۱۸۷۱ء میں ہوا تھا۔ روسی کمیون کے اتحادی ۱۸۷۱ء کے مقابلے میں ساری دنیا میں سوگنا زیادہ طاقتور ہوں‌گے ... کیا ہم لوگوں کےلئے کمیون کا خطرہ مول لینا عقلمندی ہے؟ اسی طرح یہ بھی نہیں مانا جا سکتا کہ حقیقت میں بالشویک ہم کو اپنی مصالحت سے کچھ نہیں دیتے ہیں۔ کیونکہ سب مہذب ملکوں میں مہذب وزیر جنگ کے دوران پرولتاریہ کے ساتھ ہر مصالحت کی خواہ وہ بہت چھوٹی ہی کیوں نہ ہو بڑی قدر کرتے ہیں۔ بہت زیادہ قدر کرتے ہیں۔ اور یہ کاروباری لوگ ہیں، اصلی وزیر ہیں۔ بالشویک جبر و تشدد کے باوجود، اپنے پریس کی کمزوری کے باوجود تیزی سے مضبوط ہو رہے ہیں۔ کیا ہمارے لئے کمیون کا خطرہ مول لینا عقلمندی ہے؟

ہم معتبر اکثریت رکھتے ہیں، غریب کسانوں کی بیداری ابھی اتنی قریب نہیں ہے، ہماری صدی محفوظ ہے۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ کسانوں کے ملک میں اکثریت انتہاپسندوں کا ساتھ

دے۔ ایک عیاں اکثریت کے خلاف حقیقی جمہوری ریپبلک میں بغاوت ناممکن ہے۔ اس طرح دوسری آواز کہےگی۔

ممکن ہے کہ مارتوف یا اسپیریدونووا کے حامیوں کے درمیان سے کوئی تیسری آواز کہے: "رفیقو"، مجھے اس پر غم و غصہ ہے کہ آپ دونوں کمیون اور اس کے امکانات پر سوچ بچار کرکے اٹل طور پر اس کے مخالفین کا ساتھ دے رہے ہیں۔ ایک یا دوسری طرح آپ دونوں ان لوگوں کے ساتھ ہیں جنھوں نے کمیون کو کچل دیا تھا۔ میں کمیون کی تبلیغ نہیں کرتا، پہلے سے اس کا وعدہ نہیں کر سکتا کہ میں اس کی صفوں میں لڑوں‌گا جیسا کہ ہر بالشویک کرےگا لیکن بہرحال مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اگر کمیون میری کوششوں کے باوجود پھوٹ پڑتا ہے تو میں اس کے مخالفوں کو نہیں بلکہ اس کے حامیوں کو مدد دینا بہتر سمجھوں‌گا۔

"بلاک"، میں اختلاف رائے زبردست اور ناگزیر ہے کیونکہ پیٹی بورژوا جمہوریت میں رنگوں کی کمی بیشی ہوتی ہے، مکمل وزارتی، مکمل بورژوا سے لےکر نیم غریب تک جو ابھی تک پرولتاری کی پوزیشن اختیار کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور ان بھانت بھانت کی آوازوں کا کسی لمحے نتیجہ کیا ہوگا کسی کو معلوم نہیں ہے۔

* * *

مندرجہ بالا سطور بروز جمعہ یکم ستمبر کو لکھی گئی تھیں لیکن اتفاقی حالات کی وجہ سے (تاریخ بتائےگی کہ کیرینسکی کے زیر حکومت سارے بالشویکوں کو اپنی رہائش گاہ کا انتخاب کرنے کی آزادی نہ تھی) وہ اسی دن اخبار کے دفتر تک نہیں پہنچ سکیں۔ سنیچر اور آج کے، اتوار کے اخبارات پڑھ کر میں اپنے آپ سے کہتا ہوں: شاید مصالحت کی پیش کش کےلئے دیر ہو چکی ہے۔ شاید وہ چند دن بھی جن کے دوران پرامن ارتقا ہنوز ممکن تھا وہ گذر چکے ہیں۔ ہاں، تمام باتوں سے ظاہر ہے کہ وہ گذر چکے ہیں۔ کیرینسکی کسی نہ کسی طرح سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی سے اور سوشلسٹ انقلابیوں سے الگ ہو جائےگا اور سوشلسٹ انقلابیوں کے بغیر بورژوازی کی مدد سے اپنے کو مضبوط کرےگا اور بھلا ہو

ان کی بےعملی کا... ہاں، صاف ظاہر ہے کہ وہ دن اب گذر چکے ہیں جب اتفاق سے پرامن ارتقا کا راستہ ممکن ہو گیا تھا۔ اب یہ رہ گیا ہے کہ ان نوٹوں کو اخبار کے دفتر اس درخواست کے ساتھ بھیجا جائے کہ ان کو ''تاخیرآمیز خیالات،، کے عنوان سے چھاپا جائے۔ شاید کبھی کبھی تاخیرآمیز خیالات بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہوتے۔

۳ ستمبر ۱۹۱۷ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۴، صفحات ۱۳۳ — ۱۳۹

منڈلاتی ہوئی آفت اور اس کا مقابلہ کیسے کیا جائے

(اقتباس)

اگر ہم سوشلزم کی جانب بڑھنے سے ڈریں تو کیا ہم پیش‌قدمی کر سکتے ہیں؟

اب تک جو کچھ کہا گیا ہے اس سے ایسے قاری کے ذہن میں اعتراض پیدا ہو سکتا ہے جس کی سیاسی تربیت سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کے رواں موقع‌پرست خیالات سے ہوئی ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ یہاں جو تدابیر بیان کی گئی ہیں جمہوری نہیں بلکہ عملاً اشتراکی تدابیر ہیں!

یہ اعتراض جو عام طور پر (کسی نہ کسی شکل میں) بورژوا، سوشلسٹ انقلابی اور مینشویک پریس میں کیا جا رہا ہے پسماندہ سرمایہ‌داری کی رجعت‌پرست مدافعت، استرووے کے لبادے میں ملبوس مدافعت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سوشلزم کے لئے پختہ نہیں ہوئے ہیں، سوشلزم کو ''رائج کرنا،، قبل از وقت ہے، ہمارا انقلاب بورژوا انقلاب ہے اور لہذا ہمیں بورژوازی کے خدمت‌گار ہونا چاہئے (اگرچہ ۱۲۵ برس پہلے فرانس میں عظیم بورژوا انقلابیوں نے ظالموں، زمینداروں اور سرمایہ‌داروں کے خلاف یکساں طور پر دہشت کو استعمال کرکے اپنے انقلاب کو ایک عظیم انقلاب بنایا!)۔

بورژوازی کے نام نہاد مارکسی حاشیہ بردار جن میں سوشلسٹ انقلابی بھی شامل ہو گئے ہیں اور جو اس طرح بحث کرتے ہیں، یہ نہیں سمجھتے (جیسا کہ ان کی رائے کی نظریاتی بنیاد کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے) کہ سامراج ہے کیا، سرمایہ‌دارانہ اجارہ‌داری ہے کیا، ریاست اور انقلابی جمہوریت ہے کیا۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے لازمی طور پر تسلیم کرےگا کہ پیش قدمی سوائے سوشلزم کی جانب کے نہیں ہو سکتی۔

ہر شخص سامراج کے متعلق باتیں کرتا ہے۔ لیکن سامراج محض اجارہ‌دارانہ سرمایہ‌داری ہے۔

یہ کہ سرمایہ‌داری روس میں بھی اجارہ‌دارانہ سرمایہ‌داری بن گئی ہے اس کی تصدیق ''پرودوگول''، ''پرودامیت''، شکر کے سنڈکیٹ وغیرہ سے ہوتی ہے۔ یہ شکر کا سنڈکیٹ ایک اچھی مثال ہے کہ اجارہ دارانہ سرمایہ‌داری کس طرح ریاستی اجارہ دارانہ سرمایہ‌داری میں فروغ پاتی ہے۔

اور ریاست ہے کیا؟ وہ حکمراں طبقے کی تنظیم ہے — مثال کے طور پر جرمنی میں وہ یونکروں اور سرمایہ‌داروں کی تنظیم ہے۔ چنانچہ جسے جرمن پلیخانوف (شیڈمان، لینچ اور دوسرے) ''جنگ کے زمانے کا سوشلزم'' کہتے ہیں دراصل جنگ کے زمانے کی ریاستی اجارہ دارانہ سرمایہ‌داری ہے۔ یا اگر اسے زیادہ سادہ اور واضح الفاظ میں بیان کیا جائے تو وہ مزدوروں کے لئے جنگ کے زمانے کی تعزیری غلامی ہے اور سرمایہ‌دارانہ منافعوں کے حق میں جنگ کے زمانے کا تحفظ۔

اب یونکر سرمایہ‌دار ریاست کی جگہ، زمیندار — سرمایہ‌دار ریاست کی جگہ انقلابی جمہوری ریاست قائم کرنے کی کوشش کیجئے یعنی ایک ایسی ریاست جو انقلابی طریقے سے تمام مراعات کو منسوخ کر دیتی ہے اور انقلابی طریقے سے بھرپور جمہوریت رائج کرنے سے نہیں ڈرتی۔ آپ دیکھیں گے کہ اگر واقعی انقلابی جمہوری ریاست موجود ہو تو ریاستی اجارہ دارانہ سرمایہ‌داری ناگزیر اور لازمی طور پر سوشلزم کی جانب ایک قدم بلکہ ایک قدم سے زیادہ ہے!

کیونکہ اگر ایک بہت بڑا سرمایہ‌دارانہ کاروباری ادارہ اجارہ‌داری بن جاتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ پوری قوم کی خدمت کرتا ہے۔ اگر وہ ریاستی اجارہ‌داری بن جاتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ریاست (آبادی کی اور سب سے پہلے مزدوروں اور کسانوں کی مسلح تنظیم، بشرطیکہ انقلابی جمہوریت ہو) پورے کاروباری ادارے کی رہنمائی کر رہی ہے — کس کے مفادات میں؟

یا تو زمینداروں اور سرمایہ‌داروں کے مفادات میں جب ہمارے یہاں انقلابی جمہوری نہیں بلکہ رجعت پرست نوکرشاہانہ ریاست، سامراجی ریپبلک ہے۔

یا پھر انقلابی جمہوریت کے مفاد میں — تو یہ سوشلزم کی جانب قدم ہے۔

کیونکہ سوشلزم ریاستی سرمایہ‌دارانہ اجارہ‌داری سے محض اگلا قدم ہے۔ یا بہ‌الفاظ دیگر: سوشلزم محض ایسی ریاستی سرمایہ‌دارانہ اجارہ‌داری ہے جس سے تمام لوگوں کے مفادات کی خدمت کرائی جاتی ہے اور اس حد تک وہ سرمایہ‌دارانہ؟ اجارہ‌داری باقی نہیں رہتی۔

یہاں کوئی درمیانی راہ نہیں ہے۔ ارتقا کا معروضی عمل ایسا ہے کہ اجارہ داریوں (اور جنگ نے ان کی تعداد، رول اور اہمیت کئی گنی بڑھادی ہے) سے سوشلزم کی جانب بڑھے بغیر پیش‌قدمی کرنا ناممکن ہے۔

یا تو ہمیں واقعی انقلابی جمہوریت پسند ہونا چاہئے۔ ایسی صورت میں ہمیں سوشلزم کی جانب‌قدم بڑھانے سے خوف نہیں کھانا چاہئے۔

یا پھر سوشلزم کی طرف قدم اٹھانے سے ڈریں، پلیخانوف، دان یا چیرنوف کی طرح اس کی مذمت کریں یہ دلیل پیش کرکے کہ ہمارا انقلاب بورژوا انقلاب ہے، سوشلزم کو ''رائج،، نہیں کیا جا سکتا وغیرہ۔ ایسی صورت میں ہم ناگزیر طور پر کیرینسکی، میلیوکوف اور کورنیلوف کی سطح تک گر جاتے ہیں یعنی ہم رجعت پرست اور نوکر شاہانہ طریقے سے مزدوروں اور کسانوں کی ''انقلابی جمہوری،، تمناؤں کو کچلتے ہیں۔

کوئی درمیانہ راستہ نہیں ہے۔

ہمارے انقلاب کا بنیادی تضاد اسی میں ہے۔

عام طور پر تاریخ میں ساکت کھڑا رہنا ناممکن ہے، خاص کر جنگ کے زمانے میں۔ ہمیں یا تو پیش قدمی کرنی چاہئے یا پسپائی۔ بیسویں صدی کے روس میں جس نے انقلابی طریقے سے رپبلک اور جمہوریت حاصل کرلی ہے سوشلزم کی جانب پیش قدمی کئے بغیر، اس کی طرف قدم بڑھائے بغیر آگے بڑھنا ناممکن ہے (ٹکنولوجی اور ثقافت ان اقدام کو معین کرتے ہیں اور ان پر شرائط لگاتے ہیں: بڑے پیمانے کی مشینی پیداوار کسان زراعت میں ''رائج،، نہیں کی جا سکتی اور نہ شکر کی صنعت میں اسے ترک کیا جا سکتا)۔

لیکن پیش قدمی سے خوف کھانے کا مطلب پسپائی ہے ۔ جو میلیو کوفوں اور پلیخانوفوں کو خوش کرکے اور تسرے تیلیوں اور چیرنوفوں کی احمقانہ امداد سے کیرینسکی درحقیقت کر رہے ہیں ۔

تاریخ کی جدلیات ایسی ہے کہ جنگ نے اجارہ دارانہ سرمایہ‌داری کو ریاستی اجارہ دارانہ سرمایہ‌داری میں غیرمعمولی طور پر تیزی سے تبدیل کرکے اس طرح انسانیت کو غیرمعمولی طور پر سوشلزم کی جانب بڑھا دیا ہے ۔

سامراجی جنگ اشتراکی انقلاب کی چوکھٹ ہے ۔ اور یہ محض اس لئے نہیں ہے کہ جنگ کی ہولناکیوں سے پرولتاری بغاوت بھڑکتی ہے ــ جب تک سوشلزم کے لئے معاشی حالات پختہ نہ ہوں کوئی بغاوت سوشلزم فراہم نہیں کر سکتی ــ بلکہ ریاستی اجارہ‌دارانہ سرمایہ‌داری سوشلزم کے لئے مکمل مادی تیاری ہے، سوشلزم کی چوکھٹ، تاریخ کی سیڑھی کا ایک زینہ جس کے اور سوشلزم کے زینے کے درمیان کوئی بھی درمیانی زینے نہیں ہیں ۔

* * *

ہمارے سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کا سوشلزم کی جانب رویہ عقیدہ پرستی کا ہے، ایک ایسے اصول کے نقطۂ نظر سے جو زبانی یاد تو کر لیا گیا ہے لیکن اسے بہت ہی کم سمجھا گیا ہے ۔ وہ سوشلزم کو بعید، انجان اور مبہم مستقبل کی طرح تصور کرتے ہیں ۔

لیکن سوشلزم جدید سرمایہ‌داری کے تمام روشن‌دانوں سے ہمیں ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا ہے ۔ ہر اہم پیمائش جو جدید سرمایہ‌داری کی بنیاد پر اگلے قدم پر مشتمل ہے سوشلزم کا براہ راست اور عملی طور پر خاکہ پیش کرتی ہے ۔

جملہ محنت کی بھرتی کیا ہے؟

یہ جدید اجارہ‌دارانہ سرمایہ‌داری کی بنیاد پر اگلا قدم ہے، ایک معین عام منصوبے کے مطابق مجموعی طور پر معاشی زندگی کو ضبط میں لانے کی جانب ایک قدم ہے، قومی محنت کی بچت کی جانب

اور سرمایہ‌داری میں اس کی فضول پامالی کو روکنے کی جانب ایک قدم۔

جرمنی میں یونکر (زمیندار) اور سرمایہ‌دار جملہ محنت کی بھرتی نافذ کر رہے ہیں، لہذا وہ ناگزیر طور پر مزدوروں کے لئے جنگ کے زمانے کی تعزیری غلامی بن گئی ہے۔

لیکن اسی ادارے کو لیں اور ایک انقلابی جمہوری ریاست میں اس کی اہمیت کی بابت غور کریں۔ مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کی سوویتیں جو جملہ محنت کی بھرتی نافذ کریں‌گی، اسے ضبط میں لائیں‌گی اور اس کی رہنمائی کریں‌گی وہ ابھی سوشلزم نہیں ہوگا لیکن سرمایہ‌داری بھی نہیں ہوگی۔ وہ سوشلزم کی جانب زبردست قدم ہوگا، ایک ایسا قدم کہ جب مکمل جمہوریت قائم کردی گئی تو اس سے سرمایہ‌داری کو مراجعت پھر ممکن نہیں ہوگی، بشرطیکہ عوام‌الناس کے خلاف بےمثال تشدد نہ کیا جائے۔

۱۰ تا ۱۴ ستمبر ۱۹۱۷ء — لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۴، صفحات ۱۹۰ — ۱۹۴

بالشویکوں کو اقتدار حاصل کرنا چاہئے

روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی
اور پیتروگراد اور ماسکو کی کمیٹیوں کے نام خط

بالشویکوں نے دونوں دارالحکومتوں میں مزدوروں اور سپاهیوں کے نمائندوں کی سوویتوں میں اکثریت حاصل کرلی ہے (۷۳)، وہ سیاسی اقتدار اپنے ہاتھ میں لے سکتے ہیں اور لینا چاہئے۔

وہ ایسا کر سکتے ہیں کیونکہ دو خاص شہروں میں انقلابی عناصر کی سرگرم اکثریت اتنی کافی بڑی ہے کہ وہ عوام کو اپنے ساتھ لا سکتی ہے، مخالف کی مزاحمت کو مغلوب کرسکتی ہے، اس پر کاری ضرب لگا سکتی ہے، اقتدار حاصل کر سکتی ہے اور اسے قائم رکھ سکتی ہے۔ کیونکہ بالشویک فوراً جمہوری امن تجویز کرکے، کسانوں کو فوراً زمین دے کر اور جمہوری ادارے اور آزادیاں قائم کرکے، جن کی کیرینسکی نے دھجیاں اڑا دی ہیں اور تباہ و برباد کر دیا ہے، ایک ایسی حکومت کی تشکیل کریں گے جس کا تختہ کوئی نہیں الٹ سکتا۔

عوام کی اکثریت ہمارے ساتھ ہے۔ اسے ۶ مئی سے ۳۱ اگست اور ۱۲ ستمبر تک کے واقعات کی طویل اور تکلیف دہ راہ نے ثابت کر دیا۔ دارالحکومتوں کے شہروں کی سوویتوں میں جو اکثریت حاصل ہوئی وہ اس کا نتیجہ تھا کہ عوام ہمارے ساتھ ہو گئے۔ سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کا تذبذب اور ان کی صفوں میں بین الاقوامیت پسندوں کی تعداد میں اضافہ بھی یہی بات ثابت کرتا ہے۔

جمہوری کانفرنس انقلابی عوام کی اکثریت کی نہیں بلکہ صرف پیٹی بورژوازی کی سمجھوتےباز اوپری پرت کی نمائندگی کرتی ہے۔ ہمیں انتخاب کے اعداد سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے، انتخابات کچھ

ثابت نہیں کرتے۔ پیٹروگراد اور ماسکو کی شہری دوماؤں کے انتخابات کا مقابلہ سوویتوں کے انتخابات سے کیجئے۔ ماسکو میں انتخابات کا مقابلہ ۱۲ اگست کو ماسکو کی ہڑتال سے کیجئے۔ انقلابی عناصر کی اکثریت کے متعلق جو عوام کی رہنمائی کر رہے ہیں یہ معروضی حقائق ہیں۔

جمہوری کانفرنس (۴۷) کسانوں کو دھوکا دے رہی ہے، وہ انہیں نہ امن دیتی ہے اور نہ زمین۔

صرف بالشویک حکومت کسانوں کے مطالبات پورے کرے گی۔

* * *

صرف اس لمحے بالشویکوں کو کیوں اقتدار حاصل کرنا چاہئے؟

اس لئے کہ منڈلاتی ہوئی پیٹروگراد کی اطاعت کے بعد ہمارے لئے امکانات سو گنے ناموافق ہو جائیں گے۔

چونکہ فوج کے رہنما کیرینسکی اور کمپنی ہیں اس لئے یہ ہمارے بس میں نہیں ہے کہ پیٹروگراد حوالے کرنے کو روک سکیں۔

اور نہ ہم آئین ساز اسمبلی کا ''انتظار،، کر سکتے کیونکہ پیٹروگراد کو حوالے کرکے کیرینسکی اور کمپنی اس کے انعقاد کو ہمیشہ نا کام بنا سکتے ہیں۔ صرف ہماری پارٹی اقتدار حاصل کرنے کے بعد آئین ساز اسمبلی کا اجلاس بلا سکتی ہے۔ اقتدار حاصل کرکے وہ دوسری پارٹیوں پر لیت و لعل کا الزام لگا سکتی ہے اور اپنے الزام کو ثابت کر سکتی ہے۔

برطانوی اور جرمن سامراجیوں کے درمیان علحدہ امن کو روکنا چاہئے اور روکا جا سکتا ہے، لیکن صرف فوری اقدام سے۔

عوام سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کے تذبذب سے تھک گئے ہیں۔ دارالحکومتی شہروں میں صرف ہماری فتح کسانوں کو ہمارے ساتھ لائے گی۔

* * *

اس وقت جس سے ہمارا سروکار ہے لفظ کے محدود معنی میں مسلح بغاوت کا ''دن،، یا ''لمحہ،، نہیں ہے۔ اس کا فیصلہ وہ لوگ اتفاق رائے سے کریں گے جن کا مزدوروں اور سپاہیوں سے، عوام‌الناس سے رابطہ ہے۔

نکته یہ ہے کہ اس وقت جمہوری کانفرنس میں عملاً ہماری پارٹی کی اپنی کانگرس ہو رہی ہے۔ اس کانگرس کو (خواہ وہ چاہتی ہو یا نہ چاہتی ہو) انقلاب کے مقدر کا فیصلہ کرنا چاہئے۔

نکتہ یہ ہے کہ فریضے کو پارٹی کے سامنے واضح کیا جائے۔ موجودہ فریضہ پیتروگراد اور ماسکو (معہ علاقے کے) میں مسلح بغاوت، اقتدار پر قبضہ اور حکومت کا تختہ الٹنا ہونا چاہئے۔ ہمیں اس پر غور کرنا چاہئے کہ پریس میں وضاحت سے کہے بغیر اس کا پرچار کیسے کریں۔

مسلح بغاوت کے متعلق ہمیں مارکس کے یہ الفاظ یاد رکھنا اور ان کی اہمیت کو سمجھنا چاہئے: ''مسلح بغاوت فن ہے،، (۷۰) وغیرہ۔

* * *

بالشویکوں کی ''رسمی،، اکثریت کے لئے انتظار کرنا سادہ لوحی ہے۔ اس کے لئے کوئی انقلاب انتظار نہیں کرتا۔ کیرینسکی اور کمپنی بھی انتظار نہیں کر رہے ہیں۔ وہ پیتروگراد کو حوالے کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ جمہوری کانفرنس کا بدبخت تذبذب لازمی طور پر پیتروگراد اور ماسکو کے مزدوروں کے صبر کا پیمانہ چھلکا دے گا! اگر ہم نے اس وقت اقتدار حاصل نہیں کیا تو تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی۔

مشینری موجود نہیں ہے؟ مشینری موجود ہے — سوویتیں اور جمہوری تنظیمیں۔ ٹھیک اس وقت بین‌الاقوامی صورت حال، برطانیہ اور جرمنی کے درمیان علحدہ امن کے تصفیے کی آمدآمد پر، ہمارے حق میں ہے۔ ٹھیک اس وقت قوموں کو امن تجویز کرنے کا مطلب جیتنا ہے۔

ماسکو اور پیتروگراد دونوں میں فوراً اقتدار لے کر (یہ اہم نہیں ہے کہ پہلا کون ہو، غالباً ماسکو پہلے شروع کرے) ہم مطلقاً اور یقیناً فاتح ہوں گے۔

ن۔ لینن

۱۲ — ۱۴ (۲۵ — ۲۷) ستمبر ۱۹۱۷ء کو لکھا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۴، صفحات ۲۳۹ — ۲۴۱

15—862

مارکسزم اور بغاوت

روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کے نام خط

حکمراں ''سوشلسٹ،، پارٹیوں نے مارکسزم کو جو مسخ کیا ہے اس میں بدترین اور غالباً بہت بڑے پیمانے پر مسخ بیانی وہ موقع پرست جھوٹ ہے کہ گویا بغاوت کی تیاری اور بغاوت کی جانب فن کی حیثیت سے عام رویہ ''بلانکزم،، ہے۔

موقع پرستی کا لیڈر برنشٹائن مارکسزم پر بلانکزم کا الزام لگاکر پہلے ہی بدنام ہو چکا ہے۔ اور جب موجودہ زمانے کے موقع پرست بلانکزم کے بارے میں شور مچاتے ہیں تو وہ درحقیقت برنشٹائن کے گھٹیا ''خیالات،، کو نہ تو ایک ذرہ بہتر بناتے ہیں اور نہ ''مالامال،،۔

فن کی طرح بغاوت کی جانب رویہ اختیار کرنے کے لئے مارکسیوں پر بلانکزم کا الزام لگایا جاتا ہے! کیا سچائی کو اس سے زیادہ کھلے طور پر مسخ کیا جا سکتا ہے جبکہ ایک بھی مارکسی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ خود مارکس نے اس کے بارے میں بہت واضح، صاف اور قطعی طور پر کہا، بغاوت کو فن ہی کہا، یہ کہا کہ بغاوت کی جانب فن کی طرح رویہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے، پہلی کامیابی حاصل کرنا چاہئے اور پھر ایک کامیابی سے دوسری کامیابی کی طرف بڑھنا چاہئے، دشمن پر حملے کو نہ روکتے ہوئے اس کے انتشار سے فائدہ اٹھانا چاہئے وغیرہ وغیرہ۔

بغاوت کو کامیاب بنانے کے لئے سازش اور پارٹی پر نہیں بلکہ پیش رو طبقے پر تکیہ کرنا چاہئے۔ یہ ہے پہلی بات۔ بغاوت کو عوام کے انقلابی ابھار پر تکیہ کرنا چاہئے، یہ ہے دوسری بات۔ بغاوت کو بڑھتے ہوئے انقلاب کی تاریخ میں ایسے موڑ پر تکیہ کرنا چاہئے جب عوام کی پیش رو صفوں کی سرگرمیاں عروج

پر ہوں، جب دشمن کی صفوں میں اور انقلاب کے کمزور، غیرمستحکم اور مذبذب دوستوں کی صفوں میں تذبذب زبردست ہو۔ یہ ہے تیسری بات۔ یہ ہیں تین شرائط بغاوت کے سوال کے بارے میں اور یہی مارکسزم کو بلانکزم سے ممیز کرتی ہیں۔

اگر یہ شرائط موجود ہوں تو فن کی طرح بغاوت کی جانب رویہ اختیار کرنے سے انکار کرنا مارکسزم سے غداری اور انقلاب سے غداری ہے۔

یہ ثابت کرنے کے لئے کہ ٹھیک موجودہ لمحے کو ایسا لمحہ تسلیم کرنے کی کیوں ضرورت ہے، جب پارٹی کے لئے یہ تسلیم کرنا لازمی ہوگیا ہے کہ معروضی واقعات کے دھارے نے بغاوت کو آج کے ایجنڈے پر رکھ دیا ہے اور بغاوت کی طرف فن کی طرح رویہ اختیار کرنا ہے، اس کو ثابت کرنے کےلئے سب سے اچھا مقابلے کا طریقہ استعمال کرنا اور ۳ — ۴ جولائی کا ستمبر کے دنوں سے موازنہ کرنا ہے۔

۳ — ۴ جولائی کو، حق کو جھٹلائے بغیر، سوال کو اس طرح پیش کیاجاسکتا تھا کہ اقتدار پر قبضہ کر لینا صحیح ہوتا کیونکہ بہر حال دشمن ہم کو بغاوت کا ملزم ٹھہراتے اور باغیوں کی حیثیت سے ہم پر جبر و تشدد کرتے۔ لیکن اس وقت اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا ٹھیک نہ ہوتا کہ اقتدار پر قبضہ کر لیا جائے کیونکہ اس وقت بغاوت کی فتح کےلئے معروضی شرائط موجود نہیں تھیں:

(۱) ابھی وہ طبقہ ہمارے ساتھ نہیں تھا جو انقلاب کا ہراول ہے۔

دارالحکومتوں کے مزدوروں اور سپاہیوں میں ہماری اکثریت نہیں تھی۔ اب دونوں سوویتوں میں ہماری اکثریت ہے۔ محض جولائی اور اگست کی تاریخ نے اس کی تخلیق کی ہے، بالشویکوں پر ''جبر و تشدد،، کے تجربے اور کورنیلوف کی بغاوت کے تجربے نے۔

(۲) اس وقت سارے عوام کا انقلابی ابھار نہیں تھا۔ اب کورنیلوف کی بغاوت کے بعد یہ موجود ہے۔ صوبوں کے حالات اور بہت سے مقامات پر سوویتوں کے اقتدار کو ہاتھ میں لینے سے یہ ثابت ہوتا ہے۔

(۳) اس وقت ہمارے دشمنوں کے درمیان اور غیر مستحکم

پیٹی بورژوازی کے درمیان کافی عام سیاسی پیمانے پر تذبذب نہیں تھا۔ اور اب زبردست تذبذب ہے۔ ہمارا خاص دشمن، اتحادی اور عالمی سامراج (کیونکہ ''اتحادی،، عالمی سامراج کے سربراہ ہیں) فتح تک جنگ اور روس کے خلاف علحدہ صلح کے درمیان تذبذب میں ہے۔ ہمارے پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں نے عوام کے درمیان عیاں طور پر اکثریت کھو دی ہے اور بےحد متزلزل ہو کر بلاک بنانے سے انکار کر دیا ہے یعنی کیڈٹوں کے ساتھ ایتلاف کرنے سے۔

(۴) اسی لئے ۳ —۴ جولائی کو بغاوت کرنا غلطی ہوتی: ہم اقتدار نہ تو مادی لحاظ سے اور نہ سیاسی لحاظ سے برقرار رکھ سکتے تھے۔ ہم اس کو مادی لحاظ سے نہیں برقرار رکھ سکتے تھے چاہے پیتروگراد کچھ وقت کےلئے ہمارے ہاتھ میں آجاتا کیونکہ اس وقت ہمارے مزدور اور سپاہی پیتروگراد کو لینے کےلئے لڑنے مرنے پر نہ تیار ہوتے۔ اس وقت کیرینسکیوں اور تسرےتیلیوں اور چیرنوفوں کے خلاف بھی اتنی ''بےرحمی،، اور کھولتی ہوئی نفرت نہ تھی۔ ہمارے لوگ ابھی بالشویکوں کے خلاف ان مظالم کے تجربات میں تپ کر پختہ نہیں ہوئے تھے جن میں سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں نے حصہ لیا تھا۔

۳ —۴ جولائی کو ہم سیاسی طور پر اقتدار کو برقرار نہیں رکھ سکتے تھے کیونکہ کورنیلوف کی بغاوت سے پہلے پیتروگراد پر فوج اور صوبے دھاوا بول سکتے تھے اور بولتے۔

اب تصویر بالکل مختلف ہے۔

ایک طبقے کی اکثریت ہمارے ساتھ ہے جو انقلاب کا ہراول، عوام کا ہراول ہے اور عوام کو اپنے ساتھ لانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ہمارے ساتھ عوام کی اکثریت ہے کیونکہ چیرنوف کا استعفا، جو کسی طرح محض واحد علامت نہیں ہے بلکہ ایک انتہائی نمایاں اور صاف علامت اس کی ہے کہ کسان سوشلسٹ انقلابیوں کے بلاک سے (یا خود سوشلسٹ انقلابیوں سے) زمین نہیں پائیں گے۔ اور اسی میں انقلاب کے عوامی کردار کا جوہر ہے۔

پارٹی کی سازگار صورت حال ہمارے حق میں ہے جو اپنا راستہ ایسے وقت میں بخوبی جانتی ہے جب سارا سامراج اور سوشلسٹ

انقلابیوں کے ساتھ مینشویکوں کا سارا بلاک بےنظیر تذبذب میں مبتلا ہیں۔

ہمارے لئے فتح کی ضمانت ہے کیونکہ لوگ اب بالکل جان پر کھیلنے کے لئے تل گئے ہیں اور ہم سب لوگوں کو ایک معتبر راستہ بتا رہے ہیں، ''کورنیلوف کے دنوں،، میں ہم نے اپنی رہنمائی کی اہمیت سب لوگوں پر ظاہر کی اور پھر بلاک والوں کے سامنے مصالحت کی پیش کش کی جس کو انہوں نے مسترد کر دیا حالانکہ ان کی طرف سے تذبذب میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔

یہ خیال کرنا بڑی سنجیدہ غلطی ہوتی کہ ہماری مصالحت کی پیش کش ابھی مسترد نہیں ہوئی ہے، اور ڈیموکریٹک کانفرنس ابھی اس کو منظور کر سکتی ہے۔ یہ مصالحت ایک پارٹی کی طرف سے پارٹیوں کو پیش کی گئی تھی۔ اس کے پیش کرنے کا کوئی اور طریقہ نہیں تھا۔ اس کو پارٹیوں نے مسترد کر دیا۔ ڈیموکریٹک کانفرنس محض کانفرنس ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ایک بات نہیں بھولنا چاہئے کہ اس میں انقلابی لوگوں کی اکثریت کی، انتہائی غریب اور غصب کئے جانیوالے کسانوں کی نمائندگی نہیں ہے۔ یہ کانفرنس لوگوں کی اقلیت کی ہے — اس بین حقیقت کو نہ بھولنا چاہئے۔ یہ بڑی غلطی ہوتی، ہماری طرف سے زبردست پارلیمانی فاتر العقلی (٧٦) ہوتی اگر ہم ڈیموکریٹک کانفرنس کو پارلیمنٹ کا درجہ دیتے کیونکہ اگر وہ اپنے لئے یہ اعلان کر بھی دیتی کہ وہ انقلاب کی مستقل اور اقتدار اعلی رکھنےوالی پارلیمنٹ ہے تب بھی وہ کچھ طے نہیں کر سکتی تھی۔ فیصلہ اس سے باہر پیتروگراد اور ماسکو کی مزدور بستیوں کے ہاتھ میں ہے۔

ہمارے سامنے بغاوت کی کامیابی کی ساری معروضی شرائط موجود ہیں۔ ہمارے سامنے غیرمعمولی طور پر سازگار صورت حال ہے بغاوت میں صرف ہماری فتح لوگوں کو کوفت پہنچانےوالے تذبذب کا خاتمہ کر دیگی، دنیا میں انتہائی کوفت کی بات کا، جب بغاوت میں صرف ہماری فتح کسانوں کو بلا تاخیر زمین دےگی، جب بغاوت میں صرف ہماری فتح انقلاب کے خلاف علحدہ صلح کے کھیل کو ناکام بنا دےگی، اس کو اس طرح ناکام بنا دےگی کہ

وہ صلح کی تجویز کو زیادہ مکمل، زیادہ منصفانہ، زیادہ قریب کر سکے، ایسی صلح جس سے انقلاب کو فائدہ ہو۔

آخر میں، صرف ہماری پارٹی بغاوت میں کامیاب ہو کر پیتروگراد کو بچا سکتی ہے کیونکہ اگر صلح کی ہماری تجویز کو مسترد کر دیا گیا اور ہم عارضی صلح بھی حاصل نہ کر سکے تب ہم ''دفاعیت پسند'' بن جائیں گے، تب ہم جنگی پارٹیوں کے سربراہ ہو جائیں گے، ہم سب سے زیادہ ''جنگی'' پارٹی ہو جائیں گے اور ہم واقعی انقلابی طریقے سے جنگ لڑیں گے۔ ہم سرمایہ داروں کی ساری روٹی اور سارے جوتے چھین لیں گے۔ ہم ان کے لئے روٹی کے سوکھے ٹکڑے چھوڑ دیں گے اور ان کو چھال کے جوتے پہنائیں گے۔ ہم ساری روٹی اور سارے جوتے محاذ جنگ کو بھیجیں گے۔

اور تب ہم پیتروگراد کو بچا لیں گے۔

حقیقی انقلابی جنگ کے وسائل مادی اور روحانی دونوں روس میں بہت زیادہ ہیں۔ ۱۰۰ میں سے ۹۹ اس کا امکان ہے کہ جرمن ہم سے کم از کم عارضی صلح کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور اس وقت عارضی صلح کرنے کا مطلب ساری دنیا کو فتح کر لینا ہوگا۔

* * *

انقلاب کو بچانے اور دونوں سامراجی گروہوں میں روس کو ''علحدہ'' تقسیم سے بچانے کے لئے پیتروگراد اور ماسکو کے مزدوروں کی بغاوت کی قطعی ضرورت کو تسلیم کرکے ہمیں سب سے پہلے کانفرنس میں اپنے سیاسی طریقۂ کار کو بڑھتی ہوئی بغاوت کے حالات کے مطابق بنانا چاہئے، دوسرے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ ہم بغاوت کی جانب فن کی طرح رویہ اختیار کرنے کے متعلق مارکس کے خیال کو محض زبانی نہیں تسلیم کرتے۔

کانفرنس میں ہمیں بالشویکوں کے گروہ کو فوراً متحد کرنا چاہئے، تعداد کے لئے نہیں دوڑنا چاہئے اور مذبذب لوگوں کو مذبذب کیمپ میں چھوڑنے سے نہ ڈرنا چاہئے۔ وہ انقلاب کے لئے بمقابلہ باعزم اور پرایثار مجاہدوں کے کیمپ کے وہاں زیادہ مفید ہیں۔

ہمیں بالشویکوں کا ایک مختصر اعلان مرتب کرنا چاہئے،

جس میں انتہائی سختی کے ساتھ طویل تقریروں اور عام طور پر ''تقریروں،، کے بےتکے پن پر، انقلاب کو بچانے کےلئے فوری اقدام کی ضرورت پر، بورژوازی سے بالکل ناتہ توڑنے، ساری موجودہ حکومت کو پوری طرح ہٹانے اور روس کی ''علحدہ،، تقسیم کی تیاری کرنےوالے برطانوی — فرانسیسی سامراجیوں سے مکمل قطع تعلق کرنے کی قطعی ضرورت پر اور تمام اقتدار انقلابی ڈیموکریٹوں کے ہاتھ میں دینے کی ضرورت پر جن کی سربراہی انقلابی پرولتاریہ کر رہا ہے، زور دیا جائے۔

ہمارے اعلان کو اس نتیجے کا سب سے مختصر اور شدید اظہار ہونا چاہئے۔ اس کو ہمارے مجوزہ پروگرام سے منسلک کرنا چاہئے: قوموں کو امن، کسانوں کےلئے زمین، رسوائے زمانہ منافعوں کی ضبطی اور سرمایہداروں کے ہاتھوں پیداوار میں رسوائے زمانہ توڑ پھوڑ پر قابو پانا۔

اعلان جتنا مختصر اور جتنا شدید ہوگا اتنا ہی بہتر ہے۔ اس میں صرف اور دو انتہائی اہم نکتے پیش کرنے کی ضرورت ہے یعنی لوگ تذبذب سے عاجز آچکے ہیں، لوگ سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کی غیرمستقل مزاجی سے تنگ آچکے ہیں اور ہم ان پارٹیوں سے قطعی قطع تعلق کر رہے ہیں کیونکہ انھوں نے انقلاب سے غداری کی ہے۔

اور دوسرا نکتہ یہ ہو کہ فوراً بلا کسی الحاق کے صلح کی تجویز پیش کرکے، فوراً اتحادی سامراجیوں اور تمام سامراجیوں سے قطع تعلق کرکے یا تو ہم فوراً عارضی صلح حاصل کر لیں گے یا سارا انقلابی پرولتاریہ دفاع کےلئے میدان میں آجائیگا اور انقلابی ڈیموکریٹ اس کی قیادت میں واقعی منصفانہ، واقعی انقلابی جنگ لڑیں گے۔

اس اعلان کو پڑھکر، فیصلہ کرنے، نہ کہ باتیں بنانے، عمل پیرا ہونے، نہ کہ قراردادیں لکھنے کی اپیل کرکے ہمیں اپنے سارے گروہ کو کارخانوں اور فوجی بارکوں میں بھیجنا چاہئے۔ وہیں اس کی جگہ ہے، وہیں زندگی کی نبض ہے، وہاں انقلاب کی حفاظت کا سرچشمہ ہے اور وہیں ڈیموکریٹک کانفرنس کی قوت محرکہ ہے۔

وہاں پرجوش اور ولولہ‌انگیز تقریروں کے ذریعہ ہمیں اپنے پروگرام کی وضاحت کرنا چاہئے اور سوال کو اس طرح پیش کرنا چاہئے: یا تو کانفرنس اس کو مکمل طور پر منظور کرلے یا بغاوت ہو۔ درمیانی راستہ نہیں ہے۔ انتظار نہیں کیا جا سکتا۔ انقلاب ختم ہوتا جارہا ہے۔

سوال کو اس طرح پیش کرکے، اپنے پورے گروہ کو کارخانوں اور فوجی بارکوں میں مرکوز کرکے ہم بغاوت کی ابتدا کےلئے ٹھیک لمحے کا اندازہ لگا سکیں‌گے۔

بغاوت کی جانب مارکسی رویہ اختیار کرنے کے لئے یعنی فن کی طرح، ہمیں چاہئے کہ اسی وقت ایک لمحہ ضایع کئے بغیر بغاوت کرنےوالے دستوں کا ہیڈ کوارٹر منظم کریں، اپنی طاقتوں کی تقسیم کریں، معتبر رجمنٹوں کو انتہائی اہم جگہوں پر بھیجیں، الکساندرینسکی تھیٹر کو گھیر لیں اور پیٹر اور پال کے قلعے (۷۷) پر قبضہ کرلیں، جنرل اسٹاف اور حکومت کو گرفتار کرلیں اور یونکروں اور وحشی ڈویژن کے خلاف ایسے دستے بھیجیں جو مر جائیں لیکن دشمن کو شہر کے مرکزوں تک نہیں آنے دیں۔ ہمیں مسلح مزدوروں کو بھرتی کرنا چاہئے اور ان سے جان پر کھیل کر آخری لڑائی لڑنے کی اپیل کرنی چاہئے، تارگھر اور ٹیلی‌فون اسٹیشن پر فوراً قبضہ کر لینا چاہئے، اپنے بغاوت کے ہیڈ کوارٹر کو مرکزی ٹیلی‌فون اسٹیشن میں قائم کرنا چاہئے، اس کو ٹیلی‌فون کے ذریعہ تمام کارخانوں، تمام رجمنٹوں اور مسلح جدوجہد کی تمام جگہوں وغیرہ سے رابطہ قائم کرنا چاہئے۔

ظاہر ہے یہ سب مثال کے طور پر ہے، صرف یہ دکھانے کےلئے کہ موجودہ لمحے میں اگر بغاوت کی جانب فن کی طرح رویہ اختیار نہیں کیا گیا تو مارکسزم کا وفادار رهنا، انقلاب کا وفادار رہنا ناممکن ہے۔

ن ۔ لینن

۱۳ — ۱۴ (۲۶ — ۲۷) ستمبر ۱۹۱۷ء کو لکھا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۴، صفحات ۲۴۲ — ۲۴۷

بحران پختہ ہو گیا ہے

(۱)

ستمبر کا اختتام بلاشبہ روسی انقلاب کی، اور تمام مظاہر کے لحاظ سے عالمی انقلاب کی تاریخ میں بھی ایک عظیم نقطۂ تغیر کی علامت بن گیا۔

عالمی مزدور انقلاب ان افراد کے اقدام سے شروع ہوا جن کی لامحدود شجاعت نے ہر اس دیانت‌دار بات کا اظہار کیا جو اس سڑے گلے سرکاری ''سوشلزم،، میں باقی رہ گئی تھی، اور یہ سوشلزم درحقیقت سماجی جارحانہ قوم‌پرستی ہے۔ لیبکنیخت جرمنی میں، ادلیر آسٹریا میں، میکلین برطانیہ میں — یہ ہیں فرداً فرداً ان سورماؤں کے مشہور و معروف نام جنھوں نے عالمی انقلاب کے پیش‌روؤں کا بوجھل رول اپنے کاندھوں پر لیا۔

اس انقلاب کی تاریخی تیاری کی دوسری منزل وسیع پیمانے پر عوام‌الناس کی بےچینی تھی۔ اس کا اظہار سرکاری پارٹیوں میں پھوٹ، غیرقانونی مطبوعات اور سڑکوں پر مظاہروں کی شکل میں ہوا۔ جنگ کے خلاف احتجاج توانا‌تر ہو گیا اور سرکاری ایذارسانی کے شکار لوگوں کی تعداد بڑھ گئی۔ ان ملکوں کے جیل‌خانے جو قانون اور یہاں تک کہ آزادی کا پاس و لحاظ کرنے کے لئے مشہور تھے — جرمنی، فرانس، اٹلی اور برطانیہ — ہزاروں بین‌الاقوامیت‌پسندوں، جنگ کے مخالفوں اور مزدور انقلاب کی وکالت کرنےوالوں سے بھر گئے۔

تیسری منزل اب شروع ہوئی ہے۔ اس منزل کو انقلاب کا طلوع کہا جا سکتا ہے۔ آزاد اٹلی میں پارٹی رہنماؤں کی بڑے پیمانے

پر گرفتاریاں، اور خاص کر جرمن فوج میں بغاوتوں کا آغاز (۷۸) اس کی ناقابل تردید علامتیں ہیں کہ ایک عظیم نقطۂ تغیر منڈلا رہا ہے، اور ہم عالمی انقلاب کی چوکھٹ پر ہیں۔

اس سے پہلے بھی، بلاشبہ، جرمنی کی فوج میں الگ الگ بغاوتیں رونما ہوئیں لیکن اتنی چھوٹی، اتنی کمزور اور ایک دوسرے سے الگ تھلگ تھیں کہ ان کا منہ بند کرنا آسان تھا — باغیانہ اقدام کی عوامی چھوت کو روکنے کا یہ خاص طریقہ تھا۔ آخرکار بحریے میں ایسی تحریک نے فروغ پایا کہ فوجی جیل‌خانے کے جرمن نظام کی سخت گیری کے باوجود جسے بڑے سلیقے سے بنایا گیا ہے اور جس پر ناقابل یقین بقراطیت سے عمل کیا جاتا ہے، اسے خاموش کرنا ناممکن ہوگیا۔

شبہے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہم عالمی پرولتاری انقلاب کی چوکھٹ پر ہیں۔ اور چونکہ تمام ملکوں کے پرولتاری بین‌الاقوامیت پسندوں میں سے صرف ہم روسی بالشویکوں کو ایک حد تک آزادی حاصل ہے — ہماری پارٹی قانونی ہے، ہمارے لگ بھگ ایک درجن اخبار ہیں، دونوں دارالحکومتوں میں مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتیں ہمارے ساتھ ہیں اور انقلاب کے وقت عوام کی اکثریت ہماری حمایت کر رہی ہے — تو پھر ہم پر اس مقولے کا اطلاق کیا جا سکتا ہے اور کرنا چاہئے: ''جسے کافی زیادہ حاصل ہے اس سے کافی زیادہ کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔''

(۲)

روس میں انقلاب کا فیصلہ‌کن نقطہ بلاشبہ آن پہنچا ہے۔

ایک کسان ملک میں، جو انقلابی ریپبلکی حکومت کے تحت ہے جسے سوشلسٹ انقلابی اور مینشویک پارٹیوں کی حمایت حاصل ہے جو صرف کل تک پیٹی‌بورژوا جمہوریت پر چھائی ہوئی تھیں، کسان بغاوت فروغ پا رہی ہے۔

یہ ناقابل یقین ہے لیکن حقیقت ہے۔

ہم بالشویکوں کو اس حقیقت پر تعجب نہیں ہے۔ ہم نے ہمیشہ کہا ہے کہ بورژوازی کے ساتھ رسوائے زمانہ ''مخلوط'' حکومت

ایسی حکومت ہے جو جمہوریت اور انقلاب سے غداری کر رہی ہے، وہ سامراجی قتل عام کی حکومت ہے، ایسی حکومت جو سرمایہ‌داروں اور زمینداروں کو عوام سے بچاتی ہے۔

سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کے فریب کی بدولت روس میں ہنوز ریپبلک کے تحت اور انقلاب کے وقت سوویتوں کے پہلو بہ پہلو سرمایہ‌داروں اور زمینداروں کی حکومت ہے۔ یہ ایک تلخ اور بدبخت حقیقت ہے۔ تو پھر کیا یہ تعجب کی بات ہے کہ سامراجی جنگ کے تسلسل اور نتائج نے عوام پر ناقابل یقین مشکلات کے پہاڑ توڑے ہیں اور اس نے روس میں کسان بغاوت شروع کردی ہے جو پھیل رہی ہے؟

تو پھر کیا یہ تعجب کی بات ہے کہ بالشویکوں کے دشمن، سرکاری سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے لیڈر، وہی پارٹی جس نے ہر طرح ''مخلوط،، حکومت کا ساتھ دیا، پارٹی جسے چند دنوں یا ہفتوں تک عوام کی اکثریت کی حمایت حاصل تھی، پارٹی جو ''نئے،، سوشلسٹ انقلابیوں کو اس لئے دق کرتی اور برا بھلا کہتی ہے کہ انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ مخلوط حکومت کی پالیسی کسانوں کے مفادات سے غداری ہے — کیا یہ تعجب خیز ہے کہ سرکاری سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے ان لیڈروں نے اپنے سرکاری ترجمان ''دیلو نارودا،، کے اداریے میں ۲۹ ستمبر کو یہ لکھا:

> ''...ابھی تک غلامی کے رشتوں کو ختم کرنے کے لئے دراصل کچھ نہیں کیا گیا جو مرکزی روس کے گاؤں میں ہنوز موجود ہیں... دیہات میں تعلقات آراضی کو باقاعدہ کرنے کےلئے جو مسودۂ قانون مدت ہوئی عارضی حکومت نے پیش کیا تھا، اور جو ایسے مقام کفارہ سے بھی گذر گیا جیسی عدالتی کانفرنس، کسی دفتر میں اٹک گیا ہے... کیا ہم یہ دعوی کرنے میں حق بجانب نہیں ہیں کہ ہماری ریپلکی حکومت کو اب بھی زارشاہانہ انتظامیے کی پرانی عادتوں سے اپنے آپ کو نجات دلانے کے لئے بہت کچھ کرنا ہے اور یہ کہ انقلابی وزرا کے طریقوں میں اب بھی استولیپن کا مردہ ہاتھ بڑی شدت سے محسوس کیا جاتا ہے۔،،

یہ سرکاری سوشلسٹ انقلابیوں نے لکھا ہے! ذرا سوچئے: مخلوط حکومت کے حامی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ ایک کسان ملک میں، انقلاب کے سات ماہ بعد بھی کسانوں کی ''غلامی کے رشتوں کو ختم کرنے کے لئے دراصل کچھ نہیں کیا گیا،، اور زمینداروں کے ہاتھوں ان کی غلامی کو ختم کرنے کے لئے! یہ سوشلسٹ انقلابی اپنے ہم‌کار کیرینسکی اور وزیروں کے اس کے ٹولے کو استولیپنوں کا نام دینے پر مجبور ہیں۔

کیا ہمیں اپنے مخالفین کے کیمپ سے اس سے زیادہ اس کی بین تصدیق مل سکتی ہے کہ نہ صرف مخلوط حکومت ڈھیر ہو گئی ہے اور سرکاری سوشلسٹ انقلابی جو کیرینسکی کو گوارا کرتے ہیں عوام دشمن، کسان دشمن اور انقلاب دشمن پارٹی ہو گئے ہیں بلکہ سارا روسی انقلاب ایک نقطۂ تغیر پر پہنچ گیا ہے؟

کسان ملک میں کسان بغاوت سوشلسٹ انقلابی کیرینسکی کی، مینشویکوں نکیتن اور گووزدیوف کی حکومت اور دیگر وزیروں کے خلاف جو سرمایے اور زمینداروں کے مفادات کی نمائندگی کرتے ہیں! ریپبلکی حکومت کے ہاتھوں فوجی تدابیر کے ذریعے اس بغاوت کو کچلنا!

ان حقائق کے پیش نظر کیا کوئی پرولتاریہ کا مخلص حامی ہو سکتا ہے اور ساتھ ہی اس سے انکار کر سکتا ہے کہ بحران پختہ ہو گیا ہے، انقلاب ایک انتہائی نازک لمحے سے گزر رہا ہے، کسان بغاوت پر حکومت کی فتح انقلاب کے لئے موت کی گھنٹی ثابت ہوگی، کورنیلوف کی بغاوت کی فتح ہوگی؟

(۳)

یہ عیاں ہے کہ اگر ایک کسان ملک میں جمہوری ریپبلک کے سات ماہ بعد حالات کسان بغاوت تک پہنچ گئے ہوں تو اس سے ناقابل تردید طور پر ثابت ہوتا ہے کہ انقلاب قومی پیمانے پر ڈھیر ہو رہا ہے، وہ بےانتہا شدید بحران سے گزر رہا ہے اور انقلاب دشمن قوتیں آخری حدتک پہنچ گئی ہیں۔

یہ عیاں ہے۔ کسان بغاوت جیسی حقیقت کے پیش نظر تمام

دوسری سیاسی علامتوں کی، اگرچہ وہ اس حقیقت کی تردید کریں کہ قومی پیمانے پر بحران پختہ ہو رہا ہے، کوئی اہمیت نہیں ہے۔

لیکن اس کے برعکس تمام علامتیں ظاہر کرتی ہیں کہ قومی پیمانے پر بحران پختہ ہو چکا ہے۔

زرعی مسئلے کے بعد روس کے ریاستی امور میں اہم‌ترین سوال قومی سوال ہے، خاص کر آبادی کے پیٹی بورژوا عوام‌الناس کے لئے۔ ''جمہوری'' کانفرنس میں، جسے مسٹر تسرےتیلی اور کمپنی نے منعقد کیا، ہم دیکھتے ہیں کہ ریڈیکلزم میں ''قومی'' اجتماع کو دوسری جگہ ملی ہے، وہ صرف ٹریڈیونینوں سے کمتر اور مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کے اجتماع سے برتر ہے، مخلوط حکومت کے خلاف ووٹوں کے فی‌صد کے لحاظ سے (۵۵ میں سے ۴۰)۔ کیرینسکی کی حکومت ــ کسان بغاوت کو کچلنےوالی حکومت ــ فن‌لینڈ سے انقلابی فوجوں کو ہٹا رہی ہے تاکہ فن‌لینڈ کی رجعت پرست بورژوازی کے ہاتھ مضبوط ہوں۔ یوکرین میں حکومت کے ساتھ عام طور پر یوکرینیوں کے اور خاص کر یوکرینی فوجوں کے تصادم بڑھتے جا رہے ہیں۔

مزیدبرآں ہم فوج کو لیں جو جنگ کے زمانے میں ریاست کے تمام امور میں غیرمعمولی طور پر بڑا رول ادا کرتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ فن‌لینڈ میں فوج اور بالٹک میں بحری بیڑہ حکومت سے بالکل جدا ہو گیا ہے۔ ہمارے پاس افسر دوباسوف کی شہادت ہے جو بالشویک نہیں ہے۔ وہ پورے محاذ کی نمائندگی کرتا ہے اور بالشویکوں سے بھی زیادہ انقلابی انداز میں اعلان کرتا ہے کہ سپاہی اب اور نہیں لڑینگے (۹۷)۔ ہمارے پاس سرکاری رپورٹیں موجود ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ سپاہی ''بےچینی'' کی حالت میں ہیں اور ''نظم'' قائم رکھنے کی ضمانت دینا ناممکن ہے (یعنی کسان بغاوت کو کچلنے میں ان فوجوں کی شرکت کی)۔ آخر میں ہمارے پاس ماسکو میں رائے شماری ہے جہاں سترہ ہزار سپاہیوں میں سے چودہ ہزار نے بالشویکوں کو ووٹ دئیے۔

ماسکو میں اضلاعی کونسلوں کے انتخابات میں یہ ووٹ عام طور پر اس زبردست تبدیلی کی ایک انتہائی نمایاں علامت ہے جو پوری قوم کے مزاج میں پیدا ہو گئی ہے۔ عام طور پر یہ سب جانتے

هیں کہ پیتروگراد کے مقابلے میں ماسکو زیادہ پیٹی بورژوا ہے۔ یہ حقیقت ہے جس کی کافی تصدیق ہوتی ہے اور یہ ناقابل تردید ہے کہ ماسکو کے پرولتاریہ کے دیہات سے بےمثل زیادہ رابطے ہیں، اسے کسانوں سے زیادہ ہمدردی ہے اور وہ کسانوں کے احساسات کے زیادہ قریب ہے۔

ماسکو میں سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کو جو ووٹ ملے وہ جون میں ۷۰ فیصدی کے مقابلے میں گرکر ۱۸ فیصدی رہ گئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پیٹی بورژوازی اور عوام نے مخلوط حکومت سے منہ موڑ لیا ہے۔ کیڈٹوں نے اپنی قوت ۱۷ فیصدی سے ۳۰ فیصدی بڑھالی ہے، لیکن اس حقیقت کے باوجود کہ ''دائیں،، سوشلسٹ انقلابی اور ''دائیں،، مینشویک علانیہ طور پر ان سے جاملے ہیں، وہ اب بھی اقلیت میں ہیں، مایوس کن اقلیت میں۔ اخبار ''روسکیے ویدوموستی،، (۸۰) لکھتا ہے کہ کیڈٹوں کو ووٹوں کی جو مطلق تعداد ملی وہ گھٹ کر ۶۷ ہزار سے ۶۲ ہزار رہ گئی۔ صرف بالشویکوں کو جو ووٹ ملے ان کی تعداد میں اضافہ ہوا — ۳۴ ہزار سے ۸۲ ہزار۔ انہیں کل ووٹوں میں سے ۴۷ فیصدی ووٹ ملے۔ اس میں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں ہو سکتا کہ بائیں سوشلسٹ انقلابیوں کے ساتھ مل کر اب ہم سوویتوں میں، فوج میں اور ملک میں اکثریت میں ہیں۔

علامتوں میں جو نہ صرف اشارتی بلکہ زبردست حقیقی اہمیت رکھتی ہیں یہ حقیقت ہے کہ ریلوے کی فوجوں اور ڈاک گھروں کے ملازمین کا، جو عام معاشی، سیاسی اور فوجی نقطۂ نظر سے بےحد اہم ہیں، حکومت کے ساتھ شدید تصادم (۸۱) جاری ہے۔ یہاں تک کہ مینشویک دفاع پرست تک ''اپنے،، وزیر نکیتن سے غیرمطمئن ہیں اور سرکاری سوشلسٹ انقلابی کیرینسکی اور کمپنی کو ''استولیپن،، کے نام سے پکارتے ہیں۔ کیا اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ حکومت کے لئے مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کی حمایت کی اگر کوئی قیمت ہے تو وہ صرف منفی ہو سکتی ہے؟

(۴)

. . . .

جی ہاں، مرکزی عاملہ کمیٹی کے رہنما (۸۲) بورژوازی اور زمینداروں کی مدافعت کرنے کے صحیح طریقۂ کار پر عمل پیرا ہیں۔ اور اس میں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں ہے کہ اگر بالشویکوں نے اپنے آپ کو آئینی خوش‌فہمیوں، سوویتوں کی کانگرس اور آئین‌ساز اسمبلی کے انعقاد پر ''یقین''، سوویتوں کی کانگرس وغیرہ کے ''انتظار'' کے جال میں پھنسا لیا — تو ایسے بالشویک یقینی پرولتاری نصب العین کے بدبخت غدار ہیں۔

وہ نصب العین سے غداری کریں گے کیونکہ اپنے عمل سے جرمن انقلابی مزدوروں کے ساتھ دغا کریں گے جنھوں نے بحری بیڑے میں بغاوت شروع کردی ہے۔ ایسے حالات میں سوویتوں کی کانگرس وغیرہ کا ''انتظار'' کرنا بین‌الاقوامیت پسندی کے ساتھ دغا، عالمی اشتراکی انقلاب کے نصب العین کے ساتھ دغا ہوگی۔

کیونکہ بین‌الاقوامیت پسندی مشتمل ہوتی ہے افعال پر نہ کہ فقروں پر، نہ کہ اخوت کے اظہار پر، نہ کہ قراردادوں پر۔

بالشویک کسانوں سے غداری کریں گے کیونکہ ایسی حکومت کو کسان بغاوت کچلنے کی اجازت دینا جس کا مقابلہ ''دیلو نارودا'' تک استولیپن کی حکوست سے کرتا ہے سارے انقلاب کو تباہ کرنا ہے، اسے ہمیشہ کے لئے تباہ کرنا ہے۔ نراج کے متعلق اور لوگوں کی بڑھتی ہوئی بےاعتنائی کے متعلق آہ و زاری کی جاتی ہے لیکن جب کسان بغاوت کرنے پر مجبور کر دئے گئے ہوں اور نام نہاد ''انقلابی جمہوریت پسند''، فوجی قوت کے ذریعے اسے کچلنے کی اطمینان سے اجازت دے رہے ہوں تو لوگ بےاعتنا ہونے کے علاوہ اور کیا کر سکتے ہیں!

بالشویک جمہوریت سے اور آزادی سے غداری کریں گے کیونکہ ایسے لمحے کسان بغاوت کو کچلنے کی اجازت دینے کا مطلب آئین‌ساز اسمبلی کے انتخاب بالکل اسی طرح معین کرنے کی اجازت دینا ہے جیسا کہ ''جمہوری کانفرنس'' اور ''ابتدائی پارلیمنٹ'' (۸۳) کے لئے معین کیا گیا تھا، اور بدتر اور مزید بھونڈےپن سے۔

بحران پختہ ہو گیا ہے۔ روسی انقلاب کا سارا مستقبل

جو کھوں میں ہے۔ بالشویک پارٹی کا وقار خطرے میں ہے۔ سوشلزم کی خاطر مزدوروں کے بین الاقوامی انقلاب کا مستقبل خطرے میں ہے۔
بجران پختہ ہو گیا ہے...

۲۹ ستمبر ۱۹۱۷ء

اس نکتے تک ہر بات شائع کی جا سکتی ہے لیکن اس کے بعد کی تحریر مرکزی کمیٹی، پیتروگراد کمیٹی، ماسکو کمیٹی اور سوویتوں کے ارکان کو تقسیم کی جائے۔

(٦)

تو پھر کیا کیا جائے؟ ہمیں ''حقائق بیان کرنا،، چاہئے، یہ صداقت تسلیم کرنی چاہئے کہ ہماری مرکزی کمیٹی میں اور ہماری پارٹی کے رہنماؤں میں ایک رجحان ہے یا ایک رائے جو اس کی حامی ہے کہ سوویتوں کی کانگرس کا انتظار کیا جائے، وہ فوراً اقتدار حاصل کرنے کے خلاف ہے، فوری مسلح بغاوت کے خلاف ہے۔ اس رجحان یا رائے کو زیر کرنے کی ضرورت ہے (۸۴)۔

ورنہ بالشویکوں کو ابدی ذلت نصیب ہوگی اور بحیثیت پارٹی کے وہ اپنے آپ کو تباہ کر دیں گے۔

کیونکہ ایسے لمحے کو کھونا اور سوویتوں کی کانگرس کا ''انتظار،، کرنا سراسر حماقت یا سراسر غداری ہے۔

یہ جرمن مزدوروں کے ساتھ سراسر غداری ہے۔ ظاہر ہے ہمیں اس وقت تک انتظار نہیں کرنا چاہئے جب تک کہ ان کا انقلاب شروع ہو جائے۔ ایسی صورت حال میں لی‌بیردانوں (۸۵) تک اس کی ''حمایت کرنے،، کے حق میں ہوں گے۔ لیکن جب تک کیرینسکی، کیشکین اور کمپنی صاحب اقتدار ہیں وہ شروع نہیں ہو سکتا۔

یہ کسانوں کے ساتھ سراسر غداری ہے۔ کسان بغاوت کو کچلنے کی اجازت اس وقت دینا جب دونوں دارالحکومتوں کی سوویتوں پر ہمارا اختیار ہے کسانوں کے سارے اعتماد سے محروم ہونا ہے اور بجا طور پر محروم ہونا ہے۔ کسانوں کی آنکھوں کے سامنے ہم اپنے آپ کو لی‌بیردانوں اور دوسرے لفنگوں کی طرح پیش کریں گے۔

سوویتوں کی کانگرس تک ''انتظار،، کرنا سراسر حماقت ھے کیونکه اس کا مطلب هفتے ضائع کرنا ھے ایسے وقت جب هفتے تو کیا دن تک هر بات کا فیصله کرتے هیں۔ اس کا مطلب کم همتی سے اقتدار سے دست بردار هونا ھے کیونکه یکم اور ۲ نومبر کو یه ناممکن هو جائےگا (سیاسی اور ٹکنیکی دونوں لحاظ سے کیونکه کزاکوں کو مسلح بغاوت کے دن لڑائی کے لئے تیار کیا جائےگا جو بڑی حماقت سے ''مقرر کیا گیا،، * ھے)۔

سوویتوں کی کانگرس کا ''انتظار،، کرنا حماقت ھے کیونکه کانگرس کچھ نهیں دےگی اور کچھ نهیں دے سکتی!

''اخلاقی،، اهمیت؟ لی‌بیردانوں کے ساتھ قراردادوں اور گفتگوؤں کی اهمیت کی بابت باتیں کرنا واقعی عجیب و غریب ھے جب هم جانتے هیں که سوویتیں کسانوں کی حمایت کرتی هیں اور کسان بغاوت کچلی جا رهی ھے! هم سوویتوں کو گھٹا کر بدبخت مباحثوں کے کلب کی سطح تک لے آئیں گے۔ پهلے کیرینسکی کو شکست دو پھر کانگرس منعقد کرو۔

بالشویکوں کو مسلح بغاوت کی کامیابی کی ضمانت ھے: (۱) (اگر هم سوویت کانگرس کا ''انتظار،، نه کریں تو) هم تین نقطوں سے اچانک حمله کرسکتے هیں** — پیٹروگراد سے، ماسکو سے اور بالٹک کے بحری بیڑے سے۔ (۲) همارے پاس حمایت کی ضمانت دینےوالے نعرے هیں — وه حکومت مرده‌باد جو زمینداروں کے خلاف کسانوں کی بغاوت کو کچل رهی ھے! (۳) ملک میں اکثریت همارے ساتھ ھے۔ (۴) مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کے اندر بدنظمی مکمل هو گئی ھے۔ (۵) ٹکنیکی لحاظ سے هم ماسکو میں اقتدار

---

* ۲۰ اکتوبر کو سوویتوں کی کانگرس ''منعقد،، کرنا تاکه ''اقتدار کے حصول کا،، فیصله کیا جائے — یه مسلح بغاوت حماقت سے ''مقرر کرنے،، سے کتنا مختلف ھے؟ اس وقت اقتدار حاصل کرنا ممکن ھے، ۲۰ — ۲۹ اکتوبر کو آپ کو موقع نهیں ملےگا۔

** فوجوں کی ترتیب وغیره کے مطالعے کی بابت پارٹی نے کیا کیا ھے؟ مسلح بغاوت کو ''فن،، کی طرح انجام دینے کے متعلق اس نے کیا کیا ھے؟ مرکزی عامله کمیٹی میں محض بات‌چیت، وغیره!

حاصل کر سکتے ھیں (جہاں سے ابتدا کی جا سکے تاکہ دشمن بےخبری کے عالم میں رہے) - (۶) ھمارے پاس پیتروگراد میں ھزاروں مسلح مزدور اور سپاھی ھیں جو فوراً سرمائی محل، جنرل اسٹاف کی عمارت، تارگھر اور تمام بڑے چھاپےخانوں پر قبضہ کر سکتے ھیں۔ کوئی بھی چیز ھمیں وھاں سے نہیں بھگا سکتی اور فوج میں ھمارا تبلیغی کام ایسا ھوگا کہ امن، کسانوں کو زمین وغیرہ کی حکومت کے خلاف لڑنا ناممکن بنا دیا جائےگا۔

اگر ھم فوراً، یکایک تین نقطوں — پیتروگراد، ماسکو اور بالٹک کے بحری بیڑے سے حملہ کریں تو امکان یہ ھے کہ ۳ — ۵ جولائی کے مقابلے میں ایک کی بہ‌نسبت سو سے کامیاب ھوں اور قربانیاں بھی کم دینا پڑیں‌گی کیونکہ امن کی حکومت کے خلاف فوجیں پیش قدمی نہیں کریں‌گی۔ اگرچہ پیتروگراد میں کیرینسکی کے پاس ''وفادار،، گھوڑسوار فوج ھے لیکن اگر ھم دو سمتوں سے حملہ کریں تو وہ ھتھیار ڈالنے پر مجبور ھو جائےگا کیونکہ فوج کی ھمدردی ھمارے ساتھ ھے۔ اس وقت ھمارے حق میں یہ مواقع ھیں۔ اگر ھم نے اقتدار حاصل نہیں کیا تو سوویتوں کو اقتدار منتقل کرنے کی تمام باتیں ریاکاری ھیں۔

اس وقت اقتدار حاصل کرنے سے گریز کرنا، ''انتظار'' کرنا، مرکزی عاملہ کمیٹی میں باتیں کرنے میں مصروف رھنا، اپنے آپ کو (سوویتوں کے) ''ادارے کے لئے لڑنے'' تک محدود رکھنا، ''کانگرس کے لئے جدوجہد کرنا'' انقلاب کو ناکامی کے حوالے کرنا ھے۔

اس حقیقت کے پیش نظر کہ جمہوری کانفرنس کی ابتدا سے ھی میں ایسی پالیسی کے لئے جو مسلسل مطالبات کرتا رھا ھوں ان کا مرکزی کمیٹی نے جواب تک نہیں دیا، اس حقیقت کے پیش نظر کہ مرکزی ترجمان میرے مضامین سے ایسے تمام حوالے خارج کر رھا ھے جو بالشویکوں کی ایسی نمایاں غلطیوں سے تعلق رکھتے ھیں جیسی کہ ابتدائی پارلیمنٹ میں حصہ لینے کا شرمناک فیصلہ، سوویتوں کی مجلس صدارت میں مینشویکوں کی شمولیت وغیرہ وغیرہ — میں اسے اس سوال پر مرکزی کمیٹی کے غور تک کرنے کی نارضامندگی کا ''سبک،، اشارہ خیال کرنے پر مجبور ھوں، ایک

ایسا سبک اشارہ کہ مجھے اپنا منہ بند رکھنا چاہئے، ایک ایسی تجویز کی طرح کہ مجھے گوشہ نشین ہو جانا چاہئے۔

میں مرکزی کمیٹی سے اپنا استعفی دینے پر مجبور ہوں جو میں پیش کر رہا ہوں، اپنے لئے یہ حق محفوظ رکھتے ہوئے کہ میں پارٹی کی عام صفوں میں اور پارٹی کانگرس میں اپنے خیالات کا پرچار کرنے کے لئے آزاد ہوں گا۔

میرا پختہ عقیدہ ہے کہ اگر ہم نے سوویتوں کی کانگرس کا ''انتظار،، کیا اور موجودہ لمحے کو گزرجانے دیا تو ہم انقلاب کو تباہ کردیں گے۔

۲۹ ستمبر

ن۔ لینن

مزید: ایسے کئی حقائق ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ کزاک فوجیں تک اس کی حکومت کے خلاف نہیں لڑیں گی! اور وہ ہیں کتنی؟ کہاں ہیں وہ؟ اور کیا ساری فوج ہماری حمایت کے لئے اپنے دستے روانہ نہیں کرے گی؟

پہلا، دوسرا، تیسرا اور پانچواں حصہ ۲۰ (۷) اکتوبر ۱۹۱۷ء کو اخبار ''ربوچی پوت،، کے شمارہ ۳۰ میں شائع ہوا۔ چھٹا حصہ پہلی بار ۱۹۲۴ء میں چھپا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۴، صفحات ۲۷۲ — ۲۸۳

کیا بالشویک ریاستی اقتدار برقرار رکھ سکتے ہیں ؟

(اقتباس)

اب ہم ان دلیلوں سے بحث کریں گے جن کی بنا پر ''تمام''، کیڈٹوں سے لیکر ''نووایا ژیزن'' (۸۶) والوں تک، یہ یقین رکھتے ہیں کہ بالشویک اقتدار برقرار نہیں رکھ سکیں گے۔

محترم ''ریچ''* تو کوئی دلیل ہی پیش نہیں کرتا۔ وہ صرف بالشویکوں پر انتہائی چنیدہ اور تلخ گالیوں کی بوچھار کرتا ہے۔ جس اقتباس کا ہم نے حوالہ دیا ہے وہ دوسری باتوں کے علاوہ یہ دکھاتا ہے کہ یہ خیال کرنا کتنی بڑی غلطی ہوتی کہ دیکھو ''ریچ''، بالشویکوں کو اقتدار لینے کے لئے ''اشتعال دلا رہا ہے''، اور اسی لئے ''رفیقو، چوکنا رہنا چاہئے کیونکہ دشمن جو مشورہ دیتا ہے وہ یقینی برا ہوتا ہے!'' اگر عملی طریقے سے عام اور ٹھوس نوعیت کے خیالات کا اندازہ لگانے کے بجائے ہم یہ ''یقین'' کرلیں گے کہ بورژوازی ہم کو اقتدار سنبھالنے کے لئے ''اشتعال دلا رہی ہے''، تو ہم کو بورژوازی بیوقوف بنالے گی کیونکہ وہ لازماً ہمیشہ بدخوئی سے ایسی لاکھوں مصیبتیں گنواتی رہے گی جو بالشویکوں کے اقتدار سنبھالنے پر ٹوٹ پڑیں گی، وہ ہمیشہ بدخوئی سے شور مچائے گی: ''بالشویکوں سے فوراً اور ''طویل برسوں'' کے لئے نجات پانا بہتر ہوگا، اگر ان کو اقتدار سنبھالنے کی اجازت دے دی جائے اور پھر

---

* ''ریچ'' (گفتگو) — روزانہ اخبار جو کیڈٹوں کی پارٹی کا مرکزی ترجمان اخبار تھا۔ (ایڈیٹر)

ان کا سر توڑ دیا جائے،،۔ اگر آپ دیکھیں تو اس طرح کا شور بھی ''اشتعال،، ہے لیکن صرف مخالف سمت سے ۔ کیڈٹ اور بورژوازی کسی طرح نہ تو یہ ''مشورہ دے رہے'' ہیں اور نہ کبھی یہ ''مشورہ دیا ہے،، کہ ہم اقتدار سنبھال لیں ۔ وہ ہمیں صرف اقتدار کے گویا ناقابل حل فریضوں سے ڈرانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔

نہیں، ہمیں خوف‌زدہ بورژوازی کی چیخوں سے نہیں ڈرنا چاہئے ۔ ہمیں یہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے اپنے سامنے کوئی ''ناقابل حل،، سماجی فریضے کبھی نہیں رکھے ہیں، اور سوشلزم کی طرف فوری قدم اٹھانے کے پوری طرح قابل حل فریضوں کو، مشکل صورت حال سے نکلنے کے واحد طریقے کی حیثیت سے، صرف پرولتاریہ اور غریب کسانوں کی آسریت حل کریگی ۔ روس میں پرولتاریہ اگر اقتدار حاصل کرلے تو اس کےلئے فتح اور مستحکم فتح کی ضمانت بمقابلہ پہلے کہیں زیادہ ہے ۔

ہم خالص عملی طریقے سے اس ٹھوس صورت حال کے بارے میں بحث کریں‌گے جو کسی ایک لمحے کو ناسازگار بناتی ہے لیکن ہم ایک منٹ کےلئے بھی بورژوازی کے وحشیانہ شور سے نہیں ڈرینگے اور یہ نہ بھولیں‌گے کہ بالشویکوں کے ہاتھوں میں سارا اقتدار سنبھالنے کا سوال واقعی فوری ہوتا جا رہا ہے ۔ اس وقت ہماری پارٹی کےلئے یہ بات فراموش کرنا زیادہ خطرناک ہے بمقابلہ اس کے کہ ہم یہ تسلیم کرلیں کہ اقتدار کو سنبھالنا ''قبل از وقت،، ہے ۔ اس صورت حال میں اب کچھ ''قبل از وقت،، نہیں ہو سکتا ۔ اس کے لئے ایک دو کے علاوہ لاکھوں امکان ہیں ۔

جہاں تک ''ریچ،، کی تلخ گالیوں کا تعلق ہے تو ہم یہ دھرا سکتے ہیں اور ہمیں دھرانا چاہئے :

سنتے ہیں ہم تصدیق کی آواز
شیریں گفتار تعریف میں نہیں
بلکہ غصے کی وحشیانہ چیخوں میں!*

---

* یہاں لینن نے روسی شاعر نیکراسوف کی نظم ''نیک دل شاعر رحمت ہے،، کا حوالہ دیا ہے ۔ (ایڈیٹر)

بورژوازی کا ہم سے اس بری طرح نفرت کرنا اس حقیقت کا ایک انتہائی بین ثبوت ہے کہ ہم عوام کو بورژوازی کی حکمرانی کا تختہ الٹنے کےلئے صحیح راستہ اور ذرائع بتا رہے ہیں۔

* * *

اس بار یہ ایک غیرمعمولی بات ہوئی کہ ''دیلو نارودا،، نے اپنی گالیوں سے ہماری عزت‌افزائی نہیں کی اور ذرہ برابر دلیل بھی نہیں پیش کی۔ وہ صرف بالواسطہ طریقے سے اشارے کے ذریعہ ہمیں اس امکان سے ڈرانے کی کوشش کر رہا ہے کہ ''بالشویکوں کو کابینہ بنانا پڑیگی،،۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ہمیں ڈراکر سوشلسٹ انقلابی خود بھی واقعی ڈرے ہوئے ہیں۔ وہ ڈرے ہوئے لبرلوں کے بھوت سے ڈرگئے ہیں۔ مجھے ساتھ ہی یہ بھی یقین ہے کہ سوشلسٹ انقلابیوں کو مرکزی عاملہ کمیٹی اور اسی طرح کے ''رابطہ،، رکھنےوالے (یعنی کیڈٹوں سے رابطہ رکھنےوالے یا صاف زبان میں کیڈٹوں سے ہم پیالہ و ہم نوالہ ہونےوالے) کمیشنوں کی قسم کے اونچے اور خاص طور سے سڑے ہوئے اداروں میں بعض بالشویکوں کو ڈرانے میں کامیابی ہوئی ہے کیونکہ اول تو، ان تمام مرکزی عاملہ کمیٹیوں، ''ابتدائی پارلیمنٹ،، وغیرہ میں فضا اتنی زیادہ گھناؤنی اور گندی ہے کہ قے آتی ہے۔ کسی شخص کے لئے بھی اس میں دیر تک سانس لینا نقصان دہ ہے۔ دوسرے، خلوص تو متعدی ہوتا ہے اور ایک واقعی خوف‌زدہ تنگ نظر شخص یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ وہ کسی واحد انقلابی کو کچھ وقت کےلئے تنگ نظر بنالے۔

لیکن ''انسانیت کے نقطۂ نظر،، سے سوشلسٹ انقلابی کا یہ پرخلوص خوف چاہے ہماری سمجھ میں آجائے جس کو بدقسمتی سے کیڈٹوں کے ساتھ وزارت نصیب ہوئی ہے یا جو کیڈٹوں کی نگاہ میں وزیر بننے کے لائق ہے پھر بھی ہمارے ڈرنے کا مطلب وہ سیاسی غلطی ہوگی جو بہت آسانی سے پرولتاریہ کے ساتھ غداری کی حد تک پہنچ سکتی ہے۔ حضرات، عملی دلیلیں دیجئے! یہ توقع مت کیجئے کہ ہم آپ کے ڈرانے سے ڈر جائیں‌گے!

* * *

اس بار ہمیں عملی دلیلیں صرف ''نووایا ژیزن،، میں ملتی ہیں - اس بار یہ صاحبہ بورژوازی کی وکیل کی حیثیت سے سامنے آتی ہیں - یہ رول بالشویکوں کی وکیل بننے کے مقابلے میں ان کو کہیں زیب دیتا ہے جو ہر پہلو سے پسندیدہ خاتون کےلئے عیاں طور پر ''رسوا کن،، تھا -

اس وکیل نے چھه دلیلیں پیش کی ہیں :

(۱) پرولتاریہ ''ملک کے باقی طبقوں سے کٹا ہوا ہے،، -

(۲) وہ ''جمہوریت کی حقیقی جاندار طاقتوں سے کٹا ہوا ہے،، -

(۳) وہ ''ٹکنیکی لحاظ سے ریاستی مشینری کو نہیں سنبھال سکتا،، -

(۴) وہ ''اس مشینری کو چلا نہیں سکتا،، -

(۵) ''صورت حال غیرمعمولی طور پر پیچیدہ ہے،، -

(۶) اس میں ''ان تمام دشمن طاقتوں کے اس دباؤ کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں ہے جو نہ صرف پرولتاریہ کی آمریت کا بلکہ سارے انقلاب کا بھی صفایا کر دیگا،، -

''نووایا ژیزن،، کی پہلی دلیل مضحکہ‌انگیز حد تک بھونڈی ہے کیونکہ سرمایہ‌دار اور نیم‌سرمایہ‌دار سماج میں ہم صرف تین طبقات کو جانتے ہیں : بورژوازی، پیٹی بورژوازی (کسان اس کے خاص نمائندے ہیں) اور پرولتاریہ - آخر پرولتاریہ کے باقی طبقوں سے کٹے ہونے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے جب موضوع بورژوازی کے خلاف پرولتاریہ کی جدوجہد کے بارے میں ہے؟ بورژوازی کے خلاف انقلاب کے بارے میں؟

غالباً ''نووایا ژیزن،، یہ کہنا چاہتا ہے کہ پرولتاریہ کسانوں سے کٹا ہوا ہے کیونکہ بہرحال زمینداروں کا یہاں ذکر نہیں ہوسکتا - لیکن صاف صاف یہ کہنا ممکن نہیں تھا کہ پرولتاریہ کسانوں سے کٹا ہوا ہے کیونکہ اس دعوے کا بین جھوٹ تو بالکل آنکھوں کے سامنے آ جاتا -

یہ تصور کرنا مشکل ہے کہ کسی سرمایہ‌دار ملک میں پرولتاریہ پیٹی بورژوازی سے اتنا کم کٹا ہو — اور دیکھئے، بورژوازی کے خلاف انقلاب میں — جیسا کہ آجکل پرولتاریہ روس میں ہے - ہم معروضی اور مسلمہ معلومات سے تسرے‌تیلی کی ''بولیگین‌والی

دوما،، میں یعنی رسوائے زمانہ ''ڈیموکریٹک،، کانفرنس میں بورژوازی کے ساتھ مخلوط حکومت کے حق میں اور اس کے خلاف ''عشیروں،، (curias) کی ووٹنگ کے بارے میں تازہ‌ترین معلومات حاصل کر سکتے ھیں۔ اگر ہم سوویتوں کے ''عشیروں،، کی رائے لیں تو ہمیں مندرجۂ ذیل نقشہ ملتا ھے:

	مخلوط حکومت کے حق میں	اس کے خلاف
مزدوروں اور سپاھیوں کے نمائندوں کی سوویتیں	۸۳	۱۹۲
کسانوں کے نمائندوں کی سوویتیں	۱۰۲	۷۰
کل سوویتیں	۱۸۵	۲۶۲

اس طرح، عام طور پر اکثریت پرولتاری نعرے کے حق میں ھے یعنی بورژوازی کے ساتھ مخلوط حکومت کے خلاف۔ اور ہم اوپر دیکھ چکے ھیں کہ کیڈٹ تک بھی سوویتوں پر بالشویکوں کے بڑھتے ہوئے اثر کو تسلیم کرنے پر مجبور ھیں۔ اور یہاں سوویتوں کے سابق لیڈروں، سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کی منعقد کی ہوئی کانفرنس ھے جو مرکزی اداروں میں مستحکم اکثریت رکھتے ھیں! صاف ظاہر ھے کہ سوویتوں میں بالشویکوں کے حقیقی غلبے کو یہاں کم کر کے پیش کیا گیا ھے۔

بورژوازی کے ساتھ مخلوط حکومت کے سوال پر اور زمینداروں کی زمین کسان کمیٹیوں کو فوراً دینے کے سوال پر بھی بالشویک اس وقت مزدوروں، سپاھیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں میں اکثریت رکھتے ھیں، عوام کی اکثریت، پیٹی‌بورژوازی کی اکثریت رکھتے ھیں۔ ۲۴ ستمبر کے ''ربوچی پوت،، (۸۷) کے شمارہ ۱۹ نے سوشلسٹ انقلابیوں کے ترجمان ''زنامیا ترودا،، (۸۸) کے شمارہ ۲۵ سے کسان نمائندوں کی مقامی سوویتوں کی اس کانفرنس کی رپورٹ نقل کی ھے جو ۱۸ ستمبر کو پیتروگراد میں ہوئی۔ اس کانفرنس میں چار کسان سوویتوں (کوستروما، ماسکو، سمارا اور تاوریدا کے

صوبوں کی سوویتوں) کی انتظامیہ کمیٹیوں نے لا محدود مخلوط حکومت کی تائید کی۔ تین صوبوں اور دو فوجوں (ولادیمیر، ریازان اور بحیرۂاسود کے صوبوں کی سوویتوں) کی انتظامیہ کمیٹیوں نے کیڈٹوں کے بغیر مخلوط حکومت کی تائید کی۔ مخلوط حکومت کے خلاف ۲۳ صوبوں اور چار فوجوں کی انتظامیہ کمیٹیوں نے رائے دی۔

اس طرح کسانوں کی اکثریت مخلوط حکومت کے خلاف ہے!

تو، یہ رہا ''پرولتاریہ کا کٹا ہوا ہونا۔''

برسبیل تذکرہ، ہمیں اس پر بھی زور دینا چاہئے کہ مخلوط حکومت کے حق میں تین سرحدی صوبوں سمارا، تاوریدا اور بحیرۂ اسود کے صوبوں نے رائے دی جہاں مقابلتاً بہت زیادہ امیر کسان اور بڑے بڑے جاگیردار ہیں جو اجرتی مزدوروں سے کام لیتے ہیں اور چار صنعتی صوبوں (ولادیمیر، ریازان، کوستروما اور ماسکو کے صوبوں) نے بھی جہاں کسان بورژوازی روس کے اکثر صوبوں کے مقابلے میں زیادہ طاقتور ہے۔ اس سوال کے بارے میں زیادہ تفصیلات جمع کرنا اور یہ غور کرنا دلچسپ ہوتا کہ آیا ان صوبوں میں جہاں سب سے زیادہ ''امیر'' کسان ہیں سب سے زیادہ غریب کسانوں کے بارے میں اطلاعات کیا ہیں۔

مزید برآں، دلچسپ بات یہ ہے کہ ''قومی گروپوں'' نے مخلوط حکومت کے مخالفوں کی تعداد کو کافی غالب بنایا یعنی ۱۵ کے مقابلے ۴۰ ووٹ۔ روس کی مکمل حقوق نہ رکھنےوالی قوموں کے خلاف بوناپارٹسٹ کیرینسکی اور کمپنی کی الحاقی پالیسی اور کھلے تشدد نے اپنے نتائج دکھا دئیے۔ مظلوم قوموں کی وسیع آبادی، جن میں پیٹی بورژوازی کی کثیر تعداد ہے، بورژوازی کے مقابلے میں روس کے پرولتاریہ پر زیادہ اعتبار کرتی ہے کیونکہ تاریخ نے یہاں ظالموں کے خلاف مظلوم قوموں کی آزادی کی جدوجہد کو سامنے لاکر کھڑا کر دیا ہے۔ بورژوازی نے کمینگی کے ساتھ مظلوم قوموں کی آزادی کے مقصد کے ساتھ غداری کی ہے اور پرولتاریہ آزادی کے مقصد سے وفادار ہے۔

قومی اور زرعی مسائل — یہ فی‌الوقت روس کی زیادہ‌تر پیٹی بورژوا آبادی کےلئے بنیادی مسائل ہیں۔ یہ مسلمہ ہے۔ اور دونوں مسائل میں پرولتاریہ بالکل ''کٹا ہوا نہیں'' ہے۔ اس کے پیچھے

عوام کی اکثریت ہے۔ وہ تنہا یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ دونوں مسئلوں پر ایسی فیصلہ کن اور واقعی ''انقلابی — جمہوری،، پالیسی اختیار کر سکے جسے پرولتاری ریاستی اقتدار کےلئے نہ صرف آبادی کی اکثریت کی طرف سے حمایت کی فوری ضمانت ملے بلکہ جو عوام میں انقلابی جوش کا حقیقی شعلہ بھڑکا دے کیونکہ عوام کو حکومت کے ہاتھوں پہلی مرتبہ کسانوں پر جاگیرداروں کے، یوکرینیوں پر عظیم روسیوں کے بےرحمانہ جبروتشدد سے سابقہ نہیں پڑیگا جیسا کہ زارشاہی کے وقت تھا اور نہ ریپبلک میں بلند بانگ الفاظ کا پردہ ڈال کر اسی پالیسی کو جاری رکھنے کی کوشش سے اور نہ فضول نکتہ چینی، توہین، بہتان تراشی، التوا، خفیہ کارروائیوں اور حیلے بازی (ان تمام باتوں سے جو کیرینسکی کسان اور مظلوم قوموں کو عطا کرتا ہے) سے بلکہ عمل سے ثابت کی ہوئی پرخلوص ہمدردی سے، جاگیرداروں کے خلاف فوری اور انقلابی اقدامات سے، فن‌لینڈ، یوکرین، بیلوروس اور مسلمان وغیرہ فوری مکمل آزادی حاصل کریں‌گے۔

سوشلسٹ انقلابی اور مینشویک حضرات یہ خوب جانتے ہیں اور اسی لئے وہ کوآپریٹیو سوسائٹیوں کے نیم کیڈٹ افسران کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں تاکہ اپنی رجعت پرست — جمہوری پالیسی عوام کے خلاف چلا سکیں۔ اسی لئے عملی پالیسی کے خاص نکات کے بارے میں وہ عوام کی رائے پوچھنے، عام رائےدہی کرنے حتی‌کہ تمام مقامی سوویتوں، تمام مقامی تنظیموں کی رائے معلوم کرنے کی ہمت کبھی نہیں کرینگے، مثلاً اس سوال کے بارے میں کہ کیا اس وقت فوراً زمینداروں کی ساری زمین کسان کمیٹیوں کے سپرد کرنا چاہئے، کیا فن‌لینڈ کے لوگوں یا یوکرینیوں کے کسی مطالبے کو مان لینا چاہئے وغیرہ۔

امن کا سوال ساری موجودہ زندگی کا بنیادی سوال ہے۔ پرولتاریہ ''باقی طبقوں سے کٹا ہوا ہے،،... یہاں پرولتاریہ واقعی ساری قوم کی نمائندگی کررہا ہے، تمام طبقات کے ذی حس اور ایماندار لوگوں کی، پیٹی بورژوازی کی زبردست اکثریت کی کیونکہ صرف پرولتاریہ ہی، اقتدار حاصل کرنے پر، فوراً تمام شریک جنگ قوموں کے سامنے منصفانہ امن کی پیش کش کریگا، کیونکہ صرف پرولتاریہ ہی

سچے انقلابی اقدامات کریگا (خفیه معاهدوں کی اشاعت وغیرہ) تاکه جلد از جلد اور زیادہ سے زیادہ منصفانه امن ممکن ھوسکے۔

نہیں۔ ''نووایا ژیزن،، کے حضرات پرولتاریه کے کٹے ہونے کے بارے میں شور مچاکر صرف بورژوازی سے اپنے اندرونی ڈر کا اظہار کر رہے ھیں۔ روس میں معروضی صورت حال بلاشبه ایسی ھے که پرولتاریه خاص طور سے اس وقت پیٹی بورژوازی کی اکثریت سے ''کٹا ھوا،، نہیں ھے۔ ٹھیک اب ''مخلوط حکومت،، کے افسوسناک تجربے کے بعد، پرولتاریه کو عوام کی اکثریت کی ھمدردیاں حاصل ھیں۔ بالشویکوں کے اقتدار برقرار رکھنے کی یه شرط موجود ھے۔

* * *

دوسری دلیل یه ھے که گویا پرولتاریه ''جمہوریت کی حقیقی جاندار طاقتوں سے کٹا ھوا ھے،،۔ اس کا مطلب کیا ھے یه سمجھ میں نہیں آتا۔ یه غالباً ''یونانی،، ھے جیسا که فرانسیسی ایسے موقعوں پر کہتے ھیں۔

''نووایا ژیزن،، کے لکھنےوالے اچھے وزیر بن سکتے ھیں۔ وہ کیڈٹوں کی کابینه میں بہت موزوں وزیر ھوتے کیونکه ایسے وزیروں سے یہی توقع کی جاتی ھے که وہ بظاھر اچھی اور بھڑکدار باتیں کریں، جن کے کوئی معنی نہیں ھوتے، جن کے ذریعه ھر طرح کی ذلالت کو چھپایا جا سکتا ھے اور جن کو اس وجه سے سامراجیوں اور سوشل سامراجیوں کی داد و تحسین ملتی ھے۔ ''نووایا ژیزن،، والوں کو کیڈٹوں، بریشکوفسکایا، پلیخانوف اور کمپنی کی داد و تحسین کی ضمانت اس یقین دھانی کے لئے ھے که پرولتاریه جمہوریت کی حقیقی جاندار طاقتوں سے کٹا ھوا ھے کیونکه بالواسطه طریقے پر یہاں کہا جاتا ھے (یا اس یقین دھانی کو اس طرح سمجھا جائےگا جیسے یه کہا جا رھا ھو) که کیڈٹ، بریشکوفسکایا، پلیخانوف، کیرینسکی اور کمپنی ''جمہوریت کی جاندار طاقتیں،، ھیں۔

یه غلط ھے۔ یه مردہ طاقتیں ھیں۔ اس کو مخلوط حکومت کی تاریخ نے ثابت کر دیا ھے۔

بورژوازی اور بورژوا دانشورانه ماحول سے ڈرائے ھوئے ''نووایا ژیزن،، والے دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں

کو ''جاندار،، مانتے ھیں جو حقیقت میں ''وولیا نارودا،، (۸۹) اور ''یدینستوا،، قسم کے کیڈٹوں سے کسی طرح مختلف نہیں ھیں۔ ھم صرف ان کو جاندار سمجھتے ھیں جن کا تعلق عوام سے ھے نہ کہ کولاکوں* سے، صرف ان کو جنھیں مخلوط حکومت کے سبقوں نے دھلا دیا ھے۔ پیٹی‌بورژوا جمہوریت کی ''سرگرم، باعمل جاندار طاقتوں،، کی نمائندگی سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کا بایاں بازو کرتا ھے۔ اس بائیں بازو کی طاقت میں اضافہ، خصوصاً جولائی کے انقلاب معکوس کے بعد، اس بات کی انتہائی یقینی علامت ھے کہ پرولتاریہ کٹا ھوا نہیں ھے۔

مرکز کا رویہ رکھنےوالے سوشلسٹ انقلابیوں کی بائیں طرف جھکنے کی انتہائی حالیہ حقیقت نے اس کو اور زیادہ واضح طور پر دکھایا ھے، جیسا کہ چیرنوف کے ۲۴ ستمبر کے اس بیان سے ثابت ھوتا ھے کہ اس کا گروپ کیشکین اور کمپنی کے ساتھ نئی مخلوط حکومت کی حمایت نہیں کرسکتا۔ مرکز کا رویہ رکھنےوالے سوشلسٹ انقلابیوں کا بائیں طرف جھکاؤ، جو ابھی تک سوشلسٹ انقلابی پارٹی میں غالب اکثریت رکھتے تھے (اور شہروں اور خاص کر دیہاتوں میں حاصل شدہ ووٹوں کے لحاظ سے یہ رھنما اور حاوی پارٹی تھی)، یہ ثابت کرتا ھے کہ اس کے بارے میں ''دیلو نارودا،، کے جن بیانات کا حوالہ ھم نے اوپر دیا ھے کہ معین حالات میں جمہوریت کےلئے خالص بالشویک حکومت کو اپنی ''پوری حمایت کی ضمانت،، دینا چاھئے، یہ محض زبانی باتیں نہیں ھیں۔

ایسے واقعات جیسے کیشکین کے ساتھ نئی مخلوط حکومت کی حمایت سے مرکزی رویہ رکھنےوالے سوشلسٹ انقلابیوں کا انکار یا صوبوں میں (قفقاز میں ژوردانیا وغیرہ) مینشویک دفاع پرستوں میں مخلوط حکومت کے مخالفین کا غلبہ اس کا معروضی ثبوت ھیں کہ عوام کا ایک خاص حصہ جو ابھی تک مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کا پیرو ھے اب خالص بالشویک حکومت کی حمایت کریگا۔

جمہوریت کی جاندار طاقتوں سے ھی روس کا پرولتاریہ اب کٹا ھوا نہیں ھے۔

---

* کولاک — روس کے مالدار کسان جو دیہاتی غریبوں کا بری طرح استحصال کرتے تھے۔ (ایڈیٹر)

* * *

تیسری دلیل یہ ہے کہ پرولتاریہ ”ٹکنیکی لحاظ سے ریاستی مشینری کو نہیں سنبھال سکتا،،۔ یہ انتہائی رائج اور عام طور پر پھیلی ہوئی دلیل ہے۔ اس سبب سے اس پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور اس لئے بھی کہ وہ ایک انتہائی سنجیدہ اور انتہائی مشکل فریضے کو دکھاتی ہے جو فتح یاب پرولتاریہ کو درپیش ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فرائض بہت مشکل ہیں لیکن اگر ہم، جو اپنے آپ کو سوشلسٹ کہتے ہیں، ان مشکلات کو صرف اس لئے دکھائیں کہ ان فریضوں کی تکمیل سے پہلو تہی کریں تو عملی طور پر ہمارے اور بورژوازی کے خادموں کے درمیان کوئی فرق نہیں رہےگا۔ پرولتاری انقلاب کے فریضوں کی مشکلات سے پرولتاریہ کے حامیوں میں یہ جذبہ پیدا ہونا چاہئے کہ وہ ان فریضوں کو پورا کرنے کے طریقوں کو زیادہ توجہ سے اور ٹھوس طور پر سیکھیں۔

ریاستی مشینری کا مطلب سب سے پہلے مستقل فوج، پولیس اور نوکرشاہی ہیں۔ یہ کہہ کر کہ پرولتاریہ ٹکنیکی طور پر اس مشینری کو نہیں سنبھال سکتا ”نووایا ژیزن،، کے لکھنےوالے انتہائی جہالت اور زندگی کے ان حقائق، ان دلیلوں کو اہمیت دینے سے بےپروائی کا اظہار کرتے ہیں جن کو بالشویک ادب میں مدت ہوئی پیش کیا جا چکا ہے۔

”نووایا ژیزن،، کے سارے لکھنےوالے اگر اپنے آپ کو مارکسی نہیں تو کم از کم مارکسزم کے واقف‌کار، تعلیم‌یافتہ سوشلسٹ سمجھتے ہیں۔ مارکس نے پیرس کمیون کے تجربے سے یہ سکھایا کہ پرولتاریہ تیارشدہ ریاستی مشینری کو محض سنبھال کر اس کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال نہیں کرسکتا، پرولتاریہ کو یہ مشینری توڑ کر اس کی جگہ نئی کھڑی کرنا چاہئے (میں اس کے بارے میں تفصیل سے ایک پمفلٹ میں بتاؤنگا جس کا پہلا حصہ ختم ہو چکا ہے اور جو جلد ہی ”ریاست اور انقلاب۔ ریاست کا مارکسی نظریہ اور انقلاب میں پرولتاریہ کے فریضے،، کے عنوان سے شایع ہوگا)۔ یہ نئی ریاستی مشینری پیرس کمیون نے قائم کی تھی اور اسی قسم

کی ''ریاستی مشینری،، مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی روسی سوویتیں ہیں۔ میں نے ۴ اپریل ۱۹۱۷ء سے اس صورت حال کے بارے میں متعدد بار کہا ہے۔ اس کے بارے میں بالشویک کانفرنسوں، کی قراردادوں میں کہا گیا ہے اور اسی طرح بالشویک ادب میں بھی۔ ''نووایا ژیزن،، واقعی مارکس اور بالشویکوں سے اپنے مکمل اختلاف رائے کا اظہار کر سکتا تھا لیکن اس سوال کا ایسے اخبار کی طرف سے بالکل نظر انداز کیا جانا جو اکثر اور بڑی بلندی سے بالشویکوں کو اس لئے برا بھلا کہتا ہے کہ گویا انہوں نے مشکل مسائل کی جانب غیر سنجیدہ رویہ اختیار کیا ہے، اس کے مترادف ہے کہ وہ اپنے ذہنی افلاس کا ثبوت پیش کر رہا ہے۔

''ریاستی مشینری،، کو ''سنبھالنا،، اور ''اس کو چلانا،، پرولتاریہ یہ نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ سب توڑ سکتا ہے جو پرانی ریاستی مشینری میں جبروتشدد کرنیوالا، لکیر کا فقیر اور لاعلاج بورژوا ہے اور اس کی جگہ پر اپنی نئی مشینری لگا سکتا ہے۔ یہ مشینری مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتیں ہیں۔

اس کو عجیب کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ ''نووایا ژیزن،، اس ''ریاستی مشینری،، کے بارے میں بالکل ہی بھول گیا۔ اپنی نظریاتی دلیلوں میں اس طرح کا رویہ اختیار کرکے ''نووایا ژیزن،، والے حقیقت میں سیاسی نظریات کے میدان میں وہی کر رہے ہیں جو کیڈٹ عملی سیاست میں کرتے ہیں۔ کیونکہ واقعی اگر پرولتاریہ اور انقلابی ڈیموکریٹوں کو کسی نئی ریاستی مشینری کی ضرورت نہیں ہے تو سوویتوں کے وجود کے کوئی معنی نہیں رہتے اور وہ اپنے وجود کا حق کھو بیٹھتی ہیں اور کورنیلوف‌والے کیڈٹ سوویتوں کو قطعی مجہول بنانے کی کوشش میں حق بجانب ہوجاتے ہیں!

''نووایا ژیزن،، کی یہ عجیب نظریاتی غلطی اور سیاسی اندھاپن اور زیادہ عجیب اس لئے ہے کہ بین‌الاقوامیت پسند مینشویکوں نے بھی (جن کے ساتھ ''نووایا ژیزن،، نے پیتروگراد کی شہری دوما کے پچھلے انتخاب کے دوران بلاک بنایا تھا) اس مسئلے پر بالشویکوں سے نمایاں قربت کا اظہار کیا۔ تو، سوویت اکثریت کے اعلان

میں جسے کامریڈ مارتوف نے ڈیموکریٹک کانفرنس میں پڑھا، یہ لکھا تھا :

’’...مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتیں جن کی تشکیل انقلاب کے پہلے دنوں میں عوام کے حقیقی تخلیقی جوش کے زبردست ابھار سے ہوئی تھی اس انقلابی ریاستی نظام کا نیا تاناباناً بن گئیں جس نے پرانی حکومت کے فرسودہ ریاستی تانے بانے کی جگہ لے لی...،،

اس کو ذرا لچھےدار زبان میں بیان کیا گیا ہے یعنی یہ مرصع بیانی یہاں سیاسی خیال میں وضاحت کی جو کمی ہے اسے چھپا لیتی ہے۔ سوویتوں نے ابھی تک پرانے ’’تانے بانے،، کو بدلا نہیں ہے اور یہ پرانا ’’تانابانا،، پرانی حکومت کا ریاستی نظام نہیں بلکہ زار شاہی اور بورژوا ریپبلک کا بھی ریاستی نظام ہے۔ بہر حال، مارتوف یہاں ’’نوواپا ژیزن،، والوں سے کہیں زیادہ بلند ہیں۔

سوویتیں نئی ریاستی مشینری ہیں جو اول تو مزدوروں اور کسانوں کی مسلح قوت مہیا کرتی ہیں اور یہ قوت عوام سے کٹی ہوئی نہیں ہے جیسے کہ پرانی مستقل فوج کی قوت تھی بلکہ عوام سے مضبوطی کے ساتھ مربوط ہے۔ فوجی نقطۂ نظر سے یہ قوت پہلی قوتوں سے کہیں زیادہ زبردست ہے۔ انقلابی لحاظ سے اس کی جگہ اور کوئی چیز نہیں لے سکتی۔ دوسرے، یہ مشینری عوام سے رابطہ فراہم کرتی ہے، عوام کی اکثریت سے رابطہ جو اتنا قریبی، اٹوٹ، آسانی سے جانچا اور تجدید کیا جانےوالا ہے کہ پرانی ریاستی مشینری میں دور دور تک ایسا کوئی عنصر نہیں ملتا۔ تیسرے، یہ مشینری، اس خوبی کیوجہ سے کہ اس کا عملہ عوام کی مرضی کے مطابق بلا کسی دفترشاہی اور ضابطہ‌پرستی کے منتخب کیا جاتا ہے اور بدلا جا سکتا ہے، کسی بھی پرانی مشینری سے کہیں زیادہ جمہوری ہے۔ چوتھے، یہ بہت ہی مختلف پیشوں سے مضبوط روابط فراہم کرتی ہے اور اس طرح دفترشاہی کے بغیر بہت ہی نوع بنوع اور گہری نوعیت رکھنےوالی اصلاحات کوآسان بنا دیتی ہے۔ پانچویں، وہ ہراول کو تنظیم کی شکل دیتی ہے یعنی مظلوم طبقوں، مزدوروں

اور کسانوں کے انتہائی باشعور، انتہائی سرگرم اور انتہائی ترقی‌یافتہ حصے کی تنظیم کی شکل۔ لہذا یہ ایسی مشینری ہے جس کے ذریعہ مظلوم طبقات کا ہراول ان طبقات کے لوگوں کی بھاری اکثریت کو جو ابھی تک سیاسی زندگی سے، تاریخ سے بالکل الگ تھے، اٹھا کر کھڑا کر سکتا ہے، ان کو تعلیم دے کر اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے۔چھٹے، یہ پارلیمانیت کی سہولتوں کو فوری اور براہ راست جمہوریت کی سہولتوں سے جوڑنے کا امکان فراہم کرتی ہے یعنی عوام کے منتخبہ نمائندوں کو قانون‌سازی اور قوانین پر عمل درآمد دونوں کام سپرد کرتی ہے۔ بورژوا پارلیمانیت کے مقابلے میں یہ جمہوریت کی ترقی کی طرف ایسا اگلا قدم ہے جو عالمی تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔

یوں کہنا چاہئے کہ ۱۹۰۵ء میں ہماری سوویتیں، محض جنین کی حالت میں تھیں کیونکہ ان کا وجود صرف چند ہفتوں تک رہا (۹۰)۔ یہ عیاں ہے کہ اس وقت کے حالات میں ان کی ہمہ‌پہلو ترقی کا سوال نہیں اٹھتا تھا۔ اور ۱۹۱۷ء کے انقلاب میں بھی اس کا سوال نہیں اٹھتا کیونکہ چند مہینوں کی مدت بہت ہی کم ہے۔ اور اہم بات یہ ہے کہ سوشلسٹ انقلابی اور مینشویک لیڈروں نے سوویتوں کو آبرو فروش بنا دیا ہے، ان کو باتیں بنانے‌والوں کے رول تک گرا دیا ہے، لیڈروں کی سمجھوتے بازی میں شریک کا رول دے دیا ہے۔ لی‌بیروں، دانوں، تسرے‌تیلیوں، چیرنوفوں کی قیادت میں سوویتیں زندہ جان سڑگل رہی ہیں۔ سوویتیں صرف سارا ریاستی اقتدار ہی حاصل کر کے صحیح طور پر ترقی کر سکتی ہیں، پوری طرح اپنی صلاحیتوں اور قابلیتوں کو دکھا سکتی ہیں کیونکہ اس کے بغیر ان کو کچھ نہیں کرنا ہے، اس کے بغیر یا تو وہ محض جنین ہیں (اور بہت زیادہ عرصے تک جنین رہنا بھی ٹھیک نہیں ہے) یا کھلونے۔ ''دوہرا اقتدار،، سوویتوں کے لئے فالج ہے۔

اگر انقلابی طبقات کے عوامی تخلیقی جوش نے سوویتیں نہ قائم کی ہوتیں تو روس میں پرولتاری انقلاب بے‌سود ہوتا کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ پرانی مشینری کے ذریعہ پرولتاریہ اقتدار کو برقرار نہیں رکھ سکتا اور نئی مشینری فوراً نہیں بنائی جاسکتی۔ تسرے‌تیلیوں اور چیرنوفوں کے ہاتھوں سوویتوں کی آبروفروشی کی

افسوسناک تاریخ ، ''مخلوط حکومت،، کی تاریخ پیٹی بورژوا فریب خیالی سے سوویتوں کی نجات کی بھی تاریخ ہے، ساری اور ہر طرح کی بورژوا مخلوط حکومتوں کی انتہائی غلاظت اور گندگی کے عملی سبق کی ''تطہیر،، سے گذرنے کی تاریخ ۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس ''تطہیر،، نے سوویتوں کو کمزور نہیں فولاد بنا دیا ہے ۔

* * *

پرولتاری انقلاب کی بڑی مشکل پیداوار اور سامان کی تقسیم کا عوامی پیمانے پر انتہائی باصحت اور ایماندارانہ حساب کتاب اور مزدوروں کی نگرانی کا قیام ہے ۔

جب ''نووایا ژیزن،، کے لکھنےوالوں نے ہمارے بارے میں یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم ''مزدوروں کی نگرانی،، کا نعرہ دے کر گویا سنڈیکلزم (۹۱) میں پھنس رہے ہیں، تب ہی انھوں نے اسکولی لڑکے کے احمقانہ، بلاسمجھے بوجھے اور استرووے کی طرح رٹے ہوئے طریقے سے ''مارکسزم،، کو استعمال کرنے کی مثال پیش کر دی۔ سنڈیکلزم یا تو پرولتاریہ کی انقلابی آمریت سے انکار کرتا ہے یا عام سیاسی اقتدار کی طرح اسے پیچھے دھکیل کر سب سے آخری جگہ دیتا ہے ۔ اور ہم اسے اولین جگہ دیتے ہیں ۔ اگر ''نووایا ژیزن،، والوں کی اسپرٹ میں محض یہ کہا جائے کہ مزدوروں کی نگرانی نہیں، بلکہ ریاستی نگرانی، تو یہ بالکل بورژوا اصلاح پسندانہ فقرہ بن کر رہ جاتا ہے، اپنے مافیہ کے لحاظ سے خالص کیڈٹ والا فارمولا بن جاتا ہے کیونکہ ''ریاستی،، نگرانی میں مزدوروں کے حصہ لینے کے خلاف کیڈٹ کچھ نہیں کہتے ۔ کورنیلوف والے کیڈٹ خوب جانتے ہیں کہ ایسی شرکت بورژوازی کےلئے مزدوروں کو بیوقوف بنانے کا بہترین طریقہ ہے، سارے گووزدیوف، نکیتن، پروکوپوویچ، تسرےتیلی جیسے لوگوں اور ان کی ساری ٹولی کو سیاسی طور پر خرید لینے کا بہترین طریقہ ہے ۔

جب ہم کہتے ہیں ''مزدوروں کی نگرانی،، اور اس نعرے کو ہمیشہ پرولتاریہ کی آمریت کے شانہ‌بشانہ یا اس کے بعد رکھتے ہیں تو ہم اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ کس نوعیت کی ریاست

کا ذکر ہے۔ ریاست ایک طبقے کی حکمرانی کا آلہ کار ہوتی ہے۔ کس طبقے کی؟ اگر بورژوازی کی تو وہ کیڈٹ، کورنیوف اور کیرینسکی والوں کا ریاستی نظام ہے جس نے چھہ ماہ سے زیادہ روس کے محنت کش لوگوں کو ''کورنیلوف اور کیرینسکی نوعیت،، کی مصیبتوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اگر پرولتاریہ کا، اگر پرولتاریہ کی ریاست کا ذکر ہے یعنی پرولتاریہ کی آمریت کا تو پیداوار اور سامان کی تقسیم پر مزدوروں کی نگرانی عوامی، ہمہ گیر، ہمہ مقامی، انتہائی باصحت اور ایماندارانہ حساب کتاب ہو سکتا ہے۔

یہی پرولتاری یعنی سوشلسٹ انقلاب کی سب سے بڑی مشکل اور اہم ترین فریضہ ہے۔ سوویتوں کے بغیر یہ فریضہ کم از کم روس میں ناقابل حل ہے۔ سوویتیں پرولتاریہ کو وہ تنظیمی کام بتاتی ہیں جو اس عالمی تاریخی اہمیت کے فریضے کو حل کرسکتا ہے۔

یہاں ہم ریاستی مشینری کے دوسرے پہلو تک پہنچ جاتے ہیں۔ ''جبر،، کی مشینری -- مستقل فوج، پولیس اور نوکرشاہی کے علاوہ موجودہ ریاست میں ایسی مشینری بھی ہے جو بینکوں اور سنڈی کیٹوں سے مضبوطی کے ساتھ منسلک ہے، مشینری جو حساب کتاب اور اندراجات کا زبردست کام کرتی ہے، اگر اس کو اس طرح کہا جائے تو۔ اس مشینری کو توڑنا نہیں چاہئے اور نہ اس کو توڑنے کی ضرورت ہے۔ اس کو سرمایہ‌داروں کی ماتحتی سے نکال لینا چاہئے۔ اس کے ذریعے سرمایہ‌داروں اور ان کے اثر کے رشتوں کو کاٹنا، توڑنا اور چیرنا چاہئے، اس کو پرولتاری سوویتوں کی ماتحتی میں لانا چاہئے، اس کو زیادہ وسیع، زیادہ ہمہ گیر اور زیادہ عوامی بنانا چاہئے۔ اسے ان حاصلات کے سہارے کیا جاسکتا ہے جو بڑے پیمانے کی سرمایہ‌داری حاصل کر چکی ہے (جیسا کہ عام طور پر پرولتاری انقلاب صرف ان حاصلات کے سہارے اپنے مقاصد تک پہنچ سکتا ہے)۔

سرمایہ‌دار نظام نے حساب کتاب کی مشینری بینکوں، سنڈی کیٹوں، ڈاک خانوں، صارفین کی انجمنوں اور ملازموں کی انجمنوں کی صورت میں قائم کی۔ بڑے بینکوں کے بغیر سوشلزم ناممکن ہوتا۔ بڑے بینک وہ ''ریاستی مشینری،، ہیں جو سوشلزم کے حصول

میں ہمارے لئے ضروری ہے اور جو ہم تشکیل‌شدہ سرمایہ‌دار نظام سے لے رہے ہیں، اسی لئے یہاں ہمارا فریضہ محض یہ رہ جاتا ہے کہ ہم اس کو کاٹ دیں جو اس لاجواب مشینری میں سرمایہ‌دارانہ نوعیت رکھتا ہے، اور اس کو خراب کرتا ہے۔ اس کو زیادہ وسیع، زیادہ جمہوری اور زیادہ ہمہ گیر بنائیں۔ کمیت کیفیت میں بدل جائے گی۔ ایک بڑے سے بڑا ریاستی بینک، جس کی شاخیں ہر دیہی ضلع، ہر فیکٹری میں ہونگی، سوشلسٹ مشینری کا ۹۰ فیصدی حصہ ہوگا۔ یہ عام ریاستی حساب کتاب اور پیداوار اور سامان کی تقسیم کا عام ریاستی حساب ہوگا، یوں کہنا چاہئے کہ یہ کچھ سوشلسٹ معاشرے کے ڈھانچے کی قسم کی چیز ہوگی۔

اس ''ریاستی مشینری،، پر (جو سرمایہ‌دار نظام میں مکمل ریاستی مشینری نہیں ہوتی لیکن جو ہمارے یہاں، سوشلزم میں مکمل ریاستی ہوگی) ہم ''قبضہ کرکے،، اس کو ایک ضرب، ایک فرمان سے ''چالو،، کر سکتے ہیں کیونکہ محاسبت، نگرانی، اندراجات، حساب کتاب اور شماریات کا اصلی کام یہاں وہ ملازمین کرتے ہیں جن کی اکثریت پرولتاری یا نیم‌پرولتاری حالت میں ہے۔

پرولتاری حکومت کے ایک فرمان کے ذریعہ ان ملازمین کو ریاستی ملازمین میں تبدیل کیا جاسکتا ہے اور کرنا چاہئے، اس طرح جیسے سرمایہ‌دار نظام کے نگران، بری‌آن اور دوسرے بورژوا قسم کے وزیر ایک فرمان کے ذریعہ ہڑتال کرنے‌والے ریلوے مزدوروں کو ریاستی ملازم بنا دیتے ہیں۔ ایسے ریاستی ملازمین کی ہمیں زیادہ تعداد میں ضرورت ہوگی اور وہ زیادہ دستیاب ہو بھی سکتے ہیں کیونکہ سرمایہ‌دار نظام نے حساب کتاب اور نگرانی کا کام اتنا آسان اور نسبتاً سلجھا ہوا بنا دیا ہے کہ ہر ایک پڑھا لکھا آدمی محاسبت کا کام کر سکتا ہے۔

بینکوں، سنڈی‌کیٹوں اور تجارت وغیرہ وغیرہ کے کثیر تعداد ملازمین کو سوویتوں کی نگرانی میں ''ریاستی بنانا،، ٹکنیکی (اس ابتدائی کام کیوجہ سے جو سرمایہ‌داری نے اور مالیاتی سرمایہ‌داری نے بھی ہمارے لئے کیا ہے) اور سیاسی طور پر دونوں طرح سے ممکن ہے۔

اور اعلی ملازمین کے ساتھ جو بہت زیادہ نہیں ہیں مگر

جو سرمایہ‌داروں کی طرف جھکے ہوئے ہیں، ایسا ہی ’’سخت،، برتاؤ کرنا پڑےگا جیسا کہ سرمایہ‌داروں کے ساتھ۔ وہ بھی سرمایہ‌داروں کی طرح مزاحمت کریں‌گے۔ اس مزاحمت کو توڑنا ہوگا اور اگر لافانی طور پر معصوم پیشیخونوف نے ’’ریاستی معاملات میں بچے کی طرح،، تتلاتی زبان میں جون ۱۹۱۷ء میں ہی کہہ دیا تھا کہ ’’سرمایہ‌داروں کی مزاحمت ختم کی جا چکی ہے،، (۹۲) تو اس طفلانہ جملے، طفلانہ تعلی، طفلانہ فریب کو پرولتاریہ حقیقت میں بدل دیگا۔

ہم یہ کر سکتے ہیں کیونکہ یہ آبادی کی ایک حقیر اقلیت کی مزاحمت کو توڑنے کا سوال ہے جو واقعی مٹھی بھر لوگ ہیں اور جن کے اوپر ملازمین کی یونینیں، ٹریڈیونینیں، صارفین کی انجمنیں اور سوویتیں نگرانی کا ایسا گھیرا ڈالیں‌گی کہ ہر تیت تی‌تیچ (۹۳) اس طرح محصور ہو جائےگا جیسے فرانسیسی سیڈان کے قریب ہوئے تھے۔ ہم ان تیت تی‌تیچوں کو نام بنام جانتے ہیں۔ ڈائر کٹروں، بورڈ کے ممبروں، بڑے بڑے حصوں کے مالکوں وغیرہ کی فہرست دیکھنا کافی ہے۔ یہ چند سو ہیں اور زیادہ سے زیادہ پورے روس میں کئی ہزار۔ پرولتاری ریاست سوویتوں اور ملازمین کی یونینوں وغیرہ کی مشینری کے ذریعہ ان میں سے ہر ایک پر دس یا سو تک نگراں اس طرح مسلط کر سکتی ہے کہ ان کی ’’مزاحمت کو توڑنے،، کے بجائے مزدوروں کی نگرانی (سرمایہ‌داروں کے اوپر) کے ذریعہ یہ تک ممکن ہو کہ ساری مزاحمت کو ناممکن بنا دیا جائے۔

حتی کہ سرمایہ‌داروں کی ملکیت کی ضبطی بھی ’’سب سے اہم،، نہیں رہ جائےگی بلکہ سرمایہ‌داروں اور ان کے ممکن حامیوں پر مزدوروں کی عوامی، ہمہ گیر نگرانی ہی رکھنا اہم ہوگا۔ محض ایک ضبطی سے کچھ نہیں ہوگا کیونکہ اس میں تنظیم اور صحیح تقسیم کے حساب کتاب کے عناصر نہیں ہیں۔ ضبطی کے بجائے ہم ایک منصفانہ ٹیکس (چاہے وہ شنگاریوف (۹۴) کے پیمانے پر ہی ہو) لگا سکتے ہیں — بس اس امکان کو ختم کر دیں کہ کوئی حساب کتاب سے بچ سکے، سچ کو چھپا سکے اور قانون سے فرار اختیار کر سکے۔ اور ان امکانات کو صرف مزدور ریاست کی مزدور نگرانی ہی ختم کر سکتی ہے۔

لازمی سنڈی کیٹ بنانا یعنی ریاست کی نگرانی میں کارخانوں کا لازمی اتحاد، یہی سرمایہ‌دار نظام نے تیار کیا ہے، یہی جرمنی میں یونکروں کی حکومت نے کیا تھا اور یہی روس میں سوویتیں اور پرولتاریہ کی آمریت مکمل طور سے کر سکیں‌گی۔ یہی ہم کو وہ ''ریاستی مشینری،، دیگی جو همه گیر، جدیدترین اور غیر نوکرشاهی ہوگی۔ *

* * *

بورژوازی کے وکیلوں کی چوتھی دلیل یہ ہے کہ پرولتاریہ ریاستی مشینری کو ''چلا،، نہیں سکتا۔ یہ دلیل اس سے پہلی کی دلیل کے مقابلے میں کوئی نئی بات نہیں پیش کرتی۔ واقعی، ہم نہ تو پرانی مشینری کو اپنے قبضے میں لے سکتے اور نہ اس کو چالو کر سکتے ہیں۔ نئی مشینری، سوویتیں ''اصلی عوامی تخلیق کے زبردست جوش،، سے چالو کی جا چکی ہیں۔ اس مشینری سے صرف وہ بندھن الگ کرنا ہیں جن سے اس کو سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کے لیڈروں کے تسلط نے باندھ رکھا ہے۔ یہ مشینری اب چالو ہو چکی ہے، ہمیں اس سے صرف بدصورت پیٹی‌بورژوا رکاوٹوں کو دور کرنا ہے جو اس کو پوری رفتار سے آگے بڑھنے سے روکتی ہیں۔

جو کچھ کہا جا چکا ہے اس کی تکمیل کے لئے دو صورتوں پر غور کرنا ضروری ہے — اول، نگرانی کے نئے ذرائع پر جو ہم نے نہیں بلکہ سرمایہ‌دار نظام نے اپنی فوجی سامراجی منزل میں مرتب کئے ہیں اور دوسرے، پرولتاری قسم کی ریاست کے انتظامی کاموں میں جمہوریت کو زیادہ گہرا کرنے کی اہمیت پر۔

اناج کی اجارے‌داری اور روٹی کے راشن کارڈ ہم نے نہیں بلکہ جنگ میں حصہ لینے‌والی سرمایہ‌دار ریاست نے رائج کئے تھے۔ اس نے فی الحال سرمایہ‌دار ڈھانچے کے اندر عام محنتی لام‌بندی

---

* لازمی سنڈی کیٹ بنانے کا مزید تفصیلی مطلب جاننے کے لئے میرا پمفلٹ ''منڈلاتی ہوئی آفت اور اس کا مقابلہ کیسے کیا جائے،، دیکھئے۔

کر دی ہے۔ یہ مزدوروں کے لئے جنگی قید کی جیل ہے۔ لیکن یہاں بھی، اپنی تمام تاریخی سر گرمیوں کی طرح پرولتاریہ اپنے اسلحہ سرمایہ‌دارانہ نظام سے حاصل کرتا ہے اور وہ ان کو ''محض ہوا سے،، نہیں لیتا یا ''ایجاد کرتا،، ہے۔

اناج کی اجارےداری، روٹی کے راشن کارڈ، عام محنتی لام‌بندی پرولتاری ریاست کے ہاتھ میں، اقتدار اعلی رکھنےوالی سوویتوں کے ہاتھ میں، حساب کتاب اور نگرانی کا زبردست ذریعہ بن‌جاتے ہیں، ایسا ذریعہ جو سرمایہ‌داروں پر اور عام طور سے امیروں پر عائد کرنے سے، ان کے اوپر مزدوروں کو عائد کرنے سے ریاستی مشینری کو ''چلانے،، کے لئے، سرمایہ‌داروں کی مزاحمت پر قابو پانے کے لئے، ان کو پرولتاری ریاست کے تحت لانے کے لئے ایسی طاقت فراہم کریگا جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ہے۔ نگرانی اوز جبری محنت کا یہ ذریعہ کنوینشن کے قوانین اور اس کی جلاد مشین گلوٹین سے کہیں زیادہ طاقتور ہے۔ گلوٹین نے تو صرف دہشت پھیلائی تھی، صرف سرگرم مزاحمت کو توڑا تھا۔ ہمارے لئے یہ کافی نہیں ہے۔

ہمارے لئے یہ کافی نہیں ہے۔ ہمیں سرمایہ‌داوں کو صرف اس معنی میں ''ڈرانا،، نہیں چاہئے کہ وہ پرولتاری ریاست کو قادرمطلق محسوس کریں اور سرگرمی کے ساتھ اس کی مزاحمت کا خیال چھوڑ دیں۔ ہمیں ان کی مجہول مزاحمت کو بھی توڑ دینا چاہئے جو بلاشبہ زیادہ خطرناک اور مضرت‌رساں مزاحمت ہے۔ ہمیں صرف ہر طرح کی مزاحمت ہی کو توڑنا نہیں چاہئے۔ ہمیں نئی ریاستی تنظیم کے ڈھانچے کے اندر سرمایہ‌داروں کو کام کرنے کےلئے بھی مجبور کرنا چاہئے۔ سرمایہ‌داروں کو ''نکال باہر،، کرنا ہی کافی نہیں ہے۔ ضرورت ہے کہ (ناپسندیدہ اور غیرمعتبر ''مزاحمت کرنےوالوں،، کو نکال باہر کرکے) ان کو نئی ریاست کی خدمت کےلئے استعمال کیا جائے۔ اس کا اطلاق سرمایہ‌داروں اور بورژوا دانش‌وروں کی معین بالائی پرت، ملازمین وغیرہ پر بھی ہوتا ہے۔

ہمارے پاس اس کےلئے ذرائع ہیں۔ جنگ کرنےوالی سرمایہ‌دار

ریاست نے خود اس کےلئے ذرائع اور اسلحہ ھمارے ھاتھ میں دئے ھیں - یہ ذرائع ھیں اناج کی اجارےداری، روٹی کے راشن کارڈ، عام محنتی لام‌بندی - ''جو کام نہیں کرتا، اس کو کھانا بھی نہیں چاھئے،، — یہ ھے بنیادی، سب سے پہلا اور سب سے بڑا اصول جس کو مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتیں برسراقتدار آنے پر زندگی میں رائج کر سکتی ھیں اور کریں‌گی -

ھر مزدور کے پاس کام کا کتابچہ ھے - لیکن یہ دستاویز اس کو ذلیل نہیں کرتی حالانکہ وہ اس وقت، بلاشبہ سرمایہ‌دارانہ اجرتی غلامی کی نشانی ھے جو محنت‌کش آدمی کے کسی نہ کسی طفیل خور سے وابستگی کا ثبوت دیتی ھے -

سوویتیں امیروں کےلئے کام کے کتابچے جاری کریں گی اور اس کے بعد رفتہ رفتہ پوری آبادی کےلئے (ایک کسان ملک میں غالباً بہت زمانے تک کسانوں کی غالب اکثریت کےلئے کام کے کتابچوں کی ضرورت نہیں ھوگی) - کام کا کتابچہ ''سیاہ ھڈی،، کی نشانی نہ رھےگا، ''کمینے،، طبقوں کی دستاویز، اجرتی غلامی کا ثبوت نہیں رھےگا - وہ اس بات کا ثبوت بن جائےگا کہ نئے سماج میں اب ''مزدور،، نہیں ھیں لیکن کوئی ایسا بھی نہیں ھے جو کام نہ کرتا ھو -

امیروں کو کام کا کتابچہ مزدوروں یا ملازمین کی اس یونین سے حاصل کرنا ھوگا جس سے ان کے پیشے کا قریب ترین تعلق ھوگا - ان کو ھر ھفتے یا کسی دوسری معینہ مدت میں اس یونین سے یہ سرٹیفکٹ حاصل کرنا ھوگا کہ وہ اپنا کام ایمانداری سے کر رھے ھیں - اس کے بغیر ان کو نہ تو راشن کارڈ مل سکےگا اور نہ عام طور پر غذائی اشیا - ھمیں بینکوں کے کام اور کارخانوں کو متحد کرنےوالے اچھے تنظیم کاروں کی ضرورت ھے (اس کام میں سرمایہ‌داروں کو زیادہ تجربہ ھے اور تجربےکار لوگوں کے ذریعہ کام آسان ھو جاتا ھے)، ھمیں پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ بڑی تعداد میں انجینیروں، زرعی ماھرین، ٹکنیک اور ھر طرح کے سائنسی تربیت‌یافتہ ماھروں کی ضرورت ھے — پرولتاری ریاست یہ کہےگی - ھم ان سب کام کرنےوالوں کو ان کی قابلیت اور عادت کے مطابق کام دیں‌گے - ھم غالباً مکمل طور سے اجرت کی مساوات کو رفتہ رفتہ رائج کریں‌گے اور عبوری دور میں ایسے ماھرین کو زیادہ بڑی تنخواھیں دینگے -

لیکن ہم ان کو ہمہ‌رخی مزدور نگرانی میں رکھیں‌گے اور ہم اس قاعدے کو زندگی میں مکمل اور قطعی طور پر رائج کریں‌گے کہ : ''جو کام نہیں کرتا وہ کھاتا بھی نہیں،،۔ ہم کام کی تنظیمی شکل کو ایجاد نہیں کریں‌گے بلکہ اس کو سرمایہ‌دار نظام سے بنی بنائی لے لینگے : بینک، سنڈی‌کیٹ، بہترین فیکٹریاں، تجرباتی اسٹیشن اور اکیڈمیاں وغیرہ۔ ہمیں صرف یہ کرنا پڑےگا کہ ہم ترقی‌یافتہ ملکوں کے تجربے سے بہترین نمونے مستعار لیں۔

ہم واقعی ذرہ برابر بھی یوٹوپیا اختیار نہیں کرتے، ہم انتہائی سنجیدہ عملی منصوبے کی بنیاد کو نہیں چھوڑتے اگر ہم یہ کہیں کہ سارا سرمایہ‌دار طبقہ انتہائی سخت مزاحمت کریگا لیکن ساری آبادی کو سوویتوں میں منظم کرکے اس مزاحمت کو توڑ دیا جائےگا۔ خاص طور سے ضدی اور منحرف سرمایہ‌داروں کی ساری ملکیت ضبط کرنا اور ان کو جیل بھیجنا پڑیگا۔ بہر حال پرولتاریہ کی فتح ایسے واقعات میں اضافہ کر دیگی جو، مثال کےلئے، میں نے آج ھی ''ایزویستیا،، (۹۵) میں پڑھا ھے :

''۲۶ ستمبر کو فیکٹریوں اور کارخانوں کی کمیٹیوں کی مرکزی کونسل میں دو انجینیروں نے آکر کہا کہ انجینیروں کے ایک گروپ نے سوشلسٹ انجینیروں کی یونین بنانے کا فیصلہ کیا ھے۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ موجودہ زمانہ واقعی سماجی انقلاب کی ابتدا ھے یونین اپنے کو محنت‌کش عوام کی خدمت کےلئے پیش کرتی ھے اور یہ خواھش کرتی ھے کہ مزدوروں کے مفادات کی دفاع میں وہ مزدور تنظیموں سے مکمل اتحاد کے ساتھ کام کرے۔ فیکٹریوں اور کارخانوں کی کمیٹیوں کی مرکزی کونسل کے نمائندوں نے جواب دیا کہ کونسل بڑی خوشی سے اپنی تنظیم میں انجینیروں کا سکشن بنائےگی جس کے پروگرام میں پیداوار پر مزدوروں کی نگرانی کے بارے میں فیکٹریوں اور کارخانوں کی کمیٹیوں کی پہلی کانفرنس کے بنیادی مقالے شامل ہونگے۔ قریبی دنوں میں ھی فیکٹریوں اور کارخانوں کی کمیٹیوں کی مرکزی کونسل اور سوشلسٹ انجینیروں کے اگلی صف کے گروپ کے نمائندوں

کا مشترکہ جلسہ ہوگا،، (''مرکزی عاملہ کمیٹی کا اخبار ایزویستیا،، ، ۲۷ ستمبر، ۱۹۱۷ء)۔

* * *

هم سے کہا جاتا ہے کہ پرولتاریہ ریاستی مشینری کو نہیں چلا سکتا۔

۱۹۰۵ء کے انقلاب کے بعد روس پر ایک لاکھ ۳۰ هزار جاگیرداروں کی حکمرانی رہی ہے جنھوں نے ۱۰ کروڑ لوگوں پر لامحدود تشدد کے ذریعہ، ان پر بےحد ظلم کے ذریعہ حکمرانی کی اور زبردست اکثریت کو شدید محنت اور نیم فاقہ کشی کا شکار بنایا۔

گویا روس کی حکومت کو بالشویک پارٹی کے دو لاکھ ۴۰ هزار ممبر نہیں چلا سکتے، غریبوں کے مفاد کے لئے اور امیروں کے خلاف حکومت نہیں کر سکتے۔ اب ان دو لاکھ ۴۰ هزار لوگوں کے پیچھے بالغ لوگوں کی آبادی کے دس لاکھ ووٹ هیں کیونکہ پارٹی کے ممبروں کی تعداد اور انھیں دئے ہوئے ووٹوں کی تعداد میں یہی نسبت یورپ اور روس کے تجربوں سے قائم کی گئی ہے، یہاں تک کہ مثال کے طور پر پیتروگراد کی دوما کے اگست کے انتخاب میں بھی۔ اس طرح ہمارے یہاں دس لاکھ ایسے لوگوں کی ''ریاستی مشینری،، ہے جو خیالات کے لحاظ سے سوشلسٹ ریاست کے وفادار هیں نہ کہ اس موٹی رقم کے لئے جو ہر مہینے کی بیس تاریخ کو ملتی ہے۔

مزید برآں ہمارے پاس اپنی ریاستی مشینری کی فوراً یکدم دس گنی توسیع کا ''لاجواب ذریعہ،، ہے، ایسا ذریعہ جو نہ تو کسی سرمایہ‌دار ریاست کے پاس تھا اور نہ ہو سکتا تھا۔ یہ لاجواب ذریعہ محنت کش لوگوں کو، غریبوں کو ریاست کے نظم‌ونسق کے روزمرہ کے کام میں شامل کرانا ہے۔

اس کی وضاحت کرنے کےلئے کہ اس لاجواب ذریعے کو استعمال کرنا کتنا آسان ہے، اس کی کارروائی کیسی بےعیب ہے، هم امکانی طور پر انتہائی سادہ اور نمایاں مثال لیتے هیں۔

ریاست ایک خاندان کو کسی فلیٹ سے جبراً نکالنا اور دوسرے کو اس میں لانا چاہتی ہے۔ سرمایہ‌دار ریاست میں یہ اکثر ہوتا ہے اور ہماری پرولتاری یا سوشلسٹ ریاست میں بھی یہ ہوگا۔

سرمایہ‌دار ریاست اس مزدور خاندان کو زبردستی نکالتی ہے جو کام کرنےوالے سے محروم ہو گیا ہے اور کرایہ نہیں ادا کر سکتا۔ عدالتی اہلکار پولیس یا ملیشیا کا پورا دستہ لیکر پہنچ جاتا ہے۔ کسی مزدور محلے میں تخلیہٴ مکان کے لئے کزاکوں کے دستے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیوں؟ کیونکہ عدالتی اہلکار اور ''ملیشیاوالے،، بلا فوجی گارڈ کی زبردست طاقت کے جانے سے انکار کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ تخلیہٴ مکان کا منظر پڑوسیوں میں اتنا غم و غصہ پیدا کر دیتا ہے، ان ہزارہا آدمیوں میں جو تقریباً مایوسی کی آخری حدتک پہنچ گئے ہیں، سرمایہ‌داروں اور سرمایہ‌دار ریاست کے خلاف اتنی نفرت پیدا کر دیتا ہے کہ عدالتی اہلکار اور ملیشیاوالوں کے دستے کے ہر منٹ پرخچے اڑ سکتے ہیں۔ بڑی فوجی طاقت کی ضرورت ہوتی ہے، بڑے شہر میں قطعی طور پر کسی دور دراز علاقے سے کئی رجمنٹیں لانے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ سپاہی شہر کے غریبوں کی زندگی سے ناواقف رہیں، تاکہ سپاہیوں میں سوشلزم کی ''چھوت،، نہ لگ سکے۔

پرولتاری ریاست کو انتہائی غریب خاندان کو کسی امیر آدمی کے مکان میں زبردستی منتقل کرنا ہے۔ مان لیجئے کہ ہماری مزدور ملیشیا کا دستہ ۱۵ آدمیوں پر مشتمل ہے۔ اس میں دو ملاح، دو سپاہی، دو باشعور مزدور (جن میں سے مان لیجئے کہ ایک ہماری پارٹی کا ممبر یا اس کا ہمدرد ہے)، پھر ایک دانش‌ور اور ۸ اشخاص محنت‌کش غربا میں سے ہیں، جن میں لازمی طور پر ۵ سے کم عورتیں، گھریلو ملازم، بےہنر مزدور وغیرہ نہ ہونا چاہئے۔ یہ دستہ ایک امیر آدمی کے فلیٹ میں پہنچتا ہے اور اس کو دیکھتا ہے۔ اس میں دو مردوں اور دو عورتوں کے لئے پانچ کمرے ہیں۔ ''شہریو، آپ اس جاڑے بھر کے لئے ذرا دو کمروں میں سمٹ جائیے اور دو کمرے ان دو خاندانوں کےلئے تیار کر دیجئے جو اس وقت تہہ خانوں میں رہتے ہیں۔ اس وقت تک کےلئے جب تک کہ ہم انجینیروں کی مدد سے (آپ غالباً انجینیر ہیں؟)

سب لوگوں کےلئے اچھے فلیٹ نہ بنالیں، آپ کو ضرور سمٹنا پڑیگا۔
آپ کے ٹیلیفون کو دس" خاندان استعمال کریں گے۔ اس سے خرید
فروخت وغیرہ پر ضایع ہونےوالے کام کے ۱۰۰ گھنٹے بچ جائیں گے۔
پھر آپ کے یہاں دو بیکار آدمی ہیں جو ہلکا کام کر سکتے ہیں:
۵۵ سالہ خاتون اور ۱۴ سالہ شہری۔ وہ روزانہ تین گھنٹے اس کی
نگرانی کریں گے کہ دس خاندانوں کو رسد ٹھیک سے تقسیم ہوتی
ہے اور اس کا وہ ضروری حساب کتاب درج کرتے رہیں گے۔ ہمارے
دستے میں جو طالب‌علم ہے وہ ابھی اس ریاستی فرمان کی دو نقلیں
تیار کر لیگا اور آپ مہربانی کرکے ہم کو یہ دستخطی تحریر
دینگے کہ آپ اس کی ٹھیک تکمیل کے ذمےدار ہیں۔ ،،

میرے خیال میں یہ پرانی بورژوا اور نئی سوشلسٹ ریاستی
مشینری اور ریاستی نظم‌ونسق کے درمیان تناسب کی نمایاں مثال ہو
سکتی ہے۔

ہم یوٹوپیائی نہیں ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہر بےہنر
مزدور یا باورچی اس وقت ریاست کے نظم‌ونسق کی صلاحیت نہیں
رکھتا۔ اس میں ہم کیڈٹوں، بریشکوفسکایا اور تسرےتیلی سے
متفق ہیں۔ لیکن ہمیں ان حضرات سے اختلاف یہ ہے کہ ہم اس
متعصبانہ خیال سے فوراً ناتہ توڑ لینے کا مطالبہ کرتے ہیں کہ صرف
امیر یا امیر خاندانوں سے چنے ہوئے افسران ریاست کا نظم‌ونسق
کرنے، ریاستی نظم و نسق کا عام، روزمرہ کا کام چلانے کی صلاحیت
رکھتے ہیں۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ باشعور مزدور اور سپاہی
ریاستی نظم و نسق کے کام کی تربیت دیں اور یہ تربیت فوراً شروع
کر دی جائے یعنی اس کام کے لئے تمام محنت‌کش لوگوں، سارے
غریبوں کی تربیت کی ابتدا فوراً کر دی جائے۔

ہم جانتے ہیں کہ کیڈٹ بھی لوگوں کو جمہوریت سکھانے
پر راضی ہیں۔ کیڈٹ خواتین بہترین انگریزی اور فرانسیسی وسائل
کے مطابق گھریلو ملازمین کو عورتوں کے مساوی حقوق کے بارے
میں لکچر دینے کو تیار ہیں۔ اور اسی طرح قریبی کنسرٹ کے
جلسے میں، ہزاروں لوگوں کے سامنے، پلیٹ‌فارم پر بوسہ‌بازی کا
انتظام بھی ہوگا یعنی لکچر دینےوالی کیڈٹ خاتون بریشکوفسکایا
کو اور بریشکوفسکایا سابق وزیر تسرےتیلی کو بوسہ دیگی اور

شکر گذار لوگوں کو اس طرح یہ جیتی جاگتی مثال ملےگی کہ ریپلک کی مساوات، آزادی اور اخوت کیا ہوتی ہے...

ہم اس بات سے متفق ہیں کہ کیڈٹ، بریشکوفسکایا اور تسرےتیلی اپنے ڈھنگ سے جمہوریت کے وفادار ہیں اور لوگوں میں اس کا پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ ہم جمہوریت کا کچھ مختلف تصور رکھتے ہیں؟

ہماری رائے میں جنگ کے ان بےمثال بوجھوں اور تکلیفوں کو ہلکا کرنے اور ان گہرے زخموں کو مندمل کرنے کےلئے جو عوام کو جنگ نے پہنچائے ہیں انقلابی جمہوریت کی ضرورت ہے، اس قسم کے انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے جس کی مثال غریبوں کے مفاد میں مکانات کی تقسیم کےلئے دی جا چکی ہے۔ ٹھیک اسی طرح شہر اور دیہات میں غذائی اشیا، کپڑوں اور جوتوں وغیرہ کےلئے اور دیہات میں زمین وغیرہ کےلئے کارروائی کرنی چاہئے۔ اس جذبے کے ساتھ ریاست کے نظم‌ونسق کےلئے ہم فوراً ریاستی مشینری کو چالو کر سکتے ہیں جو اگر دو کروڑ پر نہیں تو ایک کروڑ لوگوں پر مشتمل ہوگی، ایسی مشینری جو کسی سرمایہ‌دار ملک میں اپنی مثال نہیں رکھتی۔ صرف ہم ایسی مشینری کی تخلیق کر سکتے ہیں کیونکہ ہم کو آبادی کی زبردست اکثریت کی مکمل اور پرخلوص ہمدردی کا یقین ہے۔ صرف ہم ایسی مشینری کی تخلیق کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس باشعور مزدور ہیں جن کو طویل سرمایہ‌دارانہ ''سبقوں،، نے (ہم سرمایہ‌دار نظام کے اسکول میں سیکھنے کےلئے کچھ یونہی نہیں گئے تھے) مضبوط بنایا ہے، ایسے مزدور جو مزدوروں کی ملیشیا بنانے اور رفتہ رفتہ اس کی توسیع کرکے (اس کی توسیع کی ابتدا فوراً کرکے) اس کو سارے عوام کی ملیشیا بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ باشعور مزدوروں کو رہنمائی کرنا چاہئے لیکن نظم‌ونسق کے کام میں ان کو ایسے لوگوں کو شامل کرانا چاہئے جو واقعی محنت‌کش اور مظلوم ہیں۔

یہ بات عیاں ہے کہ اس نئی مشینری کے پہلے اقدامات میں غلطیاں ناگزیر ہیں۔ لیکن کیا کسانوں نے اس وقت غلطیاں نہیں کی تھیں جب وہ کسان غلامی سے ابھرے اور خود اپنا کام چلانے

لگے تھے؟ کیا تجربے کے سوا کوئی اور طریقہ ہے جس کے ذریعہ عوام خود اپنے اوپر حکومت کرنا اور غلطیوں سے بچنا سیکھیں؟ حقیقی عوامی خودانتظامی تک فوراً پہنچنے کے سوا کوئی اور طریقہ ہے؟ اس وقت سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان بورژوا دانش‌ورانہ تعصبات سے نجات حاصل کی جائے کہ گویا ریاست کو صرف مخصوص افسران ہی چلا سکتے ہیں جو اپنی ساری سماجی حیثیت کی وجہ سے ہر طرح سرمایے سے بندھے ہوئے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس صورت حال کا خاتمہ کر دیا جائے جس میں بورژوا، افسران اور ''سوشلسٹ،، وزیر پرانے طریقے سے حکومت کا نظم‌ونسق چلانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن نظم و نسق چلا نہیں پاتے اور سات مہینے کے بعد کسان ملک میں کسان بغاوت سے دو چار ہیں!! سب سے اہم بات یہ ہے کہ مظلوم اور محنت کش لوگوں میں اپنی طاقت پر اعتماد کرنے کا یقین پیدا کیا جائے، ان کو عملی طور سے دکھایا جائے کہ وہ خود روٹی، ہر طرح کی غذا، دودھ، کپڑوں، فلیٹوں وغیرہ کی غریبوں کے مفاد کےلئے ٹھیک، سخت اور باقاعدہ تقسیم کی تنظیم کر سکتے ہیں اور ان کو کرنا چاہئے۔ اس کے بغیر روس کو تباہی اور بربادی سے نجات نہیں مل سکتی اور پرولتاریہ اور نیم پرولتاریہ کو نظم و نسق کا کام سپرد کرنے کےلئے ایماندارانہ، جری اور ہمہ‌گیر تحریک عوام میں ایسا انقلابی جوش پیدا کر دےگی جس کی تاریخ میں مثال نہیں، غربت سے جدوجہد کےلئے عوامی طاقت کو اتنا بڑھا دیگی جو ہماری تنگ نظر، پرانی، نوکرشاہی قوتوں کو ناممکن معلوم ہوتا تھا وہ لکھوکہا لوگوں کےلئے ممکن ہوجائےگا جو خود اپنے لئے کام کرنا شروع کر دینگے، نہ کہ سرمایہ‌داروں، نہ کہ شریف‌زادوں اور نہ کہ افسروں کےلئے اور نہ ڈنڈے کے زور سے۔

ستمبر کے آخر — ۱ (۱۴) اکتوبر ۱۹۱۷ء کو لکھا گیا

لینن کا مجموعہ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۴ صفحات ۲۹۴ — ۳۱۷

مرکزی کمیٹی، ماسکو اور پیٹروگراد کی کمیٹیوں اور پیٹروگراد اور ماسکو کی سوویتوں کے بالشویک ممبروں کے نام خط

عزیز رفیقو!

واقعات ہمارا فریضہ ہمارے لئے اتنی وضاحت سے مرتب کر رہے ہیں کہ ٹال مٹول قطعی طور پر مجرمانہ ہوتی جا رہی ہے۔

کسان تحریک بڑھتی جا رہی ہے۔ حکومت اپنے سخت جابرانہ اقدام کو شدید کر رہی ہے۔ فوج میں ہمارے ساتھ ہمدردی میں اضافہ ہو رہا ہے (ماسکو میں ۹۹ فیصدی سپاہیوں نے ہمیں ووٹ دئے، فن لینڈ میں فوج اور بحری بیڑا حکومت کے خلاف ہیں اور عام طور سے محاذ کے متعلق دوباسوف کی شہادت ہے)۔

جرمنی میں انقلاب کی ابتدا عیاں ہے، خاص کر ملاحوں کو گولی سے مارنے کے بعد۔ ماسکو میں انتخابات جن میں بالشویکوں کو ۴۷ فیصدی ووٹ ملے — زبردست کامیابی ہیں۔ بائیں سوشلسٹ انقلابیوں کے ساتھ ملا کر ہم ملک میں صریحاً اکثریت ہیں۔

ریلوے اور ڈاک گھر کے ملازمین اور حکومت کے درمیان تصادم ہے۔ ۲۰ اکتوبر کو کانگرس منعقد کرنے کے بجائے لی بیردان ابھی سے اسے اکتوبر کے آخر میں بلانے کی باتیں کر رہے ہیں، وغیرہ۔

ایسے حالات میں ''انتظار'' کرنا جرم ہے۔

بالشویکوں کو سوویتوں کی کانگرس کے منتظر رہنے کا کوئی حق نہیں ہے، انہیں فوراً اقتدار حاصل کرنا چاہئے۔ ایسا کرنے سے وہ عالمی انقلاب کو بچائیں گے (کیونکہ تمام ملکوں کے سامراجیوں کے درمیان سمجھوتے کا خطرہ ہے جو جرمنی میں گولیوں کی بوچھار

کے بعد ایک دوسرے سے زیادہ صلح صفائی سے پیش آئیں گے اور ہمارے خلاف متحد ہو جائیں گے)، روسی انقلاب کو (ورنہ حقیقی نراج کی لہر ہم سے زیادہ مضبوط ہو جائے گی) اور محاذ پر لاکھوں جانوں کو بچائیں گے۔

التوا جرم ہے۔ سوویتوں کی کانگرس کا انتظار کرنا رسوم کا طفلانہ کھیل ہے، رسوم کا شرمناک کھیل اور انقلاب سے غداری ہے۔

اگر مسلح بغاوت کے بغیر اقتدار حاصل نہیں کیا جا سکتا تو ہمیں فوراً مسلح بغاوت کرنی چاہئے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس وقت مسلح بغاوت کے بغیر اقتدار حاصل کیا جا سکے، مثلاً ماسکو سوویت فوراً اور براہ‌راست اقتدار حاصل کرے اور اپنے آپ کو (پیٹروگراد کی سوویت کے ساتھ) حکومت اعلان کر دے۔ ماسکو میں فتح یقینی ہے، وہاں لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پیٹروگراد انتظار کر سکتا ہے۔ حکومت اپنے آپ کو بچانے کے لئے کچھ نہیں کرسکتی، وہ ہتھیار ڈال دے گی۔

اقتدار پر قبضہ کرکے اور بینکوں، فیکٹریوں اور ''روسکویے سلووا،، (۹٦) کو اپنی تحویل میں لے کر ماسکو سوویت ایک زبردست اساس اور زبردست قوت حاصل کر سکتی ہے۔ وہ تمام ملک میں مہم چلا سکتی ہے اور سوال کو یوں پیش کر سکتی ہے: اگر بوناپارٹی کیرینسکی ہتھیار ڈال دے تو ہم کل امن کی تجویز کریں گے (اگر وہ یہ نہیں کرتا تو ہم اس کا تختہ الٹ دیں گے)۔ ہم فوراً زمین کسانوں کو دیدیں گے، ہم فوراً ریلوے اور ڈاک گھر کے ملازمین کو رعایتیں دیں گے، وغیرہ۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ پیٹروگراد سے ''ابتدا،، کی جائے۔ اگر ماسکو نے خونریزی کے بغیر ''ابتدا کی،، تو یقینی حمایت حاصل ہوگی: (۱) محاذ پر فوج کی ہمدردی سے، (۲) ہر جگہ کسانوں سے، (۳) بحری بیڑے اور فن‌لینڈ میں فوجوں سے جو پیٹروگراد کی جانب کوچ کررہے ہیں۔

اگر پیٹروگراد کے نزدیک کیرینسکی کے ایک یا دو گھوڑسوار فوجی دستے ہیں تب بھی وہ ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو جائے گا۔

پیتروگراد کی سوویت انتظار کر سکتی ہے اور ماسکو کی سوویت کے لئے مہم چلا سکتی ہے۔ ہمارا نعرہ ہے: سوویتوں کو اقتدار، کسانوں کو زمین، قوموں کو امن، بھوکوں کو روٹی!

فتح یقینی ہے اور ایک کے مقابلے میں نو مواقع یہ ہیں کہ وہ خون خرابے کے بغیر فتح ہوگی۔

انتظار کرنا انقلاب کے لئے جرم ہے۔

تہنیت کے ساتھ، ن۔ لینن

یکم (۱۴) اکتوبر ۱۹۱۷ء کو لکھا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۴، صفحات ۳۴۰ — ۳۴۱

ایک تماشائی کی نصیحت

یہ سطور میں ۲۱ اکتوبر کو لکھ رہا ہوں اور مجھے بہت کم امید ہے کہ وہ ۲۲ تک پیتروگراد کے رفیقوں تک پہنچ سکیں گی۔ ممکن ہے وہ بہت دیر سے پہنچیں کیونکہ شمالی سوویتوں کی کانگرس کا انعقاد ۲۳ اکتوبر کو رکھا گیا ہے۔ اس کے باوجود میں ''ایک تماشائی کی نصیحت،، دینے کی کوشش کروں گا، ایسی حالت میں جب پیتروگراد اور سارے ''علاقے،، کے مزدوروں کا امکانی اقدام جلد کیا جائے گا لیکن ابھی تک کیا نہیں گیا ہے۔

یہ عیاں ہے کہ تمام اقتدار سوویتوں کو منتقل کرنا چاہئے۔ یہ بھی ہر بالشویک کے لئے مساوی طور پر مسلمہ ہونا چاہئے کہ پرولتاری انقلابی اقتدار (بالشویک اقتدار — جو اب ایک ہی چیز ہیں) کی ضمانت عام طور پر ساری دنیا کے خاص کر شریک جنگ ملکوں کے محنت کش اور استحصال کئے جانے والے عوام کی اور خاص طور پر روسی کسانوں کی انتہائی ہمدردی اور غیرمشروط حمایت ہے۔ ان اچھی طرح جانی پہچانی اور عرصے سے تسلیم شدہ صداقتوں سے بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جس سے بحث کرنے کی ضرورت ہے وہ ایسی بات ہے جو غالباً تمام رفیقوں کے لئے واضح نہیں ہے، یعنی اس وقت سوویتوں کو اقتدار کی منتقلی کا مطلب مسلح بغاوت ہے۔ یہ سب پر عیاں ہونا چاہئے لیکن ہر شخص نے اس نکتے پر غور نہیں کیا ہے یا غور نہیں کر رہا ہے۔ اس وقت مسلح بغاوت سے دستبردار ہونے کا مطلب بالشوزم کے بنیادی نعرے (تمام اقتدار سوویتوں کو) سے اور

عام طور پر پرولتاری انقلابی بین‌الاقوامیت‌پسندی سے دستبردار ہونا ہے۔

لیکن مسلح بغاوت سیاسی جدوجہد کی ایک خاص شکل ہے جو خاص قوانین کے تحت ہوتی ہے، ان پر توجہ سے غور کرنا چاہئے۔ جب مارکس نے یہ لکھا کہ ''مسلح بغاوت ایک ایسا ہی فن ہے جیسی کہ جنگ،، تو انھوں نے اس صداقت کا بڑی خوبی سے اظہار کیا۔

مارکس نے اس فن کے یہ بنیادی اصول پیش کئے:

(۱) مسلح بغاوت سے کبھی نہ کھیلو لیکن جب اسے شروع کرو تو ثابت‌قدمی سے یہ سمجھ لو کہ تمھیں آخر تک لڑنا ہے۔

(۲) فیصلہ‌کن نقطے اور فیصلہ‌کن لمحے پر قوتوں کی بڑی برتری مرکوز کرو ورنہ دشمن جسے بہتر تیاری اور تنظیم کی فوقیت ہوتی ہے باغیوں کا قلع قمع کر دے‌گا۔

(۳) ایک بار مسلح بغاوت شروع ہو جائے تو تمھیں انتہائی قوت‌ارادی سے عمل کرنا چاہئے اور ہر ممکن ذریعے سے اور ہر صورت میں حملہ کرنا چاہئے۔ ''دفاع ہر مسلح بغاوت کے لئے موت ہوتی ہے۔،،

(۴) تمھیں چاہئے کہ دشمن کو بے‌خبری میں آن پکڑو اور وہ لمحہ منتخب کرو جب اس کی قوتیں بکھری ہوئی ہوں۔

(۵) تمھیں ہر روز کامیابیاں حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہئے خواہ وہ قلیل ہی ہوں (کہا جا سکتا ہے کہ گھنٹے‌وار، اگر بغاوت ایک شہر میں ہو رہی ہے) اور ہر قیمت پر ''اخلاقی برتری،، قائم رکھو۔

مارکس نے مسلح بغاوت کے سلسلے میں تمام انقلابات کے اسباق کا خلاصہ ''دانتن،، کے الفاظ میں کیا ''جو اس زمانے تک انقلابی طریقۂ‌کار کا عظیم‌ترین ماہر تسلیم کیا جاتا ہے: ہمت، ہمت اور ایک بار پھر ہمت۔،،

اگر اس کا اطلاق روس پر اور اکتوبر ۱۹۱۷ء پر کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے: پیتروگراد پر بہ‌یک وقت حملہ جتنا اچانک اور تیزی سے ممکن ہو، جو بلالحاظ اندر سے اور باہر سے کیا جائے، مزدور آبادیوں سے اور فن‌لینڈ سے، ریویل سے اور

کرونشتادت سے، پورے بحری بیڑے کا حملہ، ۱۰ یا ۲۰ ہزار (غالباً زیادہ) ہمارے ''بورژوا محافظوں،، (فوجی کالجوں کے کیڈیٹوں) اور ہماری ''ویندی فوجوں،، (کزاکوں کا ایک حصہ) پر ہماری قوتوں کی زبردست برتری، وغیرہ۔

ہماری تینوں قوتوں — بحری بیڑے، مزدوروں اور فوج کے دستوں — کو اس طرح اکٹھا کرنا چاہئے کہ وہ ہر قیمت پر اور بلاخطا ان پر قبضہ کرلیں: (ا) ٹیلی‌فون اکسچینج، (ب) تارگھر، (ج) ریلوے اسٹیشن اور (د) سب سے پہلے، پل۔

ہمارے انتہائی باعزم عناصر (ہماری ''جارح قوتیں،، اور نوجوان مزدور اور بہترین ملاح) کی چھوٹے دستوں میں تشکیل کرنی چاہئے جو اہم تر مقامات پر قبضہ کریں اور ہر جگہ تمام اہم حربی تدابیر میں حصہ لیں، مثلاً:

— پیتروگراد کو محصور کرنا اور بیرونی دنیا سے اسے کاٹ دینا، اس پر ملاحوں، مزدوروں اور فوجیوں کے مشترکہ حملے کے ذریعے قبضہ کرنا — یہ فریضہ جو فن اور تین گنی شجاعت کا مطالبہ کرتا ہے۔

— بہترین مزدوروں کے دستے منظم کرنا جو بندوقوں اور بموں سے مسلح ہوں جن کا مقصد دشمن کے ''مرکزوں،، (فوجی افسروں کے کالج، تارگھر، ٹیلی‌فون اکسچینج وغیرہ) پر حملہ کرنا اور گھیر لینا ہے۔ ان کا یہ نعرہ ہونا چاہئے: دشمن کو ہاتھ سے جانے دینے کے مقابلے میں آخری آدمی تک لڑکر مرنا بہتر ہے!

ہمیں امید ہے کہ اگر مسلح بغاوت کا فیصلہ کیا جاتا ہے تو رہنما دانتن اور مارکس کی عظیم نصیحت کا کامیابی سے اطلاق کریں گے۔

روسی اور عالمی انقلاب کی کامیابی کا انحصار دو یا تین دن کی لڑائی پر ہے۔

۸ (۲۱) اکتوبر ۱۹۱۷ء کو لکھا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۴، صفحات ۳۸۲ — ۳۸۴

شمالی علاقے کی سوویتوں کی کانگرس میں حصہ لینے والے بالشویک رفیقوں کے نام خط

رفیقو،

ہمارا انقلاب انتہائی نازک دور سے گزر رہا ہے۔ یہ بحران ایک ہی وقت میں عظیم بحران — عالمی اشتراکی انقلاب کی نشوونما اور اس کے خلاف عالمی سامراج کی جدوجہد کے ساتھ ہو رہا ہے۔ ہماری پارٹی کے ذمےدار رہنماؤں کو زبردست فریضہ درپیش ہے۔ اگر اسے انجام دینے میں ناکامی ہوئی تو اس سے بین‌الاقوامی پرولتاری تحریک کے مکمل انہدام کا خطرہ ہے۔ صورت حال ایسی ہے کہ واقعی تاخیر مہلک ثابت ہوگی۔

بین‌الاقوامی صورت حال پر نظر ڈالئے۔ عالمی انقلاب کی نشوونما ناقابل تردید ہے۔ چیک مزدوروں کے غصے کے دھماکے کو ناقابل یقین بےرحمی سے کچل دیا گیا۔ اس سے حکومت کے انتہائی خوف کی تصدیق ہوتی ہے۔ اٹلی نے بھی تورین میں عوام‌الناس کی شورش دیکھی (۹۷)۔ لیکن اس سلسلے میں اہم‌ترین جرمن بحری بیڑے کی بغاوت ہے۔ جرمنی جیسے ملک میں، خاص کر موجودہ حالات میں انقلاب کی مشکلات کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ اس پر شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ جرمن بحری بیڑے میں بغاوت عظیم بحران کی علامت ہے — عالمی انقلاب کی نشوونما کی۔ اس وقت جب کہ ہمارے جارحانہ قوم پرست جرمنی کی شکست کی وکالت کر رہے ہیں اور مطالبہ کر رہے ہیں کہ جرمن مزدور فوراً بغاوت کر دیں لیکن ہم روسی انقلابی بین‌الاقوامیت‌پسند ۱۹۰۵ء — ۱۷ کے تجربے

کی بنا پر جانتے ہیں کہ افواج کے اندر بغاوت سے زیادہ انقلاب کی نشوونما کی اور زیادہ مؤثر علامت تصور نہیں کی جا سکتی۔

ذرا سوچئے کہ جرمن انقلابیوں کی نظروں میں ہماری حالت کیا ہے۔ وہ ہم سے کہہ سکتے ہیں: ہمارے پاس صرف لیبکنیخت ہے جس نے کھلم کھلا انقلاب کا نعرہ بلند کیا۔ جیل میں ڈال کر اس کی آواز گھونٹ دی گئی۔ ہمارے پاس ایک بھی ایسا اخبار نہیں ہے جو علانیہ طور پر انقلاب کی ضرورت سمجھائے۔ ہمیں اجتماع کی آزادی نہیں ہے۔ ہمارے یہاں مزدوروں یا سپاہیوں کے نمائندوں کی ایک بھی سوویت نہیں ہے۔ ہماری آواز مشکل سے حقیقی، وسیع عوام‌الناس تک پہنچتی ہے۔ اس کے باوجود ہم نے بغاوت کی کوشش کی حالانکہ امکان سو میں سے ایک تھا۔ لیکن تم روسی انقلابی بین‌الاقوامیت‌پسندوں کو آزاد پرچار کا آدھے سال کا تجربہ ہے، تمہارے پاس درجنوں اخبار ہیں، تمہارے یہاں مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی کئی سوویتیں ہیں، پیتروگراد اور ماسکو کی سوویتوں پر تمہارا غلبہ ہے، بالٹک کا سارا بحری بیڑا اور فن‌لینڈ میں تمام روسی فوج تمہارے ساتھ ہے۔ اس کے باوجود مسلح بغاوت کرنے کی اپیل پر جواباً عمل نہیں کرتے، تم اپنے سامراجی کیرینسکی کا تختہ نہیں الٹتے حالانکہ ایک کے مقابلے میں سو امکانات یہ ہیں کہ تمہاری مسلح بغاوت کامیاب ہوگی۔

ہاں، اگر اس لمحے اور ایسے موافق حالات میں ہم جرمن انقلابیوں کی اس اپیل کا صرف قراردادوں سے جوابی عمل کریں تو ہم انٹرنیشنل سے واقعی غداری کریں گے۔

اس میں یہ بھی شامل کر دیں، جسے ہم اچھی طرح جانتے ہیں، کہ روسی انقلاب کے خلاف بین‌الاقوامی سامراجیوں کی سازباز اور سازش تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ بین‌الاقوامی سامراج اب اس خیال سے دور نہیں ہے کہ ہر قیمت پر انقلاب کا گلا گھونٹا جائے، فوجی تدابیر کے ذریعے اور روس کی قیمت پر امن کرکے۔ یہی عنصر عالمی اشتراکی انقلاب میں بحران کو شدید کر رہا ہے اور مسلح بغاوت کے ہمارے التوا کو خاص طور پر خطرناک بنا رہا ہے — میں تقریباً کہوں گا کہ مجرمانہ۔

مزیدبرآں روس کی اندرونی صورت حال کو لیں۔ پیٹی بورژوا

مصالحت‌پرست پارٹیاں جو کیرینسکی اور عام طور پر سامراجیوں پر عوام‌الناس کے سادہ لوح اعتماد کا اظہار کرتی تھیں اب بالکل دیوالیہ ہو گئی ھیں۔ ان کا انہدام مکمل ہو گیا ھے۔ جمہوری کانفرنس میں سوویت گروپ کا مخلوط حکومت کے خلاف ووٹ، کسانوں کے نمائندوں کی مقامی سوویتوں کی اکثریت کا مخلوط حکومت کے خلاف ووٹ (ان کی مرکزی سوویت کے باوجود جہاں اوکسین‌تیف اور کیرینسکی کے دوسرے دوست براجمان ھیں)، ماسکو میں انتخابات جہاں مزدوروں کے کسانوں سے قریب‌ترین رابطے ھیں اور جہاں ۴۹ فیصدی سے زیادہ ووٹ بالشویکوں کو دئے گئے (اور سپاھیوں میں ۱۷ ہزار میں سے ۱۴ ہزار) — کیا یہ ظاہر نہیں کرتا کہ کیرینسکی پر سے اور ان لوگوں پر سے جو کیرینسکی سے مصالحت کر رہے ھیں عوام کا اعتماد بالکل اٹھ گیا ھے؟ کیا اس ووٹ کے علاوہ کوئی اور طریقہ سوچا جا سکتا ھے جس کے ذریعے عوام زیادہ وضاحت سے بالشویکوں سے کہیں ”ہماری رہنمائی کرو، ہم تمہاری پیروی کریں گے“؟

اور ہم جنھوں نے عوام کی اکثریت حاصل کرلی ھے اور جو دارالحکومت کے دونوں شہروں کی سوویتوں میں کامیاب ہوئے ھیں — کیا ہم انتظار کریں؟ کس لئے؟ کیرینسکی اور اس کے کورنیلوف پرست جنرل پیتروگراد کو جرمنی کے حوالے کر دیں تاکہ روسی انقلاب کا گلا مکمل طور پر گھونٹنے کی خاطر وہ بیوکانان اور ولہلم دونوں کے ساتھ براہ راست یا بالواسطہ، علی اعلان یا خفیہ سازش کر سکیں۔

ماسکو کے ووٹوں اور سوویتوں کے ازسرنو انتخابات کے ذریعے عوام نے ہم پر اعتماد کا اظہار کیا۔ لیکن صرف یہی نہیں ھے۔ بڑھتی ہوئی بےاعتنائی اور بےتعلقی کے نشانات بھی ملتے ھیں۔ یہ سمجھ میں آسکتا ھے۔ اس کا مطلب انقلاب کا اتار نہیں، جیسا کیڈٹ اور ان کے حاشیہ بردار چیختے ھیں بلکہ قراردادوں اور انتخابات پر اعتماد کا اتار ھے۔ انقلاب میں عوام رہنما پارٹیوں سے الفاظ کا نہیں بلکہ عمل کا مطالبہ کرتے ھیں، وہ باتوں کا نہیں بلکہ جدوجہد میں کامیابیوں کا مطالبہ کرتے ھیں۔ وہ لمحہ قریب آرہا ھے جب لوگوں کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ بالشویک بھی

دوسروں سے بہتر نہیں کیونکہ جب عوام نے ان پر اعتماد کیا تو وہ اقدام نہیں کر سکے۔

کسان بغاوت سارے ملک میں پھیل رہی ہے۔ یہ بالکل واضح ہے کہ کیڈٹ اور ان کے کاسہ‌لیس ہر طرح سے اس کی اہمیت کم کر رہے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ وہ محض ''بلوے،، اور ''نراج،، ہیں۔ اس جھوٹ کی تردید ہو رہی ہے کیونکہ بغاوتوں کے مرکزوں میں زمین کسانوں میں بانٹی جانے لگی ہے۔ ''بلووں،، اور ''نراج،، سے کبھی ایسے شاندار سیاسی نتیجے نہیں نکلے ! کسان بغاوت کی زبردست قوت اس حقیقت سے ظاہر ہوتی ہے کہ سمجھوتےباز اور ''دیلو نارودا،، کے سوشلسٹ انقلابی، یہاں تک کہ بریشکو — بریشکوفسکایا نے کسانوں کو زمین منتقل کرنے کی بات شروع کر دی ہے تاکہ قبل اس کے کہ تحریک انہیں گھیر لے اسے لگام دی جا سکے۔

کیا ہم اس وقت کا انتظار کریں جب کورنیلوف‌پرست کیرینسکی کے کزاک دستے (جس کا کورنیلوف‌پرست کی حیثیت سے خود سوشلسٹ انقلابیوں نے پردہ فاش کیا) کسان بغاوت کو الگ الگ کچلنے میں کامیاب ہو جائیں؟

ظاہر ہے کہ ہماری پارٹی کے کئی رہنما اس نعرے کے مخصوص معنی پر غور کرنے میں ناکام رہے جسے ہم سب منظور کر چکے ہیں اور جسے ہم ہزار بار دھرا چکے ہیں۔ نعرہ ہے : تمام اقتدار سوویتوں کو۔ انقلاب کے چھہ ماہ کے دوران ایسے دور آئے، ایسے لمحے آئے جب اس نعرے کا مطلب مسلح بغاوت نہیں تھا۔ غالباً ان ادوار نے اور ان لمحوں نے ہمارے بعض رفیقوں کو اندھا بنا دیا اور ان کے ذہن سے یہ فراموش کرا دیا کہ اب، کم از کم ستمبر کے وسط سے ہمارے لئے بھی یہ نعرہ مسلح بغاوت کی اپیل کے مترادف ہو گیا ہے۔

اس کی بابت ذرہ برابر بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ حال ہی میں ''دیلو نارودا،، نے اس کی تشریح ''مقبول عام طریقے،، سے کر دی اور لکھا کہ ''کیرینسکی کسی بھی صورت میں اطاعت قبول نہیں کریں گے !،، گویا کہ وہ قبول کر لیتا!

''تمام اقتدار سوویتوں کو،، کا نعرہ مسلح بغاوت کی اپیل

کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ اگر ہم، جو مہینوں سے عوام سے اپیل کر رہے ہیں کہ وہ بغاوت کریں اور سمجھوتہ رد کریں، انقلاب کے انہدام سے عین پہلے، جب لوگوں نے ہم پر اعتماد کا اظہار کیا ہے، ان کی رہنمائی کرنے میں ناکام رہے تو قصور بلاشبہ سارا ہمارا ہوگا۔

کیڈٹ اور سمجھوتے باز ہمیں ۳ – ۵ جولائی کی مثال پیش کرکے، سیاہ صد کے شدید ایجی‌ٹیشن کو بتا کر ڈرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن اگر ۳ – ۵ جولائی کو کوئی غلطی ہوئی تو وہ یہ تھی کہ ہم نے اقتدار حاصل نہیں کیا۔ میرے خیال میں ہم نے اس وقت غلطی نہیں کی کیونکہ اس وقت ہم ہنوز اکثریت میں نہیں تھے۔ لیکن اب یہ مہلک غلطی ہوگی، غلطی سے بھی بدتر۔ سیاہ صد کے ایجی‌ٹیشن کا پھیلنا سمجھ میں آسکتا ہے۔ وہ بڑھتے ہوئے پرولتاری اور کسان انقلاب کے ماحول کے اندر انتہاؤں کی شدت ہے۔ لیکن اسے مسلح بغاوت کے خلاف بطور دلیل پیش کرنا مضحکہ‌خیز ہے کیونکہ سرمایہ‌داروں کے زرخرید سیاہ صد کی کمزوری، جدوجہد میں سیاہ‌صد کی کمزوری کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔ جدوجہد میں انہیں شمار میں نہیں لایا جاتا۔ جدوجہد میں کورنیلوف اور کیرینسکی صرف وحشی ڈویژن اور کزاکوں پر تکیہ کر سکتے ہیں۔ لیکن اب تو کزاکوں تک میں نظم و ضبط کا بگاڑ شروع ہوگیا ہے۔ علاوہ ازیں کسان کزاک علاقوں میں انہیں خانہ جنگی کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔

میں یہ سطور اتوار کے دن ۸ اکتوبر کو لکھ رہا ہوں۔ آپ انہیں ۱۰ اکتوبر سے پہلے نہیں پڑھ سکیں گے۔ میں نے ایک رفیق سے جو یہاں سے گزرے تھے یہ سنا کہ وارسا ریلوے کے مسافروں نے کہا ''کیرینسکی کزاکوں کو پیتروگراد لا رہا ہے!'' یہ بالکل قرین قیاس ہے۔ اگر ہم نے انتہائی احتیاط سے اس کی تصدیق نہیں کرائی، دوسری بھرتی کی کورنیلوف‌پرست فوجوں کی قوت اور تقسیم کا مطالعہ نہیں کیا تو یہ بالکل ظاہر ہے ساری غلطی ہماری ہوگی۔

کیرینسکی کورنیلوف‌پرست فوجیں پھر پیتروگراد کے مضافات میں لا چکا ہے تاکہ ریاستی اقتدار کو سوویتوں کے ہاتھ میں جانے

سے روکا جاسکے، تاکہ اس اقتدار کو فوری امن تجویز کرنے سے روکا جا سکے، تاکہ ساری زمین کو فوراً کسانوں کے حوالے کرنے سے روکا جا سکے، تاکہ پیتروگراد کو جرمنوں کے سپرد کیا جاسکے اور وہ خود ماسکو فرار ہو جائے! یہ ہے مسلح بغاوت کا نعرہ جس کی اشاعت ہمیں جتنی ممکن ہے وسیع پیمانے پر کرنا چاہئے، اسے زبردست کامیابی حاصل ہوگی۔

ہمیں سوویتوں کی کل روس کانگرس کا انتظار نہیں کرنا چاہئے جسے مرکزی عاملہ کمیٹی نومبر تک ملتوی کر سکتی ہے۔ ہمیں ملتوی نہیں کرنا چاہئے اور کیرینسکی کو کورنیلوف پرست دستے لانے کی اجازت نہیں دینا چاہئے۔ فن لینڈ، بحری بیڑے اور ریویل کو سوویتوں کی کانگرس میں نمائندگی حاصل ہے۔ وہ مل کر کورنیلوف پرست دستوں کے خلاف پیتروگراد کی جانب فوراً پیش قدمی کر سکتے ہیں، بحری بیڑے، توپ خانے، مشین گنوں اور دو یا تین فوجی دستوں کی پیش قدمی، جیسا کہ مثال کے طور پر ویبرگ میں ظاہر ہوا وہ کورنیلوف پرست جنرلوں سے سخت نفرت کرتے ہیں جن کے ساتھ کیرینسکی پھر ساز باز کر رہا ہے۔

دوسری بھرتی کے کورنیلوف پرست فوجی دستوں کا فوراً قلع قمع کرنے کے امکان سے فائدہ اٹھانے سے اس بنیاد پر انکار کرنا کہ بالٹک بحری بیڑے کے پیتروگراد میں پہنچنے سے محاذ جرمنوں کے لئے کھل جائےگا زبردست غلطی ہے۔ کورنیلوف پرست تہمت تراشنے والے یہ کہیں گے، وہ ہر قسم کا جھوٹ بول سکتے ہیں۔ لیکن انقلابیوں کے یہ شایان شان نہیں ہے کہ جھوٹ اور بہتانوں سے وہ ڈر جائیں۔ کیرینسکی پیتروگراد کو جرمنوں کے حوالے کر دےگا، یہ روز روشن کی طرح واضح ہے۔ اس کے برعکس دوسرے دعوے اس عقیدے کو متزلزل نہیں کر سکتے کہ ایسا ہی ہوگا کیونکہ یہ نتیجہ ہے واقعات کی تمام راہ کا اور کیرینسکی کی ساری پالیسی کا۔

کیرینسکی اور کورنیلوف پرست پیتروگراد کو جرمنوں کے حوالے کر دیں گے۔ اور پیتروگراد کو بچانے کے لئے ہی کیرینسکی کا تختہ الٹنا اور دونوں دارالحکومتی شہروں کی سوویتوں کو اقتدار حاصل کرنا ضروری ہے۔ یہ سوویتیں فوراً تمام قوموں کو امن کی تجویز

کریں گی اور اس طرح جرمن انقلابیوں کی جانب اپنا فرض انجام دیں گی — اس طرح وہ روسی انقلاب کے خلاف مجرمانہ سازشوں، بین الاقوامی سامراج کی سازشوں کو ناکام بنانے میں ایک فیصلہ کن قدم اٹھائیں گی۔

صرف فن لینڈ سے فوجی دستوں، بالٹک بحری بیڑے، ریویل اور کرونشتادت کی کورنیلوف پرست فوجوں کے خلاف فوراً پیش قدمی جن کا پڑاؤ پیتروگراد کے قریب ہے روسی اور عالمی انقلاب کو بچا سکتی ہے۔ ایک کے مقابلے میں سو امکانات یہ ہیں کہ ایسی پیش قدمی سے چند دن کے اندر کزاک فوجوں کا ایک حصہ ہتھیار ڈال دے گا، دوسرے حصے کو بری طرح شکست کھانی پڑے گی، کیرینسکی کا تختہ الٹ دیا جائے گا کیونکہ دارالحکومتوں کے شہروں کے مزدور اور سپاہی اس پیش قدمی کی حمایت کریں گے۔

التوا مہلک ثابت ہوگا۔

''تمام اقتدار سوویتوں کو،، کا نعرہ مسلح بغاوت کا نعرہ ہے۔ جو بھی اس نعرے کو یہ نکتہ گرفت میں لائے بغیر اور اس پر سوچے بغیر استعمال کرتا ہے خود مورد الزام ہے۔ اور مسلح بغاوت کے ساتھ فن کی طرح پیش آنا چاہئے۔ جمہوری کانفرنس کے دوران میں میں نے اس پر زور دیا تھا اور آج بھی میں اس پر زور دے رہا ہوں کیونکہ مارکسزم ہمیں یہی سکھاتا ہے اور روس کی اور عام طور پر دنیا کی صورت حال ہمیں یہی سکھا رہی ہے۔

سوال ووٹوں کا نہیں ہے، بائیں سوشلسٹ انقلابیوں کو اپنی جانب کھینچنے کا، مزید صوبائی سوویتوں کا یا ان سوویتوں کی کانگرس کا نہیں ہے۔ سوال ہے مسلح بغاوت کا جس کا فیصلہ پیتروگراد، ماسکو، ہیلسنگفورس، کرونشتادت، ویبرگ اور ریویل کر سکتے ہیں اور انہیں کرنا چاہئے۔ پیتروگراد کے قرب و جوار میں اور خود پیتروگراد کے اندر مسلح بغاوت کا فیصلہ کرنا چاہئے اور اسے انجام دینا چاہئے، جتنی سنجیدگی سے ممکن ہو، جتنی زیادہ تیاری سے ممکن ہو، جتنی جلد ممکن ہو اور جتنی توانائی سے ممکن ہو۔

بحری بیڑہ، کرونشتادت، ویبرگ اور ریویل پیتروگراد کی جانب پیش قدمی کر سکتے ہیں اور کرنا چاہئے۔ انہیں کورنیلوف پرست رجمنٹوں کا قلع قمع کر دینا چاہئے، دونوں دارالحکومتی شہروں کو بیدار

کرنا چاھئے، ایسی حکومت کے لئے عوامی پیمانے پر ایجی‌ٹیشن کرنا چاھئے جو فوراً کسانوں کو زمین دے، فوراً امن کی تجویز کرے، کیرینسکی کی حکومت کا تختہ الٹے اور ایسی حکومت قائم کرے۔ التوا مہلک ثابت ہوگا۔

ن ۔ لینن

۸ اکتوبر ۱۹۱۷ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۴، صفحات ۳۸۵ — ۳۹۰

روسی سوشل ڈیمو کریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کے نام خط[۹۸]

عزیز رفیقو!

کوئی بھی خوددار پارٹی اپنے اندر ہڑتال توڑنے کے واقعہ اور ہڑتال توڑنےوالوں کو برداشت نہیں کر سکتی۔ یہ عیاں ہے۔ غیر پارٹی پریس میں زینوویئیف اور کامینیف کے بیان پر ہم جتنا زیادہ غور کرتے ہیں اتنا ہی زیادہ یہ واضح ہوتا ہے کہ ان کا عمل اصطلاح کے پورے معنیٰ میں ہڑتال توڑ ہے۔ پیتروگراد کی سوویت کے جلسے میں کامینیف کی لیت‌ولعل واقعی قابل نفرت ہے۔ انہیں تروتسکی سے پوری طرح اتفاق ہے۔ لیکن کیا یہ سمجھنا اتنا مشکل ہے کہ دشمن کے سامنے تروتسکی اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتا جتنا اس نے کہا، اسے کہنے کا کوئی حق نہیں تھا، اسے کہنا چاہئے تھا؟ کیا یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ یہ پارٹی کی جانب ایک فرض ہے جس نے دشمن سے اپنا فیصلہ پوشیدہ رکھا ہے (مسلح بغاوت کی ضرورت پر، اس حقیقت پر کہ اس کے لئے وقت بالکل پختہ ہے، اس کی اچھی طرح تیاریوں پر وغیرہ) — اور یہی فیصلہ پابند بناتا ہے کہ پبلک بیانات میں نہ صرف ''قصور،، بلکہ پہل کا بھی الزام دشمن پر لگایا جائے؟ صرف بچہ ہی یہ سمجھنے سے قاصر ہو سکتا ہے۔ کامینیف کی لیت و لعل سراسر فریب ہے۔ زینوویئیف کی لیت‌ولعل کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے، خاص کر اپنے ''حق بجانب،، ہونے کی بابت خط کے بارے میں (جو میرا خیال ہے کہ مرکزی ترجمان (۹۹) کو لکھا گیا ہے)۔ صرف یہی دستاویز میں نے پڑھی ہے (کیونکہ جہاں تک اختلاف رائے، ''نام نہاد اختلاف

رائے،، کا تعلق ہے جسے بورژوا پریس میں خوب اچھالا گیا ہے، میں نے جو مرکزی کمیٹی کا رکن ہوں آج تک اسے نہیں دیکھا)۔
زینوویئیف کی ایک ''دلیل،، یہ ہے: وہ کہتے ہیں کہ لینن نے اپنے خطوط ''کوئی فیصلہ منظور کرنے سے پہلے،، بھیجیے اور آپ نے احتجاج نہیں کیا۔ لغوی معنی میں زینوویئیف نے یہی لکھا اور لفظ پہلے پر چار بار خط کشیدہ کھینچا۔ کیا یہ سمجھنا واقعی مشکل ہے کہ ہڑتال کے متعلق مرکز کے فیصلہ کرنے سے پہلے اس کے حق میں اور خلاف پروپیگنڈا کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ لیکن ہڑتال کی حمایت میں فیصلہ کرنے کے بعد (اور اس مزید فیصلے کے بعد کہ اسے دشمن سے پوشیدہ رکھا جائے) فیصلے کے خلاف پروپیگنڈا کرنا ہڑتال توڑنا ہے؟ کوئی بھی مزدور یہ سمجھ سکتا ہے۔ مرکز میں ستمبر سے مسلح بغاوت کے سوال پر بحث ہو رہی ہے۔ اس وقت زینوویئیوف اور کامینیف لکھ سکتے تھے اور ان کو لکھنا چاہئے تھا تاکہ ہر شخص ان کے دلائل کو پڑھ کر محسوس کرتا کہ وہ بالکل بوکھلا گئے ہیں۔ فیصلے سے پہلے ایک ماہ تک پارٹی سے اپنے خیالات کو چھپانا اور فیصلے کے بعد اختلافی رائے شائع کرنا ہڑتال توڑنا ہے۔

زینوویئیف بہانہ کرتے ہیں کہ وہ اس فرق کو نہیں سمجھتے۔ وہ یہ نہ سمجھنے کا بہانہ کرتے ہیں کہ جب مرکز ہڑتال کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو صرف ہڑتال توڑنےوالے اس فیصلے کے خلاف نچلی تنظیموں میں پرچار کر سکتے ہیں۔ اسے ہر مزدور سمجھ سکتا ہے۔

اور زینوویئیف نے مرکز کے فیصلے کو ناکام بنانے کے لئے پرچار کیا، اتوار کے جلسے (۱۰۰) میں جہاں انہیں اور کامینیف کو ایک ووٹ بھی نہیں ملا اور اپنے حالیہ خط میں اس کی کوشش کی۔ کیونکہ زینوویئیف ڈھٹائی سے یہ دعوی کرتے ہیں کہ ''پارٹی کی رائے حاصل نہیں کی گئی،، اور ایسے سوال کا ''فیصلہ دس آدمی نہیں کر سکتے،،۔ ذرا غور کیجئے! مرکزی کمیٹی کا ہر ممبر جانتا ہے کہ فیصلہ کن اجلاس میں مرکزی کمیٹی کے دس سے زیادہ ممبر موجود تھے، پورے اجلاس کی اکثریت موجود تھی، کامینیف

نے خود جلسے میں اعلان کیا کہ ''یہ جلسہ فیصلہ کن ہے،، اور سب بالکل یقین سے جانتے تھے کہ مرکزی کمیٹی کے غیر موجود ممبروں کی اکثریت زینوویئیف اور کامینیف سے متفق نہیں ہے۔ اور اب جب کہ مرکزی کمیٹی اس جلسے میں فیصلہ کر چکی ہے جسے خود کامینیف نے فیصلہ کن تسلیم کیا، مرکزی کمیٹی کا ایک ممبر ڈھٹائی سے یہ لکھتا ہے کہ ''پارٹی کی رائے حاصل نہیں کی گئی،،۔ ''ایسے سوالات کا فیصلہ دس آدمی نہیں کر سکتے،،۔ یہ اصطلاح کے پورے معنی میں هڑتال توڑنا ہے۔ پارٹی کانگرسوں کے درمیان فیصلہ مرکزی کمیٹی کرتی ہے۔ اور مرکزی کمیٹی نے فیصلہ کر لیا ۔کامینیف اور زینوویئیف نے فیصلہ کرنے سے پہلے کوئی تحریر نہیں لکھی لیکن وہ مرکزی کمیٹی کے فیصلے پر اس وقت اعتراض کرنے لگے جب وہ کیا جا چکا تھا۔

یہ اصطلاح کے پورے معنوں میں هڑتال توڑنا ہے۔ جب ایک فیصلہ کر لیا جائے تو کوئی بھی اعتراض ناقابل اجازت ہے جب فیصلہ هڑتال کی فوری اور خفیہ تیاریوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اور زینوویئیف کی گستاخی دیکھئے کہ وہ ''دشمن کو آگاہ کرنے،، کا الزام هم پر لگا رہے هیں۔ کیا ان کی بےشرمی کی کوئی حد ہے؟ ان لوگوں کے علاوہ جنھوں نے غیرپارٹی اخبارات میں اپنی تحریریں شائع کیں، نصب‌العین کو نقصان پہنچانے اور هڑتال کو ناکام بنانے کا ذمےدار اور کون هو سکتا ہے؟

ایک ایسے اخبار میں جو اس سوال پر بورژوازی کے ساتھ گٹھ جوڑ کئے هوئے ہے پارٹی کی ''فیصلہ کن،، قرارداد کے خلاف کوئی کیسے تحریر کر سکتا ہے؟

اگر اسے برداشت کیا گیا تو پارٹی ناقابل برداشت هو جائےگی، پارٹی تباہ هو جائےگی۔

اسے ''اختلاف رائے،، کا نام دینا جس کے متعلق بازاروف جانتے هیں اور غیرپارٹی اخبارات میں شائع کرتے هیں پارٹی کا مذاق اڑانا ہے۔

کامینیف اور زینوویئیف کا غیرپارٹی پریس میں بیان ایک اور وجہ سے بھی خاص طور پر قابل نفرین ہے کیونکہ پارٹی ان کے هتک‌آمیز جھوٹ کی کھلم کھلا تردید نہیں کر سکتی۔ اپنی

تحریروں میں اپنے نام سے اور زینوویئف کے نام سے کامینیف نے لکھا اور شائع کیا ہے: تاریخ کے متعلق مجھے کسی فیصلہ کا علم نہیں ہے۔ (ایسے بیان کے بعد زینوویئف پر کامینیف کے عمل اور بیانات کی پوری ذمےداری عائد ہوتی ہے۔)

مرکزی کمیٹی اس کی تردید کیسے کر سکتی ہے؟

ہم سرمایہداروں سے یہ سچائی نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے ہڑتال کا فیصلہ کر لیا ہے اور اس کے لئے منتخبہ لمحے کو راز میں رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

ہم اپنے مقصد کو مزید نقصان پہنچائے بغیر زینوویئف اور کامینیف کے ہتک آمیز جھوٹ کی تردید نہیں کر سکتے۔ ان دونوں افراد کا سراسر پاجی پن اور اصلی غداری یہی ہے کہ انھوں نے ہڑتالیوں کا منصوبہ سرمایہداروں کو بتا دیا، اور ہم چونکہ پریس میں خاموش ہیں اس لئے ہر شخص قیاس کر سکتا ہے کہ معاملات کیسے ہیں۔

کامینیف اور زینوویئف نے مسلح بغاوت کے متعلق اور مسلح بغاوت کی تیاریوں اور اس کے لئے مقررہ تاریخ پوشیدہ رکھنے کے متعلق اپنی پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے فیصلے کو غداری کرکے رودزیانکو اور کیرینسکی کو بتادیا ہے۔ یہ حقیقت ہے۔ اس حقیقت کو کسی لیت‌ولعل سے مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ مرکزی کمیٹی کے دو ارکان نے اپنے ہتک آمیز جھوٹ سے مزدوروں کا فیصلہ غداری کرکے سرمایہداروں کو بتا دیا ہے۔ اس کا صرف ایک جواب ہو سکتا ہے اور ہونا چاہئے: مرکزی کمیٹی کا یہ فوری فیصلہ:

"مرکزی کمیٹی غیرپارٹی پریس میں زینوویئف اور کامیشبف کے بیان کو اصطلاح کی پورے معنوں میں ہڑتال توڑ تصور کرتی ہے اور دونوں کو پارٹی سے خارج کرتی ہے۔"

اپنے سابق قریبی رفیقوں کے بارے میں اس طرح لکھنا میرے لئے آسان نہیں ہے۔ لیکن اس سلسلے میں کسی بھی قسم کا تذبذب میری رائے میں جرم ہے کیونکہ اگر انقلابیوں کی پارٹی نمایاں ہڑتال توڑنےوالوں کو سزا نہیں دےگی تو وہ تباہ ہو جائےگی۔

اگرچہ ہڑتال توڑنےوالوں نے مسلح بغاوت کے سوال کو غداری کرکے رودزیانکو اور کیرینسکی کو بتاکر ایک عرصے کے

لئے ملتوی کرا دیا ہے لیکن وہ ایجنڈے سے خارج نہیں ہوا ہے، اسے پارٹی نے خارج نہیں کیا ہے۔ لیکن اگر ہم اپنی صفوں میں ''ممتاز،، ہڑتال توڑنےوالوں کو برداشت کرتے رہے تو ہم مسلح بغاوت کے لئے اپنے آپ کو کیسے تیار کر سکتے ہیں اور اس کے لئے منصوبہ کیسے بنا سکتے ہیں؟ جتنے زیادہ وہ ممتاز ہیں اتنے ہی زیادہ خطرناک ہیں اور اتنے ہی کم ''معافی،، کے مستحق ہیں۔ فرانسیسی میں کہاوت ہے On n'est trahi que par les siens ۔ صرف تمہارے ہی لوگ تمہارے ساتھ دغا کر سکتے ہیں۔

ہڑتال توڑنےوالے جتنے زیادہ ''ممتاز،، ہوں اتنا ہی زیادہ لازمی ہے کہ انہیں فوراً خارج کرکے سزا دی جائے۔

مزدوروں کی پارٹی کے لئے صحت یاب ہونے، درجن بھر غیر مستقل مزاج دانشوروں سے خلاصی حاصل کرنے، اپنے گرد انقلابیوں کو جمع کرنے اور انقلابی مزدوروں کے شانہ‌بشانہ زبردست اور سخت مشکلات کو دور کرنے کا یہی واحد طریقہ ہے۔

ہم اس سچائی کو شائع نہیں کر سکتے کہ مرکزی کمیٹی کے فیصلہ کن اجلاس کے بعد اتوار کے جلسے میں زینوویئیف اور کامینیف نے ڈھٹائی سے تبدیلی کا مطالبہ کیا اور کامینیف ڈھٹائی سے چلائے: ''مرکزی کمیٹی منہدم ہو گئی ہے کیونکہ اس نے ہفتے بھر کچھ نہیں کیا،، (میں اس کی تردید نہیں کر سکتا تھا کیونکہ جو کچھ واقعی کیا گیا تھا اسے بتانا ناممکن ہے) اور زینوویئیف نے معصومیت کے اندازمیں یہ قرارداد تجویز کی جسے جلسے نے مسترد کر دیا: ''ان بالشویکوں سے مشورہ کئے بغیر جو سوویتوں کی کانگرس کے لئے ۲۰ اکتوبر کو آرہے ہیں کوئی اقدام نہیں کیا جائے۔،،

ذرا تصور کیجئے! ہڑتال کی بابت مرکز فیصلہ کرچکا ہے اور عام پارٹی ممبروں کے جلسے میں تجویز کیا جاتا ہے کہ اسے ملتوی کر دیا جائے (۲۰ اکتوبر تک جب کانگرس منعقد ہو۔ بعد میں کانگرس ملتوی کر دی جاتی ہے... زینوویئیفوں کا لی‌بیردانوں پر اعتبار ہے) اور اسے ایسے ادارے کے حوالے کر دیا جائے جس کی گنجائش پارٹی کے آئین میں نہیں ہے، جس کا مرکزی کمیٹی پر کوئی اختیار نہیں ہے اور جو پیٹروگراد کو نہیں جانتا۔

اور اس کے بعد زینوویئیف گستاخی سے لکھتے ھیں : ''پارٹی کے اتحاد کو مضبوط کرنے کا یہ طریقہ نہیں ھو سکتا''۔

پھوٹ ڈالنے کی دھمکی کے علاوہ اسے اور کیا کہا جا سکتا ھے؟

اس دھمکی کا میرا جواب یہ ھے کہ مزدوروں کے سامنے بولنے کی آزادی حاصل کروں گا اور میں ھر قیمت پر زینوویئیف کو ھڑتال توڑنے والے کی طرح رسوا کروں گا۔ پھوٹ کی دھمکی کا میرا جواب آخر تک جنگ کا اعلان ھے، پارٹی سے دونوں ھڑتال توڑنے والوں کے اخراج کی جنگ۔ . .

ایک ٹریڈ یونین کی عاملہ کمیٹی ایک ماہ تک غور و خوض کے بعد فیصلہ کرتی ھے کہ ھڑتال ناگزیر ھے اور اس کے لئے وقت پختہ ھے، لیکن اس کی تاریخ کو آجروں سے پوشیدہ رکھا جائے۔ اس کے بعد عاملہ کمیٹی کے دو ممبر فیصلے پر اعتراض کرتے ھوئے عام ممبروں سے اپیل کرتے ھیں اور شکست کا منہ دیکھتے ھیں۔ اس کے بعد وہ پریس میں بیانات شائع کرتے ھیں اور ھتک آمیز جھوٹ بول کر دغا دیکر عاملہ کمیٹی کے فیصلے سے سرمایہ‌داروں کو مطلع کر دیتے ھیں۔ اس طرح وہ ھڑتال کو نصف سے زیادہ تباہ کر دیتے ھیں یا دشمن کو آگاہ کرکے اسے ناموافق وقت تک ملتوی کرا دیتے ھیں۔

یہاں ھمارے سامنے اصطلاح کے پورے معنی میں ھڑتال توڑی گئی ھے۔ یہی سبب ھے کہ میں دونوں ھڑتال توڑنے والوں کے اخراج کا مطالبہ کرتا ھوں، میرے لئے یہ حق محفوظ رکھتے ھوئے (ان کی پھوٹ کی دھمکی کے پیش نظر) کہ جب اشاعت ممکن ھوگی ھر چیز شائع کروں گا۔

۱۹ اکتوبر (یکم نومبر) ۱۹۱۷ء کو تحریر کیا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۴، صفحات ۴۲۳ — ۴۲۷

مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کے نام

مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی دوسری کل روس کانگرس کا افتتاح ہو رہا ہے (۱۰۱)۔ اس کانگرس میں سوویتوں کی بھاری اکثریت نمائندگی کر رہی ہے۔ کسانوں کی سوویتوں کے بھی کافی نمائندے یہاں موجود ہیں۔ سمجھوتےباز مرکزی عاملہ کمیٹی کے اختیارات ختم کئے جاتے ہیں۔ مزدوروں، کسانوں اور سپاہیوں کی بھاری اکثریت کی مرضی کی تائید حاصل کرکے، پیتروگراد میں مزدوروں اور شہری فوج کی فتحیاب مسلح بغاوت کی امداد حاصل کرکے یہ کانگرس اقتدار اپنے ہاتھ میں لیتی ہے۔

عارضی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا ہے۔ عارضی حکومت کے اراکین کی اکثریت گرفتار کرلی گئی ہے۔

سوویت حکومت تمام قوموں سے فوراً جمہوری امن اور تمام محاذوں پر فوری التوائے جنگ کی تجویز کرےگی۔ وہ مالکان آراضی، تاج اور خانقاہوں کی زمین بلا معاوضہ کسان کمیٹیوں کو منتقل کر دےگی۔ وہ فوج میں مکمل جمہوریت نافذ کرکے سپاہیوں کے حقوق کی حفاظت کرےگی۔ وہ پیداوار پر مزدوروں کی نگرانی قائم کرےگی۔ وہ مقررہ وقت پر آئین‌ساز اسمبلی کے انعقاد کی ضمانت دےگی۔ وہ شہروں کو روٹی اور دیہات کو بنیادی ضروریات کی چیزیں فراہم کرنے کا ذمہ لےگی۔ وہ روس میں رہنےوالی تمام قوموں کو خودارادیت کے حقیقی حق کی ضمانت دےگی۔

کانگرس فرمان جاری کرتی ہے: مقامات میں تمام اقتدار

مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کو سپرد کیا جاتا ہے جو اصلی انقلابی نظم و ضبط قائم کرنے کی ضمانت دیں گی۔

کانگرس خندقوں میں سپاہیوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ چوکس اور مستحکم رہیں۔ سوویتوں کی کانگرس کو یقین ہے کہ اس وقت تک جب تک کہ نئی حکومت جمہوری امن انجام دینے میں کامیاب ہو جسے وہ براہ‌راست تمام قوموں کو تجویز کرے گی، انقلابی فوج سامراج کے تمام حملوں کے خلاف انقلاب کی مدافعت کرے گی۔ نئی حکومت صاحب جائداد طبقات سے حاصلات اور محصولات کی مصمم پالیسی کے ذریعے انقلابی فوج کو پوری طرح فراہم کرنے کے لئے ہر کوشش کرے گی، وہ سپاہیوں کے خاندانوں کے حالات زندگی بھی بہتر بنائے گی۔

کورنیلوف کے دلال — کیرینسکی اور کالیدین — پیتروگراد کے خلاف فوج لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کئی فوجی دستے جنھیں ورغلا کر کیرینسکی یہاں لے آیا تھا اب باغی عوام کے ساتھ ہو گئے ہیں۔

سپاہیو، کورنیلوف پرست کیرینسکی کا سرگرمی سے مقابلہ کرو! چوکنا رہو!

ریلوے مزدورو، وہ تمام فوجی ریل‌گاڑیاں روک لو جنھیں کیرینسکی پیتروگراد کے خلاف بھیج رہا ہے۔

سپاہیو، مزدورو اور ملازمو، انقلاب کا مقدر اور جمہوری امن کا مقدر تمہارے ہاتھوں میں ہے!

انقلاب زندہ باد!

مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی کل روس کانگرس

کسانوں کی سوویتوں کے نمائندے

۲۵ اکتوبر (۷ نومبر) ۱۹۱۷ء کو تحریر کیا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۵، صفحات ۱۱ — ۱۲

مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی دوسری کل روس کانگرس میں امن کے سوال پر رپورٹ

۲۶ اکتوبر (نئے کلنڈر کے مطابق ۸ نومبر)

امن کا سوال ہمارے زمانے کا ایک فوری حل طلب اور مشکل سوال ہے۔ اس موضوع پر بہت کچھ کہا اور لکھا جا چکا ہے اور یقیناً آپ سب لوگوں نے بھی اس پر کافی بحث کی ہوگی۔ اس لئے مجھے اجازت دیجئے کہ میں وہ اعلان نامہ پڑھ کر سناؤں جس کو آپ کی منتخبہ حکومت جاری کریگی۔

فرمان امن

مزدوروں اور کسانوں کی حکومت جسے ۲۴ — ۲۵ اکتوبر کے انقلاب نے قائم کیا ہے اور جو مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی بنیاد پر قائم ہے، تمام شریک جنگ قوموں اور ان کی حکومتوں کو تجویز کرتی ہے کہ وہ فوراً منصفانہ اور جمہوری امن کےلئے گفت و شنید شروع کر دیں۔

منصفانہ یا جمہوری امن سے حکومت کا مطلب ایسا فوری امن ہے جو تاوان جنگ اور علاقائی قبضے اور الحاق سے پاک ہو (یعنی دوسرے ملکوں پر قبضہ نہ کیا جائے اور دوسری قوموں کو بزور اپنے اندر ضم نہ کیا جائے) — یہ وہ امن ہے جس کےلئے تمام شریک جنگ ملکوں کے جنگ کے ستائے اور مارے ہوئے، تھکے ماندے، خستہ حال مزدوروں اور محنت کش طبقوں کی بھاری اکثریت بےتاب اور آرزومند ہے اور جس کا پراصرار مطالبہ روسی

مزدور اور کسان زارشاهی کی حکومت کا تخته الٹنے کے بعد سے برابر کر رہے ہیں۔

لهذا اس قسم کے امن کے فوری قیام کی تجویز روسی حکومت تمام شریک جنگ قوموں کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ وہ اپنی اس آمادگی کا اظہار کرتی ہے کہ تمام ملکوں اور قوموں کے عوامی نمائندوں کی بااقتدار اسمبلیوں کی امن کی ان تمام شرائط کی آخری توثیق اور منظوری تک فوراً، بلا تامل یا توقف، تمام فیصلہ کن قدم اٹھائے گی۔

عام طور پر تمام جمہوریت پسندوں اور خصوصاً محنت کش طبقوں کے ذہن میں جو حقوق کا تصور ہے اس کے مطابق ہماری حکومت بالکل صاف صاف، واضح اور اپنی خوشی سے ظاہر کی ہوئی رضامندی اور خواہش کے بغیر ہر چھوٹی یا کمزور قوم کے کسی بڑی یا طاقت‌ور ریاست میں ضم ہونے کو غیرعلاقوں کا بزور الحاق یا ان پر قبضہ سمجھتی ہے — قطع نظر اس کے کہ یہ بزور شمولیت کس وقت واقع ہوئی، کسی ریاست میں بزور شامل کی ہوئی یا زبردستی اس کی حدود کے اندر شامل کی ہوئی قوم کتنی ترقی‌یافتہ یا پس‌ماندہ ہے اور انجام کار اس سے قطع نظر کہ اس قوم کا مسکن یورپ ہے یا کوئی دوردراز سمندرپار کا ملک ہے۔

اگر کسی بھی قوم کو زبردستی کسی ریاست کی حدود کے اندر رکھنے پر مجبور کیا جاتا ہے، اگر اپنی خواہش کے اظہار کے باوجود — خواہ اس خواہش کا اظہار اخباروں یا عام جلسوں میں کیا گیا ہو، خواہ یہ خواہش پارٹیوں کے فیصلوں میں ظاہر ہوئی ہو، خواہ قومی ظلم و زبردستی کے خلاف احتجاج اور بغاوتوں میں اس کا اظہار ہوا ہو — اس قوم کو اس بات کا حق نہیں دیا جاتا کہ وہ کسی قسم کے جبر کے بغیر اور ایسی آزاد رائے دہندگی کے ذریعے اپنے لئے ریاست کی موزوں شکل منتخب کر سکے جب اسے اپنے اندر ضم کرنے‌والی یا زیادہ طاقتور قوم کی فوجیں پوری طرح اس کی سرزمین سے ہٹا لی گئی ہوں تو ایسی شمولیت بزور الحاق یعنی قبضہ اور تشدد کے مترادف ہے۔

طاقتور اور دولت مند قوموں کے درمیان مغلوب و مفتوح کمزور قومیتوں کے کس طرح حصے بخرے کئے جائیں، اس سوال پر جنگ

جاری رکھنا ہماری حکومت کے نزدیک انسانیت کے خلاف سب سے سنگین جرم ہے۔ ہماری حکومت باضابطہ طور پر اعلان کرتی ہے کہ وہ امن کی مجوزہ شرائط پر، جو بلااستثنا سب قومیتوں کے لئے یکساں منصفانہ ہیں، جنگ ختم کرنے کے لئے فوراً صلحنامے پر دستخط کرنے کا پختہ ارادہ رکھتی ہے۔

ساتھ ہی حکومت یہ بھی اعلان کرتی ہے کہ وہ مذکورۂبالا شرائط امن کو الٹی‌میٹم نہیں سمجھتی۔ بہ الفاظ دیگر وہ اور کسی بھی قسم کی دوسری شرائط امن پر غور کرنے کےلئے تیار ہے۔ مگر اس بات پر ضرور اصرار کرتی ہے کہ ایسی دوسری شرائط امن کوئی نہ کوئی شریک جنگ قوم جلد از جلد پیش کردے اور دوسرے یہ کہ وہ قطعی صاف اور غیرمبہم ہوں اور ہر قسم کے ابہام، الجھاؤ اور خفیہ عناصر سے پاک ہوں۔

ہماری حکومت خفیہ ڈپلومیسی کو بالکل مسترد کرتی ہے اور اپنی جانب سے اعلان کرتی ہے کہ وہ بالکل کھلے عام، سب لوگوں کے سامنے تمام گفت و شنید کرنے کے لئے تیار ہے۔ ہماری حکومت فوراً ان تمام خفیہ معاھدوں کو پورے کے پورے شائع کرنا شروع کرے گی جو زمینداروں اور سرمایہ‌داروں کی حکومت نے فروری سے ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء تک کئے تھے (۱۰۲)۔ حکومت اعلان کرتی ہے کہ وہ فوراً خفیہ معاھدوں کی ان تمام دفعات کو مکمل طور پر منسوخ کرتی ہے جن کا مقصد روسی زمین‌داروں اور سرمایہ‌داروں کے لئے مراعات حاصل کرنا اور عظیم روسیوں کے کئے ہوئے بزور علاقائی الحاق کو برقرار رکھنا یا توسیع دینا تھا — اور زیادہ تر دفعات کا مقصد یہی تھا۔

تمام ملکوں کی حکومتوں اور لوگوں کو فوراً صلح کی کھلی گفت و شنید شروع کرنے کی دعوت دینے میں خود ہماری حکومت اپنی اس آمادگی کا اظہار کرتی ہے کہ وہ خطوط اور تار وغیرہ کے ذریعے سے اور مختلف ملکوں کے نمائندوں کے درمیان گفتگو یا ان نمائندوں کی کانفرنس میں بات‌چیت کے ذریعے سے بھی صلح کی گفت و شنید کرے‌گی۔ اس قسم کی گفت و شنید میں سہولت پیدا کرنے کے لئے حکومت غیر جانبدار ملکوں میں اپنا سفارتی نمائندہ مقرر کر رہی ہے۔

ہماری حکومت تمام شریک جنگ ملکوں کی حکومتوں اور لوگوں سے کہتی ہے کہ وہ جلد از جلد عارضی صلح کرلیں اور خود اس بات کو ترجیح دیتی ہے کہ یہ صلح تین مہینے سے کم کےلئے نہ کی جائے، یعنی کم از کم اتنی مدت کےلئے کی جائے جو امن کی گفت و شنید مکمل ہونے کےلئے کافی ہو، جس میں بلا استثنا ان تمام ملکوں اور قوموں کے نمائندے حصہ لیں جو جنگ میں حصہ لینے پر مجبور ہوئے تھے یا جو اس کی لپیٹ میں آ گئے تھے۔ اسی طرح یہ مدت اتنی لمبی ہونی چاہئے کہ اس میں تمام ملکوں کے عوامی نمائندوں کی کافی اختیارات اور اقتدار رکھنےوالی اسمبلیاں منعقد کی جا سکیں تاکہ وہ صلحنامہ کی شرائط کی آخری توثیق کر سکیں۔

سارے شریک جنگ ملکوں کی حکومتوں اور لوگوں کے سامنے امن کی یہ تجویز پیش کرنے کے ساتھ ساتھ روس کی مزدوروں اور کسانوں کی عارضی حکومت دنیا کی تین سب سے زیادہ ترقی یافتہ قوموں اور موجودہ جنگ میں حصہ لینےوالی تین سب سے بڑی ریاستوں، یعنی برطانیہ، فرانس اور جرمنی کے طبقاتی شعور رکھنےوالے مزدوروں سے خاص طور پر اپیل کرتی ہے۔ ان ملکوں کے مزدوروں نے ترقی اور سوشلزم کے آدرش کو بہت کچھ دیا ہے، انھوں نے اس میں سب سے اہم اضافے کئے ہیں، انگلستان میں چارٹسٹ تحریک (۱۰۳)، فرانس میں پرولتاریہ کے تاریخی لحاظ سے اہم کئی انقلابات اور جرمنی میں سوشلسٹ دشمن ہنگامی قانون (۱۰۴) کے خلاف جری جدوجہد اور ملک میں عام پرولتاری تنظیمیں قائم کرنے کا طویل اور مسلسل کام جس میں بڑے ڈسپلن کی ضرورت تھی اور جو تمام دنیا کے مزدوروں کےلئے نمونے کی حیثیت رکھتا ہے -- یہ سب کچھ ان ہی ملکوں کے پرولتاریوں کی دین ہے۔ پرولتاری سرفروشی اور تاریخی اہمیت کے تخلیقی کام کی یہ تمام مثالیں اس بات کی ضمانت ہیں کہ مذکورۂبالا ملکوں کے مزدوروں کو اپنے فرض کا، یعنی تمام انسانیت کو جنگ اور اس کے نتائج کی ہولناکیوں اور تباہکاریوں سے بچانے کے فرض کا، جو انہیں درپیش ہے، احساس ہوگا اور یہ مزدور اپنی ایسی سرگرمیوں اور عمل کے ذریعے جو ہمہ گیر، توانائی اور قوت سے بھرپور اور مضبوط ارادے پر مبنی ہوں، امن

کے آدرش کو کامیابی سے حاصل کرنے کے کام میں ہماری مدد کریں گے۔ اسی طرح وہ ظلم اور استحصال کے شکار آبادی کے محنت کش عوام الناس کو ہر قسم کی غلامی اور ہر نوع کے استحصال سے آزادی دلانے کے کام میں ہمارے معاون ہوں گے۔

* * *

مزدوروں اور کسانوں کی حکومت کو، جسے ۲۴ — ۲۵ اکتوبر کے انقلاب نے قائم کیا ہے اور جو مزدوروں، کسانوں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی بنیاد پر قائم ہے، چاہئے کہ وہ فوراً امن کی گفت و شنید شروع کر دے۔ ہماری اپیل حکومتوں سے بھی متعلق ہونی چاہئے اور عوام سے بھی۔ ہم حکومتوں کو نظرانداز نہیں کر سکتے کیونکہ اس طرح صلحنامے کی تکمیل کے امکانات ہٹ جاتے ہیں اور ہماری عوامی حکومت یہ نہیں کر سکتی۔ لیکن ساتھ ہی ہمیں یہ حق بھی نہیں ہے کہ ہم عوام سے اپیل نہ کریں۔ ہر جگہ حکومت اور عوام کے درمیان اختلافات ہیں، لہذا ہمیں چاہئے کہ جنگ اور امن کے مسائل حل کرنے میں سرگرم حصہ لینے میں عوام کی مدد کریں۔ بلاشبہ ہم اپنے پورے پروگرام پر — بزور علاقائی الحاق اور تاوان جنگ کے بغیر صلح کے پروگرام پر — اصرار کریں گے۔ ہم اس سے پیچھے نہیں ہٹیں گے، لیکن اپنے دشمنوں کو یہ کہنے کا موقع نہیں دینا چاہئے کہ ان کی شرائط امن ہماری شرائط امن سے مختلف ہیں، لہذا ہمارے ساتھ گفت و شنید شروع کرنا لاحاصل ہوگا۔ نہیں، ہمیں چاہئے کہ ان کو اس سنہرے موقع سے محروم کردیں اور اپنی شرائط کو الٹی میٹم کی شکل میں پیش نہ کریں۔ اسی وجہ سے یہ دفعہ شامل کی گئی ہے کہ ہم ساری شرائط امن اور ساری تجاویز پر غور کریں گے۔ ہم ان پر غور کریں گے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ لازمی طور پر انہیں قبول بھی کر لیں۔ ہم ان شرائط امن اور تجاویز کو غوروخوض کے لئے آئین‌ساز اسمبلی کے سامنے پیش کریں گے اور اس کو یہ فیصلہ کرنے کا حق ہوگا کہ کیا رعایتیں دی جا سکتی ہیں اور کیا نہیں دی جا سکتیں۔ ہم ان حکومتوں کے دھوکے اور

فریب کے خلاف لڑ رہے ہیں جو زبان سے تو امن اور انصاف کی حامی ہیں لیکن حقیقت میں بزور علاقائی الحاق اور غارت گری کی جنگیں کرتی ہیں۔ کوئی حکومت اپنے سارے خیالات کا اظہار نہیں کرتی۔ لیکن ہم خفیہ ڈپلومیسی کے خلاف ہیں اور ہم سب لوگوں کی آنکھوں کے سامنے کھلے عام سب کریں گے۔ ہم نے مشکلوں کی طرف سے نہ کبھی آنکھیں بند کی ہیں نہ آئندہ کریں گے۔ جنگ اس طرح ختم نہیں ہو سکتی کہ اس سے انکار کر دیا جائے، نہ اسے صرف ایک فریق ختم کر سکتا ہے۔ ہم تین مہینے کے لئے صلح کی تجویز پیش کر رہے ہیں لیکن اس سے مختصر مدت کو بھی مسترد نہیں کریں گے تاکہ تھکی ماندی، خستہ حال فوج کچھ نہیں تو چند ہی دن کو دم لے سکے۔ اور اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ تمام مہذب ملکوں میں ان شرائط پر بحث و مباحثہ کرنے کے لئے عام جلسے ہونے چاہئیں۔

فوری صلح کی تجویز رکھتے ہوئے ہم ان ملکوں کے طبقاتی شعور رکھنے والے مزدوروں سے اپیل کرتے ہیں جنھوں نے پرولتاری تحریک کی ترقی اور نشوونما کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ ہم انگلستان کے مزدوروں سے اپیل کرتے ہیں جہاں چارٹسٹ تحریک نے جنم لیا۔ ہم فرانس کے مزدوروں سے اپیل کرتے ہیں جنھوں نے اپنی پے درپے بغاوتوں کے ذریعے طبقاتی شعور کا ثبوت دیا اور ہم جرمنی کے مزدوروں سے اپیل کرتے ہیں جنھوں نے سوشلسٹ دشمن قانون کے خلاف جہاد کیا اور طاقتور تنظیمیں قائم کیں۔

۱۴ مارچ کے منشور میں ہم نے بینکروں کا قلع قمع کرنے کا نعرہ دیا (۱۰۵) لیکن خود اپنے بینکروں کا قلع قمع تو درکنار، ہم نے ان سے اتحاد کر لیا تھا۔ لیکن اب ہم نے بینکروں کی حکومت کا تختہ الٹ دیا ہے۔

حکومتیں اور بورژوا طبقہ اپنی قوتوں کو متحد کر کے مزدوروں اور کسانوں کے انقلاب کو خون میں ڈبونے کی پوری کوشش کریں گے۔ لیکن جنگ کے تین سال عوام کے لئے بہت سبق آموز ثابت ہوئے ہیں۔ دوسرے ملکوں میں سوویت تحریک اور جرمن بحری فوج کی بغاوت جسے جلاد ولہلم کے یونکروں نے کچل دیا، اس کی مثالیں ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہم

افریقه کے جنگلوں میں نہیں رہتے بلکه یورپ میں رہتے هیں جہاں خبریں تیزی سے پھیل سکتی هیں۔

مزدوروں کی تحریک کامراں اور فتح یاب هوگی اور امن اور سوشلزم کے لئے راسته هموار کرےگی۔ (دیر تک تالیاں۔)

لینن کا مجموعهٔ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۰، صفحات ۱۳ — ۱۸

مزدوروں اور سپاهیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی دوسری کل روس کانگرس میں زمین کے متعلق رپورٹ

۲۶ اکتوبر (۸ نومبر)

هم دعوی کرتے هیں که انقلاب نے ثابت اور ظاهر کر دیا هے که زمین کے مسئلے کو واضح طور پر پیش کرنا کتنا اهم هے۔ مسلح بغاوت، دوسرے، اکتوبر انقلاب کے شروع هونے سے صاف طور پر ثابت هوتا هے که زمین لازمی طور پر کسانوں کے حوالے کر دینی چاهئے۔ اس حکومت نے جس کا تخته الٹا گیا هے اور مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کی مصالحت کرنےوالی پارٹیوں نے اس وقت ایک جرم کا ارتکاب کیا جب وه مختلف بهانوں سے زمین کے مسئلے کے حل کو ملتوی کرتی رهیں اور اس طرح ملک کو معاشی بد نظمی میں مبتلا کیا اور ایک کسان انقلاب هو گیا۔ دیهات میں بلووں اور نراج کے متعلق ان کی باتیں کهوکهلی، بزدلانه اور پرفریب معلوم هوتی هیں۔ دانشمندانه اقدامات سے کهاں اور کب فسادات هوئے اور نراجیت آئی؟ اگر حکومت نے دانشمندی کے ساتھ عمل کیا هوتا، اور اگر ان کے اقدامات نے غریب کسانوں کی ضرورتیں پوری کر دی هوتیں، تو کیا کسان عوام‌الناس میں بےچینی پیدا هوتی؟ لیکن حکومت کے سارے اقدامات، جنهیں اوکسین‌تیف اور دان کی سوویتوں نے (۱۰۶) منظور کیا تها، کسانوں کے مفادات کے خلاف تهے اور انهوں نے کسانوں کو بغاوت کرنے پر مجبور کر دیا۔

بغاوت کا اشتعال دلانے کے بعد، حکومت نے فسادات اور نراجیت کے بارے میں شور غوغا مچانا شروع کر دیا، جن کےلئے وه خود هی ذمه‌دار تهی۔ اس کو وه خون‌خرابے، آتش و آهن سے کچلنےوالی تهی لیکن انقلابی فوجیوں، ملاحوں اور مزدوروں کی مسلح بغاوت نے

خود اس کی بساط الٹ دی ۔ مزدوروں اور کسانوں کے انقلاب کی حکومت کا پہلا فرض یہ ہونا چاہئے کہ زمین کے مسئلے کو حل کرے جو غریب کسانوں کے وسیع عوام الناس کو پرسکون اور مطمئن کر سکتا ہے ۔ میں آپ کو ایک فرمان کی دفعات پڑھ کر سناؤں گا جسے آپ کی سوویت حکومت کو جاری کرنا چاہئے ۔ اس فرمان کی دفعات میں سے ایک میں آراضی کمیٹیوں کو ہدایت نامہ شامل کیا گیا ہے جو کسانوں کے نمائندوں کی مقامی سوویتوں سے آئے ہوئے ۲۴۲ ہدایت ناموں کی بنیاد پر مرتب کیا گیا ہے ۔

زمین کے متعلق فرمان

(۱) زمینداروں کی ملکیت آراضی کا فوراً اور بغیر کسی معاوضے کے خاتمہ کیا جاتا ہے ۔

(۲) آراضی جاگیرات، اسی طرح سے تمام تاج کی، خانقاہوں اور گرجوں کی زمینیں، تمام مویشیوں، آلات زراعت، عمارتوں اور ان سے متعلق تمام اشیا سمیت گاؤں کی آراضی کمیٹیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی اضلاعی سوویتوں کی تحویل میں آئین ساز اسمبلی منعقد ہونے تک دی جاتی ہیں ۔

(۳) ضبط شدہ املاک کو، جو اب سے کل عوام کی ملکیت ہیں، کوئی بھی نقصان پہنچانے کو سنگین جرم قرار دیا جاتا ہے جس کی سزا انقلابی عدالتیں دیں گی ۔ کسانوں کے نمائندوں کی ضلع سوویتیں آراضی جاگیرات کے ضبط کئے جانے کے دوران میں مکمل امن و امان قائم رہنے کی ضمانت کے لئے، جاگیروں کی وسعت کا اور ضبط کی جا سکنے والی خاص جاگیروں کا تعین کرنے کے لئے، تمام ضبط شدہ املاک کی صحیح صحیح فہرستیں مرتب کرنے کے لئے اور عوام کو منتقل کئے جانے والے تمام زرعی اداروں کی، ان کی تمام عمارتوں، آلات زراعت، مویشیوں، پیداوار کے ذخیروں وغیرہ کی سختی کے ساتھ انقلابی طریقے سے حفاظت کرنے کے لئے تمام ضروری اقدامات کریں گی ۔

(۴) مندرجہ ذیل کسانوں کا ہدایت نامہ، جو اخبار ''کسانوں کے نمائندوں کی کل روس سوویت کا ازویستیا،، (۱۰۷) نے ۲۴۲

مقامی کسان ہدایت‌ناموں کی بنیاد پر مرتب کیا ہے اور اس اخبار کے شمارہ ۸۸ میں شائع ہوا ہے (پیتروگراد، شمارہ ۸۸ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۱۷ء) زمین کی عظیم اصلاحات پر عمل درآمد میں ہر جگہ رہبری کرے گا تاوقتیکہ آئین ساز اسمبلی موخرالذکر کے بارے میں آخری فیصلہ کرے۔

زمین کے متعلق کسانوں کا ہدایت نامہ

"زمین کا مسئلہ اپنے پورے دائرۂ عمل میں صرف عوامی آئین‌ساز اسمبلی ہی طے کر سکتی ہے۔

زمین کے مسئلے کا سب سے زیادہ منصفانہ حل مندرجۂ ذیل طریقے سے ہونا چاہئے:

۱ - زمین کی نجی ملکیت ہمیشہ کے لئے ختم کردی جاتی ہے؛ زمین کی فروخت، خرید، پٹے پر، گروی یا کسی اور طرح الگ نہیں کی جائیگی۔

ساری زمین، خواہ ریاست کی ہو، تاج کی، خانقاہوں، گرجوں کی، فیکٹری کی، مشروط ہبہ کی ہوئی، نجی، سماجی اور کسانوں کی وغیرہ، بلامعاوضہ منتقل کردی جاتی ہے، کل عوام کی ملکیت بن جاتی ہے، اور ان تمام لوگوں کے استعمال میں منتقل ہو جاتی ہے جو اس پر کاشت کرتے ہیں۔

ملکیت کے اس انقلاب سے جن لوگوں کو نقصان ہوگا وہ صرف اس مدت کے لئے عوامی سہارے کے مستحق تصور کئے جائیں گے جو زندگی کے نئے حالات کے مطابق ڈھال لینے کے لئے ضروری ہوگی۔

۲ - تمام معدنی دولت — خام دھاتیں، تیل، کوئلہ، نمک وغیرہ اور ساتھ ہی ریاستی اہمیت کے تمام جنگلات اور آبی وسائل، خالصتاً ریاست کے استعمال میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ تمام چھوٹی چھوٹی ندیاں، جھیلیں، جنگلات وغیرہ کمیونوں کے استعمال میں منتقل ہو جاتے ہیں جن کا

نظم و نسق مقامی خوداختیاری حکومت کے اداروں کے ہاتھ میں ہوگا۔

۳ - وہ زمینیں جن پر اعلی سطح کی سائنسی کاشتکاری کی جا رہی ہے — پھلوں کے باغات، دوسرے باغات، بیجوں کے کھیت، پود گھر، گرم‌خانے وغیرہ — تقسیم نہیں کئے جائیں گے، بلکہ مثالی فارموں میں تبدیل کردئے جائیں گے، تاکہ مخصوص استعمال کےلئے ریاست کے یا کمیونوں کے حوالے کر دئے جائیں۔ اس کا انحصار ایسی زمینوں کی وسعت اور اہمیت پر ہوگا۔

شہروں اور گاؤں کے پائیں باغ، جن میں پھل اور ترکاریاں اگائی جاتی ہوں، موجودہ مالکوں کے استعمال کےلئے مخصوص ہیں، زمین کے رقبے اور عائدکردہ محصول کی مقدار بذریعہٗ قانون مقرر کی جائیگی۔

۴ - گھوڑوں کے فارم، افزائش نسل کے سرکاری اور نجی مویشی اور مرغی خانے وغیرہ ضبط کئے جاتے ہیں، سارے لوگوں کی ملکیت بن جاتے ہیں اور خالصاً ریاست یا کمیون کے استعمال میں منتقل ہو جاتے ہیں جس کا انحصار ایسے فارموں کی وسعت اور اہمیت پر ہے۔

معاوضے کے سوال پر آئین‌ساز اسمبلی غور کرےگی۔

۵ - ضبطشدہ جاگیروں کے تمام مویشی اور کھیتی باڑی کے آلات خالصاً ریاست یا کمیون کے استعمال میں منتقل ہو جاتے ہیں جس کا انحصار ان کی وسعت اور اہمیت پر ہے، اور اس کا کوئی معاوضہ ادا نہیں کیا جاتا۔

ان کسانوں کے کھیتی باڑی کے اوزار جن کی زمین چھوٹی ہے ضبط نہیں کئے جاتے۔

۶ - زمین کو استعمال کرنے کا حق مملکت روس کے تمام باشندوں کو (بلا امتیاز جنس) جو اس پر خود اپنی محنت سے، اپنے اہل و عیال کی مدد سے، یا امداد باھمی کی انجمن میں شامل ہوکر کاشت کرنے کے خواھشمند ہوں، لیکن اس وقت تک کےلئے دیا جاتا ہے جب تک کہ وہ اس پر کاشت کر سکیں۔ مزدوری پر محنت کرانے کی اجازت نہیں ہے۔

کسی گاؤں کے کمیون کے کسی رکن کی عارضی جسمانی معذوری کی صورت میں دو برس تک کے عرصے کےلئے، گاؤں کے کمیون پر فرض ہوگا کہ اس مدت تک اس کو اجتماعی طور پر اس کی زمین کاشت کرنے میں مدد دیں جب تک وہ پھر کام کرنے کے لائق ہو جائے۔

جو کسان بڑھاپے یا خرابی صحت کی وجہ سے مستقل طور پر کام کرنے کے قابل نہیں رہیں اور زمین پر بذات‌خود کاشت کرنے سے قاصر ہوں، اس کو استعمال کرنے کا ان کا حق ختم ہو جائیگا، لیکن اس کے بدلے ان کو ریاست کی جانب سے پنشن ملیگی۔

۷- زمین کا مساویانہ استعمال ہوگا، یعنی محنت‌کش عوام میں زمین محنت کے معیار کے مطابق، گذارے کے معیار کے مطابق یا مقامی حالات کے مطابق تقسیم ہوگی۔

زمین کے استعمال کی صورتوں — ہائیں باغ، فارم، اجتماعی یا امداد باہمی — پر قطعی کوئی پابندی نہیں ہوگی، جسکا تصفیہ ہر انفرادی گاؤں اور بستی میں ہوگا۔

۸- جب ساری زمین منتقل کرلی جائےگی تو زمین کے قومی ذخیرے کا جزو بن جائیگی۔ محنت‌کشوں میں اسکی تقسم مقامی اور مرکزی حکومت خوداختیاری کے اداروں کے ہاتھ میں ہوگی، جمہوری طور پر منظم دیہی اور شہری کمیونوں سے لیکر، جن میں سماجی درجے کے کوئی امتیازات نہ ہوں، مرکزی علاقائی سرکاری اداروں تک۔

زمین کے ذخیرے کی میعادی ازسرنو تقسیم ہوتی رہیگی، جسکا انحصار آبادی میں اضافے اور صلاحیت پیداوار کے بڑھنے اور کاشتکاری کی سائنسی سطح پر ہوگا۔

جب تقسیم‌شدہ زمین کی حدیں تبدیل کی جائیں‌گی تو تقسیم کا اصل مرکزہ جوں کا توں رکھا جائےگا۔

ان اراکین کی زمین جو کمیون چھوڑ کر چلے جائیں، زمین کے ذخیرے کو لوٹا دی جائےگی، ایسی زمین پر ترجیحی حق کمیون چھوڑ کر چلے جانےوالے کے قریبی عزیزوں

کو یا اول‌الذکر جن اشخاص کو نامزد کریں ان کو دیا جائیگا۔

کھاد اور اصلاحوں کے خرچے کا، جو زمین کے سلسلے میں کی گئی ہوں، معاوضہ دیا جائےگا اگر کوئی قطعۂ آراضی زمین کے ذخیرے میں لوٹاتے وقت تک پوری طرح استعمال نہ کیا گیا ہو۔

اگر زمین کا ذخیرہ جو کسی مخصوص ضلع میں دستیاب ہے مقامی آبادی کی ضرورتوں کےلئے ناکافی ثابت ہو تو فاضل آبادی کہیں اور بسائی جائےگی۔

دوبارہ آباد کرنے کے انتظام کی ذمہ‌داری ریاست اپنے اوپر لےگی اور اس کے اخراجات برداشت کرےگی، اور آلات زراعت وغیرہ فراہم کرنے کے اخراجات بھی۔

دوبارہ آباد کرنے کا عمل مندرجۂ ذیل ترتیب سے ہوگا: دوبارہ آباد ہونے کے خواہشمند وہ کسان جن کے پاس کوئی زمین نہ ہو، پھر کمیون کے وہ اراکین جن کی عادتیں بگڑی ہوئی ہوں، بھگوڑے اور اسی طرح کے دوسرے لوگ، اور پھر آخر میں قرعہ‌اندازی سے یا سمجھوتہ کرکے۔ ،،

اس ہدایت‌نامے کے پورے متن کو، پورے روس کے طبقاتی شعور رکھنےوالے کسانوں کی بڑی بھاری اکثریت کی قطعی خواہش کے اظہار کی حیثیت سے عارضی قانون قرار دیا جاتا ہے، جس پر، آئین ساز اسمبلی کے منعقد ہونے تک، جہاں تک ممکن ہوگا فوراً عمل درآمد شروع کر دیا جائے، اور جہاں تک اس کی بعض دفعات کا تعلق ہے ان پر مناسب طریقے سے رفتہ رفتہ، جیسے کسانوں کے نمائندوں کی ضلع سوویتیں فیصلہ کریں۔

(٥) عام کسانوں اور عام کزاکوں کی زمین ضبط نہیں کی جائیگی۔

یہاں آوازیں بلند کی جا رہی ہیں کہ خود اس فرمان کو اور ہدایت‌نامے کو سوشلسٹ انقلابیوں نے مرتب کیا تھا۔ پھر کیا ہوا؟ کیا اس میں کچھ مضائقہ ہے کہ انہیں مرتب کس نے کیا؟ ایک جمہوری حکومت کی حیثیت سے ہم عام عوام‌الناس کے فیصلے

کو نظرانداز نہیں کر سکتے، چاہے ہم اس سے اتفاق نہ کریں۔ تجربے سے گذر کر، فرمان کو عملاً نافذ کرتے ہوئے، اور مقامی طور پر اس پر عمل درآمد کرتے ہوئے کسان خود محسوس کر لیں گے کہ حقیقت کیا ہے۔ اور اگر کسان سوشلسٹ انقلابیوں کی تقلید کرتے بھی رہے، اگر وہ اس پارٹی کو آئین ساز اسمبلی میں اکثریت دے بھی دیں تو پھر بھی ہم کہیں گے: اس سے کیا ہوتا ہے؟ تجربہ بہترین استاد ہے اور وہ دکھا دیگا کہ کون درست ہے۔ کسان اس مسئلے کو ایک سرے سے حل کریں اور ہم دوسرے سرے سے حل کریں گے۔ تجربہ ہمکو مجبور کرےگا کہ انقلابی تخلیقی کام، نئی ریاستی صورتیں وضع کرنے کے عام دھارے میں کھنچ کر ایک ساتھ آجائیں۔ ہمیں تجربے سے رہبری حاصل کرنی چاہئے، عوام‌الناس کی تخلیقی صلاحیتوں کو ہمیں پوری پوری آزادی دینی چاہئے۔ پرانی حکومت، جسکا تختہ مسلح بغاوت سے الٹ دیا گیا، زمین کے مسئلے کو پرانی، غیرتبدیل شدہ زارشاہی نوکرشاہی کی مدد سے حل کرنا چاہتی تھی۔ لیکن مسئلے کو حل کرنے کے بجائے، نوکرشاہی نے کسانوں سے صرف لڑائی لڑی۔ ہمارے انقلاب کے آٹھ مہینوں میں کسانوں نے کچھ سیکھ لیا ہے، وہ زمین کے تمام مسئلوں کو خود طے کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم اس مسودۂ قانون میں تمام ترمیموں کے مخالف ہیں۔ اس میں ہم کوئی تفصیلات نہیں چاہتے کیونکہ ہم ایک فرمان لکھ رہے ہیں، عملی کارروائی کا پروگرام نہیں۔ روس وسیع و بسیط ہے اور اس کے مقامی حالات مختلف ہیں۔ ہمیں اعتماد ہے کہ کسان خود مسئلے کو صحیح طریقے سے، مناسب طور سے، ہم سے بہتر حل کر سکیں گے۔ اہم یہ نہیں ہے کہ آیا وہ ہمارے جذبے کے تحت کرتے ہیں یا سوشلسٹ انقلابی پروگرام کے جذبے کے۔ اہم یہ ہے کہ کسانوں کو اس بات کا پورا یقین ہونا چاہئے کہ دیہات میں زمیندار بالکل نہ رہیں، وہ خود تمام مسئلوں کو حل کریں، اور وہ خود اپنی زندگی کو ترتیب دیں۔ (پرزور تالیاں۔)

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں
روسی ایڈیشن، جلد ۳۰، صفحات
۲۳ — ۲۷

مزدوروں کی نگرانی کے ضوابط کا مسودہ[۱۰۸]

(۱) تمام صنعتی، تجارتی، بینکی، زرعی اور دوسرے معاشی اداروں میں جن میں پانچ سے کم مزدور کام نہیں کرتے یا جن کی سالانہ پیداوار ۱۰ ہزار روبل سے کم نہیں ہے تمام اشیائے پیداوار اور خام مادوں کی پیداوار، زخیرہ اندوزی، خرید اور فروخت پر مزدوروں کی نگرانی قائم کی جاتی ہے۔

(۲) ہر معاشی ادارے میں مزدور اور دفتری ملازمین مزدوروں کی نگرانی کو بروئے کار لائیں گے، براہ‌راست اگر معاشی ادارہ اتنا چھوٹا ہو کہ اس کی اجازت دے یا اپنے منتخب کئے ہوئے نمائندوں کے ذریعے سے جو فوراً عام جلسوں میں چنے جائیں گے جن میں انتخاب کی روئداد تحریر کی جائے گی اور منتخبہ لوگوں کے نام حکومت کو اور مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی مقامی سوویتوں کو ارسال کئے جائیں گے۔

(۳) مزدوروں اور دفتری ملازمین کے منتخبہ نمائندوں کی اجازت کے بغیر کسی معاشی ادارے یا ریاستی اہمیت کے حامل صنعتی ادارے (ملاحظہ ہو دفعہ ۷) کو بند کرنا یا اس کے عمل میں تبدیلی کرنا قطعی ممنوع ہے۔

(۴) ان منتخبہ نمائندوں کو بلا استثنا تمام کھاتوں اور دستاویزوں تک، تمام گوداموں اور مادوں کے ذخیروں تک، آلات اور اشیائے پیداوار تک رسائی حاصل ہوگی۔

(۵) مزدوروں اور دفتری ملازمین کے منتخبہ نمائندوں کے

فیصلے معاشی اداروں کے مالکوں پر واجب ہیں، انھیں صرف ٹریڈیونینیں اور ان کی کانگرسیں منسوخ کر سکتی ہیں۔

(۶) ریاستی اہمیت کے تمام معاشی اداروں میں تمام مالک اور مزدوروں کی نگرانی کرنےوالے مزدوروں اور دفتری ملازمین کے تمام منتخبہ نمائندے نظم اور ڈسپلن برقرار رکھنے اور جائداد کی حفاظت کرنے کے سلسلے میں ریاست کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔ جو لوگ کام سے غفلت برتتے، ذخیروں اور حساب کتاب کو چھپانے وغیرہ کے مجرم ہوں گے اس کی سزا ان کی پوری جائداد کی ضبطگی اور پانچ سال تک قید ہے۔

(۷) ریاستی اہمیت کے حامل معاشی اداروں سے مراد وہ تمام معاشی ادارے ہیں جو دفاع کے لئے کام کرتے ہیں یا ایسی اشیا کی پیداوار سے کسی نہ کسی طرح تعلق رکھتے ہیں جو عوام الناس کے وجود کے لئے ضروری ہیں۔

(۸) مزدوروں کی نگرانی کے زیادہ تفصیلی ضوابط مزدوروں کے نمائندوں کی مقامی سوویتیں اور فیکٹری کمیٹیوں کی کانفرنسیں اور نیز دفتری ملازمین کی کمیٹیاں اپنے نمائندوں کے عام جلسوں میں مرتب کریں گی۔

۲۶ یا ۲۷ اکتوبر (۸ یا ۹ نومبر) ۱۹۱۷ء کو لکھا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۵، صفحات ۳۰—۳۱

آئین‌ساز اسمبلی پر مقالات[109]

(۱) آئین ساز اسمبلی کے انعقاد کا مطالبہ انقلابی سوشل ڈیموکریسی کے پروگرام کا بالکل معقول حصہ تھا۔ وجہ یہ ہے کہ اول، بورژوا ریپبلک میں آئین‌ساز اسمبلی جمہوریت کی بلندترین شکل کی نمائندگی کرتی ہے اور دوم، ابتدائی پارلیمنٹ قائم کرکے سامراجی ریپبلک جس کا سربراہ کیرینسکی تھا انتخابات میں دھاندلی اور کئی طرح سے جمہوریت کی خلاف‌ورزی کرنے کی تیاری کر رہی تھی۔

(۲) اگرچہ انقلابی سوشل ڈیموکریسی نے آئین ساز اسمبلی کے انعقاد کا مطالبہ کیا لیکن ۱۹۱۷ء کے انقلاب کی ابتدا ہی سے وہ مسلسل زور دے رہی ہے کہ عام بورژوا ریپبلک کے مقابلے میں جس میں آئین‌ساز اسمبلی ہو سوویتوں کی ریپبلک جمہوریت کی بلندتر شکل ہے۔

(۳) بورژوا سے سوشلسٹ نظام تک عبور کے لئے، پرولتاریہ کی آمریت کے لئے مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی ریپبلک (عام بورژوا ریپبلک کے مقابلے میں جسے آئین‌ساز اسمبلی زینت بخشتی ہے) نہ صرف بلندتر قسم کا جمہوری ادارہ ہے بلکہ سوشلزم تک انتہائی بلا تکلیف عبور حاصل کر سکنے کی واحد شکل ہے۔

(۴) ہمارے انقلاب میں اکتوبر ۱۹۱۷ء کے وسط میں مرتب کی ہوئی فہرستوں کی بنیاد پر آئین‌ساز اسمبلی کا انعقاد ایسے حالات میں ہو رہا ہے جو اس آئین‌ساز اسمبلی کے انتخابات کے ایسے امکان کو خارج کرتے ہیں کہ وہ عام طور پر عوام کی اور خاص کر

محنت‌کش لوگوں کی مرضی کا صحیح صحیح اظہار کر سکیں۔

(٥) اول، انتخابات کی متناسب نمائندگی عوام کی مرضی کا صحیح اظہار صرف اس وقت کرتی ہے جب پارٹی فہرستیں ان پارٹی گروپوں کے مطابق عوام کی حقیقی تقسیم سے مطابقت کریں جن کا انعکاس ان فہرستوں میں ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے معاملے میں، یہ سب جانتے ہیں کہ اس پارٹی نے جس کے حامی مئی سے اکتوبر تک عوام میں اور خاص کر کسانوں میں سب سے بڑی تعداد میں تھے — سوشلسٹ انقلابی پارٹی نے — اکتوبر ١٩١٧ء کے وسط میں آئین‌ساز اسمبلی کے لئے متحدہ انتخابی فہرست پیش کی تھی، اس میں انتخابات کے بعد اور اسمبلی کے انعقاد سے پہلے نومبر ١٩١٧ء میں پھوٹ پڑ گئی (١١٠)۔

اسی وجہ سے انتخاب کرنےوالے عوام الناس کی مرضی اور منتخبہ آئین‌ساز اسمبلی کی ساخت کے درمیان رسمی تک بھی کوئی مطابقت نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔

(٦) دوم، ایک طرف عوام کی اور خاص کر محنت‌کش طبقات کی مرضی اور دوسری طرف آئین‌ساز اسمبلی کی ساخت کے درمیان تفاوت کا زیادہ اہم، رسمی یا قانونی نہیں بلکہ سماجی — معاشی، طبقاتی سرچشمہ ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ آئین‌ساز اسمبلی کے انتخابات ایسے وقت ہوئے جب عوام کی زبردست اکثریت اکتوبر، سوویت، پرولتاری — کسان انقلاب کی پوری وسعت اور اہمیت کو نہیں سمجھ سکتی تھی جو ٢٥ اکتوبر ١٩١٧ء سے، یعنی جب آئین‌ساز اسمبلی کے امیدواروں کی فہرستیں پیش کی جا چکی تھیں، شروع ہوا۔

(٧) ہماری آنکھوں کے سامنے اکتوبر انقلاب اپنے ارتقا کی مسلسل منزلوں سے گذر رہا ہے، وہ سیاسی حکمرانی بورژوازی سے چھین کر، اس کو پرولتاریہ اور غریب کسانوں کو منتقل کرکے سوویتوں کےلئے اقتدار حاصل کر چکا ہے۔

(٨) وہ دارالحکومت میں ٢۴ — ٢٥ اکتوبر کی فتح سے شروع ہوا جب پرولتاریوں اور کسانوں کے انتہائی طور پر سیاسی سرگرم حصے کے ہراول یعنی مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی دوسری کل روس کانگرس میں بالشویک پارٹی کو اکثریت حاصل ہوئی اور اقتدار اسے سپرد کر دیا گیا۔

(۹) پھر نومبر اور دسمبر کے دوران میں انقلاب ساری فوج اور کسانوں میں پھیل گیا۔ اس کا اظہار سب سے پہلے پرانے سربراہ اداروں (فوجی کمیٹیاں، صوبائی کسان کمیٹیاں، کسانوں کے نمائندوں کی کل روس سوویت کی مرکزی عاملہ کمیٹی وغیرہ) کی برطرفی اور ازسرنو منتخب ہونے میں ہوا۔ یہ ادارے انقلاب کی پرولتاری منزل کی نہیں بلکہ اس کی بورژوا، گذری ہوئی، سمجھوتے پرست منزل کا اظہار کرتے تھے اس لئے زیادہ گہرے اور وسیع عوام‌الناس کے دباؤ کے تحت ان کا ناگزیر طور پر غائب ہونا اور ان کی جگہ نئے سربراہ اداروں کا انتخاب ضروری تھا۔

(۱۰) اور اب بھی، دسمبر ۱۹۱۷ء کے وسط میں اپنی تنظیموں کے سربراہ اداروں کی از سرنو تعمیر کے لئے استحصال کئے جانےوالے عوام کی یہ زبردست تحریک ختم نہیں ہوئی ہے۔ ریلوے ملازمین کی کانگرس جس کا اجلاس ہو رہا ہے اس تحریک کی ایک منزل کی نمائندگی کرتی ہے۔

(۱۱) لہذا روس میں طبقاتی جدوجہد کے دوران میں طبقاتی قوتوں کی زمرہ بندی نومبر اور دسمبر ۱۹۱۷ء میں ایک ایسی شکل اختیار کر رہی ہے جو اصولاً اس سے مختلف ہے جو اکتوبر ۱۹۱۷ء کے وسط میں آئین ساز اسمبلی کے لئے امیدواروں کی پارٹی فہرستیں تیار کرتے وقت عکاسی کرتی تھی۔

(۱۲) یوکرین میں (جزوی طور پر فن‌لینڈ، بیلوروس اور قفقاز میں بھی) حالیہ واقعات بھی طبقاتی قوتوں کی نئی زمرہ بندی کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ یہ عمل ایک طرف یوکرینی رادا (۱۱۱)، فن‌لینڈ کی پارلیمنٹ وغیرہ کی بورژوا قوم‌پرستی اور دوسری طرف ان قومی ریپبلکوں میں سے ہر ایک میں سوویت اقتدار، پرولتاری کسان انقلاب کے درمیان طبقاتی جدوجہد کے دوران ہو رہا ہے۔

(۱۳) آخر میں، خانہ جنگی، جو سوویت حکام کے خلاف، مزدوروں اور کسانوں کی حکومت کے خلاف کیڈٹ — کالیدین کی انقلاب دشمن بغاوت سے شروع ہوئی، بالآخر طبقاتی جدوجہد کو سامنے لے آئی ہے اور اس نے ان شدید مسائل کو رسمی طور پر جمہوری طریقے سے حل کرنے کے ہر امکان کو ختم کر دیا ہے

جن سے تاریخ نے روس کے عوام اور سب سے پہلے اس کے مزدور طبقے اور کسانوں کو دوچار کیا ہے۔

(۱۴) بورژوا اور زمیندار بغاوت پر (جو کیڈٹ — کالیدین کی تحریک میں ظاہر ہوئی) مزدوروں اور کسانوں کی مکمل فتح ہی، غلاموں کے آقاؤں کی اس بغاوت کے بےرحمی سے فوجی انسداد کے ذریعے ہی پرولتاری — کسان انقلاب کو محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ واقعات کی راہ اور انقلاب میں طبقاتی جدوجہد کے ارتقا کا نتیجہ یہ ہوا کہ ''تمام اقتدار آئین‌ساز اسمبلی کو'' کا نعرہ جو مزدوروں اور کسانوں کے انقلاب کی حاصلات کو نظرانداز کرتا ہے، سوویت اقتدار کو نظرانداز کرتا ہے، مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی دوسری کل روس کانگرس اور کسانوں کے نمائندوں کی دوسری کل روس کانگرس کے فیصلوں کو نظر انداز کرتا ہے وغیرہ — درحقیقت یہ کیڈٹوں، کالیدین پرستوں اور ان کے مددگاروں کا نعرہ بن گیا ہے۔ تمام لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر آئین‌ساز اسمبلی سوویت اقتدار سے جدا ہو گئی تو ناگزیر طور پر سیاسی موت اس کی قسمت میں لکھی ہے۔

(۱۵) عوام کی زندگی کا ایک خاص طور پر شدید مسئلہ امن کا مسئلہ ہے۔ روس میں امن کی حقیقی انقلابی جدوجہد صرف ۲۵ اکتوبر کے انقلاب کی فتح کے بعد شروع ہوئی۔ اس فتح کے اولین نتائج خفیہ معاہدوں کی اشاعت، جنگ بندی کا معاہدہ اور الحاق و تاوان کے بغیر عام امن کےلئے کھلی گفت و شنید کی ابتدا تھے (۱۱۲)۔

صرف اب عوام کے وسیع حلقوں کو امن کی انقلابی جدوجہد کی پالیسی پوری طرح اور صریح طور پر دیکھنے کا اور اس کے نتائج کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا ہے۔

آئین ساز اسمبلی کے انتخابات کے وقت عوام الناس کے لئے ایسا موقع نہیں تھا۔

یہ ظاہر ہے کہ منتخبہ آئین ساز اسمبلی اور جنگ ختم کرنے کے سوال پر عوام کی حقیقی مرضی کے درمیان خلیج اس نقطۂ نظر سے بھی لازمی ہے۔

(۱۶) تمام مندرجۂ بالا حالات کا مجموعی طور پر نتیجہ یہ

ہے کہ آئین ساز اسمبلی کا، جو پرولتاری ــ کسان انقلاب سے پہلے بورژوازی کی حکمرانی میں موجود پارٹیوں کی انتخابی فہرستوں کی بنیاد پر بلائی گئی تھی، ناگزیر طور پر تصادم محنت کش اور استحصال کئے جانےوالے عوام کی مرضی اور مفادات سے ہونا چاہئے تھا جنھوں نے بورژوازی کے خلاف ۲۵ اکتوبر کو اشتراکی انقلاب شروع کیا۔ یہ قدرتی بات ہے کہ اس انقلاب کے مفادات آئین ساز اسمبلی کے رسمی حقوق سے بلندتر ہیں، یہ اس صورت میں بھی ہوتا اگر آئین‌ساز اسمبلی کے متعلق قانون میں ایسی دفعہ ہوتی جو عوام کو اپنے نمائندے واپس بلانے اور کسی بھی وقت نئے انتخابات کرنے کا حق تسلیم کرکے ان رسمی حقوق کو مسترد نہ کرے۔

(۱۷) آئین ساز اسمبلی کے سوال پر رسمی اور قانونی نقطۂ نظر سے، عام بورژوا جمہوریت کی حدود میں براہ‌راست یا بالواسطہ سوچنے کی کوشش کرنا اور طبقاتی جدوجہد اور خانہ جنگی کو نظرانداز کرنا پرولتاریہ کے نصب‌العین سے غداری اور بورژوا نقطۂ‌نظر قبول کرنا ہے۔ انقلابی سوشل ڈیموکریٹوں کا فرض ہے کہ وہ سب کو اس غلطی سے آگاہ کریں جس کے شکار بعض وہ بالشویک رہنما ہو گئے ہیں جو اکتوبر بغاوت کی اہمیت اور پرولتاریہ کی آمریت کے فرائض کو نہیں سمجھتے۔

(۱۸) یہ بحران ایک طرف آئین ساز اسمبلی کے انتخابات اور دوسری طرف عوام کی مرضی اور محنت کش اور استحصال کئے جانےوالے طبقات کے مفاد کے درمیان اختلاف کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اس کے بلاتکلیف‌دہ حل کا صرف ایک یہ امکان ہے کہ عوام آئین ساز اسمبلی کے ممبروں کو دوبارہ منتخب کرنے میں جتنا وسیع طور پر اور تیزی سے ممکن ہو اپنا حق استعمال کریں۔ اور آئین ساز اسمبلی ان نئے انتخابات کے متعلق مرکزی عاملہ کمیٹی کا قانون تسلیم کرے اور اعلان کرے کہ وہ سوویت اقتدار کو، سوویت انقلاب کو اور امن، زمین اور مزدوروں کی نگرانی کی اس کی پالیسی کو غیرمشروط طور پر تسلیم کرتی ہے اور کیڈٹ ــ کالیدین کی انقلاب دشمنی کے مخالفوں کے کیمپ میں استقلال سے شامل ہوتی ہے۔

(۱۹) اگر یہ شرائط پوری نہیں کی گئیں تو آئین ساز اسمبلی

سے متعلق بحران صرف انقلابی طریقے سے حل کیا جا سکتا ہے، وہ یہ کہ سوویت اقتدار کیڈٹ - کالیدین انقلاب دشمنی کے خلاف انتہائی سرگرم، فوراً، مستحکم اور مصمم انقلابی تدابیر اختیار کرے، اس کے باوجود کہ یہ انقلاب دشمنی کسی بھی نعروں اور اداروں (یہاں تک کہ آئین ساز اسمبلی میں شرکت) کے پیچھے اپنے آپ کو چھپائے - اس جدوجہد میں سوویت اقتدار کے ہاتھ باندھنے کی کوئی بھی کوشش انقلاب دشمنی کو مدد دینے کے مترادف ہے -

۱۱ یا ۱۲ (۲۴ یا ۲۵) دسمبر ۱۹۱۷ء کو لکھا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۵، صفحات ۱۶۲ — ۱۶۶

مقابلہ کیسے منظم کیا جائے؟

بورژوا مصنفین مقابلے ،ذاتی اولوالعزمی، سرمایہ‌داروں اور سرمایہ‌داری نظام کی شاندار خوبیوں اور برکتوں کی تعریفوں میں کاغذ کے دستے کے دستے استعمال کرتے رہے ہیں ۔ ان کا سوشلسٹوں پر یہ الزام ہے کہ وہ ان برکتوں کو سمجھنے سے انکار کرتے ہیں اور ''فطرت انسانی،، کو پیش نظر نہیں رکھتے ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مدت سے سرمایہ‌داری میں چھوٹے پیمانے پر آزاد جنس تجارت کی پیداوار کی جگہ، جس میں مقابلہ ایک بڑی حدتک اولوالعزمی، توانائی اور پہل بڑھا سکتا ہے، بڑے پیمانے پر اور بہت بڑے پیمانے پر کارخانے کی پیداوار، جوائنٹ اسٹاک کمپنیوں، سنڈی کیٹوں اور دیگر اجارہ‌داریوں نے لےلی ہے ۔ ایسی سرمایہ‌داری میں مقابلے کا مطلب آبادی کے عوام الناس کی، اس کی بھاری اکثریت کی، سو محنت کشوں میں سے ۹۹ کی اولوالعزمی ، توانائی اور جری پہل کو ناقابل یقین وحشیانہ طور پر کچلنا ہے ۔ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ مقابلے کی جگہ مالیاتی دھوکے، رشوت خوری، سماجی زینے کی بالائی سیڑھیوں کی چاپلوسی نے لےلی ہے ۔

مقابلہ ختم کرنے کے بجائے سوشلزم اس کے برعکس پہلی بار یہ موقع پیدا کرتا ہے کہ اسے واقعی وسیع اور واقعی عوام‌الناس کے پیمانے پر استعمال کیا جائے، محنت کے میدان میں محنت کش عوام کی اکثریت کو شامل کیا جائے جہاں وہ اپنی صلاحیتیں دکھا سکیں، اپنی قابلیتوں کو فروغ دے سکیں اور وہ جوہر عیاں کریں جو عوام

میں فراوانی سے ہوتا ہے لیکن جسے سرمایہ‌داری ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں روندتی ہے، کچلتی ہے اور گلا گھونٹتی ہے۔

اب جب کہ سوشلسٹ حکومت صاحب اقتدار ہے تو ہمارا فریضہ ہے کہ مقابلہ منظم کریں۔

بورژوازی کے حاشیہ برداروں اور اس کے ٹکڑوں پر پلنے‌والوں نے سوشلزم کو یک رنگ، لکیر کا فقیر، یک آواز اور بے‌رنگ فوجی بارک کا نظام بتایا ہے۔ دولت‌مندوں کے خدمت گاروں، استحصال کرنے‌والوں کے جوتے چاٹنے‌والوں، بورژوا دانش‌ور حضرات نے سوشلزم کو ہوے کی طرح عوام کو ''ڈرانے'' کے لئے استعمال کیا جو سرمایہ‌داری میں کمرتوڑ اور یک‌آواز مشقت کی تعزیری غلامی اور فوجی بارک جیسے ڈسپلن کے، بھیانک غربت اور نیم‌فاقہ‌کشی کے شکار رہتے ہیں۔ اس تعزیری غلامی سے لوگوں کو نجات دلانے کے لئے پہلا قدم جاگیروں کی ضبطی، مزدوروں کی نگرانی اور بینکوں کو قومی ملکیت بنانا ہے۔ اگلے قدم کارخانوں کو قومی ملکیت بنانا، تمام آبادی کو صارفوں کی انجمنوں میں لازمی طور پر منظم کرنا جو ساتھ ہی پیداواری اشیا کی فروخت کی بھی انجمنیں ہوں اور اناج اور دیگر ضروریات زندگی کی تجارت کو ریاست کی اجارہ‌داری بنانا ہے۔

صرف اب اولوالعزمی، مقابلے اور جری پہل کو واقعی عوامی پیمانے پر مظاہرہ کرنے کا موقع ملا ہے۔ ہر وہ کارخانہ جہاں سے سرمایہ‌دار بے‌دخل کر دیا گیا ہے یا جہاں کم سے کم حقیقی مزدوروں کی نگرانی نے اسے لگام دیدی ہے، ہر وہ گاؤں جہاں زمیندار — استحصال کرنے‌والا ختم کر دیا گیا ہے اور اس کی زمین ضبط کرلی گئی ہے اب ایسے میدان بن گئے ہیں جہاں محنت کش انسان اپنا جوہر دکھا سکتا ہے، اپنی کمر ذرا سیدھی کر سکتا ہے، اپنے پورے قاست تک بلند ہو سکتا ہے اور محسوس کر سکتا ہے کہ وہ انسان ہے۔ پہلی بار صدیوں تک دوسروں کے لئے کام کرنے کے بعد، استحصال کرنے‌والے کے لئے بیگار کرنے کے بعد یہ ممکن ہوا ہے کہ انسان اپنے لئے کام کرے اور مزیدبراں اپنے کام میں جدید ٹکنولوجی اور ثقافت کی تمام حاصلات کو استعمال کرے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جبر کے تحت کام کرنے سے

اپنے واسطے کام کرنے تک تاریخ انسانی میں یہ عظیم‌ترین تبدیلی مزاحمت، مشکلات اور دیرینہ طفیلیوں اور ان کے حاشیہ برداروں کے خلاف تصادموں اور تشدد کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس سوال پر کسی مزدور کو خوش‌فہمی نہیں ہے۔ مزدور اور کسان جنہیں سخت احتیاج نے، استحصال کرنےوالوں کے لئے غلامانہ محنت کے طویل برسوں نے، بےشمار ذلتوں اور تشدد کی حرکتوں نے مضبوط کر دیا ہے سمجھتے ہیں کہ ان استحصال کرنےوالوں کی مزاحمت کو توڑنے میں وقت لگےگا۔ مزدوروں اور کسانوں کو دانشور حضرات کی ''نووایا ژیزن،، کے اژدھام اور دوسری کیچڑ کی جذباتی خوش فہمیوں کی چھوت بالکل نہیں لگی ہے جو کل سرمایہ‌داروں پر لعنت ملامت بھیجتے وقت اتنا ''چیخے،، کہ ان کے گلے بیٹھ گئے، ان کے خلاف خوب ''ہاتھ ہلائے اور دھمکیاں دیں،، لیکن جب عمل کا، دھمکیوں کو سرگرمی میں بدلنے کا، سرمایہ‌داروں کو علحدہ کرنے کے کام کو پورا کرنے کا وقت آیا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور ایسے کتے کے پلوں کا رویہ اختیار کر لیا جنہیں کوڑوں سے پیٹا گیا ہو۔

جبر کے تحت کام کرنے سے اپنے لئے کام کرنے تک، زبردست قومی (اور ایک حد تک بین‌الاقوامی، عالمی) پیمانے پر منصوبہ بند اور منظم محنت تک عظیم تبدیلی — استحصال کرنےوالوں کی مذاحمت کو کچلنے کے لئے ''فوجی،، تدابیر کے علاوہ — تقاضہ کرتی ہے کہ پرولتاریہ اور غریب کسان زبردست تنظیمی، منظم کرنےوالی کوششیں صرف کریں۔ تنظیمی کام کل کے غلاموں کے مالکوں (سرمایہ‌داروں) اور ان کے خدمت گاروں — بورژوا دانش‌ور حضرات کو — فوجی طریقوں کے ذریعے بےرحمی سے کچلنے کے فریضے کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور یہ دونوں مل کر واحد سالم بناتے ہیں۔ کل کے غلاموں کے آقا اور ان کے دانش‌ور پٹھو سوچتے اور کہتے ہیں : ''ہم ہمیشہ سے منتظم اور سردار رہے ہیں۔ ہم نے حکم چلایا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ حکم چلاتے رہیں۔ ہم ''عام لوگوں،، کا، مزدوروں اور کسانوں کا حکم ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ ہم ان کے سامنے سر نہیں جھکائیں گے۔ ہم دولت‌مندوں کی

مراعات اور عوام پر سرمایہ کی حکمرانی کی مدافعت کےلئے اپنے علم کو ہتھیار میں بدل دیں گے۔،،

یہی بورژوازی اور بورژوا دانشور کہتے ہیں، سوچتے ہیں اور کرتے ہیں۔ ذاتی فائدے کے نقطہ نظر سے ان کا رویہ قابل فہم ہے۔ جاگیری زمینداروں کے حاشیہ‌برداروں اور ان کی روٹی کے ٹکڑوں پر پلنےوالے پادریوں، قلم فروشوں اور دفترشاہی کے افسروں نے، جیسا کہ گوگول نے ان کی تصویرکشی کی ہے اور ان ''دانشوروں،، نے بھی جو بلینسکی سے نفرت کرتے تھے، کسان غلامی کو خیرباد کہنا ''مشکل،، سمجھا تھا۔ لیکن استحصال کرنےوالوں اور ان کے ''دانش‌ور،، خدمت گاروں کا مقصد مایوس کن ہے۔ مزدور اور کسان ان کی مزاحمت کو توڑ رہے ہیں — بدقسمتی سے کافی سختی سے، مصمم طور پر اور بےرحمانہ طریقے سے نہیں — لیکن وہ اسے ضرور توڑیں گے۔

''وہ،، سمجھتے ہیں کہ ''عام لوگ،،، ''عام،، مزدور اور کسان وہ عظیم، سچے لفظ کے عالمی تاریخی معنی میں بہادرانہ تنظیمی فریضے پورے کرنے کے قابل نہیں ہیں جنھیں سوشلسٹ انقلاب نے محنت‌کش عوام پر عائد کیا ہے۔ دانش‌ور جو سرمایہ‌داروں اور سرمایہ‌دار ریاست کی خدمت کرنے کے عادی ہیں اپنے آپ کو تسلی دینے کے لئے کہتے ہیں: ''ہمارے بغیر تمھارا کام نہیں چل سکتا،،۔ لیکن ان کے گستاخانہ دعوی میں کوئی سچائی نہیں ہے۔ تعلیم‌یافتہ لوگ محنت‌کش عوام کی جانب آنے لگے ہیں اور سرمایے کے خدمت‌گاروں کی مزاحمت توڑنے میں مدد دے رہے ہیں۔ کسانوں اور مزدور طبقے میں زیادہ باجوہر تنظیم‌کار ہیں۔ انھوں نے اپنے آپ سے آگاہ ہونا، بیدار ہونا، عظیم، بنیادی اور تخلیقی کام کی جانب بڑھنا، اشتراکی معاشرے کی تعمیر کے فریضے سے خود اپنی قوتوں کی مدد کے ذریعے نمٹنا شروع کر دیا ہے۔

اگر اہم‌ترین فریضے نہیں تو اہم‌ترین فریضوں میں سے ایک — مزدوروں اور عام طور پر تمام محنت‌کش اور استحصال کئے جانےوالے لوگوں کی اس آزاد پہل کو فروغ دینا ہے، تخلیقی تنظیمی کام میں اسے جتنا ممکن ہو اتنے وسیع پیمانے پر فروغ دینا ہے۔ ہر قیمت پر ہمیں اس پرانے، احمقانہ، وحشیانہ، قابل نفریں اور

کریہہ تعصب کے بت کو پاش پاش کر دینا چاہئے کہ صرف نام نہاد ''بالائی طبقے''، صرف مالدار اور وہ لوگ جو مالداروں کے مکتب سے فارغ ہوئے ہیں ریاست کے انتظامیے کو چلانے اور اشتراکی معاشرے کے تنظیمی ارتقا کو ہدایتیں دینے کے اہل ہیں۔

اس تعصب کو سڑے گلے ضابطے، جامد خیالات، غلامانہ عادتوں اور اس سے بھی بڑھ کر سرمایہ‌داروں کی خبیث خود غرضی نے پرورش کیا ہے جن کا مفاد یہ ہے کہ جب لوٹ مار کرتے ہو تو نظم‌ونسق چلاؤ اور جب نظم‌ونسق چلاتے ہو تو لوٹ مار کرو۔ مزدور ایک لمحے کے لئے بھی یہ نہیں بھولیں‌گے کہ انہیں علم کی طاقت چاہئے۔ مزدوروں نے، خاص کر حال میں، علم کی جو غیر معمولی پیاس دکھائی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پرولتاریہ میں اس کے متعلق غلط خیالات موجود نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ اور ہر وہ عام مزدور اور کسان جو لکھ پڑھ سکتا ہے، جو لوگوں کے بارے میں رائے قائم کر سکتا ہے اور جسے عملی تجربہ ہے تنظیمی کام کرنے کا اہل ہے۔ ''عام لوگوں''، میں جن کے ساتھ بورژوا دانشور بڑے تکبر اور حقارت سے پیش آتے ہیں ایسے زیادہ مرد اور عورتیں ہیں۔ مزدور طبقے اور کسانوں میں اس قسم کی قابلیت کا سیر حاصل اور ہنوز غیر استعمال کیا ہوا سرچشمہ ہے۔

مزدور اور کسان اب بھی ''خائف''، ہیں۔ ابھی تک وہ اس خیال کے عادی نہیں ہوئے ہیں کہ وہ اب حکمراں طبقہ ہیں۔ ابھی تک وہ مصمم ارادے‌والے نہیں بنے ہیں۔ انقلاب ایک جنبش سے ان لاکھوں اور کروڑوں لوگوں کے دلوں میں یہ خوبیاں نہیں بٹھا سکتا جنھوں نے زندگی بھر ڈنڈے کی دھمکی سے، احتیاج اور بھوک سے مجبور ہوکر کام کیا ہے۔ لیکن اکتوبر ۱۹۱۷ء کا انقلاب مضبوط، پنپنے‌والا اور غیرمفتوح اسی لئے ہے کہ وہ ان خوبیوں کو اجاگر کرتا ہے، پرانی رکاوٹوں کو ہٹا دیتا ہے، فرسودہ زنجیروں کو توڑ ڈالتا ہے اور محنت کش عوام کو نئی زندگی کی آزاد تخلیق کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔

حساب کتاب اور نگرانی — یہ ہے بنیادی معاشی فریضہ مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی ہر سوویت کا، صارفوں کی ہر انجمن کا، فراہمی کی ہر یونین یا کمیٹی کا، ہر

فیکٹری کمیٹی یا عام طور پر مزدوروں کی نگرانی کے ہر ادارے کا۔

محنت کے پیمانے اور ذرائع پیداوار کو غلام کے نقطۂ نظر سے دیکھنے کی پرانی عادت کے خلاف ہمیں لڑنا چاہئے جس کا واحد مقصد محنت کا بوجھ ہلکا کرنا یا بورژوازی سے کم از کم تھوڑا سا حاصل کرنا ہوتا ہے۔ ترقی‌یافتہ اور طبقاتی شعور رکھنے‌والے مزدوروں نے یہ جدوجہد شروع کر دی ہے۔ وہ ان نوواردوں کی ثابت قدمی سے مزاحمت کر رہے ہیں جو خاص کر جنگ کے زمانے میں بڑی تعداد میں فیکٹری کی دنیا میں جمع ہو گئے تھے اور جو اب عوام کی فیکٹری کے ساتھ، اس فیکٹری کے ساتھ جو اب عوام کے قبضے میں ہے پرانے طریقے سے پیش آنا چاہتے ہیں، جن کا واحد مقصد ''حلوے مانڈے کا بڑے سے بڑا حصہ جھپٹنا اور پھر رفوچکر ہو جانا ہے،،۔ تمام طبقاتی شعور رکھنے‌والے، ایماندار اور سمجھدار کسان اور محنت‌کش لوگ ترقی‌پسند مزدوروں کے شانہ بشانہ اس جدوجہد میں حصہ لیں گے۔

اگر حساب کتاب اور نگرانی مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں سے اعلی ترین ریاستی اقتدار کی طرح یا اس اقتدار کی ہدایات یا اختیار کے مطابق کی جاتی ہے — وسیع پیمانے پر، عام، جملہ طور پر حساب کتاب اور نگرانی، صرف کی ہوئی محنت اور پیداواری اشیا کی تقسیم کا حساب کتاب اور نگرانی — اگر ایک بار پرولتاریہ کی حکمرانی قائم اور محفوظ ہو جائے تو یہ اشتراکی تبدیلی کا جوہر ہے۔

حساب کتاب اور نگرانی جو سوشلزم تک عبور کےلئے لازمی ہیں صرف عوام ہی کر سکتے ہیں۔ دولت‌مندوں، لفنگوں، کاہلوں اور فسادیوں پر حساب کتاب اور نگرانی میں صرف مزدور اور کسان عوام الناس کا رضاکارانہ اور بااصول تعاون، ایسا تعاون جس کی خصوصیت انقلابی جوش و خروش ہو سرمایہ‌دارانہ معاشرے کی ان باقیات کو، انسانیت کے ان فضلوں کو، ان انتہائی سڑے گلے اعضا کو، اس چھوت کو، اس ہیضے کو، اس سرطان کو جو سوشلزم کو سرمایہ‌داری سے ورثے میں ملے ہیں ختم کر سکتا ہے۔

مزدورو اور کسانو، محنت‌کش اور استحصال کئے جانے‌والے عوام! زمین، بینک اور کارخانے اب تمام عوام کی ملکیت ہیں!

21*

تمھیں خود پیداوار اور پیداواری اشیا کا حساب کتاب اور نگرانی کرنا چاھئے — صرف یہی سوشلزم کی فتح کا راستہ ھے، ھر قسم کے استحصال، ساری غربت اور احتیاج پر فتح کی ضمانت ھے! ھر ایک کی ضروریات پوری کرنے کے لئے روس میں کافی روٹی، لوھا، لکڑی، اون، کپاس اور کتان موجود ھے۔ ضرورت صرف اس کی ھے کہ محنت اور پیداواری اشیا مناسب طرح سے تقسیم کی جائیں، اس تقسیم پر سارے عوام کی کاروبار کی طرح، عملی نگرانی قائم کی جائے، بشرطیکہ ھم عوام کے دشمنوں کو شکست دیں — دولت مندوں اور ان کے حاشیہ برداروں، لفنگوں، کاھلوں اور فسادیوں کو، نہ صرف سیاست میں بلکہ روزمرہ کی معاشی زندگی میں بھی۔

عوام کے ان دشمنوں، سوشلزم کے دشمنوں، محنت کش لوگوں کے دشمنوں پر رحم مت کرو! دولت مندوں اور ان کے حاشیہ برداروں، بورژوا دانش‌وروں کے خلاف موت تک جنگ، لفنگوں، کاھلوں اور فسادیوں کے خلاف جنگ! یہ سب ایک ھی تھیلی کے چٹے بٹے ھیں — سرمایہ‌داری کی جھول، اشرافیہ کے اور بورژوا معاشرے کی اولاد، ایسا معاشرہ جس میں مٹھی بھر لوگ عوام کو لوٹتے اور ذلیل کرتے تھے، ایسا معاشرہ جس میں غربت اور احتیاج نے ھزاروں لاکھوں لوگوں کو فساد، بگاڑ اور لفنگےپن کی راہ اختیار کرنے پر مجبور کیا اور وہ تمام انسانی مشابہت سے محروم ھونے پر مجبور ھوئے، ایسا معاشرہ جس نے ناگزیر طور پر محنت کش انسان میں استحصال سے بچنے کی، دھوکہ دے کر بھی، اس سے نکل جانے کی خواھش پیدا کی اگرچہ وہ ایک لمحے کے لئے قابل نفرین محنت سے فرار ھونے کے لئے ھو، ھر ممکن طریقے سے کم از کم روٹی کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے تاکہ وہ بھوکا نہ مرے، تاکہ وہ خود اور اس کے عزیزترین بھوک کے کرب پر قابو پالیں۔

دولت مند اور لفنگے ایک ھی سکے کے دو رخ ھیں۔ وہ طفیل‌خوروں کے ایسے بنیادی زمرے ھیں جنھیں سرمایہ‌داری نے پالا پوسا ھے۔ وہ سوشلزم کے خاص دشمن ھیں۔ ان دشمنوں کو سارے عوام کی خاص نگرانی میں رکھنا چاھئے۔ سوشلسٹ سماج کے قوانین اور ضابطوں کی ذرا سی بھی خلاف‌ورزی پر انھیں بےرحمی سے سزا

دینی چاہئے۔ اس سلسلے میں کمزوری، تذبذب یا جذباتی‌پن کا کوئی بھی اظہار سوشلزم کے خلاف زبردست جرم ہے۔

ان طفیلیوں کو اشتراکی معاشرے کے لئے بےضرر بنانے کے مقصد سے کام اور پیداوار کی مقدار اور تقسیم کا حساب کتاب اور نگرانی منظم کرنی چاہئے جس میں سارے عوام، کروڑوں مزدور اور کسان رضاکارانہ طور پر، توانائی سے اور انقلابی جوش و خروش کے ساتھ حصہ لیں۔ اور اس حساب کتاب اور نگرانی کو منظم کرنے کے لئے جس کی ہر ایماندار، عقل مند اور کارگر مزدور اور کسان میں پوری طرح صلاحیت ہے، ہمیں ان کا تنظیمی جوہر بیدار کرنا چاہئے، وہ جو ان میں پایا جاتا ہے۔ ہمیں تنظیمی کامیابی کے میدان میں ان کو مقابلے کے لئے بیدار کرنا چاہئے اور قومی پیمانے پر اسے منظم کرنا چاہئے۔ ہمیں مزدوروں اور کسانوں کی مدد کرنا چاہئے تاکہ وہ تعلیم‌یافتہ آدمی کی ضروری نصیحت اور اس پھوہڑپن پر ''عام،، مزدور اور کسان کی ضروری نگرانی کے درمیان جو ''تعلیم‌یافتہ،، لوگوں میں عام ہوتا ہے، فرق کو وضاحت سے دیکھ سکیں۔

یہ پھوہڑپن، یہ لاپرواھی، بےسلیقگی، گھبراہٹ میں جلدبازی، عمل کی جگہ بحث کو، کام کی جگہ بات چیت کو دینے کا رجحان، کسی چیز کو ختم کئے بغیر دنیا کی ہر چیز کی ذمےداری لینے کا رجحان ''تعلیم‌یافتہ،، لوگوں کی خصوصیات ہوتی ہیں۔ اور یہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ ان کی فطرت ھی خراب ہے، چہ جائے کہ بدنیتی کے سبب سے — اس کا سرچشمہ زندگی کی ان کی عادتیں، ان کے کام کے حالات، تکان، دماغی محنت کی جسمانی محنت سے غیر معمولی علحدگی، وغیرہ، وغیرہ ہے۔

ہمارے انقلاب کی غلطیوں، خامیوں اور کوتاھیوں میں ایک اہم مقام ان غلطیوں وغیرہ کو حاصل ہے جن کا سرچشمہ یہ دانشوروں کی افسوسناک — لیکن موجودہ حالت میں ناگزیر — خصوصیات ہے جو ہمارے درمیان ہیں اور دانشوروں کے تنظیمی کام پر مزدوروں کی کافی دیکھ بھال کی کمی ہے۔

مزدور اور کسان ہنوز ''خائف،، ہیں۔ اس تذبذب سے انہیں نجات حاصل کرنی چاہئے اور یقینی اس سے وہ نجات حاصل

کریں گے ۔ ہم تعلیم‌یافتہ لوگوں، دانشوروں اور ماهروں کے مشورے اور هدایت کے بغیر کام نہیں چلا سکتے ۔ هر سمجھدار مزدور اور کسان یہ اچھی طرح سمجھتا ھے ۔ اور همارے درمیان دانشور مزدوروں اور کسانوں کی ان کی طرف توجہ اور رفیقانہ عزت کی کمی کی شکایت نہیں کر سکتے ۔ لیکن مشورہ اور هدایت ایک بات ھے اور عملی حساب کتاب اور نگرانی کی تنظیم دوسرا معاملہ ۔ اکثر دانشور نہایت عمدہ مشورہ اور هدایت دیتے هیں لیکن اس مشورے اور هدایت کو پورا کرنے میں، الفاظ کو عملی جامہ پہنانے پر عملی نگرانی کرنے میں مضحکہ‌خیز طور پر، بیہودہ طور پر، شرمناک طور پر وہ ''بھونڈے،، اور نااهل هوتے هیں ۔

بالکل اسی پہلو سے ''عوام،، میں سے، فیکٹری مزدوروں اور محنت‌کش کسانوں میں سے عملی تنظیم‌کاروں کی امداد اور رهنمایانہ رول کے بغیر کام چلانا بالکل ناممکن ھے ۔ ''دیوتا گھڑے نہیں بناتے،، — اس سچائی کو مزدور اور کسان اپنے ذهنوں میں بٹھالیں ۔ انھیں سمجھنا چاھئے کہ آج سارا معاملہ عملی کام ھے ۔ وہ تاریخی لمحہ آ گیا ھے جب نظریے کو عمل میں تبدیل کیا جا رہا ھے، عمل سے اسے توانائی بخشی جارهی ھے، عمل سے اسے صحیح کیا جارها ھے، عمل سے اس کی آزمائش کی جارهی ھے ۔ جب مارکس کے یہ الفاظ کہ ''درجن بھر پروگراموں کے مقابلے میں حقیقی تحریک کا هر قدم زیادہ اهم هوتا ھے،، * خاص طور سے سچے ثابت هو گئے هوں — تو دولت مندوں اور لفنگوں کی عمل میں واقعی روک تھام کرنا، پابندیاں لگانا، پوری طرح ان کا اندراج کرنا اور انھیں نگرانی میں رکھنا سوشلزم کے بارے میں درجن بھر اچھے دلائل کے مقابلے زیادہ اهم ھے ۔ کیونکہ ''میرے دوست، نظریہ خاکستری ھے لیکن سبز ھے زندگی کا ابدی درخت،، ۔

مزدوروں اور کسانوں میں عاملوں، تنظیم‌کاروں کے درمیان مقابلہ منظم کرنا چاھئے ۔ پٹی پٹائی شکلوں کو اختیار کرنے اور اوپر سے یکسانیت ٹھونسنے کی هر کوشش کا جو عام طور پر

---

* مارکس کا براکے کے نام خط، مورخہ ۵ مئی ۱۸۷۵ء ۔ (ایڈیٹر)

دانشور کرتے ہیں، مقابلہ کرنا چاہئے۔ پٹی پٹائی شکلوں اور اوپر سے لادی ہوئی یکسانیت کا جمہوری اور اشتراکی مرکزیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تفصیلات میں، مقامی خصوصیات میں، رسائی کے طریقوں میں، نگرانی کرنے کے طریقوں میں، طفیلیوں (دولت‌مند، لفنگے، پھوہڑ اور شدید جذباتی دانشور، وغیرہ، وغیرہ) کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے اور انہیں بے ضرر بنانے کی راہوں میں بوقلمونی سے ضروری اجزا کی، مبادیات کی، جوہر کی وحدانیت میں خلل نہیں پڑتا بلکہ اس سے اس کو ضمانت ملتی ہے۔

پیرس کمیون نے اس کی ایک عظیم مثال پیش کی کہ نیچے سے پہل، آزادی، عمل کی آزادی اور توانائی کو پٹی پٹائی شکلوں سے آزاد رضاکارانہ مرکزیت کے ساتھ کیسے جوڑا جائے۔ ہماری سوویتیں بھی اسی راستے پر چل رہی ہیں۔ لیکن ہنوز وہ ''خائف'' ہیں، انہوں نے ڈگ بھرنا شروع نہیں کیا ہے، اشتراکی نظام کی تعمیر کے نئے، عظیم اور تخلیقی فریضے کے میدان میں ان کے قدم جمے نہیں ہیں۔ سوویتوں کو چاہئے کہ وہ زیادہ جرات سے کام کریں اور زیادہ پہل دکھائیں۔ تمام ''کمیونوں'' — کارخانوں، قریوں، صارفوں کی انجمنوں اور فراہمی کی کمیٹیوں — کو محنت اور اشیائے پیداوار کی تقسیم کے حساب کتاب اور نگرانی کے عملی تنظیم‌کاروں کی طرح ایک دوسرے سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ اس حساب کتاب اور نگرانی کا پروگرام سب کے لئے سادہ، واضح اور قابل فہم ہے — ہر ایک کو روٹی ملے، ہر ایک کو مضبوط جوتے اور اچھا لباس ملے، ہر ایک کے پاس گرم رہائش ہو، ہر ایک ایمانداری سے کام کرے، ایک بھی لفنگے (وہ بھی جو کام سے جی چراتے ہیں) کو آزاد نہ رہنے دیا جائے بلکہ جیل میں بند کیا جائے یا وہ سخت‌ترین جبریہ محنت کی سزا بھگتے۔ ایک بھی واحد دولت مند کو جو سوشلزم کے قوانین اور ضابطوں کی خلاف‌ورزی کرتا ہے لفنگے کی قسمت کی طرح کا سامنا کرنا پڑے، یہی انصاف کی نظروں میں دولت مند آدمی کی قسمت بھی ہونی چاہئے۔ ''جو کام نہیں کرتا اسے روٹی نہیں ملے‌گی'' — یہ ہے سوشلزم کا عملی فرمان۔ اسی طرح معاملات کو عملی طور پر منظم کرنا چاہئے۔ ہمارے ''کمیونوں'' کو، ہمارے مزدور اور کسان تنظیم‌کاروں کو ایسی عملی کامیابیوں پر

فخر کرنا چاھئے۔ اور اس کا اطلاق خاص کر ان تنظیم کاروں پر ہوتا ھے جو دانشوروں (خاص کر کیونکہ انھیں اپنی عام ھدایات اور تجاویز پر گھمنڈ کرنے کی بہت زیادہ، کہیں بہت زیادہ عادت ہوتی ھے) میں سے ہوتے ھیں۔

حساب کتاب کرنے کی اور دولت مندوں، لفنگوں اور کاھلوں کی نگرانی کرنے کی ھزاروں شکلوں کی ترکیب سوچنی چاھئے اور خود کمیونوں کو، شہر اور دیہات میں چھوٹی اکائیوں کو ان کی عملی آزمائش کرنا چاھئے۔ یہاں بوقلمونی کارگری کی ضمانت ھے، واحد مشترکہ مقصد — روس کی سرزمین کو تمام کیڑوں مکوڑوں، پسوؤں یعنی لفنگوں سے، کھٹملوں یعنی دولت مندوں وغیرہ سے نجات دلانے میں کامیابی کی ضمانت ھے۔ ایک جگہ دس دولت مند، ایک درجن لفنگے، کام سے جی چرانےوالے نصف درجن مزدور (فسادیوں کی طرح، خاص کر پارٹی کے چھاپے خانوں میں پیتروگراد کے کئی کمپوزیٹروں کی طرح جو کام سے جی چراتے ھیں) جیل میں بند کر دئے جائیں۔ دوسری جگہ ان سے بیت‌الخلا صاف کرائے جائیں۔ تیسری جگہ جب وہ اپنی میعاد پوری کرلیں تو انھیں "پیلےکارڈ"، دئے جائیں تاکہ ضرر رساں لوگوں کی طرح ھر شخص ان پر نظر رکھے، اس وقت تک جب تک کہ وہ اپنی اصلاح نہ کرلیں۔ چوتھی جگہ ھر دس کاھلوں میں سے ایک کو وھیں گولی کا نشانہ بنا دیا جائے۔ پانچویں جگہ ملے جلے طریقے اختیار کئے جائیں اور آزمائشی رھائی کے ذریعے ان دولت مندوں، بورژوا دانش‌وروں، لفنگوں اور فسادیوں کو جو قابل اصلاح ھیں جلد از جلد اصلاح کرنے کا موقع دیا جائے۔ بوقلمونی جتنی زیادہ ہوگی ھمارا عام تجربہ اتنا ھی بہتر اور زیادہ بھرپور ہوگا، سوشلزم کی کامیابی اتنی ھی زیادہ یقینی اور تیزی سے ہوگی اور جدوجہد کے بہترین طریقے اور ذرائع مرتب کرنے میں عمل — چونکہ صرف عمل مرتب کر سکتا ھے — کو اتنی ھی زیادہ آسانی ہوگی۔

کس کمیون میں، بڑے شہر کے کس محلے میں، کس کارخانے میں اور کس گاؤں میں بھوکے لوگ نہیں ھیں، بیروزگار نہیں ھیں، کاھل دولت مند نہیں ھیں، بورژوازی کے قابل نفرت خدمت‌گار نہیں ھیں یا وہ توڑ پھوڑ کرنےوالے جو اپنے آپ کو

دانشور کہتے ہیں؟ محنت کی صلاحیت بڑھانے کے لئے، غریبوں کے واسطے اچھے نئے مکانات تعمیر کرنے کے لئے، غریبوں کو امیروں کے گھروں میں رہائش دینے کے لئے، ہر غریب خاندان کے ہر بچے کو دودھ کی ایک بوتل پابندی سے فراہم کرنے کے لئے کہاں سب سے زیادہ کام کیا گیا ہے؟ ان ہی کاموں میں کمیونوں، آبادیوں، پیدا کرنےوالوں اور صارفوں کی انجمنوں اور تنظیموں اور مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کے درمیان مقابلہ بڑھانا چاہئے۔ اسی کام میں عمل کے دوران میں باجوہر تنظیم‌کاروں کو ابھرنا چاہئے اور انھیں ترقی دے کر ریاستی انتظامیے کے کام میں شامل کرنا چاہئے۔ عوام میں بہت بڑی صلاحیت موجود ہے۔ اسے صرف دبایا گیا ہے۔ اسے اپنی نمائش کرنے کا موقع دینا چاہئے۔ یہی اور صرف یہی عوام کی پشت پناہی حاصل کرکے، روس کو بچا سکتا ہے اور سوشلزم کے نصب العین کو بچا سکتا ہے۔

۲۴ — ۲۷ دسمبر، ۱۹۱۷ء
(۶ — ۹ جنوری ۱۹۱۸ء)
کو تحریر کیا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۵،
صفحات ۱۹۷ — ۲۰۵

محنت کش اور استحصال کے شکار عوام کے حقوق کا اعلان نامہ[113]

آئین ساز اسمبلی کا اجلاس فیصلہ کرتا ہے :

۱

۱ - روس اب مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی رپبلک قرار دیا جاتا ہے ۔ تمام اختیارات مرکز میں اور مقامی طور پر ان سوویتوں کے ہاتھ میں ہوں گے ۔

۲ - روس کی سوویت رپبلک اس اصول پر قائم کی جاتی ہے کہ وہ آزاد قوموں کی آزاد یونین ہوگی، اس کی حیثیت فیڈریشن کی ہوگی جس میں سوویت قومی رپبلکیں شامل ہوں گی۔

۲

اپنے سامنے یہ بنیادی فریضے رکھتے ہوئے کہ: انسان کے ہاتھوں انسان کا ہر قسم کا استحصال ختم کر دیا جائے، معاشرے کی طبقات میں تقسیم بالکل مٹا دی جائے، استحصال کرنے والوں کی مزاحمت بےرحمی سے کچل دی جائے، معاشرے کی ایک اشتراکی تنظیم ہو اور تمام ملکوں میں سوشلزم کے لئے فتح حاصل کی جائے، یہ اجلاس مزید فیصلہ کرتا ہے :

۱ - زمین کی نجی ملکیت کا خاتمہ کیا جاتا ہے ۔ تمام زمین، سب عمارتوں، زرعی آلات و اوزار اور زرعی پیداوار کے دوسرے سامان سمیت تمام محنت کشوں کی ملکیت میں دی جاتی ہے ۔

۲ - مزدوروں کی نگرانی اور قومی معیشت کی اعلی کونسل (۱۱۴) کے متعلق سوویت قانون کی تصدیق کی جاتی ہے، اس مقصد سے کہ عوام کا استحصال کرنے والوں پر محنت کش لوگوں کو نگرانی

کا اختیار دیا جائے اور اس منزل کی طرف پہلا قدم اٹھایا جائے کہ مل، کارخانے، فیکٹریاں، کانیں، ریلیں اور دوسرے ذرائع پیداوار اور نقل‌وحمل کو پوری طرح مزدوروں کسانوں کی ریاست کی ملکیت بنا دیا جائے۔

۳ - تمام بینکوں کا مزدوروں کسانوں کی ریاست کی ملکیت قرار دیا جانا تصدیق کیا جاتا ہے، کہ یہ سرمایے کے جوئے سے محنت‌کش لوگوں کی نجات کی ایک شرط ہے۔

۴ - معاشرے کے مفت خور حلقوں کو ختم کرنے کےلئے یہ لازمی قرار دیا جاتا ہے کہ سب لوگ کام کریں۔

۵ - محنت‌کش لوگوں کے اعلی اقتدار کی ضمانت دینے کےلئے اور استحصال کرنےوالوں کے پھر سے اقتدار حاصل کرنے کے سارے امکانات ختم کرنے کےلئے یہ حکم جاری کیا جاتا ہے کہ محنت‌کشوں کو مسلح کیا جائے، مزدوروں کسانوں کی ایک اشتراکی سرخ فوج قائم کی جائے اور صاحب جائداد طبقوں کو نہتا کر دیا جائے۔

۳

۱ - اس مصمم ارادے کا اعلان کرتے ہوئے کہ انسان کو مالیاتی سرمایے اور سامراج کے جوئے سے نجات دلانی ہے، جنھوں نے دنیا کو اس سب سے زیادہ مجرمانہ جنگ میں گھسیٹ کر خون میں نہلا دیا، آئین‌ساز اسمبلی صدق دل سے اس پالیسی کی تائید کرتی ہے جو سوویت اقتدار نے اختیار کی ہے کہ تمام خفیہ معاہدوں کو مسترد کیا جائے، محاذ جنگ پر فوجوں کے مزدوروں اور کسانوں سے وسیع پیمانے پر بھائی‌چارہ پیدا کیا جائے اور انقلابی ذرائع سے، ہر قیمت پر قوموں کے درمیان جمہوری امن کا معاہدہ کیا جائے، جس کی رو سے بزور قوت علاقائی الحاق نہ کیا جائے اور تاوان جنگ دئے بغیر صلح ہو اور جس کا اصول یہ ہو کہ قومیں آزادانہ اپنی قسمت کا فیصلہ کریں۔

۲ - اسی مقصد کے پیش نظر آئین‌ساز اسمبلی زور دیتی ہے کہ اس بورژوا تہذیب کی وحشیانہ پالیسی سے قطع تعلق کر لیا جائے جس نے گنی چنی چند قوموں کے استحصال کرنےوالوں کو خوش حالی

دی ہے اور اس کی خاطر ایشیا کے کروڑوں محنت‌کشوں کو عام طور سے نوآبادیوں اور چھوٹے ملکوں کو غلام بنا رکھا ہے۔

آئین‌ساز اسمبلی عوامی کمیساروں کی کونسل کی اس پالیسی پر مبارکباد دیتی ہے کہ اس نے فن‌لینڈ کی مکمل آزادی تسلیم کرلی، ایران سے فوجیں واپس بلانا شروع کر دیں اور آرمینیا کو یہ آزادی (۱۱۵) دے دی کہ وہ اپنی قسمت کا فیصلہ آپ کرے۔

۳ ۔ آئین‌ساز اسمبلی سمجھتی ہے کہ زار روس کی اور جاگیرداروں سرمایہ‌داروں کی حکومتوں نے جن قرضوں کے معاہدے کئے تھے اور سوویت قانون نے جنھیں منسوخ کر دیا ہے، یہ منسوخی انٹرنیشنل بینک پر، مالیاتی سرمایے پر پہلی ضرب ہے اور اپنے اس یقین کا اظہار کرتی ہے کہ سوویت حکومت ثابت‌قدمی سے اس راستے پر چلتی رہےگی جب تک کہ سرمایے کی غلامی کے جوئے کے خلاف مختلف قوموں کے مزدور بغاوت نہ کر دیں اور بغاوت پوری طرح کامیاب نہ ہو جائے۔

۴

اکتوبر (۱۹۱۷ء) کے انقلاب سے پہلے پارٹیوں کی اس وقت تیار کی ہوئی فہرستوں کی بنا پر آئین ساز اسمبلی چنی گئی، جب لوگ اس حالت میں نہیں تھے کہ استحصال کرنےوالوں کے مقابلے میں ایک ساتھ اٹھ کھڑے ہوں، جب لوگوں کو ٹھیک اندازہ نہیں تھا کہ استحصال کرنےوالے اپنے طبقاتی مفادات کی خاطر کس قدر زور لگا سکتے ہیں، اور ابھی عملی طور پر انھوں نے اشتراکی معاشرہ تعمیر کرنے کا بیڑا نہیں اٹھایا تھا، اس وجہ سے آئین‌ساز اسمبلی سمجھتی ہے کہ یہ اصولاً غلط ، بلکہ رسمی لحاظ سے بھی غلط ہوگا کہ وہ سوویت اقتدار کے مقابلے میں اپنی جگہ قائم رہے۔

درحقیقت آئین ساز اسمبلی سمجھتی ہے کہ اب جب کہ لوگ اپنے استحصال کرنےوالوں کے مقابلے میں آخری لڑائی لڑ رہے ہیں، حکومت کے کسی محکمے، کسی ادارے میں بھی استحصال کرنےوالوں کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ پورا اختیار مکمل اور قطعی طور پر محنت‌کشوں کے ہاتھ میں ہونا چاہئے اور ان کے معین کئے

ہوئے نمائندوں، یعنی مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کو ملنا چاہئے۔

سوویت اقتدار کی حمایت کرتے ہوئے اور عوامی کمیساروں کی کونسل کے فرمانوں کی تائید کرتے ہوئے آئین‌ساز اسمبلی سمجھتی ہے کہ اس کا فریضہ صرف اس تک محدود ہے کہ معاشرے کی جو اشتراکی ازسرنو تعمیر ہونی ہے اس کے بنیاری اصول طے کرے۔

ساتھ ہی ایک واقعی آزاد اور اپنی مرضی سے قائم ہونے‌والی، روس کی تمام قوموں کے محنت‌کش طبقات کی یونین بنانے کی کوشش کے سلسلے میں، جو آزاد اور رضاکارانہ ہونے کی بدولت زیادہ مضبوط اور پائدار ہوگی، آئین‌ساز اسمبلی اپنے فریضے کو صرف اسی تک محدود رکھتی ہے کہ روس کی سوویت ریپبلکوں کے ایک فیڈریشن کے بنیادی اصول طے کرے اور اس کام کو ہر قوم کے مزدوروں کسانوں پر چھوڑ دے کہ وہ آزادانہ خود اپنے اپنے یہاں کی سوویتوں کی بااختیار کانگرس میں یہ فیصلہ کریں کہ آیا انہیں وفاقی حکومت میں اور دوسرے سوویت وفاقی اداروں میں شریک ہونا ہے اور کن شرطوں پر۔

جنوری ۱۹۱۸ء کے شروع میں لکھا گیا	لینن کا مجموعہ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۵، صفحات ۲۲۱ — ۲۲۳

کل روس مرکزی عاملہ کمیٹی میں آئین ساز اسمبلی توڑنے کے متعلق تقریر

۶ (۱۹) جنوری ۱۹۱۸ء

رفیقو، سوویت اقتدار اور آئین ساز اسمبلی کے درمیان تصادم روسی انقلاب کی پوری راہ کا نتیجہ ہے جو اشتراکی خطوط پر معاشرے کی ازسرنو تعمیر کرنے کے بےنظیر فریضے سے دوچار تھا۔ ۱۹۰۵ء کے واقعات کے بعد اس پر شبہ نہیں کیا جا سکتا تھا کہ زار شاہی کے دن ہو چکے ہیں لیکن وہ گڑھے سے ہاتھ پاؤں کے بل چل کر باہر اس لئے نکل سکی کہ دیہی آبادی پسماندہ اور جاہل تھی۔ ۱۹۱۷ء کے انقلاب کا امتیاز یہ تھا کہ ایک طرف واقعات کے دباؤ سے بورژوا سامراجی پارٹی ریپبلکی پارٹی میں تبدیل ہو گئی اور دوسری طرف جمہوری تنظیمیں — سوویتیں ابھر آئیں جو ۱۹۰۵ء میں بھی قائم کی گئی تھیں۔ اس وقت بھی سوشلسٹوں نے یہ محسوس کیا تھا کہ عالمی انقلاب کی تاریخ میں ان سوویتوں کی تنظیم ایک عظیم، نیا اور بے نظیر کام ہے۔ سوویتیں جنھیں صرف عوام کی پہل نے تخلیق کیا جمہوریت کی ایک ایسی شکل ہیں جس کی دنیا کے کسی دوسرے ملک میں مثال نہیں ملتی۔

انقلاب نے دو قوتیں پیدا کیں — زارشاہی کا تختہ الٹنے کے لئے عوام الناس کا اتحاد اور محنت کش عوام کی تنظیمیں۔ جب میں اکتوبر انقلاب کے دشمنوں کو یہ واویلا کرتے ہوئے سنتا ہوں کہ سوشلزم کے خیالات ناقابل عمل اور یوٹوپیائی ہیں تو میں ان سے ایک سادہ اور آسان سوال کرتا ہوں۔ میں پوچھتا ہوں کہ ان کی رائے میں سوویتیں کیا ہیں؟ عوام کی ان تنظیموں کو کس نے پیدا کیا جن کی عالمی انقلاب کے ارتقا کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی؟

اس سوال کا ایک شخص نے بھی ٹھیک ٹھیک جواب نہیں دیا ہے۔
جمود کے باعث یہ لوگ بورژوا نظام کی مدافعت کرکے ان طاقتور تنظیموں کی مخالفت کرتے ہیں جو دنیا کے کسی بھی انقلاب میں نظر نہیں آئیں۔ وہ سارے لوگ جو زمینداروں کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں میں شامل ہو رہے ہیں۔ سوویتیں ان سب لوگوں کو محیط کر رہی ہیں جو کاہلی سے کھڑے رہنا نہیں چاہتے اور جنھوں نے تخلیقی کام کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے۔ انھوں نے تمام ملک میں اپنا جال پھیلا دیا ہے۔ عوام کی سوویتوں کا یہ جال جتنا زیادہ گھنا ہوگا محنت‌کش لوگوں کا استحصال کا امکان اتنا ہی کم ہوگا۔ کیونکہ سوویتوں کا وجود ترقی‌یافتہ بورژوا نظام سے جوڑ نہیں کھاتا۔ بورژوازی میں تمام تضادات کی جڑ یہی ہے جو صرف اپنے مفادات میں ہماری سوویتوں کے خلاف لڑ رہی ہے۔

سرمایہ‌داری سے اشتراکی نظام تک عبور اپنی جلو میں طویل اور شدید جدوجہد لاتا ہے۔ زار شاہی کا تختہ الٹنے کے بعد روسی انقلاب کے لئے آگے بڑھنا لازمی تھا۔ وہ بورژوا انقلاب کی فتح تک نہیں رک سکتا تھا۔ جنگ نے اور ناتواں لوگوں کو اس کی بے شمار صعوبتوں نے ایسی زمین ہموار کردی جو سماجی انقلاب پھٹ پڑنے کے لئے موافق تھی۔ لہذا اس دعوی کے مقابلے میں اور کوئی بات اتنی مضحکہ‌خیز نہیں ہے کہ انقلاب کے بعد کا ارتقا اور پھر عوام الناس کی بغاوت کا سبب ایک پارٹی یا ایک فرد تھا، یا جیسا کہ وہ واویلا کرتے ہیں ایک ''ڈکٹیٹر'' کی مرضی تھی۔ انقلاب کے شعلے صرف اس لئے بھڑکے کہ روس ناقابل یقین صعوبتوں کا شکار تھا اور جنگ نے جو حالات پیدا کر دئے تھے انھوں نے محنت‌کش عوام کے سامنے بے‌دردی اور بے‌رحمی سے صرف یہ چارۂ کار رکھا کہ جری، خطرناک اور بے‌خوف قدم اٹھائیں یا بھوک سے تباہ ہو جائیں اور مرجائیں۔

اور انقلابی شعلوں کا اظہار سوویتوں — مزدوروں کے انقلاب کے گڑھ کی تخلیق میں ہوا۔ روسی عوام نے زبردست پیش قدمی کی ہے، یہ زار شاہی سے سوویتوں تک جست ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو ناقابل تردید اور بے‌نظیر ہے۔ اگر تمام ملکوں اور ریاستوں

کی بورژوا پارلیمنٹوں نے، جو سرمایہ‌داری اور نجی ملکیت کی حدود میں بند رہتی ھیں، کہیں بھی انقلابی تحریک کی حمایت نہیں کی، تو سوویتیں انقلاب کے شعلے بھڑکا کر قطعی طور پر عوام کو لڑنے کے لئے کمان دیتی ھیں : تمام معاملات کو اپنے ھاتھ میں لو اور اپنے آپ کو منظم کرو ۔ اس میں شبہ نہیں ھے کہ ایک انقلاب کے دوران جو سوویتوں کی قوت کے بل پر ھوا ھر قسم کی غلطیاں اور خطائیں لازمی ھیں ۔ لیکن ھر شخص جانتا ھے کہ انقلابی تحریکوں کے ساتھ ساتھ ناگزیر طور پر عارضی ابتری، تباھی اور بدنظمی ھوتی ھے ۔ بورژوا معاشرہ بھی ایسی ھی جنگ، ایسا ھی مذبح ھے ۔ یہی وہ حالات تھے جنھوں نے آئین‌ساز اسمبلی اور سوویتوں کے درمیان تصادم پیدا کیا اور اسے فروغ دیا ۔ جو لوگ یہ بتاتے ھیں کہ اس وقت ھم آئین‌ساز اسمبلی ''توڑ رھے''، ھیں حالانکہ پہلے ھم نے اس کی حمایت کی تھی وہ ذرہ برابر بھی دانش کا مظاھرہ نہیں کرتے ۔ وہ محض بھڑکیلے اور بےمعنی فقرے پیش کرتے ھیں ۔ پہلے ھم زارشاھی اور کیرینسکی کی ریپلک کے مقابلے میں جس کے اپنے مشہور اقتدار کے ادارے تھے آئین‌ساز اسمبلی کو بہتر خیال کرتے تھے ۔ لیکن جب سوویتیں ابھریں تو وہ سارے عوام کی انقلابی تنظیموں کی حیثیت سے دنیا کی کسی بھی پارلیمنٹ کے مقابلے میں بےنظیر طور پر برتر ھو گئیں ۔ اس حقیقت پر میں کافی پہلے گذشتہ اپریل میں زور دے چکا ھوں ۔ * بورژوا اور آراضی کی ملکیت کا مکمل طور پر قلع قمع کرکے اور آخری اتھل پتھل کا راستہ ھموار کرکے جو بورژوا نظام کے تمام نشانات کو خس وخاشاک کی طرح بہا لے جا رھا ھے سوویتوں نے ھمیں اس راستے پر گامزن کیا جو عوام کو اپنی زندگی منظم کرنے میں مدد دیتا ھے ۔ ھم تنظیم کا یہ عظیم کام انجام دے رھے ھیں، اور یہ اچھا ھے کہ ھم اسے انجام دے رھے ھیں ۔ یہ صحیح ھے کہ سوشلسٹ انقلاب لوگوں کو صاف وشفاف، خالص اور پاک شکل میں فوراً نہیں دیا جا سکتا ۔ ناگزیر طور پر ساتھ ساتھ خانہ جنگی، توڑ پھوڑ اور مزاحمت ھوگی ۔ جو لوگ اس کے برعکس دعوی سے کہتے ھیں وہ یا تو جھوٹے ھیں یا بزدل ۔ (طوفانی آفرین و تحسین ۔) ۲۰ اپریل کے واقعات نے، جب

* لینن ۔ ''موجودہ انقلاب میں پرولتاریہ کے فرائض''۔ (ایڈیٹر)

لوگ ''ڈکٹیٹروں،، یا پارٹیوں کی هدایتوں کے بغیر سمجھوتےبازوں کی حکومت کے خلاف آزادی اور توانائی سے اٹھ کھڑے ہوئے، دکھا دیا کہ اس وقت بھی بورژوازی کمزور تھی اور اسے ٹھوس حمایت حاصل نہیں تھی۔ عوام الناس نے اپنی قوت محسوس کرلی اور انھیں تسلی دینے کی خاطر وزارتی چھلانگوں کا مشہور کھیل شروع کیا گیا۔ اس کا مقصد لوگوں کو بیوقوف بنانا تھا۔ لیکن لوگوں نے بہت جلد کھیل کی حقیقت سمجھ لی خاص کر جب کیرینسکی نے، جس کی دونوں جیبیں سامراجیوں کے ساتھ قزاقانہ خفیہ معاهدوں سے بھری ہوئی تھیں، حملے کے لئے فوجوں کا کوچ شروع کیا۔ سمجھوتےبازوں کی سرگرمیاں دھوکہ کھائے ہوئے عوام کے سامنے بتدریج عیاں هو گئیں اور ان کا پیمانۂ صبر لبریز ہونے لگا۔ اس کا نتیجہ اکتوبر انقلاب میں نکلا۔ عوام نے اذیتیں، پھانسیاں اور بڑے پیمانے پر گولیوں کی بارش برداشت کرکے تجربے سے سیکھا۔ قصابوں کا یہ دعوی کرنا مہمل هے کہ محنت کش عوام کی بغاوت کے ذمےدار بالشویک یا بعض ''ڈکٹیٹر،، هیں۔ کانگرسوں، جلسوں، کانفرنسوں وغیرہ میں لوگوں میں جو تقسیم هو رهی هے وہ اس کی تردید کرتی هے۔ عوام نے اکتوبر انقلاب کو ابھی تک پوری طرح نہیں سمجھا هے۔ اس انقلاب نے عملاً یہ دکھا دیا کہ عوام کو کس طرح اپنے هاتھوں میں، مزدوروں اور کسانوں کی ریاست کے هاتھوں میں زمین، قدرتی ذرائع، نقل و حمل اور پیداوار کے ذرائع لینے چاهئیں۔ همارا نعرہ تھا: تمام اقتدار سوویتوں کو۔ اس کے لئے هم لڑ رهے هیں۔ عوام نے آئین ساز اسمبلی کا انعقاد چاها اور هم نے اسے منعقد کیا۔ لیکن عوام نے فوراً محسوس کر لیا کہ حقیقت میں یہ آئین‌ساز اسمبلی هے کیا۔ اور اب هم نے عوام کی مرضی پوری کی هے جو یہ هے — تمام اقتدار سوویتوں کو۔ جہاں تک توڑ پھوڑ کرنےوالوں کا تعلق هے هم انھیں کچل دیں‌گے۔ جب میں زندگی اور توانائی کے چشمے اسمولنی سے تاوریدا محل آیا تو مجھے محسوس هوا کہ میں لاشوں اور بےجان ممیوں کی صحبت میں بیٹھا هوں۔ انھوں نے سوشلزم کے خلاف لڑنے کے تمام دستیاب ذرائع استعمال کئے، انھوں نے تشدد اور توڑ پھوڑ اختیار کی، انھوں نے علم کو — جو انسانیت کا عظیم وقار هے —

محنت کش لوگوں کا استحصال کرنے کے ذریعے کی طرح استعمال کیا۔ اگرچہ وہ اشتراکی انقلاب کی جانب پیش قدمی میں تھوڑا بہت خلل ڈالنے میں کامیاب رہے لیکن اسے روک نہیں سکے اور کبھی نہیں روک سکیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ سوویتیں، جنھوں نے شریفانہ طور پر نہیں بلکہ اکھڑ پرولتاری اور کسان طریقے سے بورژوا نظام کی پرانی فرسودہ بنیادوں کا قلع قمع شروع کر دیا ہے، کہیں زیادہ مضبوط ہیں۔

آئین‌ساز اسمبلی کو اقتدار حوالے کرنے کا مطلب بدخواہ بورژوازی سے پھر سمجھوتہ کرنا ہے۔ روسی سوویتوں میں نئے بدلے ہوئے بھیس میں سمجھوتےبازی کی غدارانہ پالیسی کے مفادات کے مقابلے میں محنت کش عوام کے مفادات کہیں زیادہ محفوظ ہیں۔ چیرنوف اور تسرےتیلی جیسے دقیانوسی سیاست‌دانوں کی تقریریں، جو خانہ جنگی بند کرنے کے لئے اکتا دینےوالے طریقے سے فریاد کر رہے ہیں، قدامت کی باسی اور بوسیدہ بدبو چھوڑ رہی ہیں۔ لیکن جب تک کالیدین کا وجود ہے، جب تک نعرہ ”تمام اقتدار آئین‌ساز اسمبلی کو“، ”سوویت اقتدار مردہ باد“ کے نعرے کو چھپاتا رہےگا خانہ جنگی ناگزیر ہے۔ کیونکہ دنیا کی کوئی بھی طاقت ہمیں سوویت اقتدار چھوڑنے پر مجبور نہیں کر سکتی! (پرزور تحسین۔) اور جب آئین‌ساز اسمبلی ان تمام تکلیف‌دہ فوری حل طلب مسائل اور فریضوں کو ملتوی کرنے پر آمادہ ہو گئی جنھیں سوویتوں نے اس کے سامنے پیش کیا تھا تو ہم نے آئین‌ساز اسمبلی سے کہا کہ انھیں ایک لمحے کے لئے بھی ملتوی نہیں کرنا چاہئے۔ لہذا سوویت اقتدار کی مرضی سے آئین‌ساز اسمبلی توڑی جا رہی ہے جو عوام کا اقتدار تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہے۔ ریابوشنسکیوں نے اپنی شرط ہار دی ہے۔ مزاحمت کرنے کی ان کی کوششوں سے صرف خانہ جنگی کے نئے شعلے شدت سے بھڑکیں گے۔

آئین‌ساز اسمبلی توڑی جاتی ہے۔ سوویت انقلابی ریپلک فتح یاب ہوگی، اس کی قیمت خواہ کچھ بھی ہو۔ (زوردار تالیاں۔)

”پراودا“، شمارہ ۶،
۲۲ (۹) جنوری ۱۹۱۸ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۳۵، صفحات ۲۳۸ — ۲۴۲

عجیب اور ہولناک

ہماری پارٹی کے ماسکو علاقے کے بیورو نے اپنی ۲۴ فروری ۱۹۱۸ء کی قرارداد میں پارٹی کی مرکزی کمیٹی پر عدم‌اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کمیٹی کے ان فیصلوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے ''جن کا تعلق آسٹریا اور جرمنی کے ساتھ صلحنامے (۱۱۶) کی شرطوں کو عملی جامہ پہنانے سے ہوگا،، اور اس قرارداد کے ''وضاحتی نوٹ،، میں یہ کہا ہے کہ ''مستقبل قریب میں پارٹی کے اندر پھوٹ پڑنا لازمی ہے۔ ،،*

یہ نہ تو کوئی ایسی ہولناک بات ہے اور نہ عجیب۔ یہ بات ان رفیقوں کےلئے بالکل فطری ہے جو علحدہ صلحنامے کے مسئلہ پر مرکزی کمیٹی سے سخت اختلاف رکھتے ہیں، مرکزی کمیٹی کی سخت مذمت کرتے ہیں اور پارٹی میں پھوٹ پڑنے پر یقین رکھتے

---

* یہ ہے پوری قرارداد: ''مرکزی کمیٹی کے کام پر بحث کرنے کے بعد روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کے ماسکو علاقے کا بیورو مرکزی کمیٹی کی سیاسی لائن اور اس کے عملے کے سبب اس پر عدم اعتماد کا اظہار کرتا ہے اور جلد از جلد اسکے دوبارہ انتخاب کا مطالبہ کریگا۔ مزیدبرآں ماسکو علاقے کا بیورو اپنے آپ کو مرکزی کمیٹی کے ان فیصلوں کا پابند نہیں سمجھتا جن کا تعلق آسٹریا اور جرمنی کے ساتھ صلحنامے کی شرطوں کو عملی جامہ پہنانے سے ہوگا۔ ،، قرارداد متفقہ رائے سے منظور ہوئی۔

ھیں - قانونی طور پر پارٹی کے ممبروں کو اس کا حق حاصل ھے اور یه بات بالکل قابل فہم ھے -

لیکن عجیب اور ھولناک بات ایک اور ھے - قرارداد میں ایک ''وضاحتی نوٹ،، منسلک ھے جس کا پورا متن یه ھے:

''ماسکو علاقے کا بیورو یه محسوس کرتا ھے که مستقبل قریب میں پارٹی کے اندر پھوٹ پڑنا لازمی ھے اور اس کو اپنا فریضه قرار دیتا ھے که تمام بااصول انقلابی کمیونسٹ عناصر کو متحد کیا جائے جو علحدہ صلحناسے کے حامیوں کے خلاف اور پارٹی کے اندر تمام اعتدال پسند اور موقع پرست عناصر کے خلاف یکساں جدوجہد کر رھے ھیں - بین الاقوامی انقلاب کے مفاد میں ھم سوویت اقتدار سے ھاتھ دھونے کے امکانات کو بجا سمجھتے ھیں جو اب محض رسمی بنتا جا رھا ھے - پہلے کی طرح اب بھی ھم تمام ملکوں میں سوشلسٹ انقلاب کا خیال پھیلانا، فیصله کن طریقے سے مزدوروں کی آمریت قائم کرنا اور روس میں بورژوا انقلاب دشمن طاقتوں کو بے رحمی سے کچلنا اپنا خاص فریضه سمجھتے ھیں -،،

ھم نے ان سطروں کے نیچے خط کشیدہ کھینچ دیا ھے جو... عجیب اور ھولناک ھیں -

یہی الفاظ اھم ھیں -

یه الفاظ پوری قرارداد کو لغو بنا دیتے ھیں - یه الفاظ غیرمعمولی وضاحت کے ساتھ قرارداد پیش کرنےوالوں کی غلطیوں کا پردہ فاش کر دیتے ھیں -

''بین الاقوامی انقلاب کے مفاد میں ھم سوویت اقتدار سے ھاتھ دھونے کے امکانات کو بجا سمجھتے ھیں،،... یه عجیب ھے کیونکه پہلے اور دوسرے حصے کے درمیان کوئی تعلق نظر نہیں آتا ھے - ''بین الاقوامی انقلاب کے مفاد میں سوویت اقتدار کی فوجی شکست کو بجا سمجھنا،، — ایسی تجویز صحیح ھو یا غلط ھم اس کو عجیب نہیں کہینگے - یه ھے پہلی بات -

دوسری بات یه ھے که سوویت اقتدار ''اب محض رسمی بنتا

جا رہا ہے،،۔ یہ صرف عجیب نہیں بلکہ ہولناک ہے۔ یہ بالکل ظاہر ہے کہ اس قرارداد کے پیش کرنےوالے بھول بھلیوں میں بالکل بھٹک گئے ہیں۔ اب اس الجھن کو دور کرنا ہے۔

پہلے سوال کے سلسلے میں قرارداد پیش کرنےوالوں کا خیال واضح طور پر یہ دکھاتا ہے بین‌الاقوامی انقلاب کے مفاد کی جدوجہد میں شکست کے امکانات کو صحیح سمجھا جائے جو سوویت اقتدار کو ختم کرنے کا باعث ہوگی۔ اس کا مطلب روس میں بورژوازی کی فتح ہوا۔ ان خیالات کا اظہار کرنے میں قرارداد پیش کرنےوالوں نے میرے مقالوں کے خیالات کو (جو ۸ جنوری ۱۹۱۸ء کو لکھے گئے تھے اور ۲۴ فروری ۱۹۱۸ء کو ''پراودا،، میں چھپے تھے) بالواسطہ تسلیم کر لیا ہے۔ ان مقالوں میں یہ کہا گیا تھا کہ امن کی ان شرائط کو تسلیم نہ کرنے سے جو جرمنی نے ہمارے سامنے پیش کی ہیں روس کی شکست ہوگی اور سوویت اقتدار کا تختہ الٹ جائیگا۔ La raison finit toujours par avoir raison یعنی سچ کا ہمیشہ بول بالا رہتا ہے! میرے ''سخت،، دشمن، ماسکو کے حضرات، جو پھوٹ کی دھمکی دیتے ہیں اس بات پر مجبور تھے (کیونکہ وہ اب کھلم کھلا پھوٹ کی بات کر رہے ہیں) کہ وہ اپنے ٹھوس خیالات کو کسی نتیجے تک پہنچائیں، ایسے خیالات کو وہ لوگ عموماً ٹال جاتے ہیں جو انقلابی جنگ کے بارے میں گول‌مول باتیں کرتے ہیں۔ میرے تمام مضامین اور دلائل کا نچوڑ (ہر شخص جس نے میرے ۷ جنوری ۱۹۱۸ء کے مقالے غور سے پڑھے ہیں دیکھ سکتا ہے) فوراً، اسی وقت انتہائی درشت صلحنامے کی ضرورت پر اور ساتھ ہی انقلابی جنگ کی ٹھوس تیاری پر زور دیتا ہے (اور اس ٹھوس تیاری کے واسطے ہی یہ صلحنامہ ضروری ہے)۔ میرے دلائل کے سارے نچوڑ پر ان لوگوں نے جو اپنے کو انقلابی جنگ کے عام نعروں تک محدود رکھنا چاہتے تھے خاموشی اختیار کی یا غور نہیں کیا یا غور کرنا نہیں چاہا۔ اور اب میں اپنے ''شدید،، مخالفین، ماسکو کے حضرات، کا خلوص دل سے خاص طور پر شکرگذار ہوں کہ انہوں نے میرے دلائل کے ماخذ کے بارے میں ''خاموشی کی سازش،، ختم کر دی ہے۔ ماسکو کے حضرات نے سب سے پہلے ان دلائل کا جواب دیا ہے۔

22—862

اور ان کا جواب کیا ہے؟

جواب میں میری ٹھوس دلیل کی سچائی کو تسلیم کیا گیا ہے: ماسکووالوں نے تسلیم کیا ہے کہ ہاں، اگر اس وقت ہم جرمنی سے جنگ کرینگے تو ہمارے لئے واقعی شکست کے امکانات ہیں۔ * ہاں یہ شکست واقعی سوویت اقتدار کے خاتمے کا باعث ہوگی۔

میں انتہائی خلوص کے ساتھ اپنے ''شدید،، مخالفین، ماسکو کے حضرات، کا باربار شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری دلیلوں کے نچوڑ کے خلاف ''خاموشی کی سازش،، توڑ دی یعنی خاص طور سے جنگ کی شرائط کے بارے میں میری ٹھوس ہدایت کے خلاف، بشرطیکہ ہم اب جنگ جاری رکھیں۔ میں اس بات کےلئے بھی ان کا شکرگذار ہوں کہ انہوں نے بہت نڈر ہوکر میری ہدایت کی سچائی کو تسلیم کیا ہے۔

آگے چلئے۔ میرے دلائل کی تردید کس بات سے کی جاتی ہے جن کی سچائی ماسکو کے حضرات کو تسلیم کرنی پڑی ہے؟

اس بات سے کہ بین‌الاقوامی انقلاب کے مفاد میں سوویت اقتدار کے خاتمے کو تسلیم کرنا چاہئے۔

بین‌الاقوامی انقلاب کے مفاد کا یہ مطالبہ کیوں ہے؟ یہی اہم بات ہے، یہی نچوڑ ہے دلائل کا ان لوگوں کےلئے جو میرے دلائل کی تردید کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس اہم، خاص اور بنیادی نکتے کے متعلق قرارداد یا وضاحتی نوٹ میں ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا ہے۔ قرارداد پیش کرنےوالوں کو اس کا وقت بھی ملا اور اتنی جگہ بھی کہ وہ الم نشرح اور مسلمہ باتوں کے بارے میں بتائیں — ''روس میں انقلاب‌دشمن بورژوازی کو سختی سے کچلنے،، کے بارے

---

* جنگ سے نکلنا بہرحال ناممکن تھا۔ اس جوابی دلیل کا جواب واقعات نے دے دیا ہے: ۸ جنوری کو میرے مضامین پڑھے گئے۔ ۱۵ جنوری کو ہم صلحنامہ طے کر سکتے تھے۔ التوائے جنگ کی قطعی ضمانت ہوتی (اور ہمارے لئے انتہائی مختصر التوائےجنگ کی بھی بڑی اہمیت تھی، مادی اور اخلاقی لحاظ سے کیونکہ جرمنوں کو نیا اعلان جنگ کرنا پڑتا) اگر... انقلابی باتیں نہ بنائی گئی ہوتیں۔

میں (ایسے سیاسی ذرائع اور طریقوں سے جو سوویت حکومت کے خاتمے کا باعث ہونگے؟)، پارٹی کے اندر تمام اعتدال پسند اور موقع پرست عناصر کے خلاف جدوجہد کرنے کے بارے میں۔ لیکن ان باتوں کے بارے میں جو زیربحث ہیں، جو صلح کے مخالفین کے رویے کا جوہر ہیں، ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا۔

عجیب، بہت ہی عجیب۔ قرارداد پیش کرنےوالوں کی خاموشی کی وجہ کیا یہ نہیں ہے کہ وہ اس نکتے پر اپنے کو خاص طور سے کمزور محسوس کرتے ہیں؟ بین الاقوامی انقلاب کے مفادات اس کا مطالبہ کیوں کرتے ہیں، اس کی وضاحت کا مطلب یہ ہوتا کہ وہ خود اپنا پردہ فاش کر دیتے...

بہرحال جو بھی ہو، ہمیں ایسے دلائل تلاش کرنا چاہئیے جو قرارداد پیش کرنےوالوں کی رہنمائی کر سکیں۔

ممکن ہے کہ قرارداد پیش کرنےوالے بین الاقوامی انقلاب کا مفاد اس میں سمجھتے ہوں کہ سامراجیوں سے کسی طرح کا صلحنامہ نہ کیا جائے۔ اس قسم کی رائے کا اظہار صلح کے چند مخالفین نے پیتروگراد کی ایک کانفرنس میں کیا تھا لیکن ان کی تائید ایک بہت معمولی اقلیت نے کی تھی جو علحدہ صلحنامے (۱۱۷) کے خلاف تھی۔ ظاہر ہے کہ یہ رائے بریست صلح کی گفتگو کی ضرورت کو مسترد کرتی ہے اور امن کی ضرورت کو بھی، ''حتی کہ،، پولینڈ، لیتویا اور کورلینڈ کی واپسی کی شرائط کو بھی۔ ان رایوں کی غلطی (مثلاً پیتروگراد کے صلح کے مخالفین کی اکثریت نے ان رایوں کو مسترد کیا) صاف ظاہر ہے۔ ان رایوں کے نقطۂ نظر سے سامراجی طاقتوں کے ساتھ سوشلسٹ ریپبلک نہ تو کوئی معاشی معاہدہ کر سکتی ہے اور نہ اپنا وجود قائم رکھ سکتی ہے جب تک وہ اڑ کر چاند پر نہ جا پہنچے۔

ممکن ہے کہ قرارداد پیش کرنےوالے بین الاقوامی انقلاب کے مفاد کا تقاضہ یہ سمجھتے ہوں کہ اس کو آگے ڈھکیلا جائے اور انقلاب کو اس طرح آگے ڈھکیلنے کا ذریعہ صرف جنگ ہو سکتا ہے، امن کسی طرح نہیں ہو سکتا جو عوام پر یہ اثر ڈالیگا کہ سامراج کو ''جائز،، مان لیا گیا؟ ایسا ''نظریہ،، مارکسزم کے بالکل خلاف ہے جس نے انقلابوں کو ''آگے ڈھکیلنے،، کا خیال

همیشه رد کیا ہے، انقلاب ایسے طبقاتی تضادات میں تیزی کے ساتھ تیار ہوتے ہیں جن سے وہ ابھرتے ہیں۔ ایسے نظرئیے کا مطلب یہ ہے کہ مسلح بغاوت ہمیشہ کےلئے اور ہر حالت میں جدوجہد کی قطعی صورت ہے۔ دراصل بین‌الاقوامی انقلاب کے مفاد کا تقاضہ یہ ہے کہ سوویت اقتدار جس نے اپنے ملک کی بورژوازی کا تختہ الٹ دیا ہے اس انقلاب کی مدد کرے لیکن مدد کی شکل کا انتخاب وہ اپنی طاقت کے مطابق کرے۔ بین‌الاقوامی پیمانے پر سوشلسٹ انقلاب کی مدد کرنا چاہئے چاہے اس معین ملک میں انقلاب کی شکست ہی، ہو جائے — ایسی رائے تو بین‌الاقوامی انقلاب کو آگے ڈھکیلنے کے نظرئیے سے بھی پیدا نہیں ہو سکتی۔

ممکن ہے کہ قرارداد پیش کرنےوالے یہ سمجھتے ہوں کہ جرمنی میں انقلاب شروع ہو گیا ہے، اس نے کھلم کھلا عام قومی خانہ‌جنگی کی صورت اختیار کرلی ہے، اسی واسطے ہمیں اپنی طاقت جرمن مزدوروں کی مدد کےلئے استعمال کرنا چاہئے، اپنے کو تباہ کرکے (''سوویت اقتدار سے ہاتھ دھو کر،،) جرمن انقلاب کو بچنا چاہئے جس نے اپنی فیصلہ کن جدوجہد شروع کردی ہے اور جو سخت ضربوں کی زد میں ہے؟ اس نقطۂ‌نظر سے ہم اپنے کو تباہ کرکے جرمن انقلاب دشمن طاقت کے کچھ حصے کو بانٹ کر جرمن انقلاب کو بچا سکتے ہیں۔

یہ بات بالکل تسلیم کی جا سکتی ہے کہ ان حالات میں شکست اور سوویت اقتدار کے خاتمے کے امکانات کو ماننا نہ صرف ''ضروری،، (جیسا کہ قرارداد پیش کرنےوالوں نے کہا ہے) بلکہ لازمی ہوتا۔ لیکن یہ بات ظاہر ہے کہ حالات ایسے نہیں ہیں۔ جرمنی میں انقلاب تیار ہو رہا ہے لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ ابھی اس حد کو نہیں پہنچا ہے کہ شروع ہو جائے، جرمنی میں خانہ‌جنگی ہو جائے۔ ''سوویت اقتدار سے ہاتھ دھونے کے امکانات کو مان کر،، ہم جرمنی کے انقلاب کی تیاری میں مدد نہ دیتے بلکہ اس میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ اس طرح ہم جرمنی میں رجعت پسندی کی مدد کرتے ہیں، اس کے ہاتھ میں کھیلتے، جرمنی میں سوشلسٹ تحریک کو اور بھی مشکل بنا دیتے ہیں، ایسے جرمن پرولتاریہ اور نیم پرولتاریہ کی بڑی تعداد کو سوشلزم سے دور ڈھکیل دیتے ہیں جو ابھی تک

تحریک میں شامل نہیں ہوئی ہے اور جو سوویت روس کی مکمل شکست سے اسی طرح خائف ہو جاتی جیسے ۱۸۷۱ء میں کمیون کی شکست سے انگریز مزدور خائف ہو گئے تھے۔

آپ چاہے جس رخ سے دیکھیں قرارداد پیش کرنےوالوں کی بات میں کوئی منطق نہیں ملتی۔ اس کے جواز میں کوئی معقول دلیل نہیں ملتی کہ ''بین‌اقوامی انقلاب کے مفاد میں سوویت اقتدار سے ہاتھ دھونے کے امکانات کو بجا سمجھنا چاہئے،،۔

''سوویت اقتدار اب محض رسمی بنتا جا رہا ہے،، — ہم ماسکو کے قرارداد پیش کرنےوالوں کو اس ہولناک خیال تک پہنچتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

مان لیجئے اگر جرمنی کے سامراجی ہم سے خراج وصول کریں، اگر وہ ہم کو جرمنی کے خلاف پروپیگنڈا اور ایجی‌ٹیشن کرنے کی اجازت نہ دیں تو سوویت اقتدار کے کوئی معنی نہیں ہوتے اور وہ ''محض رسمی بنتا جا رہا ہے۔،، غالباً قرارداد پیش کرنےوالوں کے ''خیالات،، کا یہی طرز ہے۔ ہم ''غالباً،، کہتے ہیں کیونکہ مصنفین نے اپنے زیرغور دعوے کی حمایت میں کوئی واضح اور صحیح دلیل نہیں پیش کی ہے۔

گہری اور لاانتہا قنوطیت کی کیفیت، مکمل مایوسی کے جذبات — یہ ہے سارا خلاصہ اس ''نظریہ،، کا جو سوویت اقتدار کو رسمی بتاتا ہے اور ایسے طریقۂ کار کو صحیح سمجھتا ہے جو سوویت اقتدار کے خاتمے کے امکانات کو مانتا ہو۔ بہرحال، کوئی مفر نہیں، سوویت اقتدار کو تباہ ہو جانے دو — یہ ہے وہ جذبہ جو اس ہولناک قرارداد کی تخلیق کا باعث ہوا۔ ایسے خیالات کا نتیجہ جو نام نہاد ''معاشی،، دلیلوں کا جامہ پہن کر سامنے آتے ہیں ایک لاانتہا قنوطیت ہی ہے: اگر ہم سے زیادہ سے زیادہ خراج حاصل کیا جا سکتا ہے تو سوویت ریپبلک کے وجود کا کیا سوال ہے۔

مایوسی کے علاوہ کچھ بھی نہیں: بہرحال تباہ ہونا ہے۔

یہ جذبہ اس انتہائی غیرمستحکم حالت میں جس میں روس اس وقت ہے سمجھ میں آتا ہے۔ لیکن باشعور انقلابیوں کے درمیان یہ جذبہ ''سمجھ میں،، نہیں آتا۔ یہ جذبہ اپنی آپ مثال ہے ماسکو کے حضرات کی رائے کو مہمل پن کی حد تک پہنچانے کی۔ فرانسیسیوں

نے ۱۷۹۳ء میں یہ کبھی نہ کہا ہوتا کہ ان کی فتوحات، ریپبلک اور جمہوریت محض رسمی ہیں اور ریپبلک کے خاتمے کے امکانات تک پہنچنے کی ضرورت ہے۔ وہ مایوسی سے نہیں بلکہ فتح کے اعتماد سے بھرپور تھے۔ بہ‌یک وقت انقلابی جنگ کی دعوت بھی دینا اور ایک باضابطہ قرارداد میں یہ بھی کہنا کہ ''سوویت اقتدار سے ہاتھ دھونے کے امکانات،، ہیں قطعی طور پر اپنا پردہ فاش کرنے کے مترادف ہے۔

انیسویں صدی کے شروع میں پروشیا اور متعدد دوسرے ملکوں نے نپولین کی جنگوں کے زمانے میں ۱۹۱۸ء کے روس کے مقابلے میں کہیں زیادہ اور بہت سخت مصیبتیں برداشت کیں، شکستوں، قبضوں، ذلت اور فاتحوں کے مظالم کا شکار رہے۔ لیکن بہرحال جب نپولین نے اپنے جنگی بوٹوں تلے ان کو اس سے سو گنا زیادہ زور سے روندا جتنا کہ ہم لوگ اس وقت دبے ہوئے ہیں تو پروشیا کے بھلے لوگ مایوس نہیں ہوئے اور انہوں نے اپنی قومی سیاسی تنظیم کے ''محض رسمی،، ہونے کا چرچا نہیں کیا۔ انہوں نے مایوسی کے مارے اس جذبے کے سامنے سر نہیں جھکایا کہ ''بہرحال تباہ ہونا ہے،،۔ انہوں نے بریست کے معاہدے سے انتہائی زیادہ سخت، وحشیانہ، ذلیل اور ظالمانہ صلحنامے پر دستخط کئے، اس کے بعد انہوں نے انتظار کیا، استقامت کے ساتھ فاتح کے جوئے کو برداشت کیا، پھر لڑے، پھر فاتح کے مظالم کا شکار ہوئے، پھر انتہائی بیہودہ اور بیہودہ‌تر صلح کے معاہدوں پر دستخط کئے، پھر ابھرے اور آخرکار آزاد ہو گئے (زیادہ طاقتور فاتح حریفوں کے درمیان اختلافات کو استعمال کرکے)۔

ایسی بات ہماری تاریخ میں کیوں نہیں دھرائی جا سکتی؟

ہم آخر مایوس کیوں ہوں اور ایسی قراردادیں منظور کریں جو واقعی انتہائی ذلت کے صلحنامے سے بھی ذلیل ہیں، ایسی تجویزیں جو ''سوویت اقتدار کے محض رسمی ہو جانے،، کے بارے میں ہیں؟

موجودہ زمانے کی زبردست سامراجی طاقتوں کی جدوجہد میں روس کی سخت فوجی شکست آخر عوام کے کردار کو آہنی کیوں نہیں بنا سکتی، ان میں خود ضابطگی کو اور بھی مضبوط کیوں

نہیں کر سکتی، یاوہ‌گوئی اور لفاظی کو ختم نہیں کر سکتی، ان میں پختگی کیوں نہیں پیدا کر سکتی، عوام کو پروشیاوالوں کے صحیح طریقۂ کار پر کیوں گامزن نہیں کر سکتی جن کو نپولین نے کچل ڈالا تھا یعنی: جب فوجیں کام نہ آسکیں تو انتہائی ذلت کے صلحنامے پر دستخط کر دو، طاقت جمع کرو اور باربار ابھرو؟

ہم انتہائی سخت صلحنامے سے جو پہلا ہے مایوس کیوں ہوں جب دوسری قوموں نے استقلال کے ساتھ اس سے بھی سخت مصیبتیں برداشت کی ہیں؟

آیا پرولتاریہ کی استقامت یہ جاننے میں ہے کہ اگر طاقت نہیں ہے تو حکم ماننا پڑیگا اور اس کے باوجود کسی بھی صورت میں وہ باربار ابھر سکتا ہے، ہر حالت میں طاقت جمع کر سکتا ہے یا اس مایوسی کے طریقۂ کار میں اس کی استقامت ہے جو پیٹی بورژوا کی متلون مزاجی سے مطابقت رکھتی ہے جس نے ہماری پارٹی میں بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی کی حیثیت سے انقلابی جنگ کے متعلق باتیں بنانے کا ریکارڈ مات کر دیا ہے؟

نہیں، میرے دوستو، ماسکو کے ''شدت‌پسند،، حضرات! آزمائشوں کا ہر دن باشعور اور مستقل مزاج مزدوروں کو آپ سے دور لے جائیگا۔ وہ کہینگے کہ سوویت اقتدار محض رسمی نہیں ہوتا جا رہا ہے اور نہ ہوگا، وہ اس وقت بھی محض رسمی نہیں ہوگا جب فاتح شہر پسکوف میں ہوگا اور ہم سے اناج، خام دھات اور نقد رقم کی صورت میں دس ارب کا خراج وصول کریگا، اس وقت بھی نہیں جب دشمن نیژنی اور روستوف بردریائے دون کے شہروں میں ہوگا اور ہم سے بیس ارب خراج وصول کرے گا۔

کبھی کوئی غیرملکی فتح عوامی سیاسی ادارے کو ''محض رسمی،، نہیں بنا سکتی (اور سوویت اقتدار صرف سیاسی ادارہ نہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ بلند ہے، جتنا کہ تاریخ میں لوگوں نے کبھی دیکھا ہے)۔ اس کے برعکس، غیرملکی فتح سوویت اقتدار کےلئے عوام کی ہمدردی میں اور اضافہ کر دیگی اگر... اگر وہ مہم‌بازانہ اقدامات نہ کرے۔

انتہائی لغو صلحنامے سے انکار کرنا جب فوج بے بس ہو،

مہم‌بازانہ اقدام ہے اور اس انکار کےلئے عوام حکومت کو مازم ٹھہرا سکتے ہیں۔

بریست سے بہت زیادہ سخت اور ذلت کے صلحنامے تاریخ میں ہوئے ہیں (جیسا کہ مندرجۂ بالا مثالوں میں دکھایا گیا ہے) اور ان سے حکومتوں کا وقار ختم نہیں ہوا، حکومت اس سے رسمی نہیں بنی، نہ تو حکومت تباہ ہوئی اور نہ قوم بلکہ اس کے برعکس عوام اور بھی آہن پیکر ہو گئے، انھوں نے غیر معمولی مشکل حالات میں، فاتح کے جور وظلم کے سائے میں طاقتور فوجیں تیار کرنے کا سخت اور مشکل علم سیکھا۔

روس نئی، حقیقی اور حب‌الوطنی کی جنگ کی جانب جا رہا ہے، سوویت اقتدار کو قائم رکھنے اور مضبوط بنانے کی جنگ کی طرف۔ ممکن ہے کہ دوسرا دور — جیسا کہ نپولین کی جنگوں کا دور تھا — آزادی دلانےوالی جنگوں کا دور ہو (جنگوں کا، ایک جنگ کا نہیں) جو سوویت روس پر مسلط کی جائیں۔ یہ ممکن ہے۔

اس لئے ذلیل قسم کی مایوسی کہیں زیادہ ذلیل ہے، اس ذلت آمیز اور غیرمستحکم صلحنامے کے مقابلے میں جو فوج کی کمی سے مجبور ہوکر کیا جائے خواہ وہ بےحد ذلت کا صلحنامہ کیوں نہ ہو۔ اگر بغاوت اور جنگ کی جانب ہمارا رویہ سنجیدہ رہےگا تو ہم کو دس انتہائی سنگین صلحنامے بھی تباہ نہیں کرسکتے۔ اگر ہم مایوسی اور لفاظی سے اپنے آپ کو ختم نہ کرلیں تو فاتحوں کے ہاتھوں تباہ نہیں ہو سکتے۔

''پراودا،، شمارے ۳۷ اور ۳۸، ۲۸ (۱۵) فروری اور پہلی مارچ (۱۶ فروری) ۱۹۱۸ء	لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۵، صفحات ۳۹۹ — ۴۰۳

روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ساتویں غیرمعمولی کانگرس میں پروگرام پر نظرثانی کرنے اور پارٹی کا نام بدلنے کے بارے میں رپورٹ[۸]

۸ مارچ ۱۹۱۸ء
(اقتباس)

... ہمارا فریضہ سوویت نوعیت کی ریاست کی تعریف بیان کرنا ہے۔ میری کتاب ''ریاست اور انقلاب،، میں میں نے اس سوال پر نظریاتی خیالات کا خاکہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ریاست کے متعلق مارکسی تصور کو مغربی یورپ میں حاوی باضابطہ سوشلزم نے انتہائی درجے تک مسخ کر دیا ہے۔ سوویت انقلاب کے تجربے اور روس میں سوویتوں کے قیام سے اس کی بخوبی تصدیق ہوئی ہے۔ ہماری سوویتوں میں کافی بھونڈا اور نامکمل ہے، اس پر کسی کو شبہ نہیں۔ یہ ہر اس شخص پر عیاں ہے جو ان کے کام کی جانچ کرتا ہے۔ لیکن جو اہم ہے، تاریخی اہمیت رکھتا ہے، سوشلزم کے عالمی ارتقا میں ایک قدم آگے ہے وہ یہ ہے کہ سوویتیں نئی قسم کی ریاست ہیں۔ پیرس کمیون ایک شہر میں چند ہفتوں کا معاملہ تھا، اور عوام کو شعور نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ جن لوگوں نے کمیون تخلیق کیا اسے وہ نہیں سمجھتے تھے۔ انھوں نے بیدار عوام کی لازوال عقل طبقی کا اتباع کرکے کمیون قائم کر لیا اور فرانسیسی سوشلسٹوں کے کسی بھی گروپ کو اس کا شعور نہیں تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ چونکہ ہم پیرس کمیون اور جرمن سوشل ڈیموکریسی کے کئی سال کے ارتقا کے شانوں پر کھڑے ہیں اس لئے ہمارے یہاں ایسے حالات ہیں جو ہمیں وضاحت سے یہ دیکھنے میں مدد دیتے ہیں کہ سوویت اقتدار تخلیق کرکے ہم کیا کر رہے ہیں۔ سوویتوں میں ساری ناپختگی اور ضبط کی کمی

کے باوجود — یہ ہمارے ملک کی پیٹی بورژوا فطرت کی باقیات ہیں — ان سب کے باوجود نئی قسم کی ریاست کو عوام‌الناس نے تخلیق کیا ہے ۔ وہ اپنا کارمنصبی ہفتوں سے نہیں بلکہ مہینوں سے انجام دے رہی ہے، اور ایک شہر میں نہیں بلکہ ایک وسیع و عریض ملک میں جس میں کئی قومیں آباد ہیں ۔ اگر یہ سوویت قسم کی ریاست پھیل کر فن‌لینڈ میں پہنچی ہے تو اس نے اپنی قیمت دکھا دی ہے ۔ یہ ملک ہر لحاظ سے مختلف ہے، جہاں سوویتیں نہیں ہیں لیکن بہرحال نئے قسم کا اقتدار، پرولتاری اقتدار ہے (۱۱۹) ۔ لہذا یہ اس کا ثبوت ہے جو نظریاتی طور پر مسلمہ خیال کیا جاتا تھا — کہ سوویت اقتدار ایک نئی قسم کی ریاست ہے جس میں نہ نوکرشاہی ہے، نہ پولیس اور نہ باقاعدہ فوج، ایک ایسی ریاست جس میں بورژوا جمہوریت کی جگہ نئی جمہوریت نے لےلی ہے، ایسی جمہوریت جو محنت‌کش عوام کے ہراول کو صف اول میں لاتی ہے، انہیں قانون سازی اور انتظامیے کے اختیارات حوالے کرتی ہے، انہیں فوجی دفاع کا ذمےدار بناتی ہے اور ایک ایسی ریاستی مشینری کی تخلیق کرتی ہے جو عوام الناس کو ازسرنو تعلیم دے سکتی ہے ۔

روس میں اس کی ابتدا ابھی ہوئی ہے اور بری طرح ہوئی ہے ۔ ہم نے جسے شروع کیا ہے اس میں جو خراب ہے اگر ہم اسے محسوس کرلیں تو ہم اسے زیر کرسکتے ہیں، بشرطیکہ تاریخ اس سوویت اقتدار کو کام کرنے کے لئے معقول وقت دے ۔ لہذا میری رائے یہ ہے کہ ہمارے پروگرام میں نئی قسم کی ریاست کی تعریف کو نمایاں جگہ ملنی چاہئے ۔ بدقسمتی سے اپنے پروگرام پر کام ہم نے سرکاری کام کے ساتھ ساتھ کیا اور ایسے زبردست عجلت کے حالات میں کہ ہم باضابطہ مسودۂ پروگرام کو تفصیلی طور پر مکمل کرنے کے لئے اپنے کمیشن کو بھی طلب نہیں کر سکے ۔ مندوبین کو جو کچھ تقسیم کیا گیا ہے وہ صرف ابتدائی خاکہ* ہے اور یہ سب پر عیاں ہے ۔ اس میں کافی بڑی جگہ سوویت اقتدار کے مسئلے کو دی گئی ہے ۔ میرا خیال ہے کہ یہیں

---

* لینن ۔ ''مسودۂ پروگرام کا ابتدائی خاکہ'' ۔ (ایڈیٹر)

ھمارے پروگرام کی بین‌الاقوامی اھمیت محسوس کی جائےگی۔ میری رائے میں یہ ھماری بہت بڑی غلطی ھوگی اگر ھم اپنے انقلاب کی بین‌الاقوامی اھمیت کو نعروں، اپیلوں، مظاھروں، منشوروں وغیرہ تک محدود رکھیں۔ یہ کافی نہیں ھے۔ ھمیں یورپی مزدوروں کو ٹھیک ٹھیک دکھانا چاھئیے کہ ھم نے کیا قائم کیا ھے، اسے ھم نے کیسے قائم کیا ھے، اسے کیسے سمجھا جائے۔ اس طرح وہ اس سوال سے دوچار ھو جائیں‌گے کہ سوشلزم کیسے حاصل کیا جائے۔ انھیں یہ خود دیکھنا چاھئے — روسیوں نے جس چیز کی ابتدا کی ھے وہ کرنے کے قابل ھے۔ اگر وہ اسے بری طرح قائم کر رھے ھیں تو ھمیں بہتر طور پر کرنا چاھئے۔ اس مقصد کی خاطر ھمیں جتنا زیادہ ٹھوس مواد ممکن ھے فراھم کرنا چاھئیے اور کہنا چاھئیے کہ ھم نے کیا نیا تخلیق کیا ھے۔ سوویت اقتدار ریاست کی ایک نئی قسم ھے۔ ھم اس کے مقصد اور ڈھانچے کا خاکہ پیش کرنے کی کوشش کریں‌گے، ھم اس کی وضاحت کرنے کی کوشش کریں‌گے کہ اس نئی قسم کی جمہوریت جس میں اتنا زیادہ انتشار اور غیرمعقول ھے جو اس کی زندہ روح بناتی ھے — یہ جمہوریت محنت‌کش عوام کے ھاتھ میں اقتدار کی منتقلی، استحصال اور جبر کی مشینری کا خاتمہ کیوں ھے۔ ریاست جبر کی مشینری ھوتی ھے۔ استحصال کرنےوالوں پر جبر کرنا چاھئے، لیکن پولیس ان پر جبر نہیں کر سکتی، خود عوام‌الناس کو ان پر جبر کرنا چاھئے، مشینری کا ربط عوام‌الناس سے ھونا چاھئے، اسے سوویتوں کی طرح ان کی نمائندگی کرنی چاھئے۔ سوویتیں عوام الناس سے بہت نزدیک‌تر ھیں، وہ عوام الناس سے نزدیک‌تر رھنے کا موقع فراھم کرتی ھیں، وہ ان عوام الناس کی تعلیم کے لئے زیادہ تر مواقع فراھم کرتی ھیں۔ ھمیں اچھی طرح معلوم ھے کہ روسی کسان سیکھنے کے لئے بےتاب ھے۔ اور ھم چاھتے ھیں کہ وہ سیکھے، کتابوں سے نہیں بلکہ اپنے تجربے سے۔ سوویت اقتدار ھی وہ مشینری ھے جو عوام الناس کو ریاست کا نظم ونسق چلانا اور قومی پیمانے پر پیداوار منظم کرنا براہ راست سکھانا شروع کرےگی۔ یہ انتھائی مشکل کام ھے۔ لیکن تاریخی لحاظ سے یہ اھم ھے کہ ھم اس کی تکمیل کے لئے کوشاں ھیں، نہ صرف ھمارے ایک ملک کے نقطہ

نظر سے لیکن یورپی مزدوروں سے بھی مدد کرنے کی اپیل کرکے۔ ٹھیک ٹھیک اسی مشترکہ نقطۂ نظر سے ہمیں اپنے پروگرام کی ٹھوس تشریح پیش کرنی چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اسے اس راہ کا تسلسل تصور کرتے ہیں جو پیرس کمیون نے اختیار کی تھی۔ اسی لئے ہمیں اعتماد ہے کہ یورپی مزدور اس راہ پر گامزن ہوکر ہماری مدد کریں گے۔ وہ اسے کریں گے جو ہم کر رہے ہیں لیکن بہتر طور پر کریں گے، اور رسمی نقطۂ نظر سے ثقل کا مرکز ٹھوس حالات کی جانب منتقل ہو جائے گا۔ پرانے وقتوں میں اجتماع کی آزادی کا مطالبہ خاص طور پر اہم تھا۔ لیکن اجتماع کی آزادی کے متعلق ہمارا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اب جلسوں کو کوئی نہیں روک سکتا اور ضرورت اب صرف یہ ہے کہ سوویت اقتدار جلسوں کے لئے جگہیں فراہم کرے۔ وسیع اصولوں کے عمومی اعلانات بورژوازی کے لئے اہم ہوتے ہیں: ''تمام شہریوں کو اجتماع کی آزادی ہے، لیکن انہیں کھلے میدان میں جمع ہونا چاہئے، ہم انہیں جگہ نہیں دیں گے،،۔ لیکن ہم کہتے ہیں: ''کھوکھلے فقرے کم اور مغز زیادہ،،۔ محلات کو ضبط کر لینا چاہئے — نہ صرف تاؤریدا محل کو بلکہ کئی دوسروں کو بھی — ہم اجتماع کی آزادی کے متعلق اور کچھ نہیں کہتے۔ جمہوری پروگرام کے تمام دوسرے نکات پر بھی اس کا اطلاق ہونا چاہئے۔ ہمیں خود اپنا منصف ہونا چاہئے۔ تمام شہریوں کو عدالتوں کے کام میں اور ملک کی حکومت میں حصہ لینا چاہئے۔ ریاست کی حکومت میں لغوی طور پر تمام محنت کش کو شامل کرانا ہمارے لئے اہم ہے۔ یہ فریضہ انتہائی مشکل ہے۔ لیکن سوشلزم کو اقلیت، پارٹی عملی جامہ نہیں پہنا سکتی۔ جب عوام الناس خود اسے کرنا سیکھ لیں تب ہی کروڑوں اسے عملی جامہ پہنا سکتے ہیں۔ اسے ہم اپنی خوبی سمجھتے ہیں کہ ہم عوام کو اس میں مدد دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ خود فوراً اسے شروع کریں، اور اسے کتابوں اور لکچروں سے کرنا نہیں سیکھیں۔ اسی لئے اگر ہم اپنے ان فرائض کو وضاحت سے اور معین طور پر بیان کر دیں تو ہم اس سوال پر بحث کرنے اور اس کی عملی پیش کش کرنے میں یورپی مزدوروں کو اکساوا دیں گے۔ جو کرنا چاہئے غالباً اسے ہم بری طرح کر

رہے ہیں لیکن ہم عوام الناس پر زور دے رہے ہیں کہ جو انہیں کرنا ہے کریں۔ اگر ہمارا انقلاب جو کر رہا ہے اتفاقی نہیں ہے، (ہمیں پوری طرح یقین ہے کہ ایسا نہیں ہے)، اگر وہ پارٹی کے فیصلے کی پیداوار نہیں بلکہ ہر انقلاب کی ناگزیر پیداوار ہے جسے مارکس نے ''عوامی'' کہا ہے یعنی ایسا انقلاب جسے خود عوام‌الناس پرانی بورژوا ریپبلک کے پروگرام کو دھراکر نہیں بلکہ اپنے نعروں سے، اپنی کوششوں سے تخلیق کرتے ہیں — اگر ہم معاملات کو اس طرح پیش کریں تو ہم اہم‌ترین چیز حاصل کرلیں گے۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۳۶، صفحات ۵۰ — ۵۳

سوویت حکومت کے فوری فرائض

(اقتباس)

روسی سوویت ریپبلک کی بین الاقوامی حالت اور سوشلسٹ انقلاب کے بنیادی فریضے

...بورژوا انقلابوں میں، محنت کش عوام کا خاص فریضہ جاگیرداری، شاہی اور قرون وسطی کے نظام کو ختم کرنے کا منفی یا تخریبی کام تھا۔ نئے سماج کو منظم کرنے کا مثبت یا تعمیری کام آبادی کی صاحب جائداد، بورژوا اقلیت کرتی تھی۔ اور وہ اس فریضے کو، مزدوروں اور غریب‌ترین کسانوں کی مزاحمت کے باوجود نسبتاً آسانی سے پورا کرتی تھی نہ صرف اس لئے کہ اس وقت سرمایے کے استحصال کے شکار لوگوں کی مزاحمت بہت کمزور تھی کیونکہ وہ تتربتر اور غیرتعلیم‌یافتہ تھے بلکہ اس لئے بھی کہ نراجی طور پر تشکیل پائے ہوئے سرمایہ‌دار سماج کی خاص منظم کرنےوالی طاقت خودبخود وسعت اور گہرائی اختیار کرنےوالی قومی اور بین الاقوامی منڈی ہوتی ہے۔

اس کے برعکس، پرولتاریہ اور اس کی رہنمائی میں غریب‌ترین کسانوں کا خاص فریضہ ہر سوشلسٹ انقلاب میں — اور اس لئے روس میں ہمارے ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے شروع کئے ہوئے سوشلسٹ انقلاب میں بھی — یہ مثبت اور تعمیری کام ہے کہ ان نئے تنظیمی تعلقات کا انتہائی پیچیدہ اور بہت ہی نازک جال بنائیں جو لاکھوں کروڑوں لوگوں کے وجود کےلئے ضروری منصوبہ‌بند پیداوار اور سامان کی تقسیم کو اپنے احاطے میں لےلے۔ ایسے انقلاب کی تکمیل صرف اس وقت کامیاب ہو سکتی ہے جب آبادی کی اکثریت، اور خصوصاً محنت کش لوگوں کی اکثریت خودمختاری کے ساتھ تاریخی تخلیقی کام کرے۔ صرف اسی صورت میں یعنی اگر پرولتاریہ اور غریب‌ترین کسان کافی شعور، اخلاقی مضبوطی، ایثار اور استقلال

کا مظاہرہ کر سکیں تو سوشلسٹ انقلاب کی فتح کی ضمانت ہوگی۔
نئی، سوویت قسم کی ریاست قائم کرکے، جس نے محنت کش اور مظلوم
لوگوں کو ایک نئے سماج کی خودمختارانہ تعمیر میں سرگرمی کے
ساتھ حصہ لینے کا موقع دیا ہے، ہم نے مشکل فریضے کا صرف تھوڑا
سا حصہ پورا کیا ہے۔ سب سے بڑی مشکل معاشی شعبے میں ہے
یعنی پیداوار اور سامان کی تقسیم کا انتہائی سخت اور ہمہ گیر
حساب کتاب اور نگرانی نافذ کرنا، محنت کی صلاحیت کو بڑھانا
اور پیداوار کو عملی طور پر اشتراکی بنانا۔

بالشویک پارٹی کا فروغ، جو روس میں موجودہ حکمران پارٹی
ہے، بہت ہی نمایاں طور پر تاریخ میں اس موڑ کو دکھاتا ہے
جہاں ہم اب پہنچے ہیں اور جو موجودہ سیاسی حالت کا انوکھاپن
ہے اور سوویت اقتدار کی نئی سمت تعین کرنے کا یعنی نئے فریضوں
کو نئی طرح مرتب کرنے کا تقاضہ کرتا ہے۔

مستقبل کی ہر پارٹی کا پہلا فریضہ لوگوں کی اکثریت کو
یہ یقین دلانا ہے کہ اس کا پروگرام اور طریقۂ کار صحیح ہیں۔
یہ فریضہ زارشاہی کے زمانے میں اور چیرنوف اور تسرےتیلیوالوں
کے کیرینسکی اور کیشکینوالوں کے سمجھوتے کے زمانے میں بھی
پیش پیش تھا۔ اور اب یہ فریضہ جو واقعی تکمیل سے ابھی کہیں
دور ہے (اور جو کبھی آخر تک نہیں پہنچایا جا سکتا) بڑی حد
تک حل ہو چکا ہے کیونکہ روس کے مزدوروں اور کسانوں کی
اکثریت یقینی طور پر بالشویکوں کی طرف ہے جیسا کہ ماسکو
میں سوویتوں کی پچھلی کانگرس نے (۱۲۰) مسلمہ طور پر دکھایا ہے۔

ہماری پارٹی کا دوسرا فریضہ سیاسی اقتدار حاصل کرنا اور
استحصال کرنےوالوں کی مزاحمت کو کچلنا تھا۔ اور یہ فریضہ
بھی آخر تک نہیں پورا کیا گیا ہے اور اس کو نظرانداز کرنا
ممکن نہیں ہے کیونکہ شاہ پرست اور آئینی ڈیموکریٹ (کیڈٹ) ایک
طرف سے، اور ان کے پٹھو اور دمچھلے مینشویک اور دائیں بازو
کے سوشلسٹ انقلابی دوسری طرف سے سوویت اقتدار کا تختہ الٹنے
کےلئے متحد ہونے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ لیکن استحصال
کرنےوالوں کی مزاحمت کو کچلنے کا فریضہ بڑی حد تک ۲۵ اکتوبر

۱۹۱۷ء سے (تقریباً) فروری ۱۹۱۸ء تک یا بوگایفسکی کے ہتھیار ڈالنے تک پورا کیا جا چکا ہے۔

اب تیسرا فریضہ ایسے فوری فریضے کی طرح سامنے آرہا ہے جو موجودہ وقت کےلئے انوکھا ہے یعنی روس کے نظم ونسق کو منظم کرنا۔ ظاہر ہے کہ ہم نے یہ فریضہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے بعد دوسرے ہی دن پیش کیا اور اس کو پورا کرنا شروع کیا لیکن ابھی تک، استحصال کرنےوالوں کی مزاحمت کے کھلی خانہ‌جنگی کی صورت اختیار کرنے کیوجہ سے، نظم و نسق کا فریضہ خاص اور مرکزی نہیں بن سکا۔

اب وہ ایسا ہو گیا ہے۔ ہم نے، بالشویک پارٹی نے روس کا اعتماد حاصل کر لیا ہے۔ ہم نے روس کو امیروں سے جیت لیا ہے غریبوں کے لئے، استحصال کرنےوالوں سے محنت‌کشوں کےلئے۔ ہمیں اب روس کا نظم و نسق کرنا چاہئے۔ اور موجودہ لمحے کا سارا انوکھاپن، ساری مشکل یہ ہے کہ لوگوں کی یقین دہانی اور استحصال کرنےوالوں کو فوجی طور پر دبانے کے خاص فریضے سے نظم‌ونسق کے خاص فریضے تک جانے کے عبور کی خصوصیت کو سمجھا جائے۔

تاریخ عالم میں پہلی بار سوشلسٹ پارٹی، بڑی حد تک اقتدار کو حاصل کرنے اور استحصال کرنےوالوں کو دبانے میں کامیاب ہوئی اور نظم‌ونسق کے فریضے کی طرف براہ‌راست آسکی۔ ہمیں سوشلسٹ تبدیلی کے اس انتہائی مشکل (اور انتہائی نیک) فریضے کو پورا کرنے کا اہل ثابت ہونا چاہئے۔ یہ اچھی طرح سوچنا چاہئے کہ نظم‌ونسق کو کامیابی کے ساتھ چلانے کےلئے، لوگوں کی یقین دہانی کی صلاحیت کے علاوہ، خانہ جنگی میں فتح حاصل کرنے کی صلاحیت کے علاوہ، ہمیں عملی تنظیمی کام کا بھی اہل ہونا چاہئے۔ یہ سب سے مشکل فریضہ ہے کیونکہ یہ نئے طریقے سے لاکھوں کروڑوں لوگوں کی زندگی کی انتہائی گہری، معاشی بنیادوں کو منظم کرنے کا معاملہ ہے۔ اور یہ انتہائی نیک فریضہ بھی ہے کیونکہ صرف اس کے حل کے بعد ہی (اہم اور بنیادی حدوں تک) یہ کہنا ممکن ہوگا کہ روس نہ صرف سوویت بلکہ سوشلسٹ ریپبلک بھی بن گیا ہے۔

آج کا عام نعرہ

جس معروضی صورت حال کا خاکہ اوپر پیش کیا گیا اسے انتہائی بوجھل اور غیرمستحکم صلح، کربناک تباھی، بےروزگاری اور فاقہ کشی نے پیدا کی ھے جن کو جنگ اور بورژوازی کی حکمرانی نے (کیرینسکی اور اس کے حامیوں مینشویکوں اور دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی صورت میں) ھمارے لئے بطور وراثت چھوڑا ھے — ان سب نے محنت کشوں کی کثیر تعداد میں ناگزیر طور پر انتہائی تھکن، حتی کہ ناتوانی پیدا کر دی ھے۔ ان کا پراصرار مطالبہ ھے اور مطالبہ کے سوا کچھ اور ھو بھی نہیں سکتا کہ کچھ آرام کیا جائے۔ اس وقت فریضہ یہ ھے کہ جنگ اور بورژوا حکمرانی کے ھاتھوں تباہشدہ پیداواری قوتوں کو بحال کیا جائے، ان زخموں کو مندمل کیا جائے جو جنگ اور جنگ میں شکست، سٹہبازی اور استحصال کرنےوالوں کے اس اقتدار کو بحال کرنے کےلئے جس کا تختہ الٹا جا چکا ھے، بورژوازی نے لگائے ھیں، ملک کو معاشی طور پر بلند کیا جائے، ابتدائی ضابطے پرثابت قدمی سے عمل کیا جائے۔ ممکن ھے کہ یہ مہمل معلوم ھو لیکن درحقیقت معروضی حالات کی بنا پر یہ بات بلاشبہ یقینی ھے کہ اس وقت سوویت حکومت روس کے سوشلزم کی طرف عبور کو صرف اسی صورت میں مضبوط بنا سکتی ھے اگر بورژوازی، مینشویکوں اور دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی مزاحمت کے باوجود، سماجی زندگی کو برقرار رکھنےوالے ان انتہائی ابتدائی، بہت ھی ابتدائی فریضوں کو عملی طور پر حل کر لیا جائے۔ ان انتہائی ابتدائی فریضوں کا عملی حل اور سوشلزم کی طرف پہلے قدموں کی تنظیمی مشکلات پر قابو پا لینا، موجودہ صورت حال کی ٹھوس خصوصیات اور سوویت اقتدار کے معہ اس کے زمین کو سماجی بنانے اور مزدوروں کی نگرانی وغیرہ کے قوانین کے پیش نظر، اب ایک ھی سکے کے دو رخ ھو گئے ھیں۔

روپیہ کا ٹھیک اور ایماندارانہ حساب رکھو، کفایت شعاری سے کام چلاؤ، کاھلی مت کرو، چوری نہ کرو، محنت میں انتہائی سخت ڈسپلن سے کام لو — یہی ھیں وہ نعرے جن کا انقلابی پرولتاریہ

اس وقت بجا طور پر مذاق اڑاتا تھا جب بورژوازی اس طرح کی باتوں سے استحصال کرنےوالے طبقے کی حیثیت سے اپنی حکمرانی پر پردہ ڈالتی تھی۔ اب، بورژوازی کا تختہ الٹنے کے بعد یہ اس وقت کے فوری اور خاص نعرے بن گئے ہیں۔ محنت کش عوام کی طرف سے ان نعروں کا عملی نفاذ، ایک طرف ملک کو بچانے کی واحد شرط ہے جو سامراجی جنگ اور سامراجی درندوں (کیرینسکی کی قیادت میں) کی ظالمانہ سرگرمیوں کی وجہ سے نیم‌جان ہو چکا ہے، اور دوسری طرف، سوویت اقتدار کی طرف سے، اپنے طریقوں سے، اپنے قوانین کی بنیاد پر ان نعروں کا زندگی میں عملی نفاذ سوشلزم کی مختتم فتح کے لئے ضروری اور کافی ہے۔ یہ بات وہی لوگ نہیں سمجھ سکتے جو حقارت کے ساتھ ایسے "پٹے پٹائے" اور "گھٹیا" نعروں کو اولین جگہ دینے کا خیال رد کرتے ہیں۔ اس چھوٹے کسانوں‌والے ملک میں جس نے زارشاہی کا تختہ صرف ایک سال ہوئے الٹا ہے اور چھ مہینے سے کم ہوئے کیرینسکی والوں سے نجات حاصل کی ہے، قدرتی طور پر کافی ہنگامی نراج باقی رہ گیا ہے جس کو اس درندگی اور وحشت نے جو ہر طویل اور رجعت‌پرست جنگ کی جلو میں آتی ہے زیادہ شدید بنا دیا ہے، اور ناامیدی اور بیسود تلخی کافی پیدا کردی ہے۔ اگر اس میں بورژوازی کے پٹھوؤں (مینشویکوں اور دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں وغیرہ) کی اشتعال‌انگیز پالیسی کا اضافہ کر دیا جائے تو پوری طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ بہترین اور انتہائی باشعور مزدوروں اور کسانوں کو کتنی طویل اور سخت کوششیں صرف کرنے کی ضرورت ہے تاکہ عوام کے مزاج کا رخ پوری طرح مڑ جائے اور وہ صحیح، مستقل اور باضابطہ محنت کے راستے پر آ جائیں۔ غریب عوام (پرولتاریوں اور نیم‌پرولتاریوں) کے ہاتھوں صرف یہی تبدیلی بورژوازی پر اور خاص طور سے زیادہ ضدی اور بڑی تعدادوالی کسان بورژوازی پر مکمل فتح حاصل کر سکتی ہے۔

۱۳ اور ۲۶ اپریل ۱۹۱۸ء کے درمیان لکھا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۶، صفحات ۱۶۸ — ۱۷۰

سوویت اقتدار کے فوری فرائض پر چھہ مقالے

(۱) سوویت ریپبلک کی بین‌الاقوامی حالت انتہائی مشکل اور نازک ہے کیونکہ بین‌الاقوامی سرمایے اور سامراج کے عمیق‌ترین اور بنیادی مفادات اسے ترغیب دیتے ہیں کہ نہ صرف روس پر فوجی دھاوا بولا جائے بلکہ روس کی تقسیم پر معاہدہ بھی ہو اور سوویت اقتدار کا گلا گھونٹ دیا جائے۔

صرف مغربی یورپ کے لوگوں کے سامراجی قتل عام کی شدت اور مشرق بعید میں جاپان اور امریکہ کے درمیان سامراجی رقابت نے ان خواہشات کو مفلوج کر دیا یا روکے رکھا ہے، لیکن صرف جزوی طور پر اور صرف ایک معین غالباً مختصر مدت تک کے لئے۔

لہذا سوویت ریپبلک کا لازمی طریقۂ کار یہ ہونا چاہئے کہ ایک طرف ملک کی انتہائی تیز معاشی بحالی کی ضمانت کے لئے، دفاعی صلاحیت بڑھانے کے لئے اور طاقتور سوشلسٹ فوج قائم کرنے کے لئے ہر کوشش کی جائے۔ دوسری طرف بین‌الاقوامی پالیسی میں طریقۂ کار یہ ہونا چاہئے کہ داؤ پیچ، پسپائی اختیار کی جائے، اس لمحے کا انتظار کیا جائے جب بین‌الاقوامی پرولتاری انقلاب ــ جو کئی ترقی‌یافتہ ملکوں میں پہلے سے زیادہ تیزی سے پختہ ہو رہا ہے ــ پوری طرح پختہ ہو جائے۔

(۲) اندرونی پالیسی کے میدان میں اس وقت جو فریضہ سوویتوں کی کل روس کانگرس کی منظورشدہ قرارداد مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۱۸ء کے مطابق سر فہرست پر ہے تنظیم کا فریضہ ہے۔ یہی فریضہ اشتراکی بنائی ہوئی بڑے پیمانے کی مشینی (محنت) پیداوار پر مبنی

پیداوار اور تقسیم کی نئی اور بلندتر تنظیم کے تعلق سے اشتراکی انقلاب کا جو روس میں ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء کو شروع ہوا خاص مافیہہ اور اس کی مکمل فتح کی خاص شرط ہے۔

(۳) خالص سیاسی نقطۂ نظر سے موجودہ صورت حال کا جوہر یہ ہے کہ روسی محنت کش عوام کو باور کرانے کا یہ فریضہ کہ سوشلسٹ انقلاب کا پروگرام صحیح ہے، اور روس کو استحصال کرنےوالوں سے علحدہ کرکے محنت کش عوام سے ملانے کا فریضہ بنیادی طور پر پورا کیا جا چکا ہے۔ اور اب جو خاص مسئلہ سرفہرست پر ہے یہ ہے — روس کا نظم و نسق کیسے چلایا جائے۔ مناسب انتظامیے کی تنظیم، سوویت حکومت کے فیصلوں پر بےخطا عمل درآمد — یہ ہے سوویتوں کا فوری تعمیل طلب فریضہ، یہ ہے سوویت قسم کی ریاست کی مکمل فتح کی شرط۔ رسمی فرمانوں کا اعلان اس کے لئے کافی نہیں ہے، ملک کے تمام حصوں میں اسے قائم اور نافذ کرنا کافی نہیں ہے۔ ضروری یہ ہے کہ سوویت ریاست کو انتظامیے کے باقاعدہ روزمرہ کے کام کے دوران میں عملی طور پر منظم کیا جائے اور اس کی آزمائش کی جائے۔

(۴) سوشلزم کی معاشی تعمیر کے میدان میں موجودہ صورت حال کا جوہر یہ ہے کہ پیداوار اور تقسیم کے ملک گیر اور ہمہ‌پہلو حساب کتاب کو منظم کرنے کا ہمارا کام، اور پیداوار پر پرولتاری نگرانی کرنے کا ہمارا کام جبریہ غصب کرنےوالوں — زمینداروں اور سرمایہ‌داروں — کے براہ راست جبریہ غصب سے بہت پیچھے ہے۔ یہ بنیادی حقیقت ہمارے فرائض معین کرتی ہے۔

اس سے ایک طرف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بورژوازی کے خلاف جدوجہد ایک نئی منزل میں داخل ہو رہی ہے، یعنی: ثقل کا مرکز حساب کتاب اور نگرانی کی طرف منتقل ہو رہا ہے۔ صرف اسی طریقے سے ان تمام معاشی حاصلات کو جن کا رخ سرمایے کے خلاف ہے اور اکتوبر سے قومی معیشت کی انفرادی شاخوں کو قومی ملکیت بنانے میں کی گئی ہماری تدابیر کو مستحکم کرنا ممکن ہے۔ اور اسی طریقے سے بورژوازی کے خلاف جدوجہد کے کامیاب انجام، یعنی سوشلزم کے مکمل استحکام کے لئے تیاری کرنا ممکن ہے۔

اس بنیادی حقیقت سے دوسری طرف یہ توجیہہ ملتی ہے کہ سوویت حکومت بعض معاملات میں ایک قدم پیچھے ہٹنے یا بورژوا رجحانات سے مصالحت کرنے میں راضی ہونے پر کیوں مجبور ہوئی۔ پیرس کمیون کے اصولوں سے ایسا ایک قدم پیچھے اور انحراف، مثال کے طور پر، کئی بورژوا ماہروں کے لئے بڑی تنخواہیں مقرر کرنا ہے۔ ایسی مصالحت تمام آبادی کو کوآپریٹووں میں بتدریج شامل کرانے کے لئے اقدام اور تدابیر سے متعلق بورژوا کوآپریٹو سے معاہدہ تھا۔ اس نوعیت کی مصالحتیں اس وقت تک ضروری ہوں‌گی جب تک پرولتاری حکومت ملک‌گیر نگرانی اور حساب کتاب کو اچھی طرح منظم نہ کرلے اور اس نوعیت کی تمام مصالحتوں کو مکمل طور پر ختم کرنے کے واحد ذریعے اور طریقے کے سیاق سباق میں ہمارا فریضہ یہ ہے کہ حساب کتاب اور نگرانی میں غیرموزوں خدوخال عوام سے ذرا بھی چھپائے بغیر انہیں بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ اس وقت اس قسم کی مصالحتوں کی ضرورت (کیونکہ ہم حساب کتاب اور نگرانی میں پیچھے ہیں) آہستہ لیکن یقینی ترقی کی واحد ضمانت کی طرح ہے۔ جب پیداوار اور تقسیم کا حساب کتاب اور نگرانی پوری طرح نافذ ہو جائیں‌گے تو ایسی مصالحتوں کی ضرورت ختم ہو جائے‌گی۔

(۵) اب خاص کر اہمیت ان تدابیر سے تعلق رکھتی ہے جو محنت کے ضبط و نظم اور محنت کی صلاحیت بڑھانے کے لئے ہیں۔ اس سمت میں جو اقدام کئے جا چکے ہیں (خاص طور پر ٹریڈیونینوں سے) ان کی حمایت حاصل کرنے کے لئے، ان کو مستحکم کرنے کے لئے اور فروغ دینے کے لئے ساری کوشش صرف کرنی چاہئے۔ مثال کے طور پر، اس میں کام کی مقدار کے مطابق اجرت کا نفاذ، ٹیلر سسٹم میں جو سائنسی اور ترقی پسند ہے اسے زیادہ سے زیادہ اختیار کرنا، معین کارخانے کے کام کے عام نتائج یا ریل اور آبی نقل و حمل کے استعمال کے نتائج کے تناسب سے اجرتوں کی ادائیگی، وغیرہ شامل ہیں۔ اس میں انفرادی پیداوار کرنےوالوں اور صارفوں کے کمیونوں کے درمیان مقابلے منظم کرنا، تنظیم کاروں کا انتخاب، وغیرہ بھی شامل ہیں۔

(۶) سرمایہ‌داری سے سوشلزم تک عبور میں پرولتاری آمریت مطلقاً لازمی ہے۔ اور ہمارے انقلاب میں عملاً اس صداقت کی پوری

طرح تصدیق ہو گئی ہے۔ اور آمریت ایک ایسی انقلابی حکومت کا مفروضہ پیش کرتی ہے جو استحصال کرنےوالوں اور گنڈوں دونوں کو کچلنے میں واقعی ثابت قدم اور بےرحمانہ ہو۔ لیکن ہماری حکومت نرمی سے پیش آتی ہے۔ منتخبہ یا سوویت اداروں کے نامزد کئے ہوئے سوویت ڈائرکٹروں، ڈکٹیٹروں کے جنھیں خاص آمرانہ اختیارات سپرد کئے گئے ہیں (مثال کے طور پر جیسا کہ ریلوے کے فرمان میں مطالبہ کیا گیا ہے) یک فردی فیصلوں کی کام کے دوران تعمیل اور بےچوں‌چرا تعمیل کی ضمانت ہنوز دور، بہت دور ہے۔ یہ نتیجہ ہے پیٹی بورژوا نراج، چھوٹے مالک کی عادتوں، خواہشات اور جذبات کے نراج کا جو بنیادی طور پر پرولتاری ضبط ونظم اور سوشلزم کے متضاد ہے۔ پرولتاریہ اپنا تمام‌تر طبقاتی شعور اس پیٹی‌بورژوا نراج کے خلاف لڑنے پر مرکوز کرے جو نہ صرف براہ راست عیاں ہے (پرولتاری حکومت کی ہر طرح مزاحمت میں بورژوازی اور اس کے حاشیہ برداروں مینشویکوں اور دائیں سوشلسٹ انقلابیوں وغیرہ کی حمایت میں) لیکن بالواسطہ بھی ظاہر ہے (پالیسی کے بنیادی سوالات پر ہذیانی تذبذب جسے بائیں سوشلسٹ انقلابیوں کی پیٹی بورژوا پارٹی اور ہماری پارٹی کے اندر "بائیں کمیونسٹ" رجحان دونوں نے دکھایا۔ آخرالذکر پیٹی بورژوا انقلابیوں کے طریقوں کی سطح تک گر جاتا ہے اور بائیں سوشلسٹ انقلابیوں کی نقل کرتا ہے)۔

پیٹی بورژوا تذبذب کے خلاف آہنی ضبط و نظم اور پرولتاری آمریت کی مکمل تعمیل — یہ ہے اس لمحے کا عام اور خلاصہ کرنےوالا نعرہ۔

۲۹ اپریل اور ۳ مئی ۱۹۱۸ء کے درمیان تحریر کیا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۶، صفحات ۲۷۷ — ۲۸۰

قومی معیشت کی کونسلوں کی پہلی کل روس کانگرس میں تقریر[121]

۲۶ مئی ۱۹۱۸ء

(لینن کی آمد کا پرجوش تالیوں سے خیرمقدم کیا جاتا ہے)
رفیقو، سب سے پہلے مجھے عوامی کمیساروں کی کونسل کی جانب سے قومی معیشت کی کونسلوں کی کانگرس کا خیرمقدم کرنے کی اجازت دیجئے۔ (تالیاں۔)

رفیقو، قومی معیشت کی اعلی کونسل کا اس وقت فریضہ مشکل ہے لیکن انتہائی باصلہ ہے۔ اس میں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں کہ اکتوبر انقلاب کی حاصلات جتنی زیادہ بڑھیں گی، اس نے جو اتھل پتھل شروع کی وہ جتنی زیادہ گہری ہوگی جتنی زیادہ مضبوطی سے سوشلسٹ انقلاب کی حاصلات برقرار رہیں گی اور اشتراکی نظام مستحکم ہوگا قومی معیشت کی کونسلوں کا رول بھی اتنا ہی عظیم تر اور بلندتر ہو جائے گا۔ تمام ریاستی اداروں میں سے قومی معیشت کی کونسلیں ہی اپنا درجہ مستحکم رکھیں گی۔ جب ہم اشتراکی نظام کے قیام سے نزدیک تر پہنچیں گے اور خالص نظم ونسق کی مشینری کی ضرورت کم ہو جائے گی، ایسی مشینری کی جو صرف نظم و نسق میں مصروف ہوتی ہے تو ان کا درجہ اور زیادہ پائدار ہو جائے گا۔ جب استحصال کرنےوالوں کی مزاحمت آخرکار توڑ ڈالی جائے گی، جب محنت کش اشتراکی پیداوار کو منظم کرنا سیکھ لے گا تو لفظ کے صحیح، پابند اور محدود معنی میں نظم و نسق کی اس مشینری کی، پرانی ریاست کے اس آلے کی موت یقینی ہے۔ لیکن قومی معیشت کی اعلی کونسل قسم کی مشینری کا نشوونما پانا، بڑھنا اور مضبوط

ہونا لازمی ہے، وہ منظم معاشرے کی تمام بنیادی سرگرمیاں انجام دے گی۔

رفیقو، یہی سبب ہے کہ جب میں ہماری قومی معیشت کی اعلی کونسل کے اور مقامی معاشی کونسلوں کے تجربے پر نظر ڈالتا ہوں، جن کی سرگرمیاں اول الذکر کے ساتھ قریبی طور پر اور اٹوٹ طور پر مربوط ہیں، تو میں سوچتا ہوں کہ اس کے باوجود کہ بہت کچھ ادھورا، غیر مکمل اور غیر منظم ہے ہمارے لئے قنوطیت پسندانہ نتائج اخذ کرنے کی ذرہ برابر بھی بنیاد نہیں ہے۔ کیونکہ جس فریضے کو قومی معیشت کی اعلی کونسل نے اپنے لئے معین کیا ہے اور جس فریضے کو علاقائی اور مقامی کونسلوں نے اپنے لئے معین کیا ہے وہ اتنا دیوپیکر، اتنا ہمہ پہلو ہے کہ ہم جس کا مشاہدہ کرتے ہیں اس پر مطلقاً دہشت پیدا نہیں ہونی چاہئے۔ بلاشبہ، اکثر، ہمارے نقطۂ نظر سے غالباً بہت اکثر کہاوت ''ناپو تین بار اور کاٹو ایک بار،، کا اطلاق نہیں کیا گیا ہے۔ بدقسمتی سے اشتراکی خطوط پر معیشت کی تنظیم کے سیاق سباق میں معاملات اتنے آسان نہیں ہوتے جتنے وہ اس کہاوت میں ظاہر کئے گئے ہیں۔

نئے طبقے کو تمام اقتدار کے عبور کے ساتھ — اس مرتبہ نہ صرف سیاسی اور نہ بنیادی طور پر سیاسی بلکہ معاشی اقتدار یعنی وہ اقتدار جو روزمرہ کے انسانی وجود کی سب سے گہری بنیادوں پر اثر ڈالتا ہے — اور علاوہ ازیں اس طبقے کو جو انسانیت کی تاریخ میں پہلی بار آبادی کی بھاری اکثریت کا، محنت کش اور استحصال کئے جانےوالے سارے عوام الناس کا رہنما ہے، ہمارے فریضے اور زیادہ پیچیدہ ہو جاتے ہیں۔ یہ چنداں کہنے کی ضرورت نہیں کہ تنظیمی فریضوں کی انتہائی اہمیت اور انتہائی دشواری کے پیش نظر جن سے ہم دوچار ہیں، جب ہم کو لاکھوں لوگوں کی زندگی کی انتہائی گہری بنیادوں کو بالکل نئے خطوط پر منظم کرنے کی ضرورت ہے تو معاملات کو کہاوت ''ناپو تین بار اور کاٹو ایک بار،، کی طرح آسانی سے ترتیب دینا ناممکن ہے۔ درحقیقت ہم ایسی حالت میں نہیں ہیں کہ چیز کو بےشمار مرتبہ ناپیں اور پھر کاٹیں اور معین کریں جو آخرکار ناپی جا چکی ہے اور

موزوں کی جا چکی ہے۔ ہمیں اپنا معاشی مکان جیسے جیسے ہم گذریں ویسے ویسے تعمیر کرنا چاہئے، مختلف اداروں کو آزماتے ہوئے، ان کے کام کا مشاہدہ کرتے ہوئے، محنت کش عوام کے اجتماعی مشترکہ تجربے سے انہیں آزماتے ہوئے اور سب سے اول ان کے کام کے نتائج سے۔ جیسے جیسے ہم گذریں اسے ہم انجام دیں، خاص کر استحصال کرنے‌والوں کی خطرناک جدوجہد اور مجنونانہ مزاحمت کی حالت میں جن کا جنون اتناهی زیادہ بڑھتا ہے جتنے زیادہ ہم اس وقت کے قریب آتے ہیں جب ہم سرمایہ‌دارانہ استحصال کا آخری سڑا ہوا دانت اکھاڑ پھینکیں گے۔ یہ بات قابل فہم ہے کہ قومی معیشت کی مختلف شاخوں میں مختصر مدت میں بھی ہمیں نوعیتیں، ضابطے اور نظم‌ونسق کے ادارے بدلنے ہوں گے۔ ایسے حالات میں قنوطیت پسندی کا مطلق جواز نہیں ہے، اگرچہ بلاشبہ ان سے بورژوازی اور استحصال کرنے‌والوں کو کینہ پرور چیخ و پکار کا کافی جواز ملتا ہے جن کے بہترین جذبات زخمی ہوتے ہیں۔ بلاشبہ جو لوگ اس کام میں بہت قریب سے اور بہت براہ راست حصہ لیتے ہیں، مثلاً محکمہ‌آب کا ڈائرکٹر، اکثر نظم ونسق کے ضابطوں، معیاروں اور قوانین کو تین بار بدلنا خوشگوار محسوس نہیں کرتے۔ اس قسم کے کام سے جو خوشی حاصل ہوتی ہے وہ زیادہ نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر ہم اپنے آپ کو فرمانوں کی بہت جلد جلد تبدیلی کی براہ‌راست ناخوشگواری سے ذرا جدا کرلیں، اور اس عالمی تاریخی اهمیت کے زبردست فریضے کو گہرے طور پر اور دور تک دیکھیں جسے روسی پرولتاریہ اپنی ناکافی قوتوں کی مدد سے پورا کر رہا ہے تو یہ فوراً سمجھ میں آ جائے گا کہ عمل میں نظم ونسق کے مختلف نظام اور نظم وضبط کی مختلف شکلوں کی کہیں زیادہ تعداد میں تبدیلیاں اور آزمائشیں ناگزیر ہیں۔ اور ایسے دیوپیکر فریضے میں ہم کبھی دعوی نہیں کر سکتے، اور نہ کوئی سمجھدار سوشلسٹ جس نے مستقبل کے امکانات کے متعلق کبھی کچھ لکھا ہے یہ سوچ سکتا، کہ ہم پہلے سے معین شدہ ہدایت کے مطابق اور ایک وار میں نئے معاشرے کی تنظیم کی شکلیں فوراً قائم اور مرتب کر لیں گے۔

جو کچھ ہم جانتے تھے، سرمایہ‌دارانہ سماج کے بہترین ماہروں، عظیم ترین دماغوں نے اس کے ارتقا کی پیش گوئی کرتے ہوئے ہمیں ٹھیک ٹھیک جو اشارہ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ تبدیلی تاریخی لحاظ سے ناگزیر ہے اور اسے ایک معین بنیادی راہ پر چلنا چاہئے، ذرائع پیداوار کی نجی سلکیت کا خاتمہ تاریخ نے لکھ دیا ہے، وہ پھٹ پڑےگی اور ناگزیر طور پر استحصال کرنےوالوں کا جبری تصرف کیا جائےگا۔ یہ سائنسی صحت سے معین کیا گیا تھا۔ اور یہ ہم اس وقت سے جانتے ہیں جب ہم نے سوشلزم کا پرچم اپنے ہاتھ میں تھاما، جب ہم نے اعلان کیا کہ ہم سوشلسٹ ہیں، جب ہم نے سوشلسٹ پارٹیاں قائم کیں، جب ہم نے معاشرے کو تبدیل کیا۔ یہ ہم اس وقت جانتے تھے جب ہم نے اشتراکی تنظیم‌نو کے مقصد سے اقتدار اپنے ہاتھ میں لیا لیکن ہم تبدیلی کی شکلیں نہیں جانتے تھے اور نہ ٹھوس تنظیم نو کے ارتقا کی شرح۔ اس سلسلے میں صرف اجتماعی تجربہ، کروڑوں لوگوں کا تجربہ ہی ہماری فیصلہ‌کن طور پر رہنمائی کر سکتا ہے، بجا طور پر اس لئے کہ ہمارے فریضے کے لئے، سوشلزم کی تعمیر کے فریضے کے لئے ان بالائی حصوں کے لاکھوں لوگوں کا تجربہ جنھوں نے اب تک جاگیردارانہ سماج اور سرمایہ‌دارانہ سماج میں تاریخ تخلیق کی ہے ناکافی ہے۔ ہم اس راہ پر نہیں چل سکتے کیونکہ ہم مشترکہ تجربے، کروڑوں محنت‌کش عوام کے تجربے پر تکیہ کرتے ہیں۔

اس لئے ہم جانتے ہیں کہ تنظیم، جو سوویتوں کا خاص اور بنیادی فریضہ ہے، ناگزیر طور پر بےشمار تجربات سے، بےشمار تدابیر، بےشمار تبدیلیوں، بےشمار مشکلات سے گذرےگی، خاص طور پر اس سوال کے سلسلے میں کہ ہر شخص کو اس کی مناسب جگہ پر کیسے معین کیا جائے، کیونکہ ہمیں اس کا تجربہ نہیں ہے۔ یہاں ہمیں خود ہر قدم کو اختراع کرنا چاہئے۔ اور اس راستے پر ہم جتنی سنجیدہ غلطیاں کریں‌گے اتنا ہی یہ یقین بڑھےگا کہ ٹریڈ یونینوں کی رکنیت بڑھنے سے، ہر مزید ہزاروں، ہر مزید لاکھوں کے اضافے سے جو محنت‌کش عوام سے، استحصال کئے جانے والوں کے کیمپ سے، جو ابھی تک روایت اور عادت کے مطابق رہتے تھے اب سوویت تنظیموں کے معماروں کے کیمپ میں شامل ہو گئے

هیں تو ان لوگوں کی تعداد جو موزوں ثابت ہو سکتے ہیں اور مناسب خطوط پر کام کو منظم کر سکتے ہیں بڑھ رہی ہے۔

ایک ثانوی فریضے کو لیجئے جس سے قومی معیشت کی کونسل — قومی معیشت کی اعلی کونسل — خاص کر اکثر دوچار ہوتی ہے، بورژوا ماہرین کو استعمال کرنے کے فریضے سے ہم سب کو معلوم ہے، کم‌ازکم انھیں جو اپنا رویہ سائنس اور سوشلزم پر مبنی کرتے ہیں کہ یہ فریضہ صرف اس وقت پورا کیا جا سکتا ہے — یہ فریضہ صرف اس حد تک پورا کیا جا سکتا ہے جس حد تک بین‌الاقوامی سرمایہ‌داری نے اس محنت کی مادی اور ٹکنیکی لازمی شرائط کو فروغ دیا، جو زبردست پیمانے پر منظم ہے اور جس کی بنیاد سائنس ہے اور اس طرح بڑی تعداد میں سائنسی طور پر تعلیم‌یافتہ ماہروں کو تربیت دینا۔ ہم جانتے ہیں کہ اس کے بغیر سوشلزم ناممکن ہے۔ اگر ہم ان سوشلسٹوں کی تصنیفات دو بارہ پڑھیں جنھوں نے گذشتہ نصف صدی میں سرمایہ‌داری کے ارتقا کا مطالعہ کیا اور جو باربار اس نتیجے پر پہنچے کہ سوشلزم ناگزیر ہے تو ہم دیکھیں‌گے کہ ان سب نے بلااستثنا یہ بتایا ہے کہ صرف سوشلزم سائنس کو بورژوا زنجیروں سے، سرمایے کی غلامی سے، گندے سرمایہ‌دارانہ طمع کے مفادات کی غلامی سے نجات دلائےگا۔ صرف سوشلزم سائنسی خطوط پر سماجی پیداوار اور اشیا کی تقسیم کی بڑے پیمانے پر توسیع کر سکےگا اور یہ محنت‌کش لوگوں کی زندگی بہتر بنانے اور حتی الامکان ان کی بہبودی بڑھانے کے مقصد کے تحت ہوگا۔ یہ سوشلزم ہی حاصل کر سکتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اسے یہ حاصل کرنا چاہئے۔ اس صداقت کو سمجھنے میں مارکسزم کی پوری پیچیدگی اور ساری توانائی پوشیدہ ہے۔

یہ ہمیں ان عناصر پر تکیہ کرکے حاصل کرنا چاہئے جو اس کے خلاف ہیں کیونکہ سرمایہ جتنا زیادہ بڑھےگا بورژوازی مزدوروں کو اور زیادہ کچلےگی۔ اب جب کہ اقتدار پرولتاریہ اور غریب ترین کسانوں کے ہاتھ میں ہے اور حکومت عوام کی حمایت سے اپنے لئے یہ فرائض معین کر رہی ہے تو ہمیں ان اشتراکی تبدیلیوں کو بورژوا ماہروں کی مدد سے کرنا چاہئے جن کی تربیت بورژوا سماج میں ہوئی ہے، جنھیں دوسرے حالات کا علم نہیں ہے، جو کسی دوسرے

معاشرتی نظام کا تصور نہیں کر سکتے۔ لہذا ایسی صورت‌حال میں بھی جب یہ ماہر اپنے کام سے مطلقاً مخلص اور وفادار ہیں لیکن ان کے ذہن ہزاروں بورژوا تعصبات سے بھرے ہیں، وہ ہزاروں رابطوں سے جنہیں وہ خود محسوس نہیں کرتے ہیں بورژوا سماج سے مربوط ہیں جو سررہا ہے اور سڑگل رہا ہے اور اس لئے دیوانہ‌وار مزاحمت کررہا ہے۔

ہم کوششوں اور حاصلات کی ان مشکلات کو اپنے آپ سے نہیں چھپا سکتے۔ ان تمام سوشلسٹوں میں جنھوں نے اس موضوع پر لکھا ہے میں مستقبل کے اشتراکی معاشرے کی بابت ایک سوشلسٹ کی تصنیف یا واحد نمایاں سوشلسٹ کی رائے یاد نہیں کر سکتا جس میں اس ٹھوس عملی مشکل کو بتایا گیا ہو جس سے مزدور طبقہ اقتدار حاصل کرنے کے بعد دو چار ہوتا ہے، جب وہ اپنے لئے یہ فریضہ معین کرتا ہے کہ ثقافت، علم اور ٹکنیکی کے خزانے کو جس کا سرمایہ‌داری میں اجتماع ہوا اور جس کا مالامال مجموعہ ہمارے لئے تاریخی طور پر ناگزیر اور ضروری ہے، سرمایہ‌داری کی اس مشینری کو سوشلزم کی مشینری میں تبدیل کردے۔ ایک عام فارمولے میں، تجریدی استدلال میں ایسا کرنا آسان ہے لیکن سرمایہ‌داری کے خلاف جدوجہد میں جو فوراً ختم نہیں ہوتی بلکہ اپنی موت کے قریب روز افزوں دیوانہ‌وار مزاحمت کرتی ہے یہ فریضہ زبردست کوششوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ اگر اس میدان میں تجربات کئے جائیں، اگر ہم جزوی غلطیوں کو مسلسل ٹھیک کرتے رہیں تو یہ ناگزیر ہے کیونکہ ہم قومی معیشت کے ایک یا دوسرے شعبے میں ماہروں کو سرمایہ‌داری کے خادموں سے محنت‌کش لوگوں کے خادموں میں، ان کے مشیروں میں فوراً تبدیل نہیں کر سکتے۔ اگر ہم یہ فوراً نہیں کر سکتے تو اس سے ذرا بھی قنوطیت پیدا نہیں ہونی چاہئے کیونکہ جو فریضہ ہم نے اپنے لئے معین کیا ہے وہ عالمی تاریخی مشکل اور اہمیت کا حامل فریضہ ہے۔ ہم اس حقیقت سے نظریں نہیں چراتے کہ ایک واحد ملک میں، اگرچہ وہ روس جیسا پسماندہ ملک نہیں ہوتا، اگرچہ ہم بےمثال، تکلیف‌دہ، شدید اور تباہ‌کن جنگ کے چار برسوں کے حالات کے مقابلے میں بہتر حالات میں رہتے تو صرف اپنے بل پر اشتراکی انقلاب کو مکمل

طور سے انجام نہیں دے سکتے تھے۔ جو بھی اشتراکی انقلاب سے منہ موڑتا ہے جو اس وقت روس میں ہو رہا ہے اور قوتوں کے عیاں عدم تناسب کو بتاتا ہے وہ اس قدامت پرست ''کنوئیں کے مینڈک،،* کی طرح ہے جو اپنی ناک سے آگے نہیں دیکھ سکتا، جو بھول جاتا ہے کہ قوتوں میں عدم توازن کی کئی مثالوں کے بغیر کسی بھی اہمیت کی حامل ایک واحد تاریخی تبدیلی تک نہیں ہوتی۔ جب انقلاب فروغ پاتا ہے تو جدوجہد کے دوران میں قوتیں بڑھتی ہیں۔ جب ملک گہری تبدیلی کی راہ اختیار کرتا ہے تو یہ اس ملک اور مزدور طبقے کی پارٹی کے لئے جس نے اقتدار حاصل کر لیا ہے آبرو کی بات ہے کہ وہ ان فرائض سے عملی طور پر نمٹیں جو پہلے تجریدی اور نظریاتی اعتبار سے پیش کئے گئے تھے۔ اس تجربے کو کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا۔ یہ تجربہ جسے مزدور اب ٹریڈ یونینوں اور مقامی تنظیموں میں متحد ہوکر قومی پیمانے پر ساری پیداوار کو تنظیم کرنے کے عملی کام میں حاصل کر رہے ہیں واپس نہیں لیا جا سکتا، خواہ روسی انقلاب اور بین الاقوامی اشتراکی انقلاب کتنے ہی مشکل نشیب و فراز سے گذرے۔ وہ تاریخ میں سوشلزم کی حاصلات کی طرح درج کیا جا چکا ہے اور اس تجربے کی بنیاد پر مستقبل کا عالمی انقلاب اپنی عالیشان اشتراکی عمارت کھڑی کرے گا۔

مجھے ایک اور مسئلے کا ذکر کرنے کی اجازت دیجئے، غالباً مشکل ترین مسئلہ، جس کا حل قومی معیشت کی اعلی کونسل کو تلاش کرنا ہے۔ یہ مسئلہ محنت کے نظم وضبط کا ہے۔ اگر ٹھیک ٹھیک کہا جائے تو اس مسئلے کا ذکر کرتے وقت ہمیں اطمینان سے یہ تسلیم کرنا چاہئے اور اس پر زور دینا چاہئے کہ یہ ٹریڈ یونینیں ہی تھیں، ان کی عظیم ترین تنظیمیں یعنی دھات ساز مزدوروں کی یونین کی مرکزی کمیٹی اور کل روس ٹریڈ یونین کونسل ــ اعلی ٹریڈ یونین تنظیمیں جو کروڑوں محنت کش عوام کو متحد کرتی ہیں، جنھوں نے سب سے پہلے خود ہی اس مسئلے سے نمٹنے کی کوشش کی۔ اور یہ مسئلہ عالمی تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ اسے سمجھنے

---

* چیخوف کی ایک کہانی کا خاص کردار۔ (ایڈیٹر)

کے لئے ہمیں اپنے آپ کو ان جزوی، چھوٹی ناکامیوں سے، ناقابل یقین مشکلات سے جدا کرنا چاہئے، کیونکہ اگر ان پر الگ الگ بحث کی گئی تو وہ ناقابل عبور دکھائی دیں گی۔ ہمیں بلندتر سطح تک بلند ہونا چاہئے اور معاشرتی معیشت کے نظاموں کی تاریخی تبدیلی کا تجزیہ کرنا چاہئے۔ صرف اسی طرح یہ حقیقت واضح ہوجائے گی کہ ہم نے کتنا زبردست فریضہ اپنے لئے پیش کیا اور اس حقیقت کی زبردست اہمیت کا اندازہ لگانا ممکن ہے کہ اس موقع پر معاشرے کے انتہائی ترقی‌یافتہ نمائندے، محنت‌کش اور استحصال کئے جانےوالے عوام اپنی پہل پر اپنے ذمے وہ فریضہ عائد کر رہے ہیں جسے ابھی تک، ۱۸۶۱ء تک جاگیردارانہ روس میں مٹھی بھر آراضی کے مالکوں نے، جسے وہ اپنا مسئلہ سمجھتے تھے حل کیا تھا۔ اس وقت ریاستی اتصال اور نظم و ضبط پیدا کرنا ان کا معاملہ تھا۔

ہم جانتے ہیں کہ جاگیردارانہ زمینداروں نے یہ نظم و ضبط کیسے قائم کیا۔ یہ عوام کی اکثریت پر ظلم، ذلت اور تعزیری غلامی کی ناقابل یقین اذیتیں تھیں۔ کسان غلامی سے بورژوا معیشت تک اس سارے عبور کو یاد کیجئے۔ جو کچھ آپ نے دیکھا ہے — اگرچہ آپ کی اکثریت نے اسے نہ دیکھا ہو — اور جو کچھ آپ کو پرانی نسلوں سے معلوم ہوا ہے، اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ۱۸۶۱ء کے بعد نئی بورژوا معیشت تک عبور تاریخی لحاظ سے آسان معلوم ہوتا تھا پرانے ڈنڈے کے جاگیردارانہ نظم و ضبط سے، انتہائی بےمعنی، متکبر اور وحشیانہ ذلت اور ذاتی تشدد کے نظم و ضبط سے بورژوا نظم و ضبط تک، بھوک کے نظم و ضبط تک، نام نہاد آزاد اجرت تک جو درحقیقت سرمایہ‌دارانہ غلامی کا نظم و ضبط ہے — یہ عبور اس لئے آسان معلوم ہوتا تھا کہ انسانیت ایک استحصال کرنےوالے سے دوسرے استحصال کرنےوالے تک گذری، کیونکہ عوام کی محنت کو لوٹنےوالوں اور استحصال کرنےوالوں کی اقلیت نے دوسری اقلیت کو جگہ دی جو خود عوام کی محنت کے لٹیرے اور استحصال کرنےوالے تھے، کیونکہ جاگیردارانہ زمینداروں کی جگہ سرمایہ‌دار آئے، ایک اقلیت کی جگہ دوسری اقلیت آئی اور محنت‌کش اور استحصال کئے جانےوالے طبقات مظلوم رہے۔ اور ایک استحصال کرنےوالے کے نظم و ضبط سے دوسرے استحصال کرنےوالے کے نظم و ضبط میں

تبدیلی پر اگر کئی عشروں کی نہیں تو برسوں کی کوشش صرف کی گئی۔ اس نے اگر عشروں کو نہیں تو برسوں کے عبور کو محیط کیا۔ اس دور میں جاگیردارانہ زمینداروں کو خلوص سے یہ یقین تھا کہ ہر چیز تباہ و برباد ہو رہی ہے اور ملک کا کسان غلامی کے بغیر انتظام کرنا ناممکن ہے۔ اس دور میں نئے سرمایہ‌دار مالک کو قدم قدم پر عملی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور اس نے ناکارہ کام سمجھ کر اپنا کاروباری ادارہ چھوڑ دیا۔ اس عبور کی مشکلات کا مادی ثبوت، ایک بھاری ثبوت یہ ہے کہ اسی وقت روس بہترین مشینیں استعمال کرنے کے لئے باہر سے انہیں برآمد کرتا تھا۔ اور ہوتا یہ تھا کہ ان مشینوں کو چلانے کے لئے لوگ دستیاب نہیں ہوتے تھے، مینجروں کا فقدان تھا۔ روس بھر میں بےاستعمال بڑھیا مشینیں بےکار پڑی ہوئی دیکھی جا سکتی تھیں۔ پرانے جاگیردارانہ نظم و ضبط سے نئے بورژوا، سرمایہ‌دارانہ نظم و ضبط تک عبور اتنا مشکل تھا۔

لہذا رفیقو، اگر آپ معاملے کو اس زاویے سے دیکھیں تو آپ ان لوگوں، ان طبقات، اس بورژوازی اور اس کے حاشیہ برداروں سے گمراہ نہیں ہوں گے جن کا واحد فریضہ دہشت پھیلانا، مایوسی پیدا کرنا، ہمارے سارے کام کے متعلق مکمل مایوسی پیدا کرنا، اسے ناامید ظاہر کرنا ہے۔ یہ لوگ بےضابطگی اور رشوت خوری کی ہر مثال کو بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انقلاب کو ناکارہ کام سمجھ کر چھوڑ دو۔ گویا کہ دنیا میں، تاریخ میں ایک واحد واقعی عظیم انقلاب نہیں ہوا جس میں رشوت خوری نہ ہوئی ہو، نظم و ضبط کا نقصان نہ ہوا ہو، تکلیف‌دہ تجرباتی قدم نہ اٹھائے گئے ہوں جب عوام نیا نظم و ضبط تخلیق کر رہے تھے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ پہلی بار تاریخ میں وہ ابتدائی منزل شروع ہوئی ہے جب کروڑوں محنت‌کش اور استحصال کئے جانےوالے عوام نیا نظم و ضبط، محنت کا نظم و ضبط، رفیقانہ رشتوں کا نظم و ضبط، سوویت نظم و ضبط تخلیق کر رہے ہیں۔ اس میدان میں ہم نہ فوری کامیابیوں کا دعوی کرتے ہیں اور نہ ہمیں ان کی توقع ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اس فریضے پر پورا ایک تاریخی عہد صرف ہوگا۔ ہم نے یہ تاریخی عہد شروع کر دیا ہے، ایک ایسا عہد جس میں

هم سرمایہ‌دارانہ سماج کا نظم و ضبط ایک ایسے ملک میں توڑ رہے ہیں جو ابھی تک بورژوا ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ تمام سیاسی شعور رکھنے‌والے مزدور، مطلقاً تمام محنت‌کش کسان ہر جگہ اس تباہی میں مدد دے رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا عہد ہے جس میں رضاکارانہ طور پر، اپنی پہل پر وہ آگاہ ہو رہے کہ انہیں — اوپر سے ہدایات پر نہیں بلکہ خود ان کے زندہ تجربے کی ہدایات پر — اس نظم و ضبط کو جس کی بنیاد محنت‌کش عوام کا استحصال اور غلامی ہے متحدہ محنت کے نظم و ضبط میں، پورے روس کے، ایک ایسے ملک کے جس کی آبادی کروڑوں ہے، متحد اور منظم مزدوروں اور محنت‌کش کسانوں کے نظم و ضبط میں تبدیل کرنا چاہئے۔ یہ انتہائی مشکل فریضہ ہے لیکن احسانمند بھی ہے، کیونکہ اسے عمل میں حل کرنے کے بعد ہی ہم سرمایہ‌دارانہ معاشرے کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکیں گے جسے ہم دفن کرنے‌والے ہیں۔ (تالیاں۔)

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۳٦، صفحات ۳۷۷ — ۳۸٦

پیمبرانہ الفاظ

خدا کا شکر ہے کہ اب کسی کا معجزوں پر عقیدہ نہیں رہا ۔ معجزانہ پیش گوئی پریوں کی کہانی سمجھی جاتی ہے ۔ لیکن سائنسی پیش گوئی حقیقت ہے ۔ اور آج کل جب ہم ہمارے اردگرد شرمناک دل شکستگی اور یہاں تک کہ مایوسی سے بہت اکثر دوچار ہوتے ہیں تو ایک سائنسی پیش گوئی کو یاد کرنا مفید ہے جو سچی ثابت ہوئی ۔

فریڈرک اینگلس نے ایک بار ۱۸۸۷ء میں آنےوالی عالمی جنگ کی بابت سیگس منڈ بورخیم کے کتابچے ''۱۸۰۶–۱۸۰۷ء کے نام نہاد جرمن محبان وطن کی یاد میں،، کے دیباچے میں لکھا تھا ۔ (یہ کتابچہ سوشل ڈیموکریٹک لائبریری کا نمبر ۲۴ ہے جو ۱۸۸۸ء میں گوٹنجن – زورخ میں شائع ہوا ہے ۔)

تیس برس پہلے مستقبل کی عالمی جنگ کے متعلق فریڈرک اینگلس نے یوں کہا:

''...پروشیا – جرمنی کے لئے کوئی جنگ ممکن نہیں سوائے عالمی جنگ کے اور واقعی ایسے پیمانے پر اور تشدد کی جنگ جس کا ابھی تک خواب بھی نہیں دیکھا گیا ۔ ۸۰ لاکھ سے ایک کروڑ سپاہی ایک دوسرے کا قتل عام کریں گے اور یہ کرکے وہ پورے یورپ کو ہڑپ کرلیں گے اس حد تک ننگا کریں گے جس حد تک ٹڈیوں کے دل نے بھی اسے نہیں کیا ۔ تیس سال کی جنگ کی تباہ کاریاں جن کو تین یا چار برسوں میں مرکوز کرلیا گیا ہو اور جو پورے براعظم میں پھیل جائے ۔ قحط، وبائی امراض،

فوجوں اور عوام الناس دونوں کا عام اخلاقی بگاڑ جو شدید تکالیف کا نتیجہ ہوگا۔ تجارت، صنعت اور قرضے کے میدانوں میں ہماری مصنوعی مشینری کے اندر مایوس کن افراتفری۔ اس سب کا نتیجہ عام دیوالے میں نکلے گا۔ اس حد تک پرانی ریاستوں کا اور روایتی ریاستی دانش کا انہدام کہ درجنوں کی تعداد میں تاج سڑک کی پٹریوں پر لڑھکیں گے اور انہیں اٹھانے والا کوئی نہ ہوگا۔ اس سب کا انجام کیا ہوگا اور اس جدوجہد میں فاتح کون ہوگا اس کی بابت پیش گوئی مطلقاً ناممکن ہے۔ صرف ایک نتیجہ مطلقاً یقینی ہے: عام ناتوانی اور مزدور طبقے کی آخری فتح کے لئے حالات کا پیدا ہونا۔

"یہ ہیں وہ امکانات جب اسلحہ‌سازی میں باہمی بڑھ کر مقابلہ آخری انتہائی شکل اختیار کر لیتا ہے، آخرکار اپنے ناگزیر نتائج پیدا کرتا ہے۔ میرے رئیسو، شہزادو اور مدبرو تم اپنی عقل کی بدولت پرانے یورپ کو یہاں تک لے آئے ہو۔ جب تمہارے لئے کوئی اور چیز باقی نہیں رہتی سوائے آخری عظیم جنگ کے رقص کے — یہ ہمارے لئے بالکل مناسب ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ شاید جنگ ہمیں عارضی طور پر گوشۂ گمنامی میں دھکیل دے، ہم سے وہ کئی جگہیں چھین لے جو ہم فتح کر چکے ہیں۔ لیکن جب تم ان قوتوں سے بیڑیاں اتار لوگے جن پر دوبارہ قابو نہ پاسکوگے، واقعات اپنی مرضی کے مطابق ہوسکتے ہیں لیکن المیے کے آخر میں تم تباہی کا شکار ہوگے اور پرولتاریہ کی فتح یا تو مکمل ہوجائے گی یا بہرحال ناگزیر ہوگی۔

لندن، ۱۵ دسمبر ۱۸۸۷ء

فریڈرک اینگلس"

اس پیش گوئی میں کتنی ذکاوت ہے! اور اس کھرے، واضح، مختصر اور سائنسی طبقاتی تجزیے کا ہر جملہ خیالات سے کس طرح غیرمحدود طور پر مالامال ہے! جو لوگ اب اعتماد کی شرمناک کمی، دل‌شکستگی اور مایوسی کے شکار ہیں وہ اس سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں، اگر... اگر وہ لوگ، جو بورژوازی کے سامنے سجدے کرنے کے عادی ہیں یا اس سے خائف رہتے ہیں، سوچ سکتے، سوچنے کے اہل ہوتے۔

اینگلس کی بعض پیشین گوئیاں صحیح ثابت نہیں ہوئیں۔ کوئی یہ توقع نہیں کر سکتا کہ جنونی سامراجی ارتقا کے تیس برسوں میں دنیا اور سرمایہ‌داری میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ لیکن انتہائی حیرت کی بات ہے کہ اینگلس کی بہت سی پیشین گوئیاں ''لغوی معنوں میں،، صحیح ثابت ہو رہی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اینگلس نے ٹھیک ٹھیک طبقاتی تجزیہ کیا اور طبقات اور ان کے درمیان تعلقات میں تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔

''...جنگ ہمیں عارضی طور پر گوشۂ گمنامی میں دھکیل دے...،، ٹھیک ٹھیک ان ہی خطوط پر واقعات رونما ہوئے ہیں، اور اس سے آگے بڑھے ہیں اور یہاں تک کہ بدتر ہوگئے ہیں: بعض جارحانہ قوم پرست جو ''گوشۂ گمنامی میں دھکیل دیے،، گئے ہیں اور ان کے بےاصولی ''نیم مخالف،، کاؤتسکی پرست اپنی پس‌ماندہ تحریک کی تعریف کے پل باندھ رہے ہیں اور سوشلزم کے براہ راست غدار اور بےوفا بن گئے ہیں۔

''...شاید جنگ ہم سے وہ کئی جگہیں چھین لے جو ہم فتح کرچکے ہیں...،، مزدور طبقے سے کئی ''قانونی،، جگہیں چھین لی گئی ہیں۔ لیکن دوسری طرف مزدور طبقے کو آزمائشوں نے کندن بنا دیا ہے اور غیر قانونی تنظیم میں، غیرقانونی جدوجہد میں اور انقلابی حملے کے لئے اپنی قوتوں کی تیاری میں وہ بےرحم لیکن مفید تربیت حاصل کر رہا ہے۔

''...درجنوں کی تعداد میں تاج لڑھکیں‌گے...،، کئی تاج گرچکے ہیں۔ اور ان میں سے ایک درجنوں کی قیمت کے برابر ہے — کل روسی مطلق‌العنان نکولائی رومانوف کا تاج۔

''...اس سب کا انجام کیا ہوگا اس کی بابت پیش گوئی مطلقاً ناممکن ہے...،، چار سال کی جنگ کے بعد، اگر کہا جائے تو، یہ مطلقاً ناممکن ہونا اور بھی زیادہ مطلق ہوگیا ہے۔

''تجارت، صنعت اور قرضے کے میدانوں میں ہماری مصنوعی مشینری کے اندر مایوس‌کن افراتفری...،، جنگ کے چار سال بعد اس کا پوری طرح ثبوت ایک سب سے بڑی اور انتہائی پسماندہ ریاست نے دیدیا جسے سرمایہ‌داروں نے جنگ میں گھسیٹا تھا — روس۔ لیکن کیا جرمنی اور آسٹریا میں بڑھتی ہوئی فاقہ کشی، لباس اور خام ر

مال کی کمی اور ذرائع پیداوار کی فرسودگی یہ نہیں دکھاتی کہ دوسرے ممالک میں بھی معاملات کی ایسی ہی صورت حال تیزی سے پیدا ہو رہی ہے؟

اینگلس نے صرف ''غیر ملکی،، جنگ کے نتائج بیان کئے ہیں۔ انھوں نے اندرونی جنگ یعنی خانہ جنگی سے بحث نہیں کی ہے جس کے بغیر تاریخ میں ایک بھی عظیم انقلاب نہیں ہوا اور جس کے بغیر کوئی بھی سنجیدہ مارکسی سرمایہ‌داری سے سوشلزم تک عبور کا تصور تک نہیں کر سکتا۔ اور اگر بیرونی جنگ طویل مدت تک جاری رہتی ہے، اور سرمایہ‌داری کی ''مضوعی مشینری،، میں مایوس‌کن ''گڑبڑ،، پیدا نہیں کرتی تو ایسے نتیجے کے بغیر خانہ جنگی ممکن نہیں ہے۔

ہمارے ''نووایا ژیزن،، گروپ، مینشویک، دائیں سوشلسٹ انقلابی وغیرہ کتنی حماقت، کتنی غیرمستقل مزاجی — اگر اس کو بورژوازی کی زرخرید خدمت نہ کہیں تو — کا مظاہرہ کر رہے ہیں جب وہ اپنے آپ کو مسلسل ''سوشلسٹ،، کہتے ہیں اور اس ''مایوس‌کن افراتفری،، کو کینہ پروری سے بتاتے ہیں اور ہر چیز کا الزام انقلابی پرولتاریہ پر، سوویت اقتدار پر، سوشلزم تک عبور کے ''یوٹوپیا،، پر تھوپتے ہیں۔ ''افراتفری،، یا رازروخا*، اگر عمدہ روسی لفظ استعمال کیا جائے، جنگ نے پیدا کیا ہے۔ انتشار کے بغیر کوئی سنجیدہ جنگ نہیں ہو سکتی۔ انتشار کے بغیر کوئی خانہ جنگی — اشتراکی انقلاب کی ناگزیر شرط اور لزوم — نہیں ہو سکتی۔ انتشار کے پیش نظر انقلاب اور سوشلزم سے دستبردار ہونے کا مطلب صرف اصول کے فقدان کا مظاہرہ کرنا اور عمل میں غداری کرکے بورژوازی سے مل جانا ہے۔

''...قحط، وبائی امراض، فوجوں اور عوام الناس دونوں کا عام اخلاقی بگاڑ جو شدید تکالیف کا نتیجہ ہوگا...،،

اینگلس کتنی سادگی اور وضاحت سے یہ ناقابل تردید نتیجہ اخذ کرتے ہیں جو ہر اس شخص کے لئے عیاں ہونا چاہئے جو کئی برسوں کی شدید اور تکلیف‌دہ جنگ کے معروضی نتائج کو منعکس

---

* انتشار۔ (ایڈیٹر)

کرنے کا ذرا بھی اہل ہے۔ اور کتنے حیرت انگیز طور پر بیوقوف ہیں وہ متعدد ''سوشل ڈیموکریٹ،، اور نام نہاد سوشلسٹ جو اس انتہائی سادہ خیال کو سمجھنا نہیں چاہتے ہیں یا سمجھ نہیں سکتے۔

کیا یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ کوئی جنگ فوجوں اور عوام الناس دونوں کی عام اخلاقی ابتری کے بغیر برسوں تک چل سکتی ہے؟ ظاہر ہے نہیں۔ ایک طویل جنگ کے نتیجے میں، اگر ایک پوری نسل میں نہیں تو کئی برسوں کی مدت میں، یہ مطلقاً ناگزیر ہے۔ اور ہمارے ''کنوئیں کے مینڈک،،* بورژوا دانشور ٹسوے بہانےوالے جو اپنے آپ کو ''سوشل ڈیموکریٹ،، اور ''سوشلسٹ،، کہتے ہیں بورژوازی کی تائید کرتے ہیں اور انقلاب پر اس لئے الزام لگاتے ہیں کہ وہ اخلاقی بگاڑ کا یا اخلاقی بگاڑ کے خاص طور پر بدترین مثالوں کے خلاف کی گئی تدابیر کی سختی کا نتیجہ ہے — اگرچہ یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ اخلاقی بگاڑ سامراجی جنگ نے پیدا کیا ہے اور کوئی بھی انقلاب جنگ کے ایسے نتائج سے بری نہیں ہو سکتا جب تک کہ طویل جدوجہد نہ کی جائے اور جبر کی سخت تدابیر اختیار نہ کی جائیں۔

''نووایا ژیزن،،، ''وپیریود،، (۱۲۲) یا ''دیلو نارودا،، میں ہمارے شیریں بیان مصنف ''نظریاتی اعتبار سے،، پرولتاریہ اور دوسرے مظلوم طبقات کا انقلاب منظور کرنے کےلئے تیار ہیں، بشرطیکہ انقلاب آسمان سے نازل ہو اور دھرتی پر اس کی پیدائش اور پرورش نہیں ہو جو چار سال کے عوام کے سامراجی قتل عام کے خون سے لتھڑی ہوئی ہے، جس پر کروڑوں لوگ اس قتل عام کے سبب چور چور ہوگئے ہیں، تکالیف میں مبتلا ہیں اور اخلاقی بگاڑ کا شکار ہیں۔

انھوں نے ''نظریاتی اعتبار سے،، یہ سنا تھا اور تسلیم کیا تھا کہ انقلاب کا مقابلہ بچے کی پیدائش سے کرنا چاہئے۔ لیکن جب وہ لمحہ آیا تو وہ بےشرمی سے ڈر گئے اور ان کی بزدلانہ روں روں پرولتاریہ کی مسلح بغاوت کے خلاف بورژوازی کی کینہ‌پرور چیخ و پکار کی صدائے بازگشت بن گئی۔ بچے کی پیدائش کا نقشہ

---

* چیخوف کی ایک کہانی کا خاص کردار۔ (ایڈیٹر)

جو ادب میں کھینچا گیا ہے اس پر غور کیجئے جب ادیب اس تکلیف کے عمل کی شدت، درد اور دھشت کی سچی تصویرکشی کرتے ھیں، جیسی کہ ایمیل زولا کے ناول ''زندگی کی شادمانی،، میں یا ویرےسائیف کے ''ایک ڈاکٹر کے نوٹ،، میں ۔ انسانی بچے کی پیدائش ایک ایسا عمل ھے جو عورت کو تقریباً بےجان، خون سے نچڑا ھوا گوشت کا ڈھیر، اذیت شدہ، صعوبت زدہ بنا دیتا ھے اور درد سے وہ آپے سے باھر ھوجاتی ھے ۔ لیکن کیا وہ ''فرد،، جسے محبت اور اس کے نتیجے میں، عورت کے ماں بننے میں صرف یہی نظر آتا ھے انسان خیال کیا جا سکتا ھے؟ اس وجہ سے کون محبت اور تولید کو ترک کر سکتا ھے؟

بچے کی پیدائش میں تکلیف کم ھو سکتی ھے یا زیادہ ۔ سائنسی سوشلزم کے بانیوں مارکس اور اینگلس نے ھمیشہ کہا کہ سرمایہداری سے سوشلزم تک عبور ناگزیر طور پر اپنی جلو میں پیدائش کا طویل درد لائےگا ۔ اور عالمی جنگ کے نتائج کا تجزیہ کرتے ھوئے اینگلس اس ناقابل تردید اور عیاں حقیقت کا سادگی اور وضاحت سے خاکہ پیش کرتے ھیں کہ ایسا انقلاب جو جنگ کا نتیجہ ھو اور جس کا تعلق جنگ سے ھو (اور مزید — ھم اپنی طرف سے یہ اضافہ کردیں — ایسا انقلاب جو جنگ کے دوران میں بپا ھوتا ھے اور عالمی جنگ کے دوران فروغ پانے اور برقرار رھنے پر مجبور ھے) بچے کی پیدائش کا خاص طور پر شدید معاملہ ھے ۔

اس حقیقت کو واضح طور پر سمجھ کر وہ اس سوشلزم کے بارے میں بڑی احتیاط سے لکھتے ھیں جسے ایسا سرمایہدارانہ معاشرہ جنم دیتا ھے جو عالمی جنگ سے تباہ ھو رھا ھو ۔ وہ کہتے ھیں : ''صرف ایک نتیجہ (عالمی جنگ کا) مطلقاً یقینی ھے : عام ناتوانی اور مزدور طبقے کی آخری فتح کے لئے حالات کا پیدا ھونا ۔،،

جس دیباچے سے ھم بحث کر رھے ھیں اس کے آخر میں اس خیال کو اور بھی زیادہ واضح طور پر پیش کیا گیا ھے ۔

''...المیے کے آخر میں تم (سرمایہدار، زمیندار، بادشاہ اور بورژوازی کے مدبر) تباھی کا شکار ھوگے اور پرولتاریہ کی فتح یا تو مکمل ھو جائےگی یا بہرحال ناگزیر ھوگی ۔،،

بچے کی پیدائش میں سخت تکلیف سے سنجیدہ بیماری کا یا

بچے کی موت کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ بچے کی پیدائش کے عمل میں افراد مر سکتے ہیں لیکن نیا سماج جسے پرانا معاشرہ جنم دیتا ہے مر نہیں سکتا۔ جو کچھ ہو سکتا ہے یہ ہے کہ پیدائش زیادہ تکلیف دہ، زیادہ طویل ہو اور بالیدگی اور ارتقا آہستہ تر۔

جنگ ابھی تک ختم نہیں ہوئی ہے۔ عام ناتوانی پھیل چکی ہے۔ جہاں تک جنگ کے دو براہ‌راست نتائج کا تعلق ہے جس کی پیش گوئی اینگلس نے مشروط طور پر کی تھی (یا تو مزدور طبقے کی فتح حاصل کی جا چکی ہو یا ایسے حالات کا قیام جو اسے ناگزیر بنادیں گے، تمام مشکلات کے باوجود) جہاں تک ان دو حالتوں کا تعلق ہے تو اس وقت ۱۹۱۸ء کے وسط میں ہمیں دونوں کی شہادت ملتی ہے۔

سرمایہ‌دارانہ ملکوں میں سے ایک میں، جو سب سے کم ترقی یافتہ ہے، مزدور طبقے کی فتح حاصل ہوچکی ہے۔ دوسرے ممالک میں بےمثال درد اور کوششوں سے ایسے حالات قائم کئے جا رہے ہیں جو اس فتح کو ''بہرحال ناگزیر،، بنادیں گے۔

''سوشلسٹ،، ٹسوے بہانےوالوں کو ٹرٹر کرنے دو، بورژوازی کو تاؤ میں آنے دو اسے تند بننے دو۔ لیکن صرف وہ لوگ جو اپنی آنکھیں اس لئے بند کرلیتے ہیں کہ دیکھ نہ سکیں اور کانوں کو ٹھوس لیتے ہیں کہ سن نہ سکیں یہ سمجھنے میں ناکام ہو سکتے ہیں کہ تمام دنیا میں پرانے سرمایہ‌دارانہ معاشرے میں جو سوشلزم سے حاملہ ہے درد زہ شروع ہوگیا ہے۔ ہمارا ملک جو واقعات کے ارتقا کے سبب سے عارضی طور پر اشتراکی انقلاب کا اگلا دستہ بن گیا ہے تکلیف کے پہلے دور کا خاص طور پر سخت درد برداشت کر رہا ہے۔ ہم مستقبل کا مکمل یقین اور مطلق اعتماد سے سامنا کرنے میں بالکل حق بجانب ہیں کیونکہ وہ کئی زیادہ ترقی یافتہ ملکوں میں ہمارے لئے نئے اتحادیوں اور سوشلسٹ انقلاب کی نئی کامیابیوں کی تیاری کر رہا ہے۔ ہمیں فخر کرنے اور اپنے آپ کو خوش بخت سمجھنے کا حق ہے کہ کرۂ ارض کے ایک حصے میں اس خونخوار درندے سرمایہ‌داری کو سب سے پہلے ختم کرنا ہمارے مقدر میں تھا جس نے کرۂارض کو خون سے رنگ دیا ہے، جس نے

انسانیت کو فاقہ کشی اور اخلاقی ابتری میں مبتلا کر رکھا ہے اور جس کی جلد موت یقینی ہے خواہ موت کے سامنے اس کا جنون کتنا ہی انسانیت سوز اور وحشیانہ ہو جائے۔

۲۹ جون ۱۹۱۸ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۳۶، صفحات ۴۷۲ — ۴۷۸

امریکی مزدوروں کے نام خط

رفیقو! ۱۹۰۵ء کے انقلاب میں حصه لینےوالے ایک روسی بالشویک نے جو آپ کے ملک میں بہت برسوں تک رہ چکا ھے یه پیش کش کی کہ وہ میرا خط (۱۲۳) آپ تک لے جائے۔ میں نے ان کی یه تجویز اس وجه سے اور زیادہ خوشی سے قبول کر لی که اسی وقت امریکی انقلابی پرولتاریوں کو امریکی سامراج کے اٹل دشمن کی حیثیت سے غیرمعمولی طور پر اھم رول ادا کرنا ھے جو سرمایه‌داروں کے نفع کی تقسیم کے لئے قوموں کے عالمی قتل‌وغارت میں سب سے تازہ، سب سے مضبوط اور سب سے زیادہ نیا شریک ھونےوالا ھے۔ اسی وقت امریکی ارب‌پتیوں نے، ان جدید غلاموں کی مالکوں نے خونیں سامراج کی خونیں تاریخ میں غیرمعمولی طور پر المناک باب کا اضافه کیا ھے اس مسلح مہم کی حمایت کر کے (وہ خواہ براہ راست ھو یا بالواسطه، کھلم کھلا ھو یا مکاری سے چھپائی گئی ھو، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا) جو وحشی اینگلو جاپانی سامراجیوں نے پہلی سوشلسٹ ریپبلک کا گلا گھونٹنے کے لئے شروع کی ھے۔

جدیدترین اور مہذب امریکه کی تاریخ کی ابتدا ایک ایسی عظیم، واقعی نجات دلانےوالی، واقعی انقلابی جنگ سے ھوئی جن کی تعداد بہت کم ھے بمقابله ان کثیر تعداد استحصالی جنگوں کے جو موجودہ سامراجی جنگ کی طرح بادشاھوں، جاگیرداروں یا سرمایه‌داروں کے درمیان حاصل کئے ھوئے علاقوں یا بری طرح لوٹے ھوئے منافعوں کی تقسیم کے تصادموں کی وجه سے ھوئیں۔ یه جنگ امریکی عوام نے برطانوی قزاقوں کے خلاف کی جو امریکه پر ظلم کرتے تھے اور جنھوں

نے اس کو نوآبادیاتی غلامی میں گرفتار کر رکھا تھا، اسی طرح سے جیسے یہ ''مہذب،، خون چوسنےوالے اب تک کروڑوں لوگوں پر ہندوستان، مصر اور دنیا کے دوسرے حصوں میں ظلم کر رہے ہیں اور ان کو نوآبادیاتی غلامی میں گرفتار کر رکھا ہے۔

اس کو تقریباً ڈیڑھ سو سال گذر چکے ہیں۔ بورژوا تہذیب نے عیش‌وعشرت کے سارے سامان مہیا کردئیے ہیں۔ اجتماعی انسانی محنت کی پیداواری قوتوں کی ترقی کی سطح میں، مشینوں اور جدید ترین انجینیرنگ کی تمام حیرت‌انگیز چیزوں کے استعمال میں امریکہ نے آزاد اور تعلیم‌یافتہ ملکوں کے درمیان اولین جگہ حاصل کرلی ہے۔ ساتھ ہی امریکہ اس قعر کی گہرائی کے لحاظ سے بھی ایسے اولین ملکوں میں سے ہے جو گندگی اور عیش‌وعشرت میں لوٹنےوالے مٹھی‌بھر بےحیا ارب‌پتیوں اور ان کروڑوں محنت کشوں کے درمیان پیدا ہو گیا ہے جو ہمیشہ غربت سے ہم‌کنار رہتے ہیں۔ امریکی عوام، جنھوں نے جاگیردارانہ غلامی کے خلاف انقلابی جنگ کرکے مثال قائم کی، اب اپنے آپ کو مٹھی‌بھر ارب‌پتیوں کی اجرتی غلامی کی سب سے نئی سرمایہ‌دارانہ منزل میں پاتے ہیں اور اپنے آپ کو ان بھاڑے کے جلادوں کا رول ادا کرتے ہوئے پاتے ہیں جنھوں نے امیر بدمعاشوں کے مفادات کےلئے ۱۸۹۸ء میں فلیپائن کے لوگوں کا گلا ان کو ''نجات‌دلانے،، کے بہانے سے گھونٹا تھا (۱۲۴) اور ۱۹۱۸ء میں روسی سوشلسٹ ریپبلک کا گلا اس کو جرمنوں سے ''بچانے،، کے بہانے گھونٹ رہے ہیں۔

بہرحال چار برسوں میں قوموں کا جو سامراجی قتل عام ہوا ہے وہ رائگاں نہیں گیا۔ دونوں قزاق گروہوں کے بدمعاش، برطانوی اور جرمن، عوام کو جو دھوکا دے رہے تھے اس کا بھانڈا مسلمہ اور واضح حقائق نے پورے طور پر پھوڑ دیا ہے۔ چار سال کی جنگ کے نتائج نے سرمایہ‌داری کے عام قانون کا ایسے قانون کی حیثیت سے انکشاف کیا جو لوٹ‌مار کی تقسیم کے لئے قزاقوں کے درمیان جنگ میں استعمال ہوتا ہے: امیرترین اور طاقتورترین نے سب سے زیادہ نفع حاصل کیا اور سب سے زیادہ لوٹا اور کمزورترین کو خوب لوٹا گیا، مظالم کا نشانہ بنایا گیا، کچلا گیا اور گلا گھونٹا گیا۔

''نوآبادیاتی غلاموں،، کی تعداد کے لحاظ سے برطانوی سامراجی قزاق سب سے زیادہ طاقتور تھے۔ برطانوی سرمایہ‌داروں نے ''اپنا،، ذرا سابھی علاقہ (یعنی وہ علاقہ جو انھوں نے صدیوں کے دوران میں لوٹ کر حاصل کیا ہے) نہیں کھویا ہے، لیکن انھوں نے افریقہ میں ساری جرمن نوآبادیوں کو ہڑپ کر لیا ہے، انھوں نے میسوپاٹامیا اور فلسطین کو ہڑپ کر لیا ہے، انھوں نے یونان کا گلا گھونٹ دیا ہے اور روس کو لوٹنا شروع کر دیا ہے۔

جرمن سامراجی قزاق ''اپنی،، فوجوں کی تنظیم اور ڈسپلن کے لحاظ سے سب سے زیادہ مضبوط تھے لیکن نوآبادیوں کے لحاظ سے کمزور۔ انھوں نے اپنی سب نوآبادیاں تو کھو دی ہیں لیکن آدھے یورپ کو لوٹ لیا ہے، چھوٹے ملکوں اور کمزور قوموں کی سب سے بڑی تعداد کا گلا گھونٹ دیا ہے۔ دونوں طرف سے ''آزادی کی،، کتنی عظیم جنگ ہوئی! دونوں گروہوں کے قزاقوں، اینگلو فرانسیسی اور جرمن سرمایہ‌داروں نے اپنے پٹھوؤں — جارحانہ قوم پرستوں یعنی ان سوشلسٹوں کے ساتھ مل کر جو ''اپنی،، بورژوازی کی طرف چلے گئے، کیسا اچھا ''اپنے ملک کا دفاع،، کیا ہے!

امریکی ارب‌پتی شاید امیرترین اور جغرافیائی لحاظ سے سب سے محفوظ تھے۔ وہ سب سے زیادہ نفع میں رہے۔ انھوں نے سب کو، حتی کہ سب سے زیادہ امیر ملکوں کو بھی اپنا خراج گذار بنا لیا ہے۔ انھوں نے کھربوں ڈالر لوٹے ہیں اور ہر ڈالر غلاظت سے بھرا ہے: برطانیہ اور اس کے ''اتحادیوں،، کے درمیان، جرمنی اور اس کے تابعداروں کے درمیان گندے خفیہ معاہدوں، لوٹ‌مار کی تقسیم کے معاہدوں، مزدوروں کو کچلنے اور بین‌الاقوامیت پسند سوشلسٹوں پر جبروتشدد کرنے میں ایک دوسرے کو ''مدد دینے،، کے بارے میں معاہدوں کی غلاظت سے۔ ہر ڈالر جنگ کے ''منافع بخش،، ٹھیکوں کی غلاظت سے بھرا ہے جنھوں نے ہر ملک میں امیر کو امیرتر اور غریب کو غریب‌تر بنایا ہے۔ اور ہر ڈالر خون سے داغ‌دار ہے جو خون کے اس سمندر سے آیا ہے جس کو ایک کروڑ مقتولوں اور دو کروڑ اپاھجوں نے اس عظیم، شریفانہ، نجات دلانےوالی اور مقدس جنگ میں یہ طے کرنے کےلئے بہایا ہے کہ آیا برطانوی یا جرمن قزاقوں کو سب سے زیادہ مال غنیمت ملے،

آیا برطانوی یا جرمن ٹھگ ساری دنیا میں کمزور قوموں کا گلا گھونٹنے میں سب سے آگے رہیں۔

اگر جرمن قزاقوں نے جنگی مظالم کے تمام ریکارڈ توڑے، تو انگریزوں نے نہ صرف اپنی استحصال کی ہوئی نوآبادیوں کی تعداد کا بلکہ اپنی نفرت‌انگیز مکاری میں چابکدستی کا بھی ریکارڈ توڑا۔ آج ھی، اینگلو فرانسیسی اور امریکی بورژوا پریس اپنے اخباروں کی کروڑوں کاپیاں شایع کرکے روس کے بارے میں جھوٹ اور رسواکن باتیں پھیلا رہا ھے اور مکاری کے ساتھ اپنی اس سفاکانہ مہم کو جائز قرار دے رہا ھے جو اس نے اس کے خلاف یہ دلیل پیش کرکے چلائی ھے کہ وہ روس کو جرمنوں سے ''بچانا'' چاھتا ھے۔

اس ناقابل‌بیان اور بےھودہ جھوٹ کی تردید کےلئے بہت زیادہ الفاظ کی ضرورت نہیں ھے۔ بس ایک کافی مشہور واقعہ کی طرف اشارہ کرنا کافی ھے۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء میں جب روسی مزدوروں نے اپنی سامراجی حکومت کا تختہ الٹ دیا تو سوویت حکومت، انقلابی مزدوروں اور کسانوں کی حکومت نے کھلم کھلا منصفانہ امن کی تجویز کی، امن بلاعلاقائی الحاق اور تاوان جنگ کے، امن جو تمام قوموں کو مساوی حقوق کی پوری ضمانت دے۔ اور اس نے ایسے امن کی تجویز جنگ میں شرکا سارے ملکوں سے کی۔

اینگلو فرانسیسی اور امریکی بورژوازی نے ھی ھماری تجویز کو منظور نہیں کیا، یہی بورژوازی تھی جس نے ھم سے عام امن تک کے بارے میں بات‌چیت کرنے سے انکار کردیا! یہی تھی جس نے تمام قوموں کے مفادات سے غداری کی، یہی تھی جس نے سامراجی قتل‌وغارت کو جاری رکھا!

یہی بورژوازی جس نے روس کو سامراجی جنگ میں پھر سے واپس گھسٹنے کے امکان پر بھروسہ کرتے ھوئے امن کی بات‌چیت میں حصہ لینے سے انکار کردیا اور اس طرح جرمن سرمایہ‌داروں کو جو اس سے کچھ کم لٹیرے نہ تھے آزادی دے دی اور جنھوں نے روس پر الحاقی اور تشددآمیز بریست کا صلح نامہ مسلط کر دیا!

اس مکاری سے زیادہ کسی اور نفرت‌انگیز بات کا تصور کرنا مشکل ھے جس طرح اینگلوفرانسیسی اور امریکی بورژوازی ھم کو

بریست کے صلحنامے کے لئے ''مورد الزام،، ٹھہرا رہی ہے۔ ان ملکوں کے وہی سرمایہ‌دار جو بریست کی بات‌چیت کو عام امن کی عام بات‌چیت میں بدل سکتے تھے اب ہم پر ''الزام لگانےوالے،، بن گئے ہیں! اینگلو فرانسیسی سامراج کے درندے جنھوں نے اس کے باوجود کہ نوآبادیوں کی لوٹ اور قوموں کے قتل‌وغارت سے منافع کمایا، جنھوں نے بریست کے صلحنامے کے بعد تقریباً ایک سال تک جنگ کو طوالت دی، ہم بالشویکوں پر ''الزام،، لگاتے ہیں جنھوں نے سب ملکوں کے لئے منصفانہ امن کی تجویز کی۔ وہ ہم پر الزام لگاتے ہیں جنھوں نے سابق زار اور اینگلو فرانسیسی سرمایہ‌داروں کے درمیان خفیہ اور مجرمانہ معاهدوں کو چاک کر ڈالا، ان کو شائع کر دیا اور پبلک کی مذمت کے لئے پیش کر دیا۔

ساری دنیا کے مزدور، خواہ وہ کسی ملک میں بھی رہتے ہوں ہمیں مبارکباد دیتے ہیں، ہم سے ہمدردی ظاہر کرتے ہیں، ہماری تعریف کرتے ہیں سامراجی تعلقات، ذلیل سامراجی معاهدوں اور سامراجی زنجیروں کا آهنی حلقہ توڑنے کے لئے، اس بات کے لئے کہ ہم نے آزادی حاصل کی، اگرچہ ہم کو اس کے لئے بڑی سخت قربانیاں دینی پڑیں، اس بات کے لئے کہ ہم سوشلسٹ ریپبلک کی حیثیت سے، حالانکہ سامراجیوں نے ہم کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور ہماری غارتگری کی ہے، سامراجی جنگ سے الگ رہے اور ساری دنیا کے سامنے امن کا جھنڈا، سوشلزم کا جھنڈا بلند کیا۔

اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کہ بین‌الاقوامی سامراجیوں کا گروہ اس لئے ہم سے نفرت کرتا ہے، ہم پر ''الزام،، لگاتا ہے، سامراجیوں کے سارے پٹھو بھی، جن میں ہمارے دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی اور مینشویک شامل ہیں، ہم پر ''الزام،، لگاتے ہیں۔ سامراج کے یہ سگ نگراں بالشویکوں کے خلاف جس نفرت کا اظہار کرتے ہیں وہ اور دنیا کے باشعور مزدوروں کی ہمدردی ہم کو ہمیشہ سے زیادہ اپنے مقصد منصفانہ ہونے کا یقین دلاتے ہیں۔

ہر سچا سوشلسٹ یہ ضرور سمجھے گا کہ بورژوازی پر فتح حاصل کرنے کے لئے، مزدوروں کو اقتدار منتقل کرنے کے لئے، عالمی پرولتاری انقلاب شروع کرنے کے لئے ہم انتہائی سنگین قربانیوں سے ہچکچا نہیں سکتے اور نہ ہمیں ہچکچانا چاہئے جن میں ہمارے

علاقے کے ایک حصے کی قربانی، سامراج کے ہاتھوں بھاری شکستوں کی قربانی بھی شامل ہیں۔ وہ سچا سوشلسٹ نہیں ہے جس نے عمل سے ''اپنے،، ملک کی سب سے بڑی قربانی پر اپنی رضامندی کا اظہار نہیں کیا تاکہ سوشلسٹ انقلاب کا مقصد واقعی آگے بڑھ سکے۔

''اپنے،، مقصد کےلئے یعنی عالمی حکمرانی حاصل کرنے کے لئے، برطانیہ اور جرمنی کے سامراجیوں نے متعدد ملکوں کو بلجیم اور سیربیا سے لیکر فلسطین اور میسوپوٹامیا تک بالکل تباہ کرنے اور ان کا گلا گھونٹنے سے دریغ نہیں کیا۔ لیکن کیا سوشلسٹوں کو ''اپنے،، مقصد کے لئے، سرمایے کے جوئے سے ساری دنیا کے محنت کشوں کو نجات دلانے کے مقصد کےلئے، عام اور پائدار امن کے حصول کے لئے اس وقت تک انتظار کرنا چاہئے جب تک کہ بلاقربانی کا راستہ تلاش کیا جائے؟ کیا ان کو جدوجہد شروع کرنے سے اس وقت تک ڈرنا چاہئے جب تک کہ آسان فتح کی ''ضمانت،، نہ ہو جائے؟ کیا ان کو ''اپنے،،، بورژوازی کے تخلیق کئے ہوئے ''وطن،، کی سالمیت اور سلامتی کو عالمی سوشلسٹ انقلاب کے مفادات پر ترجیح دینا چاہئے؟ بین الاقوامی سوشلسٹ تحریک کے جو لفنگے اور بورژوا اخلاق کے جو پٹھو اس طرح سوچتے ہیں، وہ ہزار بار قابل لعنت ہیں۔

اینگلوفرانسیسی اور امریکی سامراجی درندے ہم پر جرمن سامراج کے ساتھ ''سمجھوتہ،، کرنے کا ''الزام،، لگاتے ہیں۔ کتنے مکار اور کتنے بدمعاش ہیں وہ جو مزدوروں کی حکومت کو بدنام کرتے ہیں جب خود وہ اس ہمدردی سے لرز رہے ہیں جو ''ان کے اپنے،، ملکوں کے مزدور ہمارے لئے دکھاتے ہیں! لیکن ان کے فریب کا پردہ چاک کر دیا جائےگا۔ وہ بناوٹ کرتے ہیں کہ وہ مزدوروں کے خلاف، محنت کشوں کے خلاف بورژوازی سے (اپنی یا غیرملکی) کئے ہوئے ''سوشلسٹوں،، کے سمجھوتے اور اس سمجھوتے کے درمیان فرق نہیں دیکھتے جو ان مزدوروں کی مدافعت کے لئے کیا گیا ہے جنھوں نے اپنی بورژوازی کو شکست دے دی ہے، ایسے سمجھوتے جو ایک قومی رنگ کی بورژوازی کے ساتھ دوسرے رنگ کی بورژوازی کے خلاف کیا جاتا ہے تاکہ پرولتاریہ بورژوازی کے مختلف گروہوں کے درمیان مخاصمت سے فائدہ اٹھا سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر یورپی اس فرق کو اچھی طرح جانتا ہے اور جیسا کہ میں آپ کو ابھی بتاؤں گا امریکی لوگوں کی اپنی تاریخ میں اس کی خاص طور سے نمایاں ''مثال،، ملتی ہے ۔ سمجھوتے اور سمجھوتے ہیں، *fagots et fagots ہیں جیسا کہ فرانسیسی کہتے ہیں ۔

جب فروری ۱۹۱۸ء میں جرمن سامراجی درندوں نے اپنی فوجیں اس روس کے خلاف ریل دیں جو غیر مسلح تھا اور اپنی فوج کو سبکدوش کرچکا تھا، جس نے عالمی انقلاب کے پوری طرح پختہ ہونے سے پہلے پرولتاریہ کی بین‌الاقوامی یکجہتی پر بھروسہ کیا تھا تو اس وقت میں نے فرانسیسی شاہ‌پرستوں کے ساتھ ''سمجھوتہ،، کرنے میں ایک لمحے کےلئے بھی تذبذب نہیں کیا ۔ فرانسیسی فوج کا ایک افسر کپتان سادول جسے بالشویکوں سے زبانی ہمدردی تھی لیکن عملی طور پر فرانسیسی سامراج کا وفادار اور معتبر خادم تھا ایک فرانسیسی افسر دے لیوبیرساک کو مجھ سے ملاقات کےلئے لایا ۔ ''میں شاہ پرست ہوں ۔ میرا مقصد صرف جرمنی کی شکست ہے،، دے لیوبیرساک نے مجھ سے کہا ۔ ''یہ کوئی کہنے کی بات نہیں (cela va sans dire)،، میں نے جواب دیا ۔ لیکن اس سے میں دے لیوبیرساک کے ساتھ ان خدمات کےلئے ''سمجھوتہ،، کرنے میں ذرا بھی نہیں ہچکچایا جو فرانسیسی فوجی افسر آتشگیر مادوں کے ماہرین ہمارے لئے ریلوے لائنوں کو اڑا کر جرمن حملے کو روکنے کے لئے کرنا چاہتے تھے ۔ یہ ایک ایسے ''سمجھوتے،، کی مثال ہے جس کی ہر باشعور مزدور تصدیق کریگا، یہ سوشلزم کے مفاد میں سمجھوتہ ہے ۔ فرانسیسی شاہ پرست اور میں نے ہاتھ ملایا حالانکہ ہم جانتے تھے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے ''شریک کار،، کو بخوشی پھانسی کے تختے پر چڑھا سکتا ہے ۔ لیکن کچھ وقت کےلئے ہمارے مفاداتّ میں مطابقت ہو گئی تھی ۔ حملہ‌آور جرمن درندوں کے خلاف ہم نے، روسی اور عالمی سوشلسٹ انقلاب کے مفاد میں دوسرے سامراجیوں کے ایسے ہی درندانہ جرمن مخالف مفادات استعمال کئے ۔ اس طرح ہم نے روس اور دوسرے ملکوں کے مزدور طبقے

---

* ہر چیز دوسری سے مختلف ہوتی ہے ۔ (ایڈیٹر)

کے مفادات کی خدمت کی، ہم نے پرولتاریہ کو مضبوط اور ساری دنیا کی بورژوازی کو کمزور کیا، ہم نے اس لمحے کی پیش بینی کرتے ہوئے جب متعدد ترقی‌یافتہ ملکوں میں تیزی سے پختہ ہونے والا انقلاب مکمل طور سے پختہ ہو جائیگا جنگی چالوں، داؤ پیچ اور پسپائی کے وہ طریقے اختیار کئے جو ہر جنگ میں انتہائی جائز اور ضروری ہوتے ہیں۔

اینگلوفرانسیسی اور امریکی سامراجی مگرمچھ غصے سے چاہے کتنا بھڑکیں، چاہے کتنا وہ ہم کو بدنام کریں، چاہے کتنے کروڑ وہ دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی، مینشویک اور دوسرے سماجی قوم پرست اخباروں کو رشوت دینے پر صرف کریں میں جرمن سامراجی درندوں کے ساتھ ایسا ہی ''سمجھوتہ،، کرنے سے ایک سکنڈ کےلئے بھی نہیں ہچکچاؤں‌گا اگر روس پر اینگلوفرانسیسی فوجوں کے حملے کی صورت میں اس کی ضرورت پڑے۔ اور میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میرے طریقۂ کار کی تصدیق روس، جرمنی، فرانس، برطانیہ، امریکہ اور مختصر طور پر ساری مہذب دنیا کا باشعور پرولتاریہ کریگا۔ ایسا طریقۂ کار سوشلسٹ انقلاب کے کام کو آسان بنائیگا، اس میں تیزی کریگا، بین‌الاقوامی بورژوازی کو کمزور اور مزدور طبقے کی پوزیشن کو مضبوط بنائیگا جو بورژوازی کو شکست دے رہا ہے۔

امریکی لوگوں نے اس طریقۂ کار کو اپنے انقلاب کے مفاد کےلئے مدتوں ہوئے استعمال کیا تھا۔ جب انہوں نے برطانوی جابروں کے خلاف عظیم جنگ آزادی کی تو ان کے خلاف فرانسیسی اور ہسپانوی جابر بھی تھے جو اس ملک کے ایک حصے کے مالک تھے جو اب شمالی امریکہ کی ریاستہائے متحدہ کہلاتا ہے۔ آزادی کےلئے اپنی شدید جنگ میں امریکی لوگوں نے بھی کچھ جابروں کے ساتھ دوسرے جابروں کے خلاف ''سمجھوتے،، کئے جن کا مقصد جابروں کو کمزور کرنا اور ان لوگوں کو مضبوط کرنا تھا جو جبر کے خلاف مظلوم لوگوں کے مفادات کےلئے انقلابی طریقے سے لڑ رہے تھے۔ امریکی لوگوں نے فرانسیسیوں، ہسپانیوں اور انگریزوں کے درمیان تصادم سے فائدہ اٹھایا۔ کبھی کبھی تو وہ فرانسیسی اور ہسپانوی جابروں کی فوجوں کے شانہ بشانہ انگریز جابروں کے خلاف لڑے بھی،

پہلے انھوں نے انگریزوں کو ہرایا اور پھر اپنے کو فرانسیسیوں اور ہسپانیوں سے آزاد کیا (جزوی طور پر تاوان کے ذریعہ)۔

عظیم روسی انقلابی چرنیشیفسکی نے کہا ہے کہ تاریخی سرگرمی کوئی نیوسکی شاہراہ کا فٹ پاتھ نہیں ہے (۱۲۵)۔ وہ شخص انقلابی نہیں ہے جو صرف ''اس شرط پر'' پرولتاری انقلاب کےلئے ''راضی ہو'' کہ یہ آسانی اور ہمواری سے آگے بڑھے، وہاں شروع سے ہی مختلف ملکوں کے پرولتاریہ کے عمل میں تال میل ہو، پہلے سے ہی شکست کے خلاف ضمانت ملے، انقلاب کا راستہ کشادہ، کھلا ہوا اور سیدھا ہو، فتح کی طرف پیش قدمی کے دوران میں زیادہ سے زیادہ نقصانات اٹھانے، کسی ''محصور قلعہ میں وقت کا انتظار کرنے'' یا انتہائی تنگ، ناقابل گذر، پیچیدہ اور خطرناک پہاڑی راستوں سے گذرنے کی ضرورت نہ ہو۔ اس شخص نے بورژوا دانش‌وروں کی فاضلانہ باتوں سے چھٹکارا حاصل نہیں کیا ہے، ایسا شخص ہمارے دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں، مینشویکوں اور حتی کہ (حالانکہ شاذ و نادر) بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی طرح متواتر انقلاب‌دشمن بورژوازی کے کیمپ کی طرف کھسکتا پایا جائےگا۔

بورژوازی کے ہم‌آواز ہو کر یہ حضرات ہم کو انقلاب کے ''انتشار'' کےلئے، صنعت کی ''تباہی'' کےلئے، بےروزگاری اور غذا کی قلت کےلئے ملزم ٹھہراتے ہیں۔ یہ الزام کتنے پرفریب ہیں جو وہ لوگ دیتے ہیں جنھوں نے سامراجی جنگ کا خیرمقدم کیا اور اس کی حمایت کی یا جنھوں نے کیرینسکی کے ساتھ ''سمجھوتہ'' کیا جس نے یہ جنگ جاری رکھی! یہی سامراجی جنگ ان ساری مصیبتوں کا باعث ہے۔ جنگ سے پیدا ہونےوالا انقلاب ان سخت مشکلات اور مصیبتوں سے نہیں بچ سکتا جو اس کو قوموں کے طویل، تباہ‌کن اور رجعت‌پرستانہ قتل و غارت سے وراثت میں ملی ہیں۔ صنعت کی ''تباہی'' یا ''دہشت'' پھیلانے کے لئے ہم کو ملزم ٹھہرانا یا تو فریب ہے یا احمقانہ فاضلانہ بات۔ اس سے شدید طبقاتی جدوجہد کے بنیادی حالات کو سمجھنے کی نااہلیت واضح ہوتی ہے جو انتہائی شدت کے درجے تک پہنچ گئی ہے اور جس کو انقلاب کہتے ہیں۔

جب اس قسم کے ''الزام دینےوالے'' طبقاتی جدوجہد کا

''اعتراف،، بھی کرتے ھیں تو وہ اپنے کو محض زبانی اعتراف تک محدود رکھتے ھیں۔ حقیقت میں وہ طبقاتی ''سمجھوتے،، اور ''تعاون،، کے عامیانہ تصور کی طرف متواتر کھسکتے رھتے ھیں۔ کیونکہ انقلابی ادوار میں طبقاتی جدوجہد نے ھمیشہ، ناگزیر اور لازمی طور پر اور ھر ملک میں خانہ‌جنگی کی صورت اختیار کی اور خانہ جنگی کا تصور انتہائی سخت تباھی، دھشت اور اس رسمی جمہوریت پر پابندی کے بغیر نہیں کیا جا سکتا جو جنگ کے مفاد میں ھے۔ صرف چکنی چپڑی باتیں بنانےوالے پادری — چاھے وہ عیسائی ھوں یا دیوان خانوں میں بیٹھنےوالے ''غیرمذھبی،، اشخاص، پارلیمانی سوشلسٹ ھوں — اس ضرورت کو دیکھ، سمجھ اور محسوس نہیں کر سکتے۔ صرف بےجان ''کنوئیں کا مینڈک،،* اس سبب سے، بجائے اس کے کہ ایسے وقت میں انتہائی جوش اور عزم کے ساتھ جنگ میں کود پڑے جب کہ تاریخ کا یہ تقاضہ ھوتا ھے کہ انسانیت کے عظیم‌ترین مسائل کو جدوجہد اور جنگ کے ذریعہ حل کیا جائے، انقلاب سے منہ موڑ سکتا ھے۔

امریکی عوام انقلابی روایت کے حامل ھیں جس کو امریکی پرولتاریہ کے بہترین نمائندوں نے اپنایا ھے جنھوں نے بار بار ھم بالشویکوں کے ساتھ اپنی مکمل ھمدردی کا اظہار کیا ھے۔ یہ روایت انگریزوں کے خلاف اٹھارھویں صدی میں آزادی کی جنگ اور انیسویں صدی میں خانہ‌جنگی ھے۔ اگر ھم قومی معیشت اور صنعت کی بعض شاخوں کی ''تباھی،، پر غور کریں تو بعض لحاظ سے امریکہ ۱۸۷۰ء میں ۱۸۶۰ء سے پیچھے تھا۔ لیکن وہ آدمی بڑا کتاب‌پرست اور بیوقوف ھے جو ان بنیادوں پر ۶۵ — ۱۸۶۳ء کی امریکی خانہ‌جنگی کی زبردست، عالمی تاریخی، ترقی‌پسند اور انقلابی اھمیت سے انکار کرے۔

بورژوازی کے نمائندے سمجھتے ھیں کہ نیگرووں کی غلامی ختم کرنے کےلئے، غلاموں کے مالکوں کی حکمرانی ختم کرنے کےلئے ملک کو خانہ‌جنگی کے طویل برسوں، اتھاہ تباھی، بربادی اور دھشت سے گذرنا تھا جو ھر جنگ کی جلو میں آتی ھیں۔ لیکن اب جبکہ

---

* چیخوف کی ایک کہانی کا خاص کردار۔ (ایڈیٹر)

ہمارے سامنے سرمایہ‌دارانہ، اجرتی غلامی کو ختم کرنے، بورژوازی کی حکمرانی کو ختم کرنے کا کہیں زیادہ بڑا فریضہ ہے، اب بورژوازی کے نمائندے اور وکیل اور وہ اصلاح‌پرست سوشلسٹ بھی جن کو بورژوازی نے ڈرا دیا ہے اور جو انقلاب سے کترا رہے ہیں یہ نہیں سمجھ سکتے اور سمجھنا نہیں چاہتے کہ خانہ‌جنگی ضروری اور جائز ہے۔

امریکی مزدور بورژوازی کی پیروی نہیں کریں گے۔ وہ بورژوازی کے خلاف خانہ‌جنگی کے لئے ہمارے ساتھ ہوں گے۔ دنیا اور امریکی مزدور تحریک کی ساری تاریخ سے میرا یقین مضبوط ہوتا ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔ مجھے امریکی پرولتاریہ کے ایک محبوب لیڈر یوجن دیبس کے الفاظ یاد آتے ہیں جنھوں نے اخبار ''عقل وفہم سے اپیل'' («Appeal to Reason») (۱۲۶) میں میرے خیال میں ۱۹۱۵ء کے آخر میں ایک مضمون «What shall I fight for» (''مجھے کس بات کے لئے لڑنا چاہئے'') میں (میں نے اس مضمون کا ذکر ۱۹۱۶ء کی ابتدا میں بیرن، سوئٹزرلینڈ کے مزدوروں کے ایک جلسۂ عام میں* کیا تھا) لکھا تھا کہ وہ یعنی دیبس گولی کا نشانہ بننا پسند کریں گے بجائے اس کے کہ وہ موجودہ مجرمانہ اور رجعت‌پرستانہ جنگ کے لئے قرضوں کے حق میں ووٹ دیں، وہ، دیبس صرف ایک مقدس اور پرولتاری نقطۂ نظر سے جائز جنگ کو جانتے ہیں یعنی سرمایہ‌داروں کے خلاف جنگ، انسانیت کو اجرت کی غلامی سے نجات دلانے والی جنگ۔

مجھے اس بات پر حیرت نہیں ہے کہ ولسن نے جو امریکی ارب‌پتیوں کا سربراہ اور سرمایہ‌دار مگرمچھوں کا خادم ہے دیبس کو جیل میں ڈال دیا ہے۔ بورژوازی کو سچے بین‌الاقوامیت پسندوں، انقلابی پرولتاریہ کے سچے نمائندوں کے ساتھ وحشیانہ سلوک کرنے دو! وہ جتنا ہی زیادہ خوفناک اور وحشی ہوگا اتنا ہی پرولتاری انقلاب کے فتح‌یاب ہونے کا دن قریب آئے گا۔

ہمارے انقلاب کی وجہ سے جو تباہی ہوئی ہے اس کا ملزم ہم کو ٹھہرایا جاتا ہے... الزام لگانے والے کون ہیں؟ بورژوازی

---

* لینن۔ ''۸ فروری ۱۹۱۶ء کو شہر بیرن کی بین‌اقوامی میٹنگ میں تقریر''۔ (ایڈیٹر)

کے حاشیہ بردار، اسی بورژوازی کے جس نے سامراجی جنگ کے چار سال کے دوران تقریباً ساری یورپی ثقافت کو تباہ کر دیا ہے اور یورپ کو بربریت، وحشت اور فاقہ کشی میں مبتلا کر دیا ہے۔ اب یہی بورژوازی ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ نہ تو ہم ان کھنڈرات پر، ثقافت کے اس ملبے کے درمیان، جنگ کے پیدا کئے ہوئے ملبے اور کھنڈرات کے درمیان انقلاب کی تعمیر کریں اور نہ ان لوگوں کی مدد سے جن کے ساتھ جنگ نے وحشیانہ برتاؤ کیا ہے۔ بورژوازی کتنی انسان دوست اور راست‌باز ہے!

اس کے خادم کہتے ہیں کہ ہم نے دہشت کا راستہ اختیار کیا ہے... برطانوی بورژوازی نے اپنا ۱۶۴۹ء فراموش کر دیا ہے، فرانسیسی بورژوازی نے اپنا ۱۷۹۳ء بھلا دیا ہے۔ تشدد منصفانہ اور جائز تھا جب بورژوازی نے اس کو اپنے فائدے کےلئے جاگیردارانہ نظام کے خلاف استعمال کیا تھا۔ تشدد درندانہ اور مجرمانہ ہو گیا جب مزدوروں اور غریب‌ترین کسانوں نے اس کو بورژوازی کے خلاف استعمال کرنے کی جرأت کی! تشدد منصفانہ اور جائز تھا جب اس کو ایک استحصال کرنےوالی اقلیت کی جگہ دوسری استحصال کرنےوالی اقلیت لانے کےلئے استعمال کیا گیا۔ تشدد درندانہ اور مجرمانہ ہو گیا جب اس کو ہر استحصال کرنےوالی اقلیت کا تختہ الٹنے کےلئے استعمال کیا جانے لگا، وسیع اور واقعی اکثریت کے مفادات کےلئے، پرولتاریہ اور نیم پرولتاریہ، مزدور طبقے اور غریب ترین کسانوں کے مفادات کےلئے استعمال کیا جانے لگا۔

بین‌الاقوامی سامراجی بورژوازی نے ''اپنی،، جنگ میں، اس جنگ میں جو یہ طے کرنے کےلئے تھی کہ ساری دنیا پر برطانوی درندوں یا جرمن درندوں کی حکومت ہو ایک کروڑ آدمیوں کو قتل اور دو کروڑ کو اپاہج کروا دیا۔

اگر ہماری جنگ، جابروں اور استحصال کرنےوالوں کے خلاف مظلوموں اور استحصال کے شکار لوگوں کی جنگ کا نتیجہ تمام ملکوں میں پانچ یا دس لاکھ جانوں کا نقصان ہو تو بورژوازی کہےگی کہ اول الذکر اتلاف جان بجا تھا اور آخرالذکر مجرمانہ۔ پرولتاریہ اس سے بالکل مختلف بات کہےگا۔

اب، سامراجی جنگ کی ہولناکیوں کے درمیان، پرولتاریہ کو

یہ انتہائی واضح اور نمایاں عظیم حقیقت دکھائی دے رہی ہے جو سب انقلابوں نے سکھائی ہے اور مزدوروں کے لئے ان کے بہترین معلموں، جدید سوشلزم کے بانیوں نے بطور میراث چھوڑی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی انقلاب اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک استحصال کرنے والوں کی مزاحمت کو کچل نہ دیا جائے۔ جب ہم، مزدوروں اور محنت کش کسانوں نے ریاستی اقتدار پر قبضہ کر لیا تو استحصال کرنے والوں کی مزاحمت کو کچل دینا ہمارا فرض ہو گیا۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم نے ایسا کیا اور کر رہے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہم اس کو کافی مضبوطی اور عزم کے ساتھ نہیں کر رہے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ بورژوازی کی طرف سے سوشلسٹ انقلاب کی شدید مزاحمت تمام ملکوں میں ناگزیر ہے اور یہ مزاحمت اس انقلاب کے فروغ کے ساتھ بڑھے گی۔ پرولتاریہ اس مزاحمت کو کچل دے گا، مزاحمت کرنے والی بورژوازی کے خلاف جدوجہد کے دوران آخرکار وہ فتح اور اقتدار کے لئے پختہ ہوگا۔

اپنے کو بیچنے والے بورژوا پریس کو ساری دنیا میں اس ہر غلطی کے بارے میں شور کرنے دو جو ہمارا انقلاب کرتا ہے۔ ہم اپنی غلطیوں کی وجہ سے ہمت نہیں ہارتے۔ لوگ اس وجہ سے دیوتا نہیں بن گئے کہ انقلاب شروع ہو گیا ہے۔ محنت کش طبقے جو صدیوں سے مظلوم، کچلے ہوئے اور غربت، وحشت اور جہالت کے شکنجے میں زبردستی کسے ہوئے تھے انقلاب کرتے وقت غلطیوں سے نہیں بچ سکتے۔ اور جیسا کہ ایک بار پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں، بورژوا سوسائٹی کی لاش کو تابوت میں بند کر کے دفنایا نہیں جا سکتا۔ سرمایہ‌داری کی لاش ہمارے درمیان سڑگل رہی ہے، ہوا کو گندہ کر رہی ہے اور ہماری زندگی کو زہر آلود بنا رہی ہے، جو کچھ نیا، تازہ، نوخیز اور توانا ہے اس کو پرانے، جاں‌بلب اور سڑتے ہوئے ہزاروں رشتوں اور پھندوں میں پھنسا رہی ہے۔

ہر ان سو غلطیوں کے لئے جو ہم کرتے ہیں اور جن کے بارے میں بورژوازی اور ان کے پٹھو (جن میں ہمارے مینشویک اور دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی بھی شامل ہیں) ساری دنیا میں شور کرتے ہیں، دس ہزار بڑے اور جرأت‌آمیز کام کئے جاتے ہیں، وہ

زیادہ بڑے اور جرأت‌آمیز ہیں کیونکہ وہ معمولی اور غیرنمایاں ہیں، کسی فیکٹری کے محلے یا دوردراز گاؤں کی روزمرہ کی زندگی میں چھپے ہیں، اور ان کو ایسے لوگ کرتے ہیں جن کو اپنی کامیابی کے بارے میں ساری دنیا میں شور کرنے کی عادت نہیں ہے (اور موقع بھی نہیں ملتا)۔

لیکن اگر معاملہ اس کے برعکس ہوتا (حالانکہ میں جانتا ہوں کہ ایسا مفروضہ صحیح نہیں ہے) — اگر ہم اپنی دس ہزار غلطیوں پر ۱۰۰ صحیح اقدامات کرتے تو اس صورت میں بھی ہمارا انقلاب عظیم اور ناقابل تسخیر ہوتا اور وہ عالمی تاریخ کی نگاہ میں ایسا ہی ہوگا، کیونکہ پہلی مرتبہ اقلیت نہیں، صرف امیر نہیں، صرف تعلیم‌یافتہ نہیں، بلکہ حقیقی عوام، محنت‌کشوں کی زبردست اکثریت خود ایک نئی زندگی کی تعمیر کر رہی ہے، خود اپنے تجربے سے سوشلسٹ تنظیم کے انتہائی مشکل مسائل حل کر رہی ہے۔

اس کام کے دوران کی ہوئی ہر غلطی، اپنی پوری زندگی کو پھر سے منظم کرنے کے‌لئے کروڑوں عام مزدوروں اور کسانوں کے انتہائی ایماندارانہ اور پرخلوص کام کے دوران میں ہر ایسی غلطی ان ہزاروں اور لاکھوں ''بے‌عیب،، کامیابیوں سے بہتر ہے جو استحصال کرنے‌والی اقلیت نے حاصل کی ہیں یعنی محنت‌کش لوگوں کو دھوکا دینے اور لوٹنے میں کامیابیاں۔ کیونکہ ایسی ہی غلطیوں کے ذریعہ مزدور اور کسان نئی زندگی تعمیر کرنا سیکھیں‌گے، سرمایہ‌داروں کے بغیر کام چلانا سیکھیں‌گے، صرف اس طرح وہ ہزاروں رکاوٹوں کے درمیان فتحیاب سوشلزم تک اپنے لئے ایک راستہ بنائیں‌گے۔

اپنے انقلابی کام کے دوران میں ہمارے کسان غلطیاں کر رہے ہیں جنھوں نے بہ یک ضرب، ایک رات میں، ۲۵ — ۲۶ اکتوبر (پرانا کیلنڈر) ۱۹۱۷ء کو زمین کی نجی ملکیت قطعی ختم کر دی اور اب، ماہ بماہ، زبردست دشواریوں پر قابو حاصل کر رہے ہیں اور خود اپنی غلطیوں کی تصحیح کر رہے ہیں، معاشی زندگی کے نئے حالات کی تنظیم کرنے، کولاکوں کے خلاف لڑنے، محنت‌کش لوگوں کے لئے (امیروں کے‌لئے نہیں) زمین فراہم کرنے اور بڑے

پیمانے کی کمیونسٹ زراعت میں عبور کے انتہائی مشکل فریضوں کو عملی طریقے سے حل کر رہے ہیں۔

اپنے انقلابی کام کے دوران ہمارے مزدور غلطیاں کر رہے ہیں، جنھوں نے چند مہینوں میں تقریباً سارے بڑے بڑے کارخانوں اور فیکٹریوں کو قومی بنا لیا ہے اور سخت، روزمرہ کے کام سے صنعت کی پوری پوری شاخوں کے انتظام کا نیا فریضہ سیکھ رہے ہیں وہ جمود، پیٹی بورژوا ذہنیت اور خود غرضی کی طاقتور مزاحمت پر قابو پاکر قومیائے ہوئے کارخانوں کو چلا رہے ہیں اور ایک ایک پتھر کرکے نئے سماجی رشتوں، نئے محنتی ڈسپلن، مزدوروں کی ٹریڈیونینوں کے ممبروں پر نئے اقتدار کی بنیاد قائم کر رہے ہیں۔

اپنے انقلابی کام کے دوران ہماری سوویتیں غلطیاں کر رہی ہیں جنکی تخلیق! مدت ہوئی ۱۹۰۵ء میں عوام کے ایک زبردست ابھار نے کی تھی۔ مزدوروں اور کسانوں کی سوویتیں ایک نئی قسم کی ریاست ہیں، نئی اور زیادہ بلند قسم کی جمہوریت ہیں، پرولتاری آمریت کی ایک شکل ہیں، ریاست کا بورژوازی کے بغیر اور بورژوازی کے خلاف انتظام کرنے کا ذریعہ ہیں۔ پہلی بار یہاں جمہوریت عوام کی، محنت کش عوام کی خدمت کر رہی ہے اور امیروں کی جمہوریت نہیں رہی ہے جیسا کہ ابھی تک سب بورژوا ریپبلکوں میں ہے، خواہ وہ انتہائی جمہوری کیوں نہ ہوں۔ پہلی مرتبہ عوام بڑے پیمانے پر کروڑوں لوگوں کے لئے پرولتاریہ اور نیم پرولتاریہ کی آمریت کو عملی جامہ پہنانے کے مسئلے میں مصروف ہیں، ایسا مسئلہ جس کو اگر حل نہ کیا گیا تو سوشلزم کا سوال ہی نہیں رہتا۔

کتاب پرستوں یا ان لوگوں کو جن کے ذہن لاعلاج طور پر بورژوا جمہوری یا پارلیمانی تعصبات سے بھرے ہوئے ہیں ہماری سوویتوں پر، مثلاً براہ راست انتخاب کی غیرموجودگی پر حیرانی کے ساتھ سر ہلانے دو۔ انھوں نے ۱۹۱۴—۱۸ء کے عظیم تغیرات کے زمانے میں نہ تو کچھ فراموش کیا ہے اور نہ سیکھا ہے۔ پرولتاریہ کی آمریت کے ساتھ محنت کشوں کے لئے نئی جمہوریت کا اتحاد — خانہ جنگی کے ساتھ سیاست میں لوگوں کی زیادہ سے زیادہ شرکت کا اتحاد — ایسا اتحاد بہ یک ضرب تو ہو نہیں سکتا اور نہ یہ لکیر

کی فقیر پارلیمانی جمہوریت کے فرسودہ طریقوں سے مطابقت رکھتا ھے۔ ایک نئی دنیا کے، سوشلزم کی دنیا کے خدوخال ھمارے سامنے سوویت رپبلک کی شکل میں ابھر رھے ھیں۔ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ھے کہ یہ دنیا ھمارے سامنے بنی بنائی وجود میں نہیں آتی ھے، وہ منیروا کی طرح جوپیٹر کے سر سے ایک دم نہیں نمودار ھوتی ھے۔

جب پرانے بورژوا جمہوری آئینوں نے رسمی مساوات اور اجتماع کے حق کے بارے میں ڈینگیں ماری ھیں، ھمارے پرولتاری اور کسان کے سوویت آئین نے رسمی مساوات کے فریب کو اتار پھینکا ھے۔ جب بورژوا رپبلکنوں نے تخت‌وتاج کا خاتمہ کیا تو انھوں نے شاہ‌پرستوں اور رپبلک کے حامیوں کے درمیان رسمی مساوات کی فکر نہیں کی۔ جب بورژوازی کا تختہ الٹنے کا معاملہ درپیش ھوتا ھے تو صرف غدار یا احمق ھی بورژوازی کےلئے حقوق کی رسمی مساوات کا مطالبہ کر سکتے ھیں۔ ''اجتماع کی آزادی،، مزدوروں اور کسانوں کےلئے ٹکے کی بھی حیثیت نہیں رکھتی جب بہترین عمارتیں بورژوازی کی ملکیت ھوں۔ ھماری سوویتوں نے شہروں اور دیہاتوں میں ساری اچھی عمارتیں امیروں سے ضبط کرکے ان سب کو مزدوروں اور کسانوں کو ان کی یونینوں اور جلسوں کےلئے منتقل کر دیا ھے۔ یہ ھے ھماری اجتماع کی آزادی -- محنت کش لوگوں کےلئے! یہ ھے ھمارے سوویت، ھمارے سوشلسٹ آئین کا مطلب اور مافیہ۔

اسی لئے ھم سب کو اس کا پختہ یقین ھے کہ چاھے جو بھی مصیبت ھماری سوویتوں کی رپبلک پر ٹوٹے وہ ناقابل تسخیر ھے۔

وہ ناقابل تسخیر ھے کیونکہ بدحواس سامراج کی ھر لگائی ھوئی ضرب، بین‌اقوامی بورژوازی کی ھم کو دی ھوئی ھر شکست، مزدوروں اور کسانوں کی زیادہ سے زیادہ پرتوں کو جدوجہد پر ابھارتی ھے، زبردست قربانی کی قیمت پر ان کو سبق دیتی ھے، ان کو فولاد بناتی ھے اور بڑے عوامی پیمانے پر نئی جرأت وھمت پھیلاتی ھے۔

ھم جانتے ھیں کہ آپ کے پاس سے مدد غالباً جلد نہیں آئےگی، ساتھی امریکی مزدور، کیونکہ انقلاب مختلف ملکوں میں مختلف صورتوں اور مختلف رفتاروں سے بڑھ رھا ھے (اور اس کے سوا کچھ اور ھو

بھی نہیں سکتا ہے)۔ ہم جانتے ہیں کہ حالانکہ یورپی پرولتاری انقلاب پچھلے دنوں بڑی تیزی سے پختہ ہوتا رہا ہے، بہر حال ممکن ہے کہ آئندہ چند ہفتوں میں تو وہ نہیں بھڑکےگا۔ ہمیں عالمی انقلاب کی ناگزیریت پر اعتماد ہے لیکن اس کا یہ بالکل مطلب نہیں ہے کہ ہم ایسے بیوقوف ہیں جو انقلاب کے ناگزیر طور پر کسی واضح اور اولین تاریخ میں آنے پر اعتماد کرتے ہیں۔ ہم نے اپنے ملک میں ۱۹۰۵ء اور ۱۹۱۷ء کے دو عظیم انقلاب دیکھے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ انقلاب کسی حکم یا سمجھوتے کے تحت نہیں ہوا کرتے۔ ہم جانتے ہیں کہ حالات نے ہمارے روسی، سوشلسٹ پرولتاریہ کے دستے کو ہماری خوبیوں کیوجہ سے نہیں سامنے لاکر کھڑا کیا ہے بلکہ روس کی غیرمعمولی پسماندگی کی وجہ سے، اور یہ بھی کہ عالمی انقلاب برپا ہونے سے پہلے کئی الگ انقلابوں کی شکست ممکن ہے۔

اس کے باوجود ہم کو پختہ یقین ہے کہ ہم ناقابل تسخیر ہیں کیونکہ سامراجی قتل‌وغارت سے انسانیت کی اسپرٹ نہیں کچلی جا سکتی بلکہ انسانیت اس پر فتح حاصل کرےگی۔ اور سامراجی جنگ کی قید کی زنجیر توڑنےوالا پہلا ملک ہمارا ملک تھا۔ اس زنجیر کو توڑنے کی جدوجہد میں ہم نے بہت ہی بھاری نقصان اٹھایا، لیکن ہم نے اس کو توڑ دیا۔ ہم سامراجی ماتحتی سے آزاد ہو گئے، ہم نے ساری دنیا کے سامنے سامراج کا مکمل طور سے خاتمہ کرنے کےلئے جدوجہد کا پرچم بلند کیا ہے۔

ہم جیسے ایک محصور قلعے میں ہیں۔ اور عالمی سوشلسٹ انقلاب کے دوسرے دستوں کے منتظر ہیں کہ وہ آکر ہماری مدد کریں۔ ان دستوں کا وجود ہے، وہ ہمارے دستوں سے تعداد میں زیادہ ہیں، وہ پختہ ہو رہے ہیں، بڑھ رہے ہیں اور جتنے زیادہ دنوں تک سامراج کے مظالم جاری رہتے ہیں وہ زیادہ طاقتور ہو رہے ہیں۔ مزدور اپنے سوشلسٹ غداروں سے — گومپیرس، ہنڈرسن، ریناڈیل، شیڈمان اور رینیر جیسے لوگوں سے — علحدہ ہوتے جا رہے ہیں۔ آہستہ آہستہ لیکن اعتماد کے ساتھ مزدور کمیونسٹ، بالشویک طریقۂ کار اختیار کر رہے ہیں اور پرولتاری انقلاب کی

طرف بڑھ رہے ہیں جو تنہا مرتی ہوئی ثقافت اور مرتی ہوئی انسانیت کو بچانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ ہم ناقابل تسخیر ہیں کیونکہ عالمی پرولتاری انقلاب ناقابل تسخیر ہے۔

ن۔ لینن

۲۰ اگست ۱۹۱۸ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۳۷، صفحات ۴۸ — ۶۴

پرولتاری انقلاب اور غدار کاؤتسکی

(اقتباس)

کاؤتسکی نے مارکس کو ایک معمولی اعتدال پسند میں کیسے تبدیل کیا

کاؤتسکی اپنے کتابچے میں جس بنیادی سوال سے بحث کرتا ہے وہ پرولتاری انقلاب کا جوہر ہے، یعنی پرولتاریہ کی آمریت۔ یہ سوال تمام ملکوں کے لئے سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے، خاص طور پر ترقی‌یافتہ ملکوں کے لئے، خاص طور پر ان کے لئے جو جنگ میں شریک ہیں، اور خاص طور پر اس وقت۔ بلامبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ پوری پرولتاری طبقاتی جدوجہد کا کلیدی مسئلہ ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اس پر خاص طور سے توجہ دی جائے۔

کاؤتسکی سوال کو اس طرح پیش کرتا ہے: ''دو سوشلسٹ رجحانات کے درمیان نمایاں فرق،، (یعنی بالشویکوں اور غیربالشویکوں کے درمیان) ''بنیادی طور پر دو مختلف طریقوں کے درمیان تضاد ہے: ''جمہوری اور ڈیکٹیٹرانہ،، (صفحہ ۳)۔

برسر راہ ہم یہ بتا دیں کہ جب کاؤتسکی نے روس میں غیر بالشویکوں یعنی مینشویکوں، سوشلسٹ انقلابیوں کا، سوشلسٹوں کی حیثیت سے ذکر کیا تو اس نے ان کے نام سے یعنی لفظ سے رہنمائی حاصل کی نہ کہ پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان جدوجہد میں ان کی حقیقی جگہ سے۔ یہ مارکسزم کی کتنی دلچسپ سمجھ بوجھ اور اطلاق ہے! لیکن اس کے متعلق زیادہ بعد میں۔

اس وقت ہمیں بنیادی نکتے سے، یعنی ''جمہوری اور ڈیکٹیٹرانہ طریقوں،، کے درمیان ''بنیادی تضاد،، کی کاؤتسکی کی عظیم دریافت سے بحث کرنا چاہئے۔ یہ معاملے کا مغز ہے۔ یہ کاؤتسکی کے کتابچے کا جوہر ہے۔ اور یہ ایک ایسی بھیانک نظریاتی گڈمڈ، مارکسزم

سے ایسی مکمل دستبرداری ہے کہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ کاؤتسکی نے برنشٹائن کو بھی مات کر دیا ہے۔

پرولتاریہ کی آمریت کا سوال پرولتاری ریاست کا بورژوا ریاست سے تعلق، پرولتاری جمہوریت کا بورژوا جمہوریت سے تعلق کا سوال ہے۔ یہ سوچا جا سکتا ہے کہ یہ روز روشن کی طرح واضح ہے۔ لیکن کاؤتسکی ایک ایسے اسکولی مدرس کی طرح جو تاریخ کی پرانی نصابی کتابوں کا حوالہ دے دے کر ڈھول کی طرح خشک ہو گیا ہے ضد کے ساتھ بیسویں صدی سے منہ موڑ لیتا ہے اور اٹھارویں صدی پر نظریں جماتا ہے۔ اور وہ بورژوا جمہوریت کا مطلق العنانی اور قرون وسطی کے نظام سے تعلق کے بارے میں پرانے خیالات کی، ایک سو بار، بےشمار پیراگرافوں میں ناقابل یقین اکتا دینےوالے اسلوب سے جگالی کرتا رہتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیند میں چیتھڑوں کی جگالی کر رہا ہے!

لیکن اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ یہ سمجھنے سے بالکل قاصر ہے کہ معاملہ ہے کیا! کاؤتسکی کی یہ دکھانے کی کوشش پر مسکرائے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو ''جمہوریت کی حقارت،، کا وعظ دیتے ہیں (صفحہ ۱۱) وغیرہ۔ مسئلے کو دھندلا بنانے اور الجھانے کےلئے کاؤتسکی کو اس قسم کی مہمل باتوں کا استعمال اس لئے کرنا پڑتا ہے کہ وہ بورژوا جمہوریت نہیں بلکہ عام جمہوریت کہہ کر اعتدال پسندوں کی طرح باتیں کرتا ہے۔ وہ اس ٹھیک، طبقاتی اصطلاح سے گریز کرتا ہے اور اس کی جگہ ''قبل از سوشلسٹ،، جمہوریت کا ذکر کرتا ہے۔ یہ باتونی اپنے کتابچے کے تقریباً ایک تہائی حصے، ۶۳ صفحات میں سے ۲۰ کو اس مہمل گفتگو سے بھر دیتا ہے۔ یہ بورژوازی کے لئے دلپزیر ہے کیونکہ یہ بورژوا جمہوریت کو سنوارتی ہے اور پرولتاری انقلاب کے سوال کو دھندلا بناتی ہے۔

لیکن پھر بھی کاؤتسکی کے کتابچے کا نام ہے ''پرولتاریہ کی آمریت،،۔ ہر شخص جانتا ہے کہ یہ مارکس کی تعلیمات کا جوہر ہے۔ کافی غیرمتعلق مہمل گفتگو کے بعد کاؤتسکی مجبور ہو جاتا ہے کہ پرولتاریہ کی آمریت کے متعلق مارکس کے الفاظ نقل کرے۔

لیکن جس طرح یہ اس ''مارکسی،، کاؤتسکی نے کیا ہے سراسر مزاحیہ ناٹک ہے۔ ذرا یہ سنئے:

''یہ خیال،، (جسے کاؤتسکی جمہوریت کی حقارت کا نام دیتا ہے) ''کارل مارکس کے ایک لفظ پر مبنی ہے۔،، لغوی طور پر کاؤتسکی یہ صفحہ ۲۰ پر کہتا ہے۔ اور صفحہ ۶۰ پر یہی بات دھرائی جاتی ہے اور اس شکل تک میں کہ انھوں (بالشویکوں) نے ''حسب موقع اس چھوٹے لفظ کی طرف مراجعت کی،، (لغوی طور پر وہ یہی کہتا ہے!! des Wörtchens) ''پرولتاریہ کی آمریت کے متعلق جسے مارکس نے ایک بار ۱۸۷۵ء میں ایک خط میں استعمال کیا تھا۔،،

یہ رہا مارکس کا ''چھوٹا لفظ،،:

''سرمایہ‌دارانہ اور کمیونسٹ سماج کے درمیان ایک کی دوسرے میں انقلابی تبدیلی کا دور پڑتا ہے۔ اس کے مطابق سیاسی عبوری دور بھی ہوتا ہے جس میں ریاست پرولتاریہ کی انقلابی آمریت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتی۔،،*

سب سے پہلے، مارکس کی اس کلاسیکی دلیل کو جو ان کی پوری انقلابی تعلیمات کا خلاصہ کرتی ہے 'ایک واحد لفظ،، اور یہاں تک کہ ''ایک چھوٹا لفظ،، کہنا مارکسزم کی توہین اور اس سے قطعی طور پر دستبرداری ہے۔ یہ فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ کاؤتسکی کو مارکس تقریباً حفظ یاد ہے۔ اگر اس سب کو دیکھا جائے جو کاؤتسکی کے قلم سے تحریر کیا گیا تو معلوم ہوگا کہ مارکس نے جو کچھ بھی لکھا ہے وہ اس ڈیسک میں ہے یا اس کے دماغ کے خانوں میں نہایت احتیاط کے ساتھ ترتیب سے موجود ہے تاکہ سند دیتے وقت دستیاب ہو۔ بےشک کاؤتسکی کو معلوم ہے کہ مارکس اور اینگلس دونوں نے پیرس کمیون سے پہلے اور خاص کر اس کے بعد اپنے خطوط میں اور اپنی شائع‌شدہ تصانیف میں بھی پرولتاریہ کی آمریت کے متعلق مسلسل لکھا ہے۔ بےشک کاؤتسکی کو معلوم ہے کہ ''پرولتاریہ کی آمریت،، کا فارمولا بورژوا ریاستی مشینری کو قلع قمع کرنے کے پرولتاریہ کے اس فریضے

---

* مارکس۔ ''گوتھا پروگرام کی تنقید،، باب ۴۔ (ایڈیٹر)

کی تاریخی لحاظ سے زیادہ ٹھوس اور سائنسی لحاظ سے زیادہ ٹھیک پیش کش ہے جس کے متعلق مارکس اور اینگلس دونوں ۱۸۴۸ء کے انقلاب کے اور خاص کر ۱۸۷۱ء کے انقلاب کے تجربے کا خلاصہ کرتے ہوئے چالیس سال تک، ۱۸۵۲ء اور ۱۸۹۱ء کے درمیان لکھتے رہے ہیں۔

اس مارکسی مدعی علم کے ہاتھوں مارکسزم کو سراسر غلط طور پر مسخ کرنے کی تشریح کیسے کی جا سکتی ہے؟ جہاں تک اس مظہر کی فلسفیانہ جڑوں کا تعلق ہے تو یہ جدلیات کی جگہ انتخابیت اور سوفسطائیت کو دینے کے مترادف ہے۔ کاؤتسکی ایسے تبادلے میں استاد ہے۔ اگر اسے عملی سیاست کے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو یہ موقع پرستوں کی خدمت گذاری ہے، یعنی آخری تجزیے میں بورژوازی کی۔ جنگ شروع ہونے کے بعد سے کاؤتسکی نے الفاظ میں مارکسی اور عمل میں بورژوازی کا خدمت گار ہونے کے فن میں بڑی تیزی سے ترقی کی ہے، یہاں تک کہ وہ اس فن کا صاحب ذوق بن گیا ہے۔

جب کاؤتسکی پرولتاریہ کی آمریت کے متعلق مارکس کے ”چھوٹے لفظ،، کا ”مطلب سمجھاتا ہے،، تو اس کا مزید یقین ہو جاتا ہے۔ یہ سنئے:

”بدقسمتی سے مارکس نے ہمیں زیادہ تفصیل سے یہ بتانے میں غفلت برتی کہ اس آمریت کی بابت ان کا تصور کیا تھا...،، (یہ ایک غدار کا سراسر دروغ گو جملہ ہے کیونکہ مارکس اور اینگلس نے درحقیقت ہمیں کئی انتہائی تفصیلی اظہار پیش کئے ہیں جنھیں مارکسی مدعی علم کاؤتسکی نے جان بوجھ کر نظرانداز کیا ہے۔) ”...لغوی طور پر لفظ آمریت کا مطلب جمہوریت کا انسداد ہے۔ لیکن ظاہر ہے اگر لغوی طور پر دیکھا جائے تو اس لفظ کا مطلب بلاشرکت غیرے واحد شخص کی حکمرانی بھی ہے جس پر کسی قانون کی پابندی نہ ہو — مطلق العنانی جو استبدادیت سے صرف اتنی مختلف ہوتی ہے کہ اس کا مطلب مستقل ریاستی ادارہ نہیں بلکہ عارضی فوری ضرورت کی تدبیر ہوتا ہے۔

''اصطلاح 'پرولتاریہ کی آمریت، لہذا واحد فرد کی آمریت نہیں بلکہ ایک طبقے کی آمریت ہے اور وہ اس امکان کو خارج کر دیتی ہے کہ اس سلسلے میں مارکس کے ذہن میں آمریت اصطلاح کے لغوی معنی میں تھی۔

''یہاں وہ حکومت کی شکل کے متعلق نہیں بلکہ ایک حالت کے متعلق کہتا ہے جو لازمی طور پر اس ہر جگہ پیدا ہونی چاہئے جہاں پرولتاریہ نے سیاسی اقتدار حاصل کر لیا ہے۔ اس حقیقت سے کہ اس معاملے میں مارکس کے ذہن میں حکومت کی شکل نہیں تھی ثابت ہوتا ہے کہ ان کی رائے میں برطانیہ اور امریکہ میں عبور پرامن طور پر ہونا ممکن تھا، یعنی جمہوری طریقے سے،، (صفحہ ۲۰)۔

ہم نے اس دلیل کو جان‌بوجھ‌کر پوری کی پوری نقل کی ہے تاکہ قاری یہ واضح طور پر دیکھ سکے کہ ''نظریے داں،، کاؤتسکی کیسے طریقے استعمال کرتا ہے۔

کاؤتسکی نے سوال کی جانب رسائی اس طرح اختیار کی کہ ''لفظ،، آمریت کی تعریف بیان کرنے سے ابتدا کی۔

ٹھیک ہے۔ ہر شخص کا مقدس حق ہے کہ کسی سوال کی جانب جس طرح چاہے رسائی اختیار کرے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ سنجیدہ اور ایماندار رسائی اور بے‌ایمان رسائی کے درمیان فرق کیا جائے۔ ہر وہ شخص جو اس طرح سوال کی جانب رسائی میں سنجیدگی اختیار کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ ''لفظ،، کی اپنی تعریف بیان کرے۔ اس طرح سوال انصاف سے اور ایمانداری سے پیش ہوگا۔ لیکن کاؤتسکی یہ نہیں کرتا۔ ''لغوی طور پر،، وہ لکھتا ہے ''لفظ آمریت کا مطلب جمہوریت کا انسداد ہے۔،،

سب سے پہلے، یہ تعریف نہیں ہے۔ اگر کاؤتسکی تصور آمریت کی تعریف بیان کرنے سے بچنا چاہتا ہے تو اس سوال کے متعلق یہ مخصوص رسائی کیوں اختیار کی؟

دوم، یہ سراسر غلط ہے۔ ایک اعتدال پسند کے لئے یہ قدرتی بات ہے کہ وہ ''جمہوریت،، کی بات عمومی طور پر کرے۔ لیکن

مارکسی یہ پوچھنا نہیں بھولےگا: ''کس طبقے کے لئے؟،، مثال کے طور پر ہر شخص جانتا ہے (اور ''مورخ،، کاؤتسکی کو بھی اس کا علم ہے) کہ قدیم زمانے میں غلاموں کی بغاوتوں، یہاں تک کہ ان کی اتھل پتھل سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی تھی کہ قدیم ریاست بنیادی طور پر غلاموں کے آقاؤں کی آمریت ہے۔ کیا اس آمریت نے غلاموں کے آقاؤں میں اور ان کے لئے جمہوریت منسوخ کردی؟ ہر شخص جانتا ہے کہ اس نے ایسا نہیں کیا۔

''مارکسی،، کاؤتسکی نے سراسر غلط، احمقانہ اور جھوٹا بیان اس لئے دیا کہ وہ طبقاتی جدوجہد کو ''بھول گیا،،...

کاؤتسکی کے اعتدال پسند اور غلط دعوی کو مارکسی اور سچے دعوی میں بدلنے کے لئے یہ کہنا چاہئے: آمریت کا لازمی طور پر یہ مطلب نہیں کہ اس طبقے کے لئے جمہوریت منسوخ کردی جائے جو دوسرے طبقات پر آمریت چلاتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب لازمی طور پر یہ ہے کہ اس طبقے کے لئے جمہوریت کی تنسیخ (یا کافی ٹھوس پابندی جو تنسیخ کی ایک شکل ہے) جس پر، یا جس کے خلاف آمریت چلائی جاتی ہے۔

یہ دعوی کتنا بھی صحیح ہو لیکن آمریت کی تعریف بیان نہیں کرتا۔

آئیے، ہم کاؤتسکی کے اگلے جملے کا جائزہ لیں:

''...لیکن ظاہر ہے کہ اگر لغوی طور پر دیکھا جائے تو اس لفظ کا مطلب بلاشرکت غیرے واحد شخص کی حکمرانی بھی ہے جس پر کسی قانون کی پابندی نہ ہو...،،

اندھے کتے کے پلے کی طرح جو اٹکل پچو سے ادھر ادھر سونگھتا ہے کاؤتسکی نے اتفاق سے ایک صحیح خیال معلوم کر لیا (یعنی آمریت ایسی حکمرانی ہے جو کسی قانون کی پابند نہیں ہوتی) لیکن پھربھی وہ آمریت کی تعریف بیان کرنے میں ناکام رہا۔ علاوہ ازیں اس نے ایک عیاں تاریخی غلطی کی، وہ یہ کہ آمریت کا مطلب واحد شخص کی حکمرانی ہے۔ قواعد زبان کے لحاظ سے بھی یہ غلط ہے کیونکہ آمریت چلانےوالے مٹھی بھر افراد ہو سکتے ہیں یا اولیگارشی یا ایک طبقہ وغیرہ۔

کاؤتسکی اس کے بعد آمریت اور مطلق العنانی کے درمیان فرق کو بتاتا ہے۔ لیکن اگرچہ جو کچھ وہ کہتا ہے عیاں طور پر غلط ہے پھر بھی ہم اس پر بحث نہیں کریں گے کیونکہ وہ اس سوال سے بالکل غیرمتعلق ہے جس سے ہمیں دلچسپی ہے۔ ہر شخص کاؤتسکی کا رجحان جانتا ہے کہ وہ بیسویں صدی سے اٹھارویں صدی میں چلا جاتا ہے اور اٹھارویں صدی سے کلاسیکی عہد قدیم میں۔ ہمیں یقین ہے کہ جب جرمن پرولتاریہ اپنی آمریت حاصل کر لےگا تو اس کا یہ رجحان یاد رکھےگا اور اسے کسی اسکول میں قدیم تاریخ کا مدرس مقرر کر دےگا۔ پرولتاریہ کی آمریت کی تعریف بیان کرنے سے بچنے کےلئے مطلق العنانی کو فلسفے کے رنگ میں پیش کرنا یا تو سراسر حماقت ہے یا انتہائی بھونڈا فریب۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آمریت پر بحث کرنے کا بیڑا اٹھانے کے بعد کاؤتسکی نے کافی عیاں دروغ گوئیاں کیں مگر کوئی تعریف بیان نہیں کی! اس کے باوجود اپنی ذہنی صلاحیتوں پر تکیہ کرنے کے بجائے اگر وہ اپنی یاد داشت کو استعمال کرکے اپنے ذہن کے ''خانوں،، میں سے وہ تمام مثالیں چنتا جہاں مارکس آمریت کے بارے میں کہتے ہیں تو وہ یقینی طور پر مندرجۂ ذیل تعریف پر پہنچتا یا مغز کے لحاظ سے اس سے مطابقت رکھنےوالی تعریف پر:

آمریت وہ حکمرانی ہے جو قوت پر مبنی ہوتی ہے اور کسی بھی قانون کی پابند نہیں ہوتی۔

پرولتاریہ کی انقلابی آمریت وہ حکمرانی ہے جسے پرولتاریہ بورژوازی کے خلاف تشدد استعمال کرکے حاصل اور قائم کرتا ہے، ایسی حکمرانی جو کسی بھی قانون کی پابند نہیں ہوتی۔

یہ سادہ سچائی، جو ہر طبقاتی شعور رکھنےوالے مزدور (جو عوام کی نمائندگی کرتا ہے، پیٹی‌بورژوا لفنگوں کے بالائی حصے کی نہیں جنھیں سرمایہ‌داروں نے رشوت دیدی ہے، جیسے کہ تمام ملکوں کے سماجی سامراجی)، استحصال کئے جانےوالے طبقات کے، جو اپنی نجات کےلئے لڑ رہے ہیں، ہر نمائندے کے لئے عیاں ہے، یہ سچائی جو ہر مارکسی کےلئے تردید سے بالا ہے، علامہ جناب کاؤتسکی سے ''بزور قوت نکالنا،، پڑتی ہے! اس کی تشریح کیسے کی جائے؟ محض غلامانہ ذہنیت سے جس سے دوسری انٹرنیشنل کے

رہنما، جو بورژوازی کی خدمت میں قابل نفرین چاپلوس بن گئے ہیں، رنگے ہوئے ہیں۔

جب کاؤتسکی نے یہ مہمل خیال پیش کیا کہ لفظ آمریت کا لغوی معنوں میں مطلب ایک شخص کی آمریت ہے تو اس نے پہلے ہاتھ کا کرتب دکھایا اور پھر — ہاتھ کے اس کرتب کے بل پر — اس نے اعلان کیا کہ ''لہذا،، طبقے کی آمریت کے متعلق مارکس کے الفاظ کا مطلب لغوی معنوں میں نہیں ہے (بلکہ اس معنی میں جب آمریت سے مراد انقلابی تشدد نہیں ہوتی لیکن بورژوا — توجہ دیجئے — ''جمہوریت،، کے تحت ''پرامن طریقے،، سے اکثریت حاصل کرنا ہے)۔

دیکھئے ''حالات،، اور ''حکومت کی شکل،، میں فرق کرنا چاہئے۔ بڑا دلچسپ اور گہرا فرق ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک آدمی کی جو بےوقوفی سے استدلال کرتا ہے حماقت کے ''حالات،، اور اس کی حماقت کی ''شکل،، کے درمیان فرق کی لکیر کھینچی جائے۔

کاؤتسکی کے لئے ضروری ہے کہ آمریت کی وضاحت ''تسلط کی حالت،، کی طرح کرے (یہ لغوی اظہار ہے جسے وہ اگلے صفحہ ۲۱ پر استعمال کرتا ہے) کیونکہ پھر انقلابی تشدد اور پرتشدد انقلاب غائب ہو جائیں گے۔ ''تسلط کی حالت،، وہ حالت ہے جس کو... ''جمہوریت،، کے تحت کوئی بھی اکثریت حاصل ہو سکتی ہے! اس فریب کا احسان‌مند ہونا چاہئے جس کی وجہ سے انقلاب بخیر و عافیت غائب ہو جاتا ہے!

لیکن یہ فریب اتنا بھونڈا ہے کہ کاؤتسکی کو بچا نہیں سکتا۔ یہ حقیقت نہیں چھپائی جا سکتی کہ آمریت انقلابی تشدد کی ''حالت،، کو فرض کرتی ہے اور اس کے معنی بھی یہی ہیں، جو غداروں کو ناپسند ہے۔ ''حالت،، اور ''حکومت کی شکل،، کے درمیان فرق کرنا عیاں طور پر لغو ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کی شکلوں کی بات کرنا انتہائی حماقت ہے کیونکہ اسکول کا ہر طالب‌علم جانتا ہے کہ بادشاہت اور ریپبلک حکومت کی دو شکلیں ہیں۔ جناب کاؤتسکی کو یہ سمجھانا چاہئے کہ حکومت کی یہ دونوں شکلیں، سرمایہ‌داری کے تحت تمام

عبوری ''حکومتوں کی شکلوں،، کی طرح، بورژوا ریاست یعنی بورژوازی کی آمریت کی صرف مختلف شکلیں ہیں۔

آخر میں، حکومت کی شکلوں کی بات کرنا مارکس کو صرف احمقانہ طور پر بلکہ بھونڈے طریقے سے بےحد مسخ کرنا ہے جو اس موضوع پر حکومت کی شکلیں نہیں بلکہ بڑی وضاحت سے ریاست کی یہ یا وہ شکل یا قسم کہتے ہیں۔

بورژوا ریاست کی مشینری کو بزور جبر تباہ کئے بغیر اور اس کی جگہ نئی مشینری کو لائے بغیر، جو اینگلس کے الفاظ میں ''لفظ کے مناسب معنی میں ریاست نہیں ہے،،*، پرولتاری انقلاب ناممکن ہے۔

لیکن اپنی غدارانہ حیثیت کے سبب کاؤتسکی یہ سب دھندلا کرتا ہے اور جھٹلاتا ہے۔

دیکھئے، کتنی بدبخت سخن سازیاں وہ استعمال کرتا ہے۔

پہلی سخن سازی۔ ''یہ حقیقت کہ اس معاملے میں مارکس کے ذہن میں حکومت کی شکل نہیں تھی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی رائے میں برطانیہ اور امریکہ میں عبور پرامن طور پر ہونا ممکن تھا، یعنی جمہوری طریقے سے...،،

حکومت کی شکل سے اس کا قطعی طور پر کوئی بھی تعلق نہیں ہے کیونکہ ایسی بادشاہتیں ہیں جو بورژوا ریاست کی مثالی نہیں ہیں، مثلاً ایسی جن میں فوجی ٹولے نہیں ہیں اور ایسی ریپبلکیں ہیں جو اس سلسلے میں مثالی ہیں جہاں فوجی ٹولے اور نوکرشاہی ہے۔ یہ عالمگیر طور پر جانی ہوئی تاریخی اور سیاسی حقیقت ہے اور کاؤتسکی اسے باطل نہیں کر سکتا۔

اگر کاؤتسکی سنجیدگی اور ایمانداری سے استدلال کرنا چاہتا تو وہ اپنے آپ سے پوچھتا: کیا انقلاب کے ایسے تاریخی قوانین ہیں جن کا کوئی استثنا نہیں ہوتا؟ اور جواب یہ ہوتا: نہیں، ایسے قوانین نہیں ہوتے۔ ایسے قوانین کا اطلاق صرف مثالی طور پر ہوتا ہے

---

* اینگلس۔ ببیل کے نام خط، مورخہ ۱۸ — ۲۸ مارچ ۱۸۷۵ء۔ (ایڈیٹر)

جسے کبھی مارکس نے ”آدرشی،، کہا تھا یعنی اوسطاً، عام، مثالی سرمایہ‌داری کے معنی میں۔

مزید برآں، کیا آٹھویں دھائی میں ایسی بات تھی جس نے انگلستان اور امریکہ کو اس کے تعلق سے جس پر ہم اب بحث کر رہے ہیں استثنا بنا دیا تھا؟ یہ ہر اس شخص کے لئے عیاں ہے جو تاریخ کے مسائل کے سلسلے میں سائنس کے تقاضوں سے تھوڑا بہت بھی واقف ہے کہ یہ سوال کرنا چاہئے۔ اسے نہ کرنا سائنس کو مسخ کرنا ہے، سوفسطائیت استعمال کرنا ہے۔ اور جب سوال پیش کر دیا گیا ہے تو جواب پر کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا: پرولتاریہ کی انقلابی آمریت بورژوازی کے خلاف تشدد ہے۔ اور ایسے تشدد کی ضرورت خاص طور پر اس لئے ہوتی ہے، جیسا کہ مارکس اور اینگلس کئی بار تفصیل سے وضاحت کر چکے ہیں (خاص کر ”فرانس میں خانہ جنگی،، اور اس کے دیباچے میں)، کہ عسکریت اور نوکرشاہی موجود ہوتی ہے۔ اور یہی ادارے برطانیہ اور امریکہ میں ۱۹ ویں صدی کی آٹھویں دھائی میں غیرموجود تھے جب مارکس نے اپنے خیالات پیش کئے تھے! (اب وہ برطانیہ اور امریکہ میں موجود ہیں۔)

اپنی غداری پر پردہ ڈالنے کے لئے کاؤتسکی کو لغوی طور سے ہر قدم پر فریب اختیار کرنا پڑتا ہے!

دیکھئے کس غفلت سے اس نے اپنی حماقت دکھا دی جب اس نے لکھا: ”پرامن طور پر، یعنی جمہوری طریقے سے،،!!

آمریت کی تعریف بیان کرتے وقت کاؤتسکی نے انتہائی کوشش کی کہ اس تصور کی بنیادی خصوصیت کو یعنی انقلابی تشدد کو قاری سے پوشیدہ رکھے۔ لیکن اب سچائی سامنے آگئی ہے: سوال پرامن اور پرتشدد انقلابوں میں فرق کا ہے۔

یہ ہے معاملے کا جوہر۔ کاؤتسکی کو یہ سب حیلے، سوفسطائیت اور غلط بیانیاں صرف اس لئے اختیار کرنی پڑتی ہیں کہ اپنے آپ کو پرتشدد انقلاب سے بری کر لے، اس سے اپنی دست‌برداری کی، غداری کرکے اعتدال‌پسند مزدور پالیسی سے یعنی بورژوازی سے جاملنے کی پردہ‌پوشی کرے۔ یہ ہے معاملے کا جوہر۔

''مورخ،، کاؤتسکی اتنی شرمناکی سے تاریخ کو غلط بیان کرتا ہے کہ وہ یہ بنیادی حقیقت ''بھول جاتا ہے،، کہ قبل از اجارادارانہ سرمایہ‌داری — جو اپنے عروج کو ۱۹ ویں صدی کی آٹھویں دھائی میں پہنچی — اپنی بنیادی معاشی خصوصیات کے لحاظ سے جن کا انتہائی مثالی اظہار برطانیہ اور امریکہ میں تھا مقابلتاً امن اور آزادی کی زیادہ سے زیادہ شائق تھی جبکہ سامراج یعنی اجارادارانہ سرمایہ‌داری جو صرف بیسویں صدی میں مکمل طور پر پختہ ہوگئی، اپنی بنیادی معاشی خصوصیات کے لحاظ سے امن اور آزادی کی کم سے کم شائق اور زیادہ سے زیادہ عسکریت کے عالمگیر ارتقا کے لئے ممتاز تھی۔ یہ بحث کرتے وقت کہ کس حد تک پرامن یا پرتشدد انقلاب مثالی یا ممکن ہے اسے ''دیکھنے میں ناکام،، ہونا بورژوازی کے انتہائی گھٹیا خدمت‌گار کی سطح تک گر جانا ہے۔

دوسری سخن‌سازی۔ پیرس کمیون پرولتاریہ کی آمریت تھی لیکن عام رائے دھی کے ذریعے منتخب کیا گیا تھا، یعنی بورژوازی کو حق رائے دھی سے محروم کئے بغیر، یعنی ''جمہوری طریقے سے''۔ اور کاوتسکی فاتحانہ انداز میں کہتا ہے: ''...پرولتاریہ کی آمریت مارکس کے لئے،، (یا مارکس کے مطابق) ''ایک ایسی حالت ہے جو لازمی طور پر خالص جمہوریت کا نتیجہ ہوتی ہے، اگر پرولتاریہ اکثریت پر مشتمل ہو،، -(bei überwiegendem Proletariat, S.21)

کاؤتسکی کی یہ دلیل اتنی دلچسپ ہے کہ واقعی وہ اس پر اعتراضات کی فراوانی سے سچی الجھن میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اول، یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ چیدہ، جنرل اسٹاف، بورژوازی کے بالائی حصے پیرس سے ورسائی بھاگ گئے تھے۔ ورسائی میں ''سوشلسٹ،، لوئی بلانک تھا، جس سے برسرراہ کاؤتسکی کا یہ دعوی جھوٹ ثابت ہوتا ہے کہ سوشلزم کے ''تمام رجحانات،، نے پیرس کمیون میں حصہ لیا۔ کیا پیرس کے باسیوں کی دو محارب کیمپوں میں اس تقسیم کو، جن میں سے ایک کیمپ بورژوازی کے سارے مجاھدانہ اور سیاسی طور پر سرگرم حصے کو محیط کرتا ہے، ''عام رائے دھی،، کے ساتھ ''خالص جمہوریت'' کہنا مضحکہ‌خیز نہیں ہے؟

دوم، پیرس کمیون نے ورسائی کے خلاف جنگ فرانس کی مزدور حکومت کی بورژوا حکومت کے خلاف جنگ کی طرح لڑی۔ اس کا ''خالص

جمہوریت،، اور ''عام رائے دہی،، سے کیا تعلق ہے جب پیرس فرانس کی قسمت کا فیصلہ کر رہا تھا؟ جب مارکس نے یہ رائے ظاہر کی کہ پیرس کمیون نے بینک پر قبضہ نہ کرکے غلطی کی جو سارے فرانس کی ملکیت تھا تو کیا انہوں نے ''خالص جمہوریت،، کے اصولوں اور عمل کو اپنا نقطہ' آغاز نہیں بنایا؟

درحقیقت یہ عیاں ہے کہ کاؤتسکی ایک ایسے ملک میں لکھ رہا ہے جہاں پولیس نے لوگوں پر ''مجمع میں،، ہنسنے پر پابندی لگا رکھی ہے ورنہ کاؤتسکی تمسخر سے مارا جاتا۔

سوم، میں سودبانہ طور سے جناب کاؤتسکی کو جو مارکس اور اینگلس کو رٹ کر جانتے ہیں پیرس کمیون کی بابت اینگلس کا مندرجہ' ذیل اندازہ، جو ''خالص جمہوریت،، کے نقطہ' نظر سے دیا گیا ہے، یاد دلاتا ہوں:

''کیا ان حضرات نے،، (اختیارات کے مخالف) ''کبھی انقلاب دیکھا ہے؟ بےشک انقلاب انتہائی بااختیار چیز ہے۔ وہ ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے آبادی کا ایک حصہ دوسرے حصے پر اپنی مرضی بندوقوں، سنگینوں اور توپوں سے عائد کرتا ہے، جو سب سے انتہائی بااختیار ذرائع ہیں۔ اور فتحیاب پارٹی کو اپنی حکمرانی دہشت کے ذریعے قائم رکھنا چاہئے جو اسی کے ہتھیار رجعت‌پرستوں کے دل میں پیدا کرتے ہیں۔ کیا پیرس کمیون ایک دن کے لئے قائم رہ سکتا تھا اگر اس نے بورژوازی کے خلاف مسلح عوام کا اختیار استعمال نہ کیا ہوتا؟ اس کے برعکس، کیا ہم اس پر یہ الزام نہیں لگا سکتے کہ اس نے اس اختیار کا استعمال بہت کم کیا؟،،*

یہ رہی تمہاری ''خالص جمہوریت،،! اینگلس اس بھونڈے پیٹی بورژوا، ''سوشل ڈیموکریٹ،، (پانچویں دہائی کے فرانسیسی معنی میں اور ۱۸ — ۱۹۱۴ء کے عام یورپی مطلب میں) کا کتنا مذاق اڑاتے جو طبقات میں بٹے ہوئے معاشرے کے اندر ''خالص جمہوریت،، کی بات سوچ سکتا ہے۔

بس یہ کافی ہے۔ کاؤتسکی کی تمام مختلف حماقتیں گنانا

---

* اینگلس۔ ''اختیار کے بارے میں،،۔ (ایڈیٹر)

ناممکن ہے کیوں کہ وہ جو فقرہ بھی لکھتا ہے غداری کا اتھاہ گڑھا ہوتا ہے۔

پیرس کمیون کا تجزیہ مارکس اور اینگلس نے انتہائی تفصیل سے کیا اور دکھایا کہ اس کی فضیلت ''ریاست کی بنی بنائی مشینری'' کا قلع قمع کرنا، اسے توڑ ڈالنا تھی۔* مارکس اور اینگلس اس نتیجے کو اتنا اہم خیال کرتے تھے کہ صرف یہی ترمیم انھوں نے ۱۸۷۲ء میں ''کمیونسٹ مینی‌فیسٹو'' کے ''فرسودہ'' (حصوں میں) پروگرام میں شامل کی۔ مارکس اور اینگلس نے بتایا کہ پیرس کمیون نے فوج اور نوکرشاہی ختم کی، پارلیمانیت ختم کی، ''اس طفیلی بدگوشت ریاست'' کو تباہ کیا۔ لیکن دانا کاؤتسکی شب خوابی کی ٹوپی سجائے ''خالص جمہوریت'' والی پریوں کی کہانی دھراتا ہے جسے اعتدال پسند پروفیسر ہزار بار سناچکے ہیں۔

اس پر حیرت نہیں ہوتی کہ ۴ اگست ۱۹۱۴ء کو روزا لکسمبرگ نے کہا کہ اب جرمن سوشل ڈیموکریسی متعفن لاش ہے۔

تیسری سخن‌سازی۔ ''جب ہم آمریت کے متعلق حکومت کی ایک شکل کی طرح بات کرتے ہیں تو ہم ایک طبقے کی آمریت کی بات نہیں کر سکتے کیونکہ ایک طبقہ، جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں، راج کر سکتا ہے مگر حکمرانی نہیں کر سکتا۔'' ''تنظیمیں'' یا ''پارٹیاں'' حکمرانی کرتی ہیں۔

گڈمڈ دماغ رکھنے‌والے جناب ناصح، یہ گڈمڈ ہے، کراہت پیدا کرنے‌والی گڈمڈ! آمریت ''حکومت کی شکل'' نہیں ہے۔ یہ مضحکہ‌خیز مہمل بات ہے۔ مارکس ''حکومت کی شکل'' کی بابت نہیں بلکہ ریاست کی شکل یا قسم کے بارے میں کہتے ہیں۔ یہ بالکل مختلف ہے، ابتدا سے آخر تک مختلف۔ یہ بھی کہنا بالکل غلط ہے کہ ایک طبقہ حکمرانی نہیں کر سکتا: ایسی احمقانہ بات صرف ''پارلیمانی قاترالعقل'' کہہ سکتا ہے جسے سوائے بورژوا پارلیمنٹوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا اور ''حکمراں پارٹیوں'' کے علاوہ اور

---

*ک۔ مارکس۔ کوگیلمان کے نام خط، مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۷۱ء۔

ک۔ مارکس۔ ''فرانس میں خانہ جنگی''، تیسرا باب۔ (ایڈیٹر)

کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ کوئی بھی یورپی ملک کاؤتسکی کو ایسی حکمرانی کی مثالیں فراہم کر سکتا ھے جو کسی حکمراں طبقے کی تھی، مثلاً، ازمنہ وسطی میں زمینداروں کی حکمرانی، باوجود ان کی ناکافی تنظیم کے۔

خلاصہ: کاؤتسکی نے پرولتاریہ کی آمریت کے تصور کو انتہائی بےنظیر طور پر مسخ کیا ھے اور مارکس کو ایک معمولی اعتدال‌پسند میں تبدیل کر دیا ھے، یعنی اس نے خود اپنے آپ کو ایک اعتدال‌پسند کی سطح تک گرا دیا ھے جو ''خالص جمہوریت،، کے متعلق گھٹیا جملے کہتا ھے، بورژوا جمہوریت کے طبقاتی مافیہہ کو سنوارتا اور اس پر ملمع کرتا ھے، اور مظلوم طبقے کے انقلابی تشدد کے استعمال سے سب سے زیادہ کتراتا ھے۔ ''پرولتاریہ کی انقلابی آمریت،، کے تصور کی اس طرح ''تشریح کرکے،، جس کے دوران میں ظالموں کے خلاف مظلوم طبقے کا انقلابی تشدد غائب ھو جائے کاؤتسکی نے مارکس کو اعتدال‌پسندانہ طور پر مسخ کرنے میں عالمی ریکارڈ توڑ دیا ھے۔ غدار کاؤتسکی کے مقابلے میں غدار برنشٹائن محض کتے کا پلا ثابت ھوا ھے۔

بورژوا اور پرولتاری جمہوریت

جس سوال کو کاؤتسکی نے بڑے شرمناک طریقے سے گڈمڈ کیا ھے درحقیقت مندرجۂ ذیل ھے۔

اگر ھم عقل سلیم اور تاریخ کو منہ چڑانا نہیں چاھتے تو یہ عیاں ھے کہ جب تک مختلف طبقات وجود رکھتے ھیں ھم ''خالص جمہوریت،، کی بات نہیں کر سکتے، ھم صرف طبقاتی جمہوریت کی بات کر سکتے ھیں۔ (بطور جملۂ معترضہ ھم یہ بھی کہہ دیں کہ ''خالص جمہوریت،، نہ صرف نادانی کا فقرہ ھے جو طبقاتی جدوجہد اور ریاست کی نوعیت دونوں کی سمجھ بوجھ کا فقدان ظاہر کرتا ھے بلکہ بالکل کھوکھلا فقرہ ھے کیونکہ کمیونسٹ معاشرے میں جمہوریت تبدیل ھوکر اور عادت ھونے کے عمل کے دوران میں رفتہ رفتہ فنا ھو جائےگی مگر ''خالص،، جمہوریت کبھی نہیں بنےگی۔)

"خالص جمہوریت" اس اعتدال پسند کا دروغ آمیز فقرہ ہے جو مزدوروں کو بیوقوف بنانا چاہتا ہے۔ تاریخ میں بورژوا جمہوریت کا مقام ہے جس نے جاگیرداری کی جگہ لی اور تاریخ کو پرولتاری جمہوریت بھی معلوم ہے جو بورژوا جمہوریت کی جگہ لیتی ہے۔

جب کاؤتسکی درجنوں صفحات یہ سچائی "ثابت کرنے" پر صرف کرتا ہے کہ قرون وسطی کے نظام کے مقابلے میں بورژوا جمہوریت ترقی پسند ہے اور پرولتاریہ کو چاہئے کہ بورژوازی کے خلاف جدوجہد میں اسے ضرور استعمال کرے تو درحقیقت یہ اعتدالی پسندانہ بکواس ہے جس کا مقصد مزدوروں کو بیوقوف بنانا ہے۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے نہ صرف تعلیم یافتہ جرمنی کے لئے بلکہ غیرتعلیم یافتہ روس کے واسطے بھی۔ جب کاؤتسکی طمطراق کے انداز میں وائٹلنگ اور پراگوئے کے جیسوئٹوں وغیرہ کے بارے میں باتیں کرتا ہے تاکہ جدید یعنی سرمایہ دارانہ جمہوریت کا بورژوا جوہر بتانے سے گریز کرے تو وہ مزدوروں کی آنکھوں میں محض "علمی" دھول جھونکتا ہے۔

کاؤتسکی مارکسزم سے وہ لیتا ہے جسے اعتدال پسند لوگ، بورژوازی قبول کرتے ہیں (قرون وسطی کی تنقید، عام طور پر سرمایہ داری کا ترقی پسند تاریخی رول اور خاص کر سرمایہ دارانہ جمہوریت کا) اور مارکسزم سے وہ خارج کر دیتا ہے، اس کے سامنے سے خاموشی سے گذر جاتا ہے اور اسے دھندلا کرتا ہے جو بورژوازی کے لئے ناقابل قبول ہے (بورژوازی کے خلاف پرولتاریہ کا انقلابی تشدد، اول الذکر کو تباہ کرنے کے لئے)۔ یہی سبب ہے کہ کاؤتسکی اپنی معروضی حیثیت کی وجہ سے اور اس سے قطع نظر کہ اس کے داخلی عقائد کیا ہیں، ناگزیر طور پر بورژوازی کا خدمت گار ثابت ہوتا ہے۔

بورژوا جمہوریت، اگرچہ ازمنہ وسطی کے نظام کے مقابلے میں ایک عظیم تاریخی پیش قدمی تھی، لیکن ہمیشہ سے اور سرمایہ داری میں ضرور محدود، دیمک خوردہ، ناراست اور ریاکارانہ، دولت مندوں کے لئے جنت اور استحصال کئے جانے والوں، غریبوں کے لئے جال اور فریب ہوتی ہے اور لازمی طور پر ایسی ہی رہے گی۔ یہی صداقت مارکس کی تعلیمات کا ایک انتہائی اہم حصہ ہے جسے "مارکسی" کاؤتسکی سمجھنے سے قاصر رہا ہے۔ اس — بنیادی —

مسئلے پر کاؤتسکی ان حالات کی سائنسی تنقید کرنے کے بجائے جو ہر بورژوا جمہوریت کو دولت‌مندوں کی جمہوریت بناتے ھیں بورژوازی کا ''دل خوش'' کرتا ھے۔

هم علامه جناب کاؤتسکی کو پہلے مارکس اور اینگلس کے وہ نظریاتی اقوال یاد دلانا چاہتے ھیں جنھیں یہ مدعی علم بڑی شرمناکی سے ''بھول'' گیا ھے (بورژوازی کو خوش کرنے کے لئے) اور پھر مسئلے کی جتنا ممکن ھے عام فہم زبان میں تشریح کریں‌گے۔

نه صرف قدیم اور جاگیردارانه بلکه ''جدید نمائندگانه ریاست سرمایے کے هاتھوں اجرتی محنت کے استحصال کا آله ھے'' (اینگلس، ریاست کے متعلق اپنی تصنیف میں)۔ * ''لہذا چونکه ریاست صرف ایک عبوری اداره ھے جو جد و جہد میں، انقلاب میں اپنے دشمن کو بزور قوت اپنے بس میں رکھنے کے لئے استعمال کی جاتی ھے تو آزاد عوام کی ریاست کی بات کرنا بالکل بے‌معنی ھے۔ جب تک پرولتاریه کو ریاست کی ضرورت هوتی ھے، اسے آزادی کے مفاد میں نہیں بلکه اپنے دشمنوں کو بس میں رکھنے کےلئے ریاست کی ضرورت هوتی ھے، اور جب آزادی کی بات کرنا ممکن هو جاتا ھے تو ریاست کا اپنی حیثیت سے وجود ختم هو جاتا ھے'' (بیبل کے نام اینگلس کا خط، مورخه ۲۸ مارچ ۱۸۷۵ء)۔ ''ریاست ایک طبقے کے دوسرے طبقے پر ظلم کرنے کی مشینری کے علاوه اور کچھ نہیں هوتی، اور واقعی بادشاهت کے مقابلے میں جمہوری ریپبلک میں یه کم نہیں هوتا'' (مارکس کی تصنیف ''فرانس میں خانه جنگی'' کا اینگلس کا دیباچه)۔ عام رائے دهندگی ''مزدور طبقے کی پختگی کی کسوٹی ھے۔ موجوده ریاست میں وہ اس سے زیاده نہیں دے سکتی اور کبھی نہیں دیگی'' (ریاست کے متعلق اینگلس کی تصنیف میں۔ جناب کاؤتسکی اس مقولے کے پہلے حصے کی بڑی محنت سے جگالی کرتے ھیں جو بورژوازی کے لئے قابل قبول ھے۔ اور دوسرے حصے کو جس کے نیچے هم نے خط‌کشیده کھینچا ھے اور جو بورژوازی کے لئے قابل قبول نہیں ھے غدار کاؤتسکی اسے خاموشی سے پی جاتا ھے!)

---

* اینگلس۔ ''خاندان، ذاتی ملکیت اور ریاست کا آغاز''۔ ۹ باب۔ (ایڈیٹر)

”کمیون کو پارلیمانی نہیں بلکہ عاملہ کارپوریشن ہونا چاہئے تھا جو بہ‌یک وقت عاملہ بھی ہوتا اور قانون‌ساز بھی... تین یا چھہ سال میں ایک بار یہ طے کرنے کی بجائے کہ حکمراں طبقے کا کون رکن پارلیمنٹ میں عوام کی نمائندگی کرے اور عوام پر ظلم کرے، عام حق رائے دھندگی کو کمیونوں میں منظم عوام کی خدمت کرنی چاہئے تھی جس طرح انفرادی حق رائے دھندگی ہر آجر کو اپنے کاروبار میں مزدور، مستری اور محاسب تلاش کرنے میں مدد دیتا ہے“ (پیرس کمیون کے متعلق مارکس کی تصنیف ”فرانس میں خانہ جنگی“) ۔

ان میں سے ہر قول جس سے علامہ جناب کاؤتسکی اچھی طرح واقف ہیں ان کے منہ پر طمانچہ ہے اور ان کی غداری کی پول کھولتا ہے ۔ اپنے کتابچے میں وہ کہیں بھی ان سچائیوں کی سمجھ بوجھ ظاہر نہیں کرتے ۔ ان کا پورا کتابچہ مارکسزم کا بالکل تمسخر ہے !

جدید ریاستوں کے بنیادی قوانین کو لیجئے، ان کی حکمرانی کے مسئلے کو لیجئے، اجتماع کی آزادی، پریس کی آزادی یا ”قانون کی نظر میں تمام شہریوں کی مساوات“ کو لیجئے — آپ ہر قدم پر بورژوا جمہوریت کی حیلہ‌سازی کا ثبوت دیکھیں گے جس سے ہر طبقاتی شعور رکھنے‌والا اور ایماندار مزدور واقف ہے ۔ ایسی ایک بھی جمہوری ریاست نہیں ہے جس کے آئین میں ایسی گنجائشیں اور تحفظات نہ ہوں جو بورژوازی کو یہ ضمانت نہ دیتے ہوں کہ ”پبلک امن و امان میں خلل پڑنے کی صورت میں“ مزدوروں کے خلاف فوج بھیجی جائےگی، مارشل لا کا اعلان کر دیا جائےگا، وغیرہ — درحقیقت استحصال کرنے‌والے طبقے کی غلامی کی اپنی حالت میں ”خلل ڈالنے“ اور غیر غلام رویہ اختیار کرنے کی صورت میں ۔ کاؤتسکی بےشرمی سے بورژوا جمہوریت کو حسین بناتا ہے اور مثال کے طور پر یہ بیان نہیں کرتا کہ امریکہ اور سوئٹزرلینڈ میں انتہائی جمہوری اور ریبلکی بورژوازی ہڑتال کے وقت مزدوروں کے ساتھ کیسے پیش آتی ہے ۔

ان باتوں پر دانا اور علامہ کاؤتسکی خاموشی اختیار کر لیتے ہیں! یہ علامہ سیاست داں محسوس نہیں کرتا کہ اس معاملے پر

خاموش رہنا سفلہ‌پن ہے۔ وہ مزدوروں کو اس قسم کی بچوں کی کہانیاں سنانا زیادہ پسند کرتا ہے کہ جمہوریت کا مطلب ''اقلیت کا تحفظ،، ہے۔ یہ ناقابل یقین ہے لیکن حقیقت ہے! ہمارے عیسی کی پیدائش کے ۱۹۱۸ سال بعد، عالمی سامراجی قتل‌عام کے اور دنیا کی تمام ''جمہوریتوں،، میں بین‌الاقوامی اقلیتوں کا گلا گھونٹنے کے پانچویں سال میں (یعنی ان اقلیتوں کا جنھوں نے ریناڈیلوں، لونگیوں، شیڈمانوں، ہنڈرسنوں، ویبوں وغیرہ کی طرح سوشلزم سے غداری نہیں کی ہے) علامہ جناب کاؤتسکی ''اقلیت کے تحفظ،، کی تعریف میں میٹھے، بہت ہی میٹھے سروں سے گاتے ہیں۔ جن لوگوں کو دلچسپی ہے وہ اسے کاؤتسکی کے پمفلٹ میں صفحہ ۱۵ پر پڑھ سکتے ہیں۔ اور صفحہ ۱۶ پر یہ علامہ... شخص آپ سے اٹھارویں صدی کے انگلستان میں وھگوں اور ٹوریوں* کی بات کہتا ہے!

کتنی عجیب و غریب علمیت ہے! بورژوازی کے سامنے کتنی لطیف غلامی ہے! سرمایہ‌داروں کے سامنے مہذب طور سے پیٹ کے بل رینگنا اور ان کے جوتے چاٹنا ہے! اگر میں کروپ یا شیڈمان، کلیمینسو یا ریناڈیل ہوتا تو کاؤتسکی کو لاکھوں روپیہ دیتا، جوڈا کے بوسوں سے اسے نوازتا، مزدوروں کے سامنے اس کی تعریف کرتا اور اس کی طرح معزز حضرات کے ساتھ ''اشتراکی اتحاد،، کی سفارش کرتا۔ کتابچوں میں پرولتاریہ کی آمریت کے خلاف لکھنا، اٹھارویں صدی میں انگلستان میں وھگوں اور ٹوریوں کی بات کرنا، یہ دعوی کرنا کہ جمہوریت کا مطلب ''اقلیت کا تحفظ،، ہے اور امریکہ کی ''جمہوری،، ریپبلک میں بین‌الاقوامیت‌پسندوں کے قتل عام پر خاموش رہنا -- کیا یہ بورژوازی کی خدمت‌گار کی طرح خدمت کرنا نہیں ہے؟

علامہ جناب کاؤتسکی ایک ''چھوٹی سی بات،، ''بھول گئے،،، غالباً اتفاق سے بھول گئے، وہ یہ کہ بورژوا جمہوریت میں حکمراں پارٹی اقلیت کا تحفظ صرف دوسری بورژوا پارٹی کو دیتی ہے لیکن تمام سنجیدہ، گہرے اور بنیادی مسائل پر پرولتاریہ کو ''اقلیت کے تحفظ،، کے بجائے مارشل لا یا قتل عام ملتا ہے۔ جمہوریت جتنی زیادہ ترقی‌یافتہ ہوتی ہے تو کسی بھی گہرے سیاسی اختلاف کے

---

* انگلستان کی دو سیاسی پارٹیاں۔ (ایڈیٹر)

موقع پر جو بورژوازی کے لئے خطرناک ہو تو پھر قتل عام یا خانہ‌جنگی اتنی ہی زیادہ سر پر منڈلاتی ہے۔ علامہ جناب کاؤتسکی کو بورژوا جمہوریت کے اس ''قانون،، کا مطالعہ ریپبلکی فرانس میں درائی‌فوس مقدمے، امریکہ کی جمہوری ریپبلک میں نیگروؤں اور بین‌الاقوامیت‌پسندوں کے قتل، جمہوری برطانیہ میں آئرلینڈ اور السٹر کے معاملے اور روس کی جمہوری ریپبلک میں اپریل ۱۹۱۷ء میں بالشویکوں کے خلاف نفرت پھیلانے کی مہم میں کرنا چاہئے تھا۔ میں نے یہ مثالیں جان بوجھ کر نہ صرف جنگ کے زمانے سے بلکہ قبل از جنگ کے پرامن زمانے سے بھی منتخب کی ہیں۔ لیکن چرب زبان جناب کاؤتسکی بیسویں صدی کے ان حقائق کی جانب اپنی آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور اس کے بجائے مزدوروں سے اٹھارویں صدی کے وہگوں اور ٹوریوں کی بابت حیرت‌انگیز طور پر نئی، عجیب و غریب طور پر دلچسپ، غیرمعمولی طور پر روحانی فائدہ پہنچانے‌والی اور ناقابل یقین طور پر اہم باتیں کہتے ہیں!

بورژوا پارلیمنٹ کو لیجئے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ علامہ کاؤتسکی نے یہ کبھی نہیں سنا کہ جمہوریت جتنی زیادہ ترقی یافتہ ہوتی ہے بورژوا پارلیمنٹوں پر اسٹاک اکسچینج اور بینکوں کا اثر اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے؟ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم بورژوا پارلیمنٹ کو استعمال نہ کریں (بالشویکوں نے اسے دنیا میں غالباً کسی بھی پارٹی کے مقابلے میں زیادہ بہتر طور پر استعمال کیا کیونکہ ۱۹۱۲ — ۱۴ء میں چوتھی دوما کے انتخاب میں ہم نے مزدوروں کے تمام حلقے جیت لئے)۔ لیکن اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ کاؤتسکی کی طرح صرف اعتدال‌پسند لوگ بورژوا پارلیمانی نظام کی تاریخی حدود اور مشروطی نوعیت کو فراموش کر سکتے ہیں۔ انتہائی جمہوری بورژوا ریاست میں مظلوم عوام ہر قدم پر اس کھلم کھلا تضاد سے دوچار ہوتے ہیں جو سرمایہ‌داروں کی ''جمہوریت،، کی اعلان‌شدہ رسمی مساوات اور ان حقیقی بے‌شمار پابندیوں اور حیلوں کے درمیان ہوتا ہے جو پرولتاریوں کو اجرتی غلام بنا دیتے ہیں۔ یہی تضاد لوگوں کو سرمایہ‌داری کا سڑاگلاپن، جھوٹ اور فریب دیکھنے میں مدد دیتا ہے۔ اسی تضاد کو سوشلزم کے مبلغ اور پرچارک مسلسل عوام کو دکھاتے ہیں تاکہ انہیں

انقلاب کے لئے تیار کریں! اور اب جب کہ انقلاب کا عہد شروع ہو چکا ہے کاؤتسکی انقلاب سے منہ موڑ لیتا ہے اور جاں بلب بورژوا جمہوریت کی دلفریبیوں کی تعریف کے پل باندھتا ہے۔

پرولتاری جمہوریت، جس کی ایک شکل سوویت حکومت ہے، آبادی کی بھاری اکثریت کے لئے، استحصال کئے جانےوالے محنت‌کش عوام کے لئے اتنے زبردست اور وسیع پیمانے پر جمہوریت لائی ہے جس کی دنیا میں نظیر نہیں ملتی۔ جمہوریت کے متعلق ایک پورا کتابچہ لکھنا، جیسا کہ کاؤتسکی نے کیا، جس میں دو صفحات آمریت کی بابت اور درجنوں ''خالص جمہوریت،، کے بارے میں ہیں، اور اس حقیقت کو دیکھنے میں ناکام ہونا لبرل فیشن میں موضوع کو مکمل طور پر مسخ کرنا ہے۔

خارجی پالیسی کو لیجئے۔ کسی بورژوا ریاست میں، انتہائی جمہوری ریاست تک میں اسے کھلم کھلا نہیں چلایا جاتا۔ ہر جگہ لوگوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ جمہوری فرانس، سوئٹزرلینڈ، امریکہ اور برطانیہ میں دوسرے ممالک کے مقابلے میں اسے وسیع‌تر پیمانے پر اور بےنظیر طور پر زیادہ موشگافی سے کیا جاتا ہے۔ سوویت حکومت نے خارجی پالیسی کے پردۂ راز کو انقلابی طریقے سے نوچ ڈالا ہے۔ اس پر کاؤتسکی کی نظر نہیں پڑی، اس پر وہ خاموشی اختیار کئے ہوئے ہے حالانکہ ''حلقۂ اثر کی تقسیم،، کی خاطر (یعنی سرمایہ‌دار قزاقوں کے درمیان دنیا کی تقسیم کے لئے) قزاقانہ جنگوں اور خفیہ عہدناموں کے دور میں یہ بنیادی اہمیت کا مسئلہ ہے کیونکہ اس پر امن کا، کروڑوں لوگوں کی موت اور زندگی کا سوال منحصر ہے۔

ریاست کے ڈھانچے کو لیجئے۔ کاؤتسکی ہر قسم کی ''چھوٹی باتوں،، پر چونچ مارتا ہے، یہاں تک کہ اس دلیل تک پر کہ سوویت آئین کے تحت انتخابات ''بالواسطہ،، ہوتے ہیں لیکن اصل نکتے کو نہیں دیکھتا۔ وہ ریاستی آلے، ریاستی مشینری کی طبقاتی نوعیت کو دیکھنے میں ناکام رہتا ہے۔ بورژوا جمہوریت میں سرمایہ‌دار ہزاروں چالوں سے — اور ''خالص،، جمہوریت جتنی زیادہ ترقی‌یافتہ ہوگی یہ چالیں اتنی زیادہ پرفن اور موثر ہوں گی — عوام کو انتظامیے کے کام سے، پریس کی آزادی اور اجتماع کی آزادی وغیرہ سے دور

بھگا دیتے ہیں۔ سوویت حکومت دنیا میں پہلی ہے (زیادہ صحیح کہنا ہوگا دوسری کیونکہ پیرس کمیون نے اسی چیز کی ابتدا کی تھی) جس نے عوام کو، خاص کر استحصال کئے جانےوالے عوام کو انتظامیے کے کام میں شریک کرایا ہے۔ بورژوا پارلیمنٹوں کے دروازے ہزاروں طرح سے محنت کش لوگوں کے لئے بند کر دیے جاتے ہیں (بورژوا جمہوریت میں پارلیمنٹیں اہم مسائل کا حل کبھی نہیں کرتیں، ان کا فیصلہ اسٹاک اکسچینج اور بینک کرتے ہیں) اور مزدور بالکل اچھی طرح جانتے اور محسوس کرتے ہیں، دیکھتے اور سمجھتے ہیں کہ بورژوا پارلیمنٹ ان کے لئے بےگانہ ادارہ ہے، بورژوازی کا مزدوروں پر ظلم کرنے کا آلہ، مخالف طبقے کے، استحصال کرنےوالی اقلیت کا ادارہ ہے۔

سوویتیں محنت کش اور استحصال کئے جانےوالے عوام کی اپنی براہ‌راست تنظیم ہیں جو ہر ممکن طرح سے ان کی اپنی ریاست کو منظم کرنے اور اس کا نظم و نسق چلانے میں ان کی مدد کرتی ہے۔ اس لحاظ سے شہری پرولتاریہ محنت کش اور استحصال کئے جانےوالے عوام کا ہراول ہے، جسے یہ برتری حاصل ہے کہ وہ بڑے کارخانوں کے ذریعے بہترین طور پر متحد ہے، تمام دوسروں کے مقابلے میں اس کے لئے انتخاب کرنا اور منتخبہ لوگوں کی نگرانی کرنا آسان تر ہے۔ تنظیم کی سوویت شکل خود بخود تمام محنت کش اور استحصال کئے جانےوالے عوام کو اپنے ہراول، پرولتاریہ کے ارد گرد متحد ہونے میں مدد کرتی ہے۔ پرانی بورژوا مشینری — نوکرشاہی، دولت، بورژوا تعلیم، معاشرتی رابطوں کی مراعات وغیرہ (یہ حقیقی مراعات اتنی ہی زیادہ گوناگوں ہوتی ہیں جتنی زیادہ ترقی‌یافتہ بورژوا جمہوریت ہوتی ہے) — یہ سب تنظیم کی سوویت شکل میں غائب ہو جاتا ہے۔ پریس کی آزادی فریب نہیں رہتی کیونکہ چھاپےخانے اور کاغذ کے ذخیرے بورژوازی سے لے لئے جاتے ہیں۔ اسی چیز کا اطلاق بہترین عمارتوں، محلات، حویلیوں اور کوٹھیوں پر بھی ہوتا ہے۔ سوویت اقتدار نے ایک وار میں یہ بہترین عمارتیں استحصال کرنےوالوں سے لےلیں اور اس طرح اجتماع کے حق کو — جس کے بغیر جمہوریت فریب ہے — عوام کےلئے لاکھ بار زیادہ جمہوری

بنادیا۔ غیر مقامی سوویتوں کے لئے بالواسطہ انتخابات کے سبب سے سوویتوں کی کانگرسیں منعقد کرنا زیادہ آسان ہو جاتا ہے، ریاست کی ساری مشینری کم گراں قیمت، زیادہ لچکیلی، مزدوروں اور کسانوں کے لئے زیادہ قابل رسا ہو جاتی ہے، ایسے وقت میں جب زندگی میں جوش‌وخروش ہے اور جب یہ ضروری ہے کہ اپنے مقامی نمائندے کو واپس بلا لیا جائے یا سوویتوں کی عام کانگرس میں مندوب بنا کر بھیجا جائے۔

پرولتاری جمہوریت کسی بھی بورژوا جمہوریت کے مقابلے میں لاکھ بار زیادہ جمہوری ہے۔ سوویت اقتدار انتہائی جمہوری بورژوا رپبلک کے مقابلے میں لاکھ بار زیادہ جمہوری ہے۔

یہ دیکھنے میں ناکام رہنے کا مطلب یا تو جان بوجھ کر بورژوازی کی خدمت کرنا ہے یا سیاسی طور پر مردہ ہونا، بورژوا کتابوں کے گردآلود صفحات کے پیچھے حقیقی زندگی کو دیکھنے کے ناقابل ہونا، بورژوا جمہوری تعصبات سے بری طرح رنگے ہونا اور چنانچہ معروضی طور پر اپنے آپ کو بورژوازی کا خدمت‌گار بنالینا ہے۔

یہ دیکھنے میں ناکام رہنے کا مطلب سوال کو مظلوم طبقات کے نقطۂ نظر سے پیش کرنے کی نااہلیت ہے:

کیا سوویت روس کی طرح دنیا میں ایک بھی ملک ایسا ہے، یہاں تک کہ انتہائی جمہوری بورژوا ملکوں میں بھی، جہاں اوسطاً عام مزدور کو، اوسطاً عام کھیت مزدور یا عام طور پر دیہی نیم پرولتاری کو (یعنی مظلوموں، آبادی کی بھاری اکثریت کے نمائندے کو) بہترین عمارتوں میں جلسے کرنے کی اتنی آزادی ہے، اپنے خیالات کے اظہار اور اپنے مفادات کی مدافعت کے لئے سب سے بڑے چھاپے خانے اور کاغذ کے سب سے بڑے ذخیروں کے استعمال کی اتنی آزادی ہے، اپنے طبقے کے مردوں اور عورتوں کو ترقی دے کر نظم‌ونسق میں حصہ لینے اور ریاست کی ''تشکیل کرنے'' کی اتنی آزادی ہے؟

یہ سوچنا بھی مضحکہ‌خیز ہے کہ جناب کاؤتسکی کو ایک ہزار باخبر مزدوروں یا کھیت مزدوروں میں سے ایک بھی ایسا ملے گا جسے اس کے جواب پر شبہ ہو۔ بورژوا پریس میں سچائی کے اعتراف کے ٹکڑے پڑھ کر تمام دنیا کے مزدور جبلی طور پر سوویت

ریپبلک سے اس لئے ہمدردی رکھتے ہیں کہ وہ اسے پرولتاری جمہوریت، غریبوں کے لئے جمہوریت خیال کرتے ہیں نہ کہ دولت‌مندوں کے لئے جمہوریت جو ہر بورژوا جمہوریت، یہاں تک کہ بہترین، ہوتی ہے۔

ہم پر بورژوا نوکرشاہی کے عہدیدار، پارلیمنٹ کے بورژوا ممبر، بورژوا جج حکمرانی کرتے ہیں (ہماری ریاست کی ''تشکیل،، کرتے ہیں) — یہ سادہ، عیاں اور ناقابل تردید سچائی ہے جسے تمام بورژوا ملکوں میں، جن میں انتہائی جمہوری ملک بھی شامل ہیں، مظلوم طبقات سے تعلق رکھنےوالے کروڑوں عوام روزانہ اپنے تجربے سے جانتے ہیں، محسوس کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔

لیکن روس میں نوکرشاہی کی مشینری کو مکمل طور پر پارہ پارہ اور مسمار کر دیا گیا ہے، تمام پرانے جج برطرف کر دئیے گئے ہیں، بورژوا پارلیمنٹ منتشر کر دی گئی ہے، مزدوروں اور کسانوں ہی کو کہیں زیادہ قابل رسا نمائندگی دی گئی ہے، ان کی سوویتوں نے نوکرشاہی کے عہدیداروں کی جگہ لےلی ہے یا ان کی سوویتیں نوکرشاہی کے عہدیداروں کی نگرانی کرتی ہیں اور ان کی سوویتوں کو جج منتخب کرنے کا اختیار ہے۔ صرف یہ حقیقت تمام مظلوم طبقات کے لئے یہ تسلیم کرنے کو کافی ہے کہ سوویت اقتدار یعنی پرولتاریہ کی آمریت کی موجودہ شکل انتہائی جمہوری بورژوا ریپبلک کے مقابلے میں لاکھ بار زیادہ جمہوری ہے۔

کاؤتسکی اس سچائی کو نہیں سمجھتا جو ہر مزدور کے لئے اتنی واضح اور عیاں ہے کیونکہ وہ سوال کو اس طرح پیش کرنا ''بھول چکا،، ہے: جمہوریت کس طبقے کے لئے؟ وہ بحث ''خالص،، (یعنی غیرطبقاتی؟ یا بالائے طبقاتی؟) جمہوریت کے نقطۂ نظر سے کرتا ہے۔ وہ شائی‌لاک کی طرح بحث کرتا ہے: میرا ''ایک پونڈ گوشت،، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ تمام شہریوں کے لئے مساوات — ورنہ جمہوریت نہیں ہے۔

ہمیں علامہ کاؤتسکی، ''مارکسی،، اور ''اشتراکی،، کاؤتسکی سے پوچھنا چاہئے:

کیا استحصال کئے جانےوالوں اور استحصال کرنےوالوں کے درمیان مساوات ہو سکتی ہے؟

یہ تکلیف‌دہ ہے، یہ خارج ازقیاس ہے کہ دوسری انٹرنیشنل

کے نظریاتی رهنما کی تحریرشدہ کتاب پر بحث کرتے وقت یہ سوال اٹھایا جائے۔ لیکن ''هل پر ایک بار هاتھ رکھنے کے بعد پیچھے مڑکر مت دیکھو'' کے مصداق کے مطابق کاؤتسکی کے متعلق کتاب لکھنے کی ذمےداری لینے کے بعد مجھے اس علامہ کو سمجھانا چاهئے کہ استحصال کرنےوالوں اور استحصال کئے جانےوالوں کے درمیان مساوات کیوں نہیں هو سکتی۔

کیا استحصال کئے جانےوالوں اور استحصال کرنےوالوں کے درمیان مساوات هو سکتی ہے؟

کاؤتسکی کا استدلال یہ ہے :

(۱) ''استحصال کرنےوالے آبادی کے محض چھوٹی سی اقلیت پر مشتمل هوتے هیں'' (کاؤتسکی کا کتابچہ، صفحہ ۱۴)۔

یہ ناقابل تردید طور پر صحیح ہے۔ اگر اسے نقطۂ آغاز بنایا جائے تو پھر دلیل کیا هوگی؟ کوئی بھی مارکسی یا سوشلسٹ طریقے سے استدلال کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ استحصال کئے جانےوالوں اور استحصال کرنےوالوں کے درمیان تعلق سے شروع کرےگا۔ یا کوئی اعتدال‌پسند یا بورژوا جمهوری طریقے سے استدلال کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ اکثریت اور اقلیت کے درمیان تعلق سے ابتدا کرےگا۔

اگر هم مارکسی طریقے سے استدلال کرتے هیں تو همیں کہنا چاهئے : استحصال کرنےوالے ریاست کو (هم جمهوریت یعنی ریاست کی ایک شکل کی بات کر رہے هیں) استحصال کئے جانےوالوں کے خلاف اپنے طبقے یعنی استحصال کرنےوالوں کی حکمرانی کے آلے میں ناگزیر طور پر تبدیل کرتے هیں۔ لہذا جب تک استحصال کرنےوالے موجود هیں جو اکثریت پر، استحصال کئے جانےوالوں پر حکمرانی کرتے هیں تو جمهوری ریاست کو ناگزیر طور پر استحصال کرنےوالوں کی جمهوریت هونی چاهئے۔ استحصال کئے جانےوالوں کی ریاست کو ایسی ریاست سے بنیادی طور پر مختلف هونی چاهئے۔ اسے استحصال کئے جانےوالوں کے لئے جمهوریت اور استحصال کرنےوالوں پر

جبر کرنے کا ایک ذریعہ ہونا چاہئے۔ اور ایک طبقے پر جبر کرنے کا مطلب اس طبقے کی عدم مساوات، ''جمہوریت،، سے اس کا اخراج ہے۔

اگر ہم اعتدال پسند طریقے سے استدلال کرتے ہیں تو ہمیں کہنا چاہئے: اکثریت فیصلہ کرتی ہے اور اقلیت اطاعت کرتی ہے۔ جو اطاعت قبول نہیں کرتے انہیں سزا دی جاتی ہے۔ اور بس۔ عام طور پر ریاست کی یا خاص طور پر ''خالص جمہوریت،، کی طبقاتی نوعیت کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ خارج از بحث ہے، کیونکہ اکثریت اکثریت ہے اور اقلیت اقلیت۔ ایک پاؤنڈ گوشت ایک پاؤنڈ گوشت ہے اور بس۔

کاؤتسکی کا استدلال بالکل ایسا ہی ہے:

(۲) ''پرولتاریہ کی حکمرانی کو کیوں ایسی شکل اختیار کرنی چاہئے، اور لازمی طور پر اختیار کرنی چاہئے جو جمہوریت کے متضاد ہو؟،، (صفحہ ۲۱)۔ اس کے بعد ایک بڑی تفصیلی اور طویل توضیح آتی ہے کہ آبادی کی اکثریت پرولتاریہ کی حمایت کرتی ہے۔ اس توضیح کو مارکس کے ایک اقتباس سے سہارا دیا گیا ہے اور پیرس کمیون کے انتخابات کے اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں۔ نتیجہ یہ اخذ کیا گیا ہے: ''اس حکومت کے لئے جس کی جڑیں عوام میں بہت گہری ہوں ذرہ برابر بھی معقول نہیں ہے کہ جمہوریت میں مداخلت بیجا کرے۔ لیکن یہ حکومت ہمیشہ تشدد کے بغیر نہیں چل سکتی ان صورتوں میں جب تشدد جمہوریت کو دبانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ تشدد کا مقابلہ صرف تشدد سے ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک حکومت جو جانتی ہے کہ اس کی پشت پر عوام ہیں صرف جمہوریت کے تحفظ کے لئے، نہ کہ اسے تباہ کرنے کی خاطر تشدد استعمال کرے گی۔ اگر یہ حکومت اپنی انتہائی معتبر بنیاد ـــ عام حق رائے دہندگی سے، جو طاقتور اخلاقی اختیار کا گہرا سرچشمہ ہے، بری ہونے کی کوشش کرے تو یہ اس کے لئے محض خودکشی کے مترادف ہے،، (صفحہ ۲۲)۔

جیسا آپ دیکھتے ہیں کاؤتسکی کے استدلال میں استحصال کئے جانے والوں اور استحصال کرنے والوں کے درمیان تعلق غائب

ہے - جو کچھ باقی ہے عموماً اکثریت، عموماً اقلیت، عموماً جمہوریت اور ''خالص جمہوریت،، ہے جس سے ہم واقف ہو چکے ہیں -

اور یہ خیال رکھئے کہ یہ سب پیرس کمیون کے تعلق سے کہا گیا ہے! بات کو زیادہ واضح کرنے کے لئے میں مارکس اور اینگلس کے اقتباسات پیش کرتا ہوں جو یہ دکھاتے ہیں کہ پیرس کمیون کے تعلق سے انھوں نے آمریت کے موضوع کی بابت کیا کہا ہے :

مارکس : ''... جب مزدور بورژوازی کی مزاحمت کو توڑنے کے لئے... بورژوازی کی آمریت کی جگہ اپنی انقلابی آمریت قائم کرتے ہیں... تو مزدور ریاست کو ایک انقلابی اور عارضی شکل عطا کرتے ہیں...،، *

اینگلس : ''... اور،، (انقلاب میں) ''فاتح پارٹی کو اپنی حکمرانی مجبوراً اس خوف کے ذریعے قائم رکھنا پڑتی ہے جسے اس کے ہتھیار رجعت‌پرستوں کے دلوں میں پیدا کرتے ہیں - کیا پیرس کمیون ایک دن سے زیادہ قائم رہ سکتا تھا اگر اس نے بورژوازی کے خلاف مسلح عوام کا اختیار استعمال نہ کیا ہوتا؟ کیا اس کے برعکس ہم اسے اس کا قصوروار نہیں ٹھہرا سکتے کہ اس نے اس اختیار کو بہت کم استعمال کیا؟..،، * *

اینگلس : ''چونکہ ریاست صرف ایک عارضی ادارہ ہے جسے جدوجہد میں، انقلاب میں، اپنے مخالفین کو بزور قوت دبائے رکھنے کے لئے استعمال کرنا پڑتا ہے تو آزاد عوام کی ریاست کی بات کرنا سراسر لغویات ہے - اس وقت تک جب تک پرولتاریہ کو ریاست کی ضرورت ہے، اسے اس کی ضرورت آزادی کے مفاد میں نہیں بلکہ اپنے مخالفوں کو دبانے کے لئے ہوتی ہے - اور جب آزادی کی بات کرنا ممکن ہو جاتا ہے تو ریاست جیسی کہ وہ ہے اپنا وجود کھو دیتی ہے...،، ***

---

* مارکس - ''سیاسی غیرجانبداری،، - (ایڈیٹر)

** اینگلس - ''اختیار کے بارے میں،، - (ایڈیٹر)

*** اینگلس - ببیل کے نام خط، مورخہ ۱۸ — ۲۸ مارچ ۱۸۷۵ء - (ایڈیٹر)

کاؤتسکی مارکس اور اینگلس سے اتنا ہی دور ہے جتنا آسمان زمین سے، جتنا پرولتاری انقلابی سے اعتدال پسند۔ جس خالص جمہوریت اور سادہ ''جمہوریت،، کی کاؤتسکی بات کرتا ہے وہ ''آزاد عوام کی ریاست،، کی ہی تشریح ہے، یعنی سراسر لغویات۔ کاؤتسکی علامہ کرسی‌نشین احمق عالمانہ کی ادا سے، یا دس سالہ اسکولی لڑکی کی معصوم ادا سے پوچھتا ہے: جب ہماری اکثریت ہے تو ہمیں آمریت کی کیا ضرورت ہے؟ اور مارکس اور اینگلس سمجھاتے ہیں:

— بورژوازی کی مزاحمت کو توڑنے کے لئے،
— رجعت‌پرستوں کے دلوں میں خوف پیدا کرنے کے لئے،
— بورژوازی کے خلاف مسلح عوام کا اختیار قائم رکھنے کے لئے،
— تاکہ پرولتاریہ اپنے دشمنوں کو بزور قوت دبائے رکھے۔

کاؤتسکی ان تشریحات کو نہیں سمجھتا۔ جمہوریت کی ''پاکیزگی،، کے جنون عشق میں، اس کی بورژوا نوعیت کی جانب آنکھیں بند کرکے وہ مستقل زور دیتا ہے کہ اکثریت چونکہ اکثریت ہے لہذا اسے اقلیت کی ''مزاحمت توڑنے،، کی ضرورت نہیں ہے اور اسے زبردستی دبانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جمہوریت میں بےجا مداخلت کے معاملات کو دبانا کافی ہے۔ جمہوریت کی ''پاکیزگی،، کے جنون عشق میں کاؤتسکی بےتوجہی سے وہی چھوٹی سی غلطی کرتا ہے جسے تمام بورژوا جمہوریت‌پسند ہمیشہ کرتے ہیں، یعنی وہ رسمی مساوات (جو سرمایہ‌داری میں مکر و فریب کے علاوہ کچھ نہیں ہوتی) کو حقیقی مساوات سمجھتا ہے! بہت چھوٹی سی!

استحصال کرنےوالے اور استحصال کئے جانےوالے برابر نہیں ہو سکتے۔

یہ سچائی، خواہ کاؤتسکی کے لئے کتنی ہی ناخوشگوار ہو، مگر سوشلزم کا جوہر ہے۔

دوسری سچائی: اس وقت تک سچی، حقیقی مساوات نہیں ہو سکتی جب تک ایک طبقے کے ہاتھوں دوسرے طبقے کے استحصال کے تمام امکانات مکمل طور پر تباہ نہیں کر دئے جائیں۔

استحصال کرنےوالوں کو ایک ضرب میں شکست دی جا سکتی ہے، مرکز میں کامیاب مسلح بغاوت کی یا فوج کی بغاوت

کی صورت لیں ۔ لیکن سوائے بہت نادر اور خاص صورتوں کے استحصال کرنےوالوں کو ایک ضرب میں ختم نہیں کیا جا سکتا ۔ کسی بھی بڑے ملک کے تمام زمینداروں اور سرمایہ‌داروں کو ایک ضرب میں بےدخل نہیں کیا جا سکتا ۔ مزیدبرآں، ایک قانونی یا سیاسی اقدام کی طرح صرف بےدخلی معاملہ حل نہیں کرتی کیونکہ یہ ضروری ہے کہ درحقیقت زمینداروں اور سرمایہ‌داروں کو برطرف کیا جائے، کارخانوں اور جاگیروں کے ان کے انتظام کی جگہ مختلف انتظام، مزدوروں کا انتظام درحقیقت قائم کیا جائے ۔ استحصال کرنےوالوں، جو کئی نسلوں سے اپنی تعلیم، دولتمند زندگی کے حالات اور عادتوں کی بدولت بہتر حالت میں رہے ہیں — اور استحصال کئے جانےوالوں کے درمیان جن کی اکثریت انتہائی ترقی‌یافتہ اور انتہائی جمہوری ریپبلکوں تک میں پیروں تلے روندی ہوئی، پسماندہ، جاہل، دھمکائی ہوئی اور غیرمتحد ہوتی ہے، کوئی مساوات نہیں ہو سکتی ۔ انقلاب کے بعد طویل مدت تک استحصال کرنےوالے ناگزیر طور پر بڑی عملی رعایتیں برقرار رکھتے ہیں : ان کے پاس پیسہ ہوتا ہے (کیونکہ پیسے کو فوراً منسوخ کرنا ناممکن ہے)، منقولہ جائداد، جو اکثر کافی ہوتی ہے، ان کے ہنوز رابطے، ان کی تنظیم اور انتظام کی عادتیں ہوتی ہیں، انتظام کے تمام رازوں (رواج، طریقے، ذرائع اور امکانات) کا علم ہوتا ہے، برتر تعلیم، اعلی ٹکنیکی عملے سے قریبی تعلق (جو بورژوازی کی طرح رہتا اور سوچتا ہے)، جنگ کے فن میں بےمثال طور پر زیادہ تجربہ (اور یہ بہت اہم ہے) وغیرہ وغیرہ ۔

اگر استحصال کرنےوالوں کو صرف ایک ملک میں شکست دی جائے — اور یہ واقعی مثالی صورت ہے کیونکہ کئی ممالک میں بہ‌یک‌وقت انقلاب نادر استثنا ہے — تو وہ استحصال کئے جانےوالوں کے مقابلے میں پھر بھی زیادہ طاقت‌ور ہوں گے کیونکہ استحصال کرنےوالوں کے بین‌الاقوامی رابطے وسیع ہوتے ہیں ۔ یہ حقیقت کہ استحصال کئے جانےوالوں میں سب سے کم ترقی‌یافتہ درمیانی کسانوں، دستکاروں اور اسی طرح کے گروہوں کا ایک حصہ استحصال کرنےوالوں کا اتباع کرتا ہے، تمام انقلاب ثابت کرتے ہیں جن میں کمیون

بھی شامل ہے (کیونکہ ورسائی کے فوجیوں میں پرولتاری بھی تھے جسے علامہ کاؤتسکی نے ''فراموش کر دیا'')۔

ایسے حالات میں یہ فرض کر لینا کہ کسی انقلاب میں جو گہرا اور سنجیدہ ہے مسئلہ صرف اکثریت اور اقلیت کے درمیان تعلق سے حل کیا جاتا ہے، حماقت کا ہمالہ پہاڑ، ایک معمولی اعتدال‌پسند کا انتہائی احمقانہ تعصب ہے، مسلمہ تاریخی سچائی کو عوام سے چھپاکر انہیں دھوکہ دینا ہے۔ تاریخی سچائی یہ ہے کہ ہر گہرے انقلاب میں استحصال کرنےوالوں کی طویل، شدید اور بےخوف مزاحمت ایک ضابطہ ہے جنہیں کئی برسوں تک استحصال کئے جانےوالوں کے مقابلے میں حقیقی اہم برتریاں حاصل ہوتی ہیں۔ سوائے میٹھے احمق کاؤتسکی کے میٹھے خیالی پلاؤ کے — استحصال کرنےوالے موت‌وزندگی کی آخری لڑائی یا لڑائیوں کے سلسلوں میں اپنی برتریوں کو استعمال کرنے کی کوشش کئے بغیر استحصال کی جانےوالی اکثریت کے فیصلے کی کبھی اطاعت نہیں کریں گے۔

سرمایہ‌داری سے کمیونزم تک عبور ایک پورے تاریخی دور میں ہوتا ہے۔ جب تک یہ دور ختم نہ ہو جائے استحصال کرنےوالے ناگزیر طور پر بحالی کی امید کی لو لگائے رکھتے ہیں اور یہ امید بحالی کی کوششوں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اپنی پہلی سنجیدہ شکست کے بعد استحصال کرنےوالے جن کا تختہ الٹ دیا گیا ہے — جنہیں اپنا تختہ الٹے جانے کی توقع نہیں تھی، اس کے امکان پر کبھی یقین نہیں کیا تھا، یہ خیال کبھی تسلیم نہیں کیا گیا تھا — اس ''جنت،، کی بحالی کی جنگ میں دس گنی توانائی اور سو گنے غضب ناک جذبے سے کود پڑتے ہیں جس سے وہ اور ان کے خاندان محروم کر دئے گئے جو بڑے مزے اور آرام کی زندگی گزار رہے تھے اور جنہیں اب ''حقیر غول،، تباہی اور تہی دستی (یا ''حقیر،، محنت) کی سزا دے رہا ہے۔ سرمایہ‌دار استحصال کرنےوالوں کی جلو میں پیٹی‌بورژوازی کے وسیع حصے چلتے ہیں۔ ان کے متعلق تمام ممالک کا دہائیوں کا تاریخی تجربہ ثابت کرتا ہے کہ وہ جھولتے ہیں، تذبذب کا شکار رہتے ہیں، ایک دن پرولتاریہ کے پیچھے کوچ کرتے ہیں تو دوسرے دن انقلاب کی مشکلات سے ڈر جاتے ہیں،

مزدوروں کی پہلی شکست یا نیم شکست سے بدحواس ہو جاتے ہیں، ان پر اضطراب چھا جاتا ہے، وہ بلا مقصد دوڑتے رہتے ہیں، ٹسوے بہاتے ہیں اور ایک کیمپ سے دوسرے کیمپ میں بھاگتے ہیں — بالکل ہمارے مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کی طرح۔

ایسے حالات میں، موت و زندگی کی شدید جنگ کے دور میں جب تاریخ یہ سوال پیش کر رہی ہے کہ مدتوں پرانی اور ہزاروں سال پرانی مراعات رہیں یا نہ رہیں — ایسے وقت اکثریت اور اقلیت کی، خالص جمہوریت کی، آمریت کے غیرضروری ہونے کی اور استحصال کرنےوالوں اور استحصال کئے جانےوالوں کے درمیان مساوات کی بات کی جا رہی ہے! اس کے لئے کتنی غیرمحدود حماقت اور انتھاہ بازاری‌پن کی ضرورت ہے۔

بہرحال، نسبتاً ''پرامن،، سرمایہ‌داری کی دھائیوں میں، ۱۸۷۱ء اور ۱۹۱۴ء کے درمیان سوشلسٹ پارٹیوں کے اندر جو موقع‌پرستی کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال رہی تھیں، بازاریت، ضعف عقل اور غداری کے اوجیائی اصطبل کی طرح کوڑے کرکٹ کے ڈھیر لگ گئے۔

* * *

قاری نے غالباً توجہ دی ہوگی کہ کاؤتسکی اپنے کتابچے میں جس کا ایک حصہ اوپر نقل کیا گیا ہے عام رائے دھندگی میں مداخلت بیجا کی کوشش کی بابت کہتا ہے (اسے وہ برسبیل تذکرہ، طاقتور اخلاقی اختیار کا گہرا سرچشمہ بتاتا ہے جب کہ اینگلس نے اسی پیرس کمیون کے اور اسی آمریت کے سوال کے متعلق بورژوازی کے خلاف مسلح عوام کا اختیار کہا۔ ''اختیار،، کے بارے میں ایک بازاری اور ایک انقلابی کے خیالات کے درمیان بہت امتیازی فرق...)۔

یہ بتانا ضروری ہے کہ استحصال کرنےوالوں کو حق رائے دھندگی سے محروم کرنا خالص روسی مسئلہ ہے، وہ عام طور سے پرولتاریہ کی آمریت کا سوال نہیں ہے۔ اگر کاؤتسکی نے مکر سے گریز کرکے اپنے کتابچے کا نام ''بالشویکوں کے خلاف،، رکھا ہوتا تو یہ نام کتابچے کے مافیہہ کے مطابق ہوتا اور کاؤتسکی حق

رائے دھندگی کے متعلق صاف صاف کہنے میں حق بجانب ہوتا۔ لیکن کاؤتسکی نے سب سے پہلے اپنے آپ کو نظریےداں کی طرح پیش کرنا چاہا۔ اس نے اپنے پمفلٹ کو یہ نام دیا: ”پرولتاریہ کی آمریت،، عام طور پر۔ وہ سوویتوں اور روس کے متعلق مخصوص طور پر کتابچے کے صرف دوسرے حصے میں لکھتا ہے جو چھٹے پیرے سے شروع ہوتا ہے۔ پہلے حصے میں (جس سے میں نے اقتباس لیا ہے) جس موضوع سے بحث کی گئی ہے، وہ جمہوریت اور عام طور پر آمریت ہے۔ حق رائے دھندگی سے بحث کرکے کاؤتسکی نے اپنے آپ کو بالشویکوں کا ایک ایسا مخالف ظاہر کر دیا جسے نظریے کی ٹکے بھر بھی فکر نہیں ہے۔ کیونکہ نظریے کو یعنی جمہوریت اور آمریت کی عمومی (نہ کہ قومی طور پر مخصوص) طبقاتی بنیادوں کے متعلق استدلال کو مخصوص سوال جیسے کہ حق رائے دھندگی سے نہیں بلکہ ایسے عمومی سوال سے بحث کرنی چاہئے تھی کہ آیا استحصال کرنےوالوں کا تختہ الٹنے اور ان کی ریاست کی جگہ استحصال کئے جانےوالوں کی ریاست قائم کرنے کے تاریخی دور میں دولتمندوں کے لئے، استحصال کرنےوالوں کے لئے جمہوریت محفوظ رکھی جا سکتی ہے؟

اس طرح سے، اور صرف اس طرح سے نظریے داں مسئلہ پیش کر سکتا ہے۔

ہمیں پیرس کمیون کی مثال کا علم ہے، ہم وہ سب جانتے ہیں جو مارکسزم کے بانیوں نے اس سلسلے میں اور اس کے حوالے سے لکھا ہے۔ اس مواد کی بنیاد پر میں نے جمہوریت اور آمریت کے سوال کی پرتال اپنے کتابچے ”ریاست اور انقلاب،، میں کی تھی جو اکتوبر انقلاب سے پہلے لکھا گیا تھا۔ اس میں حق رائے دھندگی کو محدود کرنے کے متعلق میں نے کچھ بھی نہیں کہا۔ اور اب یہ کہنا ضروری ہے کہ حق رائے دھندگی کو محدود کرنے کا سوال قومی لحاظ سے مخصوص سوال ہے نہ کہ آمریت کا ایک عمومی سوال۔ روسی انقلاب کے مخصوص حالات اور اس کے ارتقا کی مخصوص راہ کا مطالعہ کرکے حق رائے دھندگی کو محدود کرنے کے سوال کی جانب رویہ اختیار کرنا چاہئے۔ یہ اس کتابچے میں بعد میں کیا

جائے گا۔ لیکن پہلے سے یہ کہنا غلطی ہوگی کہ یورپ میں ہونےوالے تمام انقلابوں میں، یا ان کی اکثریت میں بورژوازی کے حق رائے دہندگی پر پابندی ہوگی۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا ہو۔ جنگ اور روس میں انقلاب کے تجربے کے بعد غالباً ایسا ہو۔ لیکن آمریت کے نفاذ کے لئے یہ مطلقاً ضروری نہیں ہے، یہ منطقی تصور آمریت کی لازمی خصوصیت نہیں ہے۔ آمریت کے تاریخی اور طبقاتی تصور میں یہ لازمی شرط کی طرح شامل نہیں ہے۔

آمریت کی لازمی امتیازی خصوصیت، ضروری شرط استحصال کرنےوالوں پر ایک طبقے کی حیثیت سے قوت کے ذریعے جبر ہے اور لہذا ''خالص جمہوریت،، یعنی اس طبقے کے تعلق سے مساوات اور آزادی میں مداخلت بےجا ہے۔

اس طرح سے، اور صرف اس طرح سے سوال کو نظریاتی طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ اور سوال کو اس طرح پیش کرنے میں ناکام ہوکر کاؤتسکی نے دکھا دیا کہ وہ بالشویکوں کی مخالفت ایک نظریےداں کی حیثیت سے نہیں بلکہ موقع پرستوں اور بورژوازی کے کاسہ‌لیس کی حیثیت سے کر رہا ہے۔

کن ممالک میں، اور سرمایہ‌داری کے کون سے معین قومی امتیازی خصوصیات کے پیش نظر، استحصال کرنےوالوں کے لئے جمہوریت ایک یا دوسری شکل میں محدود کی جائےگی (کلی یا جزوی طور پر)، اس میں خلل ڈالا جائےگا یہ سوال ہے یہ یا وہ سرمایہ‌داری کی، یہ یا وہ انقلاب کی معین امتیازی خصوصیات کا۔ نظریاتی سوال مختلف ہے: کیا پرولتاریہ کی آمریت استحصال کرنےوالے طبقے کے تعلق سے جمہوریت میں خلل‌ڈالے بغیر ممکن ہے؟

اور اسی سوال سے جو نظریاتی لحاظ سے اہم اور ضروری ہے کاؤتسکی نے گریز کیا ہے۔ اس نے مارکس اور اینگلس کے ہر قسم کے اقتباسات نقل کئے ہیں سوائے ان کے جن کا تعلق اس سوال سے ہے اور جنھیں میں نے اوپر نقل کیا ہے۔

کاؤتسکی کسی بھی چیز کے بارے میں بات کرتا ہے جو آپ کو پسند ہے، ہر چیز کے متعلق جو اعتدال‌پسندوں اور بورژوا جمہوریت‌پسندوں کے لئے قابل قبول ہے، جو ان کے خیالات کی حدود

سے باہر نہیں نکلتا۔ لیکن وہ بنیادی چیز کے متعلق بات نہیں کرتا، یعنی یہ حقیقت کہ پرولتاریہ بورژوازی کی مزاحمت توڑے بغیر، اپنے دشمنوں پر بزور جبر کئے بغیر فتح حاصل نہیں کر سکتا۔ اور جہاں ''بزور جبر'' ہے اور جہاں ''آزادی'' نہیں ہے وہاں بلاشبہ جمہوریت نہیں ہے۔

یہ کاؤتسکی نہیں سمجھا۔

اکتوبر (۱۰ نومبر سے پہلے) ۱۹۱۸ء میں لکھا گیا

لینن کا مجموعہ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۷، صفحات ۲۴۰ — ۲۶۷

دیہات میں کام کے متعلق روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی آٹھویں کانگرس میں پیش کردہ رپورٹ[127]

۲۳ مارچ ۱۹۱۹ء

(اقتباس)

... اکتوبر ۱۹۱۷ء میں ہم نے بحیثیت مجموعی کسانوں کے ساتھ مل کر اقتدار حاصل کیا۔ یہ ایک بورژوا انقلاب ان معنوں میں تھا کہ دیہی اضلاع میں طبقاتی جدوجہد ابھی تک بڑھی نہیں تھی۔ جیسے کہ میں کہہ چکا ہوں، دیہی اضلاع میں حقیقی پرولتاری انقلاب ۱۹۱۸ء کی گرمیوں میں ہی شروع ہوا۔ اگر ہم اس انقلاب کو ابھار نہ پاتے تو ہمارا کام نامکمل رہ جاتا۔ پہلا مرحلہ شہروں میں اقتدار حکومت حاصل کرنے اور سوویت طرز کی حکومت قائم کرنے کا تھا۔ دوسرا مرحلہ وہ تھا کہ جو تمام سوشلسٹوں کے لئے بنیادی ہے اور جس کے بغیر سوشلسٹ سوشلسٹ نہیں ہوتے، یعنی یہ کہ دیہی اضلاع میں پرولتاری اور نیم پرولتاری عناصر کو چھانٹ کر علحدہ کرنا اور ان کو شہری پرولتاریوں سے مضبوطی کے ساتھ متحد کرنا تاکہ دیہات میں بورژوازی کے خلاف جدوجہد کی جائے۔ یہ مرحلہ بھی بیشتر حد تک مکمل ہو گیا ہے۔ اس مقصد کے لئے جو تنظیمیں ہم نے پہلے سے قائم کی تھیں، غریبوں کی کمیٹیاں (۱۲۸)، اتنی مستحکم ہو گئیں کہ ہمارے لئے ان کو باقاعدہ منتخبہ سوویتوں میں بدل دینا ممکن ہو گیا، یعنی دیہی سوویتوں کو اس طرح ازسرنو منظم کرنا تاکہ ان کو طبقاتی حکمرانی کا ادارہ، دیہی اضلاع میں پرولتاری اقتدار حکومت کا ادارہ بنایا جا سکے۔ سوشلسٹ زرعی انتظام اور سوشلسٹ زراعت کی جانب عبور کے اقداسات کے قانون (۱۲۹) جیسے اقدامات، جنھیں تھوڑے ہی دن ہوئے مرکزی عاملہ کمیٹی نے منظور کیا تھا، اور جس سے ہر

شخص یقیناً واقف ہے، ہمارے پرولتاری انقلاب کے نقطۂ نظر سے ہمارے تجربے کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

خاص چیز، پرولتاری انقلاب کا افضل‌ترین اور بنیادی کام ہم نے پورا کر لیا ہے۔ اور ٹھیک اس وجہ سے کہ ہم نے اسے پورا کر لیا ہے، ایک اور بھی زیادہ پیچیدہ مسئلہ درپیش ہے — متوسط کسانوں کی جانب ہمارا رویہ۔ اور جو کوئی بھی یہ سوچتا ہے کہ یہ حقیقت کہ اس مسئلے کو سامنے لایا جا رہا ہے کسی طرح بھی ہماری حکومت کے کردار میں کمزوری پیدا ہونے کی علامت ہے، پرولتاریہ کی آمریت کے کمزور ہونے کی علامت ہے، یہ ہماری بنیادی پالیسی میں تبدیلی کی، خواہ وہ کتنی ہی جزوی، کتنی ہی خفیف کیوں نہ ہو، علامت ہے، وہ پرولتاریہ کے مقاصد کو، کمیونسٹ انقلاب کے مقاصد کو سمجھنے سے قطعی قاصر ہے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ ہماری پارٹی میں ایسے لوگ نہیں ہیں۔ میں تو رفیقوں کو محض ان لوگوں سے خبردار کرنا چاہتا تھا جو مزدوروں کی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے اور جو اس طرح باتیں کریں گے، اس لئے نہیں کہ خیالات کے کسی نظام سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا بلکہ محض ہمارے کام میں اڑنگا لگانے کے لئے اور سفید محافظوں کی مدد کرنے کے لئے — یا، اگر زیادہ سہل انداز میں کہیں تو، ہمارے خلاف متوسط کسان کو اکسانے کے لئے، جو ہمیشہ پس و پیش کرتا رہتا ہے، جو پس و پیش کئے بغیر رہ نہیں سکتا، اور جو آئندہ خاصے طویل عرصے تک پس و پیش کرتا رہیگا۔ متوسط کسان کو ہمارے خلاف بھڑکانے کے لئے وہ کہیں گے: ''دیکھو، یہ لوگ تمہاری خوشامد کر رہے ہیں! اس کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے تمہاری بغاوتوں کا شمار کر لیا ہے، انہوں نے ڈگمگانا شروع کر دیا ہے''، اور ایسی ہی وضع کی دوسری باتیں۔ ہمارے تمام رفیقوں کو اس قسم کی ہلچل کے خلاف تیار رہنا چاہئے۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ تیار رہیں گے۔ بشرطیکہ اب ہم اس مسئلے کو طبقاتی جدوجہد کے نقطۂ نظر سے پیش کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

یہ بات قطعی طور پر واضح ہے کہ یہ بنیادی مسئلہ — متوسط کسانوں کی جانب پرولتاریہ کے رویے کی ٹھیک ٹھیک کیا وضاحت کی جائے — زیادہ پیچ درپیچ مسئلہ تو ہے، مگر کچھ کم اہم نہیں۔

رفیقو، نظریاتی زاویہ نگاہ سے، جس پر مزدوروں کی بھاری اکثریت نے عبور حاصل کر لیا ھے، یہ مسئلہ مارکسیوں کےلئے کوئی مشکل پیش نہیں کرتا۔ مثلاً میں آپ کو یاد دلاؤنگا کہ زرعی مسئلے پر کاؤتسکی کی کتاب (۱۳۰) میں، جو اس زمانے میں لکھی گئی تھی جبکہ وہ مارکس کی تعلیمات کی صحیح تشریح کر رھے تھے اور اس میدان میں سند مانے جاتے تھے، سرمایہ‌داری سے سوشلزم کی جانب عبور کے سلسلے میں ان کا بیان ھے کہ ھر سوشلسٹ پارٹی کا فریضہ یہ ھوتا ھے کہ وہ کسانوں کو بےاثر کر دے یعنی یہ دیکھے کہ پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان جدوجہد میں کسان غیرجانبدار رھے اور ھمارے خلاف بورژوازی کو عملی امداد نہ دے سکے۔

بورژوازی کے انتہائی طویل دورحکومت کے پورے عرصے میں کسانوں نے اس کے اقتدار ھی کی حمایت کی ھے، انھوں نے بورژوازی کی حمایت کی ھے۔ جب آپ بورژوازی کی معاشی قوت اور اس کی حکمرانی کے سیاسی ذرائع پر غور کریں‌گے تو یہ بات سمجھ میں آجائیگی۔ ھم اس بات کو شمار میں نہیں لا سکتے کہ متوسط کسان فوراً ھی ھماری طرف آ جائیگا۔ لیکن اگر ھم ایک صحیح پالیسی کی تعمیل کریں تو کچھ عرصے کے بعد یہ پس و پیش ختم ھو جائیگا اور کسان ھماری طرف آن کر ھم سے مل سکیگا۔

اینگلس نے — جنھوں نے مارکس کے ساتھ مل کر سائنسی مارکسزم کی بنیادیں استوار کی ھیں، یعنی وہ تعلیمات جس سے ھماری پارٹی نے ھمیشہ رھبری حاصل کی ھے، اور خصوصاً انقلاب کے زمانے میں — کسانوں کی چھوٹے کسانوں، متوسط کسانوں اور بڑے کسانوں کی تقسیم قائم کر دی تھی اور یہ تقسیم آج بھی یورپی ملکوں کی بھاری اکثریت پر صادق آتی ھے۔ اینگلس نے کہا تھا: ''شاید یہ ضروری نہ ھوگا کہ ھر جگہ بڑے کسانوں کو بھی بزور قوت دبایا جائے''۔ اور یہ کہ غالباً کسی وقت ھم متوسط کسانوں کے تعلق سے تشدد کو کام میں لائیں (چھوٹا کسان ھمارا دوست ھے)، یہ خیال کسی ھوشمند سوشلسٹ کو کبھی بھی نہیں سوجھا۔ اینگلس نے ۱۸۹۴ء میں، اپنی موت سے ایک سال قبل، جب زرعی مسئلہ پیش منظر میں

آیا تو یہی کہا تھا۔ * یہ نقطۂنظر اس حقیقت کا اظہار کرتا ہے جو بعض اوقات فراموش کر دی جاتی ہے، لیکن جس سے ہم سب نظریے میں متفق ہیں۔ زمینداروں اور سرمایہداروں کے تعلق سے ہمارا مقصد مکمل بےدخلی ہے۔ مگر ہم متوسط کسانوں کی جانب کسی تشدد کو برداشت نہیں کریں گے۔ دولتمند کسانوں کے متعلق بھی ہم اتنے فیصلہ کن انداز میں نہیں کہتے جتنا کہ ہم بورژوازی کے متعلق کہتے ہیں: دولتمند کسانوں اور کولاکوں کی قطعی بےدخلی۔ یہ امتیاز ہمارے پروگرام سے ظاہر ہے۔ ہم کہتے ہیں: دولتمند کسانوں کی مزاحمت اور ان کی انقلابدشمن کوششوں کو کچل دینا چاہئے۔ یہ مکمل بےدخلی نہیں ہے۔

بنیادی امتیاز جو بورژوازی اور متوسط کسان کی جانب ہمارے رویے کا تعین کرتا ہے — بورژوازی کی مکمل بےدخلی اور متوسط کسان سے جو دوسروں کا استحصال نہیں کرتا اتحادعمل — اس لائحۂ عمل کو نظریاتی طور پر ہر ایک تسلیم کر لیتا ہے۔ مگر اس لائحۂ عمل پر مستقل مزاجی سے چلتا کوئی نہیں، مقامی طور پر اس پر عمل درآمد کرنا انہوں نے ابھی تک نہیں سیکھا ہے۔ جب بورژوازی کا تختہ الٹنے اور خود اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے بعد پرولتاریہ نے مختلف زاویوں سے ایک نیا سماج تخلیق کرنا شروع کیا تو متوسط کسانوں کا مسئلہ پیش منظر میں آیا۔ دنیا کے کسی ایک بھی سوشلسٹ نے انکار نہیں کیا کہ جن ملکوں میں بڑے پیمانے کی زراعت کا رواج ہے اور جن ملکوں میں چھوٹے پیمانے کی زراعت ہے وہاں کمیونزم تعمیر کرنے کے راستے مختلف ہوں گے۔ یہ ایک سادہ حقیقت ہے، ابجد ہے۔ اور اس حقیقت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جیسے جیسے ہم کمیونسٹ تعمیر کے فریضوں کے قریب پہنچتے ہیں، ویسے ویسے ساری خاص توجہ ایک حد تک ٹھیک متوسط کسان پر ھی مرکوز کرنی چاہئے۔

بہت کچھ انحصار اس بات پر ہے کہ متوسط کسان کی جانب ہم اپنے رویے کی وضاحت کس طرح کرتے ہیں۔ نظریاتی اعتبار

* فریڈرک اینگلس۔ ''فرانس اور جرمنی میں کسانوں کا مسئلہ''۔ (ایڈیٹر)

سے وہ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ لیکن ہم خود اپنے تجربے سے بخوبی جانتے ہیں کہ مسئلے کو نظریاتی اعتبار سے حل کرنے اور اس حل کو عملی جامہ پہنانے میں فرق ہے۔ اب ہمیں براہ راست یہ فرق درپیش ہے، جو کہ فرانسیسی انقلاب عظیم کی بڑی کرداری خصوصیت تھا، جب فرانسیسی مجلس نے ہمہ گیر اقدامات کا آغاز کر دیا تھا، لیکن ان کو عملی جامہ پہنانے کےلئے اس کے پاس ضروری بنیاد کا سہارا نہیں تھا اور یہ تک اس کو خبر نہیں تھی کہ کسی مخصوص اقدام کو عمل میں لانے کی غرض سے کس طبقے پر تکیہ کرے۔

ہماری حالت بےانتہا زیادہ خوش قسمتی کی ہے۔ پوری ایک صدی کے ارتقا کی بدولت ہم جانتے ہیں کہ کس طبقے پر تکیہ کر رہے ہیں۔ لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس طبقے کا عملی تجربہ انتہائی ناکافی ہے۔ مزدور طبقے اور مزدوروں کی پارٹی پر بنیادی مقصد واضح تھا — بورژوازی کے اقتدار کا تختہ الٹنا اور اقتدار مزدوروں کو منتقل کر دینا۔ لیکن اسے کرنا کیسے تھا؟ سب کو یاد ہے کہ کس مشکل سے اور کتنی غلطیاں کرنے کے بعد ہم صنعت پر مزدوروں کی نگرانی سے مزدوروں کے نظم و نسق کی منزل میں داخل ہوئے۔ حالانکہ وہ کام ہمارے خود اپنے طبقے کے اندر کا تھا، پرولتاریوں کے درمیان تھا، جن سے ہمیشہ سے سابقہ رہا تھا۔ لیکن اب ہمیں ایک نئے طبقے کی جانب، اس طبقے کی جانب جسے شہری مزدور نہیں جانتا، اپنے رویے کی وضاحت کرنی ہے۔ ہمیں اس طبقے کی جانب اپنے رویے کا تعین کرنا ہے جس کا کوئی متعین اور پائیدار رویہ نہیں ہے۔ پرولتاریہ کی اکثریت سوشلزم کے حق میں ہے، بورژوازی کی اکثریت سوشلزم کی مخالف ہے۔ ان دو طبقوں کے درمیان تعلقات کا تعین آسان ہوتا ہے۔ لیکن جب ہم متوسط کسانوں جیسے ایک پرت کی جانب متوجہ ہوتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ایسا طبقہ ہے جو پس‌وپیش کرتا ہے۔ متوسط کسان جزوی طور پر صاحب جائداد ہے اور جزوی طور پر محنت کش۔ وہ دوسرے محنت کشوں کا استحصال نہیں کرتا۔ قرنوں تک متوسط کسان نے اپنی حیثیت کی انتہائی مشکل سے مدافعت کی، اس نے زمینداروں اور سرمایہ‌داروں کے استحصال کی تکلیفیں

برداشت کیں، اس نے سب کچھ برداشت کیا۔ پھر بھی وہ صاحب جائداد ہے۔ اس لئے پس و پیش کرنےوالے اس طبقے کی جانب ہمارا رویہ زبردست مشکلیں درپیش کرتا ہے۔ ایک سال سے زیادہ کے تجربے کی روشنی میں، دیہی اضلاع میں چھ مہینوں سے زیادہ کے پرولتاری کام کی روشنی میں اور اس حقیقت کی روشنی میں کہ دیہی اضلاع میں طبقوں کو الگ الگ چھانٹنے کا کام ہو چکا ہے، ہمیں یہاں سب سے زیادہ چوکس رہنا چاہئے کہ کہیں حد سے زیادہ جلدبازی نہ کر جائیں، کہیں ہم ناکافی نظریاتی نہ رہ جائیں، کہیں ہم جو کچھ زیرتکمیل ہے لیکن ابھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا ہے اس کو تکمیل شدہ تصور نہ کر لیں۔ کمیٹی کے منتخب کئے ہوئے کمیشن کی تجویز کردہ قرارداد] میں جو آپ کو آئندہ مقرر پڑھ کر سنائیں گے، آپ دیکھیں گے کہ اس کے خلاف کافی خبردار کیا گیا ہے۔

معاشی نقطۂ نظر سے یہ بات واضح ہے کہ ہمیں متوسط کسان کی مدد کرنی چاہئے۔ نظریاتی اعتبار سے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ لیکن اپنی عادتوں کی بنا پر، اپنی ثقافتی سطح، ثقافتی اور ٹکنیکی قوتوں کے ناکافی ہونے کے باعث جو کہ ہم دیہی اضلاع کےلئے وقف کرنے کے قابل ہیں اور اس ناکارہ انداز کے باعث جس سے ہم اکثر دیہی اضلاع تک پہنچتے ہیں، ساتھی اکثر جبر کرنے پر اتر آتے ہیں اور اس طرح کئے کرائے پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ ابھی کل ہی کی بات ہے کہ ایک رفیق نے مجھے ایک کتابچہ دیا جس کا عنوان تھا ''نژنی نووگورود کے صوبے میں پارٹی کے کام کے متعلق ہدایات اور قواعد و ضوابط،، جو روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی نژنی نووگورود کی کمیٹی نے جاری کیا ہے۔ اور اس کتابچے میں، مثلاً صفحہ ۴۴ پر اس عبارت پر میری نظر پڑی: ''غیرمعمولی محصولات کے فرمان کا پورا بوجھ گاؤں کے مالدار کسانوں اور نفع‌خوروں کے اور عموماً کسانوں کے متوسط عنصر کے کندھوں پر ڈالنا چاہئے،،۔ واہ وا! واہ! ان لوگوں نے واقعی ''سمجھ لیا ہے،،۔ یہ یا تو طباعت کی غلطی ہے — اور طباعت کی ایسی غلطی کی اجازت نہیں دینی چاہئے تھی — یا گھبراہٹ میں، جلدی سے تیار کی ہوئی تحریر، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس معاملے

میں ساری عجلت کتنی خطرناک ہوتی ہے۔ یا — اور یہ سب سے زیادہ برا قیاس ہے، وہ جو میں نژنی نووگورود کے رفیقوں کے بارے میں کرنا نہیں چاہوں گا — کہ وہ سمجھنے ہی میں سرے سے ناکام رہے ہیں۔ زیادہ امکان اسی کا ہے کہ غلطی بھول سے ہو گئی ہو۔

عملاً ہم واقعات سے دوچار ہوتے ہیں جیسے کہ کمیشن میں ایک رفیق نے بیان کیا تھا۔ انہیں کسانوں نے گھیر رکھا تھا اور ہر ایک ان سے پوچھ رہا تھا: ''بتائیے میں متوسط کسان ہوں یا نہیں؟ میرے پاس دو گھوڑے اور ایک گائے ہے... میرے پاس دو گائیں اور ایک گھوڑا ہے''، وغیرہ۔ اور ہلچل کرنےوالے اس کارکن کے پاس، جو ضلعوں کا دورہ کرتا ہے، ایسا بےخطا پیمانہ ہونا چاہئے جس سے وہ ہر کسان کو ناپ لے، کہ آیا وہ متوسط کسان ہے یا نہیں۔ ایسا کرنے کےلئے آپ کے پاس متعلقہ کسان کے فارم کی پوری تاریخ ہونی چاہئے، اعلی اور ادنی گروہوں سے اس کا تعلق معلوم ہونا چاہئے۔ اور یہ صحیح صحیح ہم کو معلوم ہو نہیں سکتا۔

یہاں قابل لحاظ عملی صلاحیت اور مقامی حالات کے بارے میں معلومات درکار ہوتی ہیں۔ اور یہ ابھی ہمارے پاس موجود نہیں ہیں۔ ہمیں اس کا اعتراف کرنے میں شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ اسے صاف صاف تسلیم کرنا ضروری ہے۔ ہم کبھی بھی خیالی پلاؤ پکانےوالے نہیں تھے اور کبھی ہم نے یہ خواب نہیں دیکھا تھا کہ بےخطا کمیونسٹوں کے، جو بےعیب کمیونسٹ سماج میں پیدا ہوئے اور تعلیم و تربیت حاصل کی، بےداغ ہاتھوں سے ہم کمیونسٹ سماج کی تعمیر کریں گے۔ یہ تو پریوں کی کہانی ہوئی۔ ہمیں کمیونزم کی تعمیر سرمایہداری کے ملبے سے کرنی ہے، اور صرف وہی طبقہ جو سرمایہداری کے خلاف جدوجہد میں تپ کر فولاد بن گیا ہو یہ کام کر سکتا ہے۔ پرولتاریہ بھی، جیسا کہ آپ بخوبی جانتے ہیں، سرمایہدارانہ سماج کی کوتاہیوں اور کمزوریوں سے پاک نہیں ہے۔ وہ سوشلزم کےلئے لڑ رہا ہے، مگر ساتھ ہی ساتھ اپنی کوتاہیوں کے خلاف بھی جدوجہد کر رہا ہے۔ پرولتاریہ کے بہترین اور سب میں پیش پیش حلقوں نے جو قرنوں تک شہروں میں بےجگری سے جدوجہد کرتے رہے، اس جدو جہد کے دوران میں مدنی

اور بڑے شہروں کی تہذیب حاصل کرنے کی حالت میں تھے اور ایک حدتک اس کو حاصل کر لی۔ آپ جانتے ھیں کہ ترقی‌یافتہ ملکوں میں بھی دیہی اضلاع کو جہالت مقسوم ھوتی ھے۔ بلاشبہ دیہی اضلاع میں ھم تہذیب کی سطح کو بلند کریں‌گے، لیکن یہ کام برسہا برس کا ھوگا۔ یہی وہ بات ھے جو ھمارے رفیق ھر جگہ فراموش کر رھے ھیں اور دیہی اضلاع سے آنےوالے لوگوں کا کہا ھوا ایک ایک لفظ ھمیں نہایت نمایاں طور پر یہی ذھن‌نشین کرا رھا ھے؛ وہ دانشور نہیں جو یہاں کام کرتے ھیں، عہدیدار نہیں — ان کی تو ھم بہت سن چکے ھیں — بلکہ وہ لوگ جنھوں نے دیہی اضلاع میں عملاً کام کا مشاھدہ کیا ھے۔ یہی وہ رائیں تھیں جو ھمیں زرعی کمیٹی میں خاص طور سے بیش قیمت معلوم ھوئیں۔ یہ رائیں اب — مجھے اسکا پورا یقین ھے — پوری پارٹی کانگرس کےلئے خاص طور پر قابل قدر ھوں‌گی، کیونکہ وہ کتابوں سے حاصل نہیں کی گئیں اور فرمانوں سے بھی نہیں، بلکہ تجربے ھی سے حاصل ھوئی ھیں۔

ان تمام باتوں سے ھم پر لازم ھو جاتا ھے کہ متوسط کسان کی جانب اپنے رویے میں زیادہ سے زیادہ ممکن وضاحت پیدا کرنے کی غرض سے کام کریں۔ یہ بڑا ھی مشکل ھے کیونکہ حقیقت میں ایسی وضاحت کا وجود نہیں ھے۔ یہ مسئلہ نہ صرف یہ کہ حل نہیں ھوا بلکہ اگر آپ اس کو فوراً اور بہ‌یک وقت حل کرنا چاھیں تو ناقابل حل بھی ھے۔ ایسے لوگ بھی ھیں جو یہ کہتے ھیں کہ ''اتنے بہت سے فرمان لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی''۔ سوویت حکومت پر وہ الزام لگاتے ھیں کہ فرمان تو لکھنے شروع کر دئے مگر یہ معلوم ھی نہیں کہ ان کی تعمیل کیسے ھوگی۔ یہ لوگ درحقیقت محسوس نہیں کرتے کہ وہ گر کر سفید محافظوں جیسا رویہ اختیار کر رھے ھیں۔ اگر ھمیں توقع ھوتی کہ دیہی اضلاع میں زندگی سینکڑوں فرمان لکھ کر قطعی طور پر تبدیل کی جا سکتی ھے تو ھم قطعی احمق ھوتے۔ لیکن اگر ھم فرمانوں میں وہ راستہ ھموار کرنے سے باز رھتے جس پر چلنا چاھئے، تو ھم سوشلزم سے غداری کرتے۔ ان فرمانوں کی اگرچہ عملاً پوری طرح اور فوراً تعمیل نہیں کی جا سکی لیکن پرچار کےلئے انھوں نے ایک اھم رول ادا کیا۔

پہلے تو ہم اپنا پرچار عام حقیقتوں کی بنیاد پر کیا کرتے تھے، اب ہم اپنا پرچار اپنے کام کے ذریعہ کر رہے ہیں۔ وعظ دینا یہ بھی ہے، مگر یہ عمل سے وعظ دینا ہے — ہاں عمل ان معنوں میں نہیں کہ کوئی نکچڑھا ایک آدھ فقرہ کس دے جس کا ہم لوگ نراجیوں اور پرانی وضع کے سوشلزم کے زمانے میں اتنا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ہمارا فرمان ایک نعرہ ہوتا ہے، لیکن وہ پرانا نعرہ نہیں : ''مزدورو، اٹھو اور بورژوازی کا تختہ الٹ دو!''۔ نہیں، وہ تو عوام‌الناس کو ایک دعوت ہے، وہ ان کو عملی کام کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ فرامین وہ ہدایات ہیں جو ایک عام پیمانے پر عملی کام کی دعوت دیتے ہیں۔ یہی اہم بات ہے۔ چلئے ہم فرض کر لیتے ہیں کہ ان فرمانوں میں بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں جو فضول ہیں، بہت کچھ وہ ہے جس کو عملی جامہ نہیں پہنایا جا سکتا لیکن ان میں عملی اقدام کرنے کا مواد ہوتا ہے۔ اور فرمان کا مقصد سینکڑوں، ہزاروں اور لاکھوں لوگوں کو عملی اقدامات سکھانا ہے جو سوویت حکومت کی آواز پر کان دھرتے ہیں۔ یہ دیہی اضلاع میں سوشلسٹ تعمیر کے میدان میں عملی سرگرمی کی ایک آزمائش ہے۔ اگر ہم معاملات کو اس طرح دیکھیں تو اپنے قوانین، فرامین اور حکمناموں سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ ان کو ہم قطعی احکامات تصور نہیں کریں جن کی فوری اور بہر قیمت تعمیل ضروری ہو۔

ہمیں ہر اس چیز سے پرہیز کرنا چاہئے جو عملاً انفرادی استعمال بے‌جا کی ہمت‌افزائی کرتی ہو۔ کہیں کہیں خود غرض اور مہم‌پرست لوگ جونکوں کی طرح ہم سے چمٹ گئے ہیں، وہ لوگ جو اپنے آپ کو کمیونسٹ کہتے ہیں اور ہم کو دھوکا دے رہے ہیں، اور جنھوں نے گھس کر ہماری صفوں میں جگہ حاصل کر لی ہے کیونکہ اب کمیونسٹ برسر اقتدار ہیں، اور کیونکہ زیادہ دیانتدار ملازمین حکومت نے اپنے رجعت‌پسندانہ خیالات کی بنا پر ہمارے ساتھ آنے اور کام کرنے سے انکار کر دیا، جبکہ مفادپرستوں کے اپنے کوئی خیالات نہیں اور نہ کوئی دیانت ۔ یہ لوگ جن کا واحد مقصد اپنا مستقبل بنانا ہوتا ہے، مقامی طور پر جبر پر اتر آتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ لیکن

درحقیقت اس کا بعض اوقات نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسان کہتے ہیں : ''سوویت اقتدار زندہباد، مگر کمیونیا (یعنی کمیونزم) مردہباد!''۔ یہ کوئی اختراع نہیں، یہ حقائق اصلی زندگی پر مبنی ہیں، مقامی کام کرنےوالے رفیقوں کی اطلاعات پر ۔ ہمیں فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ اعتدال کی کمی سے، بوکھلاہٹ اور جلدبازی سے ہمیشہ کتنا زبردست نقصان ہوتا ہے ۔

ہمیں عجلت تھی اور جان جوکھوں میں ڈال کر ایک چھلانگ میں سامراجی جنگ سے ہر قیمت پر نکلنا تھا، جس نے ہم کو مکمل تباہی کے کنارے آن لگایا تھا ۔ بورژوازی کو اور ان قوتوں کو جو ہمیں کچل ڈالنے کی دھمکیاں دے رہی تھیں، ہمیں انہیں قلعقمع کرنے کی انتہائی بےجگری سے کوششیں کرنی تھیں ۔ یہ سب کچھ لازمی تھا، اس کے بغیر ہم کامیاب نہ ہو سکتے تھے ۔ لیکن متوسط کسانوں کے بارے میں اگر ہم اس طرح عمل کرتے تو یہ ایسی ہی حماقت، ایسی بےوقوفی ہوتی، ہمارے نصبالعین کےلئے اتنی تباہ کن ہوتی کہ صرف تخریب پسند جان بوجھ کر اس طرح عمل کر سکتے تھے ۔ مقصد یہاں قطعی مختلف ہونا چاہئے ۔ یہاں ہمارا مقصد عیاں استحصال کرنےوالوں کی مزاحمت کو کچلنا، ان کو شکست دینا اور ان کا تختہ الٹنا نہیں ہے — جو مقصد ہم نے پہلے اپنے سامنے رکھا تھا ۔ نہیں، اب جبکہ یہ خاص مقصد پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے، زیادہ پیچیدہ مسئلے اٹھ کھڑے ہیں ۔ یہاں آپ جبر سے کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے ۔ متوسط کسانوں پر جبر روا رکھا گیا تو اس سے بےحساب نقصان ہوگا ۔ یہ حصہ کثیر التعداد ہے، یہ لاکھوں افراد پر مشتمل ہے ۔ یورپ میں بھی، جہاں اس نے اتنی قوت حاصل نہیں کی ہے، جہاں ٹکنیک اور تہذیب نے، شہری زندگی اور ریلوں نے زبردست نشو و نما حاصل کر لی ہے، اور جہاں یہ سوچنا آسانترین ہوتا، کسی نے بھی، انتہائی انقلابی سوشلسٹ نے بھی متوسط کسان کی جانب جبریہ اقدامات کی تجویز نہیں رکھی ہے ۔

جب ہم اقتدار اپنے ہاتھ میں لے رہے تھے تو بحیثیت مجموعی کسانوں کی حمایت پر بھروسہ کیا تھا ۔ ان دنوں تمام کسانوں کا مقصد ایک ہی تھا — زمینداروں سے لڑنا ۔ لیکن بڑے پیمانے کی

کاشتکاری کے خلاف ان کا تعصب آج بھی موجود ہے۔ کسان سوچتا ہے: ''بڑا فارم، اس کے معنی یہ ہیں کہ میں پھر زرعی مزدور ہو جاؤں گا،،۔ یہ، بلاشبہ، غلطی ہے۔ لیکن بڑے پیمانے کی کاشتکاری کے متعلق کسان کا تصور نفرت کے جذبے سے اور اس بات کی یاد سے وابستہ ہے کہ زمیندار کس طرح لوگوں کو کچلا کرتا تھا۔ یہ تصور اب بھی باقی ہے، ابھی تک گیا نہیں۔

اس حقیقت پر ہمیں خاص طور سے زور دینا چاہئے کہ یہاں، معاملے کی خود نوعیت کے اعتبار ہی سے، جبری طریقوں سے کچھ حاصل، وصول نہیں ہو سکتا۔ یہاں کا معاشی فریضہ قطعی مختلف ہے۔ یہاں کوئی بالائی پرت نہیں ہے کہ جس کو کاٹ کر الگ کر دیا جائے، پھر بنیاد اور عمارت صحیح و سالم باقی رہ جائے۔ وہ بالائی پرت جو شہروں میں سرمایہ‌داروں کے مترادف تھی یہاں موجود ہی نہیں ہے۔ یہاں جبر پورے نصب‌العین ہی کو مٹا سکتا ہے۔ یہاں جس چیز کی ضرورت ہے وہ طویل تعلیمی کام ہے۔ کسان کو، جو صرف ہمارے ملک ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں ایک عملی آدمی اور ایک حقیقت پسند ہوتا ہے، یہ ثابت کرنے کےلئے ہمیں ٹھوس مثالیں دینی چاہئیں کہ ''کمیونیا،، بہترین ممکن چیز ہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کوئی نتیجہ نہیں نکلےگا کہ جلدباز افراد شہر سے گاؤں میں نازل ہوں، ادھر ادھر کی باتیں کریں، کچھ دانشورانہ وضع اور کبھی غیردانشورانہ قسم کی تکرار کریں اور پھر ہر ایک سے جھگڑ لیں اور اپنی راہ پکڑیں۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔ ان کا احترام کرنے کے بجائے مذاق اڑانے کو جی چاہتا ہے، اور وہ ہوتے بھی اسی قابل ہیں۔

اس مسئلے پر ہمارا کہنا یہ ہے کہ کمیونوں کی ہم ہمت‌افزائی ضرور کرتے ہیں مگر ان کو منظم اس طرح ہونا چاہئے کہ کسانوں کا اعتماد حاصل کر سکیں۔ اور اس وقت تک ہم کسانوں کے شاگرد ہیں، ان کے استاد نہیں۔ جب وہ لوگ جو زراعت کے متعلق اور اس کی خصوصیات کے متعلق کچھ نہیں جانتے، وہ لوگ جو محض اس وجہ سے گاؤں کی طرف بھاگتے ہیں کہ انھوں نے اشتراکی کاشتکاری کی فوقیتوں کے بارے میں سن رکھا ہے، شہری زندگی سے اکتا چکے ہیں اور دیہی اضلاع میں کام کرنا چاہتے ہیں — ایسے

لوگ جب ہر اعتبار سے خود کو کسانوں کا معلم تصور کرنے لگتے ہیں تو اس سے زیادہ احمقانہ اور کوئی بات نہیں ہوتی۔ متوسط کسان سے معاشی تعلقات میں جبر سے کام لینے کے تصور ہی سے زیادہ احمقانہ اور کوئی بات نہیں۔

یہاں مقصد متوسط کسان کو بےدخل کرنا نہیں بلکہ ان مخصوص حالات کو ذہن میں رکھنا ہے جن میں کسان زندگی بسر کرتا ہے، بہتر نظام میں عبور کے طریقے کسان سے سیکھنا ہے اور احکامات صادر کرنے کی جرأت کرنا نہیں ہے! یہ ہے وہ قاعدہ جو ہم نے اپنے لئے معین کیا ہے۔ (ہر طرف سے تالیاں۔) یہ ہے وہ قاعدہ جو ہم نے اپنی قرارداد کے مسودے میں شامل کرنے کی کوشش کی ہے، کیونکہ اس اعتبار سے، رفیقو، ہم نے واقعی بڑی خطائیں کی ہیں۔ ان کا اقرار کرنے میں ہمیں کسی طرح کی شرمندگی نہیں ہے۔ ہم ناتجربےکار تھے۔ استحصال کرنےوالوں کے خلاف ہماری جدوجہد خود تجربے سے حاصل کی گئی تھی۔ اگر اس وجہ سے کبھی ہماری مذمت کی گئی ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں: ''پیارے سرمایہ‌دار حضرات، اس میں قصور خود آپ کا ہے۔ اگر آپ نے اس قدر وحشیانہ، بےمعنی، گستاخانہ اور جان چھوڑ کر مزاحمت نہ کی ہوتی، اگر آپ نے عالمی بورژوازی کے اتحاد میں شرکت نہ کی ہوتی، تو انقلاب زیادہ پرامن صورتیں اختیار کرتا ''۔ اب جبکہ ہم نے چاروں طرف سے ہونےوالے وحشیانہ حملے کو پسپا کر دیا ہے، تو ہم بدل کر دوسرے طریقے اختیار کر سکتے ہیں، کیونکہ ہم ایک محدود حلقے کی طرح کام نہیں کر رہے، بلکہ ایک ایسی پارٹی کی طرح جو لاکھوں کی قیادت کر رہی ہے۔ لاکھوں لوگ فوراً لائحۂ عمل میں تبدیلی کو سمجھ نہیں سکتے، اور اس‌لئے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جن ضربوں کا نشانہ کولاک ہوتے ہیں وہ متوسط کسانوں پر پڑ جاتی ہیں۔ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔ اس کو ذہن‌نشین کر لینا بس ضروری ہے کہ یہ تاریخی حالات کے باعث ہو رہا ہے جو اپنی طبعی عمر سے تجاوز کر گئے ہیں اور یہ کہ اس طبقے کے تعلق سے نئے حالات اور نئے فرائض ایک نئی نفسیات کا مطالبہ کرتے ہیں۔

کسانوں کی کاشتکاری کے متعلق ہمارے فرمان اصل میں درست

ہیں۔ ان میں سے کسی کو بھی مسترد کرنے کا یا ان میں سے کسی پر بھی افسوس کرنے کا ہمارے پاس کوئی جواز نہیں ہے۔ لیکن اگر فرمان درست ہیں تو بزور قوت ان کو کسانوں پر مسلط کرنا غلط ہے۔ یہ کسی فرمان میں بھی نہیں کہا گیا ہے۔ یہ فرمان راستہ واضح کرنے کےلئے جس پر چلنا ہے اور عملی اقدامات کی دعوت دینے کی حیثیت سے درست ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں: ’’انجمنوں کی ہمت‌افزائی کرو،، تو ہم ہدایات دے رہے ہیں جنہیں آخری صورت دینے سے پہلے کئی بار آزما لینا چاہئے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ ہمیں کسانوں کی رضاکارانہ تائید حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، تو اس کے معنی یہ ہیں کہ انہیں ترغیب دینی چاہئے اور ترغیب عملی کارناموں سے دینی چاہئے۔ محض زبانی جمع خرچ سے وہ اپنے آپ کو قائل نہ کر پائیں گے اور وہ قطعی حق پر ہوں گے۔ اگر وہ محض فرمانوں اور جوشیلے پوسٹروں کو پڑھ کر ہی قائل ہونے لگیں تو یہ بری بات ہوگی۔ اگر اس طریقے سے معاشی زندگی کو نئی شکل دینا ممکن ہوتا تو یہ نئی تشکیل دمڑی برابر کام کی نہ ہوتی۔ پہلے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ اس قسم کی انجمن بہتر ہوگی، لوگوں کو اس طرح متحد کرنا چاہئے کہ وہ واقعی متحد ہو جائیں اور ایک دوسرے سے ان بن نہ ہو — یہ ثابت کرنا چاہئے کہ انجمن سودمند ہے۔ سوال کو کسان اس طرح پیش کرتا ہے اور اسی طرح سے ہمارے فرمان اس کو پیش کرتے ہیں۔ اگر ابھی تک ہم اس مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں تو اس میں شرمندگی کی کوئی بات نہیں ہے اور ہمیں صاف طور پر اس کا اقرار کرنا چاہئے۔

ابھی تک ہم نے ہر سوشلسٹ انقلاب کے صرف بنیادی فرض کی تکمیل کی ہے — بورژوازی کو شکست دینے کے فرض کی۔ بنیادی طور پر اس کی تکمیل ہو چکی ہے، اگرچہ انتہائی دشوار نصف سال کا آغاز ہو رہا ہے جس میں ساری دنیا کے سامراجی ہمیں پامال کرنے کی آخری کوشش کر رہے ہیں۔ اب ہم قطعی طور سے بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ خود سمجھتے ہیں کہ اس نصف سال کے بعد ان کا مقصد قطعی مایوس کن ہو جائیگا۔ یا تو ابھی وہ ہماری تھکی ماندی کیفیت کا فائدہ اٹھا لیں اور ہم کو، ایک

الگ تھلگ ملک کو شکست دیدیں، یا ہم فتحیاب ہوکر نکلیں، تنہا اپنے ملک کے تعلق ھی سے نہیں - اس نصف سال میں، جس میں غذائی بحران ذرائع نقل و حمل کے بحران کی وجہ سے شدت اختیار کر گیا ھے اور جس میں سامراجی طاقتیں ھم پر کئی محاذوں سے حملہ کرنے کی کوشش کر رھی ھیں، ھماری حالت انتہائی نازک ھے - لیکن یہ آخری مشکل نصف سال ھے - ھمیں اپنی تمام قوتوں کو بیرونی دشمن کے خلاف جدوجہد میں صف‌آرا کرتے رهنا چاھئے، جو کہ ھم پر حملہ کر رھا ھے -

لیکن جب ھم دیہی اضلاع میں اپنے کام کے مقاصد کا ذکر کرتے ھیں تو تمام مشکلوں کے باوجود اور اس حقیقت کے باوجود کہ ھمارا پورا تجربہ استحصال کرنےوالوں کو کچلنے کے فوری فریضے سے مکمل طور پر متعلق رھا ھے، تو ھمیں یاد رکھنا چاھئے، اور کبھی ھرگز نہیں بھولنا چاھئے کہ دیہی اضلاع میں متوسط کسان کے تعلق سے ھمارے مقاصد قطعی مختلف ھیں -

طبقاتی شعور رکھنےوالے تمام مزدوروں نے — جو پیتروگراد، ایوانووا وزنےسینسک یا ماسکو سے دیہی اضلاع میں گئے ھیں — مثالیں سنائی ھیں کہ کس طرح متعدد غلط‌فہمیاں جو معلوم ھوتا تھا کہ دور ھی نہیں ھو سکیں‌گی اور متعدد جھگڑے جو نہایت ھی شدید نظر آتے تھے اس وقت دور ھو گئے یا شدت میں کمی آ گئی جبکہ ذھین مزدور آگے آئے اور باتیں کیں، کتابی زبان میں نہیں بلکہ اس زبان میں جو کسانوں کی سمجھ میں آئے، جب انھوں نے باتیں کیں ایسے کمانڈروں کی طرح نہیں کہ جو دیہی زندگی کے بارے میں کچھ جانے بوجھے بغیر احکامات صادر کرنے کی جسارت کرتے ھیں، بلکہ ساتھیوں کی طرح صورت‌حال کی وضاحت کرتے ھوئے اور استحصال کرنےوالوں کے خلاف محنت‌کشوں کے جذبات کو ابھارتے ھوئے - اور ایسی رفیقانہ وضاحتوں سے انھوں نے وہ سب کچھ حاصل کر لیا جو دوسرے سینکڑوں لوگ نہ کر سکے تھے جو اپنے آپ کو کمانڈر اور برتر بناکر پیش کرکے ان سے بات کیا کرتے تھے -

یہ ھے وہ جذبہ جو اس قرارداد میں رچا ھوا ھے جو ھم اب آپ کی توجہ کےلئے پیش کر رھے ھیں -

میں نے اپنی مختصر رپورٹ میں اس قرارداد کے بنیادی اصولوں پر ، اس کی عام سیاسی اهمیت پر تفصیل سے بحث کرنے کی کوشش کی ہے - میں نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے — اور میں خیال کرتا ہوں کہ مجھے کامیابی ہوئی ہے — کہ بحیثیت مجموعی انقلاب کے مفادات کے نقطۂ نظر سے ہم پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں کر رہے، ہم لائحۂ عمل کو تبدیل نہیں کر رہے - سفید محافظ اور ان کے پٹھو شور مچا رہے ہیں، یا شور مچائیں گے، کہ ہم ایسا کر رہے ہیں - ان کو چیخنے دو - ہم پروا نہیں کرتے - ہم اپنے مقاصد کی نشو و نما ثابت‌قدمی کے ساتھ کر رہے ہیں - ہمیں اپنی توجہ بورژوازی کو دبانے کے مقصد سے متوسط کسان کی زندگی میں ترتیب لانے کے مقصد کی طرف منتقل کر دینی چاہئے - اس کے ساتھ ہمیں امن چین سے رہنا چاہئے - کمیونسٹ معاشرے میں متوسط کسان صرف اس صورت میں ہمارے ساتھ ہوں‌گے جبکہ ہم ان کے معاشی حالات کی سطح بلند اور بہتر کریں - اگر کل ہم ایک لاکھ اول درجے کے ٹریکٹر ان کو مہیا کر سکتے، ان کےلئے ایندھن فراہم کرتے، ان کو ڈرائیور دیتے (آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ فی‌الحال محض خیال‌آرائی ہے) تو متوسط کسان کہتا: ''میں کمیونیا کے حق میں ہوں،، (یعنی کمیونزم کے حق میں) - لیکن یہ انجام دینے کےلئے ہمیں پہلے بین‌الاقوامی بورژوازی کو شکست دینی ہوگی، اس کو مجبور کرنا ہوگا کہ وہ ہمیں یہ ٹریکٹر دے، یا اپنی پیداواری قوتوں کو اس طرح نشوونما دینی ہوگی کہ خود ہم ان کو یہ مہیا کر سکیں - اس سوال کو پیش کرنے کا یہی واحد صحیح طریقہ ہے -

کسان کو شہروں کی صنعت کی ضرورت ہے، وہ اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، اور یہ ہمارے ہاتھ میں ہے - اگر ہم صحیح طریقے سے کام شروع کریں، تو یہ اشیا، یہ آلات اور یہ تہذیب شہروں سے لےکر آنے کےلئے وہ ہمارا شکرگذار ہوگا - اس کو یہ چیزیں استحصال کرنے والے نہیں، زمیندار نہیں بلکہ اس کے ساتھی محنت‌کش لاکر دیں‌گے، جن کی وہ بڑی قدر کرتا ہے، مگر قدر عملی طریقے سے، واقعی امداد کےلئے جو وہ اسے دیتے ہیں، اور اس کے ساتھ

اوپر کی ساری دھونس اور ''احکامات،، کو مسترد کرتے ہوئے — اور بالکل صحیح طریقے سے مسترد کرتے ہوئے۔

پہلے مدد کرو اور پھر اعتماد حاصل کرنے کی کوشش۔ اگر ہم یہ کام صحیح طریقے سے کرنے لگیں، ضلعوں کے، صوبوں کے گروہوں میں، غذائی دستوں میں اور باقی ہر ایک تنظیم میں ہر ایک قدم صحیح طریقے سے اٹھے، اگر اس نقطہ نظر سے ہمارے ہر اقدام کی احتیاط کے ساتھ جانچ کر لی گئی ہو، تو ہم کسان کا اعتماد حاصل کر لیں گے، اور صرف تب ہی ہم آگے بڑھ سکیں گے۔ اب ہمیں جو کچھ کرنا چاہئے وہ اس کی مدد کرنا اور مشورہ دینا ہے۔ یہ کسی کمانڈر کے احکامات نہیں ہوں گے بلکہ ایک رفیق کی نصیحت ہوگی۔ کسان پھر پوری طرح ہمارے ساتھ ہوگا۔

یہ، رفیقو، وہ ہے جو ہماری قرارداد میں ہے، اور یہ، میری رائے میں، اس کانگرس کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ اگر اس کو ہم منظور کر لیں، اگر یہ ہماری تمام پارٹی تنظیموں کے کام کا تعین کرنے میں کارآمد ہو تو ہم اس دوسرے عظیم فریضے کی تکمیل کر لیں گے جو ہمیں درپیش ہے۔

ہم نے بورژوازی کا تختہ الٹنا، اس کو کچلنا سیکھ لیا ہے اور اس پر ہمیں فخر ہے۔ لیکن لاکھوں متوسط کسانوں سے اپنے تعلقات میں ربط کیسے پیدا کریں، ان کا اعتماد کس طرح حاصل کریں، یہ ہم نے ابھی تک نہیں سیکھا ہے — اور ہمیں صاف صاف اس کا اعتراف کرنا چاہئے۔ لیکن فریضے کو ہم نے سمجھ لیا ہے، اس کو ہم نے پیش نظر رکھ لیا ہے، اور ہم پورے اعتماد سے، پورے علم اور عزم سے کہتے ہیں کہ اس فریضے کو ہم ضرور پورا کریں گے۔ اور پھر سوشلزم قطعی ناقابل تسخیر ہو جائے گا۔ (طویل تالیاں۔)

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۸،
صفحات ۱۹۲ — ۲۰۵

تیسری انٹرنیشنل اور تاریخ میں اس کا مقام

اتحاد ثلاثه کے ملکوں کے سامراجی روس کا محاصرہ کر رہے هیں تاکه سوویت ریپبلک کو وبا کے ایک مرکز کی حیثیت سے سرمایه دارانه دنیا سے الگ تھلگ رکھیں۔ یه لوگ جو اپنے ''جمہوری،، اداروں کی ڈینگیں مارتے هیں سوویت ریپبلک کے خلاف اپنی نفرت کے سبب اتنے اندھے هو گئے هیں که یه دیکھ نہیں پاتے که وہ اپنے آپ کو کتنا مضحکه انگیز بنا رہے هیں۔ ذرا غور کیجئے، یه ترقی یافته، انتہائی مہذب اور ''جمہوری،، ممالک جو سر تا پیر مسلح هیں اور ساری دنیا پر جن کا بلا شرکت غیرے فوجی غلبه ہے اس نظریاتی چھوت سے ڈر کے مارے کانپ رہے هیں جو ایک تباہ شدہ، فاقه کش، پسماندہ اور جیسا که وہ خود دعوی کرتے هیں، نیم وحشی ملک سے آ رهی ہے۔

صرف یه تضاد هی تمام ملکوں کے محنت کش عوام الناس کی آنکھیں کھول رہا ہے اور سامراجی کلیمینسو، لائڈ جارج، ولسن اور ان کی حکومتوں کے فریب کا پردہ چاک کرنے میں مدد دے رہا ہے۔

لیکن همیں نه صرف سوویتوں سے سرمایه‌داروں کی اندھی نفرت سے بلکه ان کے آپس کے جھگڑوں سے بھی مدد مل رهی ہے جو انہیں ایک دوسرے کے پہیے میں روک لگانے پر اکساتے هیں۔ انھوں نے چپ کی واقعی سازش کرلی ہے کیونکه وہ عام طور پر سوویت ریپبلک کے متعلق صحیح معلومات سے اور خاص طور پر اس کی سرکاری دستاویزوں سے بے‌انتہا خائف هیں۔ اس کے باوجود

فرانسیسی بورژوازی کے خاص ترجمان «Le Temps» (وقت) نے ماسکو میں تیسری کمیونسٹ انٹرنیشنل کے قیام کی رپورٹ شائع کی ہے۔

اس کے لئے ہم فرانسیسی بورژوازی کے خاص ترجمان اور فرانسیسی جارحانہ قوم پرستی اور سامراج کے اس لیڈر کا باادب شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہمیں اخبار «Le Temps» جو مؤثر اور لائق امداد دے رہا ہے اس کی داد دہی کے لئے ہم اسے طلائی سپاس نامہ بھیجنے کے لئے تیار ہیں۔

جس طرح «Le Temps» نے ہمارے لاسلکی پیامات پر مبنی اپنی رپورٹ تیار کی ہے اس سے واضح طور پر اور پوری طرح اس کی وہ نیت ظاہر ہوتی ہے جس نے دولت‌مندوں کے اس ترجمان کو اس پر آمادہ کیا۔ اس نے یہ کہہ کر ولسن کا مذاق اڑانا چاہا: ''ذرا ان لوگوں کو دیکھئے جن سے آپ گفت و شنید کر رہے ہیں!،، یہ حکمت چھانٹنےوالے جو دولت مندوں کے حکم پر لکھتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ ولسن کو بالشویکوں سے ڈرانے کی ان کی کوشش محنت‌کش لوگوں کی نظروں میں بالشویکوں کا اشتہار ثابت ہو رہی ہے۔ فرانسیسی کروڑپتیوں کے ترجمان کو ایک بار پھر ہمارا انتہائی باادب شکریہ!

تیسری انٹرنیشنل ایسے عالمی حالت میں قائم ہوئی ہے جو اتحاد ثلاثہ کے سامراجیوں یا جرمنی میں شیئڈمانوں اور آسٹریا میں رینیروں جیسے سرمایہ‌داروں کے خدمت‌گاروں کی پابندیوں، گھٹیا اور ذلیل ترکیبوں کی اجازت نہیں دیتی جو اس انٹرنیشنل کی خبر اور دنیا کے مزدور طبقے میں اس کے ساتھ ہمدردی بڑھنے کو روک سکیں۔ یہ صورت‌حال پرولتاری انقلاب کے فروغ نے پیدا کی ہے جو ہر جگہ عیاں طور پر تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ یہ صورت‌حال محنت‌کش لوگوں میں سوویت تحریک نے پیدا کی ہے جو اتنی طاقتور ہو چکی ہے کہ واقعی بین‌الاقوامی بن گئی ہے۔

پہلی انٹرنیشنل (۱۸٦۴ء تا ۱۸۷۲ء) نے مزدوروں کی ایک ایسی بین‌الاقوامی تنظیم کی بنیاد ڈالی جو سرمایے پر ان کے انقلابی حملے کی تیاری کرے۔ دوسری انٹرنیشنل (۱۸۸۹ء تا ۱۹۱۴ء) پرولتاری تحریک کی ایک ایسی بین‌الاقوامی تنظیم تھی جس کا فروغ

وسعت میں ہوا، انقلابی سطح کے عارضی طور پر گرنے، موقع پرستی کے عارضی طور پر مضبوط ہونے کی قیمت ادا کر کے اور جو آخرکار اس انٹرنیشنل کے شرمناک انہدام تک لے گیا۔

تیسری انٹرنیشنل درحقیقت ۱۹۱۸ء میں ابھری جب خاص طور پر جنگ کے دوران موقع پرستی اور جارحانہ قوم‌پرستی کے خلاف طویل برسوں کی جدوجہد کا نتیجہ کئی ملکوں میں کمیونسٹ پارٹیوں کے قیام کی صورت میں نکلا۔ حسب ضابطہ تیسری انٹرنیشنل اس کی پہلی کانگرس کے دوران مارچ ۱۹۱۹ء میں ماسکو میں قائم ہوئی (۱۳۱)۔ اس انٹرنیشنل کی سب سے بڑی امتیازی خصوصیت مارکسزم کے تصورات کو پورے کرنے، انھیں عملی جامہ پہنانے کا اور سوشلزم اور مزدور تحریک کے پرانے آدرشوں کو حاصل کرنے کا اس کا مشن ہے۔ تیسری انٹرنیشنل کی اس سب سے بڑی امتیازی خصوصیت کا اظہار فوراً اس حقیقت میں ہوتا ہے کہ نئی تیسری ''محنت کش لوگوں کی بین‌الاقوامی انجمن'' نے ایک حد تک سوویت سوشلسٹ ریپبلکوں کے اتحاد کی شکل میں فروغ پانا شروع کر دیا ہے۔

پہلی انٹرنیشنل نے سوشلزم کے لئے پرولتاری، بین‌الاقوامی جدوجہد کی داغ بیل ڈالی۔

دوسری انٹرنیشنل نے وہ دور شروع کیا جب کئی ممالک میں تحریک کے وسیع اور عوامی فروغ کے لئے زمین ہموار ہوئی۔

تیسری انٹرنیشنل نے دوسری انٹرنیشنل کے کام کے ثمر جمع کئے، اس کا موقع‌پرست، جارحانہ قوم پرست، بورژوا اور پیٹی‌بورژوا لبادہ اتار پھینکا اور پرولتاریہ کی آمریت کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا۔

ان پارٹیوں کا بین‌الاقوامی اتحاد، جو دنیا میں انتہائی انقلابی تحریک کی رہنمائی کر رہی ہیں، سرمایے کا جوا اتار پھینکنے کے لئے پرولتاریہ کی تحریک، اب کئی سوویت ریپبلکوں کی شکل میں بے‌نظیر طور سے مضبوط بنیاد پر قائم ہے۔ یہ ریپبلکیں پرولتاریہ کی آمریت کو اور سرمایہ‌داری پر اس کی فتح کو بین‌الاقوامی پیمانے پر عملی جامہ پہنا رہی ہیں۔

تیسری، کمیونسٹ انٹرنیشنل کی عہد ساز اہمیت یہ ہے کہ اس نے مارکس کے بنیادی نعرے کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا ہے، اس نعرے کو جو سوشلزم اور مزدور تحریک کے صدیوں پرانے ارتقا کا خلاصہ کرتا ہے، اس نعرے کو جس کا اظہار پرولتاریہ کی آمریت کے تصور میں ہے۔

یہ بصیرت اور یہ نظریہ — ایک طباع انسان کی بصیرت اور نظریہ — اب حقیقت بن رہے ہیں۔

ان لاطینی الفاظ کا ترجمہ اب ہم‌عصر یورپ کی تمام قوموں کی زبانوں میں نہیں بلکہ دنیا کی تمام زبانوں میں ہو چکا ہے۔

عالمی تاریخ میں ایک نئے عہد کا آغاز ہو رہا ہے۔

انسانیت غلامی کی آخری شکل — سرمایہ‌داری یا اجرتی غلامی اتار پھینک رہی ہے۔

اپنے آپ کو غلامی سے نجات دلا کر انسان پہلی بار اصلی آزادی کی جانب پیش‌قدمی کر رہا ہے۔

یہ کیسے ہوا کہ یورپ کا ایک انتہائی پسماندہ ملک وہ پہلا ملک بنا جس نے پرولتاریہ کی آمریت قائم کی اور سوویت رپبلک کو منظم کیا؟ ہم مشکل ہی سے غلطی پر ہوں‌گے اگر ہم یہ کہیں کہ روس کی پسماندگی اور بورژوا جمہوریت سے جمہوریت کی بلندترین شکل تک، سوویت یا پرولتاری جمہوریت تک ''جست،، کے درمیان یہ تضاد ایک وجہ ہے (موقع پرست عادتوں اور عاسیانہ تعصبات کے علاوہ جن کی سوشلسٹ لیڈروں کی اکثریت شکار ہے) کہ یورپ میں لوگوں کے لئے سوویتوں کا رول سمجھنا خاص کر مشکل ہے یا اسے سمجھنے میں سست‌رفتار رہے ہیں۔

تمام دنیا میں محنت‌کش لوگوں نے پرولتاری جدوجہد میں ایک آلے کی طرح اور پرولتاری ریاست کی ایک شکل کی حیثیت سے سوویتوں کی اہمیت کو جبلی طور پر سمجھ لیا ہے۔ لیکن ''لیڈر،، جنھیں موقع پرستی نے بگاڑ دیا ہے اب بھی بورژوا جمہوریت کی پرستش کرتے ہیں، اسے وہ عام ''جمہوریت،، کہتے ہیں۔

کیا اس پر حیرت کرنے کی ضرورت ہے کہ پرولتاریہ کی آمریت کے قیام نے بنیادی طور پر روس کی پسماندگی اور بورژوا جمہوریت پر سے اس کی ''جست،، کے درمیان ''تضاد،، پیدا کیا ہے؟

اس پر ضرور حیرت ہونا چاہئے اگر تاریخ ہمیں جمہوریت کی ایسی نئی شکل کا قیام عطا کرے جو کئی تضادات کے بغیر ہو۔

اگر کسی مارکسی سے یا ایسے بھی شخص سے جو جدید سائنس کا عام علم رکھتا ہے یہ سوال کیا جائے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ مختلف سرمایہ‌دار ملکوں میں پرولتاری آمریت تک عبور یکساں طور پر یا ہم‌آہنگ طور پر متناسب طریقے سے ہوگا تو اس کا جواب بلاشبہ نفی میں ہوگا۔ سرمایہ‌دار دنیا میں ہم‌آہنگ یا متناسب ارتقا کبھی نہیں ہوا اور نہ کبھی ہو سکتا ہے۔ ہر ملک میں سرمایہ‌داری اور مزدور تحریک کے پہلے ایک پھر دوسرے پہلو یا امتیازی خصوصیت یا امتیازی خصوصیات کے مجموعے نے زیادہ مضبوطی سے ارتقا کیا ہے۔ ارتقا کا عمل غیر ہموار ہوتا ہے۔

جب فرانس اپنا عظیم بورژوا انقلاب انجام دے رہا تھا اور سارے یورپی براعظم کو تاریخی لحاظ سے نئی زندگی کے لئے بیدار کر رہا تھا تو برطانیہ انقلاب دشمن اتحاد کا سرغنہ تھا حالانکہ ساتھ ہی وہ فرانس کے مقابلے میں سرمایہ‌دارانہ لحاظ سے کہیں زیادہ ترقی‌یافتہ تھا۔ بہرحال اس دور میں برطانیہ کی مزدورطبقے کی تحریک نے ذہانت سے کافی پہل کی جو بعد کے مارکسزم میں شامل کی گئی۔

جب برطانیہ نے دنیا کو چارٹزم دیا جو پہلی وسیع اور صحیح معنی میں عوامی اور سیاسی لحاظ سے منظم پرولتاری انقلابی تحریک تھی، تو یورپی براعظم میں بورژوا انقلابات ہو رہے تھے، جن میں سے اکثر کمزور تھے اور پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان پہلی عظیم خانہ جنگی فرانس میں پھٹ پڑی تھی (۱۳۲)۔ بورژوازی پرولتاریہ کے مختلف قومی دستوں کو ایک ایک کرکے مختلف طریقوں سے مختلف ملکوں میں شکست دے چکا تھا۔

برطانیہ ایک ایسا مثالی ملک تھا جہاں، جیسا کہ اینگلس نے کہا، بورژوازی نے بورژوا اشرافیہ کے علاوہ پرولتاریہ کی بہت بورژوا اوپری پرت پیدا کر دی تھی۔ * کئی دہائیوں تک یہ ترقی‌یافتہ

---

* اینگلس۔ مارکس کے نام خط، مورخہ ۷ اکتوبر ۱۸۵۸ء۔ (ایڈیٹر)

سرمایہ‌دار ملک پرولتاریہ کی انقلابی جدوجہد میں پیچھے رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فرانس نے بورژوازی کے خلاف ۱۸۴۸ء اور ۱۸۷۱ء کی مزدور طبقے کی دو بہادرانہ بغاوتوں میں پرولتاریہ کی قوت صرف کر دی تھی جنھوں نے عالمی تاریخی ارتقا میں کافی حصہ لیا۔ پھر مزدور طبقے کی تحریک کے انٹرنیشنل کی قیادت جرمنی کے ہاتھ میں آگئی۔ یہ انیسویں صدی کی آٹھویں دھائی کی بات ہے جب وہ معاشی لحاظ سے برطانیہ اور فرانس سے پیچھے تھا۔ لیکن جب جرمنی معاشی طور پر ان دونوں ملکوں پر سبقت لے گیا، بیسویں صدی کی دوسری دھائی میں، تو جرمنی کی مزدوروں کی مارکسی پارٹی (جو تمام دنیا کیلئے نمونہ تھی) کے رہنما مٹھی بھر سراسر بدمعاش، انتہائی گندے لچے بن بیٹھے — شیڈمان اور نوسکے سے لے کر ڈیوڈ اور لیگین تک — قابل نفرین جلاد جو مزدوروں کی صفوں سے آئے تھے، جنھوں نے اپنے آپ کو سرمایہ‌داروں کے ہاتھ فروخت کر دیا، جو شاہی اور انقلاب دشمن بورژوازی کے خدمت گذار بن گئے۔

عالمی تاریخ لغزش کے بغیر پرولتاریہ کی آمریت کی جانب جا رہی ہے، لیکن ایسے راستوں سے جو ہموار، سادہ اور راست نہیں ہیں۔

جب کارل کاؤتسکی ہنوز مارکسی تھا اور شیڈمان کے ساتھ اتحاد کی حمایت کرکے اور سوویت یا پرولتاری جمہوریت کے مقابلے میں بورژوا جمہوریت کی تائید کرکے اس نے مارکسزم سے غداری نہیں کی تھی تو اس نے ایک مضمون لکھا تھا۔ یہ اس صدی کی ابتدا کی بات ہے۔ اس کا عنوان تھا ”سلاف اور انقلاب“۔ اس مضمون میں ان تاریخی حالات کا کھوج لگایا گیا تھا جو اس امکان کا اشارہ کر رہے تھے کہ عالمی انقلابی تحریک کی قیادت سلافوں کے ہاتھ میں آجائے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ انقلابی پرولتاری انٹرنیشنل کی قیادت ایک وقت کے لئے — یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ تھوڑے وقت کے لئے — روسیوں کے ہاتھ میں آ گئی ہے، اسی طرح جیسے انیسویں صدی کے مختلف ادوار میں وہ انگریزوں، پھر فرانسیسیوں، پھر جرمنوں کے ہاتھ میں تھی۔

میں ایک بار سے زیادہ کہہ چکا ہوں کہ ترقی‌یافتہ ممالک

کے مقابلے میں روسیوں کے لئے عظیم پرولتاری انقلاب شروع کرنا آسان تر تھا لیکن ان کے لئے اسے جاری رکھنا اور آخری فتح تک لے جانا زیادہ مشکل ہوگا، اشتراکی معاشرے کی مکمل تنظیم کے معنی میں۔

ہمارے لئے ابتدا کرنا آسان تر تھا کیونکہ اول، زارشاہی کی بادشاہت کی غیر معمولی — بیسویں صدی کے یورپ کے لئے — سیاسی پسماندگی نے عوام‌الناس کے انقلابی دھاوے کو غیرمعمولی توانائی بخشی۔ دوسرے، روس کی پسماندگی نے بورژوازی کے خلاف پرولتاری انقلاب کو زمینداروں کے خلاف کسان انقلاب کے ساتھ مخصوص طریقے سے ملا دیا۔ یہی ہم نے اکتوبر ۱۹۱۷ء میں شروع کیا تھا اور اگر ہم اس سے شروع نہ کرتے تو ہم فتح اتنی آسانی سے حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ کافی پہلے ۱۸۵۶ء میں مارکس نے پروشیا کے سیاق و سباق میں پرولتاری انقلاب اور کسان جنگ کے مخصوص طور پر اکٹھا ہونے کے امکان کے بارے میں کہا تھا۔ * ۱۹۰۵ء کی ابتدا سے بالشویکوں نے پرولتاریہ اور کسانوں کی انقلابی جمہوری آمریت کی وکالت کی۔ تیسرے، ۱۹۰۵ء کے انقلاب نے مزدور اور کسان عوام‌الناس کو سیاسی تعلیم دینے میں زبردست مدد دی کیونکہ اس نے ان کے ہراول کو یورپ میں سوشلزم کے ''آخری لفظ،، سے واقف کرایا اور عوام‌الناس کے انقلابی اقدام نے بھی۔ ایسی ''آزمائشی تمثیل،، کے بغیر جو ۱۹۰۵ء میں ہوئی ۱۹۱۷ء کے انقلابات — بورژوا فروری کا انقلاب اور پرولتاری اکتوبر انقلاب دونوں — ناممکن ہوتے۔ چوتھے، روس کے جغرافیائی حالات نے اسے یہ موقع دیا کہ دوسرے ملکوں کے مقابلے میں وہ سرمایہ‌دار ترقی‌یافتہ ممالک کی برتر فوجی طاقت کا دیر تک مقابلہ کرتا رہے۔ پانچویں، کسانوں کی جانب پرولتاریہ کے مخصوص رویے نے بورژوا انقلاب سے سوشلسٹ انقلاب تک عبور کو آسان بنا دیا، شہری پرولتاریہ کے لئے سہولت پیدا کی کہ وہ دیہی محنت‌کش عوام کے نیم پرولتاری،

---

* مارکس۔ اینگلس کے نام خط، مورخہ ۱۶ اپریل ۱۸۵۶ء۔ (ایڈیٹر)

غریب‌ترین حصوں پر اثر ڈال سکے۔ چھٹے، ہڑتال کے اقدام میں طویل تربیت نے اور یورپ کی بڑے پیمانے پر مزدور تحریک نے — گہری اور تیزی سے شدت اختیار کرنےوالی انقلابی حالت میں — ایسی پرولتاری انقلابی تنظیم کے ابھرنے میں مدد دی جیسی کہ سوویتیں۔

بلاشبہ یہ فہرست غیرمکمل ہے لیکن فی‌الحال کافی ہے۔

سوویت یا پرولتاری جمہوریت نے روس میں جنم لیا۔ یہ پیرس کمیون کے بعد ایک دوسرا عہدساز قدم ہے۔ پرولتاری اور کسان سوویت رپبلک دنیا میں پہلی مستحکم سوشلسٹ رپبلک ثابت ہوئی ہے۔ ریاست کی ایک نئی قسم کی حیثیت سے وہ فنا نہیں ہو سکتی۔ اب یہ تنہا نہیں ہے۔

سوشلزم کی تعمیر کے کام کو جاری رکھنے اور مکمل کرنے کے لئے ہنوز بہت کچھ چاہئے۔ زیادہ ترقی‌یافتہ ممالک میں جہاں پرولتاریہ کا اثر اور وزن زیادہ ہے سوویت رپبلکیں پرولتاریہ کی آمریت کا راستہ اختیار کرکے روس پر سبقت حاصل کر سکتی ہیں۔

اس وقت دیوالیہ دوسری انٹرنیشنل نزع کی حالت میں ہے اور زندہ سڑ رہی ہے۔ درحقیقت وہ عالمی بورژوازی کے خدمت گار کا کردار ادا کر رہی ہے۔ وہ واقعی زرد انٹرنیشنل ہے۔ اس کے نمایاں نظریاتی لیڈر — مثلاً کاؤتسکی، بورژوا جمہوریت کی شان میں قصیدے پڑھتے ہیں، اسے ”عام جمہوریت“ کہتے ہیں اور جو اس سے بھی زیادہ احمقانہ اور اس سے بھی زیادہ بھونڈی ہے — ”خالص جمہوریت“۔

بورژوا جمہوریت کے دن بیت چکے، دوسری انٹرنیشنل کی طرح، جس نے تاریخ کے لحاظ سے ضروری اور مفید کام انجام دیا جب بورژوا جمہوریت کے دائرے کے اندر تحریک کا فریضہ مزدور عوام‌الناس کو تربیت دینا تھا۔

کوئی بھی بورژوا رپبلک خواہ وہ کتنی ہی جمہوری ہو سرمایے کے ہاتھوں محنت‌کش لوگوں کو کچلنے کی مشین، بورژوازی کی آمریت کے آلے، سرمایے کی سیاسی حکمرانی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ جمہوری بورژوا رپبلک اکثریت کی حکمرانی کا وعدہ اور اعلان کرتی ہے لیکن وہ اسے اس وقت تک

عملی جامہ نہیں پہنا سکتی جب تک زمین اور دوسرے ذرائع پیداوار کی نجی ملکیت باقی رہتی ہے۔

بورژوا جمہوری رپبلک میں ''آزادی،، درحقیقت دولت‌مندوں کے لئے آزادی ہوتی ہے۔ پرولتاری اور محنت کش کسان اسے اس مقصد کے لئے استعمال کر سکتے ہیں اور کرنا چاہئے کہ سرمایے کا تختہ الٹنے کی خاطر، بورژوا جمہوریت کو مغلوب کرنے کی خاطر اپنی قوتوں کو تیار کریں۔ لیکن درحقیقت محنت کش عوام‌الناس ایک عام قاعدے کی طرح سرمایہ‌داری کے تحت جمہوریت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

سوویت یا پرولتاری جمہوریت نے دنیا میں پہلی بار جمہوریت عوام‌الناس کے لئے، محنت کش عوام کے لئے، مزدوروں اور چھوٹے کسانوں کے لئے تخلیق کی ہے۔

دنیا نے ابھی تک آبادی کی اکثریت کے ہاتھ میں سیاسی اقتدار نہیں دیکھا، اقتدار جو حقیقت میں یہ اکثریت اپنے ہاتھ میں رکھتی ہے جیسا کہ سوویت حکمرانی کی حالت میں ہے۔

وہ استحصال کرنے‌والوں اور ان کے معاون‌جرم کی ''آزادی،، کو دباتی ہے، وہ ان کی استحصال کرنے کی ''آزادی،، کو، فاقہ کشی کے ذریعے موٹے ہونے کی ''آزادی،، کو، سرمایے کی حکمرانی کی بحالی کے لئے لڑنے کی ''آزادی،، کو، اپنے ملک کے مزدوروں اور کسانوں کے خلاف بیرونی بورژوازی کے ساتھ عہدوپیمان کرنے کی ''آزادی،، کو دباتی ہے۔

کاؤتسکی ایسی آزادی کی علم برداری کرے۔ ایسا صرف مارکسزم سے غداری کرنے‌والا، سوشلزم سے غداری کرنے‌والا کر سکتا ہے۔

دوسری انٹرنیشنل کے نظریے‌داں لیڈروں، جیسے کہ ہیلفرڈنگ اور کاؤتسکی، کے دیوالیہ‌پن کی اتنی زیادہ نمایاں طور پر مثال اور کوئی نہیں جتنی کہ سوویت یا پرولتاری جمہوریت کی اہمیت، پیرس کمیون سے اس کے رشتے، تاریخ میں اس کے مقام، پرولتاریہ کی آمریت کی ایک شکل کی طرح اس کی ضرورت کو سمجھنے میں ان کی سراسر نااہلیت ہے۔

اخبار «Die Freiheit» (آزادی) نے جو ''انڈپنڈنٹ،،

(یا متوسط طبقے، بازاری، پیٹی‌بورژوا) جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی (۱۳۳) کا ترجمان ہے ۱۱ فروری ۱۹۱۹ء کو اپنے شمارے نمبر ۷۴ میں ایک منشور شائع کیا ہے: ''جرمنی کے انقلابی پرولتاریہ کے نام''۔

اس منشور پر پارٹی کی مجلس عاملہ کے تمام اراکین اور ''قومی اسمبلی'' میں جو ہماری آئین ساز اسمبلی کی جرمن شکل ہے اس کے تمام ممبروں کے دستخط ہیں۔

منشور شیڈمانوں پر سوویتیں ختم کرنے کے ارادے کا الزام لگاتا ہے اور تجویز کرتا ہے — ہنسئے مت! — کہ سوویتوں کو آئین‌ساز اسمبلی سے ملا دیا جائے، سوویتوں کو بعض ریاستی حقوق دئے جائیں اور ان کو آئین میں کچھ جگہ دی جائے۔

بورژوازی کی آمریت اور پرولتاریہ کی آمریت کو ایک دوسرے سے ملانا، متحد کرنا! کتنا آسان ہے! کیسا زبردست بازاری خیال ہے!

افسوس کی بات صرف یہ ہے کہ اسے روس میں کیرینسکی کے تحت متحدہ مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے، ان پیٹی بورژوا جمہوریت پسندوں نے جو اپنے آپ کو سوشلسٹ تصور کرتے ہیں آزمایا۔

جس شخص نے بھی مارکس کو پڑھا ہے اور یہ سمجھنے میں ناکام رہا ہے کہ سرمایہ‌دار سماج میں ہر شدید لمحے، ہر سنجیدہ طبقاتی تصادم کے وقت بورژوا کی آمریت ممکن ہے یا پرولتاریہ کی آمریت اس نے مارکس کی معاشی یا سیاسی تعلیمات کو بالکل نہیں سمجھا۔

لیکن بورژوازی کی آمریت اور پرولتاریہ کی آمریت کو پرامن طریقے سے ایک دوسرے میں جوڑنے کے متعلق ہیلفرڈنگ، کاؤتسکی اور کمپنی کے زبردست خیال کے لئے خاص مطالع کی ضرورت ہے، اگر ان معاشی اور سیاسی لغویات کے ساتھ تفصیل سے نمٹنا ہے جن سے یہ انتہائی عجیب و غریب اور تفنن‌آمیز منشور بھرا پڑا ہے۔ اس کے لئے دوسرے مضمون کی ضرورت ہے۔

ماسکو، ۱۵ اپریل ۱۹۱۹ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۸، صفحات ۳۰۱ — ۳۰۹

عظیم ابتدا

(محاذ جنگ کے عقب میں

مزدوروں کے کارنامے — ''کمیونسٹ سبوتنک،،)

(اقتباسات)

پریس میں سرخ فوج کے سپاهیوں کی بہادری کی بہت سی مثالیں شایع هوئی هیں۔ مزدور اور کسان کولچاک، دنیکن اور جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں کی دوسری فوجوں کے خلاف جدوجہد میں سوشلسٹ انقلاب کی حاصلات کا دفاع کرتے هوئے اکثر بہادری اور استقلال کے معجزوں کا مظاهره کرتے هیں۔ افراتفری کی اسپرٹ، تھکن اور بےضابطگی پر رفته رفته اور مشکل سے قابو پایا جا رها هے لیکن پھر بھی اس کو آگے بڑھایا جا رها هے۔ سوشلزم کی فتح کےلئے رضاکارانه قربانیاں کرنےوالے محنت‌کش لوگوں کی بہادری، یه هے سرخ فوج میں نئے رفیقانه ڈسپلن، اس کے احیا، مضبوطی اور نشوونما کی بنیاد۔

محاذ جنگ کے عقب میں کام کرنےوالے مزدوروں کی بہادری بھی کچھ کم قابل توجه نہیں هے۔ اس سلسلے میں مزدوروں کی اپنی پہل پر منظم کئے هوئے کمیونسٹ سبوتنک (سنیچر) زبردست اهمیت کے حامل هیں۔ ظاهر هے که یه ابھی ابتدا هے لیکن یه غیرمعمولی طور پر بڑی اهمیت رکھنےوالی ابتدا هے۔ یه ایک ایسے انقلاب کی ابتدا هے جو زیاده مشکل، زیاده اهم، زیاده بنیادی اور زیاده فیصله‌کن هے بمقابله بورژوازی کا تخته الٹنے کے کیونکه یه هماری اپنی قدامت پرستی، بےضابطگی اور پیٹی بورژوا خودپرستی پر فتح هے، ان عادتوں پر فتح هے جو منحوس سرمایه‌داری نے مزدوروں اور کسانوں کےلئے بطور وراثت چھوڑی هیں۔ جب یه فتح مستحکم هو جائےگی تو اسی وقت اور صرف اسی وقت نئے سماجی

ڈسپلن، سوشلسٹ ڈسپلن کی تخلیق ہوگی، اسی وقت اور صرف اسی وقت سرمایہ‌داری کی طرف واپسی ناممکن ہو جائےگی اور کمیونزم واقعی غیر مفتوح ہو جائےگا۔

. . . .

پرولتاری انقلاب کے پہلے دور میں یہ فطری اور ناگزیر ہے کہ ہم سب سے پہلے بورژوازی کی مزاحمت پر قابو پانے، استحصال کرنےوالوں کو شکست دینے، ان کی سازشوں کو کچلنے (جیسے ''غلاموں کے مالکوں کی سازش،، پیتروگراد کو حوالے کر دینے کی، جس میں سیاہ صد اور کیڈٹوں سے لیکر مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں تک سب شامل تھے (۱۳۴)) کے خاص اور بنیادی فریضے میں مصروف ہوں۔ لیکن اس فریضے کے ساتھ ساتھ ایک اور فریضہ ایسا ہی ناگزیر ہے اور جتنا ہم آگے بڑھتے ہیں اتنا ہی اور زیادہ۔ یہ ہے اثباتی کمیونسٹ تعمیر کا، نئے معاشی رشتوں، نئے سماج کی تخلیق کا بہت ہی اہم فریضہ۔

جیسا کہ میں پہلے کئی موقعوں پر، خاص طور سے اس تقریر میں جو میں نے ۱۲ مارچ کو مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی پیتروگراد والی سوویت میں کی تھی، کہہ چکا ہوں کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ صرف یہی نہیں ہے کہ استحصال کرنےوالوں پر جبر کیا جائے، بلکہ بڑی حد تک یہ جبر بھی نہیں ہے۔ اس انقلابی جبر کی معاشی بنیاد، اس کے کارگر اور کامیاب ہونے کی ضمانت یہ ہے کہ پرولتاریہ سرمایہ‌داری کے مقابلے میں محنت کی ایک اعلی درجے کی سماجی تنظیم کا نمائندہ ہے اور اس کو جنم دیتا ہے۔ یہ ہے اصل نکتہ۔ یہی کمیونزم کی طاقت کا سرچشمہ ہے، یہی اس کی ناگزیر مکمل فتح کی ضمانت ہے۔

سماجی محنت کی جاگیردارانہ تنظیم ڈنڈے کے زور سے چلتی تھی اور وہ محنت‌کش انتہائی جہالت، لاعلمی اور غفلت کے عالم میں پڑے رہتے تھے، جن کو مٹھی بھر جاگیردار لوٹتے تھے اور زیادتیاں کرتے تھے۔ سماجی محنت کی سرمایہ‌دارانہ تنظیم آئی تو اس نے بھوک کے ڈسپلن کا سہارا لیا۔ اگرچہ بورژوا تہذیب اور

بورژوا جمہوریت نے بہت کچھ ترقیاں کیں، تاہم سب سے زیادہ ترقی‌یافتہ، متمدن اور جمہوری ریپبلکوں میں بھی محنت‌کشوں کی کثیر تعداد جاہل اور کچلے ہوئے لوگوں کا ایسا ہجوم تھی جو اجرت کی غلامی میں زندگی بسر کرتا تھا، یا ایسے دبے کچلے کسانوں کا، جن کو مٹھی بھر سرمایہ‌دار لوٹتے تھے اور ان پر زیادتیاں کرتے تھے۔ سماجی محنت کی کمیونسٹ تنظیم جس کی جانب پہلا قدم سوشلزم ہے، خود ان محنت‌کشوں کے آزادانہ اور باشعور ڈسپلن پر تکیہ کرتی ہے جنھوں نے جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں دونوں کا جوا اپنے کاندھوں سے اتار پھینکا ہے اور جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا وہ اور زیادہ اسی کے سہارے قائم ہوتی جائے گی۔

یہ نیا ڈسپلن آسمان سے نازل نہیں ہوتا ، نہ یہ نیک آرزوؤں پیدا ہوتا ہے، یہ ان مادی حالات سے ابھرتا ہے جو بڑے پیمانے کی سرمایہ‌دارانہ پیداوار میں قائم ہوتے ہیں اور صرف انھی حالات سے پیدا ہو سکتا ہے۔ ان کے بغیر نئے ڈسپلن کا پیدا ہونا ممکن نہیں ہے۔ اور ان مادی حالات کا حامل، ان کا امین ایک خاص تاریخی طبقہ ہے جسے بڑے پیمانے کی سرمایہ‌داری نے پیدا کیا ہے، منظم کیا ہے، یکجا کیا ہے، تعلیم اور تربیت دی ہے اور پختہ کیا ہے۔ یہ طبقہ ہے پرولتاریہ۔

پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ — اگر ہم ان لاطینی لفظوں کو ان کے علمی، تاریخی فلسفیانہ معنوں میں سادہ زبان میں ترجمہ کریں تو مطلب یہ ہوگا:

صرف ایک خاص طبقہ، یعنی شہری مزدوروں، کارخانے میں کام کرنے‌والے عام طور سے صنعتی مزدوروں کا طبقہ یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ محنت‌کشوں اور استحصال کے شکار تمام لوگوں کو اپنی زیر رہنمائی اس جدوجہد میں آگے بڑھے جو سرمایے کا جوا اتار پھینکنے کےلئے کی جائے، جوا اتار پھینکنے کے اس عمل میں، اپنی فتح کو قائم رکھنے اور اس کی جڑیں جمانے کی جدوجہد میں، نیا، اشتراکی، سماجی نظام قائم کرنے کے کام میں اور طبقوں کے بالکل خاتمے کی ساری جدوجہد میں یہی طبقہ اس کی اہلیت رکھتا ہے۔ (اس سلسلے میں یہ کہتے چلیں کہ سوشلزم اور کمیونزم کے درمیان علمی طور پر صرف ایک فرق ہے، اور وہ یہ کہ سوشلزم کے معنی ہیں اس

نئے سماج کی پہلی منزل، جو سرمایہ‌داری کے اندر سے پیدا ہوگا اور کمیونزم کا مفہوم ہے اس نئے سماج کی دوسری اور بلند تر منزل) ۔

''بیرن،، کی زرد انٹرنیشنل جو غلطی کرتی ہے، یہ ہے کہ اس کے لیڈر طبقاتی جدوجہد کو اور پرولتاریہ کے رہنمایانہ رول کو صرف لفظی طور پر مانتے ہیں، مگر اس کے منطقی نتیجے سے ڈرتے ہیں ۔ انہیں اس لازمی نتیجے کو مانتے ہوئے ڈر لگتا ہے جس سے بورژوازی کو خاص کر وحشت ہوتی ہے اور جس کو بورژوازی قطعی گوارا نہیں کر سکتی ۔ انہیں یہ قبول کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ بھی طبقاتی جدوجہد کا ایک دور ہے، جس کا اس وقت تک چلنا لازمی ہے جب تک طبقے ختم نہیں ہوتے ہیں اور یہ جدوجہد اپنی شکل بھی بدلتی ہے، اور اس زمانے میں خاص کر بےدردی سے کام لیتی ہے، خاص صورتیں اختیار کرتی ہے جو سرمایے کا تختہ الٹے جانے کے فوراً بعد کا زمانہ ہے ۔ پرولتاریہ سیاسی اقتدار اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد طبقاتی جدوجہد چھوڑ نہیں دیتا بلکہ اسے اس وقت تک جاری رکھتا ہے جب تک طبقوں کا وجود ختم نہ ہو جائے، البتہ دوسرے حالات میں، دوسری شکلوں سے اور دوسرے ذریعوں سے اس جدوجہد کو جاری رکھتا ہے ۔

اور ''طبقوں کا وجود ختم ہو جانے،، کے معنی کیا ہیں؟ وہ تمام لوگ جو خود کو سوشلسٹ کہتے ہیں، اس بات کو اشتراکیت کی آخری منزل مانتے ہیں، لیکن اس پر زیادہ تر لوگ غور نہیں کرتے کہ اس کی اہمیت کیا ہے ۔ طبقے لوگوں کے وہ بڑے بڑے گروپ ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں ان باتوں میں کہ: سماجی پیداوار کے ایک تاریخی طور پر مقررہ نظام میں ان کا الگ الگ مقام کیا ہے، پیداوار کے ذرائع سے ان کی کیا نسبت ہے (اکثر حالات میں یہ رشتہ قانون کے ذریعے مقرر اور طے ہوتا ہے)، محنت کی سماجی تنظیم میں وہ کونسی خدمت انجام دے رہے ہیں اور آخر میں یہ کہ سماجی دولت کے جس حصے کے وہ مالک ہیں یہ کتنا ہے اور کس طریقے سے حاصل کیا گیا ہے ۔ طبقے لوگوں کے وہ گروپ ہیں جن میں ایک گروپ، دوسرے گروپ کی محنت سے کام لے سکتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ سماجی معیشت کے خاص مقررہ نظام میں ان کی حیثیتیں مختلف ہیں ۔

ظاہر بات ہے کہ طبقوں کے بالکل خاتمے کےلئے صرف یہ کافی نہیں کہ استحصال کرنےوالوں، جاگیرداروں اور سرمایہداروں کا تختہ الٹ دیا جائے، نہ یہ کافی ہے کہ ان کے مالکانہ حقوق کا خاتمہ کر دیا جائے، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ذرائع پیداوار کی تمام نجی ملکیت ختم کر دی جائے، یہ بھی ضروری ہے کہ شہر اور دیہات کا فرق بالکل مٹا دیا جائے، اور وہ فرق بھی جو جسمانی اور دماغی محنت کرنےوالوں کے درمیان پایا جاتا ہے۔ اس کام میں بہت زمانہ لگےگا۔ اس منزل کو پہنچنے کےلئے لازمی ہے کہ پیداواری قوتوں کو فروغ دینے کےلئے زبردست قدم اٹھایا جائے، ضروری ہے کہ چھوٹے کاروبار کی کثیر تعداد باقیات کی مزاحمت توڑ دی جائے (جو اکثر وبیشتر کھل کر سامنے نہیں آتی، جو خاص طور سے ہٹیلی ہے اور جس پر قابو پانا خاص طور سے مشکل ہے)، اور یہ بھی ضروری ہے کہ عادتوں اور تنگ نظری کی اس بےپناہ قوت کو زیر کیا جائے جو ان پرانی باقیات سے وابستہ ہوتی ہے۔

یہ فرض کر لینا کہ تمام ''محنت کش،، اس کام کو کرنے کی برابر کی صلاحیت رکھتے ہیں، کھوکھلی بات ہے، یا کسی دقیانوسی اور کارل مارکس سے پہلے کے سوشلسٹ کی خوش فہمی ہے، کیونکہ یہ صلاحیت اپنے آپ خودبخود پیدا نہیں ہو جاتی بلکہ تاریخ کے ساتھ پیدا ہوتی ہے اور صرف بڑے پیمانے کی سرمایہدارانہ پیداوار کے مادی حالات سے ابھرتی ہے۔ یہ صلاحیت سرمایہداری سے اشتراکیت تک کے راستے کی ابتدا میں صرف پرولتاریہ میں پائی جاتی ہے۔ یہی طبقہ اس زبردست فریضے کو انجام دے سکتا ہے جو اس پر عائد ہوتا ہے، اول تو اس وجہ سے کہ متمدن سماجوں میں یہی ایک سب سے مضبوط اور سب سے ترقییافتہ طبقہ ہوتا ہے، دوسرے اس وجہ سے کہ سب سے زیادہ ترقییافتہ ملکوں کے اندر یہ طبقہ آبادی کی اکثریت ہوتا ہے، تیسرے اس وجہ سے کہ روس جیسے پسماندہ سرمایہدار ملکوں میں آبادی کی اکثریت نیم پرولتاری لوگوں کی یعنی ان لوگوں کی ہوتی ہے جو سال کے ایک حصے میں ہمیشہ پرولتاری طریقے سے زندگی بسر کرتے ہیں اور اپنی بسر اوقات کے لئے انہیں آمدنی کا ایک حصہ ہمیشہ سرمایہدارانہ کاروبار میں محنت مزدوری کرکے حاصل ہوتا ہے۔

وہ لوگ جو کوشش کرتے ہیں کہ سرمایہ‌داری سے اشتراکیت تک کے عبوری مسائل کو آزادی، مساوات، عام جمہوریت اور محنتی جمہوریت کی مساوات وغیرہ کی گول سول باتوں کے ذریعے حل کریں (جیسے کاؤتسکی، مارتوف اور بیرن‌والی زرد انٹرنیشنل کے دیگر بزرگوار کر رہے ہیں) وہ اس طرح صرف اپنے پیٹی بورژوا، عاسیانہ مزاج کی غماضی کرتے ہیں اور نظریے کے لحاظ سے بورژوازی کے دامن سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اس مسئلے کا صحیح حل صرف اس طرح نکالا جاسکتا ہے کہ اس خاص طبقے، جس نے لڑ کر سیاسی اقتدار حاصل کیا ہے، یعنی پرولتاریہ، اس کے اور محنت‌کشوں کی اس پوری آبادی کے درمیان کون سے خاص رشتے ہیں، جس میں غیرپرولتاری اور نیم پرولتاری شامل ہوتے ہیں، اس بات کا ٹھوس مطالعہ کیا جائے، ان رشتوں کا مطالعہ، جو محض خیالوں میں بسنےوالے ہموار اور فرضی ''مثالی،، حالات میں نہیں پیدا ہوتے ہیں، بلکہ اس جان توڑ مقابلے کے حقیقی حالات میں ترتیب پاتے ہیں جو بورژوازی کرتی ہے اور یہ مقابلہ ایک نہیں، بہت سی اور کئی قسم کی شکلیں اختیار کرتا ہے۔

روس سمیت ہر سرمایہ‌دار ملک میں آبادی کی بہت بڑی اکثریت، خاص کر محنت‌کش آبادی کی بےاندازہ اکثریت نے ہزار بار اپنے اوپر اور اپنے عزیزوں، رشتہ‌داروں پر سرمایہ‌داری کا زور و ظلم، لوٹ کھسوٹ اور جابرانہ سلوک بھگتا ہے۔ سامراجی جنگ نے، یعنی ایک کروڑ آدمیوں کے اس قتل عام نے، جو یہ فیصلہ کرنے کے لئے ہوا تھا کہ تمام دنیا کی لوٹ میں برطانوی سرمایے کا پنجہ اوپر رہے یا جرمن سرمایے کا ان سختیوں کی دھار اور بھی تیز کر دی، ان تلخ تجربوں کو اور بھی گہرا، اور زیادہ وسیع کر دیا اور لوگوں کو ان کی حقیقت سمجھنے پر مجبور کر دیا۔ اس لئے لازمی طور پر آبادی کی بہت بڑی اکثریت میں، خاص کر محنت‌کشوں کی بہت ھی بڑی تعداد میں پرولتاریہ سے ہمدردی ظاہر ہوئی، کیوں‌کہ یہی طبقہ جان‌بازی اور انقلابی سرفروشی کے ساتھ سرمایے کا جوا اتار پھینکنے میں لگا ہوا ہے، استحصال کرنےوالوں سے طاقت چھین رہا ہے، ان کی مزاحمت کو کچل رہا ہے اور ایک ایسے نئے معاشرے کو جنم دینے کی راہ ہموار کرنے کےلئے اپنا خون بہا رہا

ہے جس معاشرے میں استحصال کرنےوالوں کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔

محنت کش آبادی کے وہ لوگ جو بالکل پرولتاری نہیں ہیں، یا نیم‌پرولتاری ہیں، ان کے اندر پیٹی‌بورژوا جیسا تلون اور تذبذب چاہے کتنا ہی زیادہ اور ناگزیر ہو، وہ بورژوا ''قاعدے قانون،، کی طرف اور اس کی ''چھاؤں میں،، رہنے کی طرف کتنے ہی کھنچتے ہوں، پھر بھی یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اس پرولتاریہ کی اخلاقی سیاسی برتری کو تسلیم نہ کریں جو نہ صرف یہ کہ استحصال کرنےوالوں کا تختہ الٹ رہا ہے اور ان کی مزاحمت کو کچل رہا ہے بلکہ ایک نیا اور بہتر سماجی رشتہ قائم کرنے میں مصروف ہے، ایک بہتر سماجی ضابطہ قائم کر رہا ہے — ان طبقاتی شعور رکھنےوالے اور متحد لوگوں کا ڈسپلن پیدا کر رہا ہے جو اپنی گردن پر کسی بوجھ کو نہیں مانتے، کسی اقتدار کو تسلیم نہیں کرتے، سوائے اپنے اتحاد کی طاقت کے، اور جو صرف اپنے، زیادہ طبقاتی شعور رکھنےوالے، زیادہ دلیر، ٹھوس، انقلابی اور ثابت قدم ہراول دستے کے اختیار کو تسلیم کرتے ہیں۔

اس غرض سے کہ فتح حاصل کی جائے اور اشتراکیت کی تعمیر کرکے اس کی بنیادیں مضبوط کی جائیں، پرولتاریہ کو چاہئے کہ وہ دو پہلووالا یا دوہرا فریضہ انجام دے: اول یہ کہ سرمایے کے خلاف انقلابی جدوجہد کرتے وقت اپنی بےمثال جان‌بازی دکھا کر محنت‌کشوں اور استحصال کئے جانےوالے لوگوں کی پوری آبادی کو اپنی طرف کھینچ لے، انھیں اپنی طرف ملا کر منظم کرنے، بورژوازی کا تختہ الٹنے اور اس کی مزاحمت کچلنے کی لڑائی میں ان کی رہنمائی کرے۔ دوسرے یہ کہ تمام محنت‌کشوں اور استحصال کئے جانےوالے لوگوں کو اور ان کے ساتھ پیٹی بورژوازی کے درجے کی ساری آبادی کو اس راہ پر لےکر آگے بڑھے جو نئی معاشی تعمیر کی راہ ہے، جو نئے سماجی رابطوں کو، محنت کے نئے ڈسپلن، محنت کی نئی تنظیم کو جنم دینے کی طرف جاتی ہے، جس پر چل کر وہ تمام علم جو سائنس اور سرمایہ‌دارانہ ٹکنولوجی میں آج تک حاصل ہوا ہے، ان طبقاتی شعور رکھنےوالے محنت‌کشوں

کے مجموعی عمل کے ساتھ جڑ جائے جو بڑے پیمانے کی اشتراکی پیداوار کی داغ بیل ڈال رہے ہیں۔

دوسرا فریضہ پہلے سے زیادہ سخت ہے، کیونکہ وہ صرف جاں‌بازی اور سرفروشی کے علحدہ علحدہ کارناموں سے انجام نہیں دیا جا سکتا، اس کےلئے زیادہ عرصے تک، جم کر، ہمت سے کام لے کر اور سب کی انتہائی سخت کوششوں کو یکجا کرکے روزمرہ کے روکھے پھیکے کام کرنا ہے۔ مگر یہ دوسرا فریضہ پہلے سے بھی زیادہ لازمی ہے، کیونکہ بورژوازی پر فتوحات حاصل کرنے کی طاقت کی سب سے گہری جڑیں اور ان فتوحات کو قائم رکھنے اور پائدار بنانے کی واحد ضمانت صرف یہی ہے کہ سماجی پیداوار کا ایک نیا اور اعلی طریقہ ہمارے پاس ہو، سرمایہ‌دارانہ اور پیٹی‌بورژوا طریقوں کی جگہ بڑے پیمانے کی اشتراکی پیداوار قائم کی جا سکے۔

* * *

"کمیونسٹ سبوتنکوں" کی زبردست تاریخی اہمیت اسی وجہ سے ہے کہ وہ محنت کی صلاحیت کو فروغ دینے، ایک نئے محنتی ڈسپلن کو اختیار کرنے اور معیشت اور زندگی کے سوشلسٹ حالات پیدا کرنے میں مزدوروں کی باشعور اور رضاکارانہ پیش‌قدمی کا اظہار کرتے ہیں۔

معدودے چند میں سے ایک، بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ ایک غیرمعمولی طور پر نادر جرمن بورژوا ڈیموکریٹ یاکوبی نے، جو ۱۸۷۰–۷۱ء کے سبقوں کے بعد جارحانہ قوم پرستی یا قومی اعتدال پرستی کی طرف نہیں بلکہ سوشلزم کی طرف مائل ہوئے، ایک بار کہا تھا کہ کسی ٹریڈ یونین کی تشکیل سادووا کی لڑائی (۱۳۵) سے زیادہ تاریخی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ سچ ہے۔ سادووا کی جنگ نے جرمن قومی سرمایہ‌دار ریاست کے قیام میں دو بورژوا شاہی حکومتوں آسٹریائی یا پروشیائی کی برتری کا فیصلہ کیا۔ ایک ٹریڈیونین کی تشکیل بورژوازی پر پرولتاریہ کی عالمی فتح میں ایک چھوٹا سا قدم ہوتا ہے۔ اور ہم اسی طرح سے کہہ سکتے ہیں کہ پہلا کمیونسٹ سبوتنک جس کو ۱۰ مئی ۱۹۱۹ء کو ماسکو میں ماسکو – کازان ریلوے کے مزدوروں نے منظم کیا ۱۹۱۴ء–

۱۹۱۸ء کی سامراجی جنگ میں ہنڈن‌برگ یا فوش اور برطانیہ کی کسی بھی فتح کے مقابلے میں زیادہ تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ سامراجیوں کی فتوحات کا مطلب ہے اینگلو امریکی اور فرانسیسی ارب پتیوں کے نفع کےلئے لکھوکہا مزدوروں کا قتل۔ یہ اس سرمایہ‌دار نظام کے مظالم ہیں جس کا انجام تباہی ہے جو بہت کچھ ہڑپ کرکے زندہ جان سڑ رہا ہے۔ ماسکو — کازان ریلوے کے مزدوروں کا منظم کیا ہوا کمیونسٹ سبوتنک اس نئی سوشلسٹ سوسائٹی کا ایک خلیہ ہے جو دنیا کی تمام قوموں کو سرمایے کے جوئے اور جنگوں سے نجات دلاتی ہے۔

بورژوا حضرات اور ان کے دم‌چھلے، جن میں مینشویک اور سوشلسٹ انقلابی بھی شامل ہیں، جو اپنے کو ''رائے عامہ،، کا نمائندہ سمجھنے کے عادی ہو گئے ہیں، قدرتی طور پر کمیونسٹوں کی امیدوں پر ہنستے ہیں، ان امیدوں کو ''گلاب کے گملے میں برگد کا درخت،، کہتے ہیں، چوری، کاہلی، کارگذاری میں کمی ہونے، خام اشیا اور تیار سامان کے خراب ہونے وغیرہ کی کثیر تعداد مثالوں کے مقابلے میں سبوتنکوں کی حقیر تعداد کو رکھ کر مذاق اڑاتے ہیں۔ ان حضرات کو ہمارا جواب یہ ہے کہ اگر بورژوا دانش‌وروں نے اپنا علم محنت‌کشوں کی مدد میں صرف کیا ہوتا اور اس کو روسی اور غیرملکی سرمایہ‌داروں کو نہ دیا ہوتا تاکہ وہ اپنا اقتدار بحال کر سکیں تو انقلاب زیادہ تیزی اور زیادہ پرامن طریقے سے آگے بڑھتا۔ لیکن یہ محض خیالی بات ہے کیونکہ مسئلہ طبقاتی جدوجہد سے حل ہوتا ہے اور دانش‌وروں کی اکثریت بورژوازی کی طرف کھنچتی ہے۔ دانش‌وروں کی مدد سے نہیں بلکہ ان کی مخالفت کے باوجود (کم از کم زیادہ‌تر صورتوں میں) پرولتاریہ کو فتح ہوگی، ان میں سے ان دانش‌وروں کو نکالکر جو ناقابل اصلاح بورژوا ہیں، مذبذب لوگوں کو قابو میں لاکر، ان کو پھر سے تربیت دے کر اور اپنے تحت میں لاکر، رفتہ رفتہ ان کے بڑے حصے کو اپنی طرف لاکر۔ انقلاب کی مشکلات اور رکاوٹوں پر کینہ‌ور خوشی، گھبراہٹ پھیلانا، ماضی کی طرف واپسی کا پروپیگنڈا کرنا — یہ سب بورژوا دانش‌وروں کے طبقاتی جدوجہد کے ہتھیار اور طریقے ہیں۔ پرولتاریہ ان سے دھوکہ نہیں کھائےگا۔

اور اگر مسئلے کو سنجیدگی کے ساتھ دیکھا جائے تو کیا واقعی تاریخ میں ایسا ہوا ہے کہ پیداوار کے نئے طریقے نے فوراً جڑ پکڑ لی ہو، بغیر طویل رکاوٹوں، غلطیوں اور پسپائیوں کے؟ کسان غلامی کے خاتمے کی نصف صدی کے بعد بھی روسی دیہاتوں میں کسان غلامی کی کافی باقیات پائی جاتی ہیں۔ امریکہ میں نیگروؤں کی غلامی کے خاتمے کی نصف صدی بعد بھی نیگروؤں کی حالت بیش تر نیم غلامی کی ہے۔ بورژوا دانش‌ور، جن میں مینشویک اور سوشلسٹ انقلابی بھی شامل ہیں، سرمایے کی خدمت کرنے اور ان قطعی غلط دلیلوں کو جاری رکھنے میں بڑے استقلال سے کام لے رہے ہیں: پرولتاری انقلاب سے پہلے وہ ہم پر یوٹوپیائی ہونے کا الزام دھرتے تھے اور اس کے بعد وہ ہم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم محیر العقل تیزی سے ماضی کے تمام نشانات کو مٹا دیں۔

بہر حال، ہم یوٹوپیائی نہیں ہیں اور ہم کو بورژوا ''دلیلوں'' کی اصل قیمت معلوم ہے، ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ انقلاب کے بعد کچھ زمانے تک پرانے اخلاق نئے کی کمسن کونپلوں پر ناگزیر طور سے چھائے رہیں گے۔ ابھی پیدا ہونےوالے نئے سے پرانا کچھ زمانے تک ہمیشہ زیادہ قوی ہوتا ہے۔ قدرت اور سماجی زندگی میں ہمیشہ یہی صورت ہوتی ہے۔ نئے نظام کی کمسن کونپلوں کی کمزوری کا مذاق اڑانا، دانش‌وروں کی حقیر تشکیک، وغیرہ یہ سب واقعی پرولتاریہ کے خلاف بورژوازی کی طبقاتی جدوجہد کے طریقے، سوشلزم کے خلاف سرمایہ‌داری کا دفاع ہیں۔ ہمیں احتیاط سے نئی کونپلوں کا مطالعہ کرنا چاہئے، ان پر زیادہ سے زیادہ توجہ کرنی چاہئے، ان کی افزائش اور ''پرورش'' کےلئے سب کچھ کرنا چاہئے۔ ان میں سے کچھ لازمی طور پر مرجائیں‌گی۔ ہم اس کی ضمانت نہیں کر سکتے کہ ''کمیونسٹ سبوتنک'' ہی انتہائی اہم رول ادا کریں‌گے۔ لیکن بات یہ نہیں ہے۔ بات تمام اور ایک ایک نئی کونپل کی حمایت کی ہے جن میں سے زندگی خود سب سے زیادہ جاندار کو منتخب کر لےگی۔ اگر جاپانی سائنس‌داں لوگوں کو آتشک کے مرض سے نجات دلانے کے لئے ۶۰۵ تیارشدہ دواؤں کی آزمائش کرکے ایسی ۶۰۶ ویں دوا تیار کرنے کا صبر و تحمل رکھتا تھا جو ضرورت کے مطابق تھی تو ان لوگوں کو جو اس سے

زیادہ مشکل مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں، یعنی سرمایہ‌دار نظام پر فتح حاصل کرنا، ایسا مستقل مزاج ہونا چاہئے کہ وہ جدوجہد کے سیکڑوں اور ہزاروں نئے طریقوں، وسیلوں اور ذرائع کی آزمائش کرکے ان میں سب سے زیادہ موزوں کا انتخاب کر سکیں۔

''کمیونسٹ سبوتنک،، اتنے اہم ہیں کیونکہ ان کی ابتدا ایسے مزدوروں نے کی جو کسی طرح بھی غیرمعمولی اچھی حالت میں نہ تھے۔ مختلف مہارتوں کے مزدوروں نے کی اور کچھ ایسے بھی جو کوئی مہارت نہیں رکھتے تھے، غیر ہنرمند مزدور تھے جو معمولی یعنی بہت مشکل حالات میں رہتے تھے۔ ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ محنت کی صلاحیت میں کمی کا بنیادی سبب جو ہم صرف ایک روس میں ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں دیکھتے ہیں بربادی اور غربت، سامراجی جنگ کی پیدا کی ہوئی تلخی اور تھکاوٹ، بیماری اور غذا کی کمی ہے۔ موخرالذکر سب سے زیادہ اہم ہے۔ فاقہ‌کشی — یہ ہے سبب۔ اور فاقہ‌کشی سے پیچھا چھڑانے کےلئے زراعت، ٹرانسپورٹ اور صنعت میں محنت کی صلاحیت بڑھانا چاہئے۔ اس طرح ایک منحوس چکر سا بن جاتا ہے: محنت کی صلاحیت بڑھانے کےلئے ہمیں اپنے کو فاقہ‌کشی سے بچانا چاہئے اور اپنے کو فاقہ‌کشی سے بچانے کےلئے محنت کی صلاحیت بڑھانا چاہئے۔

ہم جانتے ہیں کہ ان تضادات کو عملی طور پر مندرجہ ذیل باتوں سے حل کیا جاتا ہے، یعنی یہ منحوس چکر توڑ کر، لوگوں کے مزاج میں بنیادی تبدیلی پیدا کرکے اور انفرادی گروہوں کی جرأت‌آمیز پہل سے جو اس تبدیلی کے پس‌منظر میں اکثر فیصلہ کن رول ادا کرتی ہے۔ ماسکو کے غیر ہنرمند مزدور اور ریلوے مزدور (یہ سچ ہے کہ ہمارا مطلب ان کی اکثریت سے ہے، نہ کہ مٹھی بھر نفع خوروں، منتظمین اور دوسرے سفید محافظ والوں سے) ایسے محنت‌کش ہیں جو سخت مشکل حالات میں رہتے ہیں۔ وہ مستقل طور سے کم غذا پاتے ہیں اور اب نئی فصل اکٹھا ہونے سے پہلے، غذائی حالت عام طور پر ابتر ہونے سے وہ واقعی فاقہ کشی کر رہے ہیں۔ اور پھر بھی یہ فاقہ‌کش مزدور بورژوازی، مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کے بدنام کن انقلاب‌دشمن ایجی‌ٹیشن سے محصور ''کمیونسٹ سبوتنک،، منظم کر رہے ہیں، بلا کسی اجرت

کے فاضل وقت میں کام کر رہے ہیں اور باوجود اس کے کہ وہ تھکے، مصیبت‌زدہ اور غذا کی کمی کے مارے ہیں محنت کی صلاحیت میں زبردست اضافہ کر رہے ہیں۔ کیا یہ اعلیٰ‌ترین شجاعت نہیں ہے؟ کیا یہ عالمی تاریخی اہمیت کی تبدیلی کی ابتدا نہیں ہے؟

آخری تجزئیے میں، محنت کی صلاحیت نئے سماجی نظام کی فتح میں سب سے اہم اور خاص چیز ہے۔ سرمایہ‌دار نظام نے ایسی محنت کی صلاحیت معین کی جو کسان غلامی میں نہیں دیکھی گئی تھی۔ سوشلزم نئی اور کہیں زیادہ بلند محنت کی صلاحیت معین کرکے سرمایہ‌دار نظام کو قطعی شکست دے سکتا ہے اور قطعی شکست دیگا۔ یہ بہت مشکل کام ہے اور اس میں طویل وقت لگےگا۔ لیکن یہ شروع ہو چکا ہے اور یہی سب سے بنیادی بات ہے۔ اگر بھوکوں مرتے ماسکو میں، ۱۹۱۹ء کی گرمیوں میں، بھوکوں مرنےوالے مزدور جو سامراجی جنگ کے چار مشکل سال اور خانہ جنگی کے مزید کٹھن ڈیڑھ سال جھیل چکے ہیں اس عظیم کام کی ابتدا کر سکے تو آگے ترقی کیسی ہوگی جب ہم خانہ‌جنگی میں جیت جائیں گے اور امن حاصل کر لیں‌گے؟

سرمایہ‌داری نظام کے مقابلے میں کمیونزم رضاکار، طبقاتی طور پر باشعور، متحد اور ترقی‌یافتہ ٹکنیک استعمال کرنےوالے مزدوروں کی زیادہ بلند محنت کی صلاحیت ہے۔ کمیونزم کی واقعی ابتدا کی حیثیت سے کمیونسٹ سبوتنک غیرمعمولی طور بیش قیمت ہیں۔ اور یہ بہت نایاب چیز ہے کیونکہ ہم ایسی منزل میں ہیں جب ''سرمایہ‌داری سے کمیونزم تک عبور کے صرف پہلے قدم اٹھائے جا رہے ہیں،، (جیسا کہ ہمارے پارٹی پروگرام میں بجا طور پر کہا گیا ہے۔)

کمیونزم وہاں سے شروع ہوتا ہے جب مشکل محنت سے نڈر ہوکر عام مزدور محنت کی صلاحیت بڑھانے، اناج، کوئلے، لوہے اور دوسرے ایسے سامان کے ہر پوڈ کی حفاظت کرنے کےلئے بڑی فکر کا اظہار کرتے ہیں جو ذاتی طور پر مزدوروں یا ان کے ''اقربا،، کو نہیں پہنچتا بلکہ ان کے ''دور،، کے عزیزوں یعنی مجموعی طور پر سماج کو، لاکھوں کروڑوں لوگوں کو پہنچتا ہے جو پہلے ایک سوشلسٹ ریاست میں متحد ہیں اور پھر سوویت ریپبلکوں کی یونین میں۔

30—862

''سرمایہ،، میں کارل مارکس نے انسان کی آزادیوں اور حقوق کے شاندار اور بلند بانگ بورژوا جمہوری منشور عظیم کا مذاق اڑایا ہے، آزادی، مساوات اور عام اخوت کی اس ساری لفاظی کا مذاق اڑایا ہے جو تمام ملکوں کی پیٹی بورژوازی اور تنگ نظروں کے لئے خیرہ کن ہے جن میں ذلیل بیرن انٹرنیشنل کے موجودہ ذلیل هیرو بھی شامل ہیں۔ مارکس حقوق کے ان شاندار اعلانوں کا موازنہ اس سادہ، پرانکسار، عملی اور معمولی طریقے سے کرتا ہے جس کے ذریعے پرولتاریہ سوال کو پیش کرتا ہے: سرکاری طور پر کام کا دن گھٹانے کا سوال اٹھانا ایک نمونے کی مثال ہے۔ پرولتاری انقلاب کا مافیہ جتنا زیادہ کھلتا جاتا ہے اتنا هی زیادہ مارکس کی بات کی معقولیت اور گہرائی هم پر صاف اور واضح ہوتی جاتی ہے۔حقیقی کمیونزم کے ''فارمولے،، کاؤتسکیوں، مینشویکوں، سوشلسٹ انقلابیوں اور ان کے بیرن کے عزیز ''بھائیوں،، کی شاندار، پیچیدہ اور باشوکت لفاظی سے اس طرح ممیز ہیں کہ وہ ہر چیز کو محنت کے حالات کے تحت لاتے ہیں۔ ''محنت کی جمہوریت،، کے بارے میں، ''آزادی، مساوات اور برادری،، کے بارے میں، ''عوامی حکومت،، اور ایسی هی دوسری چیزوں کے بارے میں چاؤں چاؤں کم کرو: ہمارے زمانے کے باشعور مزدور اور کسان بورژوا دانش‌ور کے شاندار جملوں کے پس‌پشت دیکھتے ہیں اور چال‌بازی کو اتنی هی آسانی سے دیکھ لیتے ہیں جتنا ایک عام عقل و فہم اور تجربے کا آدمی ''شریف‌آدمی،، کے ''چکنے،، چہرے اور صورت شکل کو دیکھ کر فوراً اور بلا غلطی کئے ہوئے یہ طے کر لیتا ہے کہ ''غالباً بدمعاش ہے،،۔

شاندار جملے کم ہوں، سادہ، روزمرہ کا کام زیادہ، پوڈ بھر اناج اور پوڈ بھر کوئلے کی فکر ہو! زیادہ فکر اس کی ہونی چاہئے کہ یہ اناج کا پوڈ اور کوئلے کا پوڈ جس کی ضرورت بھوکے مزدور اور خستہ حال اور برہنہ‌پا کسان کو ہے مول تول کرکے نہیں، سرمایہ‌دارانہ طریقے سے نہیں بلکہ غیر ہنرمند مزدوروں اور ماسکو — کازان ریلوے کے مزدوروں جیسے سادہ محنت‌کشوں کی باشعور، رضاکارانہ اور بےحد جری محنت کے ذریعہ ان کو ملے۔

هم سب کو یہ اعتراف کرنا چاہئے کہ انقلاب کے مسائل میں بورژوا دانش‌وروں کی لفاظی کے رجحان کے نشانات ہر قدم پر، ہر جگہ، حتی کہ ہماری اپنی صفوں تک میں ملتے ہیں۔ مثلاً ہمارا پریس اس سڑے ہوئے بورژوا جمہوری ماضی کی سڑی ہوئی باقیات کے خلاف بہت کم جدوجہد کرتا ہے، وہ حقیقی کمیونزم کی سادہ، پرانکسار، معمولی لیکن جاندار کونپلوں کی دیکھ بھال کے لئے بہت کم کام کرتا ہے۔

عورتوں کی صورت‌حال کو لے لیجئے۔ اس سلسلے میں دنیا کی کسی واحد جمہوری پارٹی نے، انتہائی ترقی‌یافتہ بورژوا ریپبلک میں بھی، دسیوں برسوں کے دوران اس کا سواں حصہ بھی نہیں کیا ہے جتنا ہم نے اپنے اقتدار کے پہلے ہی برس میں کر دکھایا ہے۔ ہم نے عورتوں کو واقعی غیرمساوی حالت میں رکھنے‌والے، طلاق پر پابندی لگانے‌والے اور اس کو شرمناک رسوم سے محصور کرنے‌والے، غیرشادی‌شدہ حالت میں پیدا ہونے‌والے بچوں کو نہ ماننے‌والے اور ان کے باپوں کی تلاش وغیرہ کے بارے میں ذلیل قوانین ختم کر دئے، ایسے قوانین جن کی کثیر تعداد باقیات، جو بورژوازی اور سرمایہ‌دار نظام کےلئے باعث شرم ہیں، سارے مہذب ملکوں میں پائی جاتی ہیں۔ ہم نے جو کچھ اس میدان میں کیا ہے اس کےلئے ہمیں ہزار بار فخر کرنے کا حق ہے۔ لیکن جتنی زیادہ تفصیل سے ہم نے پرانے، بورژوا قوانین اور اداروں کے ملبے سے زمین صاف کی اتنا ہی ہمارے لئے یہ صاف ہوتا گیا کہ ہم نے صرف تعمیر کےلئے زمین صاف کی ہے لیکن ابھی تعمیر نہیں کر رہے ہیں۔

عورت کی نجات کے تمام قوانین کے باوجود وہ اب بھی گھریلو غلام ہے کیونکہ معمولی گھریلو کام اس کو کچلتا ہے، اس کا گلا گھونٹتا ہے، کند ذہن بناتا ہے اور حقیر کرتا ہے، اس کو باورچی‌خانے اور بچوں کے کمرے کا پابند بناتا ہے اور وہ انتہائی غیرپیداواری، حقیر، اعصاب کو خراب کرنے‌والی، ذہن کو کند بنانے‌والی اور کچلنے‌والی مشقت میں اپنی محنت کو ضایع کرتی ہے۔ عورتوں کی حقیقی نجات، حقیقی کمیونزم کی ابتدا وہاں اور اس وقت ہوگی جہاں اور جب اس حقیر گھر گرہستی کے خلاف ہمہ گیر جدوجہد کی ابتدا (ریاستی اقتدار کے حامل پرولتاریہ کی قیادت میں)

ہوگی یا یہ کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ جب اس کی ہمہ گیر تعمیر نو کی ابتدا بڑے پیمانے کی سوشلسٹ معیشت میں ہوگی۔

کیا عمل میں ہم اس سوال کی طرف کافی توجہ دیتے ہیں جو نظرئیے کے لحاظ سے ہر کمیونسٹ کےلئے مسلمہ طور پر صاف ہے؟ واقعی، نہیں۔ کیا ہم کمیونزم کی ان کونپلوں کی کافی فکر کرتے ہیں جو اس میدان میں اب تک ابھری ہیں؟ پھر جواب ہے نہیں اور نہیں۔ پبلک طعام خانے، بچوں کی نرسریاں اور کنڈرگارٹن — یہ ہیں ان کونپلوں کے نمونے، یہاں ہیں وہ سادہ اور روزمرہ کے ذرائع جن میں کچھ شاندار، بلند بانگ اور پرشوکت نہیں ہے اور جو واقعی عورتوں کی نجات کا باعث ہو سکتے ہیں، جو واقعی مردوں کے مقابلے میں، جہاں تک سماجی پیداوار اور سماجی زندگی میں عورتوں کے رول کا سوال ہے، ان کی غیرمساوات کو کم اور ختم کر سکتے ہیں۔ یہ ذرائع نئے نہیں ہیں، وہ (سوشلزم کےلئے تمام مادی لوازمات کی طرح) بڑے پیمانے کی سرمایہ‌داری کی تخلیق ہیں، لیکن سرمایہ‌داری میں وہ اول تو نایاب رہے اور دوسرے، جو خاص طور سے اہم ہے، وہ یا تو نفع کمانےوالے ادارے رہے جن میں سٹہ‌بازی، نفع خوری، دھوکے اور بےایمانی کے بدترین کردار تھے یا ”بورژوا خیرات کے کرشمے،، رہے جن کو بہترین مزدور بجا طور پر نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ملک میں ایسے اداروں کی تعداد میں کثیر اضافہ ہوا ہے اور وہ اپنے کردار میں تبدیلی شروع کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مزدور اور کسان عورتوں کے درمیان منظم کرنے کا جوہر رکھنےوالیاں اس سے کہیں زیادہ ہیں جتنا ہم جانتے ہیں، ان میں ایسی کثیر تعداد عورتیں ہیں جو مزدوروں کی بڑی تعداد اور اس سے بھی بڑی صارفین کی تعداد کی شرکت سے، منصوبوں اور نظاموں وغیرہ کے بارے میں اس لفاظی، ہنگامے، جوش اور چاؤں چاؤں کی اس افراط کے بغیر عملی کام منظم کر سکتی ہیں جس سے اپنے کو بڑا دماغ والا خیال کرنےوالے ”دانش‌ور،، یا جلد پختہ کار بن جانےوالے ”کمیونسٹ،، ”بیمار،، نظر آتے ہیں۔ لیکن ہم ان نئی کونپلوں کی مناسب طور سے دیکھ بھال نہیں کر رہے ہیں۔

بورژوازی کو دیکھو - جس کی اس کو ضرورت ہے اس کی وہ کیسے لاجواب طریقے سے اشتہاربازی کر سکتی ہے! دیکھو ان کے اخباروں کی لکھوکھا کاپیوں میں ان اداروں کی کیسی تعریف ہوتی ہے جو سرمایہ‌داروں کی نگاہوں میں ''مثالی،، ہیں اور ''مثالی،، بورژوا ادارے کس طرح قومی فخر کا وسیلہ بنائے جاتے ہیں! ہمارا پریس اس کی پرواہ نہیں کرتا یہ تقریباً بالکل نہیں پرواہ کرتا کہ وہ بہترین طعام‌خانوں یا نرسریوں کے بارے میں لکھے تاکہ روزمرہ کے اصرار سے ان میں سے کچھ مثالی بن جائیں، وہ ان کو کافی مشتہر نہیں کرتا، انسانی محنت کی بچت، صارفین کی سہولتوں، سامان میں کفایت‌شعاری، گھر گرہستی کی غلامی سے عورتوں کی نجات، صحت و صفائی کے حالات میں بہتری کے بارے میں تفصیل سے نہیں لکھتا جو مثالی کمیونسٹ کام سے حاصل ہوتی ہے اور ہو سکتی ہے اور پورے معاشرے میں، سارے محنت‌کشوں میں رائج کی جا سکتی ہے۔

مثالی پیداوار، مثالی کمیونسٹ سبوتنکوں، اناج کے ہر پوڈ کو حاصل کرنے اور تقسیم کرنے میں مثالی احتیاط اور ایمانداری، مثالی طعام خانوں، مزدوروں کے کسی مکان، کسی بلاک کی مثالی صفائی، ان سب کی طرف ہمارے پریس کو اور ہر مزدور اور کسان تنظیم کو اس سے دس گنی زیادہ توجہ اور فکر کرنی چاہئیے جو اب کی جا رہی ہے۔ یہ سب کمیونزم کی کونپلیں ہیں اور یہ ہمارا مشترکہ اور اولین فرض ہے کہ ہم ان کی دیکھ بھال کریں۔ ہماری غذا اور پیداوار کی حالت چاہے جتنی مشکل رہی ہو، پھر بھی بالشویک اقتدار کے ڈیڑھ سال کے دوران ہم بلاشبہ سارے محاذ پر آگے بڑھے ہیں: اناج کی وصولی تین کروڑ پوڈ سے بڑھکر (یکم اگست ۱۹۱۷ء سے یکم اگست ۱۹۱۸ء تک) دس کروڑ پوڈ تک (یکم اگست ۱۹۱۸ء سے یکم مئی ۱۹۱۹ء تک) پہنچ گئی ہے، سبزیوں کی کاشت میں اضافہ ہوا ہے اور اناج کےلئے بےبوئی زمین میں کمی ہوئی ہے، ایندھن کی بڑی مشکلات کے باوجود ریلوے ٹرانسپورٹ بہتر ہونے لگا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس عام پس‌منظر میں اور پرولتاریہ کے ریاستی اقتدار کی مدد سے، کمیونزم کی کونپلیں

مر جھائیں گی نہیں بلکہ بڑھیں گی اور پھول پھل کر مکمل کمیونزم بنیں گی۔

* * *

ہمیں ''کمیونسٹ سبوتنکوں،، کی اہمیت کے بارے میں اچھی طرح سوچنا چاہئے تاکہ ہم اس عظیم ابتدا سے پیدا ہونےوالے زبردست اہمیت کے عملی سبقوں کو حاصل کر سکیں۔

پہلا اور خاص سبق اس ابتدا کی ہمہ گیر حمایت ہے۔ ہمارے یہاں لفظ ''کمیون،، کا بڑی آسانی سے استعمال ہونے لگا۔ کسی قسم کا ادارہ جس کی ابتدا کمیونسٹ کرتے ہیں یا ان کی شرکت سے شروع ہوتا ہے فوراً اس کے ''کمیون،، ہونے کا اعلان کر دیا جاتا ہے، لیکن اس کو اکثر بھلا دیا جاتا ہے کہ یہ بہت ہی باعزت نام طویل اور سخت محنت سے، حقیقی کمیونسٹ تعمیر میں اس کامیابی سے حاصل کرنا چاہئے جو عملی طور پر ثابت کردی گئی ہو۔

اسی لئے، میری رائے میں، وہ فیصلہ بالکل ٹھیک ہے جو ''صارفین کے کمیون،، کے نام کے بارے میں عوامی کمیساروں کی کونسل کے فرمان (۱۳۶) کو کالعدم قرار دینے کےلئے مرکزی عاملہ کمیٹی کی اکثریت کے ذہن میں پختہ ہو چکا ہے۔ نام زیادہ سادہ ہونا چاہئے اور برسبیل تذکرہ، نئے تنظیمی کام کی ابتدائی منزلوں میں غلطیوں اور خامیوں کا ملزم ''کمیونوں،، کو نہیں بلکہ (بجا اور مناسب طور پر) برے کمیونسٹوں کو ٹھہرایا جائےگا۔ لفظ ''کمیون،، کو عام استعمال سے خارج کر دینا، ہر آدمی کو اسے جھپٹ لینے سے منع کرنا اور صرف حقیقی کمیونوں کو اس نام کے استعمال کی اجازت دینا ہی بہت کارآمد ہوگا جنھوں نے واقعی عملی طور پر یہ ثابت کیا ہے (اور اطراف کی پوری آبادی کے متفقہ اعتراف کے ذریعہ اس کی تصدیق کی ہے) کہ وہ اپنے کام کو کمیونسٹ طریقے سے منظم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ پہلے یہ دکھاؤ کہ تم بلا کسی معاوضے کے سماج کے مفاد میں، سب محنت کشوں کے مفاد میں، کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہو، یہ دکھاؤ کہ تم ''انقلابی طریقے سے کام کرنے،، کی صلاحیت رکھتے ہو، کہ تم محنت کی صلاحیت بڑھانے کی، مثالی طریقے سے کام کو

منظم کرنے کی قابلیت رکھتے ہو اور پھر اپنا ہاتھ ''کمیون،، کے باعزت نام کی طرف بڑھاؤ!

اس سلسلے میں ''کمیونسٹ سبوتنک،، ایک بیش بہا استثنا ھیں کیونکہ یہاں غیر ہنرمند مزدوروں اور ماسکو — کازان ریلوے کے مزدوروں نے پہلے عمل سے اس کا مظاھرہ کر دیا کہ وہ کمیونسٹوں کی طرح کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ھیں اور پھر اپنی ابتدا کےلئے ''کمیونسٹ سبوتنک،، کا نام اپنایا۔ اس کی کوشش کرنے اور اس میں کامیابی حاصل کرنے کی ضرورت ھے کہ آئندہ بھی ایسا ھی ھو کہ ھر ایک اور سب جو اپنے کارخانے، ادارے یا کام کو کمیون کہتے ھیں مگر سخت محنت اور طویل محنت کی عملی کامیابی سے، کام کی مثالی اور حقیقی کمیونسٹ تنظیم سے اس کو نہیں ثابت کرتے ان کا دھوکہ‌بازوں اور شیخی خوروں کی حیثیت سے بری طرح مذاق اڑایا جائے۔

''کمیونسٹ سبوتنکوں،، کی عظیم ابتدا کو دوسری صورت میں بھی استعمال کرنا چاھئے، یعنی پارٹی کی تطہیر کے لئے۔ انقلاب کے بعد ابتدائی زمانے میں جب زیادہ تر ''ایماندار،، اور خاص طور سے تنگ نظر لوگ بزدلی کا اظہار کر رہے تھے، اور جب بورژوا دانش‌وروں میں مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں سمیت ایک ایک بورژوازی کا پٹھو تھا اور توڑ پھوڑ کر رھا تھا یہ بالکل ناگزیر تھا کہ مہم باز اور دوسرے مضرت‌رساں عناصر اپنے کو حکمراں پارٹی سے وابستہ کردیں۔ انقلاب نہ تو اس کے بغیر کبھی ھوا ھے اور نہ ھو سکتا ھے۔ ساری بات یہ ھے کہ حکمراں پارٹی صحت‌مند اور طاقتور ترقی‌یافتہ طبقے کے سہارے اپنی صفوں کی تطہیر کی صلاحیت رکھتی ھو۔

ھم نے یہ کام بہت دن ھوئے شروع کر دیا ھے۔ اس کو مستقل اور انتھک طور سے جاری رکھنا چاھئے۔ جنگ کےلئے کمیونسٹوں کی بھرتی نے ھم کو اس میں مدد دی: بزدل اور بدمعاش پارٹی کی صفوں سے بھاگ نکلے۔ ان کو بھاگنے دو! پارٹی کی رکنیت میں ایسی کمی اس کی طاقت اور اثر میں زبردست اضافہ ھے۔ ھمیں تطہیر جاری رکھنی چاھئے اور ''کمیونسٹ سبوتنکوں،، کی ابتدا کو اس مقصد کےلئے استعمال کرتے ھوئے پارٹی میں لوگوں

کو چھه مهینے کی ''آزمائش،، یا ''امیدواری،، کے بعد، یوں کهنا چاهئے، ''انقلابی طریقے سے کام کرنے،، کے بعد لینا چاهئے۔ اسی طرح کی آزمائش کا مطالبه پارٹی کے ان سب ممبروں سے کرنا چاهئے جو ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے بعد پارٹی میں شامل هوئے هیں اور جنهوں نے کسی خاص کام یا خدمت کے ذریعه یه ثابت نهیں کیا هے که وه قطعی معتبر، وفادار هیں اور کمیونسٹ هونے کی صلاحیت رکھتے هیں۔

پارٹی کی تطهیر کو حقیقی کمیونسٹ کام کے برابر بڑھتے هوئے تقاضوں سے وابسته کرنے سے ریاستی اقتدار کی مشینری بهتر هوگی اور انقلابی پرولتاریه کی طرف کسانوں کا سختتم عبور بهت زیاده قریب هو جائے گا۔

برسبیل تذکره، ''کمیونسٹ سبوتنکوں،، نے پرولتاریه کی ڈکٹیٹرشپ میں ریاستی اقتدار کی مشینری کے طبقاتی کردار پر غیرمعمولی طور سے واضح روشنی ڈالی هے۔ پارٹی کی مرکزی کمیٹی ''انقلابی طریقے سے کام کرنے،، کے بارے میں ایک مراسله لکھ رهی هے۔ یه خیال ایک ایسی پارٹی کی مرکزی کمیٹی پیش کر رهی هے جس کے ایک لاکھ سے دو لاکھ تک ممبر هیں (میرے خیال میں یه وه تعداد هے جو سنجیده تطهیر کے بعد باقی ره جائے گی، کیونکه فی الحال یه تعداد زیاده هے)۔

ٹریڈیونینوں میں منظم مزدوروں نے یه خیال اپنایا هے۔ روس اور یوکرین میں ان کی تعداد تقریباً چالیس لاکھ هے۔ ان کی غالب اکثریت پرولتاریه کے ریاستی اقتدار، پرولتاریه کی ڈکٹیٹرشپ کے حق میں هے۔ دو لاکھ اور چالیس لاکھ — یه هے تناسب ''دندانے دار پهیوں،، کا، اگر اس طرح اظهار کیا جائے۔ پھر کروڑوں کسان آتے هیں جو تین بڑے گروهوں میں تقسیم هیں: سب سے کثیر تعداد اور پرولتاریه سے قریب ترین یعنی نیم‌پرولتاری یا غریب کسان هیں، پھر اوسط درجے کے کسان هیں اور آخر میں بهت هی کم تعداد یعنی کولاک یا دیهی بورژوازی هے۔

جب تک اناج کی تجارت اور قحط سے نفع اٹھانے کا امکان هے کسان نیم محنت‌کش، نیم‌نفع خور رهے گا (اور پرولتاریه کی ڈکٹیٹرشپ میں یه کچھ مدت تک ناگزیر هے)۔ نفع خور کی حیثیت

سے وہ ہمارے خلاف ہے، پرولتاری ریاست کے خلاف ہے۔ وہ بورژوازی اور اس کے وفادار پٹھوؤں کے ساتھ متفق ہونے کو تیار ہے جن میں مینشویک مسٹر شیر اور سوشلسٹ انقلابی چیرنینکوف تک شامل ہیں جو اناج کی تجارت کی آزادی کی حمایت کرتے ہیں۔ لیکن محنت کش کی حیثیت سے کسان پرولتاری ریاست کا دوست ہے، جاگیردار اور سرمایہ‌دار کے خلاف جدوجہد میں مزدور کا انتہائی وفادار اتحادی ہے۔ محنت کش کی حیثیت سے کسان، ان کی کثیر تعداد، لکھوکھا کسان اس ریاستی ''مشینری،، کی حمایت کرتے ہیں جس کی سربراہی پرولتاری ہراول کے ایک یا دو لاکھ کمیونسٹ کر رہے ہیں اور جو لاکھوں منظم پرولتاریوں پر مشتمل ہے۔

اس سے زیادہ جمہوری، لفظ کے صحیح معنی میں، محنت کش اور استحصال کئے جانےوالے لوگوں سے زیادہ وابستہ ریاست ابھی تک دنیا میں نہیں تھی۔

اسی طرح کا پرولتاری کام جس کا نشان ''کمیونسٹ سبوتنک،، ہیں اور جو ان کے ذریعہ عملی جامہ پہنتا ہے پرولتاری ریاست کےلئے کسانوں کا احترام اور مکمل طور پر مستحکم کریگا۔ ایسا کام اور صرف یہی کسانوں کو مکمل یقین دلائےگا کہ ہم حق پر ہیں، کمیونزم صحیح ہے اور ان کو ہمارا پرایثار اتحادی بنائےگا اور اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کام ہماری غذائی مشکلات کے مکمل خاتمے، اناج کی پیداوار اور تقسیم کے معاملے میں سرمایہ‌داری پر کمیونزم کی مکمل فتح اور کمیونزم کے غیر مشروط استحکام کی طرف لے جائےگا۔

۲۸ جون ۱۹۱۹ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۹، صفحات ۵—۶، ۱۳—۲۹

مشرق کی قوموں کی کمیونسٹ تنظیموں کی دوسری کل روس کانگرس سے خطاب[137]

۲۲ نومبر ۱۹۱۹ء

(اقتباس)

آخر میں مجھے اجازت دیجئے کہ میں مشرق کی قومیتوں کے سلسلے میں پیدا ہونےوالی صورت‌حال کے بارے میں بھی چند باتیں کہوں۔ آپ لوگ مختلف مشرقی قوموں کی کمیونسٹ تنظیموں اور کمیونسٹ پارٹیوں کے نمائندے ہیں۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ اگر روسی بالشویک پرانے سامراج کی عمارت میں رخنہ ڈالنے اور انقلاب کی نئی راہیں نکالنے کا بےانتہا کٹھن لیکن بےحد ارفع اور مقدس فریضہ اپنے ذمے لینے میں کامیاب ہوئے ہیں تو آپ لوگوں کے سامنے، مشرق کے محنت‌کش عوام کے نمائندوں کے سامنے بھی ایک اور بھی زیادہ ارفع، ایک اور زیادہ نیا فریضہ ہے۔ یہ بات روزبروز واضح ہوتی جا رہی ہے کہ سوشلسٹ انقلاب کا، جو تمام دنیا میں آنےوالا ہے، محض یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر ملک کا پرولتاریہ اپنی بورژوازی پر فتح پائے۔ یہ تو اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے کہ انقلاب بہت تیزی، سرعت اور آسانی سے آئے۔ ہم جانتے ہیں کہ سامراجی ایسا ہرگز نہیں ہونے دیں‌گے، ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہر ملک اپنے اندرونی بالشویزم کے مقابلے کےلئے مسلح اور لیس ہے اور ہر ملک کو سب سے بڑی فکر یہی ہے کہ کس طرح اپنے یہاں بالشویزم کو شکست دے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ملک کے اندر خانہ جنگی کے منصوبے بن رہے ہیں اور اس میں پرانے سمجھوتہ‌باز سوشلسٹ بورژوازی کے طرف‌دار ہیں۔ لہذا سوشلسٹ انقلاب ہر ملک میں وہاں کی بورژوازی کے خلاف صرف اور بڑی حد تک انقلابی پرولتاریہ کی جدوجہد پر مشتمل نہیں ہوگا— نہیں، سوشلسٹ انقلاب مشتمل

ہوگا سامراج کے دبائے اور کچلے ہوئے تمام ملکوں، ساری نوآبادیوں اور دست نگر قوموں کی بین‌الاقوامی سامراج کے خلاف جدوجہد پر ۔ پچھلے سال مارچ میں منظور شدہ پارٹی پروگرام میں عالمی سماجی انقلاب کی آمد کے سلسلے میں ہم نے کہا تھا کہ تمام ترقی‌یافتہ ملکوں میں سامراجیوں اور استحصال کرنےوالوں کے خلاف محنت‌کشوں کی خانہ جنگی کا بین‌الاقوامی سامراج کے خلاف قومی جنگوں سے رابطہ قائم ہونے لگا ہے ۔ انقلاب جس راہ پر چل رہا ہے اس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے اور جیسے جیسے وقت گذرتا جائےگا اس کی اور زیادہ تصدیق ہوتی جائے گی۔ مشرق میں بھی یہی صورت ہوگی۔

ہم جانتے ہیں کہ مشرق کے عوام آزاد، سرگرم کارکنوں اور نئی زندگی کے معماروں کی حیثیت سے اٹھ کھڑے ہوں‌گے اور مصروف عمل ہو جائیں گے، کیونکہ مشرق میں کروڑوں انسان ان دست نگر اور محکوم ملکوں کے باشندے ہیں جو اب تک بین‌الاقوامی سامراجی پالیسی کا تختۂ مشق تھے اور جن کی حیثیت سرمایہ‌دارانہ تہذیب اور ثقافت کے لئے محض کھاد کی سی تھی۔ اور جب نوآبادیوں پر کسی ریاست کو حکومت کرنے کے اجازت نامے (mandate) کا ذکر کیا جاتا ہے تو ہم خوب سمجھتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے استحصال اور غارتگری کا اجازت نامہ جاری کرنا — دنیا کی آبادی کے ایک بےحد چھوٹے حصے کو کرۂارض کی آبادی کی اکثریت کو استحصال کرنے کا حق دینا۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں اس اکثریت نے جو پہلے تاریخی ارتقا کے حلقے سے بالکل باہر تھی، کیونکہ وہ ایک آزاد انقلابی قوت کی نمائندگی نہیں کر سکتی تھی، بیسویں صدی کے شروع سے اپنا انفعالی رول ختم کر دیا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ۱۹۰۵ء کے بعد ترکی، ایران اور چین میں انقلاب آئے اور ہندوستان میں بھی انقلابی تحریک ابھری ۔ اسی طرح سامراجی جنگ نے بھی انقلابی تحریک کو فروغ دیا کیونکہ یورپی سامراجیوں کو اپنی جدوجہد کے لئے پوری نوآبادیاتی رجمنٹیں بھرتی کرنی پڑیں ۔ سامراجی جنگ نے مشرق کو بھی بیدار کر دیا، چونکا دیا اور مشرق کی قوموں کو بین الاقوامی پالیسی کے میدان میں لا کھڑا کیا۔ برطانیہ اور فرانس نے نوآبادیوں کی قوموں کو مسلح کیا اور انھیں فوجی ٹکنیک اور جدیدترین مشینوں سے روشناس کیا۔ اس علم کو وہ سامراجی

نوابوں کے خلاف استعمال کریں گی۔ اس موجودہ انقلاب کے دوران میں مشرق کی قوموں کی بیداری کا دور ختم ہو کر اب ایک نیا دور شروع ہو رہا ہے جس میں تمام مشرقی قومیں پوری دنیا کی تقدیر کا فیصلہ کرنے میں شریک ہوں گی اور محض دوسروں کی جاہ و دولت میں اضافہ کرنے کا ذریعہ نہیں رہیں گی۔ مشرق کی قومیں عمل کی ضرورت کی وجہ سے، پوری انسانیت کی تقدیر کو بنانے اور سنوارنے میں ہر قوم کے حصہ لینے کی ضرورت سے آشنا ہوتی جا رہی ہیں۔

اسی وجہ سے میرا خیال ہے کہ عالمی انقلاب کے ارتقا کی تاریخ میں — اور انقلاب کے آغاز کو دیکھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ ابھی اور کئی سال چلےگا اور اس سلسلے میں بڑی کوشش اور جانفشانی کی ضرورت ہوگی — انقلابی جدوجہد میں اور انقلابی تحریک میں آپ لوگوں کو بہت اہم رول ادا کرنا ہے اور اس انقلابی جدوجہد کا بین‌الاقوامی سامراج کے خلاف ہماری جدوجہد سے رابطہ قائم کرنا ہے۔ بین‌الاقوامی انقلاب میں شرکت آپ کے سامنے ایک کٹھن اور پیچیدہ فریضہ پیش کرےگی اور اس فریضے کی انجام‌دہی ہماری مشترکہ کامیابی کے لئے بنیاد کا کام دےگی کیونکہ اس وقت زیادہ‌تر لوگ پہلی دفعہ بیدار ہوکر آزاد عمل اور حرکت کے میدان میں قدم رکھ رہے ہیں اور وہ بین‌الاقوامی سامراج کو نیست‌ونابود کرنے کی جدوجہد میں ایک سرگرم اور باعمل عنصر ثابت ہوں گے۔

مشرقی قوموں کی اکثریت یورپ کے سب سے زیادہ پچھڑے ہوئے ملک — یعنی روس — سے بھی بدتر حالت میں ہے۔ لیکن جاگیرداری کی باقیات اور سرمایہ‌داری کے خلاف اپنی جدوجہد میں روس کے کسانوں اور مزدوروں کو متحد اور یکجا کرنے میں ہمیں کامیابی ہوئی اور ہماری جدوجہد اسی لئے اس قدر آسانی سے آگے بڑھی کہ سرمایہ‌داری اور جاگیرداری کے خلاف کسان اور مزدور متحد ہو گئے تھے۔ اس موقع پر مشرق کی قوموں سے رابطہ اور تعلق پیدا کرنا خاص طور پر اہم ہے کیونکہ مشرقی قوموں کی اکثریت محنت‌کش عوام کی مثالی نمائندہ ہے — وہ ایسے مزدوروں کی نمائندہ نہیں ہے جو سرمایہ‌دار ملوں اور کارخانوں کی درس‌گاہوں سے فارغ التحصیل ہوکر نکلے ہوں بلکہ ان استحصال کئے ہوئے محنت‌کش کسانوں کی مثالی نمائندہ ہے جو قرون‌وسطی کے ظلم و جبر

کا شکار ھیں ۔ روسی انقلاب نے اس کی اچھی مثال پیش کی کہ کس طرح پرولتاریوں نے سرمایہ‌داری کو شکست دے کر اور منتشر لاتعداد محنت‌کش کسانوں سے اتحاد قائم کرکے قرون وسطی کے ظلم و جبر سے بھی ٹکر لی اور اس جدوجہد میں سرخرو اور ظفریاب ہوئے ۔ اب ھماری سوویت ریپبلک کا کام یہ ھے کہ وہ مشرق کی تمام چوکنا اور بیدار قوموں کو اپنے پرچم تلے جمع کرے اور ان کے ساتھ مل کر بین‌الاقوامی سامراج کے خلاف جدوجہد کرے ۔

اس موقع پر آپ کے سامنے ایک ایسا فریضہ ھے جو اب تک دنیا میں کسی اور کمیونسٹ کے سامنے پیش نہیں ھوا تھا : آپ کو کمیونزم کے عام نظریے اور عمل کی روشنی میں اور اس کی بنیاد پر خود کو ان مخصوص حالات کے مطابق ڈھالنا ھے جو کسی یورپی ملک میں نہیں پائے جاتے، آپ کو کمیونسٹ نظریے اور عمل کو ایسے حالات پر اطلاق کرنا ھے جہاں اکثریت کسانوں کی ھے، اور جہاں آپ کا کام سرمایہ‌داری کے خلاف نہیں بلکہ قرون وسطی کی باقیات کے خلاف جدوجہد کرنا ھے ۔ یہ ایک دشوار اور مخصوص کام ھے لیکن ساتھ ھی بہت خوش‌آئند اور اچھا کام بھی ھے، کیونکہ اول تو اس وقت ایسے عوام اس جدوجہد میں شامل ھو رھے ھیں جنھوں نے پہلے کبھی اس میں حصہ نہیں لیا تھا، اور دوسرے مشرق میں کمیونسٹ تنظیموں کا قیام آپ کو تیسری انٹرنیشنل سے بہت ھی قریبی رابطے قائم کرنے کا موقع دے گا ۔ آپ کو چاھئے کہ دنیا بھر کے ترقی‌یافتہ پرولتاریوں اور مشرق کے محنت‌کش اور استحصال کے شکار عوام کے درمیان، جو زیادہ‌تر قرون وسطی کے حالات میں زندگی گذارتے ھیں، اتحاد اور یکجہتی کی مخصوص شکلیں تلاش کریں ۔ ھم نے اپنے ملک میں چھوٹے پیمانے پر وہ کام انجام دیا ھے جو آپ لوگ بڑے بڑے ملکوں میں، بڑے پیمانے پر انجام دیں گے ۔ اور مجھے امید ھے کہ آپ یہ دوسرا فریضہ بخوبی انجام دیں گے ۔ مشرق کی کمیونسٹ تنظیموں کی وجہ سے، جن کے آپ لوگ نمائندے ھیں، آپ کا ترقی‌یافتہ انقلابی پرولتاریہ سے تعلق اور رابطہ قائم ھے ۔ آپ کا کام یہ ھے کہ پہلے کی طرح آج بھی اس کا خیال اور اس پر نظر رکھیں کہ ھر ملک میں کمیونسٹ پروپیگنڈا ایسی زبان میں کیا جائے جو اس ملک کے لوگوں کی سمجھ میں آسکے ۔

یہ بات واضح ہے کہ دنیا کے تمام ترقی‌یافتہ ملکوں کا پرولتاریہ ہی مختتم فتح حاصل کر سکتا ہے اور ہم روسی لوگ جو پودا لگا رہے ہیں اسے برطانوی، فرانسیسی اور جرمن پرولتاریہ پروان چڑھائے گا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مظلوم محکوم نوآبادیوں اور سب سے بڑھ کر مشرق کی قوموں کے محنت‌کش عوام کی مدد کے بغیر پرولتاریہ فتح‌مند اور ظفریاب نہیں ہو سکتا۔ ہمیں یہ بات سمجھنا چاہئے کہ کمیونزم کی منزل تک پہنچنے کا کام تنہا ہراول دستہ انجام نہیں دے سکتا۔ اصل کام یہ ہے کہ محنت‌کشوں کو بیدار کیا جائے، ان میں انقلابی سرگرمی، آزادانہ عمل اور تنظیم کےلئے جوش اور ابھار پیدا کیا جائے، اس بات سے قطع‌نظر کہ ان کی کیا سطح ہے، ہم سچے کمیونسٹ نظریے کی تشریح، جو زیادہ ترقی‌یافتہ ملکوں کے کمیونسٹوں کےلئے ہے، ہر قوم کی زبان میں کرائیں، قابل فہم بنائیں، تمام فوری اور ضروری عملی کام انجام دیں اور ایک مشترکہ جدوجہد کے واسطے دوسرے ملکوں کے پرولتاریوں کے ساتھ متحد ہو جائیں۔

یہ ایسے مسائل ہیں جن کا حل آپ کو کسی کمیونسٹ کتاب میں نہیں مل سکتا لیکن روس کی شروع کی ہوئی مشترکہ جدوجہد میں ضرور مل جائےگا۔ آپ کو ان مسائل سے خود ہی نمٹنا پڑےگا، خود ہی اپنے تجربے کی بنا پر ان کا حل تلاش کرنا ہوگا۔ اس کام میں ایک طرف تو آپ کو دوسرے ممالک کے تمام محنت‌کشوں کے ہراول دستے کے ساتھ قریبی اتحاد سے مدد ملےگی اور دوسری طرف مشرق کی قوموں کے سلسلے میں، جن کے آپ نمائندے ہیں، صحیح طرز عمل اور رویہ اختیار کرنے کی صلاحیت اس کام میں آپ کی معاون ہوگی۔ آپ کو اس بورژوا قوم‌پرستی کو بنیاد بنا کر چلنا پڑےگا جو ان قوموں میں ابھر رہی ہے اور ضرور ابھرےگی، جس کا تاریخی جواز ہے۔ ساتھ ہی آپ کو ہر ملک کے محنت‌کش اور استحصال کئے جانےوالے عوام کے دلوں تک بھی راہ پانی چاہئے اور ان کو ایسی زبان میں جو ان کی سمجھ میں آسکے، بتانا چاہئے کہ بین‌الاقوامی انقلاب کی فتح ہی میں ان کی آزادی کی واحد اور سچی امید مضمر ہے اور بین‌الاقوامی پرولتاریہ ہی مشرق کے ظلم و استحصال کے مارے ہوئے کروڑوں محنت‌کش انسانوں کا واحد ساتھی اور اتحادی ہے۔

یہ ہے وہ انتہائی اہم اور عظیم کام جو آپ کو درپیش ہے۔ یہ کام انقلابی دور اور انقلابی تحریک کے ابھار اور فروغ کی بدولت (جس میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہو سکتی) مشرق کی کمیونسٹ تنظیموں کی مشترکہ کوششوں سے بخیر و خوبی، کامیابی سے پورا ہوگا اور بین‌الاقوامی سامراج پر مکمل فتح اس کا نقطۂ عروج ہوگی۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۳۹، صفحات ۳۲۶ — ۳۳۱

زراعتی کمیونوں اور زراعتی ارتیلوں کی پہلی کانگرس میں تقریر[۱۲۸]

۴ دسمبر ۱۹۱۹ء

رفیقو، آپ کی زراعتی کمیونوں اور زراعتی ارتیلوں کی پہلی کانگرس کو حکومت کی طرف سے تہنیت کا پیغام دیتے ہوئے مجھے بڑی مسرت ہو رہی ہے۔ بلاشبہہ سوویت حکومت کی تمام سرگرمیوں سے آپ پر روشن ہے کہ ہم کمیونوں، ارتیلوں اور عام طور پر ان تمام تنظیموں کو کتنی اہمیت دیتے ہیں جن کا مقصد ہے کسانوں کی چھوٹی انفرادی کاشتکاری کو سماجی، کوآپریٹیو یا ارتیل کی کاشتکاری میں بدلنا اور رفتہ رفتہ ان کی تبدیلی کے عمل کے دوران ہاتھ بٹانا۔ آپ کو معلوم ہے کہ سوویت حکومت عرصہ ہوا اس قسم کی کوشش و کاوش میں مدد کے لئے ایک ارب روبل کی رقم منظور کر چکی ہے۔ ''زمین کے سوشلسٹ بندوبست سے متعلق قانون،، میں خاص طور پر کمیونوں، ارتیلوں اور زمین پر اشتراکی کاشت کے تمام اداروں کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ سوویت حکومت ہر کوشش کر رہی ہے کہ یہ قانون محض کاغذی قانون بن کر نہ رہ جائے اور اس سے وہ تمام فائدے حاصل ہوں جن کے لئے یہ قانون وضع ہوا ہے۔

اس قسم کے تمام اقدامات کی اہمیت بےپناہ ہے کیونکہ اگر کسانوں کی پرانی اور افلاس‌زدہ کاشتکاری کا وہی پرانا ڈھرا قائم رہا اور اس میں تبدیلی نہ ہوئی تو پھر ایک پائدار سوشلسٹ معاشرے کی تعمیر کا کوئی سوال ہی نہیں اٹھتا۔ صرف اس صورت میں، جب ہم زمین پر مل جل کر، سماجی، کوآپریٹیو اور ارتیل کاشتکاری کے فائدوں کو کسانوں کے سامنے عملی طور پر ثابت

کرینگے، صرف اس صورت میں جب ہم کوآپریٹیو یا ارتیل کاشت کے ذریعہ کسانوں کی مدد کرنے میں کامیاب ہونگے، مزدور طبقہ جس کے ھاتھوں میں اقتدار کی باگ ڈور ھے، اس قابل ہوگا کہ کسان کو واقعی اپنی پالیسی کے صحیح ہونے کا قائل کر سکے اور اسے لاکھوں کسانوں کی بھرپور حمایت حاصل ہو۔ اس لئے کوآپریٹیو اور ارتیل طریقے سے کاشتکاری کو وسعت دینے کی اھمیت پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ھے۔ ھمارے ملک میں لاکھوں انفرادی فارم ھیں جو دیہی ضلعوں میں دور دور پھیلے اور بکھرے ہوئے ھیں۔ یہ بالکل غلط ہوگا کہ ان فارموں کو باھر سے حکمنامے یا دباؤ کے ذریعہ جلدبازی اور تیزی سے نئے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی جائے۔ ھم خوب اچھی طرح جانتے ھیں کہ کسانوں کے ان لاکھوں چھوٹے چھوٹے فارموں پر ھم صرف رفتہ رفتہ اور احتیاط کے ساتھ اور صرف عملی مثال کے ذریعہ اثر انداز ہو سکتے ھیں کیونکہ کسان بہت زیادہ عملی ہوتے ھیں اور زراعت کے پرانے ڈھنگ سے وہ اس بری طرح چمٹے ہوتے ھیں کہ محض صلاح مشورے یا کتابوں کی ھدایت کی بنا پر وہ کسی بنیادی اور اھم تبدیلی پر راضی نہیں ہو سکتے۔ یہ ناممکن اور لغو ھے۔ صرف اس صورت میں جب ھم عملی طور پر، کسانوں کی سمجھ میں آنےوالے تجربوں کی مدد سے یہ ثابت کر دیںگے کہ زراعت کے ڈھانچے کو بدل کر کوآپریٹیو اور ارتیل طریقے سے زراعت کو اپنانا لازمی اور ممکن ھے تو ھمیں یہ کہنے کا حق ہوگا کہ اس بیکراں زرعی ملک روس میں سوشلسٹ زراعت کی طرف ایک اھم قدم اٹھایا گیا ھے۔ نتیجے کے طور پر کمیونوں، ارتیلوں اور کوآپریٹیو کاشتکاری سے جو زبردست اھمیت وابستہ ھے، وہ آپ پر بڑے ریاستی اور سوشلسٹ فریضے عائد کرتی ھے اور قدرتی طور پر سوویت حکومت اور اس کے نمائندوں کو مجبور کرتی ھے کہ اس سوال پر خاص توجہ دیں اور اس کی طرف خاص احتیاط کا رویہ اختیار کریں۔

زمین کے سوشلسٹ بند و بست سے متعلق ھمارے قانون میں یہ درج ھے کہ ھم تمام کوآپریٹیو اور ارتیل زراعتی اداروں کا یہ قطعی فریضہ سمجھتے ھیں کہ وہ گرد و پیش کی کسان آبادیوں سے خود کو الگ تھلگ نہ رکھیں اور ان سے اپنا ناتا نہ توڑیں بلکہ

ان کی امداد کرنا اپنا فرض تصور کریں۔ یہ بات اس قانون میں موجود ہے، تمام کمیونوں، ارتیلوں اور کوآپریٹیو فارموں کے قواعد میں اس کو دوھرایا گیا ہے۔ ھماری زراعت کی کمیساریت اور سوویت حکومت کے سارے اداروں کی تمام ھدایتوں اور قوانین میں اس پر مسلسل زور دیا جاتا ہے۔ لیکن اصل نکتہ یہ ہے کہ اس کو عملی جامہ پہنانے کا واقعی عملی طریقہ ڈھونڈا جائے۔ میں اب تک اس کا قائل نہیں ہوا ھوں کہ ھم نے اس سب سے بڑی مشکل پر قابو پا لیا ہے۔ اور میں یہ چاھتا ھوں کہ آپ کی کانگرس، جس میں روس کے تمام گوشوں سے آئے ھوئے سماجی کاشتکاری کے عملی کارکنوں کو ایک دوسرے کے تجربے میں حصہ بٹانے کا موقع مل رھا ہے، تمام شکوک و شبہات کا خاتمہ کرے اور یہ ثابت کرے کہ ھم ارتیلوں، کوآپریٹیو فارموں اور کمیونوں اور عام طور پر اجتماعی اور اشتراکی کاشتکاری کے اداروں کی ھر ھر شکل کو منضبوط کرنے کا فرض پورا کر رھے ھیں، فرض پورا کرنے کا کام شروع کر رھے ھیں۔ لیکن اس کو ثابت کرنے کے لئے سچے اور عملی نتائج کی ضرورت ہے۔

جب ھم زراعتی کمیونوں کے قواعد کا یا اس سوال سے متعلق کتابوں کا مطالعہ کرتے ھیں تو شائد ایسا معلوم ھوتا ہے کہ ھم کمیونوں کی تنظیم کی ضرورت کے پرچار پر اور نظریاتی طور سے اس کو صحیح ثابت کرنے کے لئے بہت زیادہ جگہ دیتے ھیں۔ بےشک یہ ضروری ہے کیونکہ مفصل پروپیگنڈے کے بغیر، کوآپریٹیو زراعت کے فائدوں پر روشنی ڈالے بغیر اور اس خیال کو ھزاروں بار دوھرائے بغیر ھم اس کی توقع نہیں کر سکتے کہ کسانوں کے عام حلقے میں دلچسپی پیدا ھوگی اور ان میں اس کو عملی جامہ پہنانے کے طریقوں کو عملی طور پر آزمانے کا شوق پیدا ھوگا۔ بلاشبہہ پروپیگنڈا لازمی چیز ہے اور باربار دوھرانے کے خیال سے ڈرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ عین ممکن ہے کہ جو چیز ھماری نظر میں باربار دوھرانا ہے وھی چیز ھزاروں لاکھوں کسانوں کے لئے دوھرانا نہ ھو بلکہ ایک ایسی سچائی کا انکشاف ھو جو پہلی بار ان کے سامنے آئی ھو۔ اور اگر ھمارے ذھن میں یہ خیال پیدا ھو کہ ھم پروپیگنڈے پر بہت زیادہ توجہ دے رھے ھیں تو ھمارے لئے

یہ کہنا لازمی ہو جاتا ہے کہ ہمیں اس پر سو گنی زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ اس سے میرا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم کسانوں کے پاس جائیں اور زراعتی کمیونوں کی تنظیم کے فائدوں کے متعلق عام معلومات بہم پہنچائیں اور ساتھ ہی ہم عملی طور پر یہ بتانے سے قاصر ہوں کہ کوآپریٹیو اور ارتیل کاشت کاری سے کیا عملی فائدے ہونگے تو اس صورت میں ان کو ہمارے پروپیگنڈے پر ذرہ بھر بھی بھروسہ نہ ہوگا۔

قانون کہتا ہے کہ کمیونوں، ارتیلوں اور کوآپریٹیو فارموں کو چاہئے کہ آس پاس کی کسان آبادی کی مدد کریں۔ اور ریاست، مزدوروں کی حکومت ایک ارب روبل کی رقم مہیا کر رہی ہے تاکہ زراعتی کمیونوں اور ارتیلوں کا ھاتھ بٹایا جائے۔ بےشک، اگر کسی کمیون نے اس فنڈ سے کسانوں کی مدد کرنے کی کوشش کی تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ کسانوں کی ہنسی اور پھبتی کا نشانہ نہ بن جائے۔ اگر ایسا ہوا تو درست ہوگا۔ ہر کسان کہیگا: ''اس میں بھلا رکھا کیا ہے اگر تمھیں ایک ارب روبل کا فنڈ مل رہا ہو تو اس میں سے دوچار سکے ہماری طرف بھی پھینک دو۔،، مجھے اندیشہ ہے کہ کسان اس پر پھبتی کسےگا اور ہنسےگا کیونکہ وہ اس معاملے کو انتہائی غور اور بےاعتمادی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ کسان صدیوں سے اس کا عادی ہو چکا ہے کہ سرکار سے سوائے ظلم وستم کے اور کسی چیز کی آس نہ رکھے۔ اسی لئے اسے ہر اس چیز کو، جو حکومت کی طرف سے آتی ہے، شک کی نظر سے دیکھنے کی عادت ہو گئی ہے۔ اور اگر زراعتی کمیونوں کی طرف سے دی ہوئی امداد محض قانون کے احکام کو پورا کرنے کے لئے ہے تو اس قسم کی امداد نہ صرف بیکار ہے بلکہ نقصان‌دہ بھی ہے۔ کیونکہ ''زراعتی کمیون،، کا نام بہت بڑا ہے، اس کا تصور کمیونزم سے جڑا ہوا ہے۔ یہ اچھا ہوگا اگر کمیون عملی طور پر یہ ثابت کریں کہ وہ واقعی سنجیدگی سے کسانوں کی کاشت کو ترقی دینے اور بہتر بنانے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ بلاشبہہ یہ چیز کمیونسٹوں اور کمیونسٹ پارٹی کے اثر و رسوخ کو بڑھائیگی۔ لیکن یہ اکثر ہوا ہے کہ کمیون کسانوں کے اندر ایک منفی رویہ پیدا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور بعض مرتبہ لفظ ''کمیون،،

کمیونزم سے لڑنے کا نعرہ بن گیا ہے۔ اور ایسا صرف اس وقت نہیں ہوا ہے جب کسانوں کو زبردستی کمیونوں میں ٹھونسنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ بات اتنی لغو تھی کہ سوویت حکومت نے بہت پہلے ہی اسے ممنوع قرار دے دیا تھا اور مجھے امید ہے کہ اگر اکادکا اس قسم کی زبردستی کے واقعات سے دوچار ہونا بھی پڑے تو ان کی تعداد بہت کم ہوگی اور آپ اس کانگرس کا فائدہ اٹھا کر اس کا بندوبست کر دیں کہ اس ناروا حرکت کی آخری بچی کھچی نشانی بھی سوویت ریپبلک سے مٹا دی جائے اور پھر گرد و پیش کے کسان اس خیال کی تائید میں ایک واقعہ بھی نہیں بتا سکیں گے کہ کمیون کی رکنیت کا مطلب کسی نہ کسی طرح ظلم وجبر ہوتا ہے۔

لیکن اگر ہم اس پرانی خامی کو ختم بھی کر دیں اور یہ ناروا زور ظلم سرے سے ناپید ہوجائے تب بھی جو کچھ ہمیں کرنا ہے، یہ اس کا بہت ہی مختصر حصہ ہوگا۔ کیونکہ ریاست کی طرف سے کمیونوں کو مدد دینے کی ضرورت اب بھی باقی ہے اور اگر ہم تمام زرعی اجتماعی فارموں کو ریاستی امداد نہ دے سکیں تو پھر ہم کیسے کمیونسٹ ہیں جو سوشلسٹ معیشت کو رائج کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم ایسا کرنے پر مزید اس لئے بھی مجبور ہیں کہ یہ ہمارے تمام مقاصد کے عین مطابق ہے اور چونکہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ کوآپریٹیو، ارتیل اور اجتماعی تنظیمیں نئی چیزیں ہیں اور اگر برسر اقتدار مزدور طبقے نے ان کی مدد نہیں کی تو یہ جڑ نہیں پکڑ سکیں گے۔ اس خیال سے کہ یہ جڑ پکڑ سکیں اور اس حقیقت کے پیش نظر کہ ریاست ان کو مالی اور دوسری ساری مدد بہم پہنچا رہی ہے، ہمارے لئے لازم ہو جاتا ہے کہ ہم اسے کسانوں کے مذاق اور پھبتی کا نشانہ نہ بننے دیں۔ ہمیں جس چیز سے ہوشیار رہنا ہے یہ ہے کہ کہیں کسان کمیون، ارتیل اور کوآپریٹیووالوں کے بارے میں یہ نہ کہنے لگیں، یہ تو ریاست کے وظیفہ خوار ہیں، یہ کسانوں سے محض اس معنی میں مختلف ہیں کہ ان کو رعائتیں ملی ہوئی ہیں۔ اگر آپ زمین دیں اور تعمیر کے کام کے لئے ایک ارب روبل کے فنڈ سے پیسہ دیں تو اس صورت میں کوئی بھی مسخرا عام کسان کے مقابلے میں زیادہ بہتر طریقے سے رہ سکیگا۔ کسان پوچھے گا: تو پھر

اس میں کمیونزم نے کونسا تیر مار لیا، ذرا دیکھیں تو سہی وہ برتری اور بہبودی کہاں ہے؟ ہم ان کو سر آنکھوں پر کیوں بٹھائیں؟ اگر تم دو چار سو لوگوں کو چن لو اور ان کو لاکھوں کروڑوں روبل دے دو تو ظاہر ہے وہ کام تو کرینگے ہی۔

سب سے زیادہ ہمیں کسانوں کے اس رویے سے ڈرنا چاہئے اور میں اس کانگرس میں شریک رفیقوں کی توجہ اسی سوال پر مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اس کو عملی طور پر حل کرنا چاہئے تاکہ ہم یہ کہنے کے قابل ہو سکیں کہ ہم نے نہ صرف اس خطرے کو دور کیا ہے بلکہ وہ طریقے بھی ڈھونڈ لئے ہیں جن کی بنا پر کسان اس ڈھنگ سے سوچنے پر مجبور نہ ہوگا۔ اس کے برعکس اسے ہر کمیون اور ہر ارتیل میں کوئی ایسی بات نظر آئیگی جس کو ریاست کی طاقت مدد پہنچا رہی ہو، کسان کو ان میں زراعت کے نئے طریقے نظر آئینگے جو پرانے طریقوں کے مقابلے میں زیادہ مفید ثابت ہونگے اور ایسا کتابوں اور تقریروں سے نہیں (بھلا ان کی قیمت بھی کیا ہے) بلکہ عمل کے ذریعہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ اس مسئلے کو حل کرنا اتنا مشکل ہے اور اسی لئے ہمارے لئے جن کے سامنے صرف خشک اعداد و شمار ہیں، یہ واضح کرنا اتنا مشکل ہے کہ آیا ہم نے عملی طور پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہر کمیون اور ہر ارتیل واقعی پرانے نظام کے ہر ادارے سے بہتر اور برتر ہے اور اس سلسلے میں مزدوروں کی حکومت کسان کی مدد کر رہی ہے۔

میرا خیال ہے کہ حقیقت میں اس مسئلہ کے حل کے لئے بہت اچھا ہوگا اگر آپ، جنہیں آس پاس کے کمیونوں، ارتیلوں اور کوآپریٹیو فارموں کی عملی واقفیت حاصل ہے، وہ طریقے مرتب کریں جن کے ذریعہ اس قانون کے عمل درآمد پر سچا اور عملی کنٹرول ہو سکے جس کا مطالبہ ہے کہ زراعتی کمیونوں کو چاہئے کہ گرد و پیش کی آبادی کی امداد کریں۔ آپ اس پر نگرانی کے طریقے مرتب کریں کہ کس طریقے سے سوشلسٹ زراعت کی منزل میں داخل ہونے کا کام ہو رہا ہے اور ہر ایک کمیون، ارتیل اور کوآپریٹیو فارم میں یہ کام کیا مشکل اختیار کر رہا ہے، حقیقت میں اس کو کس طرح عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے، کتنے کوآپریٹیو اور کمیون حقیقت میں اس کو عملی شکل دے رہے ہیں اور کتنے اس کو عملی شکل

دینے کی ابھی صرف تیاریاں کر رہے ہیں، ایسے کتنے حقائق نظر میں ہیں کہ کمیونوں نے مدد کی ہے اور یہ معلوم کرنا ہے کہ اس مدد کی نوعیت کیا تھی — یہ مدد محض دریادلی اور وسیع‌القلبی دکھانے کےلئے دی گئی تھی یا واقعی یہ سوشلسٹ امداد تھی۔

اگر کمیونوں اور ارتیلوں کو ریاست نے جو امداد دی ہے اس میں سے ایک حصہ کسانوں کو دیا گیا تو اس سے کسانوں کو یہ سوچنے کا بہانہ مل جائیگا کہ یہ محض نیک دل لوگوں کی طرف سے امداد ہے اور کسی طرح بھی یہ ان کی نظر میں سوشلسٹ نظام میں داخل ہونے کی برکت نہ ہوگا۔ صدیوں سے کسان اس کے عادی ہیں کہ ایسے ''نیک‌دل،، لوگوں کو شک وشبہے کی نظر سے دیکھیں۔ ہمیں اس پر کڑی نظر رکھنی ہوگی کہ یہ نیا سماجی نظام کس طرح خود کو نمایاں اور ظاہر کرتا ہے، کن طریقوں سے کسانوں پر یہ ثابت کیا جا رہاہے کہ زمین پر کوآپریٹیو اور ارتیل کے ذریعہ کاشت زمین پر انفرادی طور پر کسانوں کی کاشت‌کاری سے بہتر ہے اور یہ اس لئے بہتر نہیں ہے کہ ریاست اس کی مدد کر رہی ہے۔ ہمیں اس قابل ہونا چاہئے کہ ہم ریاست کی امداد کے بغیر بھی کسانوں کو یہ احساس دلا سکیں کہ اس نئی تنظیم کو کس طرح بروئےکار لایا جا سکتا ہے۔

بدقسمتی سے میں آپ کی کانگرس میں آخر تک نہیں شریک ہو سکوں‌گا۔ اس لئے میں نگرانی کے طریقوں کی وضاحت اور ترتیب کے کام میں حصہ نہیں لے سکتا۔ لیکن مجھے پورا بھروسہ ہے کہ ہماری زراعت کی کمیساریت کے نگراں رفیقوں کی مدد سے آپ یہ طریقے ڈھونڈ نکالنے میں کامیاب ہوں‌گے۔ زراعت کے عوامی کمیسار کامریڈ سیریدا کا ایک مضمون پڑھ کر مجھے بڑی طمانیت ہوئی۔ انہوں نے مضمون میں اس پر زور دیا ہے کہ کمیونوں اور کوآپریٹیو فارموں کو چاہئے کہ وہ ہرگز خود کو گرد و پیش کی آبادی سے الگ نہ کریں بلکہ ان کی کاشت کاری میں مدد دینے کی کوشش کریں۔ ایک کمیون کی تنظیم اس طرح ہونی چاہئے کہ وہ نمونے کا کام کرے، ایک ایسا نمونہ جس کی طرف آس پاس کے کسان کھنچتے چلے آئیں۔ ہمیں اس قابل ہونا چاہئے کہ ہم ان کے سامنے اس کی عملی مثال رکھ سکیں کہ ان لوگوں کی مدد کس طرح کرنی چاہئے

جو کاشت کاری کا کام مشکل حالات میں، چیزوں کی قلت اور عام گڑبڑ اور افراتفری کے حالات میں انجام دے رہے ہیں ۔ اس کو عملی شکل دینے کے عملی طریقوں کی وضاحت کرنے کی غرض سے انتہائی مفصل قسم کی ہدایات مرتب ہونی چاہئیں، جن میں ہر اس امداد کا ذکر ہو جو گرد و پیش کی کسان آبادی کو دی جا سکتی ہے ۔ ان ہدایات میں ہر کمیون سے پوچھا جائیگا کہ اس کمیون نے کسانوں کی امداد کےلئے کیا کیا ہے ۔ ان ہدایات میں واضح طور پر ان طریقوں کا ذکر ہونا چاہئے جن کی مدد سے وہ سارے دو ہزار کمیون اور کوئی چار ہزار ارتیل جو موجود ہیں ایسے مرکز بن جائیں جن کو دیکھ کر کسانوں میں یہ اعتماد پیدا ہو کہ اجتماعی کاشت، سوشلزم کی منزل میں داخل ہونے کے راستے کے طور پر، مفید چیز ہے اور یہ کسی سڑی کے من کی موج اور سنک کا نتیجہ نہیں ہے ۔

میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ قانون کا تقاضا ہے کہ کمیون گرد و پیش کی کسان آبادی کی مدد کریں ۔ ہم قانون میں کسی اور طرح اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکتے تھے اور نہ اس میں ہم عملی ہدایات دے سکتے تھے ۔ ہمارا کام یہ تھا کہ ہم عام اصول مرتب کریں اور اس پر بھروسہ کریں کہ ہر علاقے میں باشعور رفیق سمجھ بوجھ سے کام لےکر اس قانون پر عمل کرینگے اور وہ حقیقت میں ہر خاص علاقے کے ٹھوس معاشی حالات میں اس قانون کو عملی شکل دینے کے ہزار طریقے ڈھونڈ نکالینگے ۔ لیکن، بلاشبہہ، ہر قانون سے دامن بچایا جا سکتا ہے اور ایسا اس پر عمل درآمد کرنے کے بہانے سے بھی کیا جا سکتا ہے ۔ اس لئے اگر اس پر عمل درآمد میں سمجھ بوجھ سے کام نہ لیا جائے تو کسانوں کی امداد کرنے سے متعلق قانون محض کھیل بن سکتا ہے اور اس سے ایسے نتائج پیدا ہو سکتے ہیں جو مقصد کے بالکل متضاد ہوں ۔

کمیونوں کو اس طرح پروان چڑھنا چاہئے کہ ان سے میل جول اور ان سے ملنےوالی معاشی امداد سے کسانوں کی کاشت‌کاری کے حالات بدلنے لگیں اور ہر کمیون، ارتیل اور کوآپریٹیو فارم اس قابل ہو کہ ان حالات کو بہتر بنانے کی ابتدا کر سکے اور ان کو عملی جامہ پہنا سکے اور اس طرح کسانوں پر عملی طور

سے عیاں کر سکے کہ تبدیلی ان کے حق میں صرف مفید ھی ھو سکتی ھے۔

قدرتی طور پر آپ سوچ سکتے ھیں، ھم سے یہ کہا جائیگا کہ کاشت کاری کو بہتر بنانے کے لئے ضروری ھے کہ وہ حالات پیدا کئے جائیں جو چار سال طویل سامراجی جنگ اور ھم پر سامراجیوں کی لادی ھوئی دو سال کی خانہ جنگی کے پیدا کئے ھوئے موجودہ معاشی افراتفری کے حالات سے مختلف ھوں۔ اس وقت ھمارے ملک میں جو حالات ھیں، ان میں کوئی کیونکر کاشت کاری میں وسیع پیمانے پر بہتری اور بہبودی کی بات سوچ سکتا ھے — اگر ھم کسی طرح زندگی گزار لیں اور بھوکوں نہ مریں تو ھمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاھئے!

اگر اس قسم کے شک و شبہے کا اظہار کیا جائے تو یہ قدرتی بات ھے۔ لیکن مجھے اس قسم کے اعتراضوں کا جواب دینا پڑے تو میں کہوںگا: مان لیجئے کہ معاشی زندگی میں بدانتظامی، معاشی افراتفری، چیزوں کی کمی، خراب نقل و حمل اور مویشیوں اور کاشت کاری کے سامان کی تباھی کی بدولت زراعت میں وسیع پیمانے پر بہتری پیدا نہیں کی جا سکتی۔ لیکن اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ بہت سے انفرادی فارموں کے سلسلے میں، وسیع پیمانے پر نہ سہی، کچھ نہ کچھ بہتری ضرور کی جا سکتی ھے۔ لیکن آئیے ھم یہ بھی مان لیں کہ یہ درست نہیں ھے۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ھوا کہ کمیون گرد و پیش کے کسانوں کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا کر سکتے اور کسانوں پر یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ اجتماعی زراعتی فارم پودگھر کے پودے نہیں ھیں بلکہ مزدوروں کی حکومت کی طرف سے محنت کش کسانوں کی امداد کی ایک نئی شکل ھیں، یہ کولاکوں کے خلاف جدوجہد میں محنت کش کسانوں کی امداد ھیں؟ مجھے یقین ھے کہ اگر ھم یہ مان بھی لیں کہ معاشی افراتفری کے موجودہ حالات میں اصلاح کرنا ناممکن ھے تو پھر بھی اگر کمیونوں اور ارتیلوں میں فرض شناس کمیونسٹ موجود ھیں تو بہت کچھ کام انجام دیا جا سکتا ھے۔

اس کو واضح کرنے کےلئے میں اس چیز کا حوالہ دونگا جس کو ھمارے شہروں میں ''سبوتنک،، کے نام سے یاد کیا جاتا

ہے۔ یہ نام اس کام کو دیا گیا ہے جو شہر کے مزدور اپنے مقررہ کام کی مقدار کے علاوہ بلامعاوضہ اور رضاکارانہ طور پر کرتے ہیں۔ یہ کام کسی نہ کسی پبلک ضرورت کے لئے وقف ہوتا ہے۔ سبوتنک کے سلسلے میں سب سے پہلے ماسکو میں، ماسکو۔ کازان ریلوے کے مزدوروں نے پہل کی۔ سوویت حکومت کی ایک اپیل میں کہا گیا ہے کہ سرخ فوج کے سپاہی محاذ پر بےنظیر قربانیاں دے رہے ہیں اور ان ساری کٹھنائیوں اور مصیبتوں کے باوجود جن کا ان کو سامنا کرنا پڑ رہا ہے، وہ ہمارے دشمنوں کے خلاف بےمثال فتوحات حاصل کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی اس اپیل میں کہا گیا ہے کہ ہم ان فتوحات کو صرف اسی وقت فیصلہ کن بنا سکتے ہیں جب صرف محاذ پر نہیں بلکہ محاذ کے عقب میں بھی اسی قسم کی شجاعت اور بےلوث قربانی کا مظاہرہ کیا جائے۔ ماسکو کے مزدوروں نے اس اپیل پر لبیک کہتے ہوئے سبوتنک کی تنظیم کی۔ اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ ماسکو کے مزدور کسانوں سے زیادہ مشکلات اور بدحالی کا سامنا کر رہے ہیں۔ اگر آپ ان کی زندگی کے حالات سے واقفیت حاصل کریں اور اس حقیقت پر غور کریں کہ ان ناقابل یقین دشوار حالات کے باوجود وہ سبوتنک کی تنظیم کرنے میں کامیاب ہو گئے، تو آپ تسلیم کریں گے کہ مشکل حالات کا کتنا ہی دکھڑا رویا جائے یہ ان چیزوں کو نہ حاصل کرنے کا بہانہ نہیں بن سکتا جو کسی صورت میں ماسکو کے مزدوروں کے نقش قدم پر چل کر حاصل کی جا سکتی ہیں۔ شہروں میں کمیونسٹ پارٹی کے وقار کو چار چاند لگانے میں اور کمیونسٹوں کے لئے غیرپارٹی مزدوروں کی نظر میں احترام کے جذبے کو بڑھانے میں سبوتنکوں سے زیادہ اور کسی چیز نے مدد نہیں کی۔ ان کے دل میں اس وقت کمیونسٹوں کا وقار بڑھا جب انہوں نے دیکھا کہ یہ اکادکا واقعات نہیں ہیں، جب غیرپارٹی مزدوروں نے عملی طور پر دیکھا کہ حکمراں کمیونسٹ پارٹی کے ممبروں پر کچھ پابندیاں اور فرائض عائد ہوتے ہیں اور کمیونسٹ نئے ممبر اس لئے نہیں بھرتی کرتے کہ وہ حکمراں پارٹی کی پوزیشن میں ہونے کے فائدوں سے لطف اندوز ہوں بلکہ اس لئے کہ وہ سچی کمیونسٹ محنت کی مثال قائم کر سکیں یعنی بلامعاوضہ رضاکارانہ محنت کریں۔ سوشلزم کے ارتقا کی سب سے اعلی

منزل کمیونزم ہے جس میں لوگ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہیں کہ مشترکہ بھلائی کے لئے کام کرنا چاہئے۔ ہم جانتے ہیں کہ اس وقت ہم سوشلسٹ طورطریقہ نہیں قائم کر سکتے ــ خدا کرے کہ ہمارے بچوں یا ہمارے پوتے پوتیوں کے زمانے میں یہ طور طریقہ قائم ہو جائے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ حکمراں کمیونسٹ پارٹی کے ممبر سرمایہداری کے خلاف جدوجہد میں کٹھنائیوں کا سب سے زیادہ بوجھ قبول کرتے ہیں، بہترین کمیونسٹوں کو محاذ پر بھیجتے ہیں اور ان لوگوں سے جو یہ نہیں کر سکتے، سبوتنکوں میں حصہ لینے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

سبوتنکوں کی تنظیم کرکے، جن کا ہر بڑے صنعتی شہر میں عام رواج ہو گیا ہے، اور جن میں شرکت کا مطالبہ پارٹی اپنے ہر ممبر سے کرتی ہے، اور عدمِ تعمیل کی صورت میں پارٹی سے نکال دینے تک کی سزا دیتی ہے ــ ہاں کمیونوں، ارتیلوں اور کوآپریٹیو فارموں میں ان طریقوں پر عمل کرکے، آپ بدترین حالات میں بھی ان کو اس لائق بنا سکتے ہیں کہ کسان ہر کمیون، ارتیل اور کوآپریٹیو فارم کو ایسی انجمن سمجھنے لگے جو اس بنا پر امتیازی خصوصیت نہیں رکھتے کہ ان کو سرکاری امداد ملتی ہے بلکہ اس وجہ سے کہ ان میں مزدور طبقے کے بہترین نمائندے جمع ہیں جو صرف دوسروں کےلئے سوشلزم کے ڈھول نہیں پیٹتے بلکہ خود اس کو پورا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ ہاں یہ وہ لوگ ہیں جو بدترین حالات میں بھی یہ دکھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ وہ کمیونسٹ طریقے سے کاشت کا کام کر سکتے ہیں اور آس پاس کی کسان آبادی کی ہر امکانی مدد کر سکتے ہیں۔ اس سوال پر کسی اگر مگر کی گنجائش نہیں۔ اس سلسلے میں کسی بہانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ــ مثلاً یہ کہ سامان کی کمی ہے، یا بیج کا ٹوٹا پڑا ہے، یا مویشی غارت ہو گئے ہیں۔ یہ ہر حال میں ایک امتحان ہوگا جو قطعی طور پر ہمیں یہ واضح کرنے کا موقع عطا کریگا کہ ہم نے جو کٹھن فریضہ اپنے اوپر لیا تھا اسے کس حد تک ہم عمل میں پورا کر سکے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ کمیونوں، ارتیلوں اور کوآپریٹیو فارموں کی یہ عام میٹنگ اس پر غورو خوض کریگی اور یہ محسوس کریگی کہ اس طریقے پر عمل واقعی کمیونوں اور کوآپریٹیو فارموں کو

مستحکم بنانے میں ایک زبردست ہتھیار کا کام کریگا اور ایسے عملی نتائج حاصل کریگا کہ روس بھر میں کہیں بھی کمیونوں، ارتیلوں اور کوآپریٹیو فارموں کے خلاف کسانوں میں دشمنی کا ایک واقعہ بھی نظر نہ آئیگا۔ لیکن یہی کافی نہیں۔ ضرورت اس کی ہے کہ کسان ان کی طرف ہمدردی کا رویہ رکھیں۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے، ہم سوویت حکومت کے نمائندے، اپنے مقدور بھر اس کو پورا کرنے میں ہر مدد دینگے اور اس کا ہر ممکن خیال رکھینگے کہ ایک ارب روبل کے فنڈ اور دوسرے ذرائع سے ریاستی امداد صرف اس صورت میں دی جائے جب محنت کش کمیونوں یا ارتیلوں اور آس پاس کے کسانوں کی زندگی میں گہرا رشتہ حقیقت میں قائم ہو گیا ہو۔ جب تک کہ یہ شرائط پوری نہ ہو جائیں، ہماری نظر میں ارتیلوں اور کوآپریٹیو فارموں کو کسی قسم کی امداد دینا نہ صرف بے سود بلکہ مضر ہے۔ کمیونوں کی طرف سے آس پاس کے کسانوں کو جو امداد دی جائے، اس کو ایسی امداد نہ سمجھنا چاہئے جو فراوانی کا نتیجہ ہے۔ اس کو صحیح معنی میں سوشلسٹ امداد ہونا چاہئے۔ یعنی یہ کسانوں کو اس قابل بنا سکے کہ وہ اپنی انفرادی اور الگ الگ کھیتی کی جگہ کوآپریٹیو کھیتی قائم کر سکیں۔ اور یہ صرف سبوتنک والے طریقے سے ہو سکتا ہے جس کا ذکر میں نے کیا ہے۔

اگر آپ شہر کے مزدوروں کے تجربے سے سیکھیں، جنھوں نے کسانوں سے کہیں زیادہ بدتر حالات میں زندگی بسر کرنے کے باوجود سبوتنک کی تحریک میں پیش قدمی کی، تو مجھے یقین ہے کہ آپ کی عام اور متفقہ مدد سے ہم ایک ایسی صورت حال پیدا کر سکینگے جب موجودہ ہزاروں کمیونوں اور ارتیلوں میں سے ہر ایک کمیون اور ارتیل کمیونسٹ تصورات اور خیالات کا سچا گہوارہ بن جائیگا، کسانوں کےلئے عملی نمونہ بن جائیگا جو ان کو دکھائیگا کہ یہ ابھی تک چھوٹی اور کمزور فصل سہی، لیکن یہ پودگھر کی فصل نہیں ہے بلکہ ایک نئے سوشلسٹ نظام کی اصلی ہے۔ تب جاکر ہم پرانی جہالت، افلاس اور بدحالی پر پائدار فتح حاصل کر سکیںگے اور ہاں تب کہیں ہمارے مستقبل کے راستے میں آنےوالی مشکلات ہمارے دل نہ دہلا سکینگی۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۳۹، صفحات ۳۷۲ — ۳۸۲

امریکی خبررساں ایجنسی "یونیورسل سروس" کے برلن نامہ‌نگار کارل ویگاند کے سوالوں کا جواب[129]

۱ - "کیا ہم پولینڈ اور رومانیہ پر حملے کا ارادہ رکھتے ہیں؟"

نہیں - ہم نے انتہائی سنجیدگی سے اور سرکاری طور پر، عوامی کمیساروں کی کونسل اور کل روس مرکزی عاملہ کمیٹی کی طرف سے اپنے پرامن ارادوں کا اعلان کر دیا ہے - یہ بات بہت قابل افسوس ہے کہ فرانس کی سرمایہ‌دار حکومت پولینڈ کو (اور غالباً رومانیہ کو بھی) ہمارے اوپر حملے کے لئے اکسا رہی ہے - اس کے متعلق تو لیون سے کئی امریکی ریڈیو بھی کہہ چکے ہیں -

۲ - "ایشیا میں ہمارے کیا منصوبے ہیں؟"

وہی جو یورپ میں ہیں یعنی ان تمام قوموں کے مزدوروں اور کسانوں اور سارے عوام کے ساتھ پرامن بقائےباہم جو بیدار ہو کر ایک نئی زندگی کی طرف آرہی ہیں، ایک ایسی زندگی کی طرف جو لوٹ کھسوٹ سے اور زمین‌داروں، سرمایہ‌داروں اور تاجروں کے وجود سے آزاد ہے - ۱۹۱۴ء—۱۹۱۸ء کی سامراجی جنگ نے—جو دنیا کے بٹوارے کے لئے انگریزی فرانسیسی (اور روسی) گروہ کے سرمایہ‌داروں کی جرمن آسٹریائی گروہ کے سرمایہ‌داروں سے جنگ تھی—ایشیا کو بیدار کر دیا، چونکا دیا اور دنیا کے دوسرے حصوں کی طرح وہاں بھی آزادی اور پرامن محنت کی اور مستقبل میں جنگ روکنے کی کوشش میں اور بھی شدت پیدا کردی -

۳ - ''امریکه سے صلح کی بنیاد کیا ہوگی؟''

امریکی سرمایہ‌دار ہمارا پیچھا چھوڑ دیں - ہم بھی ان کو نہیں چھیڑیں‌گے - ہم ان کو مشینوں اور آلات وغیرہ کے لئے جو ہماری صنعت اور نقل و حمل کے واسطے کارآمد ہیں سونے تک میں قیمت ادا کرنے کے لئے تیار ہیں - ہم صرف سونے ہی میں نہیں بلکہ خام اشیا کی صورت میں بھی ان کی قیمت دینے کے لئے تیار ہیں -

۴ - ''ایسی صلح میں کیا رکاوٹیں ہیں؟''

ہماری طرف سے کوئی نہیں - امریکی اور دوسرے سرمایہ‌داروں کی طرف سے سامراج کی شکل میں رکاوٹ ہے -

۵ - ''امریکه سے روسی انقلابیوں کو واپس بھیجنے کے بارے میں ہمارے خیالات کیا ہیں؟''

ہم نے ان کو لے لیا ہے - ہم اپنے ملک میں انقلابیوں سے نہیں ڈرتے - دراصل ہم کسی سے بھی نہیں ڈرتے اور اگر امریکه اپنے چند سو یا ہزار شہریوں سے ڈرتا ہے تو ہم اس بات کے لئے بات‌چیت شروع کر سکتے ہیں کہ ہم ہر اس شہری کو لے لیں جس کو امریکه خطرناک سمجھتا ہے (ہاں، سوائے جرائم‌پیشہ لوگوں کے) -

۶ - ''روس اور جرمنی کے درمیان معاشی اتحاد کے کیا امکانات ہیں؟''

بدقسمتی سے زیادہ نہیں ہیں - شیڈمان کی قسم کے لوگ اچھے اتحادی نہیں ہیں - ہم بلااستثنا تمام ملکوں کے ساتھ اتحاد کی حق میں ہیں -

۷ - ''اتحادیوں کے اس مطالبے کے بارے میں ہمارے خیالات کیا ہیں کہ جنگی مجرموں کو واپس کر دیا جائے؟''

اگر ہم جنگی جرم کی بات سنجیدگی کے ساتھ کرتے ہیں تو تمام ملکوں کے سرمایہ‌دار مجرم ہیں - ہمیں آپ سب ایسے زمیندار

جن کے پاس سو ہیکٹر سے زیادہ آراضی ہے اور ایک لاکھ فرانک سے زیادہ سرمایہ رکھنےوالے سرمایہ‌دار حوالے کر دیجئے اور ہم ان کو کارآمد محنت کی تربیت دیں‌گے اور ان کو اس قابل بنائیں‌گے کہ استحصال کرنےوالے اور نوآبادیوں کی تقسیم کےلئے جنگوں کو بھڑکانےوالے شرمناک، ذلیل اور خونیں رول سے اپنا ناتہ توڑ لیں۔ تو پھر جنگیں جلد ہی قطعی ناممکن ہو جائیں‌گی۔

۸ - ''روس کے ساتھ صلح کرنے سے یورپ کی معاشی حالت پر کیا اثر پڑیگا؟''

اناج، کتان اور دوسری خام اشیا کے تبادلے میں مشینیں — میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا یہ یورپ کےلئے غیرمفید ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ اس سے فائدہ کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا۔

۹ - ''عالمی طاقت کی حیثیت سے سوویتوں کی آئندہ ترقی کے بارے میں ہماری رائے کیا ہے؟''

ساری دنیا میں مستقبل سوویت نظام کا ہے۔ واقعات نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ آپ صرف ان پمفلٹوں، کتابوں، اشتہاروں اور اخباروں کی بڑھتی ہوئی تعداد، مثال کے طور پر سہ‌ماہیوں میں شمار کر لیجئے جو ہر ملک میں سوویتوں کی حمایت یا ہمدردی میں شائع ہو رہے ہیں۔ اس کے سوا اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک مرتبہ شہروں میں مزدور، گاؤں کے مزدور، بےزمین کسان اور روزانہ اجرت پر کام کرنےوالے اور چھوٹے کسان (یعنی جو اجرت پر محنت کا استحصال نہیں کرتے) — ایک مرتبہ محنت‌کش عوام کی یہ زبردست اکثریت یہ سمجھ لے کہ سوویت نظام تمام طاقت ان کے ہاتھوں میں دیتا ہے، ان کو زمینداروں اور سرمایہ‌داروں کے جوئے سے نجات دلاتا ہے تو بھلا کوئی کیسے ساری دنیا میں سوویت نظام کی فتح کو روک سکتا ہے؟ کم از کم میں تو اس کو روکنے کا کوئی ذریعہ نہیں جانتا۔

۱۰ - ''کیا روس کو اب بھی باھر سے انقلاب‌دشمنی کا ڈر ھے؟''

بدقسمتی سے ھے کیونکہ سرمایہ‌دار احمق اور لالچی ہوتے ھیں - انھوں نے مداخلت کی ایسی متعدد احمقانہ اور حریصانہ کوششیں کی ھیں کہ ھم کو ان کے اعادے سے ڈرنا چاھئے جب تک تمام ملکوں کے مزدور اور کسان اپنے سرمایہ‌داروں کو پوری طرح دوبارہ تربیت نہ دے لیں -

۱۱ - ''کیا روس امریکہ کے ساتھ کاروباری تعلقات کے لئے تیار ھے؟''

ھاں وہ ایسا کرنے کو تیار ھے اور تمام دوسرے ملکوں کے ساتھ بھی - استونیا کے ساتھ صلح نے، جس کی باتیں ھم نے بڑی حد تک مان لی ھیں، ھماری اس تیاری کو ثابت کردیا ھے جو کاروباری تعلقات کے لئے حتیٰ‌کہ بعض شرائط کے ساتھ صنعتی مراعات کے لئے بھی ھے -

و - اولیانوف (ن - لینن)

۱۸ فروری ۱۹۲۰ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۴۰، صفحات ۱۴۵ — ۱۴۷

کمیونزم میں ''بائیں بازو'' کی طفلانہ بیماری[۱۴۰]

(اقتباسات)

۱

کس معنی میں ہم روسی انقلاب کی بین‌الاقوامی اہمیت کا ذکر کر سکتے ہیں؟

روس میں پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے بعد (۲۵ اکتوبر (۷ نومبر) ۱۹۱۷ء) پہلے مہینوں کے دوران یہ محسوس ہو سکتا تھا کہ پسماندہ روس اور مغربی یورپ کے ترقی‌یافتہ ملکوں کے درمیان زبردست فرق کی وجہ سے ان مؤخرالذکر ملکوں میں پرولتاری انقلاب ہمارے انقلاب سے بہت کم ملتا جلتا ہوگا۔ اب ہمارے پاس اتنا کافی بین‌الاقوامی تجربہ ہے جو انتہائی یقینی طور پر بتاتا ہے کہ ہمارے انقلاب کی بعض بنیادی خصوصیات مقامی، قومی، محض روسی نہیں بلکہ بین‌الاقوامی اہمیت رکھتی ہیں۔ یہاں بین‌الاقوامی اہمیت سے میری مراد اس کے وسیع معنی میں نہیں ہے: بعض ہی نہیں بلکہ ہمارے انقلاب کی ساری بنیادی اور بہت سی ثانوی خصوصیات بھی تمام ملکوں پر اپنے اثر کے معنی میں بین‌الاقوامی اہمیت رکھتی ہیں۔ ان الفاظ کا استعمال میں انتہائی محدود معنی میں کر رہا ہوں، یعنی بین‌الاقوامی اہمیت کا مطلب ہے بین‌الاقوامی معقولیت یا بین‌الاقوامی پیمانے پر اس بات کے دہرائے جانے کی تاریخی ناگزیری جو ہمارے ملک میں ہوئی۔ یہ ماننا پڑے‌گا کہ ہمارے انقلاب کی بعض بنیادی خصوصیات اس اہمیت کی حامل ہیں۔

لیکن اس صداقت کے بارے میں مبالغے سے کام لینا اور ہمارے انقلاب کی بعض بنیادی خصوصیات کی حدود سے اس کو آگے لے جانا انتہائی سنگین غلطی ہے۔ اسی طرح اس حقیقت کو نظرانداز کرنا بھی غلطی ہے کہ کم از کم ایک ترقی‌یافتہ ملک میں پرولتاری

انقلاب کی کامیابی کے فوراً بعد غالباً زبردست تبدیلی ہو : روس مثالی نہ رہے اور پھر پسماندہ ملک شمار کیا جائے (''سوویت،، اور سوشلسٹ دونوں معنی میں)۔

لیکن موجودہ تاریخی لمحے میں روسی مثال سب ملکوں کو کچھ نہ کچھ دکھا رہی ہے جو ان کے ناگزیر مستقبل قریب کےلئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ سارے ملکوں کے ہراول مزدور اس کو بہت دن ہوئے سمجھ چکے ہیں اور انہوں نے اس کو اکثر سوجھ بوجھ کے مقابلے میں اپنی انقلابی طبقے کی حس سے زیادہ سمجھا ہے۔ یہی سرچشمہ ہے سوویت اقتدار کی بین‌الاقوامی ''اہمیت،، کا (لفظ کے محدود معنی میں) اور بالشویک نظریے اور طریقۂ کار کے بنیادی اصولوں کا بھی۔ اس کو جرمنی میں کاؤتسکی اور آسٹریا میں اوٹو باؤیر اور فریڈرک ادلیر قسم کے دوسری انٹرنیشنل کے ''انقلابی،، لیڈروں نے نہیں سمجھا اور اسی وجہ سے وہ رجعت پرست اور بدترین موقع پرستی اور سماجی غداری کی وکالت کرنےوالے ثابت ہوئے۔ برسبیل تذکرہ ''عالمی انقلاب،، («Weltrevolution») کا گمنام پمفلٹ جو ۱۹۱۹ء میں وی‌آنا میں (Sozialistische Bücherei, Heft 11,Ignaz Brand)* شایع ہوا ان لیڈروں کے سارے طریقۂ فکر اور سارے خیالات کے سلسلے کو زیادہ واضح کرکے دکھاتا ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ ان کی حماقت، عقیدہ پرستی، ذلالت اور مزدور طبقے کے مفادات سے غداری کی پوری گہرائی کو دکھاتا ہے۔ اور وہ بھی ''عالمی انقلاب،، کے نظریے کی ''وکالت،، کے پردے میں۔

بہرحال، ہم اس پمفلٹ پر کبھی دوسری بار تفصیلی بحث کریں گے۔ یہاں ہم صرف ایک اور بات پر توجہ دیں گے۔ ایک زمانہ گذرا، جب کاؤتسکی مارکسی تھے اور غدار نہیں بنے تھے، انہوں نے مورخ کی حیثیت سے اس سوال پر ایسی صورت‌حال پیدا ہونے کے امکان کی پیش‌بینی کی تھی جس میں روسی پرولتاریہ کی انقلابیت مغربی یورپ کےلئے مثال بن جائےگی۔ یہ ۱۹۰۲ء کی بات ہے جب کاؤتسکی نے انقلابی ''اسکرا،، میں ''سلاف اور انقلاب،، مضمون لکھا تھا۔ انہوں نے اس مضمون میں یہ درج کیا تھا:

---

* سوشلسٹ لائبریری، ایڈیشن ۱۱ - یگناتس برانڈ - (ایڈیٹر)

''موجودہ زمانے میں،، (۱۸۴۸ء کے برعکس) ''یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ نہ صرف سلاف انقلابی قوموں کی صفوں میں آ گئے ھیں بلکہ انقلابی خیالات اور انقلابی عمل کا مرکز بھی زیادہ سے زیادہ سلاف لوگوں کی طرف منتقل ھوتا جا رہا ہے۔ انقلابی مرکز مغرب سے مشرق کی طرف منتقل ھو رہا ہے۔ انیسویں صدی کے پہلے نصف میں وہ فرانس میں اور کبھی کبھی انگلستان میں تھا۔ ۱۸۴۸ء میں جرمنی بھی انقلابی قوموں کی صفوں میں آ گیا... نئی صدی ایسے واقعات سے شروع ھوئی ہے جو اس خیال کی طرف لے جاتے ھیں کہ ھم انقلابی مرکز کی مزید منتقلی کی طرف جا رہے ھیں یعنی روس کی طرف اس کی منتقلی... روس نے مغرب سے بہت کچھ انقلابی پیش‌قدمی حاصل کی ہے اور اب ممکن ہے وہ خود انقلابی سرچشمے کی حیثیت سے اس کی خدمت کےلئے تیار ھو۔ ممکن ہے کہ روسی انقلابی تحریک کا لپکتا ھوا شعلہ بےجان تنگ‌نظری اور نپی تلی سیاست کے اس جذبے کو صاف کر دینے کا زبردست ذریعہ ثابت ھو جو ھماری صفوں میں پھیلنا شروع ھو گیا ہے اور پھر جدوجہد کی پیاس اور ھمارے عظیم مقصد کےلئے پرجوش وفاداری کو بھڑکا دے۔ مغربی یورپ کے لئے روس بہت دنوں سے محض رجعت‌پرستی اور مطلق العنانیت کا گڑھ نہیں رہا ہے۔ بلکہ اب واقعات اس کے بالکل برعکس ھیں۔ مغربی یورپ روس کی رجعت پرستی اور مطلق العنانیت کا گڑھ بن گیا ہے... شاید روسی انقلابی زار سے مدت ھوئے نمٹ چکے ھوتے اگر ان کو بیک وقت اس کے اتحادی یعنی یورپی سرمایے کے خلاف بھی جدوجہد نہ کرنی پڑتی۔ ھم امید کرتے ھیں کہ اس بار وہ دونوں دشمنوں سے نمٹنے میں کامیاب ھوں گے اور نیا ''مقدس اتحاد،، پہلےوالوں کے مقابلے میں زیادہ جلدی ٹوٹے گا۔ بہرحال روس کی موجودہ جدوجہد چاہے جس طرح ختم ھو اس میں شہیدوں کا (افسوس کہ وہ کافی سے زیادہ ھوں‌گے) جو خون بہےگا اور مصیبتیں پیش آئیں گی وہ رائگاں نہ ھوں‌گی۔ وہ ساری مہذب دنیا میں سماجی انقلاب کی کونپلوں کو پروان چڑھائیں‌گی

اور ان کو تیزی کے ساتھ زیادہ عالیشان بنائیں گی۔ ۱۸۴۸ء میں سلاف لوگ وہ جان لیوا پالا تھے جس نے عوامی بہار کے پھولوں کو ٹھٹھرا دیا۔ ممکن ہے کہ اب انکا نوشتۂ تقدیر وہ طوفان بننا ہو جو رجعت پرستی کی برف کو پگھلا دے اور قطعی طور پر اپنے ساتھ قوموں کے لئے نئی خوشگوار بہار لائے،، (کارل کاؤتسکی۔ ''سلاف اور انقلاب،، مضمون، روسی سوشل ڈیموکریٹ انقلابی اخبار ''اسکرا،، کے شمارے ۱۸، ۱۰ مارچ ۱۹۰۲ء میں)۔

۱۸ سال پہلے کاؤتسکی نے خوب لکھا تھا!

. . . .

۶

کیا انقلابیوں کو رجعت پرست ٹریڈیونینوں میں کام کرنا چاہئے؟

جرمن ''بائیں بازو،، والے سمجھتے ہیں کہ ان کے لئے اس سوال کا جواب قطعی طور پر نفی میں ہے۔ ان کے خیال میں ''رجعت پرست،، اور ''انقلاب کی مخالف،، ٹریڈیونینوں کے خلاف جوشیلی تقریریں اور ان پر غصے میں برسنا ہی کافی ہے (جیسا کہ ک۔ ہورنر نے خاص کر بڑی ہی ''سنجیدگی،، سے اور خاص کر بڑے ہی احمقانہ طریقے سے کیا ہے) یہ ''ثابت،، کرنے کے لئے کہ انقلابیوں کو اور کمیونسٹوں کو زرد، جارحانہ قوم پرست، سالکوں سے سمجھوتہ کرنے والی، انقلاب مخالف اور لیگین کی ٹریڈیونینوں میں کام کرنا غیرضروری ہی نہیں بلکہ ممنوع ہے۔

''بائیں بازو،، والے جرمن چاہے کتنے ہی جوش وخروش سے اپنے اس طریقۂ کار کی انقلابیت پر اعتقاد رکھتے ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ بنیادی طور پر یہ طریقۂ کار غلط ہے اور کھوکھلی لفاظی کے علاوہ کچھ نہیں۔

اس کی وضاحت کرنے کےلئے، میں ہمارے تجربے سے شروع کرتا ہوں، موجودہ پمفلٹ کے عام منصوبے کی حدود میں رہ کر، جس کا مقصد یہ ہے کہ بالشویزم کی تاریخ اور اس کے موجودہ طریقۂ کار میں جو بات عالمگیر طور پر قابل عمل، اہم اور موزوں ہے، اسے مغربی یورپ پر صادق کرکے دکھایا جائے۔

رہنماؤں — پارٹی — طبقے — عوام کا جو باہمی تعلق ہے، اور اسی کے ساتھ پرولتاریہ کی آمریت اور اس کی پارٹی کا ٹریڈیونینوں سے جو تعلق ہے، روس میں ان کی ٹھوس شکل یہ ہے: آمریت پرولتاریہ کے ہاتھ میں ہے جو سوویتوں کی شکل میں منظم ہے، پرولتاریہ کی رہنمائی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کرتی ہے، پارٹی کی پچھلی کانگرس کے تخمینے کے مطابق اس وقت (اپریل ۱۹۲۰ء میں) اس کے ممبروں کی تعداد ۶ لاکھ گیارہ ہزار ہے۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے انقلاب سے پہلے اور اس کے بعد بھی کمیونسٹ پارٹی کے ممبروں کی تعداد میں بڑی کمی بیشی ہوئی ہے۔ پہلے کافی کم ممبر تھے۔ ۱۹۱۸ء اور ۱۹۱۹ء میں (۱۴۱) بھی کم ہی تھے۔ ہم اس سے ڈرتے ہیں کہ پارٹی کی رکنیت حد سے زیادہ بڑھ جائے، کیونکہ جاہ طلب اور ڈھونگیے، جو صرف اس قابل ہیں کہ گولی سے اڑا دئے جائیں، حکمراں پارٹی میں گھسنے کی ضرور کوشش کرتے ہیں۔ آخری بار جب ہم نے پارٹی کے دروازے صرف مزدوروں اور کسانوں کےلئے کھولے تو یہ وہ زمانہ تھا (۱۹۱۹ء کی سردیوں کا) جب یودینچ کی فوج پیتروگراد سے چند کوس رہ گئی تھی اور دنیکن اوریل تک آپہنچا تھا (ماسکو سے تقریباً ساڑھے تین سو کوس کے فاصلے پر) یعنی ایسے وقت جب سوویت ریپبلک کے سر پر مہلک خطرہ منڈلا رہا تھا اور حالات ایسے نازک تھے کہ غرض کے بندے، قسمت آزمائیاں کرنےوالے، ڈھونگیے اور ناقابل اعتبار لوگ یہ امید نہیں کر سکتے تھے کہ کمیونسٹ پارٹی میں گھس کر کوئی فائدہ حاصل کر لیںگے (بلکہ زیادہ خطرہ اس بات کا تھا کہ انہیں پھانسی پر لٹکا دیا جائے، سزائیں ملیں) (۱۴۲)۔ کمیونسٹ پارٹی سالانہ اپنی کانگرسیں کرتی ہے (پچھلی کانگرس میں شرکت کے لئے ہزار ممبروں پر ایک ڈیلی گیٹ چنا گیا تھا) اور پارٹی کی رہنمائی مرکزی کمیٹی کے ہاتھ میں ہے جس میں انیس ممبر ہیں اور ان ممبروں کا انتخاب

پارٹی کی کانگرس میں ہوتا ہے۔ روزمرہ کا کام ماسکو میں اس سے بھی کم تعداد کے ممبروں کی کمیٹیاں چلاتی ہیں، یعنی ایک ''اورگ بیورو،، (انتظامی بیورو) ہے اور دوسرا ''پولیٹ بیورو،، (پولیٹکل بیورو)۔ ان کمیٹیوں کو مرکزی کمیٹی کے عام اجلاسوں میں چنا جاتا ہے اور ہر کمیٹی میں مرکزی کمیٹی کے پانچ ممبر رکھے جاتے ہیں۔ یہ قطعی ''اولیگارشی،، معلوم ہوتی ہے۔ سیاست یا تنظیم کے معاملات میں ایک بھی اہم سوال ایسا نہیں ہوتا جسے ہماری ریبلک میں کوئی بھی ریاستی ادارہ کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی ہدایات کے بغیر خود طے کر دے۔

پارٹی اپنے کام میں ٹریڈیونینوں کا براہ‌راست سہارا لیتی ہے۔ اب ٹریڈیونینوں کی رکنیت پچھلی کانگرس (اپریل ۱۹۲۰ء) کے تخمینے کے مطابق چالیس لاکھ سے اوپر ہے، اور وہ باضابطہ پارٹی کے ممبر نہیں ہیں۔ اصل میں، ٹریڈیونینوں کی بہت بڑی اکثریت کے سب ہدایت کار ادارے اور سب سے پہلے مختلف پیشوں کی ٹریڈیونینوں کے کل روس مرکز یا بیورو کا ہدایت کار ادارہ (جو ٹریڈیونینوں کی کل روس مرکزی کونسل کہلاتا ہے) کمیونسٹوں پر مشتمل ہیں اور کمیونسٹ پارٹی کی تمام ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔ اس طرح مجموعی طور پر ہمارے یہاں ایسا آلہ موجود ہے جو باضابطہ کمیونسٹ نہیں ہے لیکن اس میں لوچ اور لچک رکھی گئی ہے، وہ نسبتاً وسیع اور بہت زبردست پرولتاری آلہ ہے، جس کے ذریعے کمیونسٹ پارٹی طبقے اور عام لوگوں سے گہرا رابطہ رکھتی ہے اور اسی کے ذریعے پارٹی کی رہنمائی میں طبقاتی آمریت کو عمل میں لایا جاتا ہے۔ ٹریڈیونینوں سے نزدیکی تعلق رکھے بغیر، ان کی سرگرم تائید اور سرفروشانہ خدمت کے بغیر، نہ صرف معاشی زندگی میں بلکہ فوجی معاملات میں بھی، ہمارے لئے ہرگز یہ ممکن نہیں تھا کہ ڈھائی سال کا تو ذکر کیا، ڈھائی مہینے بھی ملک کی حکومت چلا سکیں اور آمریت قائم رکھ سکیں۔ قدرتی بات ہے کہ عمل میں اس نزدیکی تعلق کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بہت ہی پیچیدہ اور نوع بنوع کام کیا جائے جس کی شکلیں یہ ہیں کہ پروپیگنڈا اور ایجی‌ٹیشن جاری رہے، وقت ضرورت اور اکثر و بیشتر کانفرنسیں ہوتی رہیں، ان میں ٹریڈیونینوں کے نمایاں کارکن ہی نہیں بلکہ عام

طور سے ان کے باثر کارکن شریک ہوں۔ اس نزدیکی تعلق کا مطلب یہ بھی ہے کہ مینشویکوں کے خلاف ڈٹ کر جدوجہد کی جائے، جن کو اب بھی کچھ لوگ، اگرچہ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے، مانتے ہیں اور مینشویک اپنے معتقدوں کو ہر قسم کی انقلاب مخالف چالیں سکھاتے ہیں، ایسی چالیں، جن میں (بورژوا) جمہوریت کی نظریاتی مدافعت اور ٹریڈیونینوں کی ''آزادی،، (مطلب ہے پرولتاری اقتدار سے آزادی!) کی تبلیغ سے لےکر پرولتاری ضابطے کو اندر سے توڑنا وغیرہ تک شامل ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ''عوام،، کے ساتھ ٹریڈیونینوں کے ذریعے رابطہ قائم رکھنا کافی نہیں ہے۔ انقلاب کے دوران عملی سرگرمیوں نے ہمارے یہاں بےپارٹی مزدوروں اور کسانوں کی کانفرنسوں کو جنم دیا، اور ہم پوری طرح ان کے حق میں ہیں، انھیں بڑھانا اور وسعت دینا چاہتے ہیں، تاکہ عوام‌الناس کا مزاج جان سکیں، ان کے قریب آسکیں، ان کے مطالبات پورے کر سکیں اور ان میں سب سے اچھے کارکنوں کو سرکاری عہدے سپرد کر سکیں وغیرہ۔ حال میں ہی ایک سرکاری فیصلے کے تحت جب سرکاری نگرانی کی عوامی کمیساریت کو بدل کر ''مزدوروں اور کسانوں کا نگرانی محکمہ،، بنایا گیا، اس قسم کی بےپارٹی کانفرنسوں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ مختلف طرح کی تحقیقات اور تفتیش وغیرہ کےلئے سرکاری نگرانی کے ممبر منتخب کریں۔

اس کے علاوہ، ظاہر ہے کہ پارٹی کا سارا کام سوویتوں کے ذریعے ہو رہا ہے جن میں بلالحاظ پیشہ محنت‌کش لوگ ہیں۔ ضلع کی سوویتوں کی کانگرسیں اس قسم کے جمہوری ادارے ہیں جن کی نظیر بورژوا دنیا کی بہترین جمہوری رپبلکوں تک نے کبھی پیش نہیں کی۔ ان کانگرسوں کے ذریعے (جن کی کارروائیوں پر کمیونسٹ پارٹی خاص توجہ دیتی ہے) اور ان کے علاوہ طبقاتی شعور رکھنےوالے مزدوروں کو دیہی علاقوں میں ہر طرح کے عہدوں پر لگاتار مقرر کرکے پرولتاری طبقہ کسانوں کے رہنما کی حیثیت سے اپنی ذمہ‌داری انجام دیتا ہے، شہری پرولتاریہ کی آمریت کو عملی جامہ پہناتا ہے، دیہات کے مالداروں، بورژوازی، استحصال کرنےوالوں اور نفع‌خوروں وغیرہ کے خلاف باقاعدہ جدوجہد کرتا ہے۔

تو یہ ھیں پرولتاری سرکاری اقتدار کے کل پرزے، اگر انھیں ''اوپر سے،، دیکھا جائے، پرولتاریہ کی آمریت کے عملی حصول کے نقطۂ نظر سے۔ امید کی جا سکتی ھے کہ قاری سمجھ جائےگا کہ روسی بالشویک، جسے اس مشینری سے واقفیت ھے اور جس نے پچیس سال کے دوران اس کو چھوٹے چھوٹے، خلاف قانون اور خفیہ حلقوں سے ابھرتے ہوئے دیکھا ھے، وہ ''اوپر سے،، یا ''نیچے سے،، اور رھنماؤں کی آمریت یا عوام کی آمریت وغیرہ کے بارے میں ساری ھوائی باتوں کو مضحکہ خیز اور طفلانہ خرافات کے علاوہ اور کچھ کیوں نہیں سمجھتا، اس کے نزدیک یہ بحث ایسی ھے جیسے کہ یہ بحث کہ آدمی کی بائیں ٹانگ زیادہ کارآمد ھے یا دایاں بازو۔

بالکل اسی طرح ھم کو جرمن بائیں بازووالوں کا بڑا شاندار، نہایت عالمانہ اور خطرناک حد تک انقلابی ارشاد مضحکہ‌خیز اور طفلانہ خرافات معلوم ھوتا ھے کہ کمیونسٹوں کو رجعت‌پرست ٹریڈیونینوں میں نہ تو کام کرنا چاھئے، نہ وہ ان میں کام کر سکتے ھیں، اس کام سے منہ پھیر لینا بالکل جائز ھے، ان ٹریڈیونینوں کو چھوڑ دینا لازم ھے اور اپنی ایک بالکل نئی، صاف ستھری، بڑے عزیز (اور غالباً زیادہ‌تر بالکل ھی نوجوان) کمیونسٹوں کی خود کی سوچی ھوئی ''مزدور یونین،، قائم کرنا قطعی ضروری ھے، وغیرہ وغیرہ۔

سرمایہ‌داری لازمی طور پر سوشلزم کےلئے وراثت چھوڑتی ھے۔ ایک طرف تو یہ وراثت مزدوروں کے درمیان پیشوں اور ھنروں کے پرانے امتیازات، صدیوں کے پیدا ھونےوالے امتیازات ھوتے ھیں اور دوسری طرف ٹریڈیونینیں ھوتی ھیں جو بہت ھی سست رفتار سے، سالہا سال کے دوران، ایسی وسیع‌تر صنعتی یونینوں میں تبدیل ھوکر ترقی کر سکتی ھیں اور کریں‌گی جن میں حرفتی یونینوں جیسی کم بات ھوگی (وہ صرف حرفتوں ، کاروباروں اور پیشوں کو نہیں بلکہ ساری صنعتوں کو محیط کر لیں‌گی)۔ اور بعد میں ان صنعتی یونینوں کے ذریعہ آگے قدم بڑھانا چاھئے لوگوں میں محنت کی تقسیم مٹا دینے کی جانب، انھیں تعلیم دینے، ان کی تربیت کرنے کی طرف، ایسے لوگ تیار کرنے کی طرف جو ھر پہلو سے ترقی‌یافتہ ھوں، تمام پہلوؤں سے تربیت یافتہ ھوں، ایسے لوگ جنھیں ھر کام کرنا آتا ھو۔ کمیونزم اسی منزل کی جانب بڑھ رھا ھے اور اسے بڑھنا

چاھئے، وہ اس منزل تک ضرور پہنچےگا، لیکن اس میں بہت سال لگیں‌گے ۔ ایک پوری طرح ترقی‌یافتہ، پوری طرح پائدار اور خوب نکھرے ہوئے، بھرپور اور پختہ کمیونزم کے مستقبل نتائج کو آج ہی عمل میں لانے کی کوشش ایسی ہی بات ھے جیسے چار برس کے بچے کو اعلی علم ریاضی پڑھانے کی کوشش ۔

ہم سوشلزم کی تعمیر شروع کر سکتے ھیں (اور کرنی بھی چاھئے) مگر یہ تعمیر نہ خیالی انسانی مواد سے ہوگی اور نہ ہمارے تیار کئے ہوئے خاص الخاص انسانی مواد سے، بلکہ اس میں وھی انسانی مواد استعمال کیا جائےگا جو سرمایہ‌داری سے ھمیں ورثے میں ملا ھے ۔ بےشک اس کام میں ''مشکلات،، بہت ھیں لیکن اس کے علاوہ کوئی اور راستہ سنجیدہ نہیں جس کے متعلق گفتگو بھی کی جا سکے ۔

سرمایہ‌دارانہ ارتقا کے ابتدائی زمانے میں ٹریڈیونینیں مزدور طبقے کےلئے زبردست ترقی کا نشان تھیں کیوں‌کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ انتشار اور بےبسی کی حالت سے نکل کر مزدوروں نے طبقاتی تنظیم کی ابتدا کی طرف رجوع کیا ۔ جب پرولتاریہ کی طبقاتی تنظیم کی سب سے اعلی شکل ابھرنی شروع ہوئی، یعنی پرولتاریہ کی انقلابی پارٹی ظہور میں آئی (یہ نام تب تک اسے زیب نہیں دیتا جب تک وہ رہنماؤں کو طبقے اور عوام سے اس طرح جوڑنا نہ سیکھ لے کہ وہ جدا نہ ہو سکیں) اس وقت ٹریڈیونینیں لازمی طور پر کچھ ایسے پہلو ظاھر کرنے لگیں جو رجعت پرست تھے، ان میں کچھ پیشہ‌ورانہ تنگ‌نظری، کچھ غیرسیاسی رہنے کا رجحان، کچھ جمود کے آثار وغیرہ نمودار ہونے لگے ۔ لیکن پرولتاریہ کی ترقی دنیا میں کہیں بھی اس کے علاوہ کسی اور راہ سے نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی تھی کہ اس کی ٹریڈیونینیں ہوں، ٹریڈیونینوں اور مزدور طبقے کی پارٹی کے درمیان باھمی عملی تعاون ہو ۔ پرولتاریہ نے بڑھ کر سیاسی طاقت حاصل کرلی، یہ ایک طبقے کی حیثیت سے آگے کی طرف پرولتاریہ کے لئے زبردست قدم ھے اور پارٹی کو پہلے سے کہیں زیادہ، صرف پرانے طریقے سے نہیں بلکہ نئے طریقے سے ٹریڈیونینوں کی تعلیم و تربیت کرنی چاھئے، ان کی رہنمائی کرنی چاھئے ۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ذھن میں رکھنا چاھئے کہ ٹریڈیونینیں ''کمیونزم کی ضروری تعلیم‌گاہ،،

ھیں اور ابھی ایک زمانے تک رھیں گی، وہ تیاری کا ایسا اسکول ھیں جو پرولتاریہ کو اپنی آمریت چلانے کی تربیت دیتا ھے، مزدوروں کی ایسی ناگزیر انجمنیں ھیں جو ملک کی پوری معاشی زندگی کے نظم‌ونسق کو رفتہ رفتہ مزدور طبقے کے ھاتھوں میں منتقل کر دیں گی (الگ الگ پیشوں کے ھاتھ میں نہیں) اور بعد میں تمام محنت کرنے‌والوں کے ھاتھ میں اس کی باگ ڈور پہنچ جائے گی۔

ٹریڈیونینوں کے اندر ''رجعت‌پرستی'' کا کچھ نہ کچھ عنصر، مذکورہ معنی میں، پرولتاریہ کی آمریت کے تحت باقی رہ جانا ناگزیر ھے۔ اس نکتے کو نہ سمجھنے کا مطلب یہ ھے کہ سرمایہ‌داری سے اشتراکیت تک عبور کی بنیادی شرائط کو نہیں سمجھا گیا۔ اس ''رجعت‌پرستی'' سے ڈرنا، اس سے کترانے کی کوشش کرنا، اس پر سے چھلانگ لگانا بڑی حماقت ھے کیوں‌کہ اس کا مطلب پرولتاری ھراول دستے کا اس ذمہ‌داری سے جان چرانا ھے جو مزدور طبقے اور کسانوں میں سب سے پچھڑے ھوئے لوگوں اور بالکل عوام‌الناس کو تعلیم دینے، ان کی اصلاح کرنے، شعور پیدا کرنے اور انھیں نئی زندگی کی طرف کھینچنے کی ذمہ‌داری ھے۔ دوسری طرف یہ اور بھی سخت غلطی ھوگی کہ پرولتاریہ کی آمریت کی حاصلات کو اس وقت تک التوا میں رکھا جائے جب تک کہ آخری مزدور میں پیشہ‌ورانہ تنگ‌نظری یا اپنے ھنر اور اپنے ورکشاپ کی یونین‌والا تنگ رجحان باقی نہ رھے۔ سیاستداں کا فن (اور کمیونسٹ کی صحیح فرض شناسی) اس میں مضمر ھے کہ ان حالات اور اس وقت کا بالکل ٹھیک اندازہ لگایا جائے جب پرولتاریہ کا ھراول بڑھ کر کامیابی کے ساتھ اقتدار ھاتھ میں لے سکے، جب وہ اس قابل ھو کہ اقتدار حاصل کرنے کے دنوں میں اور اس کے بعد بھی مزدور طبقے کی اور ان محنت‌کشوں کی بھی بھاری تعداد کی کافی حمایت حاصل کر سکے جو پرولتاری نہیں ھیں، اور بعد میں جب وہ اس قابل ھو کہ محنت‌کشوں کی بڑی تعداد کو تعلیم و تربیت دے‌کر اور انھیں اپنی طرف لا کر اپنی حکمرانی کو قائم بھی رکھ سکے، پائدار بھی بنا سکے اور اسے وسعت بھی دے سکے۔

مزید۔ ان ملکوں میں جو روس سے زیادہ ترقی‌یافتہ ھیں، ٹریڈیونینوں کے اندر ایک خاص رجعت‌پرستی ھمارے ملک سے کافی

زیادہ شدت سے ظاہر ہوتی رہی ہے، اور یہ ہونا لازمی ہے۔ ہمارے یہاں کے مینشویکوں کو ٹریڈیونینوں کی پشت پناہی حاصل تھی (اور اب تک بعض ٹریڈیونینوں میں حاصل ہے) خاص کر اس وجہ سے کہ مزدوروں میں اپنے اپنے پیشے کی تنگ‌نظری، حرفتی خود بینی اور موقع پرستی موجود تھی۔ مغرب کے مینشویکوں کے قدم ٹریڈیونینوں میں اور بھی مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں۔ وہاں پر ہمارے یہاں کے مقابلے میں پیشہ‌ورانہ گروہ‌بندی، تنگ‌نظری، خودغرضی، بےحسی، مطلب پرستی کی شکار، ٹٹ پونجیا، سامراجی ذہنیت رکھنےوالی اور سامراج کی کاسہ لیس، سامراج کی بگاڑی ہوئی ''مزدور اشرافیہ''، کہیں زیادہ مضبوط ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ مغربی یورپ میں گومپرس، مسٹر ژوؤ، ہنڈرسن، میرہیم، لیگین اینڈ کمپنی جیسے لوگوں کے مقابلے میں لڑنا اس سے کہیں زیادہ مشکل ہے جتنا ہمارے ملک میں ان مینشویکوں سے جو قطعی یکساں سماجی اور سیاسی نمونے ہیں۔ اس جدوجہد میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھنا چاہئے اور اسے ہر حال میں، ہماری طرح، اس نوبت تک پہنچا دینا چاہئے کہ موقع پرستی اور جارحانہ قوم پرستی کے وہ رہنما، جن کی اصلاح ممکن نہیں ہے، بالکل بےآبرو ہو جائیں اور ٹریڈیونینوں سے نکال باہر کئے جائیں۔ سیاسی اقتدار پر اس وقت تک قبضہ نہیں کیا جا سکتا (اور قبضہ کرنے کی کوشش بھی نہیں کرنی چاہئے) جب تک کہ یہ جدوجہد ایک خاص منزل تک نہ پہنچ چکی ہو۔ یہ ''خاص منزل''، مختلف ملکوں اور مختلف حالات میں ایک دوسرے سے مختلف ہوگی، اس کا بالکل صحیح اندازہ ہر ایک ملک میں کافی غور و فکر کرنےوالے، تجربہ‌کار اور باخبر پرولتاریہ کے سیاسی رہنما ہی کر سکتے ہیں۔ (روس میں اس جدوجہد کی کامیابی کی ایک کسوٹی وہ انتخاب تھا جو ۱۹۱۷ء کے نومبر میں آئین‌ساز اسمبلی کے لئے کیا گیا تھا، ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے پرولتاری انقلاب کے چند روز بعد اس انتخاب میں مینشویکوں کو شکست فاش ہوئی۔ انہیں صرف ۷ لاکھ ووٹ ملے اور اگر ماورائے قفقاز کے ووٹ بھی شامل کر لئے جائیں تو کل چودہ لاکھ، اور ان کے مقابلے میں بالشویکوں نے نوے لاکھ ووٹ پائے۔ میرا مضمون ملاحظہ ہو ''آئین‌ساز اسمبلی کے انتخابات اور

پرولتاریہ کی آمریت،، جو ''کمیونسٹ انٹرنیشنل،، (۱۴۳) رسالے کے ساتویں اور آٹھویں شماروں میں شائع ہوا ہے۔)

لیکن ہم اس ''مزدور اشرافیہ،، کے خلاف جدوجہد عام مزدوروں کی طرف سے کرتے ہیں تا کہ انہیں اپنی طرف کھینچ لیں۔ ہم موقع پرستی اور جارحانہ قوم پرستی کے لیڈروں کے خلاف بھی جدوجہد کرتے ہیں تا کہ مزدور طبقے کو اپنی طرف کھینچ لیں۔ یہ ایسا ابتدائی اصول ہے اور اتنی عیاں حقیقت ہے کہ اسے بھولنا حماقت ہوگی۔ اور ٹھیک یہی حماقت جرمنی کے ''بائیں بازو،، کے کمیونسٹ کر رہے ہیں جب ٹریڈیونینوں کے سب سے اوپر کے لیڈروں کے رجعت پرستانہ اور انقلاب مخالف مزاج کو دیکھ کر وہ یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ ان ٹریڈیونینوں کو ہی چھوڑو!! ان کے اندر کام کرنے کو لات مارو!! اپنی نئی اور مصنوعی قسم کی مزدور تنظیمیں بناؤ!! یہ ایسی ناقابل معافی حماقت ہے کہ اسے کمیونسٹوں کی طرف سے بورژوازی کی سب سے بڑی خدمت کے مترادف سمجھنا چاہئے، کیوں کہ ہمارے مینشویک، ٹریڈیونینوں کے تمام موقع پرست، جارحانہ قوم پرست اور کاؤتسکی والے لیڈروں کی طرح بس ''مزدور تحریک کے اندر بورژوازی کے دلال،، ہیں (جیسا کہ ہم مینشویکوں کے خلاف ہمیشہ کہتے آئے ہیں) یا پھر یہ لوگ امریکہ کے دانیال ڈی لیون کے ماننےوالوں کے اس لاجواب اور بالکل سچے قول کے مطابق ''سرمایہ‌دار طبقے کے مزدور جی‌حضورئے،، ہیں (labour lieutenants of the capitalist class) ۔ رجعت پرست ٹریڈیونینوں کے اندر کام نہ کرنے کے معنی ہیں کہ ناپختہ کار یا پسماندہ مزدوروں کو رجعت پرست لیڈروں، بورژوازی کے دلالوں، مزدور اشرافیہ یا ''بورژوا رنگ کے مزدوروں،، کے حوالے کر دیا جائے، ان کے اثر میں رہنے دیا جائے (ملاحظہ ہو اینگلس کا خط مارکس کے نام ۱۸۵۸ء کا لکھا ہوا، برطانوی مزدوروں کے متعلق)۔

یہ مضحکہ‌خیز ''نظریہ،، کہ کمیونسٹوں کو رجعت پرست ٹریڈیونینوں میں شامل نہیں ہونا چاہئے، بڑی وضاحت سے ثابت کرتا ہے کہ ''بائیں بازو،، کے کمیونسٹ ''عوام،، پر اثر ڈالنے کے سوال کو کس قدر سبک سری سے دیکھتے ہیں اور ''عوام،، کے بارے میں بلند بانگ نعروں کا کس قدر غلط استعمال کرتے ہیں۔ اگر

آپ ''عوام،، کے کام آنا چاہتے ہیں، اگر آپ ''عوام،، کی ہمدردی اور حمایت چاہتے ہیں تو پھر مشکلات سے، ''لیڈروں،، کے کچوکوں، حیلوں، اذیت رسانی سے نہیں ڈرنا چاہئے (جو موقع‌پرست اور جارحانہ قوم‌پرست ہونے کی بدولت اکثر حالتوں میں یا تو براہ‌راست، یا بالواسطہ بورژوازی اور پولیس سے ملے رہتے ہیں) بلکہ لازمی طور پر جہاں بھی عوام موجود ہوں، وہاں کام کرنا چاہئے۔ آپ کو ہر ایک قربانی کے لئے تیار رہنا چاہئے، بڑی سے بڑی رکاوٹوں پر قابو پانے کے قابل ہونا چاہئے تاکہ باقاعدہ، جم کر اور صبروضبط کے ساتھ خاص کر ان اداروں میں، ان انجمنوں اور سوسائٹیوں میں، چاہے وہ بڑی ہی رجعت‌پرست ہوں ایجی‌ٹیشن اور پروپیگنڈا کریں جہاں پرولتاری یا نیم پرولتاری لوگ ہوں۔ خاص کر ٹریڈیونینیں اور مزدوروں کی کوآپریٹیو انجمنیں (کوآپریٹیو انجمنیں کم از کم بعض اوقات) ایسی جگہیں ہیں جہاں عوام موجود ہوتے ہیں۔ سویڈن کے اخبار «Folkets Dagblad Politiken» کے ۱۰ مارچ ۱۹۲۰ء کے شمارے میں جو اعداد وشمار شائع ہوئے ہیں، ان کے مطابق برطانیہ میں ٹریڈیونینوں کی رکنیت ۱۹۱۷ء کے آخر میں ۵۵ لاکھ تھی اور ۱۹۱۸ء کے آخر میں بڑھ کر ۶۶ لاکھ ہو گئی، یعنی ۱۹ فیصدی بڑھی۔ اور ۱۹۱۹ء ختم ہوتے ہوتے ممبروں کی تعداد ۷۵ لاکھ ہو گئی ہے۔ فرانس اور جرمنی ٹریڈیونینوں کے اراکین کی تعداد میرے پاس موجود نہیں ہے لیکن ان ملکوں میں بھی ممبروں کی تعداد تیزی سے بڑھنے کے بارے میں ایسے حقائق موجود ہیں جو قطعی طور پر ناقابل تردید ہیں اور ہر شخص ان کو جانتا ہے۔

یہ حقائق بہت ہی روشن طریقے سے وہ حقیقت جتاتے ہیں جس کی تصدیق دوسری ہزاروں علامتوں سے بھی ہو رہی ہے یعنی یہ کہ طبقاتی شعور اور صف‌بندی کرنے کی امنگ خاص کر پرولتاری عوام میں، ''عام لوگوں کی صفوں میں،، اور پچھڑے ہوئے لوگوں میں بڑھتی جا رہی ہے۔ برطانیہ، فرانس اور جرمنی کے کروڑوں مزدور پہلی بار بالکل بےتنظیمی کے اندھیرے سے نکل کر تنظیم کی سب سے ابتدائی، سب سے نچلی، بہت سادہ اور ان کےلئے جو ابھی تک بورژوا جمہوری تعصبات کے شکار ہیں، ایسی شکل اختیار کر رہے ہیں جس میں نہایت آسانی سے شامل ہوا جا سکتا ہے، یعنی ٹریڈیونین

میں — اور انقلابی، مگر ناسمجھ بائیں بازو کے کمیونسٹ پاس کھڑے ہوئے پکار رہے ہیں ''عوام، عوام،،! لیکن ٹریڈیونینوں میں کام کرنے سے انھیں انکار ہے!! انکار کا بہانہ یہ ہے کہ یہ ٹریڈیونینیں ''رجعت‌پرست،، ہیں!! اب وہ ان کی جگہ بالکل نئی نویلی ،صاف ستھری ایسی پاک صاف ''مزدور یونین،، بنانے چلے ہیں جس پر بورژوا ڈیموکریٹک تعصبات کا داغ نہ لگا ہو، جو پیشہ‌ورانہ اور الگ الگ ورکشاپ کی تنگ‌نظری کی قصوروار نہ ہو، اور جو بقول ان کے بہت وسیع تنظیم ہوگی (ہوگی!) اور اس کا رکن بننے کی صرف (صرف!) ایک شرط رکھی جائے گی کہ ''سوویت نظام اور آمریت کو تسلیم کیا جائے،، (مذکورہ بالا حوالہ پڑھئے)!!

اس سے بڑھ کر بے‌وقوفی اور انقلاب کو اس سے بڑھ کر نقصان پہنچانے‌والی بات کا تصور نہیں کیا جا سکتا جو یہ ''بائیں‌بازو،، والے انقلابی کر رہے ہیں۔ ہاں، اگر آج ہم روس میں، روسی اور اتحادثلاثہ کی بورژوازی کے مقابلے میں ڈھائی سال تک بے‌مثال فتوحات حاصل کرنے کے بعد بھی ٹریڈیونین کی رکنیت کے‌لئے یہ شرط لگائیں کہ مزدور ''آمریت پر ایمان لائے،، تو یہ ہماری بے‌وقوفی ہوگی، اس طرح ہم عوام میں اپنے اثر کو نقصان اور مینشویکوں کو طاقت پہنچائیں‌گے۔ کیوں‌کہ کمیونسٹوں کی تمام‌تر ذمہ‌داری یہ ہے کہ وہ پچھڑے ہوئے لوگوں کو قائل کر سکیں، ان کے درمیان کام کریں اور من مانی یا بچکانہ ''بائیں‌بازو،، والے نعرے لگا کر اپنے اور ان کے درمیان دیوار کھڑی نہ کرلیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ گومپرس، هنڈرسن، ژوؤ اور لیگین حضرات ان ''بائیں بازو،، کے انقلابیوں کے بڑے شکرگذار ہوں گے جنھوں نے ''بااصول،، جرمن مخالفین (۱۴۴) کی طرح (خدا بچائے اس ''اصول پرستی،، سے!) یا پھر امریکہ میں ''دنیا کے صنعتی مزدور،، (۱۴۵) کے بعض انقلابیوں کی طرح اس کا پرچار شروع کردیا کہ رجعت‌پرست ٹریڈیونینوں کو چھوڑا جائے اور ان میں کام کرنے سے انکار کیا جائے۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ حضرات جو موقع‌پرستی کے ''لیڈر،، ہیں، بورژوا سیاست‌دانی کی ساری چالیں چلیں گے، بورژوا حکومتوں، پادریوں، پولیس‌والوں اور عدالتوں کا سہارا لیں گے تاکہ کمیونسٹوں کو ٹریڈیونینوں میں گھسنے سے روکا جائے، ہر

ترکیب سے ان کو باہر رکھا جائے، اور ٹریڈیونینوں میں ان کے کام کو جتنا ہو سکے ناپسندیدہ بنایا جائے، ان کی تذلیل کی جائے، تنگ کیا جائے اور ان کا تعاقب کیا جائے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان تمام حرکتوں کا مقابلہ کر سکیں، ہر قسم کی قربانی دینے پر تیار ہوں اور پھر اگر ضرورت پڑے تو ہر قسم کی چال، ہوشیاری اور غیرقانونی طریقوں سے کام لےکر، ہونٹ سی کر، سچائی چھپا کر بھی اس پر جمے رہیں تاکہ ہر قیمت پر ٹریڈیونین کے اندر گھس جائیں، وہیں جمے رہیں اور اپنا کمیونسٹ پروپیگنڈا کرتے رہیں۔ زارشاہی کے زمانے میں ہم کو کسی قسم کی بھی ''قانونی سہولتیں،، ۱۹۰۵ء تک حاصل نہیں تھیں لیکن پھر بھی جب زوباتوف نام کے خفیہ پولیس‌والے نے ''سیاہ‌صد،، مزدوروں کے جلسے اور محنت‌کش لوگوں کی انجمنیں بنانی شروع کیں تاکہ انقلابیوں کو پھانسا جائے اور ان سے مقابلہ کیا جائے تو ہم نے اپنی پارٹی کے ممبروں کو ان جلسوں میں بھیجا اور انجمنوں میں شامل کرایا (مجھے خود ان میں سے ایک شخص کامریڈ بابوشکن یاد ہے، یہ سینٹ‌پیٹرس‌برگ کا ایک نمایاں مزدور تھا جسے زار کے جنرلوں نے ۱۹۰۶ء میں گولی ماردی)۔ ان لوگوں نے عوام سے رابطہ رکھا، ایجی‌ٹیشن جاری رکھنے کی ترکیبیں نکالیں اور مزدوروں کو زوباتوف کے آدمیوں کے اثر سے آزاد کر لینے میں کامیاب ہوئے۔ * البتہ یہ ہے کہ مغربی یورپ میں جہاں قانونی جواز رکھنے‌والے، آئینی، بورژوا ڈیموکریٹک تعصبات کی خاص کر گہری جڑیں ہیں، زیادہ مستحکم ہیں، وہاں یہ کام زیادہ مشکل ہے۔ تاہم یہ کیا جا سکتا ہے اور کیا جانا چاہئے اور ایک ضابطے اور قاعدے کے ساتھ کیا جانا چاہئے۔

تیسری انٹرنیشنل کی عاملہ کمیٹی کو، میری ذاتی رائے میں، رجعت پرست ٹریڈیونینوں میں شرکت سے انکار کی پالیسی کی قطعی مذمت کرنی چاہئے اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کی اگلی کانگرس سے کہنا

---

* گومپرس، ہنڈرسن، ژوؤ اور لیگین قسم کے لوگ بالکل ہمارے یہاں کے زوباتوف ہیں، فرق اتنا ہے کہ ان لوگوں کا لباس یورپی ہے، سہارت کی پالش ہے، سلیقہ اور تمیز ہے اور اپنی گندی پالیسی کو بنا سجاکر باریکی سے چلانے کا ڈیموکریٹک ہنر آتا ہے۔

چاھئے کہ وہ اس پالیسی کی عام طور سے مذمت کرے (وضاحت کے ساتھ بتایا جائے کہ یہ انکار کیوں ناسمجھی کی حرکت ھے اور پرولتاری انقلاب کے کام کو اس سے کتنا بےحد نقصان پہنچتا ھے) اور خاص کر ھالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بعض ممبروں کے طریقۂ کار کی مذمت کرے، جنھوں نے براہ‌راست یا بالواسطہ، کھلے عام یا ڈھکے چھپے، پوری طرح یا جزوی طور پر (اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا) اس غلط پالیسی کی تائید کی۔ تیسری انٹرنیشنل کو دوسری انٹرنیشنل کے طریقہ‌ٔھائے کار کو بالکل ترک کر دینا چاھئے، نازک سوالات کو ٹال دینے یا ان سے کترا جانے کی نہیں بلکہ انھیں دو ٹوک طریقے سے سامنے لانے کی پالیسی اختیار کرنی چاھئے۔ جو سچائی تھی وہ ساری کی ساری ان لوگوں کے سامنے رکھ دی گئی جو ''انڈپنڈنٹ،، تھے (یعنی انڈپنڈنٹ جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی)، اب اسی طرح ''بائیں بازو،، کے کمیونسٹوں سے بھی حق بات صاف صاف کہہ دینی چاھئے۔

۷

کیا ھمیں بورژوا پارلیمنٹوں میں شریک ھونا چاھئے؟

''بائیں بازو،، کے جرمن کمیونسٹ انتہائی حقارت اور انتہائی لاپروائی سے اس سوال کا جواب نفی میں دیتے ھیں۔ ان کی دلیلیں؟ ھم اوپر کے سیاق و سباق میں ان کو دیکھ چکے ھیں:

''... پارلیمانیت کی جدوجہد کی تاریخی اور سیاسی لحاظ سے فرسودہ صورتوں کی طرف ھر طرح کی واپسی کو قطعی طور پر مسترد کر دینا چاھئے...،،

پارلیمانیت کی طرف ''واپسی،،! یہ مضحکہ‌خیز تصنع کے ساتھ کہا گیا ھے اور عیاں طور پر غلط ھے۔ ممکن ھے کہ جرمنی میں سوویت ریپبلک کا اس وقت وجود ھو؟ بہرحال ایسا نہیں ھے! پھر ''واپسی،، کی بات کیسے کی جا سکتی ھے؟ کیا یہ کھوکھلی بات نہیں ھے؟

پارلیمانیت کی ''تاریخی لحاظ سے فرسودگی،،۔ یہ پروپیگنڈے کے لحاظ سے صحیح ہے۔ لیکن ہر ایک جانتا ہے کہ اس میں اور عملی طور سے اس پر قابو پانے کے درمیان خلیج ہے۔ سرمایہ‌دار نظام کو دسیوں سال پہلے بالکل بجا طور پر ''تاریخی لحاظ سے فرسودہ،، کہنا ممکن تھا لیکن اس سے سرمایہ‌دار نظام کی بنیاد پر انتہائی طویل اور متواتر جدوجہد کی ضرورت ختم نہیں ہو جاتی۔ عالمی تاریخ کے نقطۂ‌نظر سے پارلیمانیت ''تاریخی لحاظ سے فرسودہ،، ہے یعنی بورژوا پارلیمانیت کا دور ختم ہو چکا ہے اور پرولتاریہ کی آمریت کا دور شروع ہو گیا ہے۔ یہ بات مسلمہ ہے۔ لیکن عالمی تاریخ کا پیمانہ دہائیوں میں ہوتا ہے۔ دس بیس سال پہلے یا بعد، یہ عالمی تاریخ کے پیمانے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں رکھتے، یہ عالمی تاریخ کے نقطۂ‌نظر سے بہت معمولی بات ہے جس کا ذرا بھی لحاظ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اسی سبب سے ہی عملی سیاست کے سوال کو عالمی تاریخ کے پیمانے سے ناپنا بالکل صریح غلطی ہوگی۔

کیا پارلیمانیت ''سیاسی لحاظ سے فرسودہ،، ہے؟ یہ بالکل دوسری بات ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو ''بائیں بازو،، کی پوزیشن مضبوط ہوتی ۔ لیکن اس کو بہت سنجیدہ تجزیے کے ذریعہ ثابت کرنے کی ضرورت ہے اور ''بائیں بازووالوں،، کو یہ تک پتہ نہیں کہ اس کو کیا کس طرح جائے۔ ''پارلیمانیت کے بارے میں مقالے،، میں جو تجزیہ ہے وہ بھی، جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں، بہت ہی بےسود ہے۔ یہ مقالہ ''کمیونسٹ انٹرنیشنل کے عارضی ایمسٹرڈم بیورو کے بلیٹین،، («Bulletin of the Provisional Bureau in Amsterdam of the Communist International», February 1920) نمبر ۱ میں شایع ہوا ہے اور صاف طور پر ہالینڈ کے بائیں بازو یا بائیں بازو کے ہالینڈوالوں کی خواہشوں کا اظہار کرتا ہے۔

اول تو، روزا لکسمبرگ اور کارل لیبکنیخت جیسے ممتاز سیاسی لیڈروں کی رائے کے برعکس، جرمن ''بائیں بازووالے،،، جیسا کہ ہم جانتے ہیں، پارلیمانیت کو جنوری ۱۹۱۹ء میں بھی ''سیاسی لحاظ سے فرسودہ،، سمجھتے تھے۔ ہم جانتے ہیں کہ ''بائیں بازووالے،، غلطی پر تھے۔ یہ واحد واقعہ فوراً اور جڑ سے اس دعوے کو ختم کر دیتا ہے کہ پارلیمانیت ''سیاسی لحاظ سے فرسودہ،، ہے۔ ''بائیں

بازو والوں،، پر یہ ثابت کرنے کی ذمےداری آتی ہے کہ ان کی اس وقت کی مسلمہ غلطی اب غلطی کیوں نہیں رہی ہے؟ وہ ذرہ برابر بھی ثبوت نہیں دیتے ہیں اور نہ دے سکتے ہیں۔ کسی سیاسی پارٹی کا اپنی غلطیوں کی طرف رویہ اس بات کا اندازہ لگانے کا ایک انتہائی اہم اور معتبر معیار ہے کہ پارٹی کتنی سنجیدہ ہے اور وہ اپنے طبقے اور محنت‌کش عوام کےلئے اپنی ذمےداری کو عملی طور پر کیسے پورا کرتی ہے۔ غلطی کو علانیہ تسلیم کرنا، اس کے اسباب معلوم کرنا، اس صورت حال کا تجزیہ کرنا جسکا نتیجہ یہ ہوا ہے اور غلطی کو ٹھیک کرنے کے طریقوں پر توجہ کے ساتھ بحث مباحثہ کرنا— یہ ہے سنجیدہ پارٹی کی علامت، یہ ہے اس کی اپنی ذمےداری کی تکمیل، یہ ہے طبقے کی اور پھر عوام کی تربیت و تعلیم۔ اپنی اس ذمےداری کو پورا نہ کرکے، اپنی بین‌غلطی کو سمجھنے کےلئے غیرمعمولی توجہ، ہوشمندی اور احتیاط سے کام نہ لےکر جرمنی میں (اور ہالینڈ میں بھی) ''بائیں بازووالے،، اس سے بالکل یہی ثابت کرتے ہیں کہ وہ کسی طبقے کی پارٹی نہیں ہیں، عوام کی پارٹی نہیں ہیں بلکہ دانش‌ور لوگوں اور چند ایسے مزدوروں کا گروہ ہیں جو دانش‌وری کے انتہائی برے پہلوؤں کی نقل کرتے ہیں۔

دوسرے، فرینکفرٹ کے ''بائیں بازووالوں،، کے گروہ کے اسی پمفلٹ میں، جس سے ہم نے اوپر تفصیلی حوالے دئے ہیں، ہم پڑھتے ہیں:

> ''... لکھو کہا مزدور جو مرکز،، (کیتھولک ''سنٹر،، پارٹی) ''کی پیروی کرتے ہیں انقلاب دشمن ہیں۔ دیہی پرولتاریہ انقلاب دشمن فوج کےلئے کثیرتعداد دستے فراہم کرتا ہے،، (مندرجۂ بالا پمفلٹ کا تیسرا صفحہ)۔

یہ بالکل ظاہر ہے کہ اس کو بہت بڑھا چڑھا کر اور مبالغے کے ساتھ کہا گیا ہے۔ لیکن بنیادی بات جو یہاں پیش کی گئی ہے مسلمہ ہے اور اس کا ''بائیں بازووالوں،، کا اعتراف ان کی غلطی کا خاص طور سے واضح ثبوت ہے۔ یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ''پارلیمانیت سیاسی لحاظ سے فرسودہ،، ہو چکی ہے اگر ''لکھو کہا،،

پرولتاریہ اور ان کے ''دستے،، نہ صرف عام طور پر پارلیمانیت کے حق میں ہیں بلکہ براہ‌راست ''انقلاب دشمن،، ہیں!؟ یہ بات واضح ہے کہ جرمنی میں پارلیمانیت سیاسی لحاظ سے ابھی فرسودہ نہیں ہوئی ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ جرمنی میں ''بائیں بازووالوں،، نے اپنی خواهشات کو، اپنے نظریاتی سیاسی رویے کو معروضی حقیقت سمجھ لیا ہے۔ انقلابیوں کے‌لئے یہ انتہائی خطرناک غلطی ہے۔ روس میں جہاں خاص طور سے ایک طویل مدت تک اور مخصوص نوع بنوع صورتوں میں، زارشاهی کے وحشیانہ جوئے نے طرح طرح کے انقلابیوں کو پیدا کیا، ایسے انقلابی جو لاجواب ایثار، ولولے، شجاعت اور قوت‌ارادی کے مالک تھے، روس میں ہم نے انقلابیوں کی اس غلطی کا خاص طور سے قریبی مشاہدہ کیا، بڑی توجہ کے ساتھ اس کا مطالعہ کیا، خاص طور سے اچھی طرح اس کو جانتے ہیں اور اسی لئے ہم کو یہ غلطی دوسروں میں زیادہ واضح نظر آتی ہے۔ کمیونسٹوں کے‌لئے جرمنی میں پارلیمانیت درحقیقت ''سیاسی لحاظ سے فرسودہ،، ہو چکی ہے، لیکن معاملہ بالکل یہ ہے کہ جو ہمارے لئے فرسودہ ہے اس کو ہمیں طبقے کے‌لئے، عوام کے‌لئے فرسودہ نہ سمجھنا چاهئے۔ ہم یہاں بھی دیکھتے ہیں کہ ''بائیں بازووالے،، بحث نہیں کر سکتے، وہ طبقے کی پارٹی کی طرح، عوام کی پارٹی کی طرح کام نہیں کر سکتے۔ آپ کو عوام کی سطح تک، طبقے کے پسماندہ پرتوں کی سطح تک نہیں گرنا چاهئے۔ یہ مسلمہ ہے۔ آپ کو تلخ سچائی ان سے کہنا چاهئے۔ آپ کو چاهئے کہ ان کے بورژوا جمہوری اور پارلیمانی تعصبات کو تعصبات کہیں۔ لیکن اس کے ساتھ آپ کی یہ ذمے‌داری ہے کہ ہوشمندی کے ساتھ آپ پورے طبقے (نہ صرف اس کے کمیونسٹ هراول کے) اور سارے محنت‌کش عوام (نہ صرف اس کے هراول لوگوں) کے طبقاتی شعور اور تیاری کی واقعی حالت کی نگرانی کریں۔

اگر ''لکھو کہا،، اور ''دستے،، ہی نہیں بلکہ صنعتی مزدوروں کی صرف کافی بڑی اقلیت کیتھولک پادریوں کی (اور زرعی مزدور زمینداروں اور کولاکوں (Grossbauern) کی) پیروی کرتی ہے تو اس سے بلاشبہ یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جرمنی میں پارلیمانیت سیاسی لحاظ سے ابھی فرسودہ نہیں ہوئی ہے، پارلیمانی انتخابات اور پارلیمانی

پلیٹ‌فارم کی جدوجہد میں شرکت انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کے لئے لازمی ہے خصوصاً اس کے اپنے طبقے کی پسماندہ پرتوں کی تربیت کےلئے، ٹھیک اس مقصد کےلئے کہ غیرترقی‌یافتہ، کچلے ہوئے اور جاہل دیہی عوام کو بیدار کیا جائے اور روشن خیال بنایا جائے۔ جب تک آپ میں بورژوا پارلیمنٹ اور ہر دوسرے قسم کے رجعت‌پرست اداروں کو ختم کرنے کی طاقت نہیں ہے، آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ ان کے اندر محض اسی وجہ سے کام کریں کہ وہاں ابھی مزدور ہیں جن کو پادریوں اور دیہاتی پسماندگی نے بیوقوف بنا رکھا ہے، ورنہ آپ محض باتونی بننے کا خطرہ مول لیں گے۔

تیسرے، ''بائیں بازو،، کے کمیونسٹ ہم بالشویکوں کے بارے میں بہت سی اچھی باتیں کہتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ تو دل چاہتا ہے کہ وہ ہماری تعریف کم کرتے اور بالشویکوں کے طریقۂ‌کار کو زیادہ سمجھنے کی کوشش کرتے، اس سے زیادہ واقفیت حاصل کرتے! ہم نے روسی بورژوا پارلیمنٹ، آئین‌ساز اسمبلی کے انتخابات میں ستمبر— نومبر ۱۹۱۷ء میں حصہ لیا۔ ہمارا طریقۂ‌کار ٹھیک تھا یا نہیں؟ اگر نہیں، تو اس کو صاف طور سے کہنے اور ثابت کرنے کی ضرورت ہے، یہ بین‌الاقوامی کمیونزم کے صحیح طریقۂ‌کار کو مرتب کرنے کےلئے ضروری ہے۔ اگر ٹھیک ہے تو اس سے کچھ نتائج بھی اخذ کرنا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ روس کے حالات کا مقابلہ مغربی یورپ سے کرنے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ لیکن خاص طور سے اس سوال کے بارے میں کہ ''پارلیمانیت کے سیاسی لحاظ سے فرسودہ،، ہونے کا نظریہ کیا ہے، ہمارے تجربے پر ضرور ٹھیک طرح توجہ دینا چاہئے کیونکہ جب تک ٹھوس تجربے کو پیش نظر نہ رکھا جائے ایسے نظریات بہت آسانی سے کھوکھلی لفاظی بن جاتے ہیں۔ کیا ہم روسی بالشویکوں کو ستمبر — نومبر ۱۹۱۷ء میں بمقابلہ دوسرے مغربی کمیونسٹوں کے مقابلے میں یہ سمجھنے کا زیادہ حق نہیں تھا کہ روس میں پارلیمانیت سیاسی لحاظ سے فرسودہ ہو چکی ہے؟ ہاں تھا، کیونکہ سوال یہ نہیں تھا کہ آیا بورژوا پارلیمنٹوں کا وجود بہت زمانے سے ہے یا کم زمانے سے بلکہ یہ کہ محنت‌کش عوام سوویت نظام کو (نظریاتی، سیاسی اور عملی طور پر) قبول کرنے اور بورژوا جمہوری پارلیمنٹ کو ختم کرنے (یا ختم ہونے دینے) پر کس

حد تک تیار ہیں۔ یہ بالکل مسلمہ اور پوری طرح پایۂ ثبوت کو پہنچا ہوا تاریخی واقعہ ہے کہ ستمبر — نومبر ۱۹۱۷ء میں روس کا شہری مزدور طبقہ اور سپاہی اور کسان، کچھ مخصوص حالات کی وجہ سے، سوویت نظام کو قبول کرنے اور انتہائی جمہوری بورژوا پارلیمنٹ کو ختم کرنے کےلئے غیرمعمولی طور پر تیار تھے۔ بہر حال بالشویکوں نے آئین‌ساز اسمبلی کا بائیکاٹ نہیں کیا بلکہ پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار حاصل کرنے سے پہلے اور بعد میں انتخابات میں حصہ لیا۔ ان انتخابات نے بہت ہی قیمتی (اور پرولتاریہ کےلئے بہت ہی کارآمد) سیاسی نتائج برآمد کئے اور میں یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اس کو میں نے متذکرۂ بالا مضمون میں ثابت کر دیا ہے جسمیں روس میں آئین‌ساز اسمبلی کے انتخاب کے بارے میں تفصیلی تجزیہ کیا گیا ہے۔

اس سے جو نتیجہ اخذ ہوتا ہے وہ قطعی مسلمہ ہے۔ یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ سوویت ریپبلک کی فتح سے چند ہفتے پہلے، بلکہ اسکی اس فتح کے بعد بھی، بورژوا جمہوری پارلیمنٹ میں شرکت انقلابی پرولتاریہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچاتی بلکہ اسے پسماندہ عوام پر یہ ثابت کرنے میں مدد دیتی ہے کہ ایسی پارلیمنٹوں کا خاتمہ کیوں کر دینا چاہئے، وہ ان کے کامیاب خاتمے کےلئے زمین ہموار کرتی ہے، بورژوا پارلیمانیت کو ''سیاسی لحاظ سے فرسودہ بنانے،، میں معاون ہوتی ہے۔ اس تجربے کو نظرانداز کرنے اور ساتھ ہی کمیونسٹ انٹرنیشنل سے الحاق کا دعوی کرنے کا مطلب جس کو اپنا طریقۂ کار بین الاقوامی طور پر مرتب کرنا چاہئے (محدود یا یک‌رخا قومی نہیں بلکہ بین‌اقوامی طریقۂ کار) سخت‌ترین غلطی ہے اور درحقیقت بین‌الاقوامیت کو عملاً ترک کرنا اور زبانی ماننا ہے۔

اب ہم پارلیمنٹوں میں شرکت کرنے کے خلاف ''ہالینڈ کے بائیں بازو،، کی دلیلوں کا جائزہ لیں گے۔ یہ متذکرۂ بالا ''ہالینڈوالے،، مقالوں میں سب سے اہم (انگریزی سے ترجمہ) چوتھا مقالہ ہے:

''جب پیداوار کا سرمایہ‌دار نظام ٹوٹ جاتا ہے اور سماج انقلاب کی حالت میں ہوتا ہے تو خود عوام کی سرگرمی کے مقابلے میں پارلیمانی کارکردگی کی اہمیت رفتہ رفتہ ختم

ہوتی جاتی ہے۔ جب ان حالات میں پارلیمنٹ انقلاب دشمنی کا مرکز اور آلہ بن جاتی ہے، جبکہ دوسری طرف مزدور طبقہ اپنے اقتدار کا آلہ سوویتوں کی صورت میں تیار کرتا ہے، تو ممکن ہے کہ پارلیمانی کارکردگی میں ہر طرح کی شرکت سے پرہیز ضروری ہو جائے۔،،

پہلا جملہ صاف طور پر غلط ہے کیونکہ عوام کی سرگرمی — مثلاً زبردست ہڑتال — ہمیشہ پارلیمانی کارکردگی سے زیادہ اہم ہوتی ہے، نہ کہ صرف انقلاب کے دوران یا انقلابی صورت حال میں۔ یہ صاف طور پر کمزور اور تاریخی و سیاسی لحاظ سے غلط دلیل خاص وضاحت کے ساتھ صرف یہ دکھاتی ہے کہ اس کے پیش کرنے والے قانونی اور غیرقانونی جدوجہد کو متحد کرنے کے عام یورپی تجربے (۱۸۴۸ء اور ۱۸۷۰ء کے انقلابوں سے پہلے کے فرانسیسی تجربے، ۱۸۷۸ — ۹۰ء کے جرمن تجربے وغیرہ) اور متذکرۂبالا روسی تجربے دونوں کو مکمل طور پر نظرانداز کر رہے ہیں۔ یہ سوال عام اور خاص لحاظ سے زبردست اہمیت رکھتا ہے کیونکہ تمام مہذب اور ترقییافتہ ملکوں میں وہ وقت تیزی سے قریب آ رہا ہے جب یہ اتحاد انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کےلئے زیادہ سے زیادہ لازمی ہوتا جارہا ہے (اور کچھ حد تک ہو گیا ہے) کیونکہ پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان خانہجنگی پختہ اور قریب ہوتی جا رہی ہے، کیونکہ رپبلکن اور عام طور پر بورژوا حکومتیں ہر طرح کی قانون شکنی کی حد تک کمیونسٹوں پر وحشیانہ مظالم کررہی ہیں (اس کی ایک مثال امریکہ ہے) وغیرہ وغیرہ۔ یہ اہم سوال ہالینڈوالوں اور عام طور پر بائیں بازووالوں کے بالکل سمجھ میں نہیں آیا ہے۔

دوسرا جملہ، اول تو تاریخی لحاظ سے غلط ہے ۔ ہم بالشویکوں نے انتہائی انقلابدشمن پارلیمنٹوں میں شرکت کی اور تجربے نے دکھایا کہ ایسی شرکت نہ صرف کارآمد تھی بلکہ انقلابی پرولتاریہ کی پارٹی کےلئے ضروری تھی، روس میں پہلے بورژوا انقلاب (۱۹۰۵ء) کے فوراً بعد دوسرے بورژوا انقلاب (فروری ۱۹۱۷ء) اور پھر سوشلسٹ انقلاب (اکتوبر ۱۹۱۷ء) کی تیاری کےلئے۔ دوسرے، یہ جملہ بالکل غیرمنطقی ہے۔ اگر کوئی پارلیمنٹ انقلاب دشمنی کا

آله اور ''مرکز،، بن جاتی ہے (حقیقت میں وہ کبھی ''مرکز،، نہیں رہی ہے اور نہیں ہو سکتی ہے لیکن یہ تو برسبیل تذکرہ ہے) جب مزدور اپنے اقتدار کا آله سوویتوں کی شکل میں تیار کر رہے ہوں تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مزدوروں کو تیاری کرنا چاہئے (نظریاتی، سیاسی اور ٹکنیکی لحاظ سے تیاری کرنا چاہئے) پارلیمنٹ کے خلاف سوویتوں کی جدوجہد کےلئے، سوویتوں کے ذریعہ پارلیمنٹ کو برخاست کرنے کےلئے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ بالکل نہیں نکلتا کہ اس برخاستگی میں انقلاب‌دشمن پارلیمنٹ کے اندر سوویت حزب‌مخالف کی موجودگی سے رکاوٹ پڑتی ہے یا آسانی نہیں ہوتی۔ دنیکن اور کولچاک کے خلاف اپنی فاتحانہ جدوجہد میں ہم نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ ان کے کیمپ میں کسی سوویت یا پرولتاری حزب مخالف کا وجود ہماری فتوحات کے لئے کوئی اہمیت نہ رکھتا ہو۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ۵ جنوری ۱۹۱۸ء کو آئین‌ساز اسمبلی کی برخاستگی میں اس بات سے رکاوٹ نہیں بلکہ آسانی ہوئی کہ اس انقلاب‌دشمن آئین‌ساز اسمبلی میں جو برخاست کی جانےوالی تھی ایک بااستقلال بالشویکوں اور بےاستقلال بائیں بازووالے سوشلسٹ انقلابیوں کا سوویت حزب مخالف تھا۔ مقالے کو پیش کرنےوالے بالکل الجھ گئے ہیں اور انہوں نے اگر سب کا نہیں تو متعدد انقلابوں کا تجربہ بھلا دیا ہے جو یہ دکھاتا ہے کہ انقلابوں کے دوران رجعت‌پرست پارلیمنٹ کے باہر عوام کی سرگرمی کو اس پارلیمنٹ کے اندر انقلاب سے ہمدردانہ جذبات رکھنےوالے (یا اس سے بہتر یہ کہ براہ‌راست انقلاب کی حمایت کرنےوالے) حزب‌مخالف کے ساتھ متحد کرنا خاص طور سے کتنا کارآمد ہوتا ہے۔ ہالینڈوالے اور عام طور سے ''بائیں بازووالے،، اس سلسلے میں انقلاب کے ایسے عقیدہ پرست کی طرح دلیلیں پیش کرتے ہیں جنھوں نے کبھی کسی اصلی انقلاب میں حصہ نہیں لیا ہے یا کبھی انقلابوں کی تاریخ کے بارے میں پوری طرح نہیں سوچا ہے یا بھولےپن سے کسی رجعت‌پرست ادارے کے داخلی ''انکار،، کو متعدد معروضی عناصر کے متحدہ عوامل کی بنا پر اس کی واقعی تباہی سمجھ لیا ہے۔ کسی نئے سیاسی (اور صرف سیاسی ہی نہیں) خیال کو بدنام کرنے اور نقصان پہنچانے کا انتہائی قابل اعتبار طریقہ یہ ہے کہ اس کی حمایت کرنے کے نام سے اس

کو حماقت کی حدتک گرا دیا جائے ۔ کیونکہ اگر کسی سچائی کو ''حد سے متجاوز،، کر دیا جائے (جیسا کہ سینیر دتسگین نے کہا ہے)، اگر اس میں مبالغہ کیا جائے یا اگر اس کو حقیقی استعمال کی حد کے باہر کیا جائے تو سچائی حماقت تک گر سکتی ہے اور وہ ناگزیر طور پر، ان حالات میں، حماقت بن سکتی ہے ۔ ہالینڈ اور جرمنی کے بائیں بازووالے اسی قسم کی بدسلوکی بورژوا جمہوری پارلیمنٹوں سے برتر سوویت شکل کی حکومت کی نئی سچائی کے ساتھ کر رہے ہیں ۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی اس پرانے نقطۂنظر کی بات کرے اور عام طور پر کہے کہ بورژوا پارلیمنٹوں میں شرکت سے انکار کرنا کسی حالت میں بھی قابل قبول نہیں ہے تو وہ غلطی پر ہوگا۔ میں یہاں وہ تیارشدہ شرائط پیش کرنے کی کوشش نہیں کرونگا جن میں بائیکاٹ مفید ہو ۔ میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ اس مضمون کا مقصد کہیں زیادہ محدود ہے یعنی بین‌الاقوامی کمیونسٹ طریقۂکار کے بعض فوری اہم سوالوں کے تعلق سے روسی تجربے کا مطالعہ کرنا ۔ روسی تجربے نے بالشویکوں کے بائیکاٹ کے استعمال کی ایک کامیاب اور صحیح مثال (۱۹۰۵ء) اور دوسری جو غلط تھی (۱۹۰۶ء) ہمیں فراہم کی ہے ۔ پہلی صورت کا تجزیہ کرتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک رجعت‌پرست حکومت کو ایک رجعت‌پرست پارلیمنٹ منعقد کرنے سے روکنے میں ہم ایسی صورت حال میں کامیاب ہوئے جب غیرپارلیمانی انقلابی عوامی اقدام (خصوصاً ہڑتالیں) غیرمعمولی تیزرفتاری سے بڑھ رہے تھے، جب پرولتاریہ اور کسانوں کی کوئی بھی پرت رجعت‌پرست حکومت کو ذرا بھی مدد نہیں دے سکتی تھی، جب انقلابی پرولتاریہ پسماندہ عوام پر ہڑتالی جدوجہد اور زرعی تحریک کے ذریعہ اثرانداز ہو رہا تھا ۔ یہ بات بالکل عیاں ہے کہ یہ تجربہ آج کے یورپ کے حالات پر منطبق نہیں ہو سکتا ۔ مندرجۂبالا دلیلوں کی بنا پر یہ بھی عیاں ہے کہ ہالینڈوالے اور دوسرے ''بائیں بازووالے،، پارلیمنٹوں میں عدم‌شرکت کی جو وکالت کرتے ہیں، خواہ وہ مشروط ہو، بنیادی طور پر غلط اور انقلابی پرولتاریہ کے مقصد کےلئے مضرت رساں ہے ۔

مغربی یورپ اور امریکہ میں پارلیمنٹ مزدور طبقے کے ہراول انقلابیوں کےلئے خاص طور سے قابل نفرت ہو گئی ہے ۔ اس سے انکار

نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بالکل قابل فہم ہے کیونکہ جنگ کے دوران اور اس کے بعد پارلیمنٹ میں سوشلسٹ اور سوشل ڈیموکریٹ ممبران کی زبردست اکثریت نے جو رویہ اختیار کیا اس سے زیادہ ملعون، ذلیل اور غدارانہ اور نہیں ہو سکتا۔ بہرحال، یہ طے کرتے وقت کہ اس عام طور پر مسلمہ بدی کے خلاف کیسے لڑا جائے، اس کیفیت سے ہار مان لینا نہ صرف نامعقول بلکہ قطعی مجرمانہ ہے۔ مغربی یورپ کے بہت سے ملکوں میں انقلابی کیفیت، ہم کہہ سکتے ہیں، فی‌الوقت ایک ''انوکھی'' یا ''کمیاب'' چیز ہے جس کا مدتوں سے فضول اور بےچینی سے انتظار تھا۔ غالباً لوگ اسی لئے اس کیفیت کو آسانی سے قبول کر لیتے ہیں۔ واقعی عوام میں بلا انقلابی کیفیت کے اور بغیر ان حالات کے جو اس کیفیت میں افزائش کی سہولتیں پیدا کرتے ہیں انقلابی طریقۂ کار کبھی عمل کی صورت نہیں اختیار کر سکتا۔ لیکن ہم نے روس میں طویل، تکلیف‌دہ اور خون آشام تجربے سے اس حقیقت کی تصدیق کی ہے کہ محض انقلابی کیفیت پر ہی انقلابی طریقۂ کار کو مبنی نہیں کرنا چاہئے۔ طریقۂ کار کو مخصوص ریاست (اور اس کے اطراف کی ریاستوں اور عالمی پیمانے پر تمام ریاستوں) کی ساری طبقاتی طاقتوں کے سنجیدہ اور بالکل معروضی تخمینے اور اسی طرح انقلابی تحریک کے تجربے کے تخمینے پر مبنی ہونا چاہئے۔ پارلیمانی موقع‌پرستی کو محض گالیاں دے کر، پارلیمنٹوں میں شرکت سے محض انکار کرکے اپنی ''انقلابیت'' کا اظہار کرنا بہت آسان ہے۔ لیکن اسی وجہ سے کہ یہ نہایت آسان ہے اس سے ایک انتہائی مشکل فریضہ نہیں حل ہو جاتا۔ یورپ کی پارلیمنٹوں میں واقعی انقلابی پارلیمانی گروپ بنانا روس کے مقابلے میں کہیں زیادہ مشکل ہے۔ یہ بات قابل فہم ہے۔ لیکن یہ تو اس عام حقیقت کا محض ایک خاص اظہار ہے کہ روس میں ۱۹۱۷ء کی ٹھوس، تاریخی طور پر غیرمعمولی انوکھی صورت‌حال میں سوشلسٹ انقلاب شروع کرنا آسان تھا، جبکہ اس کو جاری رکھنا اور انجام تک پہنچانا یورپی ملکوں کے مقابلے میں روس کےلئے زیادہ مشکل ہے۔ میں نے ۱۹۱۸ء کی ابتدا میں ہی اس صورت حال کی طرف توجہ دلائی تھی اور اس کے بعد دو سال کے تجربے نے اس خیال کے درست ہونے کی پوری طرح تصدیق کر دی۔ ایسے مخصوص حالات جیسے (۱)

سوویت انقلاب کو (اس کی وجہ سے) سامراجی جنگ کے خاتمے سے مربوط کرنے کا اسکان جس نے مزدوروں اور کسانوں کو ناقابلِ یقین حد تک ھلکان کر دیا، (۲) سامراجی درندوں کے دو عالمی طاقت‌ور گروھوں کے درمیان، جو اپنے سوویت دشمن کے خلاف متحد نہیں ھو سکے، تباہ‌کن جنگ سے عارضی طور پر فائدہ اٹھانے کا امکان، (۳) نسبتاً طویل خانہ‌جنگی کو برداشت کرنے کا امکان جس کی وجہ کچھ حد تک ملک کی زبردست وسعت اور ذرائع رسل و رسائل کی کمی ھے، (۴) کسانوں میں ایسی گہری بورژوا جمہوری انقلابی تحریک کی موجودگی کہ پرولتاریہ کی پارٹی نے کسانوں کی پارٹی (سوشلسٹ انقلابی پارٹی جس کی اکثریت بالشویزم کے سخت خلاف تھی) کے انقلابی مطالبات کو اپنا لیا اور پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار کے حصول کی وجہ سے فوراً ان کو عملی جامہ پہنایا۔ اس طرح کے مخصوص حالات اس وقت مغربی یورپ میں نہیں ھیں اور ایسے یا ان سے ملتے جلتے حالات کا اعادہ بہت آسان نہیں ھوتا۔ اسی لئے، ضمناً، متعدد دوسرے اسباب کے علاوہ، ھمارے مقابلے میں مغربی یورپ میں سوشلسٹ انقلاب شروع کرنا زیادہ مشکل ھے۔ رجعت‌پرست پارلیمنٹوں کو انقلابی مقاصد کےلئے استعمال کرنے کے مشکل کام پر سے ''چھلانگ'' لگا کر اس مشکل سے ''کترانے'' کی کوشش بالکل طفلانہ ھے۔ آپ نیا معاشرہ قائم کرنا چاھتے ھیں؟ اور رجعت‌پرست پارلیمنٹ میں بایقین، پرخلوص اور باھمت کمیونسٹوں پر مشتمل اچھا پارلیمانی گروپ بنانے کی مشکل سے ڈرتے ھیں! کیا یہ بچپن نہیں ھے؟ اگر کارل لیبکنیخت جرمنی میں اور ھیوگ‌لینڈ سویڈن میں نیچے سے کثیر تعداد عوام کی حمایت کے بغیر رجعت‌پرست پارلیمنٹوں کو حقیقی انقلابی طور سے استعمال کرنے کی مثال قائم کر سکے تو تیزی کے ساتھ بڑھتی ھوئی انقلابی پارٹی، جنگ کے بعد کی ناامیدیوں اور تلخیوں کے ماحول میں، بری سے بری پارلیمنٹوں میں کمیونسٹ گروپ کیسے نہیں بنا سکتی ؟! مغربی یورپ میں کثیر تعداد پسماندہ مزدور اور اس سے زیادہ چھوٹے کسان بمقابلہ روس کے بورژوا جمہوری اور پارلیمانی تعصبات سے کہیں زیادہ متاثر ھیں۔ اسی وجہ سے بورژوا پارلیمنٹ جیسے اداروں میں صرف اندر سے ھی کمیونسٹ ھر مشکل میں ثابت قدمی سے ان تعصبات کو بے‌نقاب اور دور کرنے،

ان پر غلبہ پانے کےلئے طویل اور متواتر جدوجہد کر سکتے ھیں (اور کرنا چاھئے)۔

جرمنی کے ''بائیں بازووالے،، اپنی پارٹی کے خراب ''لیڈروں،، کی شکایت کرتے ھیں اور ناامید ھوکر ''لیڈروں،، کی ''نفی،، کے مضحکہخیز نتیجے پر پہنچے ھیں۔ لیکن ایسے حالات میں، جن میں اکثر ''لیڈروں'' کو پوشیدہ ھونا پڑتا ھے، اچھے، معتبر، آزمودہکار اور مستند ''رھنماؤں،، کا تیار کرنا خاص طور سے مشکل ھے اور اس مشکل کو کامیابی کے ساتھ دور کرنا قانونی اور غیرقانونی کام کو متحد کئے بغیر، ''رھنماؤں،، کو دوسرے طریقوں کے علاوہ پارلیمانی میدان میں آزمائے بغیر ناممکن ھے۔ نکتہ چینی — انتہائی شدید، بےرحمانہ اور ثابت قدم نکتہ چینی پارلیمانیت یا پارلیمانی سرگرمی کے خلاف نہ کرنا چاھئے بلکہ ان رھنماؤں پر ھونا چاھئے جو پارلیمانی انتخابات اور پارلیمانی پلیٹفارم کو انقلابی اور کمیونسٹ طور سے استعمال کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور ان رھنماؤں پر اور زیادہ نکتہچینی ھونا چاھئے جو استعمال کرنا ھی نہیں چاھتے۔ صرف ایسی نکتہچینی، نالائق رھنماؤں کو نکال باھر کرنے اور ان کی جگہ پر لائق رھنماؤں کو لانے کے ساتھ ایسا کارآمد اور مفید انقلابی کام ھوگی جو بیکوقت ''رھنماؤں،، کو مزدور طبقے اور محنتکش عوام کے شایان شان بننے کی تربیت دیگا اور عوام کو اس کی تربیت دےگا کہ وہ سیاسی حالت اور ان پیچیدہ فریضوں کو سمجھ سکیں جو اس حالت سے پیدا ھوتے ھیں۔ *

---

* مجھے اٹلی میں ''بائیں بازو،، کے کمیونزم سے واقفیت حاصل کرنے کا بہت کم موقع ملا ھے۔ کامریڈ بوردیگا اور ان کا ''بائیکاٹ کرنےوالے کمیونسٹوں،، (Comunista astensionista) کا گروپ پارلیمنٹ میں عدمشرکت کی وکالت کرنے میں بلاشبہ غلطی پر ھیں۔ لیکن کامریڈ بوردیگا کی ایک بات مجھے ٹھیک معلوم ھوتی ھے، جیسا کہ ان کے رسالے ''سوویت،، کے دو شماروں («Il Soviet» نمبر ۳ و ۴، ۱۸ جنوری و یکم فروری ۱۹۲۰ء) سے، کامریڈ سیراتی کے عمدہ رسالے ''کمیونزم،، کے چار کتابچوں («Comunismo» شمارہ ۱ — ۴، یکم اکتوبر — ۳۰ نومبر ۱۹۱۹ء) سے اور اطالوی بورژوا اخباروں کے الگ الگ شماروں سے جو میں نے دیکھے ھیں

کوئی مصالحت نہیں؟

فرینکفرٹ پمفلٹ کے حوالے میں ہم نے دیکھا کہ ''بائیں بازووالے،، کس قطعیت کے ساتھ اس نعرے کو پیش کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو دیکھ کر افسوس ہوتا ہے جو بلاشبہ اپنے کو مارکسی سمجھتے ہیں اور مارکسی بننے کی خواہش رکھتے ہیں لیکن مارکسزم کی بنیادی صداقتوں کو بھول گئے ہیں۔ ۳۳ بلانکسٹ کمیوناروں کے مینی‌فسٹو کے خلاف ۱۸۷۴ء میں اینگلس نے یہ لکھا ہے جومارکس کی طرح ایسے نایاب مصنفوں میں سے تھے جن کی ہر زبردست تصنیف کا ہر جملہ لاجواب اور گہرے خیالات سے بھرپور ہوتا ہے:

اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کامریڈ بوردیگا اور ان کا گروپ توراتی اور اس کے ہم‌خیالوں پر حملہ کرنے میں بجا ہیں جو سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی آمریت کو تسلیم کرنےوالی پارٹی میں ہیں اور پھر بھی پارلیمنٹ کے اراکین کی حیثیت سے اپنی مضرت رساں اور موقع‌پرست پالیسی پہلے کی طرح جاری رکھتے ہیں۔ واقعی اسے برداشت کرنے میں کامریڈ سیراتی اور پوری اطالوی سوشلسٹ پارٹی (۱۴۶) غلطی کر رہے ہیں جو اتنی ہی مضرت رساں ہو سکتی ہے اور اتنے ہی خطرے پیدا کر سکتی ہے جتنا کہ اس نے ہنگری میں کیا ہے جہاں ہنگریائی توراتی صاحبان نے پارٹی اور سوویت حکوست (۱۴۷) دونوں میں اندر سے توڑ پھوڑ کی۔ پارلیمنٹ کے موقع‌پرست ممبروں کی طرف ایسا غلط، بےاصول اور بےکردار رویہ، ایکہ طرف ''بائیں‌بازو،، کے کمیونزم کو جنم دیتا ہے اور دوسری طرف کافی حد تک اس کے وجود کو بجا قرار دیتا ہے۔ کامریڈ سیراتی جب ممبر پارلیمنٹ توراتی کو ''بےاصول،، ہونے کا ملزم ٹھہراتے ہیں («Comunismo» نمبر ۳) تو وہ صرف غلطی کرتے ہیں۔ اطالوی سوشلسٹ پارٹی ہی بےاصول ہے کیونکہ وہ توراتی اینڈ کمپنی جیسے موقع‌پرست ممبران پارلیمنٹ کو براداشت کرتی ہے۔

''... هم کمیونسٹ هیں،، (بلانکسٹ کمیوناروں نے اپنے مینی‌فسٹو میں لکھا) ''کیونکه هم درمیانی اسٹیشنوں پر رکے بغیر اپنی منزل مقصود تک پهنچنا چاهتے هیں، بغیر کسی طرح کی مصالحتوں کے جو محض یوم فتح کو ملتوی کرتی هیں اور غلامی کے دور کو طول دیتی هیں۔،،

جرمن کمیونسٹ اس لئے کمیونسٹ هیں که وه ان تمام درمیانی اسٹیشنوں اور مصالحتوں کے پار، جو ان کی تخلیق نهیں هیں بلکه تاریخی ارتقا نے پیدا کی هیں، اپنے مختتم مقصد کو صاف طور سے دیکھتے هیں اور ثابت قدمی سے اس کے حصول کی کوشش کرتے هیں یعنی طبقات کا خاتمه کرنا اور ایسے سماج کی تخلیق جس میں زمین اور تمام ذرائع پیداوار کی نجی ملکیت نه رهے۔ ۳۳ بلانکسٹ اس لئے کمیونسٹ هیں کیونکه وه تصور کرتے هیں که اگر وه درمیانی اسٹیشنوں اور مصالحتوں پر سے چھلانگ لگا کر گزرنا چاهتے تو معامله طے هو جاتا هے، اگر وه چند دن میں ''شروع هوتا هے،،، جس کا ان کو قطعی یقین هے اور اقتدار ان کے هاتھ میں آ جاتا هے تو پرسوں هی ''کمیونزم رائج کر دیا جائے گا،،۔ اس کا یه مطلب هوا که اگر اس کو ابھی کرنا ممکن نهیں هے تو وه کمیونسٹ نهیں هیں۔

''یه کیا طفلانه معصومیت هے که اپنی ذاتی بےصبری کو نظریاتی دلیل کی حیثیت سے پیش کیا جائے!،، (فریڈرک اینگلس۔ ''بلانکسٹ کمیوناروں کا پروگرام،، جرمن سوشل ڈیموکریٹک اخبار «Volksstaat»، ۱۸۷۴ء، شماره ۷۳، ''۷۵ — ۱۸۷۱ء کے مضامین،، کے مجموعے میں۔ روسی ترجمه، پیتروگراد، ۱۹۱۹ء، صفحات ۵۲ — ۵۳)۔

اسی مضمون میں اینگلس نے والیان کےلئے بڑی عزت کا اظهار کیا هے اور والیان (جو گید کی طرح اگست ۱۹۱۴ء تک، سوشلزم سے ان کی غداری سے پهلے، بین‌الاقوامی سوشلزم کے بڑے لیڈروں میں سے تھے) کی ''مسلمه خدمات،، کا ذکر کیا هے۔ لیکن اینگلس نے بین غلطی کو تفصیلی تجزئے کے بغیر نهیں چھوڑا۔ واقعی، بهت نوجوان اور ناتجربےکار انقلابیوں کو اور پیٹی بورژوا انقلابیوں حتی که

معزز عمر اور بہت تجربہ رکھنےوالوں کو بھی یہ محسوس ہوتا ہے کہ ''مصالحتوں کی اجازت دینا،، بہت ہی ''خطرناک،، ، ناقابل‌فہم اور غلط ہے۔ بہت سے سوفسطائی (جو غیرمعمولی یا حد سے زیادہ ''تجربہ‌کار،، سیاست‌داں ہوتے ہوئے) ٹھیک اسی طرح دلائل پیش کرتے ہیں جیسے موقع‌پرستی کے برطانوی لیڈر جن کا ذکر کامریڈ لینسبیری نے کیا ہے: ''اگر بالشویکوں کو کسی مصالحت کی اجازت ہے تو ہم کو ہر قسم کی مصالحت کی اجازت کیوں نہیں؟،، لیکن بہت سی ہڑتالوں کا تربیت‌یافتہ پرولتاریہ (طبقاتی جدوجہد کا صرف تنہا یہ اظہار لیتے ہوئے) اس بڑی گہری (فلسفیانہ، تاریخی، سیاسی، نفسیاتی) صداقت کو عام طور سے بڑی خوبی سے جذب کر لیتا ہے جو اینگلس نے پیش کی ہے۔ ہر پرولتاری ہڑتال سے گذرا ہے، نفرت‌انگیز ظلم و استحصال کرنےوالوں کے ساتھ ''مصالحتوں،، سے گذرا ہے جب مزدوروں کو یا تو کچھ حاصل کئے بغیر یا ان کے مطالبات کے جزوی طور پر مانے جانے کے بعد کام پر واپس جانا پڑا ہے۔ ہر پرولتاری، عوامی جدوجہد کی حالت اور طبقاتی تضادات میں جن کے درمیان وہ رہتا ہے سخت شدت پیدا ہو جانے کی وجہ سے وہ فرق دیکھتا ہے جو معروضی حالات سے مجبور ہوکر کی ہوئی مصالحتیں (مثلاً ہڑتالی فنڈ کی کمی، باہر سے مدد نہ ملنا، ناممکن حدتک بھوک اور تھکن)، مزدوروں کی انقلابی وفاداری اور جدوجہد جاری رکھنے کی تیاری کو حقیر نہ قرار دینےوالی مصالحتیں اور غداروں کی مصالحت کے درمیان ہے جو اپنے خودغرضانہ مفادات (ہڑتال توڑنےوالی بھی ''مصالحتیں،، کرتے ہیں!)، اپنی بزدلی، سرمایہ‌داروں کی خدمتگذاری کرنے کی خواہش، سرمایہ‌داروں کی دھمکیوں، کبھی ترغیب، کبھی بخشش اور کبھی خوشامد کے سامنے جھکنے کو معروضی حالات سے منسوب کرتے ہیں (برطانوی مزدور تحریک کی تاریخ اس طرح کی بہت سی مصالحتوں کی مثالیں پیش کرتی ہے جو برطانوی ٹریڈیونین لیڈروں نے کی ہیں، لیکن کسی نہ کسی شکل میں تمام ملکوں کے تقریباً سارے مزدوروں نے بھی اس طرح کے مظہر کا مشاہدہ کیا ہے)۔

ظاہر ہے کہ غیرمعمولی مشکلات اور پیچیدگی کے معاملات بھی ہوتے ہیں جب کسی نہ کسی ''مصالحت،، کی اصلی نوعیت کے

صحیح اندازے کےلئے زیادہ سے زیادہ کوششوں کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح جیسے قتل کے کیسوں میں جب یہ طے کرنا آسان نہیں ہوتا کہ آیا قتل بجا اور ضروری تھا (مثلاً حفاظت کےلئے) یا ناقابل معافی لاپروائی کی وجہ سے ہوا یا کسی شاطر کی مکارانہ چال کا نتیجہ تھا۔ ظاہر ہے کہ سیاست میں جہاں طبقات اور پارٹیوں کے درمیان تعلقات — قومی اور بین‌الاقوامی — کبھی کبھی انتہائی پیچیدہ ہوتے ہیں، بہت سے ایسے معاملات اٹھیں گے جو ہڑتال میں جائز ''مصالحت،، یا کسی ہڑتال توڑنےوالی، غدار لیڈر کی غدارانہ ''مصالحت،، وغیرہ کے سوال سے زیادہ مشکل ہوں گے۔ کوئی ایسا نسخہ یا عام اصول تیار کر لینا، (''کوئی مصالحت نہیں،،!) جو تمام معاملات کےلئے موزوں ہو، حماقت ہے۔ آدمی کے شانوں پر ایسا سر ہونا چاہئے کہ وہ ہر مخصوص معاملے کے بارے میں خود صحیح سمت معلوم کر سکے۔ درحقیقت پارٹی تنظیم اور اپنے نام کے مستحق پارٹی لیڈروں کا کام یہی ہے کہ وہ معین طبقے* کے تمام سوچنے سمجھنےوالے نمائندوں کے طویل، ثابت قدم، نوع بنوع اور ہمہ پہلو کام کے ذریعہ ضروری معلومات اور تجربہ، اور معلومات اور تجربے کے علاوہ پیچیدہ سیاسی سوالوں کے جلد اور صحیح حل کےلئے سیاسی فطری صلاحیت حاصل کریں۔

بھولے اور بالکل ناتجربےکار لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ عام طور پر مصالحت کی اجازت سے موقع‌پرستی، جس سے ہم ثابت قدمی سے جدوجہد کر رہے ہیں اور ہمیں کرنا چاہئے، اور انقلابی مارکسزم یا کمیونزم کے درمیان تمام امتیازات مٹ جاتے ہیں۔ لیکن

---

* ہر طبقے کے اندر، انتہائی روشن خیال ملکوں میں بھی، انتہائی ترقی‌یافتہ طبقے کے اندر بھی، جبکہ حالات اس کی تمام روحانی طاقتوں کو غیرمعمولی بلندی تک اٹھا دیتے ہیں، طبقے کے ایسے نمائندے ہمیشہ رہے ہیں (اور ناگزیر طور پر اس وقت تک رہیں گے جب تک طبقات کا وجود ہے، جب تک غیرطبقاتی سماج خود اپنی بنیادوں پر پوری طرح مضبوط اور مستحکم نہیں ہوتا) جو نہ تو سوچتے ہیں اور نہ سوچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ سرمایہ‌دار نظام عوام پر جبر و تشدد کرنےوالا سرمایہ‌دار نظام نہ رہتا اگر ایسا نہ ہوتا۔

ایسے لوگ اگر ابھی تک یہ نہیں جانتے کہ فطرت اور معاشرے میں ساری حدود متحرک اور کچھ حد تک مشروط ہیں تو طویل تعلیم، تربیت، حصول علم، سیاسی اور روزمرہ کے تجربے کے علاوہ کوئی اور چیز ان کی مدد نہیں کر سکتی۔ سیاست کے عملی سوالوں میں جو کسی یا مخصوص تاریخی لمحے نمودار ہوتے ہیں ان سوالوں کو علحدہ کر لینا اہم ہے جن سے سب سے زیادہ ناقابل قبول اور غدارانہ مصالحتوں کا اظہار ہوتا ہے جو انقلابی طبقے کےلئے مہلک موقع پرستی کا مجسمہ ہیں اور ان کی وضاحت اور ان کے خلاف جدوجہد کی پوری کوشش کرنا چاہئے۔ ۱۹۱۴ء—۱۹۱۸ء کی سامراجی جنگ کے دوران جو یکساں لٹیرے اور درندے ملکوں کے دو گروہوں کے درمیان تھی، جارحانہ قوم‌پرستی ایسی خاص اور بنیادی قسم کی موقع‌پرستی تھی یعنی ''دفاع وطن،، کی حمایت جو عملی طور پر ایسی جنگ میں ''اپنی،، بورژوازی کے قزاقانہ مفادات کی حمایت کے برابر تھی۔ جنگ کے بعد لٹیری ''مجلس اقوام،، (۱۴۸) کی حمایت، انقلابی پرولتاریہ اور ''سوویت،، تحریک کے خلاف اپنے ملک کی بورژوازی سے براہ‌راست یا بالواسطہ اتحاد کی حمایت، ''سوویت اقتدار،، کے خلاف بورژوا جمہوریت اور بورژوا پارلیمانیت کی حمایت — یہ تھے ان ناقابل قبول اور غدارانہ مصالحتوں کے خاص مظاہر جو مجموعی طور پر انقلابی پرولتاریہ اور اس کے نصب العین کےلئے مہلک موقع‌پرستی پیدا کرتے تھے۔

> ''... دوسری پارٹیوں سے ہر طرح کی مصالحت کو... پینترےبازی اور صلح‌جوئی کی ہر پالیسی کو پورے عزم کے ساتھ مسترد کر دینا چاہئے۔،،

فرینکفرٹ کے پمفلٹ میں جرمن بائیں بازو والوں نے لکھا ہے۔

یہ حیرت کی بات ہے کہ ایسے خیالات کے باوجود یہ بائیں بازووالے، بالشویزم کی قطعی مذمت نہیں کرتے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ جرمن بائیں بازووالے نہ جانتے ہوں کہ بالشویزم کی ساری تاریخ، اکتوبر انقلاب سے پہلے اور بعد کی بھی، پینترےبازی، صلح‌جوئی اور دوسری پارٹیوں کے ساتھ مصالحتوں کے واقعات سے بھری پڑی ہے اور ان میں بورژوا پارٹیاں بھی ہیں!

بین‌الاقوامی بورژوازی کا تختہ الٹنے کےلئے لڑائی لڑنا، ایسی لڑائی جو سو گنی زیادہ مشکل، طویل اور پیچیدہ ھے بمقابلہ ان سخت اور عام لڑائیوں کے جو ریاستوں کے درمیان ھوتی ھیں، اور پینترےبازی یا دشمنوں کے مفادات کے درمیان تصادم سے (خواہ وہ عارضی ھی کیوں نہ ھو) فائدہ اٹھانے سے یا امکانی اتحادیوں کے ساتھ (خواہ وہ عارضی، غیرمعتبر ، مذبذب یا مشروط ھی کیوں نہ ھوں) صلح‌جوئی اور مصالحتوں سے قبل ھی سے انکار کرنا، کیا یہ انتہائی حماقت کی بات نہیں ھے؟ کیا یہ اس کے مانند نہیں ھے کہ کسی ایسے پہاڑ کی سخت چڑھائی درپیش ھو جو ابھی تک نامعلوم اور پہنچ سے باھر تھا اور پہلے ھی سے کبھی کبھی ٹیڑھے میڑھے چلنے، کبھی کبھی پیچھے لوٹنے سے انکار کر دیا جائے، منتخبہ سمت بدلنے اور مختلف سمت اختیار کرنے سے انکار کر دیا جائے؟ اور ایسے لوگ جو اس حد تک کم شعور رکھنےوالے اور ناتجربہ‌کار ھیں (یہ اچھا ھو اگر اس کی توجیہ ان کی کم‌سنی سے کی جائے، خدا نے نوجوانوں کو بنایا ھی اس طرح ھے کہ وہ کچھ عرصے تک ایسی حماقت کی باتیں کرتے ھیں) ان کو حمایت ملی ھے (خواہ براہ‌راست ھو یا بالواسطہ، کھلی ھو یا چھپی ھوئی، کلی ھو یا جزوی) ھالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے بعض ممبروں سے!!

پرولتاریہ کے پہلے سوشلسٹ انقلاب کے بعد، ایک ملک میں بورژوازی کا تختہ الٹنے کے بعد، اس ملک کا پرولتاریہ بہت دنوں تک بورژوازی کے مقابلے میں کمزور رھتا ھے، محض بورژوازی کے زبردست بین‌الاقوامی رابطے کی وجہ سے اور اس وجہ سے بھی کہ اس ملک کے، جہاں بورژوازی کا تختہ الٹا گیا ھے، چھوٹی جنس پیدا کرنے والے خود رو طور پر اور مسلسل سرمایہ‌داری اور بورژوازی کی بحالی اور احیا کرتے ھیں۔ زیادہ طاقتور دشمن کو صرف انتہائی کوشش سے اور دشمنوں کے درمیان ھر ”دراڑ“، کو، خواہ وہ انتہائی چھوٹی ھی کیوں نہ ھو، مختلف ملکوں کی بورژوازی کے درمیان یا الگ الگ ملکوں کے اندر بورژوازی کے مختلف گروھوں یا قسموں کے درمیان مفادات کے ھر تصادم کو لازمی، دقیق، پرفکر، محتاط اور ماھرانہ طور سے استعمال کرکے جیتا جا سکتا ھے اور اسی طرح ھر ایسے امکان سے فائدہ اٹھا کر بھی، خواہ وہ انتہائی کم کیوں

نہ ہو، جس سے کثیر تعداد لوگوں کا اتحاد حاصل ہو سکے چاہے وہ وقتی، مذبذب، غیرمستحکم، غیرمعتبر اور مشروط ھی کیوں نہ ہو ۔ جو اس کو نہیں سمجھا ھے وہ مارکسزم کو اور عام طور پر سائنسی اور جدید سوشلزم کو ذرہ برابر نہیں سمجھا ۔ جس نے عملی طور پر، کافی مدت کے دوران اور کافی نوع بنوع سیاسی حالات میں، اس حقیقت کو عمل میں لانے کی صلاحیت نہیں ثابت کی ھے اس نے استحصال کرنےوالوں سے ساری محنت کش انسانیت کو آزاد کرانے کی جدوجہد میں انقلابی طبقے کو مدد دینا ابھی نہیں سیکھا ھے ۔ اور یہ بات پرولتاریہ کے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے پہلے اور بعد میں دونوں ادوار سے تعلق رکھتی ھے ۔

ہمارا نظریہ کوئی کٹر عقیدہ نہیں بلکہ عمل کےلئے رہنما ھے — مارکس اور اینگلس نے کہا ھے ۔ کارل کاؤتسکی اور اوٹو باؤیر وغیرہ جیسے ''پیٹنٹ،، مارکسیوں کی سب سے بڑی غلطی، سب سے بڑا جرم یہی ھے کہ انہوں نے اس کو نہیں سمجھا اور پرولتاریہ کے انقلاب کے انتہائی اہم لمحات میں اس کو استعمال نہیں کر سکے ۔ ''سیاسی سرگرمی کوئی نیوسکی شاہراہ کا فٹ‌پاتھ (پیٹرس‌برگ کی‌سب سے بڑی اور بالکل سیدھی شاہراہ کا صاف، چوڑا اور ہموار فٹ‌پاتھ) نہیں ھے،، — مارکس سے قبل کے دور کے عظیم روسی سوشلسٹ چرنی‌شیفسکی نے بھی کہا ھے ۔ چرنی‌شیفسکی کے بعد روسی انقلابیوں کو اس حقیقت کے نظرانداز یا فراموش کرنے کی قیمت بےشمار قربانیوں سے ادا کرنی پڑی ھے ۔ ہمیں اس کی حتی الامکان کوشش کرنا چاھئے کہ مغربی یورپ اور امریکہ میں بائیں بازو کے کمیونسٹ اور مزدور طبقے کے مخلص انقلابی اس سچائی کو پانے کے لئے اتنی بڑی قیمت نہ ادا کریں جتنی کہ پسماندہ روسیوں نے دی ھے ۔

روسی انقلابی سوشل ڈیموکریٹوں نے زارشاھی کے زوال تک متعدد بار بورژوا اعتدال پرستوں کی خدمات کو استعمال کیا یعنی ان کے ساتھ بہت سی عملی مصالحتیں کیں اور ۱۹۰۱ء — ۱۹۰۲ء میں، بالشویزم کے ظہور میں آنے سے پہلے ''اسکرا،، کے پرانے ایڈیٹوریل بورڈ نے (اس ایڈیٹوریل بورڈ میں پلیخانوف، اکسیلروڈ، زاسولیچ، مارتوف، پوتریسوف اور میں تھا) بورژوا اعتدال‌پرستی کے سیاسی لیڈر استرووے

کے ساتھ رسمی سیاسی اتحاد کیا (یہ سچ ہے کہ بہت دنوں کے لئے نہیں)، اور ساتھ ہر وہ بورژوا اعتدال‌پرستی اور مزدور طبقے کی تحریک میں اس کے اثر کی چھوٹی سی نشانی کے خلاف بھی متواتر اور شدید نظریاتی اور سیاسی جدوجہد کرتارہا۔ بالشویکوں نے ہمیشہ اسی پالیسی کو جاری رکھا۔ ۱۹۰۵ء سے انھوں نے اعتدال‌پرست بورژوازی اور زارشاھی کے خلاف کسانوں کے ساتھ مزدور طبقے کے اتحاد کی باقاعدگی سے وکالت کی، ساتھ ھی زارشاھی کے خلاف بورژوازی کی حمایت سے کبھی انکار نہیں کیا (مثلاً الکشن کے دوسرے راؤنڈ میں یا دوسری رائے شمارے میں) اور بورژوا انقلابی کسان پارٹی ''سوشلسٹ انقلابیوں،، کے خلاف انتہائی ثابت قدم نظریاتی اور سیاسی جدوجہد بھی بند نہیں کی اور ان کو ایسے پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں کی حیثیت سے بےنقاب کیا جو اپنے سوشلسٹ ہونے کے بارے میں دروغ گوئی کرتے تھے۔ ۱۹۰۷ء کے دوما کے انتخابات کے دوران بالشویکوں نے، قلیل مدت کے لئے، ''سوشلسٹ انقلابیوں،، کے ساتھ رسمی سیاسی بلاک بنایا۔ ۱۹۰۳ء — ۱۹۱۲ء کے دوران کئی سال تک ھم مینشویکوں سے واحد سوشل ڈیموکریٹک پارٹی میں رسمی طور پر متحد رہے مگر پرولتاریہ میں بورژوا اثر پھیلانےوالے اور موقع پرستوں کی حیثیت سے ان کے خلاف نظریاتی اور سیاسی جدوجہد کبھی بند نہیں کی۔ جنگ کے دوران ھم نے ''کاؤتسکی پرستوں،،، بائیں بازو کے مینشویکوں (مارتوف) اور ''سوشلسٹ انقلابیوں،، کے ایک حصے (چیرنوف اور ناتانسن) سے کچھ مصالحتیں کیں، زمروالڈ اور کین‌تال میں ان کے ساتھ بیٹھے اور مشترکہ مینی‌فسٹو شایع کئے لیکن ھم نے ''کاؤتسکی‌پرستوں،،، مارتوف اور چیرنوف (۱۹۱۹ء میں ناتانسن کا انتقال ھو گیا، وہ ھم سے بہت قریب تھے اور یہ ''انقلابی کمیونسٹ،، نرودنک (۱۸۹) ھم سے تقریباً یکجہتی رکھتے تھے) کے خلاف نظریاتی سیاسی جدوجہد نہ کبھی بند کی نہ اس کو کمزور کیا۔ ٹھیک اکتوبر انقلاب کے وقت ھم نے رسمی نہیں بلکہ انتہائی اھم (اور بہت کامیاب) سیاسی بلاک پیٹی بورژوا کسانوں کے ساتھ بنایا اور سوشلسٹ انقلابیوں کے زرعی پروگرام کو کلی طور پر بلا واحد ترمیم کے اپنایا، یعنی ھم نے بےشک مصالحت کی تاکہ کسانوں کے سامنے یہ ثابت کر سکیں کہ ھم ان کو دبانا نہیں بلکہ ان

کے ساتھ سمجھوتہ کرنا چاہتے ہیں۔ ساتھ ہی ہم نے ''بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں،، سے ایک رسمی سیاسی بلاک بنانے اور حکومت میں شرکت کرنے کی تجویز کی (اور جلد ہی اس کو عملی جامہ پہنایا)۔ لیکن انھوں نے بریست کے معاھدے کے بعد ھمارے ساتھ اس بلاک کو ختم کر دیا اور پھر جولائی ۱۹۱۸ء میں ھمارے خلاف بغاوت کی حد تک پہنچ گئے اور بعد میں ھمارے خلاف مسلح جدوجہد تک کی۔

اسی لئے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جرمنی کے بائیں بازووالوں کے جرمن کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی پر حملے، کیونکہ وہ ''انڈپنڈنٹوں،، (انڈپنڈنٹ جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی، کاؤتسکی پرستوں) کے ساتھ بلاک بنانے کا خیال رکھتی ہے، ھمیں قطعی سنجیدہ نہیں معلوم ہوتے اور صاف طور پر ثابت کرتے ہیں کہ ''بائیں بازووالے،، غلطی پر ہیں۔ ھمارے یہاں روس میں دائیں بازووالے مینشویک (کیرینسکی کی حکومت کے شرکا) بھی تھے جو جرمن شیڈمانوں سے مطابقت رکھتے تھے اور بائیں بازووالے مینشویک (مارتوف) جو دائیں بازووالے مینشویکوں کے مخالف تھے اور جرمن کاؤتسکی پرستوں سے مطابقت رکھتے تھے۔ کثیر تعداد مزدوروں کا مینشویکوں سے بالشویکوں کی طرف رفتہ رفتہ آنا ہم نے ۱۹۱۷ء میں واضح طور سے دیکھا۔ جون ۱۹۱۷ء میں سوویتوں کی پہلی کل روس کانگرس میں ھمارے حق میں ووٹ صرف ۱۳ فیصدی تھے۔ سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کی اکثریت تھی۔ سوویتوں کی دوسری کانگرس میں (۲۵ اکتوبر ۱۹۱۷ء، پرانا کیلنڈر) ھمیں ۵۱ فیصدی ووٹ ملے۔ جرمنی میں مزدوروں کی دائیں سے بائیں کی طرف اسی طرح کی اور بالکل یکساں کشش نے فوراً ہی کمیونسٹوں کو کیوں طاقتور نہیں بنایا بلکہ پہلے بیچ والی ''انڈپنڈنٹ،، پارٹی کو، حالانکہ یہ پارٹی نہ تو کبھی اپنا آزاد سیاسی نظریہ اور نہ کوئی آزاد سیاست رکھتی تھی اور صرف شیڈمانوں اور کمیونسٹوں کے درمیان ڈانواں ڈول رہتی تھی؟

ظاھر ہے کہ اس کا ایک سبب جرمن کمیونسٹوں کا غلط طریقۂ کار تھا جن کو چاہئے کہ انتہائی بلاخوف اور ایمانداری سے اس غلطی کو تسلیم کریں اور اس کی تصحیح کریں۔ غلطی یہ تھی کہ انھوں نے رجعت پرست بورژوا پارلیمنٹ اور رجعت پرست

ٹریڈیونینوں میں شرکت کرنے سے انکار کیا، غلطی مشتمل تھی اس ''بائیں بازو،، کی طفلانہ بیماری کے بہت سے مظاہر پر جو اب سطح پر آ گئی ہے اور اس کا علاج زیادہ اچھی طرح، زیادہ تیزی کے ساتھ اور پارٹی کی ساخت کے لئے زیادہ کارآمد طور پر کیا جا سکے گا۔

صاف ظاہر ہے کہ جرمن ''انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی،، اندر سے یک سنگ نہیں ہے۔ پرانے موقع پرست لیڈروں (کاؤتسکی، ہیلفرڈنگ اور بظاہر بڑی حد تک کریسپین اور لیڈیبور وغیرہ) کے ساتھ ساتھ جنھوں نے سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی آمریت کی اهمیت کو سمجھنے میں اپنی عدم‌صلاحیت، پرولتاریہ کی انقلابی جدوجہد کی رہنمائی کرنے کی عدم‌صلاحیت کو ثابت کر دیا ہے، اس پارٹی میں ایک بایاں بازو، پرولتاری بازو ابھرا ہے اور تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اس پارٹی کے (جس میں میرے خیال میں ساڑھے سات لاکھ تک ممبر ہیں) سیکڑوں ہزاروں ممبر پرولتاری ہیں جو شیڈمان کو چھوڑ کر تیزی کے ساتھ کمیونزم کی طرف آ رہے ہیں۔ یہ پرولتاری بازو ''انڈپنڈنٹوں،، کی لائپزگ (۱۹۱۹ء) کانگرس میں ہی تیسری انٹرنیشنل سے فوری اور غیرمشروط الحاق کی تجویز پیش کر چکا ہے۔ پارٹی کے اس بازو کے ساتھ ''مصالحت،، کرنے سے ڈرنا بالکل مضحکہ‌انگیز ہے۔ اس کے برعکس کمیونسٹوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کے ساتھ مصالحت کی مناسب شکل تلاش کریں اور اس کو حاصل کریں، ایسی مصالحت کی شکل جو ایک طرف اس بازو سے ضروری مکمل اتحاد کو آسان بنائے اور اس کو تیز کرے اور دوسری طرف انڈپنڈنٹوں کے موقع پرست دائیں بازو کے خلاف کمیونسٹوں کی نظریاتی سیاسی جدوجہد میں کوئی خلل نہ ڈالے۔ غالباً مصالحت کی موزوں صورت نکالنا آسان کام نہ ہوگا لیکن صرف کوئی دھوکہ‌باز ہی جرمن مزدوروں اور کمیونسٹوں سے فتح کے ''آسان،، راستے کا وعدہ کر سکتا ہے۔

سرمایہ‌داری سرمایہ‌داری نہ رہتی اگر ''خالص،، پرولتاریہ ایسے نوع بنوع عبوری اقسام کے کثیر تعداد لوگوں سے نہ گھرا ہوتا، جو پرولتاریہ سے نیم‌پرولتاریہ (جو اپنی محنت کی قوت کو بیچ کر کچھ حد تک روزی کماتے ہیں) کی طرف، نیم‌پرولتاریہ سے چھوٹے

کسان کی طرف (اور چھوٹے دستکاروں، کاریگروں اور عام طور پر چھوٹی املاک والوں کی طرف)، چھوٹے کسان سے اوسط درجے کے کسان وغیرہ کی طرف جاتے ہیں، اگر پرولتاریہ خود زیادہ ترقی‌یافتہ اور کم ترقی‌یافتہ پرتوں میں تقسیم نہ ہوتا، اگر علاقائی بودباش، حرفت اور کبھی کبھی مذہب وغیرہ کے لحاظ سے تقسیم نہ ہوتا۔ ان سب باتوں سے ضرورت پیدا ہوتی ہے، مسلمہ ضرورت پیدا ہوتی ہے پرولتاریہ کے هراول دستے کےلئے، اس کے باشعور حصے کےلئے، کمیونسٹ پارٹی کےلئے کہ وہ پینترےبازی کرے، پرولتاریہ کے مختلف گروپوں، مزدوروں اور چھوٹی املاک والے مالکوں کی مختلف پارٹیوں سے صلح جوئی اور مصالحتیں کرے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ اس طریقۂ کار کو پرولتاریہ کے شعور، انقلابیت، جدوجہد کرنے اور فتح حاصل کرنے کی صلاحیت کی عام سطح کو بلند کرنے کےلئے (نیچا کرنے کےلئے نہیں) استعمال کیا جائے۔ برسبیل تذکرہ اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ مینشویکوں پر بالشویکوں کی فتح کا نہ صرف ۱۹۱۷ء کے اکتوبر انقلاب تک بلکہ اس کے بعد بھی یہ تقاضہ تھا کہ پینترےبازی، صلح جوئی اور سمجھوتوں کی ان چالوں کو استعمال کیا جائے جو، ظاہر ہے، مینشویکوں کے مقابلے میں بالشویکوں کو زیادہ تیزرفتار، مستحکم اور مضبوط بنائیں۔ پیٹی‌بورژوا ڈیموکریٹ (جن میں مینشویک بھی ہیں) لازمی طور پر بورژوازی اور پرولتاریہ کے درمیان، بورژوا ڈیموکریسی اور سوویت نظام کے درمیان، اصلاح پرستی اور انقلابیت کے درمیان، مزدوروں سے محبت اور پرولتاریہ کی آمریت کے خوف وغیرہ کے درمیان ڈگمگاتے رہتے ہیں۔ کمیونسٹوں کا صحیح طریقۂ کار یہ ہونا چاہئے کہ ان ڈگمگاہٹوں سے فائدہ اٹھایا جائے نہ کہ ان کو نظرانداز کیا جائے۔ فائدہ اٹھانے کےلئے ان عناصر کو تب اور اس حد تک چھوٹ دینی پڑتی ہے جو پرولتاریہ کی طرف جب اور جس حد تک رخ کرتے ہیں، اور ساتھ ہی ان عناصر کے خلاف جدوجہد کی جائے جو بورژوازی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ صحیح طریقۂ کار اختیار کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں مینشویکوں کا زیادہ سے زیادہ زوال ہوا اور ہو رہا ہے، جس نے کٹر موقع‌پرست لیڈروں کو کاٹ کر الگ کر دیا اور ہمارے کیمپ میں بہترین مزدور، پیٹی بورژوا

ڈیموکریسی کے بہترین عناصر لایا۔ یہ طویل عمل ہے اور جلدبازی کا یہ ''فیصلہ،، کہ ''کوئی مصالحت نہیں، کوئی پینترےبازی نہیں،، صرف انقلابی پرولتاریہ کے اثر کو مضبوط بنانے اور اس کی قوتوں میں اضافہ کرنے کےلئے مضرت‌رساں ہوگا۔

آخر میں، جرمنی کے ''بائیں بازووالوں،، کی بےشک غلطی معاهدۂ ورسائی (۱۰۰) کو ماننے سے صاف انکار ہے۔ اس نقطۂ‌نظر کی جتنی زیادہ ''سنجیدگی،، اور ''فخر،، سے، جتنا زیادہ ''فیصلہ کن،، اور قطعی طور سے مثلاً ک۔ هورنر تشکیل کرتے هیں، اتنی هی کم اس میں سمجھ بوجھ پائی جاتی ہے۔ بین‌الاقوامی پرولتاری انقلاب کے موجودہ حالات میں ''قومی بالشویزم،، (لاؤفینبرگ اور دوسروں) کی بین لغویات کی مذمت کرنا هی کافی نہیں ہے جو اتحاد ثلاثہ کے خلاف جنگ کرنے کےلئے جرمن بورژوازی کے ساتھ بلاک بنانے کی حد تک پہنچ گیا ہے۔ یہ سمجھنا چاهئے کہ یہ ماننے سے انکار کرنا قطعی غلط طریقۂ‌کار ہے کہ سوویت جرمنی کو (اگر جرمن سوویت ریپبلک جلد نمودار ہوئی) کچھ مدت کےلئے معاهدۂ ورسائی کو تسلیم کرنا اور اس کے سامنے جھکنا هی پڑےگا۔ اس سے یہ مطلب نہیں نکلتا کہ ''انڈپنڈنٹ،، ان حالات میں معاهدۂ ورسائی پر دستخط کا مطالبہ کرنے میں صحیح تھے جب شیئڈمان جیسے لوگ برسرحکومت تھے، جب ابھی هنگری میں سوویت حکومت کا تختہ نہیں الٹا گیا تھا اور جب اس کا امکان تھا کہ وی‌آنا میں سوویت انقلاب سوویت هنگری کی حمایت کریگا۔ اس وقت ''انڈپنڈنٹوں،، کی چالیں اور پینترےبازیاں بہت بری تھیں کیونکہ انھوں نے شیئڈمان جیسے غداروں کی جواب‌دهی کم و بیش اپنے سر لےلی اور شیئڈمان‌پرستوں کے خلاف شدید (اور ٹھنڈے دل سے) طبقاتی جنگ کے نقطۂ‌نظر سے هٹ کر وہ ''غیرطبقاتی،، یا ''بالائے طبقاتی،، نقطۂ‌نظر تک لڑھک گئے۔

تو اب صورت‌حال صاف طور پر یہ ہے کہ جرمنی کے کمیونسٹوں کو یہ وعدہ کرکے کہ کمیونزم کی فتح کی صورت میں معاهدۂ ورسائی کو لازمی اور اٹل طور پر مسترد کر دیا جائےگا، اپنے هاتھ نہیں باندھنا چاهئے۔ یہ حماقت ہوگی۔ ان کو یہ کہنا چاهئے: شیئڈمان اور کاؤتسکی‌پرستوں نے متعدد غدارانہ کام کرکے سوویت روس

سے، سوویت ہنگری سے اتحاد کے معاملے میں رکاوٹیں ڈالی ہیں (جزوی طور پر انہیں بالکل تباہ کردیا ہے)۔ ہم کمیونسٹ ایسے اتحاد کو آسان بنانے اور اسی کی تیاری کےلئے ہر ذریعہ استعمال کریں گے، علاوہ‌بریں معاہدۂ ورسائی کو مسترد کرنا اور وہ بھی فوراً، ہم پر بالکل فرض نہیں ہے۔ کامیابی کے ساتھ اس کو مسترد کرنے کا انحصار نہ صرف جرمنی میں بلکہ سوویت تحریک کی بین‌الاقوامی کامیابیوں پر ہے۔ اس تحریک میں شیئڈمان اور کاؤتسکی پرستوں نے گڑبڑ کی اور ہم نے اس کی مدد کی۔ یہی معاملے کا سارا نچوڑ ہے، یہی اختلاف کی جڑ ہے۔ اور اگر ہمارے طبقاتی دشمنوں، استحصال کرنےوالوں اور ان کے پٹھو، شیئڈمانوں اور کاؤتسکی پرستوں نے جرمن اور بین‌اقوامی سوویت تحریک کو مضبوط بنانے، جرمن اور بین‌الاقوامی سوویت انقلاب کو مضبوط بنانے کے بہت سے امکانات کو ہاتھ سے جانے دیا تو وہ موردالزام ہیں۔ جرمنی میں سوویت انقلاب بین‌الاقوامی سوویت تحریک کو مضبوط بنائےگا جو معاہدۂ ورسائی کے خلاف اور عام طور پر بین‌الاقوامی سامراج کے خلاف سب سے مضبوط گڑھ (اور واحد معتبر، ناقابل تسخیر اور عالمی طاقت رکھنےوالا گڑھ) ہے۔ سامراج سے کچلے ہوئے دوسرے ملکوں کو سامراج کے جوئے سے نجات دلانے کے سوالات پر ہونےوالے معاہدۂ ورسائی سے نجات کو قطعی طور پر، ثابت قدمی سے اور فوری ترجیح دینا انقلابی بین‌الاقوامیت نہیں گھٹیا درجے کی قوم‌پرستی ہے (جو کاؤتسکی، ہیلفرڈنگ، اوٹو باؤیر اور کمپنی کو ہی زیب دیتی ہے)۔ یورپ کے کسی بھی بڑے ملک میں، جن میں جرمنی بھی شامل ہے، بورژوازی کا تختہ الٹنا بین‌الاقوامی انقلاب کےلئے اتنا مفید ہے کہ اس کےلئے، اگر ضرورت ہو، تو معاہدۂ ورسائی کے وجود کو زیادہ مدت تک برقرار رکھا جا سکتا ہے اور رکھنا چاہئے۔ اگر روس تنہا انقلاب کے فائدے کےلئے بریست کے صلح نامے کو چند مہینوں تک برداشت کر سکا تو اس میں کوئی ناممکن بات نہیں ہے کہ سوویت جرمنی سوویت روس سے متحد ہوکر انقلاب کے فائدے کےلئے معاہدۂ ورسائی کے وجود کو زیادہ مدت تک برداشت کرے۔

فرانس اور برطانیہ وغیرہ کے سامراجی جرمن کمیونسٹوں کو بھڑکا اور پھنسا رہے ہیں: "کہو، کہ تم معاہدۂ ورسائی پر

دستخط نہیں کروگے،،۔ اور بائیں بازو کے کمیونسٹ بچوں کی طرح اس جال میں پھنس جاتے ہیں جو ان کےلئے بچھایا گیا ہے بجائے اس کے کہ وہ اس پر فریب اور فی الوقت زیادہ طاقتور دشمن کے خلاف چال چلیں، بجائے اس کے کہ اس سے کہیں : ''اب ہم معاہدۂ ورسائی پر دستخط کریں‌گے،،۔ پہلے سے اپنے ہاتھ بند ہوا لینا، دشمن سے صاف کہدینا جو اس وقت ہم سے بہتر مسلح ہے کہ ہم اس سے لڑیں‌گے اور کب لڑیں‌گے، انقلابیت نہیں حماقت ہے ۔ ایسے وقت جنگ چھیڑنا جب وہ صاف طور پر ہمارے لئے نہیں بلکہ دشمن کے حق میں مفید ہو، جرم ہے اور انقلابی طبقے کے ایسے سیاست‌داں کہیں بھی کارآمد نہیں ہو سکتے، جو ''پینترےبازی، صلح‌جوئی اور مصالحت،، نہ کر سکتے ہوں تاکہ جانی بوجھی غیرمناسب جنگ سے بچا جا سکے۔

. . . .

۱۰

بعض نتائج

۱۹۰۵ء کے روسی بورژوا انقلاب نے تاریخ عالم میں ایک بہت ہی انوکھے سوڑ کا انکشاف کیا ۔ ایک انتہائی پسماندہ سرمایہ‌دار ملک میں دنیا میں پہلی بار ہڑتالی تحریک نے بےنظیر وسعت اور توانائی اختیار کی۔ ۱۹۰۵ء کے صرف پہلے مہینے میں ہڑتالیوں کی تعداد پچھلے دس سال (۱۸۹۵ء—۱۹۰۴ء) کے سالانہ اوسط کے مقابلے میں دس گنی تھی۔ جنوری سے اکتوبر ۱۹۰۵ء تک ہڑتالیں متواتر بڑھتی اور وسعت اختیار کرتی گئیں۔ پسماندہ روس نے، متعدد بالکل انوکھے تاریخی حالات کے زیر اثر، پہلی بار دنیا کو انقلاب کے وقت (یہ تمام عظیم انقلابوں میں ہوا) کچلے ہوئے عوام کے خودمختارانہ اقدامات میں نہ صرف حیرت‌انگیز رفتار سے اضافے کا مظاہرہ کیا بلکہ یہ بھی دکھایا کہ پرولتاریہ کی اہمیت آبادی میں اس کے تناسب کے مقابلے میں بےحد زیادہ ہے، معاشی اور سیاسی ہڑتالوں میں اتحاد ہے جب مؤخرالذکر مسلح بغاوت میں تبدیل ہو جاتی ہے اور سوویتیں وجود میں آتی ہیں جو سرمایہ‌داری کے

ظلم کے شکار طبقوں کی عوامی جدوجہد اور عوامی تنظیم کی نئی شکل ہے۔

فروری اور اکتوبر ۱۹۱۷ء کے انقلابوں نے سوویتوں کو قومی پیمانے پر ہمہ پہلو فروغ دیا اور پرولتاری سوشلسٹ انقلاب میں ان کو فتح تک پہنچایا۔ اور دو سال سے بھی کم عرصے میں سوویتوں کے بین‌الاقوامی کردار، عالمی مزدور تحریک میں جدوجہد اور تنظیم کی اس صورت کے رواج اور سوویتوں کے بورژوا پارلیمانیت اور عام طور پر بورژوا جمہوریت کے گورکن، وارث اور جانشین ہونے کے تاریخی مشن کا اظہار ہو گیا۔

بس اتنا ہی نہیں۔ اس وقت مزدور تحریک کی تاریخ دکھاتی ہے کہ تمام ملکوں میں اس کو ابھرتے، مضبوط ہوتے اور فتح کی طرف جاتے ہوئے کمیونزم کی اس جدوجہد سے گذرنا ہے (اور اس نے گذرنا شروع کر دیا ہے) جو سب سے پہلے اور خاص طور سے اپنے (ہر ملک کے لئے) ''مینشویکوں،، یعنی موقع پرستوں اور جارحانہ قوم پرستوں کے خلاف ہوگی، پھر یوں کہنا چاہئے ضمنی طور پر، ''بائیں بازو،، کے کمیونزم کے خلاف ہوگی۔ پہلی جدوجہد تمام ملکوں میں بلاواحد استثنا کے پھیل چکی ہے جو دوسری انٹرنیشنل (جو اب حقیقتاً مر چکی ہے) اور تیسری انٹرنیشنل کے درمیان جدوجہد کی شکل میں تھی۔ دوسری جدوجہد جرمنی، برطانیہ، اٹلی اور امریکہ میں (بہر نوع ''عالمی صنعتی مزدوروں،، اور انارکو سنڈیکیٹ والوں کا ایک خاص حصہ سوویت نظام کو تقریباً عام طور پر، تقریباً بلا تفریق تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ بائیں بازو کے کمیونزم کی غلطیوں کو بجا قرار دیتا ہے) اور فرانس میں (سابق سنڈیکیٹ والوں کے ایک حصے کا رویہ سیاسی پارٹی اور پارلیمانیت کی طرف، اور یہاں بھی سوویت نظام کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ) دیکھی جا سکتی ہے یعنی بلاشبہ نہ صرف بین‌الاقوامی پیمانے پر بلکہ عالمی پیمانے پر بھی۔

لیکن درحقیقت ہر جگہ، بورژوازی پر فتح پانے کے لئے تیاری کے ایک ہی قسم کے اسکول سے گذرتے ہوئے، ہر ملک کی مزدور تحریک اس فروغ کے کام کو اپنے طریقے سے کر رہی ہے۔ بڑے اور ترقی‌یافتہ سرمایہ‌دار ملک اس راستے کو کہیں زیادہ تیزی سے

طے کر رہے ہیں بمقابلہ بالشویزم کے جس نے تاریخ سے منظم سیاسی رجحان کی حیثیت سے فتح کی تیاری کے لئے پندرہ سال پائے۔ تیسری انٹرنیشنل نے ایک سال جیسی مختصر مدت میں فیصلہ کن فتح حاصل کرلی، دوسری زرد، جارحانہ قوم پرست انٹرنیشنل کو توڑ دیا جو چند مہینے پہلے تک تیسری انٹرنیشنل کے مقابلے میں کہیں زیادہ طاقتور تھی، مضبوط اور زبردست معلوم ہوتی تھی اور اس کو عالمی بورژوازی کی ہمہ گیر — براہ راست اور بالواسطہ، مادی (وزارتی عہدے، پاسپورٹ اور پریس) اور نظریاتی امداد حاصل تھی۔

اس وقت سارا کام یہ ہے کہ ہر ملک کے کمیونسٹ پورے شعور کے ساتھ موقع پرستی اور ''بائیں بازو،، کی اصول پرستی کے خلاف جدوجہد کے بنیادی اور بااصول فریضوں کو پیش نظر رکھیں اور ان ٹھوس خصوصیات کو بھی جو ہر ملک میں یہ جدوجہد اختیار کرتی ہے اور اس کو لازمی طور پر اختیار کرنا چاہئے، اپنی معیشت، سیاست، ثقافت، اپنی قومی ساخت (آئرلینڈ وغیرہ)، اپنی نوآبادیوں، اپنی مذہبی تقسیم وغیرہ وغیرہ کے انوکھے کردار کے مطابق۔ دوسری انٹرنیشنل کے خلاف بے اطمینانی ہر جگہ محسوس کی جا رہی ہے اور پھیل کر بڑھ رہی ہے جس کی وجہ اس کی موقع پرستی اور ایک واقعی مرکوز اور واقعی رہنمائی کرنے والا ایسا مرکز قائم کرنے میں اس کی نااہلی یا عدم صلاحیت ہے جو عالمی سوویت ریپبلک کے لئے انقلابی پرولتاریہ کی جدوجہد میں بین الاقوامی طریقۂ کار کی رہنمائی کی اہلیت رکھتا ہو۔ اس بات کو صاف طور سے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اس طرح کے رہنما مرکز کو جدوجہد کے تیار شدہ، بے سمجھے بوجھے، ہموار اور یکساں طریقۂ کار کے قواعد کی بنا پر نہیں بنایا جا سکتا۔ جب تک قوموں اور ملکوں کے درمیان قومی اور ریاستی فرق ہیں — اور یہ فرق بہت مدت تک رہیں گے حتی کہ عالمی پیمانے پر پرولتاریہ کی آمریت کے قیام کے بعد بھی — تمام ملکوں کی کمیونسٹ مزدور تحریک کے بین الاقوامی طریقۂ کار کے اتحاد کا تقاضہ تنوع کو ختم کرنا یا قومی فرق کا صفایا کرنا نہیں ہے (یہ اس وقت خواب گراں ہے) بلکہ کمیونزم کے بنیادی اصولوں (سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی آمریت) کا ایسا استعمال ہے جو ٹھیک طور سے ان اصولوں کو بعض تفصیلات میں بدلے گا،

ان کو صحیح طور سے اپنائےگا اور ان کو قومی اور قومی ریاستی فرق میں استعمال کریگا۔ اس قومی خصوصیت اور قومی انوکھےپن کے بارے میں تحقیقات کرنا، مطالعہ کرنا، تلاش کرنا، پیش گوئی کرنا اور سمجھنا، جو ہر ملک واحد بین‌الاقوامی فریضے (مزدور تحریک کے اندر موقع‌پرستوں اور بائیں بازو کی اصول‌پرستی پر فتح حاصل کرنے، بورژوازی کا تختہ الٹنے، سوویت رپبلک اور پرولتاریہ کی آمریت قائم کرنے کے فریضے) کو حل کرنے کے ٹھوس طریقوں میں رکھتا ہے، یہی وہ خاص فریضہ ہے جو تمام ترقی‌یافتہ (اور صرف ترقی‌یافتہ ہی نہیں) ملکوں کے سامنے اس تاریخی لمحے میں ہے۔ سب کچھ واقعی ابھی تکمیل سے بہت دور ہے لیکن خاص فریضہ یعنی مزدور طبقے کے ہراول کو اپنا حامی بنانے، پارلیمانیت کے خلاف سوویت اقتدار کی طرف اس کے آنے، بورژوا جمہوریت کے خلاف پرولتاریہ کی آمریت کی طرف اس کے آنے کا فریضہ پورا کر لیا گیا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ ساری توانائی، ساری توجہ دوسرے قدم پر مرکوز کر دی جائے، جو معروف نقطۂ‌نظر سے واقعی کم بنیادی معلوم ہوتا ہے لیکن جو اس کے باوجود حقیقت میں فریضے کے عملی جامہ پہنانے کے لحاظ سے زیادہ قریب ہے۔ یہ قدم ہے: پرولتاری انقلاب تک عبور یا پہنچنے کی شکلوں کی تلاش۔

پرولتاری ہراول کو نظریاتی طور پر جیت لیا گیا ہے۔ یہ بڑی بات ہے۔ اس کے بغیر فتح کی طرف پہلا قدم بھی اٹھانا ناممکن ہے۔ لیکن ابھی فتح کافی دور ہے۔ صرف ہراول سے ہی فتح حاصل کرنا ممکن نہیں۔ محض ہروال کو تن‌تنہا فیصلہ‌کن لڑائی میں جھونک دینا جبکہ پورے طبقے نے، جبکہ وسیع پیمانے پر عوام نے ابھی ہراول کی براہ‌راست حمایت کی یا کم از کم اس کی طرف ہمدردانہ غیرجانبداری کی اور اس کے دشمن کی پوری عدم حمایت کی پوزیشن اختیار نہ کی ہو، نہ صرف حماقت ہوگی بلکہ جرم بھی ہوگا۔ اور اس کےلئے کہ واقعی سارا طبقہ، واقعی محنت‌کشوں اور سرمایہ کے کچلے ہوئے لوگوں کی بھاری اکثریت اس پوزیشن تک آئے، محض پروپیگنڈا، محض ایجی‌ٹیشن کافی نہیں ہے۔ اس کےلئے عوام کو خود اپنے سیاسی تجربے کی ضرورت ہے۔ تمام عظیم انقلابوں کا یہی بنیادی قانون ہے جس کی تصدیق نہ صرف روس میں زبردست توانائی اور وضاحت

کے ساتھ ہوئی بلکہ جرمنی میں بھی ہوئی ہے۔ نہ صرف روس کے غیرمہذب اور اکثر ناخوانده عوام کو بلکہ جرمنی کے اعلی مہذب اور عام طور پر پڑھے لکھے عوام کو بھی دوسری انٹرنیشنل کے بانکے سرداروں کی حکومت کی انتہائی کمزوری، انتہائی بےعزتی، انتہائی لاچاری، انتہائی پاجی‌پن اور بورژوازی کے سامنے اس کی انتہائی کاسہ لیسی، حد سے زیادہ رجعت‌پرستوں (روس میں کورنیلوف اور جرمنی میں کاپ اینڈ کمپنی) کی آمریت (۱۰۱) کی ناگزیریت کی آزمائش سے پرولتاریہ کی آمریت کے واحد بدل کی حیثیت سے گذرنا پڑا تاکہ وہ ثابت قدمی سے کمیونزم کی طرف آئیں۔

بین‌الاقوامی مزدور تحریک میں باشعور ہراول یعنی کمیونسٹ پارٹیوں، گروپوں اور رجحانوں کا فوری فریضہ ان کی یہ صلاحیت ہے کہ وہ وسیع پیمانے پر عوام کو (جو ابھی تک زیادہ‌تر خفتہ، بےعمل، ڈھرے پر چلنےوالے، جامد اور خوابیدہ ہیں) ان کی اس نئی پوزیشن تک لے آئیں یا یہ کہنا زیادہ ٹھیک ہوگا کہ نہ صرف اپنی پارٹی کی رہنمائی کی صلاحیت رکھتے ہوں بلکہ ان عوام کی رہنمائی کی بھی جب وہ اس نئی پوزیشن تک پہنچیں یا عبور کریں۔ اگر پہلا تاریخی فریضہ (پرولتاریہ کے باشعور ہراول کو سوویت اقتدار اور مزدور طبقے کی آمریت کی طرف لانا) موقع‌پرستی اور جارحانہ قوم پرستی پر مکمل نظریاتی اور سیاسی فتح حاصل کئے بغیر پورا کرنا ممکن نہیں تھا تو دوسرا فریضہ جو اب فوری بن گیا ہے اور عوام کو اس نئی پوزیشن تک لانے کی صلاحیت پر مشتمل ہے، جو انقلاب میں ہراول کی فتح کی ضامن ہوگی، اس فوری فریضے کو بائیں بازو کی اصول‌پرستی ختم کئے بغیر، اس کی غلطیوں کو بالکل دور کئے بغیر اور ان سے نجات حاصل کئے بغیر پورا کرنا ممکن نہیں ہے۔

جہاں تک یہ بات تھی (اور جس حد تک ابھی یہ بات ہے) کہ پرولتاریہ کے ہراول کو کمیونزم کی طرف لایا جائے تو ابھی تک پروپیگنڈے کو اولین جگہ حاصل تھی اور اب بھی ہے۔ حتی کہ حلقے بھی اپنے محدود ہونے کی تمام کمزوریوں کے باوجود مفید اور کارآمد نتائج کے حاسل ہیں۔ جب عوام کے عملی اقدام کی بات ہوتی ہے، لاکھوں کی فوج کی تقسیم‌وترتیب کی (اگر اس کو اس طرح کہا جا سکے)، آخری اور فیصلہ کن لڑائی کےلئے کسی سماج

میں تمام طبقاتی طاقتوں کی صف‌آرائی کی بات ہوتی ہے، اس وقت محض پروپیگنڈے کے ہنر سے، محض ''خالص،، کمیونزم کی سچائیوں کو دہرانے سے کام نہیں چلتا۔ یہاں ہزاروں تک کی گنتی کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ کوئی مبلغ، ایسے چھوٹے گروپ کا ممبر، گنتی کرتا ہے جو ابھی تک عوام کا رہنما نہیں، بلکہ یہاں لاکھوں اور کروڑوں کا شمار کرنے کی ضرورت ہے۔ یہاں اپنے آپ سے نہ صرف یہ سوال کرنے کی ضرورت ہے کہ آیا ہم نے انقلابی طبقے کے ہراول کی یقین دہانی کرلی ہے، بلکہ اس کے بارے میں بھی کہ آیا تمام طبقوں کی تاریخی طور پر سرگرم طاقتوں کی صف‌آرائی ہو گئی ہے، قطعی طور پر بلا استثنا کسی معاشرے کے تمام طبقات کی اس طرح کی صف آرائی کہ فیصلہ‌کن لڑائی بالکل پختہ ہو چکی ہو، اس طرح کہ (۱) تمام طبقاتی طاقتیں جو ہماری دشمن ہیں کافی الجھی ہوئی ہوں، ایک دوسرے سے کافی لڑجھگڑ رہی ہوں اور انھوں نے اس لڑائی میں اپنے کو کافی کمزور کر لیا ہو جو ان کی طاقت سے باہر ہے، کہ (۲) تمام مذبذب، ڈگمگانےوالے اور درمیانی عناصر یعنی پیٹی بورژوازی، بورژوازی سے الگ پیٹی بورژوا جمہوریت نے عوام کے سامنے اپنے کو کافی بےنقاب کر لیا ہو اور عملی دیوالیہ‌پن سے اپنے کو کافی بدنام کر لیا ہو، کہ (۳) پرولتاریہ میں بورژوازی کے خلاف انتہائی باعزم، بےنظیر جرأت‌آمیز انقلابی عمل کےلئے بڑے پیمانے پر جذبہ پیدا ہو گیا ہو اور مضبوطی سے ابھرنے لگا ہو۔ ہاں، تب ہی انقلاب پختہ ہوگا، تب ہی ہماری فتح ہوگی، اگر ہم نے مختصر طور پر مندرجۂ بالا حالات کا اچھی طرح اندازہ لگا لیا ہو اور صحیح لمحے کا انتخاب کیا ہو تو ہماری فتح کی ضمانت ہے۔

چرچل اور لائڈ جارج (اس قسم کے سیاست‌داں ہر ملک میں تھوڑے قومی فرق کے ساتھ پائے جاتے ہیں) کے درمیان اختلافات ایک طرف اور ہنڈرسن اور لائڈ جارج کے درمیان دوسری طرف، خالص (یعنی مجرد) کمیونزم یعنی ایسے کمیونزم کے نقطۂ‌نظر سے قطعی غیراہم ہیں جو عملی، عوامی سیاسی اقدام کےلئے پختہ نہیں ہوا ہے۔ لیکن عوام کے اس عملی اقدام کے نقطۂ‌نظر سے یہ اختلافات بہت اہم ہیں۔ ان اختلافات کو اچھی طرح ملحوظ رکھنا اور اس

لمحے کا تعین کرنا جب ان ''دوستوں،، کے درمیان ناگزیر تصادم، جو مجموعی طور پر تمام ''دوستوں،، کو کمزور اور بےطاقت بناتا ہے، پوری طرح پختہ ہو جاتا ہے — یہ ہے ان کمیونسٹوں کا سارا مقصد، سارا فریضہ جو محض باشعور، بایقین نظریاتی پروپیگنڈا کرنے والے ہی نہیں بلکہ انقلاب میں عوام کے عملی رہنما بھی ہونا چاہتے ہیں ۔ ضرورت ہے کہ کمیونزم کے خیالات سے انتہائی وفاداری کو تمام ضروری عملی مصالحتوں، چالوں، صلح جوئی، خم و پیچ اور پسپائی وغیرہ کی صلاحیت سے مربوط کیا جائے تاکہ ہنڈرسن پرستوں (دوسری انٹرنیشنل کے سورماؤں کے، اگر ہم پیٹی بورژوا جمہوریت کے ان نمائندوں کا الگ الگ نام نہ گنائیں جو اپنے کو سوشلسٹ کہتے ہیں) کے سیاسی اقتدار کو جلد وجود میں لاکر اس کو ختم کیا جا سکے، عملی طور پر ان کے ناگزیر دیوالیہ پن میں عجلت کی جا سکے جو عوام کو ہمارے جذبے سے، کمیونزم کے حق میں منور کر دےگا۔ ضرورت ہے کہ ہنڈرسنوں، لائڈ جارجوں اور چرچلوں (مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں — کیڈٹوں — شاہ پرستوں، شیڈسانوں — بورژوازی — کاپ کے حامیوں وغیرہ) کے درمیان ناگزیر اختلافات، جھگڑوں، تصادم اور مکمل نفاق میں عجلت کی جا سکے اور ''مقدس نجی ملکیت کے،، ان تمام ''ستونوں،، کے درمیان انتہائی نفاق کے ایسے لمحے کو ٹھیک سے چنا جا سکے تاکہ پرولتاریہ کا ثابت قدم دھاوا ان سب کو مسمار کر دے اور سیاسی اقتدار حاصل کرلے۔

تاریخ عام طور پر اور انقلابوں کی تاریخ خاص طور پر، ہمیشہ اپنے مواد کے لحاظ سے زیادہ بھرپور، زیادہ گوناگوں، زیادہ ہمہ پہلو، زیادہ جاندار، زیادہ ''پرفطرت،، ہوتی ہے اس کے مقابلے میں جس کا تصور بہترین پارٹیاں اور انتہائی ترقی‌یافتہ طبقوں کے بہت ہی باشعور ہراول کرتے ہیں ۔ یہ بات سمجھ میں آتی ہے کیونکہ بہترین ہراول لاکھوں لوگوں کے شعور، قوت‌ارادی، جذبات اور تصورات کا اظہار کرتے ہیں اور انسانیت کی تمام صلاحیتوں کے مخصوص ابھار اور تناؤ کے لمحات میں انقلابوں کی تکمیل ان کروڑوں آدمیوں کے شعور، قوت‌ارادی، جذبات اور تصورات سے ہوتی ہے جن کے لئے طبقات کی شدیدترین جدوجہد تازیانے کا کام کرتی

ہے۔ یہاں سے دو بہت ہی اہم عملی نتائج برآمد ہوتے ہیں: اول یہ کہ انقلابی طبقے کو اپنے فریضے کی تکمیل کےلئے سماجی سرگرمی کی تمام شکلوں یا پہلوؤں پر بلااستثنا قابو پانا چاہئے (سیاسی اقتدار کو حاصل کرنے کے بعد اس کی تکمیل کرنا، اکثر بڑی جوکھم یا بڑے خطرے کے ساتھ، جو اس نے اس فتح تک نہیں کیا تھا)۔ دوسرے، انقلابی طبقے کو اس کےلئے تیار رہنا چاہئے کہ ان شکلوں کی ایک دوسرے میں تبدیلی بہت ہی تیز اور غیرمتوقع ہوگی۔

ہر ایک اس بات سے اتفاق کرےگا کہ اس فوج کو میدان جنگ میں اتارنا حماقت بلکہ جرم ہے جو ان تمام قسم کے اسلحہ‌جات اور جنگ کے ان تمام ذرائع اور طریقوں میں مہارت رکھنے کی تیاری نہیں کرتی جو دشمن کے پاس ہیں یا اس کے پاس ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ بات جنگی سرگرمی سے کہیں زیادہ سیاست سے تعلق رکھتی ہے۔ سیاست میں پہلے سے یہ بات اور کم جانی جا سکتی ہے کہ جدوجہد کے کون سے ذرائع آئندہ آنےوالے حالات میں ہمارے لئے قابل استعمال اور کارآمد ہوں‌گے۔ جدوجہد کے تمام ذرائع نہ رکھنے پر ہمیں زبردست اور کبھی کبھی فیصلہ‌کن شکست بھی ہو سکتی ہے، اگر دوسرے طبقوں کی پوزیشن میں تبدیلیاں جو ہماری گرفت سے باہر ہیں سرگرمیوں کی ایسی شکل سے ہمیں دوچار کر دیں جس میں ہم خاص طور سے کمزور ہوں۔ جدوجہد کے تمام ذرائع سے لیس ہوکر ہم یقیناً فتح حاصل کریں‌گے کیونکہ ہم واقعی ترقی‌یافتہ، واقعی انقلابی طبقے کے مفادات کی نمائندگی کرتے ہیں، چاہے حالات ہمیں ان اسلحہ کے استعمال کی اجازت نہ دیں جو دشمن کےلئے زیادہ خطرناک ہیں، اسلحہ جو انتہائی تیزی سے مہلک ضرب لگا سکتے ہیں۔ ناتجربہ کار انقلابی اکثر سوچتے ہیں کہ جدوجہد کے قانونی ذرائع موقع‌پرستانہ ہیں کیونکہ بورژوازی نے اس میدان میں خاص طور سے اکثر (زیادہ‌تر ''پرامن،، زمانے میں نہ کہ انقلاب کے زمانے میں) مزدوروں کو دھوکا دیا اور بیوقوف بنایا ہے، اور جدوجہد کے غیرقانونی ذرائع انقلابی ہیں۔ یہ بات غلط ہے۔ صحیح یہ ہے کہ وہ پارٹیاں اور لیڈر موقع‌پرست اور مزدور طبقے سے غداری کرنےوالے ہیں جو یہ صلاحیت یا خواہش نہیں رکھتے (نہ کہو: نہیں کر سکتا، کہو: نہیں چاہتا) کہ ایسے حالات میں جدوجہد

کے غیرقانونی ذرائع استعمال کریں جیسے ۱۸ — ۱۹۱۴ء کی سامراجی جنگ کے زمانے میں، جب انتہائی آزاد جمہوری ملکوں کی بورژوازی نے جنگ کی قزاقانہ نوعیت کے بارے میں منہ کھولنے کی ممانعت کرکے بےنظیر بےشرمی اور خونخواری سے مزدوروں کو دھوکہ دیا۔ لیکن وہ انقلابی جو جدوجہد کی غیرقانونی شکلوں کو تمام قانونی شکلوں سے جوڑ نہیں سکتے بہت ہی برے انقلابی ہوتے ہیں۔ اس وقت انقلابی ہونا مشکل نہیں ہے جب کہ انقلاب پھٹ کر شعلہ‌ور ہوچکا ہو، جب ہر ایک انقلاب کی طرف کھنچتا ہے محض دلکشی، فیشن یا اکثر ذاتی کیریر کے مفادات کے خیال سے۔ فتح کے بعد ایسے نقلی انقلابیوں سے ''نجات،، پانا پرولتاریہ کےلئے بہت ہی مشکل اور بہت ہی تکلیف‌دہ ہوگا۔ ایسے وقت میں انقلابی ہونا کہیں زیادہ مشکل اور کہیں زیادہ بیش‌بہا ہے جب براہ‌راست، علانیہ، حقیقی طور پر عوامی اور واقعی انقلابی جدوجہد کےلئے ابھی حالات نہ ہوں، جب غیرانقلابی اداروں میں انقلاب کے مفادات کی وکالت کرنا ہو (پروپیگنڈے، ایجی‌ٹیشن اور تنظیم کے کام کے ذریعہ)، غیرانقلابی اور اکثر براہ‌راست رجعت‌پرست اداروں میں، غیرانقلابی ماحول میں، ایسے عوام میں جو اقدام کے انقلابی طریقوں کی ضرورت کو فوراً نہ سمجھ سکتے ہوں۔ واقعات کے اس ٹھوس راستے یا خاص موڑ کو تلاش کرنے، ٹٹولنے اور اس کا ٹھیک سے تعین کرنے کی صلاحیت رکھنا، جو عوام کو حقیقی، فیصلہ‌کن، مختتم، عظیم انقلابی جدوجہد تک لے جائے — یہ ہے مغربی یورپ اور امریکہ کے موجودہ کمیونزم کا خاص فریضہ۔

برطانیہ ایک مثال ہے۔ ہم نہیں جانتے اور کوئی بھی پہلے سے اس کا تعین نہیں کر سکتا کہ وہاں کتنی جلد حقیقی پرولتاری انقلاب کا شعلہ بھڑک اٹھےگا اور کون‌سا سبب سب سے زیادہ ان وسیع عوام کو جو ابھی خوابیدہ ہیں بیدار و مشتعل کرنے اور جدوجہد میں آگے بڑھانے کا باعث ہوگا۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی تیاری کا سارا کام اس طرح کریں کہ چاروں پیروں کی نعل‌بندی رہے (جیسا کہ متوفی پلیخانوف کہا کرتے تھے جب وہ مارکسی اور انقلابی تھے)۔ یہ ممکن ہے کہ کسی پارلیمانی بحران سے ''شگاف پڑ جائے،،، ''برف ٹوٹ جائے،،۔ ممکن ہے کسی

ایسے بحران سے جو بری طرح الجھے ہوئے، تکلیف‌ده اور شدید ہوتے ہوئے، نوآبادیاتی اور سامراجی تضادوں سے پیدا ہوا ہے، یا ممکن ہے کسی تیسری وجہ سے وغیرہ وغیرہ۔ ہم اس کے بارے میں نہیں کہہ رہے ہیں کہ کیسی جدوجہد برطانیہ میں پرولتاری انقلاب کی قسمت کا فیصلہ کرےگی (اس سوال کے بارے میں کسی کمیونسٹ کو کوئی شبہ نہیں ہے، یہ سوال ہم سب کےلئے طےشدہ ہے اور مضبوطی کے ساتھ طےشدہ ہے)۔ ہم اس سبب کے بارے میں کہہ رہے ہیں جو فی‌الحال خوابیدہ پرولتاریہ کو بیدار کر دےگا اور ان کو حرکت میں لاکر انقلاب سے دو چار کرےگا۔ ہم یہ نہ بھولیں کہ مثال کےلئے فرانسیسی بورژوا ریپبلک میں، ایسے حالات میں جو قومی اور بین‌الاقوامی دونوں نقطۂ‌نظر سے سوگنے کم انقلابی تھے اس کے مقابلے میں جتنے آج ہیں، ایسا ''غیرمتوقع'' اور ''معمولی'' سبب جو رجعت‌پرست جنگ‌بازوں کی ہزاروں پر فریب حرکتوں میں سے ایک تھا (درائی‌فوس کا مقدمہ) لوگوں کو خانہ‌جنگی کی حد تک لانے کےلئے کافی ثابت ہوا۔

برطانیہ میں کمیونسٹوں کو چاہئے کہ وہ متواتر، مستحکم اور ثابت قدمی سے پارلیمانی انتخابات کو اور برطانوی حکومت کی آئرلینڈ کے اور نوآبادیاتی اور عالمی سامراجی پالیسی کے نشیب فراز کو اور معاشرتی زندگی کے تمام دوسرے منطقوں، شعبوں اور پہلوؤں کو بھی استعمال کریں اور ان سب میں نئے طریقے سے کام کریں، کمیونسٹ طریقے سے، دوسری انٹرنیشنل کے نہیں بلکہ تیسری انٹرنیشنل کے جذبے سے کام کریں۔ میرے پاس نہ تو یہاں وقت ہے اور نہ جگہ ہے کہ میں پارلیمانی انتخابات اور پارلیمانی جدوجہد کے ''روسی'' اور ''بالشویک'' طریقوں کے بارے میں لکھوں، لیکن غیرملکی کمیونسٹوں کو یہ یقین دلا سکتا ہوں کہ وہ مغربی یورپ کی عام پارلیمانی مہموں سے مختلف تھے۔ اس سے اکثر یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے: ''ارے، یہ تو روس میں ہوا اور ہمارے ملک میں پارلیمانیت مختلف ہے''۔ یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط ہے۔ دنیا میں کمیونسٹوں کا، تمام ملکوں میں تیسری انٹرنیشنل کے حامیوں کا وجود ہی اس لئے ہے کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں اور ساری راہ میں پرانے سوشلسٹ، ٹریڈیونین، سنڈیکیٹ اور پارلیمانیت کے کام

کو نئے کمیونسٹ کام میں تبدیل کر دیں۔ ہمارے یہاں بھی انتخابات میں موقع پرستانہ، خالص بورژوا، کاروباری، فریب کارانہ اور سرمایہ‌دارانہ حرکتیں ہمیشہ اور بہت کافی ہوتی رہی ہیں۔ مغربی یورپ اور امریکہ کے کمیونسٹوں کو نئی، غیرمعمولی، غیرموقع پرست اور منصب و جاہ کی ہوس سے پاک پارلیمانیت قائم کرنا سیکھنا چاہئے۔ کمیونسٹ پارٹی کو اپنے نعرے پیش کرنا چاہئے، حقیقی پرولتاریہ کو غیرمنظم اور انتہائی کچلے ہوئے غریبوں کی مدد سے اشتہار تقسیم کرنا اور پھیلانا چاہئے، مزدوروں کے فلیٹوں اور دیہی پرولتاریہ کی جھونپڑیوں اور دورافتادہ دیہاتوں (خوش قسمتی سے یورپ میں ہمارے یہاں کے مقابلے میں دورافتارہ گاؤں بہت ہی کم ہیں اور برطانیہ میں تو بالکل کم ہیں) میں جانا چاہئے، ان کو انتہائی عام لوگوں کے طعام‌خانوں میں جانا چاہئے، انتہائی عام لوگوں کی یونینوں، انجمنوں، اتفاقی جلسوں میں جانا چاہئے اور عوام سے بات چیت کرنا چاہئے لیکن عالمانہ انداز میں نہیں (اور نہ بہت پارلیمانہ طریقے سے)، ان کو پارلیمنٹ میں ''نشستیں،، حاصل کرنے کےلئے دوڑ دھوپ نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہر جگہ خیالات کو اکسانا، عوام کو اپنی طرف کھینچنا، بورژوازی کے الفاظ کی گرفت کرنا، اس کی قائم کی ہوئی مشینری اور منعقد کئے ہوئے انتخابات، سارے عوام سے کی ہوئی اس کی اپیلوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے، عوام کو بالشویزم سے اس طرح متعارف کرانا چاہئے جس طرح انتخابات کے علاوہ صورت حال میں (بڑی بڑی ہڑتالوں کو یہاں شمار نہ کیجئے، جب کہ روس میں کل قومی ایجی‌ٹیشن کی اسی طرح کی مشینری نے کہیں زیادہ زورشور سے کام کیا تھا) کبھی ممکن نہیں ہوتا (بورژوازی کی حکومت میں)۔ مغربی یورپ اور امریکہ میں یہ کرنا بہت مشکل ہے، بہت ہی مشکل ہے لیکن اس کو کیا جا سکتا ہے اور کرنا چاہئے کیونکہ کاوش کے بغیر کمیونزم کے فریضے پورے کرنا ممکن نہیں ہے۔ عملی فریضوں کو پورا کرنے کےلئے محنت کرنی چاہئے جو زیادہ سے زیادہ نوع بنوع، زیادہ سے زیادہ سماجی زندگی کے تمام شعبوں سے مربوط ہوتے جاتے ہیں اور بورژوازی سے یکے بعد دیگرے زیادہ سے زیادہ شعبے جیت رہے ہیں۔

اسی برطانیہ میں ضرورت ہے کہ فوج میں اور ان قومیتوں کے درمیان جو ''اپنی'' ریاست کے ہاتھوں (آئرلینڈ اور نوآبادیات) کچلی ہوئی ہیں اور پورے حقوق نہیں رکھتیں، پروپیگنڈا، ایجی ٹیشن اور تنظیم کا کام نئے ڈھنگ سے (سوشلسٹ نہیں بلکہ کمیونسٹ طریقے سے، اصلاح پرست نہیں بلکہ انقلابی طریقے سے) کرنا چاہئے۔ کیونکہ معاشرتی زندگی کے یہ تمام شعبے ساماراج کے دور میں عام طور پر اور اب اس جنگ کے بعد جس نے لوگوں پر اتنے ستم ڈھائے ہیں اور لوگوں کی آنکھیں سچ کو دیکھنے کےلئے تیزی سے کھول دی ہیں (یعنی یہ کہ کروڑوں آدمی مارے گئے اور اپاہج ہوئے محض یہ مسئلہ طے کرنے کےلئے کہ آیا برطانوی یا جرمن درندے زیادہ ملکوں کو لوٹیں گے) — معاشرتی زندگی کے یہ تمام شعبے تصادموں، بحرانوں اور طبقاتی جدوجہد کو تیز کرنے کےلئے بہت سا آتش گیر مادہ اور بہت سے اسباب فراہم کرتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے اور نہ جان سکتے ہیں کہ کون سی چنگاری، ان بےشمار چنگاریوں میں سے جو عالمی معاشی اور سیاسی بحران کے زیر اثر سارے ملکوں میں اڑ رہی ہیں عوام کو خاص طور سے بیدار کرنے کے معنی میں بھڑک کر شعلہ بن جائےگی۔ اور اسی لئے یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے نئے کمیونسٹ اصولوں کے ساتھ سب کو اور ہر ایک کو، حتی کہ زیادہ سے زیادہ پرانے، فرسودہ اور بظاہر مایوس کن شعبوں کی ''تشکیل نو'' کریں کیونکہ اس کے بغیر ہم اپنے فریضے پورے نہیں کر سکیں گے، ہمہ گیر نہ ہوں گے، ہمارے پاس ہر طرح کے اسلحے نہ ہوں گے، نہ تو بورژوازی پر فتح حاصل کرنے کےلئے تیار ہوں گے (جس نے بورژوا طریقے سے معاشرتی زندگی کے تمام پہلوؤں کی تعمیر کی تھی اور اب ان کو منتشر کر دیا ہے) اور نہ ساری زندگی کی کمیونسٹ تنظیم نو کےلئے جو اس فتح کے بعد ہوگی۔

روس میں پرولتاری انقلاب اور بین الاقوامی پیمانے پر اس کی فتوحات کے بعد جو بورژوازی اور کوتاہ بینوں کےلئے غیرمتوقع تھیں ساری دنیا مختلف ہو گئی ہے اور بورژوازی بھی ہر جگہ مختلف ہو گئی ہے۔ وہ ''بالشویزم'' سے ڈر گئی ہے، اس پر غصے کے مارے تقریباً پاگل ہو گئی ہے اور اسی لئے وہ ایک طرف تو واقعات

کے ارتقا کو تیز کر رہی ہے اور دوسری طرف بالشویزم کو تشدد سے کچلنے پر اپنی توجہ مرکوز کر رہی ہے اور اس طرح متعدد دوسرے شعبوں میں اپنی پوزیشن کو کمزور بنا رہی ہے۔ تمام ترقی‌یافتہ ملکوں کے کمیونسٹوں کو اپنے طریقۂ‌کار میں ان دونوں حالات کا لحاظ رکھنا چاہئے۔

جب روسی کیڈٹوں اور کیرینسکی نے بالشویکوں کے خلاف جنون‌آمیز ظلم و ستم شروع کیا، خصوصاً اپریل ۱۹۱۷ء سے اور اس سے زیادہ جون اور جولائی ۱۹۱۷ء میں، وہ حد سے باہر ہو گئے۔ بورژوا اخباروں کی لاکھوں کاپیوں نے بالشویکوں کے خلاف چیخ چیخ کر عوام کو توجہ دلائی کہ وہ بالشویزم کو پرکھیں، اور اخباروں کے علاوہ ساری معاشرتی زندگی، بورژوازی کے ''جوش،، کی وجہ سے، بالشویزم پر بحث سے بھر گئی۔ آجکل بین‌الاقوامی پیمانے پر تمام ملکوں کے کروڑپتی ایسا رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں کہ ہمیں ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ وہ بالشویزم کا اسی طرح تعاقب کر رہے ہیں جس طرح اس کا تعاقب کیرینسکی اور کمپنی نے کیا تھا۔ وہ بھی اس کو ''حد سے زیادہ،، کر رہے ہیں اور اسی طرح ہماری مدد کر رہے ہیں جیسے کیرینسکی نے کی تھی۔ جب فرانسیسی بورژوازی اپنے انتخابی ایجی‌ٹیشن کا مرکزی نقطہ بالشویزم کو بناتی ہے اور نسبتاً معتدل یا مذبذب سوشلسٹوں پر بالشویزم کا پیرو ہونے پر ناراض ہوتی ہے، جب امریکی بورژوازی، بالکل حواس کھو کر ہزارہا لوگوں کو بالشویزم کا حامی ہونے کے شبہ میں گرفتار کر لیتی ہے، بدحواسی کی فضا پیدا کرتی ہے اور ہر طرف بالشویک سازشوں کے افسانے پھیلاتی ہے، جب دنیا کی ''سنجیدہ‌ترین،، برطانوی بورژوازی، اپنی ساری عقل و تجربے کے باوجود، ''بالشویزم سے جدوجہد کے لئے،، دولت‌مند ''انجمنیں،، قائم کرنے کی ناقابل یقین حماقت کرتی ہے، بالشویزم کے بارے میں مخصوص ادب کا اجرا کرتی ہے اور بالشویزم سے جدوجہد کے لئے مزید سائنس‌دانوں، مبلغوں اور پادریوں کو بھرتی کرتی ہے، ہم کو سرمایہ‌دار حضرات کے سامنے جھک کر ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ وہ ہمارے لئے کام کر رہے ہیں۔ وہ بالشویزم کی نوعیت اور اہمیت کے سوالوں سے عوام میں دلچسپی پیدا کرکے ہماری مدد

کر رہے ھیں۔ اور وہ اس کے علاوہ کچھ اور کر بھی نہیں سکتے کیونکہ وہ بالشویزم کے بارے میں ''خاموش رہ کر،، اس کا گلا گھونٹنے میں ناکام رہے ھیں۔

لیکن ساتھ ھی بورژوازی بالشویزم کا تقریباً صرف ایک رخ دیکھ رھی ھے: بغاوت، تشدد اور دھشت۔ اسی لئے بورژوازی اس شعبے میں خاص طور سے ضرب لگانے اور مزاحمت کرنے کی تیاری کرتی ھے۔ ممکن ھے کہ علحدہ واقعات میں، علحدہ علحدہ ملکوں میں مختصر مدت کےلئے وہ کامیاب ھو جائے: ایسے امکان کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت ھے اور ھمارے لئے کوئی خطرناک بات نہیں ھے اگر اس میں اس کو کامیابی ھو۔ کمیونزم معاشرتی زندگی کے قطعی طور پر ھر پہلو میں ''نمودار،، ھو رھا ھے، اس کی کونپلیں قطعی طور پر ھر طرف ھیں۔ یہ ''وبا،، (اگر بورژوازی اور بورژوا پولیس کی مرغوب اور انتہائی ''پسندیدہ،، تشبیہہ میں کہا جائے) جسم میں اچھی طرح سرایت کر گئی ھے اور سارے جسم میں پھیل گئی ھے۔ اگر خاص کوششوں سے اس کا ایک راستہ ''روکا،، جاتا ھے تو ''وبا،، اپنے لئے دوسرا راستہ ڈھونڈھ نکالتی ھے جو کبھی کبھی انتہائی غیرمتوقع ھوتا ھے۔ زندگی اپنا راستہ بنا لیتی ھے۔ بورژوازی کو ھذیان میں مبتلا رھنے دو، پاگل‌پن کی حد تک غصہ کرنے دو، حد سے باھر جانے دو، حماقتیں کرنے دو، قبل ھی بالشویکوں سے بدلہ لینے دو اور ماضی و مستقبل کے مزید سیکڑوں، ھزاروں اور لاکھوں بالشویکوں کو قتل کرنے کی کوششیں (ھندوستان، ھنگری اور جرمنی وغیرہ میں) کرنے دو: اس طرح کا رویہ اختیار کرکے بورژوازی وھی کر رھی ھے جو تاریخ کے مذمت کئے ھوئے تمام مردہ طبقوں نے کیا ھے۔ کمیونسٹوں کو جاننا چاھئے کہ مستقبل بھر صورت انکا ھے اور اسی لئے ھم عظیم انقلابی جدوجہد کے زبردست جوش کو بورژوازی کے پاگل پن کی بےچینی کے زیادہ سے زیادہ ٹھنڈے دل اور گہرے جائزے سے مربوط کر سکتے ھیں (اور ھمیں یہ کرنا چاھئے)۔ روسی انقلاب کو ۱۹۰۵ء میں بری طرح کچل دیا گیا تھا، روسی بالشویک جولائی ۱۹۱۷ء میں کچلے گئے، ۱۵ ھزار جرمن کمیونسٹ شیڈمان اور نوسکے کی پر فریب اشتعال انگیزیوں اور عیارانہ چالوں کے شکار ھوئے جنھوں

نے بورژوازی اور شاہ‌پرست جنرلوں کے ساتھ مل کر یہ کام کیا، فن‌لینڈ اور ہنگری میں سفید دہشت (۱۵۲) پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن تمام حالات میں اور تمام ملکوں میں کمیونزم مضبوط ہو رہا ہے اور فروغ پا رہا ہے اور اس کی جڑیں اتنی گہری ہیں کہ اس کے خلاف جبر و تشدد اسے کمزور نہیں بلکہ زیادہ مضبوط بناتا ہے۔ فتح تک اعتماد اور عزم کے ساتھ ہماری پیش قدمی میں صرف ایک بات کی کمی رہ گئی ہے، یعنی تمام ملکوں میں سارے کمیونسٹوں کا اس ضرورت کے بارے میں عام اور قطعی طور سے سوچا سمجھا شعور کہ وہ اپنے طریقۂ کار میں زیادہ سے زیادہ لوچدار ہوں۔ بے‌نظیر طور پر پروان چڑھنے والا کمیونزم، خصوصاً ترقی‌یافتہ ملکوں میں، یہ شعور اور اس شعور کو عملی طور پر استعمال کرنے کی اہلیت کافی نہیں رکھتا۔

جو کچھ ایسے اعلی صاحبان علم مارکسیوں اور سوشلزم کے لئے وقف دوسری انٹرنیشنل کے لیڈروں جیسے کاؤتسکی اور اوٹو باؤیر وغیرہ کے ساتھ ہوا وہ کارآمد سبق ہو سکتا تھا (اور ہونا چاہئے تھا)۔ وہ پوری طرح لچکیلے طریقۂ کار کو جانتے تھے، انھوں نے مارکسی جدلیات خود سیکھی اور دوسروں کو سکھائی (اور اس میں سے بہت کچھ جو انھوں نے کیا ہے ہمیشہ سوشلسٹ ادب کے لئے بیش‌بہا اضافہ رہے گا)۔ لیکن انھوں نے اس جدلیات کے استعمال میں ایسی غلطی کی یا عملی کاموں میں ایسے غیرجدلیاتی لوگ ثابت ہوئے جو شکلوں میں تیز تبدیلی کو پیش‌نظر رکھنے اور پرانی شکلوں کو نئے مواد سے بھرنے میں نااہل رہے اور ان کی قسمت ہنڈے‌مان، گید اور پلیخانوف کی قسمت کے مقابلے میں کچھ ہی زیادہ قابل رشک ہے۔ ان کے دیوالیہ‌پن کا بنیادی سبب یہ تھا کہ وہ مزدور تحریک اور سوشلزم کے ارتقا کی ایک مخصوص شکل سے مسحور ہو جاتے تھے، اس شکل کے یک‌رخی ہونے کے بارے میں بھول جاتے تھے، اس زبردست تبدیلی کو دیکھنے سے ڈرتے تھے جسے معروضی حالات نے ناگزیر کردی تھی اور ان معمولی حقائق کو از بر رٹتے رہتے تھے جو پہلی نظر میں مسلمہ معلوم ہوتے ہیں مثلاً تین دو سے بڑا ہوتا ہے۔ لیکن سیاست ریاضی کے مقابلے میں الجبرا سے مشابہہ ہے اور وہ ابتدائی ریاضی کے مقابلے میں اعلی ریاضی سے زیادہ ملتی جلتی ہے۔ حقیقت میں سوشلسٹ تحریک کی تمام پرانی شکلیں نئے مواد سے بھر گئی

ہیں، اسی لئے اعداد کے سامنے ''نفی،، کی نئی علامت آگئی ہے۔ لیکن ہمارے دانا ضد کے ساتھ خود اپنے کو اور دوسروں کو یہ یقین دلاتے رہے (اور دلا رہے ہیں) کہ ''نفی تین،، ''نفی دو،، سے بڑی ہے۔

ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ کمیونسٹ اس طرح کی غلطی نہ کریں، مگر برعکس معنی میں، یا یہ کہنا بہتر ہوگا کہ اسی طرح کی غلطی مگر برعکس معنی میں جو ''بائیں بازو،، کے کمیونسٹ کر رہے ہیں، جلد از جلد ٹھیک کی جائے اور جسم کو اس بیماری سے پاک کیا جائے۔ صرف دائیں بازو کی کٹر عقیدہ پرستی ہی نہیں بلکہ بائیں بازو کی کٹر عقیدہ پرستی بھی غلط ہے۔ یہ سچ ہے کہ اس وقت بائیں بازو کی کٹرعقیدہ‌پرستی کی غلطی ہزار گنی کم خطرناک ہے اور کم اہمیت رکھتی ہے بمقابلہ دائیں بازو کی کٹرعقیدہ‌پرستی کی غلطی کے (یعنی جارحانہ قوم‌پرستی اور کاؤتسکی‌ازم)۔ لیکن اسکا سبب محض یہ ہے کہ بائیں بازو کے کمیونزم کا رجحان بہت کمسن ہے، صرف ابھی پیدا ہوا ہے۔ صرف اسی لئے اس بیماری کو، مخصوص حالات کے تحت، آسانی سے دور کیا جا سکتا ہے اور اس کو دور کرنے کےلئے زیادہ سے زیادہ سرگرمی کی ضرورت ہے۔

پرانی شکلیں پھول کر پھٹ‌گئیں کیونکہ ہوا یہ کہ ان میں نیا مواد — پرولتاری دشمن اور رجعت‌پرست — بےحد شامل ہو گیا تھا۔ بین‌الاقوامی کمیونزم کے ارتقا کے نقطۂ‌نظر سے اب ہمارے پاس کام کےلئے ایسا مستحکم، زبردست اور طاقتور مواد ہے (سوویت اقتدار کےلئے، پرولتاریہ کی آمریت کےلئے) کہ وہ اپنے کو کسی بھی شکل میں، نئی اور پرانی دونوں میں ظاہر کر سکتا ہے اور کرنا چاہئے، اسے تمام شکلوں کو نیا جنم دینا چاہئے، ان پر قابو پانا اور اپنے تحت میں لانا چاہئے، نہ صرف نئی بلکہ پرانی بھی — اس لئے نہیں کہ پرانی سے مصالحت کرلی جائے بلکہ اس لئے کہ تمام اور ہر نئی اور پرانی شکلوں کو کمیونزم کی مکمل اور مختتم، فیصلہ‌کن اور اٹل فتح کا ہتیار بنایا جائے۔

کمیونسٹوں کو اپنی ساری کوششیں صرف کر دینا چاہئے کہ مزدور تحریک اور عام طور پر معاشرتی ارتقا کو ایسے راستے

پر چلائیں جو سوویت اقتدار اور پرولتاریہ کی آمریت کی عالمی فتح کے لئے سب سے سیدھا اور سب سے جلد پہنچانے والا ہو۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے۔ لیکن اگر ایک چھوٹا سا قدم آگے بڑھانا ہے، غالباً اسی سمت میں، تو سچائی غلطی میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ اگر ہم یہ کہیں جس طرح جرمن اور برطانوی بائیں بازو کے کمیونسٹ کہتے ہیں کہ ہم صرف ایک بات مانتے ہیں، صرف سیدھے راستے کو، ہم پینترےبازی، صلح جوئی اور مصالحتوں کی اجازت نہیں دیں گے تو یہ ایسی غلطی ہوگی جو کمیونزم کو سنگین نقصان پہنچا سکتی ہے، کچھ پہنچا چکی ہے اور پہنچا رہی ہے۔ دائیں بازو کی کٹرعقیدہ‌پرستی صرف پرانی شکلوں کو ماننے پر اڑی رہی اور نئے مواد کو نظرانداز کرکے انتہائی دیوالیہ ہو گئی۔ بائیں بازو کی کٹرعقیدہ‌پرستی بعض پرانی شکلوں کو غیرمشروط طور پر مسترد کرنے پر اڑی ہوئی ہے اور یہ نہیں دیکھتی کہ نیا مواد تمام شکلوں میں اپنے لئے راستہ ہموار کر رہا ہے۔ کمیونسٹوں کی حیثیت سے ہمارا فرض تمام شکلوں پر قابو پانا ہے، یہ سیکھنا ہے کہ کس طرح انتہائی تیزی کے ساتھ ایک شکل کو دوسری کے ساتھ جوڑا جائے، ایک کو دوسری سے بدلا جائے، اور اس طرح کی ہر تبدیلی کے لئے اپنے طریقۂ کار کو مطابق بنایا جائے جو ہمارے طبقے یا ہماری کوششوں سے نہیں پیدا ہوئی ہے۔

عالمی سامراجی جنگ کی ہولناکیوں، نفرت‌انگیز حرکتوں، خباثت سے اور اس کی پیدا کی ہوئی مایوس‌کن صورت‌حال سے عالمی انقلاب کو بڑی زبردست مہمیز اور تیز کرنے والا دھکا ملا ہے، یہ انقلاب اپنی وسعت اور گہرائی کے لحاظ سے ایسی شاندار تیزی سے شکلوں میں تبدیلی کی ایسی لاجواب تونگری کے ساتھ، ساری کٹرعقیدہ‌پرستی کی ایسی سبق‌آموز عملی تردید کے ساتھ بڑھ رہا ہے جس سے یہ توقع کرنے کی پوری بنیاد ہے کہ بین‌الاقوامی کمیونسٹ تحریک ''بائیں بازو'' کے کمیونزم کی طفلانہ بیماری سے جلد اور مکمل طور سے شفا پائے گی۔

۲۷ اپریل ۱۹۲۰ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۱، صفحات ۳ — ۵، ۲۹ — ۶۲، ۷۴ — ۹۰

زرعی مسئلے پر مقالات کا ابتدائی مسودہ

کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس کےلئے (۱۰۳)

اپنے مضمون میں (۱۰۴) رفیق مارخلیفسکی نے ان وجوہات کی اچھی تشریح پیش کی ھے کہ دوسری انٹرنیشنل جو اب زرد انٹرنیشنل ہو گئی ھے نہ صرف زرعی مسئلے پر انقلابی پرولتاریہ کے طریقۂ کار کو معین کرنے میں ناکام رھی بلکہ اس نے اس مسئلے کو مناسب طور پر چھیڑا تک نہیں۔ اس کے بعد رفیق مارخلیفسکی نے تیسری انٹرنیشنل کے کمیونسٹ زرعی پروگرام کے نظریاتی مبادیات مرتب کئے۔

یہ مبادیات کمیونسٹ انٹرنیشنل کی کانگرس کے لئے جو ۱۵ جولائی ۱۹۲۰ء کو منعقد ھوگی زرعی مسئلے پر عام قرارداد کی بنیاد بن سکتے ھیں۔

ذیل میں اس قرارداد کا ابتدائی مسودہ ھے:

۱۔ صرف شہری اور صنعتی پرولتاریہ کمیونسٹ پارٹی کی رهنمائی میں دیہات کے محنت کش عوام‌الناس کو سرمایے اور آراضی کی بڑی جاگیردارانہ ملکیت کے جوئے اور تباھی سے اور سامراجی جنگوں سے نجات دلا سکتا ھے جو اگر سرمایہ‌داری نظام برقرار رھا تو ناگزیر طور پر بار بار چھڑیں‌گی۔ دیہات میں محنت‌کش عوام‌الناس کی نجات کے لئے کمیونسٹ پرولتاریہ کے ساتھ اتحاد کے علاوہ دوسرا راستہ نہیں ھے اور شرط یہ بھی ھے کہ وہ آخرالذکر کی زمینداروں (آراضی کے بڑے مالکوں) اور بورژوازی کا جوا اتار پھینکنے کی انقلابی جدوجہد کی پرخلوص حمایت کریں۔

دوسری طرف صنعتی مزدور سرمایے کے جوئے اور جنگوں سے انسانیت کو نجات دلانے کا اپنا عہد ساز مقصد حاصل نہیں کر سکتے اگر وہ اپنی تنگ کاریگری یا پیشے کے مفادات تک اپنے آپ کو محدود رکھیں اور اپنے حالات بہتر بنانے تک اپنے آپ کو تنگ خیالی سے محدود کریں جو بعض اوقات پیٹی‌بورژوا معنی میں قابل برداشت ہو سکتے ہیں۔ بالکل یہی کئی ترقی‌یافتہ ممالک کی ''مزدور اشرافیہ،، کے ساتھ پیش آتا ہے جو دوسری انٹرنیشنل کی نام‌نہاد سوشلسٹ پارٹیوں کی بنیاد ہے۔ درحقیقت وہ سوشلزم کی کٹر دشمن اور غدار، پیٹی‌بورژوا جارحانہ قوم پرست اور مزدور تحریک کے اندر بورژوازی کی دلال ہیں۔ پرولتاریہ واقعی انقلابی طبقہ صرف اس وقت ہے اور اشتراکی طریقے سے اقدام کرتا ہے جب وہ تمام محنت کش اور استحصال کئے جانے‌والے عوام کے ہراول کی حیثیت سے، استحصال کرنے‌والوں کا تختہ الٹنے کی جدوجہد میں ان کے رہنما کی طرح پیش قدمی اور عمل کرتا ہے۔ لیکن یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب کہ طبقاتی جدوجہد دیہات میں کی جائے، جب کہ دیہی محنت کش عوام الناس شہری پرولتاریہ کی کمیونسٹ پارٹی کے گرد متحد ہوں اور جب پرولتاریہ انہیں تربیت دے۔

۲۔ دیہات کے محنت کش اور استحصال کئے جانے والے عوام جن کی شہری پرولتاریہ کو رہنمائی کرکے جدوجہد میں شریک کرانا چاہئے یا کم از کم ان کی حمایت حاصل کرنا چاہئے تمام سرمایہ‌دار ملکوں میں مندرجۂ ذیل طبقات پر مشتمل ہیں:

اول، زرعی پرولتاریہ، اجرتی مزدور (سال کے سال، فصل کے فصل یا روزانہ) جو سرمایہ‌دارانہ زرعی کاروباروں میں اجرت پر کام کرکے اپنی روزی حاصل کرتے ہیں۔ اس طبقے کی دیہی آبادی کے دوسرے گروپوں سے آزاد اور علحدہ تنظیم (سیاسی، فوجی، ٹریڈیونین، کوآپریٹیو، ثقافتی، تعلیمی وغیرہ)، اس طبقے میں گہرا پروپیگنڈا اور ایجی‌ٹیشن اور سوویتوں اور پرولتاریہ کی آمریت کے لئے ان کی حمایت کا حصول تمام ملکوں کی کمیونسٹ پارٹیوں کے بنیادی فرائض ہیں۔

دوم، نیم پرولتاری یا وہ کسان جو بہت چھوٹے قطعۂ زمین پر کاشت کرتے ہیں یعنی وہ جو اپنی روزی جزوی طور پر زرعی اور

صنعتی سرمایہدارانہ کاروباروں میں اجرتی مزدوروں کی طرح کام کرکے اور جزوی طور پر اپنے یا لگان پر حاصل کئے ہوئے زمین کے قطعات پر کام کرکے حاصل کرتے ہوں جو ان کے خاندان کو گذر بسر کے ذرائع کا صرف ایک حصہ فراہم کرتے ھیں۔ یہ گروپ تمام سرمایہدار ملکوں کی دیہی محنت‌کش آبادی میں بہت بڑا ہوتا ھے۔ بورژوازی کے نمائندے اور زرد ''سوشلسٹ،، جن کا تعلق دوسری انٹرنیشنل سے ھے اس کے وجود اور خاص حیثیت کی اھمیت کم ظاھر کرتے ھیں، کچھ تو جان بوجھ کر مزدوروں کو دھوکہ دینے کے لئے اور کچھ پیٹی‌بورژوا خیالات کے چکر سے اندھے ھو کر اطاعت کرکے اور اس گروپ کو ''کسان،، عوام‌الناس کے ساتھ ملا دیتے ھیں۔ مزدوروں کو بیوقوف بنانے کا یہ بورژوا طریقہ اکثر جرمنی اور فرانس میں دیکھا جا سکتا ھے بلکہ امریکہ اور دوسرے ممالک میں بھی۔ اگر کمیونسٹ پارٹی کا کام مناسب طریقے سے منظم کیا جائے تو یہ گروپ اس کا پکا حامی بن جائےگا کیونکہ ان نیم پرولتاریوں کا نصیب بہت برا ھوتا ھے اور سوویت حکومت اور پرولتاریہ کی آمریت سے انھیں زبردست اور فوری فائدہ حاصل ھوتا ھے۔

سوم، چھوٹے کسان یعنی چھوٹے پیمانے پر کاشت کرنےوالے جن کے پاس مالک یا مزارع کی حیثیت سے زمین کے چھوٹے قطعات ھوتے ھیں جو انھیں اپنے خاندان اور فارم کی ضروریات پوری کرنے کے قابل بناتے ھیں، اور وہ باھر سے محنت اجرت پر حاصل نہیں کرتے۔ یہ پرت بذات خود بلاشبہ پرولتاریہ کی فتح سے فائدہ اٹھاتا ھے یعنی اسے پوری طرح اور فوراً یہ حاصل ھوتا ھے: (ا) بڑے زمینداروں کو لگان یا فصل کا ایک حصہ دینے کی ضرورت سے چھٹکارا (مثال کے طور پر فرانس میں métayers*، اٹلی اور دوسرے ملکوں میں بھی)، (ب) رھن سے چھٹکارا، (ج) بڑے زمینداروں کے ظلم کی مختلف شکلوں اور ماتحتی سے چھٹکارا (جنگل کی زمین اور ان کا استعمال وغیرہ)، (د) پرولتاری ریاست کی طرف سے ان کے فارموں کو فوری امداد (بڑے سرمایہدارانہ فارموں کے آلات اور عمارتوں کے ایک حصے کا استعمال جنھیں پرولتاریہ ضبط کرتا ھے، پرولتاری ریاست فوراً دیہی

---

* مزارع (ایڈیٹر)

کوآپریٹیو انجمنوں اور زرعی جماعتوں کو اس طرح تبدیل کر دیتی ہے کہ وہ ایسی تنظیموں سے جو سرمایہ‌داری میں سب سے پہلے دولت‌مند اور درمیانہ کسانوں کی خدمت کرتی تھیں ایسی تنظیموں میں بدل جاتی ہیں جو بنیادی طور پر غریبوں کی یعنی پرولتاریوں، نیم پرولتاریوں، چھوٹے کسانوں وغیرہ کی مدد کریں)، اور بہت سی دوسری چیزیں۔

ساتھ ہی کمیونسٹ پارٹی کو وضاحت سے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ سرمایہ‌داری سے کمیونزم تک عبور کے دوران یعنی پرولتاریہ کی آمریت کے دوران یہ پرت یا کم ازکم اس کا ایک حصہ بلاپابند تجارت اور نجی ملکیت کے حقوق کے آزاد استعمال کی جانب ناگزیر طور پر جھولےگا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ پرت خواہ چھوٹے پیمانے پر سہی صرفے کی اشیا کا بیچنےوالا ہے اور منافع‌خوری اور ملکیت کی عادتوں نے اسے بگاڑ دیا ہے۔ لیکن اگر استوار پرولتاری پالیسی اختیار کی جائے، اگر فاتح پرولتاریہ بڑے زمینداروں اور بڑے کسانوں کی جانب ثابت قدم رویہ اختیار کرے تو اس پرت کا تذبذب زیادہ نہیں ہو سکتا اور یہ حقیقت نہیں بدل سکتی کہ مجموعی طور پر وہ پرولتاری انقلاب کا ساتھ دےگا۔

۳۔ مجموعی طور پر مندرجۂ بالا یہ تین گروپ تمام سرمایہ‌دار ممالک میں دیہی آبادی کی اکثریت پر مشتمل ہوتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ پرولتاری انقلاب کی کامیابی نہ صرف شہروں میں بلکہ دیہات میں بھی پوری طرح یقینی ہے۔ اس کے برعکس خیال عام طور پر پھیلا ہوا ہے۔ بہر حال وہ اس لئے جما ہوا ہے کہ اول، بورژوا سائنس اور شماریات نے باقاعدہ دھوکہ دیا ہے۔ وہ دیہات میں جو خلیج مندرجۂ بالا طبقات کو استحصال کرنےوالوں سے اور نیم پرولتاریوں اور چھوٹے کسانوں کو بڑے کسانوں سے جدا کرتی ہے اسے نظر انداز کرنے کے لئے ہر کوشش کرتے ہیں۔ دوم، یہ خیال اس لئے جما ہوا ہے کہ ترقی‌یافتہ ممالک میں زرد دوسری انٹرنیشنل کے سورماؤں اور ''مزدور اشرافیہ،، کی، جنھیں سامراجی مراعات نے بگاڑ دیا ہے، دیہی غریبوں میں پروپیگنڈے، ایجی‌ٹیشن اور تنظیم کے اصلی پرولتاری انقلابی کام کی نااہلیت اور بےدلی ہے۔ موقع‌پرستوں کی توجہ بورژوازی کے ساتھ، جس میں بڑے اور درمیانی کسان

بھی شامل ھیں (جن سے ذیل میں بحث کی جائےگی)، نظریاتی اور عملی سمجھوتے ایجاد کرنے پر ھمیشه سے پوری طرح مرکوز رھی ھے اور اب بھی ھے اور اس پر نہیں ھے که بورژوا حکومت کا اور پرولتاریه کے ھاتھوں بورژوازی کا انقلابی طور پر تخته الٹا جائے۔ سوم، یه خیال اس لئے جما ھوا ھے که اس صداقت سے پرضد انکار، اتنا پرضد جو تعصب کے برابر ھے (جو تمام دوسرے بورژوا جمہوری اور پارلیمانی تعصبات سے جڑا ھوا ھے) جسے مارکسی نظریه پوری طرح ثابت کرچکا ھے اور جس کی پوری طرح تصدیق روس میں پرولتاری انقلاب کے تجربے نے کردی ھے یعنی اگرچه دیہی آبادی کے اوپر بیان کئے ھوئے تین زمرے — جو ناقابل یقین طور پر روندے ھوئے، غیر متحد، کچلے ھوئے اور تمام ملکوں میں یہاں تک که انتہائی ترقی‌یافته ملکوں میں وجود کے نیم وحشیانه حالات کے شکار ھیں — معاشی، سماجی اور ثقافتی لحاظ سے سوشلزم کی فتح سے دلچسپی رکھتے ھیں، وہ انقلابی پرولتاریه کو ثابت قدم مدد دینے کے قابل ھیں صرف آخرالذکر کے ھاتھ میں سیاسی اقتدار آنے کے بعد، صرف اس کے بڑے زمینداروں اور سرمایه‌داروں کے ساتھ ثابت‌قدمی سے نمٹنے کے بعد، صرف ان کچلے ھوئے عوام کے اس عمل میں دیکھنے کے بعد که ان کا ایک منظم رھنما اور علم بردار ھے جو اتنا مضبوط اور استوار ھے که ان کی مدد اور رھنمائی کرسکتا ھے اور انہیں صحیح راہ دکھا سکتا ھے۔

۴۔ معاشی معنی میں ”درمیانه کسانوں“ کو ایسے چھوٹے فارمر سمجھنا چاھئے جو مالک یا مزارع کی حیثیت سے زمین کے قطعات رکھتے ھیں جو چھوٹے ھیں لیکن (۱) سرمایه‌داری میں عام طور پر نه صرف خاندان کو حقیر گذارے کے لئے اور فارم کے رکھ رکھاؤ کی محض کم سے کم ضرورت فراھم کرتے ھیں، کچھ فاضل بھی پیدا کرتے ھیں جو کم از کم اچھے برسوں میں سرمایے میں تبدیل ھو سکتا ھے، (۲) اکثروبیشتر (مثال کے طور پر دو یا تین میں سے ایک فارم) اجرتی محنت کا استعمال کرتے ھیں۔ ترقی‌یافته سرمایه‌دار ملکوں میں درمیانه کسانوں کی ٹھوس مثال جرمنی میں پانچ سے دس ھیکٹر رقبےوالے فارموں کا گروپ پیش کرتا ھے جن میں ۱۹۰۷ء کی مردم‌شماری کے مطابق ان فارموں کی تعداد جو

اجرتی مزدوروں کو استعمال کرتے تھے اس گروپ کے فارموں کی کل تعداد کی لگ بھگ ایک تہائی تھی۔ * فرانس میں جہاں خاص فصلوں کی کاشت زیادہ ترقی‌یافتہ ہے — مثلاً انگور کی کاشت، جس میں محنت کی بڑی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے — یہ گروپ غالباً باہر کی اجرتی محنت کچھ زیادہ حد تک استعمال کرتا ہے۔

انقلابی پرولتاریہ اس پرت کی — کم از کم پرولتاریہ کی آمریت کے بعد مستقبل قریب میں یا ابتدائی دور میں — حمایت حاصل کرنے کا فریضہ اپنے سامنے پیش نہیں کر سکتا، لیکن اپنے آپ کو اسے غیرجانبدار بنانے تک محدود رکھنا چاہئے یعنی پرولتاریہ اور بورژوازی کے درمیان جدوجہد میں غیرجانبدار بنانا۔ یہ پرت ان دو قوتوں کے درمیان ڈانواں‌ڈول رہتا ہے۔ نئے عہد کی ابتدا میں اور ترقی یافتہ سرمایہ‌دار ملکوں میں وہ بنیادی طور پر بورژوازی کی جانب جھکےگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس پرت میں صاحب جائداد لوگوں کا نظریۂ عالم اور جذبات عام ہوتے ہیں، اسے منافع خوری سے، تجارت اور ملکیت میں ''آزادی،، سے براہ‌راست دلچسپی ہوتی ہے اور اجرتی مزدوروں کے ساتھ براہ راست تضاد کا رویہ عام ہے۔ لگان اور رہن ختم کرکے فاتح پرولتاریہ اس پرت کی حالت کو فوراً بہتر کرےگا۔ لیکن زیادہ‌تر سرمایہ‌دار ملکوں میں پرولتاری ریاست کو فوراً مکمل طور پر نجی جائداد ختم نہیں کرنی چاہئے۔ ہر صورت میں وہ چھوٹے اور درمیانی کسانوں کو ان کے قطعات آراضی

---

* یہاں ٹھیک ٹھیک اعداد ہیں: پانچ سے دس ہیکٹروالے فارموں کی تعداد — ۶۵۲۷۹۸ (کل ۵۷۳۶۰۸۲ میں سے)۔ یہ مختلف قسم کے ۴۸۷۷۰۴ اجرتی مزدور استعمال کرتے تھے اور فارموں کے خاندانوں کے افراد میں سے ۲۰۰۳۶۳۳ فارموں پر کام کرتے تھے۔ آسٹریا میں ۱۹۰۲ء کی مردم شماری کے مطابق اس گروپ کے ۳۸۳ ۳۳۱ فارم تھے جن میں سے ۱۳۶ ۱۲۶ اجرتی محنت کام میں لاتے تھے۔ ان پر کام کرنیوالے اجرتی مزدوروں کی تعداد ۱۴۶۰۴۴ تھی، اور فارموں کے خاندانوں کے افراد میں کام کرنےوالوں کی تعداد ۱۲۶۵۹۶۹ — آسٹریا میں فارموں کی کل تعداد ۲۸۵۶۳۴۹ تھی۔

کے تحفظ کی بلکہ وہ رقبہ جو وہ عام طور پر لگان پر لیا کرتے تھے اس میں اضافے کی بھی ضمانت دیتی ہے (لگان ختم کرکے)۔

اس قسم کی تدابیر کو بورژوازی کے خلاف بےرحم جدوجہد کے ساتھ جوڑنے سے غیرجانبداری کی پالیسی کی کامیابی یقینی ہوگی۔ پرولتاری ریاست کو اجتماعی کاشتکاری تک عبور انتہائی احتیاط سے انجام دینا چاہئے اور صرف بےحد بتدریج، درمیانہ کسان پر کسی جبر کے بغیر، مثال کی قوت سے۔

۵- بڑے کسان (Grossbauern) زراعت میں سرمایہ‌دار کاروباری ہوتے ہیں جو عام طور پر کئی اجرتی مزدوروں کو استعمال کرتے ہیں اور ''کسانوں،، سے ان کا ربط ان کی نچلی ثقافتی سطح، زندگی کی عادتوں اور جسمانی محنت کی شکل میں ہوتا ہے جو وہ خود اپنے فارموں پر کرتے ہیں۔ یہ بورژوازی کی سب سے بڑی پرت پر مشتمل ہوتا ہے جو انقلابی پرولتاریہ کا علانیہ اور ثابت‌قدم دشمن ہے۔ دیہات میں اپنے سارے کام میں کمیونسٹ پارٹیوں کو اپنی توجہ بنیادی طور پر اس پرت کے خلاف جدوجہد پر، دیہی آبادی کی محنت‌کش اور استحصال کی جانےوالی اکثریت کو ان استحصال کرنےوالوں کے نظریاتی اور سیاسی اثر سے نجات دلانے پر مرکوز کرنی چاہئے، وغیرہ۔

شہروں میں پرولتاریہ کی فتح کے بعد اس پرت کی مزاحمت اور توڑ پھوڑ کے ہر قسم کے مظاہرے اور انقلاب دشمن کردار کے براہ راست فوجی اقدام بھی مطلقاً ناگزیر ہیں۔ لہذا انقلابی پرولتاریہ کو ان قوتوں کی نظریاتی اور تنظیمی تیاری فوراً شروع کر دینی چاہئے جو اس پرت کو مکمل طور پر نہتا کرنے کے لئے ضروری ہیں اور صنعت میں سرمایہ‌داروں کا تختہ الٹنے کے ساتھ ساتھ مزاحمت کے پہلے نشانات دیکھ کر اس پرت پر انتہائی مصمم، بےرحم اور کاری ضرب لگانی چاہئے۔ اس مقصد کے لئے دیہی پرولتاریہ کو مسلح کرنا اور دیہی سوویتیں منظم کرنا چاہئے جن میں استحصال کرنےوالوں کے لئے کوئی جگہ نہ ہو اور جن میں پرولتاریوں اور نیم‌پرولتاریوں کی فوقیت یقینی ہو۔

لیکن بڑے کسانوں تک کی بےدخلی کو فاتح پرولتاریہ کا فوری فریضہ کسی طرح سے بھی قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ ایسے

فارسوں کے اشتراک کے لئے مادی اور خاص کر ٹکنیکی حالات اور معاشرتی حالات بھی ہنوز موجود نہیں ہوتے۔ انفرادی اور غالباً استثنا کی صورتوں میں ان کی زمین کے وہ چھوٹے قطعات جنھیں وہ لگان پر دیا کرتے تھے یا جن کی آس‌پاس کے چھوٹے کسانوں کی آبادی کو سخت ضرورت ہے ضبط کئے جا سکتے ہیں۔ چھوٹے کسانوں کو بھی بڑے کسانوں کی زرعی مشینیں، بعض شرائط پر آزادی سے استعمال کرنے کی ضمانت ملنی چاہئے، وغیرہ۔ لیکن عام قاعدے کے مطابق پرولتاری ریاست کو اجازت دینی چاہئے کہ بڑے کسان اپنی زمین اپنے پاس رکھیں، اسے صرف اس وقت ضبط کرے جب وہ محنت‌کش اور استحصال کئے جانےوالے عوام کے اقتدار کی مزاحمت کریں۔ لیکن روسی پرولتاری انقلاب کے تجربے نے، جس میں بڑے کسان کے خلاف جدوجہد کئی مخصوص حالات کی وجہ سے پیچیدہ اور طویل تھی، دکھایا کہ مزاحمت کی ذرا سی بھی کوشش پر جب سخت سبق سکھایا جاتا ہے تو یہ پرت ان فرائض کو وفاداری سے پورے کرنے کے قابل ہے جو پرولتاری ریاست معین کرتی ہے، اور اگرچہ بہت آہستہ لیکن حکومت کی عزت تک دل میں پیدا ہونے لگتی ہے جو ان سب کا تحفظ کرتی ہے جو کام کرتے ہیں اور کاھل دولت‌مندوں کی جانب جس کا رویہ بےرحم ہوتا ہے۔

پرولتاریہ کے ہاتھوں بورژوازی کی شکست کے بعد بڑے کسان کے خلاف اس کی جدوجہد کو روس میں جن مخصوص حالات نے پیچیدہ اور سست بنایا بنیادی طور پر مندرجۂ‌ذیل ہیں: ۲۵ اکتوبر (۷ نومبر) ۱۹۱۷ء کے بعد روسی انقلاب ''عام جمہوری'' منزل سے یعنی بنیادی طور پر بورژوا جمہوری جدوجہد (زمینداروں کے خلاف مجموعی طور پر کسانوں کی جدوجہد) سے گذرا۔ شہری پرولتاریہ کی ثقافتی اور عددی کمزوری، اور آخر میں زبردست فاصلے اور انتہائی کمزور رسل و رسائل۔ اگر ترقی یافتہ ممالک میں سست بنانےوالے یہ حالات موجود نہیں ہیں تو یورپ اور امریکہ میں انقلابی پرولتاریہ کو زیادہ توانائی سے تیار کرنا چاہئے اور بڑے کسان کی مزاحمت پر زیادہ تیزی سے، عزم کے ساتھ اور کامیابی سے مکمل فتح حاصل کرنی چاہئے اور مزاحمت کرنے کے ذرہ برابر امکان سے اسے مکمل طور پر محروم کر دینا چاہئے۔ یہ لازمی ہے کیونکہ

ایسی مکمل اور مطلق فتح حاصل کرنے تک! دیہی پرولتاریوں، نیم پرولتاریوں کے عوام الناس اور چھوٹے کسانوں سے پرولتاری ریاست کو ایک پورے طور پر مستحکم ریاست کی طرح تسلیم نہیں کرایا جا سکتا۔

۶ ۔ انقلابی پرولتاریہ کو فوراً اور بلا شرط آراضیاتی املاک ضبط کر لینی چاہئیں ان بڑے زمینداروں کی جو سرمایہ‌دار ممالک میں — براہ‌راست یا اپنے مزارع کسانوں کے ذریعے — اجرتی محنت اور پڑوسی چھوٹے کسانوں (اور اکثر درمیانہ کسانوں کے ایک حصہ) کا باقاعدہ استحصال کرتے ہیں، خود جسمانی محنت نہیں کرتے اور بنیادی طور پر جاگیردارانہ رؤسا کے جانشین ہیں (روس، جرمنی اور ھنگری میں امراء، فرانس میں بحال کئے ہوئے سینیور، برطانیہ میں لارڈ اور امریکہ میں سابق غلاموں کے آقا) یا وہ مالیاتی متمول یا استحصال کرنےوالوں اور طفیل خوروں کے ان دونوں زمروں کی آمیزش ہیں۔

کسی صورت حال میں کمیونسٹ پارٹیوں کےلئے ضبط‌شدہ زمینوں کا بڑے زمینداروں کو معاوضہ دینے کی وکالت یا عمل کرنے کی اجازت نہیں ھے کیونکہ یورپ اور امریکہ کے موجودہ حالات میں یہ سوشلزم سے غداری کرنے کے اور محنت‌کش اور استحصال کئے جانےوالے عوام‌الناس پر مزید خراج لادنے کے مترادف ہوگا جن کے لئے جنگ کا مطلب زبردست‌ترین مصائب ھے لیکن جس نے کروڑ پتیوں کی تعداد بڑھا دی ھے اور ان کی دولت میں اضافہ کر دیا ھے۔

جہاں تک اس زمین پر طریقۂ کاشت کا تعلق ھے جسے فاتح پرولتاریہ بڑے زمینداروں سے ضبط کرتا ھے تو روس میں استعمال کے لئے اس کی کسانوں میں تقسیم غالب عنصر تھا اور اس کی وجہ معاشی پسماندگی تھی۔ یہ نسبتاً شاذونادر اور بطور استثنا صورتوں کی طرح ہوا کہ سابق املاک پر ریاستی فارم منظم کئے گئے، انھیں پرولتاری ریاست نے اپنے خرچ پر چلایا اور سابق اجرتی مزدوروں کو ریاست کے مزدوروں میں اور سوویتوں کے اراکین میں تبدیل کر دیا جو ریاست کا نظم‌ونسق چلاتی تھیں۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی رائے یہ ھے کہ ترقی‌یافتہ سرمایہ‌دار ملکوں میں زیادہ تر بڑے

زرعی کاروباروں کو جوں کا توں رکھنا اور روس میں ''ریاستی فارموں،، کے خطوط پر انہیں چلانا صحیح ہوگا۔

لیکن اس قاعدے کو بڑھا چڑھا کر بتانا یا صرف اسی کے ڈھرے پر چلنا اور اس زمین کا ایک حصہ آس پاس کے چھوٹے اور بعض اوقات درمیانہ کسانوں کو مفت دینے کی کبھی اجازت نہ دینا جو بےدخل شدہ غاصبوں کی ملکیت تھی فاش غلطی ہوگی۔

پہلے، اس پر عام طور سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ٹکنیکی لحاظ سے بڑے پیمانے پر کاشتکاری بلندتر ہوتی ہے۔ یہ اعتراض اکثر ایک ناقابل تردید نظریاتی صداقت کی جگہ بدترین قسم کی موقع‌پرستی کو دینا اور انقلاب سے غداری کرنا ہے۔ اس انقلاب میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے پرولتاریہ کو پیداوار میں عارضی کمی سے گریز نہیں کرنا چاہئے، اسی طرح جیسے شمالی امریکہ میں ۱۸۶۳ء — ۶۵ کی خانہ جنگی کے نتیجے کے طور پر غلامی کے بورژوا مخالفین کپاس کی پیداوار میں عارضی کمی سے نہیں کترائے۔ بورژوازی کے لئے اہم‌ترین بات پیداوار برائے پیداوار ہے۔ محنت‌کش اور استحصال کی جانےوالی آبادی کے لئے اہم‌ترین استحصال کرنےوالوں کا تختہ الٹنا اور ایسے حالات پیدا کرنا ہے جو محنت‌کش عوام کو سرمایہ‌داروں کے لئے نہیں بلکہ اپنے لئے کام کرنے کی اجازت دیں۔ پرولتاریہ کا اولین اور بنیادی فریضہ پرولتاری فتح اور اس کے استحکام کی ضمانت دینا ہے۔ لیکن اس وقت تک مستحکم پرولتاری حکومت نہیں ہو سکتی جب تک کہ درمیانہ کسان کو غیرجانبدار نہ بنا لیا جائے اور اگر تمام چھوٹے کسانوں کی نہیں تو ان کے کافی بڑے حصے کی حمایت حاصل نہ کرلی جائے۔

دوسرے، زراعت میں بڑے پیمانے پر پیداوار میں نہ صرف اضافہ بلکہ اس سطح کی برقراری پوری طرح ترقی‌یافتہ اور انقلابی طور پر باشعور دیہی پرولتاریہ کو مفروض کرتی ہے جس کے پاس ٹریڈیونین اور سیاسی تنظیم کا کافی تجربہ ہو۔ جہاں یہ شرط پوری نہیں ہوتی اور جہاں یہ کام موزوں طور پر طبقاتی شعور رکھنےوالے کارگر صنعتی مزدوروں کے سپرد نہیں کیا جا سکتا بڑے ریاستی فارم قائم کرنے کی جلدبازی میں کوششیں صرف پرولتاری حکومت پر سے اعتبار

اٹھا سکتی ھیں - ایسے حالات میں انتہائی احتیاط برتنے کی اور جب ریاستی فارم قائم کئے جائیں تو انتہائی مکمل تیاریاں کرنے کی ضرورت ھے -

تیسرے، تمام سرمایہ‌دار ممالک میں، یہاں تک کہ انتہائی ترقی‌یافتہ ممالک میں اب بھی بڑے زمینداروں کے ھاتھوں پڑوس کے چھوٹے کسانوں کے قرون وسطی کے اور نیم جاگیردارانہ استحصال کی باقیات موجود ھیں، جیسے جرمنی میں *Instleute، فرانس میں métayers اور ریاستہائے متحدہ میں فصل کے حصےدار (نہ صرف نیگرو جو جنوبی ریاستوں میں اس طرح استحصال کئے جاتے ھیں بلکہ بعض اوقات گورے رنگ‌والے بھی) - ایسے حالات میں پرولتاری ریاست کے لئے لازمی ھے کہ وہ چھوٹے کسانوں کو زمینیں مفت استعمال کرنے کے لئے دے جنھیں وہ پہلے لگان پر حاصل کرتے تھے، کیونکہ کوئی دوسری معاشی یا ٹکنیکی بنیاد نہیں ھے اور نہ وہ فوراً پیدا کی جا سکتی ھے -

بڑے فارموں کے آلات کو بلاپس‌وپیش ضبط کر لینا چاھئے اور انھیں ریاستی ملکیت بنالینی چاھئے، اس مطلق شرط کے ساتھ کہ بڑے ریاستی فارموں کی ضروریات پوری ھونے کے بعد پڑوس کے چھوٹے کسان ان کے آلات کو مفت استعمال کر سکتے ھیں بشرطیکہ وہ پرولتاری ریاست کی مرتب کی ھوئی شرائط پوری کریں -

پرولتاری انقلاب کے فوراً بعد کے دور میں یہ مطلقاً ضروری ھے کہ نہ صرف بڑے زمینداروں کی املاک فوراً ضبط کی جائے بلکہ انھیں انقلاب دشمنی کے رھنماؤں اور ساری دیہی آبادی کے بےرحم استحصال کرنےوالوں کی حیثیت سے جلاوطن یا نظربند کر دیا جائے - لیکن دیہات میں اور شہروں میں بھی پرولتاری اقتدار کے مستحکم ھونے کے بعد اس طبقے کے اندر ان قوتوں کو استعمال کرنے کی باقاعدہ کوششیں کرنی چاھئے (انتہائی معتبر کمیونسٹ مزدوروں کی خاص نگرانی کے تحت) جنھیں بڑے پیمانے پر اشتراکی زراعت کی تعمیر میں مدد دینے کے لئے قیمتی تجربہ، علم اور تنظیمی صلاحیت ھے -

---

* مزارع - (ایڈیٹر)

۷ - سرمایہ‌داری پر سوشلزم کی فتح اور سوشلزم کا استحکام صرف اس وقت یقینی خیال کیا جا سکتا ہے جب پرولتاری ریاستی اقتدار استحصال کرنےوالوں کی تمام مزاحمت کو مکمل طور پر دبا کر اور مکمل اطاعت اور پائداری کا یقین حاصل کرکے تمام صنعت کو بڑے پیمانے کی اجتماعی پیداوار کے خطوط پر اور جدید ٹکنیکی بنیاد پر (تمام معیشت کی بجلی کاری پر مبنی) ازسرنو منظم کر چکا ہو - صرف یہ شہروں کو اس قابل بنائے گا کہ پسماندہ اور بکھری ہوئی دیہی آبادی کو ایسی بنیادی ٹکنیکی اور سماجی امداد دے سکیں جو عام طور پر زراعت اور فارم کی محنت کی صلاحیت بڑھانے کی ضروری مادی بنیاد بن سکے، جس سے چھوٹے فارمروں کی مثال کی قوت سے ہمت افزائی ہو اور وہ خود اپنے مفادات میں بڑے پیمانے پر، اجتماعی اور مشین‌بند زراعت کو قبول کر سکیں - اگرچہ تمام سوشلسٹ برائے نام اسے تسلیم کرتے ہیں لیکن درحقیقت اس ناقابل تردید صداقت کو موقع پرستی مسخ کرتی ہے جو زرد دوسری انٹرنیشنل اور جرمن اور برطانوی ''انڈپنڈنٹ،، کے لیڈروں، فرانسیسی لونگے پرستوں (۱۰۰) میں پھیلی ہوئی ہے - یہ مسخ بیانی اس پر مشتمل ہے کہ وہ توجہ نسبتاً دورافتادہ، حسین اور رنگین مستقبل کی جانب مبذول کراتے ہیں - مشکل عملی عبور کے فوری فرائض اور اس مستقبل کی جانب رسائی سے توجہ ہٹائی جاتی ہے - عمل میں وہ مشتمل ہے بورژوازی سے مصالحت اور ''طبقاتی امن،، کے وعظ دینے پر یعنی پرولتاریہ کے ساتھ مکمل غداری جو اس وقت بےمثال تباہی اور غربت کی حالت میں اور جنگ کی بدولت مٹھی بھر کروڑپتیوں کی بےنظیر تونگری اور گستاخی کی حالت میں جدوجہد کر رہا ہے -

دیہات ہی میں سوشلزم کی خاطر کامیاب جدوجہد کا حقیقی امکان مطالبہ کرتا ہے کہ پہلے، تمام کمیونسٹ پارٹیاں صنعتی پرولتاریہ میں قربانیاں دینے کی، اور قربانیاں دینے کے لئے تیار رہنے کی ضرورت کا احساس پیدا کریں تاکہ بورژوازی کا تختہ الٹا جا سکے اور پرولتاری اقتدار مستحکم کیا جا سکے - کیونکہ پرولتاریہ کی آمریت کا مطلب تمام محنت‌کشوں اور استحصال کئے جانےوالے عوام کو منظم اور رہنمائی کرنے کی پرولتاریہ کی صلاحیت

اور اس مقصد کے لئے انتہائی قربانیاں دینے اور انتہائی شجاعت دکھانے کی پرولتاریہ کی صلاحیت ہے۔ دوسرے، کامیابی کےلئے ضروری ہے کہ مزدوروں کی فتح کے نتیجے میں دیہات میں محنت کش اور انتہائی استحصال کئے جانےوالے عوام الناس استحصال کرنےوالوں کے بل پر اپنے حالات زندگی فوراً اور کافی بہتر کر سکیں کیونکہ اس کے بغیر صنعتی مزدور دیہی علاقوں میں حمایت حاصل نہیں کر سکتا اور خاص کر وہ شہروں کو غذا کی فراہمی کی ضمانت نہیں دے سکتا۔

۸ - دیہی محنت‌کش عوام‌الناس کو انقلابی جدوجہد کے لئے منظم کرنے اور انھیں تربیت دینے کی انتہائی دشواری، جنھیں سرمایہ‌داری نے انتہائی بدبختی، عدم اتحاد اور اکثر نیم قرون وسطی کی ماتحتی کی حالت تک گرا دیا ہے، کمیونسٹ پارٹیوں پر یہ ذمےداری عائد کرتی ہے کہ وہ دیہی اضلاع میں ہڑتالی جدوجہد پر خاص توجہ دیں، زرعی پرولتاریوں اور نیم پرولتاریوں کی عوامی ہڑتالوں کی زیادہ حمایت کریں اور ہر طرح ہڑتالی تحریک کو فروغ دینے میں مدد کریں۔ ۱۹۰۵ء اور ۱۹۱۷ء کے انقلابوں کا تجربہ، جس کی تصدیق اور توسیع جرمنی (۱۵۶) اور دوسرے ترقی‌یافتہ ممالک نے کر دی، دکھاتا ہے کہ صرف بڑھتی ہوئی عوامی ہڑتالی جدوجہد ھی (جس میں بعض حالات میں چھوٹے کسان بھی شامل ہو سکتے ہیں اور ہونا چاہئے) دیہات کو اپنی غفلت کی نیند سے بیدار کرسکتی ہے، دیہات کے استحصال کئے جانےوالے عوام‌الناس میں طبقاتی شعور پیدا کر سکتی ہے، ان میں طبقاتی تنظیم کی ضرورت کا احساس پیدا کر سکتی ہے اور شہری مزدوروں کے ساتھ ان کے اتحاد کی اہمیت کو واضح اور عملی طور پر انھیں دکھا سکتی ہے۔

کمیونسٹ انٹرنیشنل کی یہ کانگرس ان سوشلسٹوں کو — جو بدقسمتی سے نہ صرف زرد دوسری انٹرنیشنل میں بلکہ ان تین اہم یورپی پارٹیوں میں بھی پائے جاتے ہیں جو انٹرنیشنل سے علحدہ ہو گئی ہیں — غدار اور مرتد قرار دیتی ہے جو نہ صرف دیہات میں ہڑتالی جدوجہد کی جانب بےاعتنائی برت رہے ہیں بلکہ وہ (کارل کاؤتسکی کی طرح) اس کی اس بنا پر مخالفت بھی کر رہے ہیں کہ اس سے صرفے کی اشیا کی پیداوار کم ہونے کا خطرہ ہے۔

پروگراموں اور انتہائی سنجیدہ اعلانات کی کوئی قیمت نہیں ہے جب تک کہ عمل سے، فعل سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ کمیونسٹ اور مزدوروں کے رہنما دنیا میں تمام باتوں سے بالا پرولتاری انقلاب کے فروغ اور فتح کو سمجھتے ہیں اور اس کے لئے وہ بڑی سے بڑی قربانیاں دینے کو تیار ہیں کیونکہ اس کے علاوہ بھوک، تباہی اور نئی سامراجی جنگوں سے نجات حاصل کرنے کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔

خاص طور سے یہ بتانا چاہئے کہ پرانی اشتراکی تحریک کے رہنما اور ''مزدور اشرافیہ،، کے نمائندے جو اب کمیونزم کو زبانی رعایتیں دیتے ہیں اور برائے نام اس کی حمایت تک کرتے ہیں تاکہ ان مزدور عوام الناس میں ان کی نیک نامی محفوظ رہے جو تیزی سے انقلابی ہو رہے ہیں — ایسے رہنماؤں اور نمائندوں کی پرولتاریہ کے آدرش سے وفاداری کی اور کام کے ان حلقوں میں ان کے ذمےدار عہدوں کی موزونیت کی آزمائش کرنی چاہئے جہاں انقلابی شعور اور انقلابی جدوجہد انتہائی نمایاں ہے، جہاں زمینداروں اور بورژوازی (بڑے کسان اور کولاک) کی مزاحمت انتہائی خشم‌آلود ہے اور سوشلسٹ سمجھوتے باز اور کمیونسٹ انقلابی کے درمیان فرق انتہائی ممتاز ہے۔

۹ - کمیونسٹ پارٹیوں کو پوری کوشش کرنی چاہئے کہ دیہات میں جتنی تیزی سے ممکن ہو نمائندوں کی سوویتیں قائم کرنا شروع کر دیں، خاص کر اجرتی مزدوروں اور نیم پرولتاریوں کی۔ سوویتیں صرف عوامی ہڑتالی جدوجہد سے جوڑ کر اور انتہائی مظلوم طبقے سے مربوط ہوکر اپنے فرائض منصبی پورے کر سکتی ہیں اور اتنی مستحکم ہو سکتی ہیں کہ چھوٹے کسانوں پر اپنا اثر ڈالیں (اور بعد میں انھیں اپنے ساتھ شامل کر لیں)۔ لیکن اگر ہڑتالی جدوجہد نے ہنوز فروغ نہیں پایا ہے اور زمینداروں اور بڑے کسانوں کے سخت ظلم کی وجہ سے اور صنعتی مزدوروں اور ان کی یونینوں کی حمایت کی غیرموجودگی کے سبب زرعی پرولتاریہ اپنی مضبوط تنظیم قائم نہیں کر سکتا تو پھر دیہی علاقوں میں نمائندوں کی سوویتیں قائم کرنے کے لئے طویل تیاری کی ضرورت ہوگی۔ یہ کمیونسٹ سیلوں کی تنظیم خواہ وہ چھوٹی ہی ہوں، سرگرم پروپیگنڈے جس

میں کمیونزم کے مطالبات کی توضیح آسان ترین انداز میں اور استحصال اور جبر کی انتہائی عیاں مثالیں پیش کرکے کی جائے، اور دیہی اضلاع میں صنعتی مزدوروں کے باقاعدہ دوروں کے انتظام کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔

جون — جولائی ۱۹۲۰ء میں تحریر کیا گیا

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۱، صفحات ۱۶۹ — ۱۸۲

کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس میں قومی اور نوآبادیاتی سوالوں کے کمیشن کی رپورٹ

۲۶ جولائی ۱۹۲۰ء

رفیقو، میں صرف ایک مختصر سی تمہید پر اکتفا کروں گا اور اس کے بعد کامریڈ مارنگ جو ہمارے کمیشن کے سکریٹری ہیں، آپ کے سامنے تفصیل سے ان تمام تبدیلیوں کا ذکر کریں گے جو ہم نے نظریاتی مقالوں میں کی ہیں۔ ان کے بعد کامریڈ رائے کی تقریر ہوگی جنھوں نے ضمیمے کے مقالوں کی ترتیب و تشکیل کی ہے۔ ہمارے کمیشن نے اتفاق رائے سے دونوں ترمیم‌شدہ ابتدائی مقالے منظور کر لئے ہیں اور ضمیمے کے مقالے بھی۔ لہذا تمام اہم اور بڑے سوالات پر ہمارے درمیان مکمل اتفاق‌رائے ہے۔ اب میں مختصر طور پر چند باتیں کہوں گا۔

نمبر ایک، ہمارے مقالوں کا سب سے اہم اور بنیادی خیال کیا ہے؟ وہ ہے ظالم اور مظلوم قوموں کے درمیان فرق اور امتیاز۔ دوسری انٹرنیشنل اور بورژوا جمہوریت کے برعکس ہم اس امتیاز اور فرق پر زور دیتے ہیں۔ اس عہد میں، جو سامراج کا عہد ہے پرولتاریہ اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کےلئے یہ چیز خاص طور پر ضروری ہے کہ وہ ٹھوس معاشی حقائق کو مسلمہ بنادیں، منوا لیں اور تمام نوآبادیاتی اور قومی سوالات کو حل کرنے کے سلسلے میں مجرد اور نظری مفروضوں کو لے کر آگے بڑھنے کے بجائے ٹھوس حقائق کا سہارا لے کر آگے بڑھیں۔

سامراج کی نمایاں خصوصیت، جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں، یہ ہے کہ پوری دنیا اس وقت دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے — ایک طرف تو ایک بہت بڑی تعداد مظلوم و محکوم قوموں کی ہے اور

دوسری طرف مٹھی بھر ظالم و زبردست قومیں ہیں جو اتنی کم تعداد میں ہونے کے باوجود بےشمار مال و دولت اور طاقتور فوجوں کی مالک ہیں۔ دنیا کی آبادی کی بہت بڑی اکثریت — ایک ارب سے زائد لوگ اور اگر ہم مجموعی آبادی کو ایک ارب ۷۰ کروڑ سمجھیں تو غالباً ایک ارب ۲۵ کروڑ انسان یا دنیا کی آبادی کا ستر فی‌صدی حصہ — مظلوم اور ماتحت قوموں پر مشتمل ہے جو یا تو بالکل نوآبادیاتی محکوسی کی حالت میں ہیں یا ایران، ترکی اور چین کی طرح نیم نوآبادیاں ہیں یا کسی بڑی سامراجی طاقت کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد صلح ناموں کی بدولت اس سامراجی طاقت کی بڑی حد تک دست‌نگر بن گئی ہیں۔ یہ فرق اور امتیاز، یہ قوموں کو ظالم و مظلوم میں تقسیم کرنے کا خیال سارے مقالوں میں موجود ہے، یہ صرف ان پہلے مقالوں ہی میں نہیں ملتا جو کچھ عرصہ پہلے میرے دستخط کے ساتھ شائع ہوئے تھے بلکہ کامریڈ رائے کے پیش کئے ہوئے مقالوں میں بھی موجود ہے۔ آخرالذکر مقالوں کی ترتیب و تشکیل زیادہ تر ہندوستان اور برطانیہ کے ظلم و ستم کی شکار دوسری بڑی ایشیائی قوموں کی صورت‌حال کے نقطۂ‌نظر سے ہوئی تھی۔ اور یہی چیز انھیں ہمارے لئے اس قدر اہم اور قیمتی بناتی ہے۔

ہمارے مقالوں کا دوسرا اہم اور خاص خیال یہ ہے کہ موجودہ عالمی صورت حال میں — یعنی سامراجی جنگ کے بعد — بین‌الاقوامی تعلقات کا، ریاستوں کے تمام عالمی نظام کا تعین اس جدوجہد سے ہوتا ہے جو سامراجی قوموں کے ایک چھوٹے گروہ نے سوویت تحریک اور سوویت ریاستوں کے خلاف — جن کی سرکردگی سوویت روس کرتا ہے — چلا رکھی ہے۔ اس حقیقت کو مدنظر رکھے بغیر ہم کسی بھی قومی اور نوآبادیاتی سوال کو صحیح طریقے سے پیش نہیں کر سکتے خواہ اس کا تعلق دنیا کے کسی بالکل دوردراز حصے ہی سے ہو۔ کیونکہ مہذب اور پس‌ماندہ دونوں ہی قسم کے ملکوں کی کمیونسٹ پارٹیاں صرف اسی نقطۂ نظر کی بنیاد پر سیاسی سوالات کو صحیح طور پر پیش اور حل کر سکتی ہیں۔

تیسرے، میں پچھڑے ہوئے ملکوں میں بورژوا جمہوری تحریک کے سوال پر خاص طور سے زور دینا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ٹھیک

اسی سوال پر کچھ اختلاف رائے پیدا ہوا ہے۔ ہم نے اس بات پر بحث و مباحثہ کیا کہ آیا اصولی اور نظریاتی اعتبار سے یہ کہنا صحیح ہے کہ کمیونسٹ انٹرنیشنل اور کمیونسٹ پارٹیوں کو پسماندہ ملکوں کی بورژوا جمہوری تحریک کی تائید اور حمایت کرنا چاہئے۔ اپنے بحث و مباحثے کے بعد ہم نے اتفاق رائے سے یہ فیصلہ کیا کہ ''بورژوا جمہوری،، تحریک کے بجائے قومی انقلابی تحریک کا ذکر ہونا چاہئے۔ اس کے بارے میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ ہر قومی تحریک لازماً ایک بورژوا جمہوری تحریک ہے کیونکہ پچھڑے ہوئے ملکوں کی آبادی کی اکثریت کسانوں پر مشتمل ہے جو بورژوا سرمایہ‌دارانہ رشتوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ سمجھنا بڑی یوٹوپیائی بات ہوگی کہ اگر پرولتاری پارٹیاں ان پس‌ماندہ ملکوں میں جنم لے بھی سکیں تو وہ کسان تحریک سے خاص قسم کا رابطہ قائم کئے بغیر اور اسے حقیقی مدد دئے بغیر 'کمیونسٹ طریقہ' کار اور کمیونسٹ پالیسی چلا سکتی ہیں۔ لیکن اس پر اعتراض کیا گیا کہ اگر ہم بورژوا جمہوری تحریک کا ذکر کرتے ہیں تو اصلاح‌پرست اور انقلابی تحریک کے امتیاز کو بالکل مٹا دیا جائے گا۔ لیکن پچھلے دنوں پس‌ماندہ ملکوں اور نوآبادیوں میں یہ امتیاز بڑی صفائی سے ظاہر ہوا ہے کیونکہ سامراجی بورژوا طبقے مظلوم و محکوم قوموں میں بھی اصلاح‌پرست تحریک کے بیج بونے کےلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ ظالم اور لوٹ سچانےوالے ملکوں اور نوآبادیوں کے بورژوا طبقوں کے درمیان ایک قسم کا سمجھوتہ ہوا ہے اور اسی‌لئے اکثر، بلکہ غالباً زیادہ‌تر صورتوں میں، اگر مظلوم ملکوں کے بورژوا طبقے قومی تحریک کی حمایت کرتے بھی ہیں تو ساتھ ساتھ سامراجی بورژوا سے بھی سازباز کئے رہتے ہیں، یعنی اس کے ساتھ مل کر تمام انقلابی تحریکوں اور انقلابی طبقوں کے خلاف محاذ بنا لیتے ہیں۔ کمیشن نے اس حقیقت کے ناقابل تردید ثبوت دئے ہیں۔ اور ہم نے فیصلہ کیا کہ صرف یہی صحیح بات ہوگی کہ اس امتیاز کو نظرانداز نہ کیا جائے اور تقریباً سبھی صورتوں میں ''بورژوا جمہوری،، کی ترکیب کے بجائے ''قومی انقلابی،، کی اصطلاح اختیار کی جائے۔ اس تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ ہم، کمیونسٹ، نوآبادیوں کی بورژوا تحریک

آزادی کی صرف اسی صورت میں حمایت کر سکتے ھیں اور کریں گے جب وہ واقعی انقلابی ھو اور جب ان تحریکوں کے علم‌بردار ھمیں کسانوں اور لوٹ کھسوٹ کے شکار سارے عوام کی انقلابی روح کے مطابق تنظیم اور تعلیم کرنے دیں اور اس میں کوئی مزاحمت نہ کریں۔ جن ملکوں میں ایسے حالات نہ ھوں وھاں کے کمیونسٹوں کو اصلاح‌پرست بورژوازی کے خلاف جدوجہد کرنا چاھئے — اور دوسری انٹرنیشنل کے سورماؤں کا شمار بھی انھیں کی صف میں ھوتا ھے۔ اس وقت بھی اصلاح‌پرست پارٹیاں نوآبادیوں میں موجود ھیں اور بعض جگہ ان کے نمائندے اپنے آپ کو سوشل ڈیموکریٹ اور سوشلسٹ کہتے ھیں۔ میں نے جس امتیازی فرق کی طرف اشارہ کیا ھے وہ اب سارے مقالوں میں شامل کر لیا گیا ھے اور میں سمجھتا ھوں اس کا نتیجہ یہ ھے کہ اب ھمارے نقطۂ‌نظر کی ترتیب پہلے سے کہیں زیادہ جچے‌تلے اور واضح اسلوب سے ھوئی ھے۔

اس کے بعد میں کسانوں کی سوویتوں کے بارے میں دو چار لفظ کہنا چاھوں گا۔ سابقہ زارشاھی نوآبادیوں میں، ترکستان وغیرہ جیسے پسماندہ ملکوں میں روسی کمیونسٹوں کی جو عملی سرگرمیاں رھی ھیں انھوں نے ھمارے سامنے یہ سوال پیش کیا کہ کمیونسٹ پالیسی اور کمیونسٹ طریقۂ کار کو سرمایہ‌داری سے پہلے کے حالات پر کس طرح اطلاق کیا جائے۔ کیونکہ سرمایہ‌داری سے پہلے کے رشتوں کا غلبہ ان ملکوں کی سب سے بڑی خصوصیت ھے اور اسی لئے ان میں خالص پرولتاری تحریک کا سوال ھی نہیں پیدا ھو سکتا۔ ان ملکوں میں صنعتی پرولتاریہ نہ ھونے کے برابر ھے۔ لیکن اس کے باوجود وھاں بھی ھم نے رھنمائی کا بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھا لیا ھے — اور ھمیں ایسا کرنا چاھئے تھا۔ اپنے کام کے دوران میں ھم نے دیکھا کہ ان ملکوں میں بڑی بھاری مشکلات پر قابو پانا ھے۔ لیکن ھمارے کام کے جو عملی نتیجے سامنے آئے ھیں وہ بجائے خود اس بات کا ثبوت ھیں کہ ان مشکلات کے باوجود اور ایسی ایسی جگہوں میں بھی جہاں پرولتاریہ نہ ھونے کے برابر ھے، ھم اس پوزیشن میں ھیں کہ عوام‌الناس میں بیداری پیدا کرکے اسے آزاد سیاسی فکر اور آزاد وخودمختار سیاسی سرگرمیوں کی تمنا سے سرشار کر سکیں۔ ھمارے لئے یہ کام اس سے زیادہ مشکل تھا جتنا

مغربی یورپ کے رفیقوں کے لئے ہوگا کیونکہ روس میں پرولتاریہ کے لئے ریاست کی بنیادیں استوار کرنے کے کام کی بھر مار ہے۔ اور یہ بالکل سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ نیم جاگیرداری محکومی اور اطاعت کے حالات میں رہنے والے کسان سوویت تنظیم کے تصور کو خوب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں، اپنا سکتے ہیں اور عملی جامہ پہنا سکتے ہیں۔ اسی طرح یہ بات بھی صاف ہے کہ وہ مظلوم و مجبور عوام الناس، جو صرف تجارتی سرمایہ کے استحصال ہی کے شکار نہیں ہے بلکہ جنھیں اس کے علاوہ جاگیرداروں اور جاگیرداری کی بنیاد پر بنی ہوئی ریاست کی لوٹ کھسوٹ سے بھی سابقہ پڑتا ہے، وہ عوام الناس اس ہتیار کا، اس قسم کی تنظیم کا استعمال اپنے حالات میں بھی کر سکتے ہیں۔ سوویت تنظیم کا تصور بڑا سیدھا سادا تصور ہے اور اس کا صرف پرولتاری رشتوں ہی پر اطلاق نہیں ہوتا بلکہ کسان جاگیرداری اور نیم جاگیرداری رشتوں پر بھی اطلاق ہو سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ہمارا تجربہ ابھی کچھ بہت وسیع اور عمیق نہیں ہے لیکن کمیشن میں جو بحث و مباحثہ ہوا — جس میں نوآبادیوں کے کئی نمائندوں نے حصہ لیا — اس نے بڑے دلنشیں طریقے سے ثابت کر دیا کہ کمیونسٹ انٹرنیشنل کے مقالوں میں یہ ضرور دکھانا چاہئے کہ کسانوں کی سوویتیں، ظلم اور استحصال کے شکار عوام کی سوویتیں، ایک ایسا ہتیار ہیں جو صرف سرمایہ‌دار ملکوں ہی میں نہیں بلکہ سرمایہ‌داری سے پہلے کے رشتے رکھنے والے ملکوں میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ہمیں اعلان کرنا چاہئے کہ ساری کمیونسٹ پارٹیوں کا اور ان سب عناصر کا جو کمیونسٹ پارٹیاں قائم کرنے کے لئے تیار ہیں، مقدس فرض ہے کہ وہ ہر جگہ، پسماندہ ملکوں اور نوآبادیوں تک میں کسانوں کی سوویتیں یا محنت کشوں کی سوویتیں بنانے کے خیال کا پرچار کریں۔ اور جہاں کہیں حالات سازگار ہوں وہاں انہیں فوراً محنت کشوں کی سوویتوں کے قیام کی کوشش کرنا چاہئے۔

اس طرح ہمیں عملی کام کے لئے ایک بہت دلچسپ، بہت اہم میدان ملتا ہے۔ اب تک اس سلسلے میں ہمارا مشترکہ تجربہ کوئی خاص وسیع نہیں ہے، لیکن رفتہ رفتہ زیادہ سے زیادہ مواد جمع ہوتا جائے گا۔ اس میں کسی قسم کے اختلاف رائے کی گنجائش

نہیں ہے کہ ترقی‌یافتہ ملکوں کے پرولتاریہ کو پچھڑے ہوئے محنت‌کش عوام کی مدد کرنا چاہئے اور وہ کر بھی سکتا ہے، اور نہ اس بارے میں دو رائیں ہو سکتی ہیں کہ جب سوویت ری‌پبلکوں کا فاتح پرولتاریہ ان عوام کی طرف مدد کا ھاتھ بڑھائےگا اور ان کو مدد اور سہارا دینے کے قابل ہوگا تو پس‌ماندہ ملک اپنی موجودہ حالت سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

اس سوال پر کمیشن میں خاصی گرما گرم بحث رہی اور یہ بحث و مباحثہ صرف میرے مقالوں ہی پر نہیں ہوا بلکہ کامریڈ رائے کے مقالوں پر اور بھی زیادہ گرماگرم بحث ہوئی۔ وہ ان کی تائید میں یہاں تقریر کریں‌گے اور ان کے مقالوں کی کچھ ترمیموں پر، بھی بحث ہوئی جو اتفاق رائے سے منظور کر لی گئیں۔

سوال اس طرح پیش کیا گیا تھا: ان پس‌ماندہ قوموں کےلئے جو آج آزادی حاصل کر رہی ہیں اور جہاں جنگ کے بعد سے ترقی‌پسند رجحانات دیکھنے میں آ رہے ہیں کیا معاشی ارتقا کا سرمایہ‌داری کی منزل سے گذرنا اٹل اور ناگزیر ہے۔ ہمارا جواب نفی میں تھا۔ اگر فاتح انقلابی پرولتاریہ ان کے درمیان باضابطہ طریقے سے پرچار کرے اور سوویت حکومتیں اپنے مقدور بھر، ہر ہر ذریعے سے ان کی مدد کریں تو اس صورت میں یہ فرض کرنا غلط ہوگا کہ پس‌ماندہ قومیتوں کے لئے ارتقا کا سرمایہ‌داری کی منزل سے گذرنا لازمی اور ناگزیر ہے۔ فقط یہی کافی نہیں ہے کہ ہم ساری نوآبادیوں اور پس‌ماندہ ملکوں میں اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکنےوالے مجاھد کارکن اور پارٹی تنظیمیں تیار کریں، صرف یہی کافی نہیں ہے کہ ہم کسانوں کی سوویتوں کی تنظیم کےلئے فوراً پرچار شروع کر دیں اور سوویتوں کو سرمایہ‌داری سے پہلے کے حالات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ ان سب چیزوں کے علاوہ کمیونسٹ انٹرنیشنل کو یہ خیال بھی پیش کرنا چاہئے — اور اس کے نظریاتی دلائل دینے چاہئیں — کہ یہ پس‌ماندہ ملک، ترقی یافتہ ملکوں کے پرولتاریہ کی مدد سے سرمایہ‌داری کی منزل سے گذرے بغیر سوویت نظام اختیار کر سکتے ہیں اور ارتقا کی خاص، معین منزلوں سے گذرکر کمیونزم کی جانب بھی جا سکتے ہیں۔

اس کے لئے کون سے طریقے ضروری ہیں — پہلے سے یہ جاننا

ممکن نہیں ہے۔ یہ تو ہمارا عملی تجربہ ہی ہمیں بتائےگا۔ لیکن یہ بات اچھی طرح مسلم ہو چکی ہے کہ انتہائی دوردراز ملکوں کے محنت‌کش عوام بھی سوویتوں کے تصور سے مانوس ہیں۔ اور اسی طرح یہ بات بھی مسلم ہے کہ سوویتوں کو سرمایہ‌داری سے پہلے کے سماجی نظام کے مطابق ڈھالنا چاہئے اور کمیونسٹ پارٹیوں کو فوراً دنیا بھر میں اس کام میں جٹ جانا چاہئے۔

میں یہاں کمیونسٹ پارٹیوں کے انقلابی کام کی اہمیت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اہمیت صرف ان کے اپنے ملکوں میں کام ہی کی نہیں بلکہ نوآبادیوں میں اور خاص طور پر ان فوجوں کے درمیان انقلابی کام کی بھی بڑی اہمیت ہے جنھیں ظلم و استحصال کرنےوالے ملک اپنی نوآبادیوں کی قوموں کو محکوم اور غلام بنائے رکھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

برطانوی سوشلسٹ پارٹی (۱۰۷) کے کامریڈ کویلچ نے ہمارے کمیشن میں اس کا ذکر کیا۔ انھوں نے کہا کہ ایک عام انگریز مزدور محکوم اور غلام قوموں کی برطانیہ کے غلبے کے خلاف بغاوتوں میں ان کی مدد کرنے کو غداری سمجھےگا۔ یہ سچ ہے کہ امریکہ اور انگلستان کے جنگ‌جو جارحانہ وطن پرست (jingoistic) اور جارحانہ قوم پرست مزدوروں کی اشرافیہ سوشلزم کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ اور دوسری انٹرنیشنل کا زبردست ستون ہے۔ ہمیں اس بورژوا انٹرنیشنل کے لیڈروں اور مزدوروں کی زبردست غداری سے نمٹنا چاہئے۔ نوآبادیاتی سوال پر دوسری انٹرنیشنل میں بھی بحث و مباحثہ ہوا تھا۔ بازیل کا منشور اس نکتے پر بالکل صاف ہے۔ دوسری انٹرنیشنل سے تعلق رکھنےوالی پارٹیوں نے انقلابی سرگرمیوں کا عہد توکیا مگر سچے انقلابی کام یا لوٹ کھسوٹ کی شکار، دست‌نگر اور محکوم قوموں کی ظالم اور زبردست قوموں کے خلاف بغاوتوں میں ان کی مدد کرنے کے کوئی آثار ہمیں ان پارٹیوں کی طرف سے نظر نہیں آ رہے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اسی بات کا ان میں سے اکثر پارٹیوں پر بھی اطلاق کیا جاسکتا ہے جو دوسری انٹرنیشنل سے الگ ہو گئی ہیں اور تیسری انٹرنیشنل میں شامل ہونے کی خواہش‌مند ہیں۔ ہمیں ڈنکے کی چوٹ اس کا اعلان کرنا چاہئے۔ اس کی تردید

نہیں کی جا سکتی۔ ذرا ہم بھی دیکھیں اس کی تردید کرنے کی کوشش کی جائےگی یا نہیں۔

یہی تمام چیزیں ہماری قراردادوں کی بنیاد بنائی گئی ہیں۔ یہ قراردادیں لمبی تو ضرور ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ اس کے باوجود وہ نوآبادیاتی اور قومی سوالوں کے متعلق سچے انقلابی کام کی نشوونما اور تنظیم میں معاون اور کارآمد ثابت ہوں گی۔ اور یہی کام ہمارا سب سے بڑا اور اہم فریضہ ہے۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں
روسی ایڈیشن، جلد ۴۱، صفحات
۲۴۱—۲۴۷

اکتوبر انقلاب کی چوتھی سالگرہ

۲۵ اکتوبر (۷ نومبر) کی چوتھی سالگرہ قریب آتی جا رہی ہے۔ یہ عظیم دن جتنا ماضی میں ہٹتا جاتا ہے اتنا ہی زیادہ ہمیں روس میں پرولتاری انقلاب کی اہمیت کا اندازہ ہوتا جاتا ہے اور اتنا ہی زیادہ گہرائی سے ہم اپنے کام کے عملی تجربے پر مجموعی طور پر غور کرتے ہیں۔

مختصر طور پر اور بہت ہی نامکمل اور سرسری خاکے کے ذریعہ اس اہمیت اور تجربے کا نچوڑ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

روس میں انقلاب کا فوری اور براہ راست مقصد بورژوا جمہوری تھا یعنی ازمنۂ وسطی کی باقیات کو تباہ کرکے ان کو بالکل ختم کرنا، روس کو اس وحشت، اس بدنما داغ سے پاک کرنا، اور ہمارے ملک میں ہر طرح کی تہذیب و ترقی کی راہ میں اس بڑی رکاوٹ کو دور کرنا۔

اور ہم اس پر فخر کر سکتے ہیں کہ ہم نے اس صفائی کو اس عظیم فرانسیسی انقلاب کے مقابلے میں جو ۱۲۵ سال سے زیادہ عرصہ گزرے ہوا تھا بہت زیادہ جوش و خروش سے، بہت زیادہ تیزی، جرأت اور کامیابی سے کیا اور عام لوگوں پر اس کے اثر کے نقطۂ نظر سے بہت زیادہ وسیع پیمانے پر اور گہرائی تک اس کو لے گئے۔

نراجیوں اور پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں (یعنی مینشویک اور سوشلسٹ انقلابی جو اس بین‌الاقوامی سماجی ٹائپ کے روسی نمائندے ہیں) نے بورژوا جمہوری انقلاب اور سوشلسٹ انقلاب (یعنی پرولتاری انقلاب) کے درمیان تعلق کے بارے میں بہت سی ناقابل فہم باتیں

کیں اور اب بھی کر رہے ھیں۔ پچھلے چار سال نے یه پوری طرح ثابت کردیا ھے که اس نکتے پر ھماری مارکسی توضیح اور پچھلے انقلابوں کے تجربے کے بارے میں ھمارا اندازہ بالکل ٹھیک تھا۔ ھم نے بورژوا جمہوری انقلاب کو اس طرح تکمیل تک پہنچایا جیسا پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔ ھم سوشلسٹ انقلاب کی طرف شعور، ثابت قدمی اور استقلال کے ساتھ بڑھ رہے ھیں، یه جانتے ھوئے، که اس کو کوئی چینی دیوار بورژوا جمہوری انقلاب سے علحدہ نہیں کرتی اور یه بھی جانتے ھوئے که صرف جدوجہد ھی اس کا تعین کرےگی که (آخری تجزیے میں) ھمیں کہاں تک آگے بڑھنے میں کامیابی حاصل ھوگی، اس زبردست اور اعلی فریضے کا کونسا حصه ھم پورا کریںگے اور ھم اپنی فتوحات کو پائدار بنانے میں کس حد تک کامیاب ھوںگے۔ یه وقت دکھائےگا۔ لیکن ھم ابھی دیکھتے ھیں که بہت ھی زبردست کام، اس تباہ، بےدم اور پسماندہ ملک کے لئے، معاشرے کی سوشلسٹ تبدیلی کےلئے کیا جا چکا ھے۔

بہرحال، ھمیں اپنے انقلاب کے بورژوا جمہوری مافیه کے بارے میں جو کہنا ھے اس کو ختم کرلینا چاھئے۔ مارکسیوں کو سمجھنا چاھئے که اس کا مطلب کیا ھے۔ اس کی وضاحت کے لئے ھم چند مثالیں دیںگے۔

انقلاب کے بورژوا جمہوری مافیه سے مطلب یه ھے که ملک کے سماجی تعلقات (نظم و نسق اور ادارے) سے ازمنۂ وسطی کی باقیات، کسان غلامی اور جاگیرداری کا صفایا کردیا جاتا ھے۔

۱۹۱۷ء تک روس میں کسان غلامی کے کیا خاص مظاھر، آثار اور باقیات تھے؟ بادشاھت، سماجی پرتوں کا نظام، آراضی کی نجی ملکیت اور آراضی کا استعمال، عورتوں کی پست حالت، مذھب اور قومی جبر و تشدد۔ ان میں سے کسی بھی اوجیائی اصطبل کو لے لیجئے جن کو زیادہ ترقییافته ریاستوں نے بیشتر صاف کئے بغیر چھوڑ دیا جب انھوں نے اپنے بورژوا جمہوری انقلاب ۱۲۵ سال، ۲۵۰ سال اور اس سے بھی زیادہ سال پہلے (انگلستان میں ۱۶۴۹ء میں) کئے، ان میں کسی بھی اوجیائی اصطبل کو لےلیجئے اور آپ دیکھیں گے که ھم نے ان کو بالکل صاف کر دیا ھے۔ دس ھفتوں میں، ۲۵ اکتوبر (۷ نومبر) ۱۹۱۷ء سے آئینساز اسمبلی کی برخاستگی (۵ جنوری

37—862

۱۹۱۸ء) تک ہم نے اس معاملے میں اس سے ہزار گنا زیادہ کیا جتنا کہ بورژوا ڈیموکریٹوں اور لبرلوں (کیڈٹ) اور پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں (مینشویک اور سوشلسٹ انقلابی) نے آٹھ مہینے میں کیا تھا جب وہ برسراقتدار تھے۔

وہ ڈرپوک، بکی، شیخی‌خور بدمست اور حقیر ہیملیٹ* اپنی لکڑی کی تلواریں لہراتے رہے لیکن بادشاہت تک کو نہیں تباہ کیا! ہم نے بادشاہی کوڑے کرکٹ کا ایسا صفایا کیا جیسا کبھی کسی نے نہیں کیا تھا۔ ہم نے قدیم ڈھانچے کا، سماجی پرتوں کے نظام کا ایک ایک پتھر، ایک ایک اینٹ باقی نہیں رکھی (حتی کہ برطانیہ، فرانس اور جرمنی جیسے بہت ہی ترقی‌یافتہ ملکوں نے اس نظام کے آثار کو آج تک پوری طرح نہیں ختم کیا ہے!)۔ ہم نے سماجی پرتوں کے نظام کو اکھاڑ کر پھینک دیا ہے جس کی جڑیں بہت گہری تھیں یعنی ہم نے آراضی کی ملکیت کے نظام میں جاگیرداری اور کسان غلامی کی باقیات کو جڑ سے ختم کر دیا ہے۔ ''طرح طرح کی دلیلیں پیش کی جا سکتی ہیں،، (ایسے قلم گھسیٹ، کیڈٹ، مینشویک اور سوشلسٹ انقلابی غیرملکوں میں کافی ہیں جو ایسی دلیلیں پیش کرتے ہیں) کہ ''آخرکار،، اس زرعی اصلاح کا کیا نتیجہ ہوگا جو عظیم اکتوبر انقلاب نے کی ہے۔ ہم فی الحال ایسے مباحثوں پر اپنا وقت ضایع کرنا نہیں چاہتے کیونکہ ہم اس کو اور بہت سی دوسری بحثوں کو جو اس سے متعلق ہیں جدوجہد کے ذریعہ طے کر رہے ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں نے آٹھ مہینے تک جاگیرداروں سے یعنی کسان غلامی کے رواج کے سرپرستوں سے ''سمجھوتہ،، رکھا اور ہم نے چند ہفتوں میں ان جاگیرداروں اور ان کی تمام روایات کا روس کی سرزمین سے بالکل صفایا کردیا۔

مذہب اور عورتوں کو حقوق دینے سے انکار کو یا غیرروسی قومیتوں پر جبر و تشدد اور ان کی عدم مساوات کو لیجئے۔ یہ سب بورژوا جمہوری انقلاب کے مسائل ہیں۔ یہ پاجی پیٹی بورژوا

---

* ہیملیٹ — انگریز ڈرامہ‌نگار ولیم شیکسپیئر کے ایک المیے کا ہیرو۔ (ایڈیٹر)

جمہوریت پسند ان کے بارے میں آٹھ مہینے تک باتیں ہی کرتے رہے۔ دنیا میں کوئی واحد ترقی‌یافتہ ملک نہیں ہے جہاں یہ مسائل بورژوا جمہوری لائن پر مکمل طور سے طے ہوئے ہوں۔ ہمارے ملک میں یہ اکتوبر انقلاب کے قانون سے پوری طرح طے کئے جا چکے ہیں۔ ہم نے مذہب کے خلاف جدوجہد کی ہے اور اب بھی خلوص کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ہم نے تمام غیر روسی قومیتوں کے لئے ان کی اپنی ریپبلکوں یا خودمختار علاقوں کی منظوری دے دی ہے۔ روس میں اب عورتوں کے حقوق سے ذلیل، گرا ہوا اور بدنام کن انکار یا مردوں اور عورتوں کے درمیان وہ عدم‌مساوات نہیں رہی جو جاگیردارانہ نظام اور ازمنۂ وسطی کی شرمناک باقیات میں سے ہے اور جس کو حریص بورژوازی اور کندذہن اور سہمی ہوئی پیٹی بورژوازی بلا استثنا دنیا کے ہر ایک ملک میں نئی شکل دیتی ہے۔

یہ سب بورژوا جمہوری انقلاب کے مافیہ میں شامل ہے۔ ڈیڑھ سو اور ڈھائی سو سال قبل اس انقلاب کے ترقی‌یافتہ رہنماؤں نے (یا ان انقلابوں کے رہنماؤں نے، اگر ہم ہر قومی انقلاب کو عام انقلاب کی ایک قسم سمجھیں) عوام سے یہ وعدہ کیا کہ وہ انسانیت کو ازمنۂ وسطی کی رعایتوں، عورتوں کی عدم‌مساوات، خاص مراعات رکھنےوالے کسی سرکاری مذہب (یا ''مذہبی خیالات،، یا عام طور پر ''مذہبیت،،) اور قومی نابرابری سے نجات دلائیں‌گے۔ انہوں نے وعدہ تو کر لیا لیکن اس کو پورا نہیں کیا۔ وہ ایسا نہیں کرسکے کیونکہ ان کو ''نجی ملکیت کے مقدس حق،، کے ''احترام،، نے روک دیا۔ ہمارا پرولتاری انقلاب ازمنۂ وسطی کی ہزار بار لعنتی باقیات اور ''نجی ملکیت کے مقدس حق،، کے منحوس ''احترام،، میں مبتلا نہیں ہوا۔

لیکن روسی قوموں کےلئے بورژوا جمہوری انقلاب کے کارناموں کو پائدار کرنے کےلئے ہم آگے جانے پر مجبور ہوئے اور ہم آگے بڑھے۔ ہم نے راہ چلتے بورژوا جمہوری انقلاب کے مسائل اپنی خاص اور حقیقی پرولتاری انقلابی، سوشلسٹ سرگرمیوں کی ''ضمنی پیداوار،، کی حیثیت سے حل کئے۔ ہم نے ہمیشہ کہا کہ اصلاحات انقلابی طبقاتی جدوجہد کی ضمنی پیداوار ہیں۔ ہم نے کہا اور اس کو عمل سے بھی ثابت کیا کہ بورژوا جمہوری اصلاحات پرولتاری یعنی

سوشلسٹ انقلاب کی ضمنی پیداوار ھیں۔ یہ کہہ دینا چاھئے کہ کاؤتسکی، ھیلفرڈنگ، مارتوف، چیرنوف، ھیلکویٹ، لونگے، میکڈانلڈ، توراتی اور ''ڈھائی،، مارکسزم کے دوسرے ھیرو بورژوا جمہوری اور پرولتاری سوشلسٹ انقلابوں کے درمیان کا یہ تعلق سمجھ نہیں سکے۔ پہلا ترقی کرکے دوسرا بن جاتا ھے۔ دوسرا راہ چلتے پہلے کے مسائل حل کردیتا ھے۔ دوسرا پہلے کے کام کو مستحکم کرتا ھے۔ جدوجہد اور صرف جدوجہد یہ فیصلہ کرتی ھے کہ دوسرا پہلے سے زیادہ بڑھنے میں کتنا کامیاب ھوا ھے۔

سوویت نظام بجائے خود اس بات کا ایک بہت ھی بین ثبوت یا مظہر ھے کہ کیسے ایک انقلاب ترقی کرکے دوسرے کی شکل اختیار کر لیتا ھے۔ سوویت نظام مزدوروں اور کسانوں کو زیادہ سے زیادہ جمہوریت دیتا ھے، ساتھ ھی وہ بورژوا جمہوریت سے اپنا تعلق ختم کرکے عالمی تاریخی اھمیت کی حامل نئی قسم کی جمہوریت کو جنم دیتا ھے یعنی پرولتاری جمہوریت یا پرولتاریہ کی آمریت کو۔

جان بلب بورژوازی کے اور اس کے دم چھلے پیٹی بورژوا جمہوری کتوں اور سوروں کو ان ناکامیوں، غلطیوں کےلئے جو ھم اپنے سوویت نظام کی تعمیر کے کام میں کر رھے ھیں ھم پر لعنتوں، گالیوں اور طعنوں کی بوچھار کرنے دو۔ ھم ایک لمحے کےلئے بھی یہ نہیں فراموش کرتے کہ ھم نے بہت سی غلطیاں کی ھیں اور کر رھے ھیں اور ھم کو بہت سی ناکامیاں بھی ھو رھی ھیں۔ دنیا کی تاریخ میں ایک ایسے نئے معاملے میں جیسا کہ ایک بے مثال ریاست کا ڈھانچہ کھڑا کرنا ھے کیسے ناکامیوں اور غلطیوں سے بچا جا سکتا ھے! ھم اپنی ناکامیوں اور غلطیوں کو ٹھیک کرنے کےلئے اور سوویت اصولوں کے عملی استعمال کو بہتر بنانے کےلئے انتھک کوشش کریں گے جو ابھی مکمل ھونے سے بہت دور ھے۔ لیکن ھمیں فخر کرنے کا حق ھے اور ھمیں فخر ھے کہ سوویت ریاست کی تعمیر شروع کرنے کی خوش قسمتی ھمارے حصے میں آئی ھے اور اس طرح عالمی تاریخ کے ایک نئے دور، ایک نئے طبقے کی حکمرانی کے دور کا آغاز کرنے کی خوش قسمتی، جس کو ھر سرمایہ‌دار ملک میں دبایا جاتا ھے لیکن جو ھر جگہ نئی زندگی کی طرف بڑھتا جا رھا ھے، بورژوازی پر فتح کی طرف، پرولتاریہ کی آمریت کی طرف

اور سرمایے کے جوئے اور سامراجی جنگوں سے انسانیت کو نجات دلانے کی طرف۔

سامراجی جنگوں کا سوال، مالی سرمایے کی ایسی بین‌الاقوامی پالیسی کا سوال جو دنیا بھر پر چھائی ہوئی ہے، ایسی پالیسی جو لازمی طور پر نئی نئی سامراجی جنگوں کو ابھارتی ہے، جو ناگزیر طور پر قومی جبر و تشدد، لوٹ‌مار، ٹھگنا اور مٹھی‌بھر ''ترقی‌یافتہ،، طاقتوں کے ہاتھوں کمزور، پسماندہ اور چھوٹی قومیتوں کے گلا گھونٹنے کو اور تیز کرنے کا سبب بنتی ہے — یہ سوال ۱۹۱۴ء سے کرۂ ارض کے تمام ملکوں کی پوری پالیسی کا بنیادی سوال رہا ہے۔ یہ لاکھوں کروڑوں لوگوں کے لئے زندگی اور موت کا سوال ہے۔ یہ سوال ہے کہ آیا دو کروڑ آدمی (ان ایک کروڑ آدمیوں کے مقابلے میں جو ۱۹۱۴—۱۸ء کی جنگ اور ان ضمنی ''چھوٹی لڑائیوں میں کام آئے جو ابھی تک جاری ہیں) دوسری سامراجی جنگ کی قربانگاہ پر بھینٹ چڑھانے ہیں، جس کی تیاری بورژوازی کر رہی ہے، جو ہماری آنکھوں کے سامنے سرمایہ‌دارانہ نظام سے ابھر رہی ہے۔ یہ سوال ہے کہ آیا اس مستقبل کی جنگ میں، جو ناگزیر ہے (اگر سرمایہ‌دارانہ نظام کا وجود باقی رہا) چھ کروڑ آدمی اپاہج بنیں (بمقابلہ ۱۹۱۴—۱۸ء کی جنگ کے تین کروڑ آدمیوں کے)۔ اس سوال میں بھی ہمارے اکتوبر انقلاب نے عالمی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز کیا ہے۔ بورژوازی کے خدمت‌گار اور اس کے کاسہ لیس، یعنی سوشلسٹ انقلابی، مینشویک اور ساری دنیا میں تمام پیٹی بورژوا جمہوریت پسند نام نہاد ''سوشلسٹ،، کہلانے‌والے ہمارے اس نعرے کا مذاق اڑاتے تھے کہ ''سامراجی جنگ کو خانہ جنگی میں بدل دو،،۔ لیکن یہ نعرہ بالکل سچ ثابت ہوا۔ ایک ناخوشگوار، درشت، عریاں اور سخت سچ، لیکن بہرحال وہ سچ تھا ان بہت سے انتہائی چالاکی کے دھوکوں کے مقابلے میں جو جنگجو قوم‌پرست اور مجہول امن‌پرست دے رہے تھے۔ اب ان جھوٹوں کا پردہ چاک ہو رہا ہے۔ بریست کے صلحنامے کا پردہ فاش ہو گیا ہے۔ اور ہر دن اس صلح کی اہمیت اور انجام کا بھانڈا اور زیادہ شدت سے پھوٹ رہا ہے جو بریست کے صلحنامے سے بھی بدتر تھی یعنی معاہدۂ ورسائی۔ اور وہ لاکھوں کروڑوں لوگ جو حالیہ جنگ

کے اسباب اور قریب آنےوالی مستقبل کی جنگ کے متعلق سوچتے ہیں، وہ اس خوفناک حقیقت کو زیادہ سے زیادہ صاف طور پر سمجھتے جا رہے ہیں کہ سامراجی جنگ اور اس سامراجی میر * سے (اگر پرانا علم ہجا اب بھی رائج ہوتا تو میں ''میر،، کے لفظ کو دونوں معنوں میں استعمال کرتا) بچنا محال ہے جو اس کو لازمی طور پر جنم دیتا ہے، اس جہنم سے بالشویک جدوجہد اور بالشویک انقلاب کے بغیر بچنا محال ہے۔

بورژوازی اور مجہول امن پرستوں، جنرلوں اور متوسط طبقے کے لوگوں، سرمایہداروں اور عامیانہ خیال کے لوگوں کو، پاک پرہیزگار عیسائیوں اور دوسری اور ڈھائی انٹرنیشنلوں (۱۰۸) کے سرداروں کو انقلاب کے خلاف خوب غصہ کرنے دو۔ ان کی طرف سے خفگی، بہتان اور جھوٹ کی کوئی بھی بارش یہ عالمی تاریخی واقعہ چھپانے میں مدد نہیں دےگی کہ سیکڑوں ہزاروں برسوں میں پہلی بار غلاموں نے غلاموں کے آقاؤں کے درمیان جنگ کے جواب میں کھلم کھلا یہ نعرہ دیا ہے: ''اس جنگ کو جو غلاموں کے آقا آپس میں مال غنیمت کی تقسیم کے لئے کر رہے ہیں تمام قوموں کے غلاموں کے آقاؤں کے خلاف تمام قوموں کے غلاموں کی جنگ میں بدل دو،،۔

سیکڑوں ہزاروں برسوں میں پہلی مرتبہ اس نعرے نے ایک مبہم اور کمزور امید سے بڑھکر ایک صاف اور واضح سیاسی پروگرام کی شکل اختیار کی ہے، ایک موثر جدوجہد بنی ہے جس کو جبر وتشدد کے شکار کروڑوں لوگ پرولتاریہ کی قیادت میں چلا رہے ہیں، یہ بڑھکر پرولتاریہ کی پہلی فتح بن گئی ہے، جنگوں کے خاتمے کی پہلی فتح اور تمام ملکوں کے مزدوروں کو مختلف قوموں کی بورژوازی کے اتحاد کے خلاف متحد کرنے کی جدوجہد میں پہلی فتح، اس بورژوازی کے خلاف جو سرمایے کے غلاموں، اجرت پر کام کرنےوالوں،

---

* روسی میں لفظ میر (mir) کے دو معنی ہیں — ''دنیا،، اور ''امن،،۔ انقلاب سے پہلے اس لفظ کے ہجے کے ساتھ اس کے معنی بھی بدلتے تھے حالانکہ تلفظ یکساں رہتا تھا۔ یعنی جب لکھا جاتا تھا міръ تو اس کے معنی ہوتے تھے ''دنیا،، اور جب миръ لکھا جاتا تھا تو اس کے معنی ہوتے تھے ''امن،،۔ (ایڈیٹر)

کسانوں اور محنت‌کشوں کے خرچ پر صلح اور جنگ کرتی ہے۔
یہ پہلی فتح مختتم فتح نہیں ہے۔ اس کو ہمارے اکتوبر انقلاب نے ناقابل یقین مشکلات اور مصیبتوں کی قیمت پر حاصل کیا ہے، بےمثال صعوبتوں کی قیمت پر جن میں ہماری کئی زبردست شکستیں اور غلطیاں بھی شامل ہیں۔ کیسے واحد اور پسماندہ قوم سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ دنیا کے انتہائی طاقتور اور انتہائی ترقی یافتہ ملکوں کی سامراجی جنگوں کو شکستیں کھائے بغیر اور غلطیاں کئے بغیر ناکام بنا سکےگی! ہم اپنی غلطیوں کو تسلیم کرنے سے ڈرتے نہیں ہیں اور ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں‌گے تاکہ یہ معلوم کر سکیں کہ ان کو کیسے درست کیا جائے۔ لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ پر ہے کہ سیکڑوں ہزاروں برسوں میں پہلی بار یہ وعدہ مکمل طور پر پورا ہوا ہے اور تمام مشکلات کے باوجود پورا کیا جا رہاہے کہ غلاموں کے مالکوں کے درمیان آپس میں جنگ کا ''جواب،، غلاموں کے ایک انقلاب سے دیا جائے جو سب اور ہر طرح کے غلاموں کے آقاؤں کے خلاف ہو۔
ہم نے یہ کام شروع کیا۔ کب اور کس وقت اور کس قوم کا پرولتاریہ یہ کام تکمیل تک پہنچائےگا — یہ سوال اتنا اہم نہیں ہے۔ اہم یہ ہے کہ جمود کو توڑ دیا گیا ہے، راستہ کھلا ہوا ہے اور دکھا دیا گیا ہے۔
تمام ملکوں کے سرمایہ‌دار حضرات، بس ''مادر وطن کی حفاظت،، کا ریاکارانہ مکر جاری رکھئے — جاپانی وطن کی امریکیوں کے خلاف، امریکی وطن کی جاپانیوں کے خلاف، فرانسیسی وطن کی برطانیہ کے خلاف وغیرہ وغیرہ! حضرات، دوسری اور ڈھائی انٹرنیشنلوں کے سردارو، متوسط طبقے کے مجہول امن پرستو، ساری دنیا کے عامیانہ خیال لوگو، نئے ''بازیل کے منشور،، نکال کر اس خیال سے ''فرار،، کرتے رہو کہ سامراجی جنگوں کے خلاف جدوجہد کیسے کی جائے (۱۹۱۲ء کے بازیل کے منشور کے نمونے پر)۔ پہلے بالشویک انقلاب نے اس کرۂارض کے پہلے دس کروڑ لوگوں کو سامراجی جنگ اور سامراجی دنیا کے چنگل سے نجات دلا دی ہے۔ آنےوالے انقلاب ایسی جنگوں اور ایسی دنیا سے باقی انسانیت کو نجات دلائیں‌گے۔

ہمارا آخری، لیکن سب سے اہم، سب سے مشکل اور سب سے کم انجام دیا ہوا فریضہ معاشی تعمیر ہے، منہدم جاگیردارانہ عمارت اور نیم منہدم سرمایہ‌دارانہ عمارت کی جگہ پر نئی سوشلسٹ عمارت کی معاشی بنیاد ڈالنے کا فریضہ۔ اسی بہت ہی اہم اور بہت ہی مشکل فریضے میں ہمیں سب سے زیادہ ناکامیاں ہوئی ہیں اور ہم نے سب سے زیادہ غلطیاں کی ہیں۔ کیسے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ ایسا فریضہ جو دنیا کے لئے بالکل نیا ہے بلاناکامیوں اور غلطیوں کے شروع کیا جا سکتا ہے! لیکن ہم نے اسے شروع کر دیا ہے۔ ہم اس کو جاری رکھ رہے ہیں اور اب اپنی ''نئی معاشی پالیسی،، (۱۰۹) کے ذریعہ ہم اپنی متعدد غلطیوں کو ٹھیک کر رہے ہیں۔ ہم یہ سیکھ رہے ہیں کہ ایک چھوٹے کسانوں کے ملک میں ایسی غلطیاں کئے بغیر کیسے سوشلسٹ عمارت کی تعمیر جاری رکھی جا سکتی ہے۔

اس میں زبردست دشواریاں ہیں۔ لیکن ہم زبردست دشواریوں سے نمٹنے کے عادی ہیں۔ ہمارے دشمن ہم کو خواہ مخواہ ''ضدی،، اور ''کمرتوڑ پالیسی،، کے علم بردار نہیں کہتے ہیں۔ لیکن ہم نے ایک اور فن بھی سیکھا ہے، کم از کم کچھ حد تک، جو انقلاب کےلئے ضروری ہے یعنی لوچ، اس بات کی صلاحیت کہ اگر معروضی حالات میں تبدیلیوں کا تقاضہ ہو تو طریقۂکار میں تیز اور فوری تبدیلیاں کی جائیں اور اگر پہلا راستہ کسی وقت نامناسب یا ناممکن ثابت ہو تو اپنی منزل تک پہنچنے کےلئے دوسرا راستہ اختیار کیا جائے۔

جوش اور ولولے کی لہروں پر آگے بڑھتے ہوئے، پہلے لوگوں کا عام سیاسی جوش اور پھر فوجی جوش بڑھاتے ہوئے ہم نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ اسی جوش کے سہارے ہم اتنا ہی بڑا معاشی فریضہ پورا کر سکیں گے جتنا عام سیاسی اور فوجی فریضہ ہم نے پورا کیا ہے۔ ہم نے حساب لگایا یا یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ ہم نے ٹھیک سے حساب لگائے بغیر فرض کرلیا کہ ہم ایک چھوٹے کسانوں کے ملک میں پرولتاری ریاست کے براہ‌راست حکم کے ذریعہ کمیونسٹ طریقے سے ریاستی پیداوار اور اجناس کی ریاستی تقسیم کو منظم کرلیں گے۔ تجربے نے دکھایا کہ یہ غلط تھا۔ معلوم

ہوا کہ کئی عبوری منزلیں ضروری ہیں — ریاستی سرمایہ‌داری اور سوشلزم — اس بات کےلئے کئی برسوں کی محنت کی ضرورت ہوئی کہ کمیونزم کی جانب عبور کی تیاری کی جائے۔ جوش پر براہ راست بھروسہ نہ کرتے ہوئے بلکہ اس جوش کی مدد سے جو عظیم انقلاب نے پیدا کیا ہے اور ذاتی مفاد، ذاتی محرکات اور خود کفیل کاروبار کی بنیاد پر ہمیں اس چھوٹے کسانوں کے ملک میں پہلے ریاستی سرمایہ‌داری کے ذریعہ سوشلزم تک پہنچنے کےلئے مضبوط پل تعمیر کرنے چاہئیں۔ ورنہ ہم کمیولزم تک کبھی نہیں پہنچ سکیں گے، ہم کروڑوں لوگوں کو کمیونزم تک کبھی نہیں لے جا سکیں گے۔ ہمیں تجربے نے، انقلاب کے ارتقا کے عملی راستے نے یہی سکھایا ہے۔

اور ہم نے، جنھوں نے ان تین چار برسوں میں فوری تبدیلیاں کرنا کچھ سیکھا ہے (جب فوری تبدیلیوں کی ضرورت ہو)، بڑے جوش، توجہ اور مستعدی سے (اگرچہ ابھی کافی جوش ، توجہ اور مستعدی سے نہیں) ایک نئی تبدیلی کرنا سیکھنا شروع کیا ہے یعنی ''نئی معاشی پالیسی،،۔ پرولتاری ریاست کو ایک محتاط، مستعد اور ہوشیار ''مالک،، ہونا چاہئے، صحیح طور پر تھوک کا تاجر۔ کسی دوسرے طریقے سے وہ اس چھوٹے کسانوں کے ملک کو معاشی لحاظ سے اپنے پیروں پر کھڑا نہیں کر سکے گی۔ موجودہ صورت حال میں جب ہم سرمایہ‌دار مغرب کے اغل بغل رہتے ہیں (فی الحال سرمایہ دار) اس کے علاوہ کمیونزم تک پہنچنے کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک تھوک کا تاجر معیشت میں ایسی قسم ہے جس کا کمیونزم سے ویسا ہی دور کا تعلق ہے جیسے زمین کا آسمان سے۔ لیکن یہ ایک تضاد ہے جو زندگی کے حقیقی حالات میں چھوٹے کسانوں کی معیشت کو ریاستی سرمایہ‌داری کی راہ سے سوشلزم تک پہنچاتا ہے۔ ذاتی محرکات پیداوار بڑھاتی ہیں۔ ہمارا سب سے پہلا کام ہے پیداوار کو ہر قیمت پر بڑھانا۔ تھوک تجارت معاشی طور پر لاکھوں چھوٹے کسانوں کو متحد کرتی ہے۔ یہ ان کو ذاتی ولولہ بخشتی ہے، ان کو آپس میں منسلک کرتی ہے اور ان کو اگلے قدم کی طرف لے جاتی ہے یعنی پیداوار کے عمل کے دوران انجمنوں اور یونینوں کے

قیام کی طرح طرح کی صورتوں کی طرف۔ ہم نے اپنی معاشی پالیسی میں ضروری تبدیلیوں کےلئے کام شروع کر دیا ہے اور ہمیں اس میں کچھ کامیابیاں بھی ہوئی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ یہ کامیابیاں چھوٹی اور جزوی ہیں لیکن بلاشبہ کامیابیاں ہیں۔ نئے ''علم'' کے اس شعبے میں ہم اپنے ابتدائی کلاس سے فارغ ہو رہے ہیں۔ استقلال اور محنت کے ساتھ مطالعہ کرتے ہوئے، اپنے ہر قدم کو عملی تجربے سے آزماتے ہوئے، جو کچھ ہم نے کیا ہے اس کو بار بار تبدیل کرنے سے نہ ڈرتے ہوئے، اپنی غلطیوں کی اہمیت کا بڑی احتیاط کے ساتھ تجزیہ کرتے ہوئے اور ان کو صحیح کرنے سے نہ ڈرتے ہوئے ہم اگلے کلاسوں میں داخل ہوں گے۔ ہم پورے ''نصاب'' کا مطالعہ کریں گے حالانکہ عالمی معاشیات اور عالمی سیاست کی موجودہ حالت نے اس نصاب کو ہماری پسند سے کہیں زیادہ طویل اور مشکل بنا دیا ہے۔ چاہے جو قیمت ہمیں ادا کرنا پڑے، عبوری دور کی مشکلات چاہے کتنی سخت ہوں، مصیبتوں، قحط اور تباہی کے باوجود ہم ہمت نہیں ہاریں گے اور اپنے کام کو فتح مندانہ منزل مقصود تک پہنچائیں گے۔

۱۴ اکتوبر ۱۹۲۱ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۴، صفحات ۱۴۴—۱۵۲

کوآپریٹیو کے بارے میں

۱

مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے ملک میں کوآپریٹیو کی تحریک کی طرف کافی توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ مشکل سے ہی سب لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اکتوبر انقلاب کے وقت سے اور نئی معاشی پالیسی کے علاوہ (بلکہ اس کے برعکس، ہمیں کہنا چاہئے کہ نئی معاشی پالیسی کی وجہ سے) ہماری کوآپریٹیو کی تحریک نے بڑی اہمیت اختیار کرلی ہے۔ پرانے کوآپریٹیو کے بانیوں کے خوابوں میں بہت کچھ خیالی ہے۔ اکثر ان کے موہوم خیالات مضحکہ‌خیز معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے خیالات موہوم کیوں ہیں؟ اس لئے کہ لوگ استحصال کرنےوالوں کی حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے مزدور طبقے کی سیاسی جدوجہد کی بنیادی، اساسی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ ہم نے استحصال کرنےوالوں کا تختہ الٹ دیا ہے اور اب وہ بہت کچھ جو کوآپریٹیو کے پرانے بانیوں کے خوابوں میں خیالی، حتی کہ رومانی اور بالکل عامیانہ تھا، انتہائی واضح حقیقت بن گیا ہے۔

ہمارے یہاں واقعی، جب اقتدار مزدور طبقے کے ہاتھ میں آ گیا ہے، جب اس ریاستی اقتدار کی ملکیت میں سارے ذرائع پیداوار آ گئے ہیں تو ہمارے لئے صرف یہ فریضہ باقی رہتا ہے کہ ہم آبادی کو کوآپریٹیو سوسائٹیوں میں منظم کریں۔ زیادہ سے زیادہ آبادی کو کوآپریٹیو سوسائٹیوں میں شریک کرنے سے اس سوشلزم کے مقاصد خودبخود حاصل ہو جاتے ہیں جو پہلے بجا طور پر ان لوگوں کے مزاح، استہزا اور حقارت کا نشانہ تھا جن کو طبقاتی جدوجہد

اور سیاسی اقتدار وغیرہ کےلئے جدوجہد کی ضرورت پر صحیح یقین تھا۔ لیکن سب رفیق یہ نہیں سمجھتے کہ اب ہمارے لئے روس میں کوآپریٹیو کی تحریک پھیلانا کتنی زبردست اور وسیع اہمیت کی حامل ہے۔ نئی معاشی پالیسی اختیار کرکے ہم نے تاجروں کی حیثیت سے کسانوں کو، نجی تجارت کے اصول کو رعایت دی اور اسی سے کوآپریٹیوکاری کی زبردست اہمیت (کچھ لوگوں کے خیال کے برعکس) پیدا ہوتی ہے۔ حقیقت میں اگر کہا جائے تو نئی معاشی پالیسی کے تحت روس کی آبادی کو کافی وسیع اور بڑی حد تک کوآپریٹیو سوسائٹیوں میں منظم کرنا ہی ہماری ساری ضرورت ہے کیونکہ ہم نے اب نجی مفاد، نجی تجارتی مفاد کو ریاستی نگرانی اور کنٹرول سے متحد کرنے کا وہ درجہ، اس کو مشترکہ مفادات کے ماتحت لانے کا وہ درجہ حاصل کرلیا ہے جو پہلے بہت سے سوشلسٹوں کےلئے سنگ راہ بنا ہوا تھا۔ درحقیقت، بڑے پیمانے کے سارے ذرائع پیداوار پر ریاست کا اقتدار، پرولتاریہ کے ہاتھ میں ریاستی اقتدار، اس پرولتاریہ کا لکھوکھا چھوٹے اور بہت چھوٹے کسانوں سے اتحاد، کسانوں کےلئے اس پرولتاریہ کی رہنمائی کی ضمانت وغیرہ — کیا یہ وہ سب نہیں ہے جس کی ضرورت ہے تاکہ کوآپریٹیوکاری سے، صرف کوآپریٹیوکاری سے جس کو ہم پہلے چھوٹے دکاندار کی حیثیت سے حقیر سمجھتے تھے اور اب نئی معاشی پالیسی کے تحت بھی اس کے کچھ پہلوؤں کو حقیر سمجھنے کا حق رکھتے ہیں، کیا یہ وہ سب نہیں ہے جو مکمل اشتراکی معاشرہ تعمیر کرنے کے لئے ضروری ہے؟ یہ ابھی اشتراکی معاشرہ کی تعمیر نہیں ہے لیکن یہ سب اس کی تعمیر کےلئے ضروری اور کافی ہے۔

اسی صورت حال کا اندازہ ہمارے بہت سے عملی کارکن گھٹا کر لگاتے ہیں۔ ہمارے یہاں کوآپریٹیوکاری کو حقارت سے دیکھا جاتا ہے اور یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس کوآپریٹیوکاری کی کتنی غیرمعمولی اہمیت ہے اول، اصولی پہلو سے (ذرائع پیداوار کی ملکیت ریاست کے ہاتھ میں)، دوسرے، نئے نظام تک عبور کے ذرائع کے پہلو سے جو کسانوں کےلئے زیادہ سادہ، آسان اور قابل قبول ہیں۔

لیکن یہ بھی بنیادی اہمیت کی بات ہے۔ ہر طرح کی مزدور تنظیموں کے ذریعہ اشتراکیت کی تعمیر کا خیالی خاکہ بنانا ایک

بات ہے اور عملی طور پر سوشلزم کی تعمیر کرنا اس طرح سے سیکھنا دوسری بات ہے کہ ہر چھوٹا کسان اس تعمیر میں حصہ لے سکے۔ یہی وہ منزل ہے جس تک ہم ابھی پہنچے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس تک پہنچ کر ہم اس سے بہت کم فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

ہم نئی معاشی پالیسی کو رائج کر کے حد سے آگے بڑھ گئے، اس لحاظ سے نہیں کہ آزاد صنعت اور تجارت کے اصول کو بہت اہمیت دی گئی بلکہ نئی معاشی پالیسی کو رائج کرنے میں ہم اس لحاظ سے حد سے آگے بڑھ گئے کہ ہم نے کوآپریٹیو کو نظرانداز کیا اور کوآپریٹیوکاری کی زبردست اہمیت کو اس کے متذکرۂبالا دو پہلوؤں سے بھلانا شروع کر دیا۔

میں اب قارئین سے اس پر تبادلۂ خیال کرنا چاہتا ہوں کہ اس ''کوآپریٹیو،، اصول کی بنا پر عملی طور سے فوراً کیا کیا جا سکتا ہے اور کرنا چاہئے۔ کن ذرائع سے ہم کو فوراً اس ''کوآپریٹیو،، اصول کو اس طرح فروغ دینا چاہئے کہ اس کی سوشلسٹ اہمیت سب کےلئے اور ہر ایک کےلئے واضح ہو جائے؟

کوآپریٹیو کو سیاسی طور پر اس طرح منظم کرنا چاہئے کہ وہ نہ صرف عام طور پر اور ہمیشہ معینہ مراعات حاصل کر سکے بلکہ ان مراعات کو خالص مادی نوعیت کا ہونا چاہئے (بینک کی مفید شرح وغیرہ)۔ کوآپریٹیو سوسائٹیوں کو ایسے ریاستی قرض دینا چاہئے جو کچھ زیادہ ہوں، ان قرضوں سے بھی زیادہ جو ہم نجی کاروباروں کو، حتی کہ بھاری صنعت وغیرہ کو دیتے ہیں۔

ہر معاشرتی نظام محض معینہ طبقے کی مالیاتی امداد سے ہی نمودار ہوتا ہے۔ ان کروڑوں روبلوں کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں جو ''آزاد،، سرمایہدار نظام کی پیدائش پر صرف ہوئے۔ اب ہمیں یہ سمجھنا چاہئے اور اس کو عملی جامہ پہنانا چاہئے کہ اس وقت جس معاشرتی نظام کی ہمیں معمول سے زیادہ مدد کرنی چاہئے وہ کوآپریٹیو نظام ہے۔ لیکن اس کی حمایت اس لفظ کے حقیقی معنوں میں کرنی چاہئے یعنی اس امداد کے تحت ہر کوآپریٹیو لیندین کی امداد سمجھنا کافی نہیں ہے۔ اس امداد کے تحت ایسے کوآپریٹیو لیندین کو سمجھنے کی ضرورت ہے جس میں آبادی کی

واقعی کثیر تعداد حقیقی طور پر حصہ لیتی ہے۔ اس کسان کو بونس دینا جو کوآپریٹیو لین‌دین میں حصہ لیتا ہے — یہ بالکل ٹھیک بات ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اس شرکت کو جانچنا، اس کے شعور اور کیفیت کو جانچنا — یہ ہے سارے سوال کا گر۔ سچی بات یہ ہے کہ جب کوآپریٹیو کارکن دیہات میں جاکر کوآپریٹیو کی دکان کھولتا ہے تو وہاں کے باشندے اس میں کوئی حصہ نہیں لیتے، لیکن ساتھ ہی وہ اپنے ذاتی مفاد کی وجہ سے اس میں حصہ لینے میں عجلت کرتے ہیں۔

اس معاملے کا دوسرا پہلو بھی ہے۔ ''مہذب،، (اور سب سے پہلے پڑھے لکھے) یورپی کے نقطۂ‌نظر سے ہمیں اس کےلئے بہت تھوڑا کرنا رہ گیا ہے کہ ہم ہر شخص کو کوآپریٹیو کے کاموں میں حصہ لینے کےلئے اور محض مجہولیت سے نہیں بلکہ سرگرمی سے حصہ لینے کےلئے آمادہ کریں۔ سچی بات یہ ہے کہ ہمیں ''صرف،، ایک بات کرنی رہ گئی ہے یعنی ہم اپنے لوگوں کو اتنا ''مہذب،، بنا دیں کہ وہ ہر شخص کے کوآپریٹیو میں حصہ لینے کے تمام فوائد کو سمجھنے لگیں اور اس شرکت کو منظم کریں۔ ''صرف،، یہی۔ سوشلزم تک پہنچنے کے لئے ہمیں اور کسی ترکیب کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اس ''صرف،، کو کرنے کےلئے پورے انقلاب کی، سارے عوام کی ثقافتی ترقی کے پورے دور کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہمارا قاعدہ یہ ہونا چاہئے — امکانی طور پر بقراطی باتیں کم اور امکانی طور پر قلابازیاں کم۔ اس لحاظ سے نئی معاشی پالیسی ترقی کا قدم ہے کیونکہ وہ انتہائی عام کسان کے معیار کے لئے موزوں ہے، وہ کسان سے کسی بلند بات کا تقاضہ نہیں کرتی۔ لیکن نئی معاشی پالیسی کے ذریعے آبادی کے ہر شخص کو کوآپریٹیو میں شریک کرنے کےلئے ایک پورے تاریخی دور کی ضرورت ہے۔ ہم اس دور کو کم از کم ایک یا دو دہائیوں میں طے کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ خاص تاریخی دور ہوگا اور اس تاریخی دور کے بغیر، ہر شخص کے خواندہ ہوئے بغیر، کافی حد تک قابلیت کے بغیر، کافی حد تک آبادی کو یہ سکھائے بغیر کہ وہ کتاب کو کام میں لائے اور اس کےلئے مادی بنیاد کے بغیر، اور مثال کے لئے بری فصلوں اور قحط وغیرہ کے خلاف کسی

ضمانت کے بغیر — ان تمام باتوں کے بغیر ہم اپنے مقصد کو پورا نہیں کر سکیں گے۔ اب سارا کام یہ ہے کہ ہم عمل کے انقلابی پیمانے کو، اس انقلابی ولولے کو، جس کا اظہار ہم نے کیا ہے اور کافی کیا ہے اور اس کو مکمل کامیابی سے مالامال کیا ہے، (میں یہاں تقریباً یہی کہنا چاہتا ہوں) سمجھدار اور پڑھے لکھے تاجر ہونے کی قابلیت سے متحد کر سکیں جو اچھے کوآپریٹیو کارکن کے لئے بالکل کافی ہے۔ میں تاجر ہونے کی قابلیت کو مہذب تاجر ہونے کی قابلیت سمجھتا ہوں۔ یہ بات روسی لوگوں یا کسانوں کے ذہن میں بیٹھ جانا چاہئے جو سوچتے ہیں کہ اگر وہ تجارت کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ تاجر ہو سکتے ہیں۔ یہ بالکل ٹھیک نہیں ہے۔ وہ تجارت کرتے ہیں لیکن ان کے اور مہذب تاجر ہونے کی قابلیت کے درمیان بہت فاصلہ ہے۔ وہ اس وقت ایشیائی ڈھنگ سے تجارت کرتے ہیں اور تاجر بننے کی قابلیت کے لئے یورپی ڈھنگ سے تجارت کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے ایک پورا دور ان کو جدا کرتا ہے۔

بطور نتیجہ، متعدد معاشی، مالیاتی اور بینک کی مراعات کوآپریٹیو کو دینی چاہئیں۔ ہماری سوشلسٹ ریاست کی طرف سے آبادی کی تنظیم کے نئے اصول کی حمایت اسی پر مشتمل ہونی چاہئے۔ لیکن اس طرح فریضے کو ابھی عام خاکے میں پیش کیا گیا ہے، یہاں عملی فریضے کی ساری باتوں کی وضاحت اور تفصیل نہیں ہے یعنی ''بونس،، کی اس شکل کو (اور اس کو دینے کی وہ شرطیں) تلاش کرنے کی ضرورت ہے جو ہم کوآپریٹیو میں شامل ہونے کے لئے دیں، بونس کی وہ شکل جس کے ذریعہ ہم کوآپریٹیو کی کافی مدد کر سکتے ہیں، بونس کی وہ شکل جس کے ذریعہ ہم مہذب کوآپریٹیو کارکن حاصل کریں۔ اور ذرائع پیداوار کی معاشرتی ملکیت کی موجودگی میں، بورژوازی پر پرولتاریہ کی طبقاتی فتح کی موجودگی میں مہذب کوآپریٹیو کارکنوں کا نظام — سوشلزم کا نظام ہے۔

۴ جنوری ۱۹۲۳ء

ہمیشہ، جب بھی میں نے نئی معاشی پالیسی کے بارے میں لکھا ۱۹۱۸ء کے اپنے اس مضمون* کا حوالہ دیا جو ریاستی سرمایہ‌داری کے بارے میں ہے۔ اس نے بعض نوجوان رفیقوں میں کئی بار شبہات پیدا کئے۔ لیکن ان کے شبہات زیادہ‌تر مجرد سیاسی نکات کے بارے میں تھے۔

ان کے خیال میں اصطلاح ریاستی سرمایہ‌داری کا ایسے نظام پر اطلاق نہیں کرنا چاہئے جس میں ذرائع پیداوار مزدور طبقے کی ملکیت ہوں اور یہ مزدور طبقہ برسر اقتداز ہو۔ انہوں نے یہ غور نہیں کیا کہ میں نے ''ریاستی سرمایہ‌داری،، کی اصطلاح استعمال کی ہے اول، ہماری موجودہ حیثیت کو تاریخی طور پر اس حیثیت سے مربوط کرنے کےلئے جو میں نے نام‌نہاد بائیں بازو کے کمیونسٹوں سے مباحثے کے دوران اختیار کی تھی۔ اور میں نے اسی وقت یہ بھی ثابت کیا تھا کہ ریاستی سرمایہ‌داری ہماری موجودہ معیشت سے برتر ہوگی۔ میرے لئے معمولی ریاستی سرمایہ‌داری اور اس غیر معمولی، حتی کہ بہت ہی غیرمعمولی ریاستی سرمایہ‌داری کے درمیان مسلسل رابطہ دکھانا اہم تھا جس کا ذکر میں نے قاری کو نئی معاشی پالیسی سے متعارف کراتے ہوئے کیا تھا۔ دوسرے، میرے لئے ہمیشہ عملی مقصد اہم رہا ہے۔ اور ہماری نئی معاشی پالیسی کا عملی مقصد رعایتیں دینا تھا۔ ہمارے حالات میں رعایتیں بلاشبہ خالص قسم کی ریاستی سرمایہ‌داری تھیں۔ اسی طرح میں نے ریاستی سرمایہ‌داری کے بارے میں دلیل پیش کی تھی۔

لیکن معاملے کا ایک اور رخ بھی ہے جس کےلئے ہمیں ریاستی سرمایہ‌داری کی ضرورت ہو سکتی ہے یا کم از کم اس کے موازنے کی۔ یہ سوال کوآپریٹیو کے بارے میں ہے۔

سرمایہ‌دار ریاست میں کوآپریٹیو بلاشبہ اجتماعی سرمایہ‌دار ادارے ہوتے ہیں۔ اور اس میں شبہ نہیں کہ ہمارے موجودہ معاشی

---

* لینن۔ ''بائیں بازو کا، طفلانہ اور پیٹی بورژواپن،،۔ (ایڈیٹر)

حالات میں جب ہم نجی سرمایہ‌دار اداروں کو (لیکن صرف قومیائی ہوئی آراضی پر اور صرف مزدور طبقے کے ریاستی اقتدار کی نگرانی کے تحت) ان اداروں سے متحد کر رہے ہیں جو اصولی طور پر سوشلسٹ قسم کے ہیں (ذرائع پیداوار اور زمین، جس پر ادارہ واقع ہے، اور مکمل طور پر سارا ادارہ بھی ریاست کی ملکیت ہے) ان حالات میں تیسری قسم کے اداروں کا سوال پیدا ہوتا ہے جو پہلے بنیادی اہمیت کے نقطۂ نظر سے خودمختار نہیں تھے یعنی کوآپریٹیو اداروں کا۔ نجی سرمایہ‌داری میں کوآپریٹیو ادارے سرمایہ‌دار اداروں سے اسی طرح مختلف ہوتے ہیں جیسے اجتماعی ادارے نجی اداروں سے۔ ریاستی سرمایہ‌داری میں کوآپریٹیو ادارے ریاستی سرمایہ‌دار اداروں سے مختلف ہوتے ہیں کیونکہ اول، وہ نجی ادارے ہیں اور دوسرے، وہ اجتماعی ہیں۔ ہمارے موجودہ نظام میں کوآپریٹیو ادارے نجی سرمایہ‌دار اداروں سے بطور اجتماعی اداروں کے مختلف ہیں لیکن سوشلسٹ اداروں سے مختلف نہیں ہیں بشرطیکہ ان کی زمین اور ذرائع پیداوار ریاست کی یعنی مزدور طبقے کی ملکیت ہوں۔

کوآپریٹیو کے بارے میں بحث کے دوران ہمارے یہاں اس صورت حال پر کافی غور نہیں کیا جاتا۔ یہ بھلا دیا جاتا ہے کہ ہمارے ریاستی نظام کی امتیازی خصوصیات کی وجہ سے کوآپریٹیو کو غیرمعمولی اہمیت حاصل ہے۔ اگر ہم رعایتوں کو خارج کردیں جن کو برسبیل تذکرہ ہمارے یہاں کافی فروغ نہیں ملا ہے تو ہمارے حالات میں کوآپریٹیو سوشلزم سے بالکل مطابقت رکھتا ہے۔

میں اپنے خیال کی وضاحت کرتا ہوں۔ رابرٹ اووین سے لے کر پرانے کوآپریٹیو کے بانیوں کے منصوبے کس بات میں خیالی تھے؟ اس میں کہ وہ اپنے زمانے کے معاشرے کو پرامن طور سے سوشلزم میں ڈھالنے کے خواب دیکھتے تھے، ایسے بنیادی سوالوں کا لحاظ کئے بغیر جیسے طبقاتی جدوجہد کا سوال، مزدور طبقے کا سیاسی اقتدار حاصل کرنا اور استحصال کرنےوالے حکمراں طبقے کا تختہ الٹنا۔ اسی لئے ہم اس ’’کوآپریٹیو،، سوشلزم کو خیالی سمجھنے میں بالکل بجا ہیں، ان خوابوں کو رومانی اور حتی کہ عامیانہ سمجھنے میں بجا ہیں کہ آبادی کی کوآپریٹیوکاری کے ذریعہ طبقاتی دشمن

کو طبقاتی شریک کار اور طبقاتی جنگ کو طبقاتی امن (نام نہاد معاشرتی صلح) میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

موجودہ زمانے کے بنیادی فریضے کے نقطہ نظر سے ہم بلاشبہ ٹھیک تھے کیونکہ ملک میں سیاسی اقتدار کے لئے طبقاتی جدوجہد کے بغیر سوشلزم کا حصول ممکن نہیں ہے۔

لیکن دیکھئے، اب حالت کیسی بدل گئی ہے جب مزدور طبقے کے ہاتھ میں ریاستی اقتدار ہے، جب استحصال کرنےوالوں کے سیاسی اقتدار کا تختہ الٹ دیا گیا ہے اور جب سارے ذرائع پیداوار (سوائے ان کے جو مزدور ریاست نے وقتی طور پر اور شرائط کے ساتھ استحصال کرنےوالوں کو بطور رعایات دئے ہیں) مزدور طبقے کے ہاتھ میں ہیں۔

اب ہم یہ کہنے میں حق‌بجانب ہیں کہ کوآپریٹیو کی ترقی ہی ہمارے لئے (اوپر بتائی ہوئی بعض ''معمولی،، استثناؤں کے ساتھ) سوشلزم کی ترقی سے مطابقت رکھتی ہے اور اس کے ساتھ ہمیں سوشلزم کے تصور میں بنیادی تبدیلی کو تسلیم کرنا چاہئے۔ بنیادی تبدیلی یہ ہے کہ پہلے ہم سیاسی جدوجہد، انقلاب اور حصول اقتدار پر خاص زور دیتے تھے اور زور دینا چاہئے تھا۔ اب خاص زور پرامن، منظم ''ثقافتی،، کام کی طرف منتقل ہو رہا ہے۔ مجھے یہ کہنا چاہئے کہ اگر بین‌الاقوامی صورت‌حال ایسی نہ ہوتی کہ ہم عالمی پیمانے پر اپنی پوزیشن کے لئے جدوجہد کرنے پر مجبور ہیں تو اب خاص زور ثقافتی کام کی طرف منتقل ہو رہا ہے۔ لیکن اگر اس کو الگ چھوڑ دیں اور اندرونی معاشی صورت حال تک محدود رہیں تو ہمارے یہاں اب واقعی زور ثقافتی کام کی طرف منتقل ہو رہا ہے۔

ہمارے سامنے اس دور کے دو بڑے اہم فریضے ہیں۔ یہ فرائض ہیں: ہماری ریاستی مشینری کی ازسرنو تشکیل جو بالکل بےسود ہے اور جو پوری کی پوری ہم نے ماضی کے دور سے لی ہے اور پانچ سال کی جدوجہد کے دوران ہم اس کی ازسرنو تشکیل کے لئے نہ تو کچھ کر سکے اور نہ کرسکتے تھے۔ ہمارا دوسرا فریضہ کسانوں میں ثقافتی کام ہے۔ اور کسانوں میں اس ثقافتی کام کا معاشی مقصد کوآپریٹیو کاری ہے۔ مکمل کوآپریٹیوکاری کی صورت میں

هم سوشلسٹ سرزمین پر دونوں پیروں پر کھڑے ہوتے ۔ لیکن مکمل کوآپریٹیوکاری کے لئے کسانوں میں (کسانوں میں ہی، کثیر تعداد لوگوں کی حیثیت سے) ایسا معیار ثقافت شامل ہے کہ یہ مکمل کوآپریٹیوکاری بغیر ثقافتی انقلاب کے ممکن نہیں ہے ۔

ہمارے مخالفین نے ہم سے باربار کہا کہ ہم ایسے ملک میں جو کافی ثقافت‌یافتہ نہیں ہے سوشلزم کو عملی جامہ پہنا کر جلدبازی سے کام لے رہے ہیں ۔ لیکن وہ اس بات سے گمراہ ہو گئے کہ ہم نے اس سرے سے شروع نہیں کیا جو نظریے (طرح طرح کے بقراطوں کے نظریے) میں پیش کیا گیا تھا اور ہمارے یہاں سیاسی اور معاشرتی انقلاب ثقافتی انقلاب سے پہلے آیا، اس ثقافتی انقلاب سے جس سے ہم اب دوچار ہیں ۔

اس وقت یہ ثقافتی انقلاب ہمارے ملک کو مکمل سوشلسٹ ملک بنانے کے لئے کافی ہے ۔ لیکن یہ ثقافتی انقلاب ہمارے سامنے خالص ثقافتی (کیونکہ ہم ناخواندہ ہیں) اور مادی نوعیت کی (کیونکہ ثقافت‌یافتہ بننے کے لئے ہمیں پیداوار کے مادی ذرائع میں معین طور پر ترقی کرنی چاہئے، ہماری معین طور پر مادی بنیاد ہونی چاہئے) مشکلات پیش کر رہا ہے ۔

۶ جنوری ۱۹۲۳ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۵، صفحات ۳۶۹—۳۷۷

ھمارا انقلاب

(سوخانوف کی مختصر یادداشتوں کے سلسلے میں)

۱

حال ھی میں میں نے انقلاب کے متعلق سوخانوف کی مختصر یادداشتوں پر سرسری نظر ڈالی ھے۔ ان میں جو بات سب سے زیادہ نمایاں نظر آتی ھے وہ ھمارے تمام پیٹی بورژوا جمہوریت پسندوں اور دوسری انٹرنیشنل کے سورماؤں کی بقراطیت ھے۔ اس حقیقت کے علاوہ کہ وہ سب انتہائی بزدل ھیں، اور جب جرمن نمونے سے ذرا سی بھی کجروی کا معاملہ درپیش ھوتا ھے تو ان میں سے بہترین لوگ بھی قیود سے اپنے آپ کو پابند کر لیتے ھیں۔ اس خصوصیت کے علاوہ جو تمام پیٹی بورژوا جمہوریت پسندوں میں مشترک ھے اور جس کا تمام انقلاب کے دوران انھوں نے کافی مظاھرہ کیا ھے، جو بات سب سے زیادہ نمایاں نظر آتی ھے وہ ماضی کی ان کی غلامانہ تقلید ھے۔

وہ سب اپنے آپ کو مارکسی کہتے ھیں لیکن ان کے مارکسزم کا تصور ناممکن حد تک بقراطی ھے۔ وہ یہ سمجھنے میں قطعی ناکام رھے ھیں کہ مارکسزم میں فیصلہ کن چیز کیا ھے، یعنی انقلابی جدلیات۔ وہ مارکس کے ان سیدھے سادے بیانات کو بھی سمجھنے سے بالکل قاصر رھے ھیں کہ انقلاب کے وقت انتہائی لچکدار ھونے کی ضرورت ھے (۱۶۰)، مثال کے طور پر، مارکس کے خطوط میں — میرا خیال ھے یہ ۱۸۵۶ء کی بات ھے — ان بیانات کو دیکھنے میں بالکل ناکام رھے ھیں جن میں انھوں نے جرمنی میں کسانوں کی جنگ کو، جس سے انقلابی حالت پیدا ھو سکتی تھی، مزدور طبقے کی تحریک سے جوڑنے کی امید ظاھر کی (۱۶۱)۔ وہ اس واضح بیان سے بھی

کتراتے ھیں اور اس کے گرد اس طرح چکر کاٹتے ھیں جیسے بلی گرم دلیسے کے پیالے کے چاروں طرف۔

ان کے رویے سے ظاھر ھوتا ھے کہ وہ بزدل اصلاح پسند ھیں جو بورژوازی سے اپنا رشتہ توڑنا تو کجا اس سے تجاوز کرتے ھوئے بھی ڈرتے ھیں اور ساتھ ھی اپنی بزدلی پر بےلگام لفاظی اور شیخی کا پردہ ڈالتے ھیں۔ لیکن ان سب میں جو بات سب سے زیادہ نمایاں نظر آتی ھے، خواہ وہ خالص نظریاتی نقطۂ نظر سے ھی ھو، وہ مندرجۂ ذیل مارکسی ملاحظات کو سمجھنے میں بالکل ناکامی ھے: اب تک انھوں نے مغربی یورپ میں سرمایہ‌داری اور بورژوا جمہوریت کے ارتقا کا ایک معین راستہ اختیار کرتے ھوئے دیکھا ھے۔ وہ یہ تصور کرنے سے قاصر ھیں کہ یہ راستہ ایک نمونے کی حیثیت سے صرف مناسب تغیر و تبدل کے ساتھ، صرف بعض ترمیموں کے ساتھ اختیار کیا جا سکتا ھے (جو عالمی تاریخ کے عام ارتقا کے نقطۂ نظر سے بالکل غیر اھم ھیں)۔

پہلے، انقلاب جو پہلی سامراجی عالمی جنگ سے مربوط ھے۔ ایسے انقلاب کےلئے لازمی تھا کہ وہ نئی امتیازی خصوصیات یا تبدیلیاں ظاھر کرے جو خود جنگ کا نتیجہ تھیں کیونکہ ابھی تک دنیا نے ایسے حالات میں ایسی جنگ کبھی نہیں دیکھی۔ ھم دیکھتے ھیں کہ جنگ کے بعد سے دولت‌مندترین ملکوں کی بورژوازی ابھی تک ''حسب‌معمول،، بورژوا تعلقات کو بحال کرنے میں ناکام رھی ھے۔ اس کے باوجود ھمارے اصلاح پسند — پیٹی بورژوا جو اپنے آپ کو انقلابی ظاھر کرنا چاھتے ھیں — سمجھتے تھے، اور اب بھی سمجھتے ھیں کہ حسب معمول بورژوا تعلقات ایک حد ھیں (تو اس حد تک اور اس سے آگے نہیں)۔ اور اس ''حسب معمول،، کے متعلق ان کا تصور تک لکیر کا فقیر اور انتہائی تنگ ھے۔

دوسرے، ان کےلئے یہ خیال بالکل اجنبی ھے کہ اگرچہ مجموعی طور پر عالمی تاریخ کا ارتقا عام قوانین کے مطابق ھوتا ھے، لیکن اس سے یہ بات خارج نہیں ھوتی بلکہ پیش فرض ھوتی ھے کہ ارتقا کے بعض دور شکل کے لحاظ سے یا اس ارتقا کے تسلسل کے لحاظ سے اپنی امتیازی خصوصیات ظاھر کریں۔ مثال کے طور پر، یہ ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ چونکہ روس مہذب ملکوں اور ان ملکوں

کی سرحد پر ہے جنھیں جنگ نے پہلی بار قطعی طور پر تہذیب کے حلقے میں شامل کیا — تمام مشرقی اور غیریورپی ممالک — تو وہ چند نمایاں امتیازی خصوصیات ظاہر کر سکا، اور ایسا ہونا لازمی تھا۔ اگرچہ ان خصوصیات کو عالمی ارتقا کی عام راہ سے جدا نہیں کیا جا سکتا لیکن وہ روس کے انقلاب کو ان انقلابوں سے ممیز کرتی ہیں جو مغربی یورپی ممالک میں ہوئے۔ اور انقلاب جیسا جیسا مشرق کے ملکوں کی جانب بڑھ رہا ہے یہ خصوصیات بعض جزوی اختراعات کے ساتھ شامل کر رہا ہے۔

جب مغربی یورپی سوشل ڈیموکریسی نے فروغ پایا تو ان حضرات نے وہاں سے ایک انتہائی گھسی‌پٹی دلیل حفظ کر ڈالی۔ وہ یہ کہ ہم ہنوز اشتراکیت کے لئے پختہ نہیں ہوئے ہیں۔ یا جیسا کہ ان کے بعض ''عالموں،، نے فرمایا کہ ہمارے ملک میں اشتراکیت کےلئے خارجی معاشی شرائط موجود نہیں ہیں۔ ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں سوچا: لیکن عوام کی بابت کیا خیال ہے جو اس انقلابی حالت سے دوچار ہوئے جو پہلی سامراجی جنگ کے دوران میں پیدا ہوئی؟ اس کی مایوس کن حالت کے سبب کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسی جدوجہد میں جھونک دیں جو تہذیب کے مزید ارتقا کےلئے غیر معمولی حالات دستیاب کرنے کا کم‌ازکم کچھ موقع پیش کرے؟

''روس میں پیداواری قوتوں کا ارتقا اس سطح تک نہیں پہنچا ہے کہ وہاں اشتراکیت ممکن ہوسکے۔،، دوسری انٹرنیشنل کے تمام سورما جن میں بلاشبہ سوخانوف بھی شامل ہیں اس قول کی تائید میں نقارے پیٹ رہے ہیں، وہ اس مسلم قول کو ہزاروں مختلف سروں میں مسلسل بجاتے رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارے انقلاب کی یہ فیصلہ کن پیمائش ہے۔

لیکن اس کی بابت کیا کہا جا سکتا ہے کہ جب حالات نے روس کو سامراجی عالمی جنگ میں گھسیٹا جس میں ہر کم‌وبیش بااثر مغربی یورپی ملک شریک ہو گیا، اور روس کو مشرق میں پختہ ہوتے ہوئے یا جزوی طور پر رونما ہوتے ہوئے انقلابات کے وقت ایسی حالت پیدا کی جب ہم ''کسان جنگ،، اور مزدور طبقے کی تحریک کا بالکل وہی اتحاد حاصل کر سکیں جسے اور کسی

مارکسی نے نہیں بلکہ مارکس نے ۱۸۵۶ء میں پروشیا کےلئے ایک ممکن امکان کی طرح پیش کیا تھا؟

اس کی بابت کیا کہا جا سکتا ہے کہ مکمل طور پر غیر معمولی حالت نے مزدوروں اور کسانوں کی کوششوں کو دس گنا محرک کرکے ہمیں ایک ایسا موقع پیش کیا کہ ہم تمام دوسرے مغربی یورپی ملکوں کے مقابلے میں مختلف طریقے سے تہذیب کی بنیادی ضروری شرائط پیدا کریں؟ کیا اس سے عالمی تاریخ کے ارتقا کی عام راہ بدلتی ہے؟ کیا اس سے تمام ملکوں کے ان بنیادی طبقات کے درمیان بنیادی تعلقات بدلتے ہیں جو عالمی تاریخ کی عام راہ پر گامزن ہو رہے ہیں یا گامزن ہو چکے ہیں؟

اگر سوشلزم کی تعمیر کے لئے ثقافت کی ایک معین سطح درکار ہے (حالانکہ کوئی شخص بھی یہ نہیں بتا سکتا کہ یہ معین ''ثقافت کی سطح،، ہے کیا، کیونکہ یہ ہر مغربی یورپی ملک میں ایک دوسرے سے مختلف ہے) تو پھر ہم کیوں نہ اس معین ثقافتی سطح کی ضروری شرائط انقلابی طریقے سے حاصل کرکے ابتدا کریں اور پھر مزدوروں اور کسانوں کی حکومت اور سوویت نظام کی مدد سے دوسری قوموں کے همسر ہو جائیں۔

۱۶ جنوری ۱۹۲۳ء

۲

آپ کہتے ہیں کہ اشتراکیت کی تعمیر کےلئے تہذیب کی ضرورت ہے۔ ٹھیک ہے۔ لیکن ہم پہلے اپنے ملک میں روسی زمینداروں اور سرمایہداروں کے اخراج جیسی تہذیب کی ضروری شرائط کیوں پیدا نہیں کریں اور پھر اشتراکیت کی جانب بڑھنا شروع کر دیں۔ کہاں اور کن کتابوں میں آپ نے پڑھا ہے کہ واقعات کے روایتی تاریخی تسلسل سے ایسی عدم‌مطابقت ناروا یا نا ممکن ہے؟

میرا خیال ہے کہ نپولین نے لکھا تھا: «On s'engage et puis... on voit» ۔ اس کا آزاد ترجمہ یہ ہوگا ''پہلے سنجیدہ لڑائی میں برسرپیکار ہو اور پھر دیکھو کہ کیا ہوتا ہے،،۔ تو ہم اکتوبر

۱۹۱۷ء میں پہلے سنجیدہ لڑائی میں برسرپیکار ہوئے اور پھر ارتقا کی ایسی تفصیلات دیکھیں (عالمی تاریخ کے نقطۂ نظر سے وہ واقعی تفصیلات تھیں) جیسی کہ بریست کا صلحنامہ، نئی معاشی پالیسی وغیرہ۔ اور اب اس میں مطلق شبہ نہیں ہو سکتا کہ بنیادی طور پر ہم فاتح رہے۔

مزید دائیں جانب‌والے سوشل ڈیموکریٹوں کا تو خیر ذکر ہی کیا، ہمارے سوخانوف قسم کے لوگ خواب تک میں یہ نہیں دیکھتے کہ انقلاب دوسری طرح سے نہیں کئے جا سکتے۔ ہمارے یورپی عامیانہ لوگ خواب تک میں یہ نہیں دیکھتے کہ مشرقی ممالک میں ہونےوالے انقلاب، جہاں آبادی کہیں زیادہ ہے اور معاشرتی حالات زیادہ گوناگوں ہیں، بلاشبہ روسی انقلاب کے مقابلے میں زیادہ امتیازی خصوصیات کا مظاہرہ کریں‌گے۔

یہ بتانے کی مشکل ہی سے ضرورت ہے کہ وہ درسی کتاب جو کاؤتسکی کے خطوط پر لکھی گئی تھی اپنے زمانے میں بہت مفید تھی۔ لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ یہ خیال ترک کر دیا جائے کہ اس نے آنےوالی عالمی تاریخ کے ارتقا کی تمام شکلوں کی پیش‌بینی کر دی تھی۔ یہ کہنا برمحل ہوگا کہ وہ لوگ جو اس طرح سوچتے ہیں سراسر احمق ہیں۔

۱۷ جنوری ۱۹۲۳ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں
روسی ایڈیشن، جلد ۴۵، صفحات
۳۷۸ — ۳۸۲

ہم مزدور کسان نگراں ادارے کو ازسرنو کس طرح منظم کریں

(پارٹی کی بارھویں کانگرس کو مشورہ)

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مزدور کسان نگراں ادارہ (۱۶۲) ہمارے لئے ایک انتہائی مشکل مسئلہ ہے اور ابھی تک ہم اسے حل نہیں کر پائے ھیں۔ میرے خیال میں وہ رفیق جو اس مشکل کو مزدور کسان نگراں ادارے کے مفاد اور ضرورت سے انکار کرکے حل کرنا چاہتے ھیں غلطی پر ھیں۔ لیکن ساتھ ھی میں اس سے انکار نہیں کرتا کہ ھماری ریاستی مشینری کا مسئلہ اور اسے بہتر کرنے کا مسئلہ بہت مشکل ہے، وہ ابھی تک حل نہیں ہوا ہے اور فوراً حل طلب ہے۔

امور خارجہ کی عوامی کمیساریت کے علاوہ ھماری ریاستی مشینری بڑی حد تک ماضی کی باقیات ہے اور مشکل ھی سے اس میں کوئی بنیادی تبدیلی ہوئی ہے۔ صرف سطحی طور پر اس کی لیپا پوتی ہوئی ہے لیکن دیگر لحاظ سے وہ ھماری پرانی ریاستی مشینری کی مثالی یادگار ہے۔ اس لئے اسے نئی بنیاد پر کھڑی کرنے کےلئے، میرے خیال میں، ھمیں اپنے ھاں کی خانہ‌جنگی کے تجربے سے سیکھنا ہوگا۔

خانہ‌جنگی کے زیادہ نازک لمحوں میں ہم نے کیا رویہ اختیار کیا تھا؟

ہم نے اپنی پارٹی کی بہترین قوتیں سرخ فوج میں مرکوز کیں، ہم نے اپنے بہترین مزدوروں کو بھرتی کیا۔ ہم نے اپنی آمریت کی انتہائی گہری جڑوں میں نئی قوتیں تلاش کیں۔

مجھے یقین ہے کہ مزدور کسان نگراں ادارے کی ازسرنو تعمیر کےلئے ھمیں اسی سمت میں اقدام کرنے چاھئیں۔ میں سفارش کرتا ہوں کہ ھماری پارٹی کی بارھویں کانگرس ازسرنو تعمیر کےلئے

مندرجہ ذیل منصوبہ اختیار کرے جو مرکزی نگراں کمیشن (۱۶۳) کی توسیع پر مبنی ہو۔

ہماری پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے عام اجلاس سے یہ رجحان ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ ایک قسم کی اعلیٰ پارٹی کانفرنس ہوتے جا رہے ہیں۔ اوسطاً ان کا اجلاس دو ماہ میں ایک بار سے زیادہ نہیں ہوتا۔ اور روزمرہ کا کام مرکزی کمیٹی کی جانب سے جیسا کہ ہم جانتے ہیں، ہمارا پولیٹ بیورو، ہمارا تنظیمی بیورو، ہمارا سکریٹریٹ وغیرہ انجام دیتے ہیں۔ میری رائے میں جو راہ ہم نے ابھی تک اختیار کی ہے اس پر ہمیں آخر تک چلنا چاہئے اور مرکزی کمیٹی کے عام اجلاسوں کو قطعی طور پر اعلیٰ پارٹی کانفرنسوں میں تبدیل کر دینا چاہئے جو دو ماہ میں ایک بار مرکزی نگراں کمیشن کے ساتھ مشترکہ طور پر منعقد کئے جائیں۔ اس مرکزی نگراں کمیشن کو مندرجہ ذیل طرز پر ازسرنو منظم‌شدہ مزدور کسان نگراں ادارے کے عام حصے میں ضم کر دیا جائے۔

میری تجویز یہ ہے کہ کانگرس مرکزی نگراں کمیشن کے ۷۵ سے لے کر ۱۰۰ تک (قدرتاً یہ اعداد صرف مثال کے طور پر پیش کئے گئے ہیں) مزید نئے ممبر منتخب کرے۔ انھیں مزدور اور کسان ہونا چاہئے۔ اور ان کی بھی چھان‌بین پارٹی کو اسی طرح کرنا چاہئے جیسی کہ مرکزی کمیٹی کے عام ممبروں کی کی جاتی ہے کیوں کہ انھیں بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مرکزی کمیٹی کے ارکان کو ہیں۔

دوسری طرف مزدور اور کسان نگراں ادارے کے عملے کو گھٹا کر تین سو یا چار سو کر دینا چاہئے اور اس کی بھی ہمیں شعور اور اپنی ریاستی مشینری کے علم کے لحاظ سے خاص جانچ پڑتال کرنی چاہئے۔ اور جہاں تک عام طور پر محنت کی سائنسی تنظیم کے بنیادی اصولوں، اور خاص طور پر انتظامیہ کے کام، دفتری کام کا تعلق ہے تو اس کے لئے بھی خاص امتحان لینا چاہئے۔

میری رائے میں مزدور کسان نگراں ادارے اور مرکزی نگراں کمیشن کے آپس میں ضم ہوجانے سے ان دونوں اداروں کو فائدہ ہوگا۔ ایک طرف مزدور کسان نگراں ادارے کا وقار اتنا بڑھ جائے گا کہ وہ کسی صورت میں بھی امور خارجہ کی عوامی

کمیساریت سے کم‌تر نہیں ہوگا۔ دوسری طرف ہماری مرکزی کمیٹی مرکزی نگراں کمیشن کے ساتھ مل کر آخرکار اعلی پارٹی کانفرنس میں تبدیل ہونے کی راہ اختیار کرےگی جس پر وہ درحقیقت چل بھی رہی ہے اور جس پر اسے آخر تک چلنا چاہئیے تاکہ وہ اپنے فرائض منصبی دو لحاظ سے صحیح طور پر پورے کر سکے — خود اپنی باقاعدہ، مناسب اور باضابطہ تنظیم اور کام کے سلسلے میں، اور ہمارے بہترین مزدوروں اور کسانوں کے ذریعے وسیع طور پر عوام الناس کے ساتھ رابطے قائم کرنے کے سلسلے میں۔

اس پر میں اعتراض کی پیش‌بینی کر سکتا ہوں، اور یہ براہ‌راست یا بالواسطہ ان حلقوں کی جانب سے کیا جا سکتا ہے جو ہماری ریاستی مشینری کو دقیانوسی بنا رہے ہیں اور جن کا اصرار ہے کہ اس کی انقلاب سے پہلے کی قطعی ناممکن اور شرمناک شکل کو محفوظ رکھا جائے جیسی کہ یہ اب بھی ہے (برسبیل‌تذکرہ، اب ہمارے سامنے ایک موقع ہے، بنیادی معاشرتی تبدیلیاں پیدا کرنے کےلئے ضروری دور معین کرنے کا جو تاریخ میں شاذ و نادر ہی ملتا ہے۔ اب ہم واضح طور سے دیکھ سکتے ہیں کہ پانچ سال میں کیا کیا جا سکتا ہے اور کس کےلئے زیادہ وقت چاہئیے)۔

جس اعتراض کی میں پیش‌بینی کر سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ میری تجویزشدہ تبدیلی سے انتشار پیدا ہوگا۔ مرکزی نگراں کمیشن کے ارکان بغیر جانے ہوئے کہ کہاں، کیوں اور کس سے رجوع کریں اداروں کے گرد گھومتے رہیں گے۔ اس طرح ہر جگہ بدنظمی پیدا ہوگی اور کارکنوں کی توجہ اپنے روزمرہ کے کام سے ہٹےگی وغیرہ۔

میری رائے میں اس اعتراض کے پس‌پشت کینہ‌وری اتنی عیاں ہے کہ اس کے جواب کی چنداں ضرورت نہیں۔ اس کی تشریح کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ مرکزی نگراں کمیشن کی مجلس صدارت، مزدور کسان نگراں ادارے کے عوامی کمیسار اور اس کی کمیٹی کو (بعض صورتوں میں ہماری مرکزی کمیٹی کے سکریٹریٹ کو بھی) ثابت‌قدم کوششوں پر برسوں صرف کرنا پڑیں‌گے جب اپنی کمیساریت اچھی طرح منظم ہوگی اور مرکزی نگراں کمیشن کے شانہ بشانہ روانی سے کام کرےگی۔ میرے خیال میں مزدور کسان نگراں ادارے

کے عوامی کمیسار اور پوری کمیٹی باقی رہ سکتے ھیں (اور رهنا چاهئے) اور انهیں مزدور کسان نگراں ادارے کے تمام کام کی رهنمائی کرنی چاهئے جس میں مرکزی نگراں کمیشن کے سب ارکان کا کام بھی شامل ھے جو ''اس کی رهنمائی میں کام کریں گے''۔
میرے منصوبے کے مطابق مزدور کسان نگراں ادارے کے عملے میں جو تین یا چار سو ملازمین باقی رهیں گے وہ ایک طرف مزدور کسان نگراں ادارے کے دوسرے ارکان کےلئے اور مرکزی نگراں کمیشن کے ضمنی ممبروں کے لئے خالص سکریٹری کا کام کریں، دوسری جانب وہ انتہائی ماهر هوں، ان کی خاص طور سے جانچ پڑتال کرلی گئی هو، وہ خاصے قابل اعتماد هوں اور اچھی تنخواهیں پاتے هوں تاکہ وہ مزدور کسان نگراں ادارے کے افسروں کی موجودہ واقعی ناشاد (اور شاید اس سے بھی بدتر) حالت سے نجات پا سکیں۔
مجھے یقین ھے کہ کارکنوں کی تعداد اتنی کم کر دینے سے جو میں نے اوپر بتائی ھے مزدور کسان نگراں ادارے کے عملے کی کارکردگی اور اس کے سارے کام کی کیفیت بہتر هو جائےگی۔ اس سے عوامی کمیسار اور اس کی کمیٹی کے ممبروں کو موقع ملےگا کہ وہ اپنی تمام کوششیں تنظیمی کام اور اس کی کارکردگی کو باقاعدہ اور بتدریج بہتر بنانے پر مرکوز کریں۔ یہ هماری مزدوروں اور کسانوں کی حکومت کےلئے اور همارے سوویت نظام کے واسطے بالکل ضروری ھے۔
دوسری طرف، میرا یہ بھی خیال ھے کہ مزدور کسان نگراں ادارے کا عوامی کمیسار محنت کی تنظیم کے اعلی اداروں (محنت کے مرکزی انسٹی‌ٹیوٹ، محنت کی سائنسی تنظیم کے انسٹی‌ٹیوٹ وغیرہ) کو جزوی طور سے آپس میں ضم کرنے اور جزوی طور سے ان میں ربط پیدا کرنے پر کام کرے۔ یہ ادارے هماری ریپبلک میں ایک درجن سے کم نہیں هیں۔ ضرورت سے زیادہ یکسانیت اور اس کے مطابق ضم کرنے کی خواهش نقصان‌دہ هوگی۔ اس کے برعکس جس چیز کی ضرورت ھے وہ ان تمام اداروں کے ضم کرنے اور ان کی مناسب حدبندی کرنے کے درمیان، هر ادارے کا ایک قسم کی آزادی کے ساتھ ساتھ معقول اور مفید اعتدال ھے۔
اس تنظیم نو سے مزدور کسان نگراں ادارے کے علاوہ

خود ہماری مرکزی کمیٹی کو یقینی فائدہ ہوگا۔ اسے فائدہ اس لئے ہوگا کہ عوام کے ساتھ اس کے رابطے وسیع ہوں گے اور اس کا کام زیادہ باقاعدہ اور موثر ہو جائے گا۔ اس وقت پھر ممکن (اور ضروری) ہوگا کہ پولیٹ بیورو کے اجلاسوں کی تیاری کے واسطے زیادہ پابند اور ذمےدار کارروائی مرتب کی جائے جن میں مرکزی نگراں کمیشن کے ارکان کی معین تعداد حصہ لے۔ یہ تعداد ایک معین مدت کےلئے یا کسی تنظیمی منصوبے کے تحت مقرر کی جا سکتی ہے۔

مرکزی نگراں کمیشن کے ارکان کو کام تقسیم کرتے وقت مزدور اور کسان نگراں ادارے کا عوامی کمیسار مرکزی نگراں کمیشن کی مجلس صدارت سے مل جل کر ان پر یہ فرض عائد کرے کہ وہ پولیٹ‌بیورو کے جلسوں میں شریک ہوں اور ان تمام دستاویزوں پر غوروخوض کریں جو کسی نہ کسی طرح اس کے سامنے پیش کی جاتی ہوں یا پھر اپنے کام کے اوقات کو نظریاتی مطالعے، محنت کو منظم کرنے کے سائنسی طریقوں کے مطالعے پر صرف کریں، یا اعلی ریاستی اداروں سے لے کر نچلے مقامی اداروں تک ہماری ریاستی مشینری کی نگرانی اور اصلاح کے کام میں عملی حصہ لیں۔

میری یہ بھی رائے ہے کہ اس اصلاح کی وجہ سے ان سیاسی فائدوں کے علاوہ کہ مرکزی کمیٹی اور مرکزی نگراں کمیشن کے ارکان پولیٹ بیورو کے جلسوں کے متعلق بہتر طور پر باخبر اور تیار ہوں گے (تمام کاروبار کی ضروری دستاویزیں جن پر ان جلسوں میں بحث ہونی ہے مرکزی کمیٹی اور مرکزی نگراں کمیشن کے تمام ارکان کو کم‌ازکم پولیٹ بیورو کے جلسے سے ایک دن پہلے بھیج دی جائیں، استثنا صرف مطلق فوری تعمیل طلب معاملات ہو سکتے ہیں جن کی مرکزی کمیٹی اور مرکزی نگراں کمیشن کے ارکان کو اطلاع دینے اور انہیں حل کرنے کےلئے خاص طریقے اختیار کئے جائیں)، ان سیاسی فائدوں کے علاوہ ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ ہماری مرکزی کمیٹی میں خاص ذاتی اور اتفاقی عناصر گھٹ جائیں گے، اس سے پھوٹ کا خطرہ کم ہو جائے گا۔

ہماری مرکزی کمیٹی ایک انتہائی مرکوز اور حاکمانہ گروہ میں بدل گئی ہے۔ لیکن جن حالات میں یہ گروہ کام کر رہا ہے

وہ اس کے اختیارات کی تصدیق نہیں کرتے۔ جس اصلاح کی میں نے تجویز کی ہے اس سے یہ نقص دور ہو جانا چاہئے۔ اور مرکزی نگراں کمیشن کے ممبروں کو جن کی ایک معین تعداد بطور فریضہ پولیٹ بیورو کے تمام اجلاسوں میں شریک ہوگی، ایک ایسے پیوستہ گروہ کی طرح کام کرنا ہوگا جسے، بلااستثنا کسی بھی شخص کا منصب خواہ وہ جنرل سکریٹری ہو یا مرکزی کمیٹی کا کوئی دوسرا رکن، سوالات کرنے، دستاویزوں کی تصدیق کرنے اور عام طور پر اسے تمام باتوں کے متعلق پوری طرح باخبر رکھنے اور معاملات کے مناسب انتظام پر سخت‌ترین نگرانی کرنے سے نہ روک سکے۔

بلاشبہ ہماری سوویت ریپبلک میں معاشرتی نظام کی بنیاد دو طبقات کے اتحاد پر ہے: مزدور اور کسان۔ اس میں ''نئی معاشی پالیسی والے،، یعنی بورژوازی کو بھی بعض شرائط پر حصہ لینے کی اجازت ہے۔ اگر ان طبقات کے درمیان سنجیدہ طبقاتی اختلافات پیدا ہوں‌گے تو پھوٹ ناگزیر ہے۔ لیکن ہمارے معاشرتی نظام میں ایسی پھوٹ کی بنیاد ناگزیر نہیں ہے۔ اس لئے ہماری مرکزی کمیٹی، مرکزی نگراں کمیشن اور ہماری پوری پارٹی کا یہ بنیادی فریضہ ہے کہ وہ چوکسی سے ان حالات کا مشاہدہ کرتے رہیں جن سے پھوٹ پڑ سکتی ہے، ان حالات کی پیش‌بندی کریں، کیونکہ آخری تجزیے میں ہماری ریپبلک کے مقدر کا انحصار اس پر ہے کہ کسان عوام مزدور طبقے کے ساتھ اپنا اتحاد وفاداری سے قائم رکھیں‌گے یا ''نئی معاشی پالیسی‌والوں،، یعنی نئی بورژوازی کو اجازت دیں‌گے کہ وہ ان کے اور مزدور طبقے کے درمیان خلیج پیدا کردے اور مزدور طبقے سے ان کا نفاق کرا دے۔ جتنی زیادہ وضاحت کے ساتھ ہم اس دوہری صورت کو دیکھ سکیں گے اتنی ہی زیادہ وضاحت سے ہمارے تمام مزدور اور کسان اسے سمجھیں گے، اتنے ہی اس کے زیادہ امکانات ہوں گے کہ ہم پھوٹ سے بچ سکیں جو سوویت ریپبلک کےلئے جاں‌ستاں ثابت ہوگی۔

۲۳ جنوری ۱۹۲۳ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۵، صفحا ۳۸۳ — ۳۸۸

چاھے کم ھو مگر ھو بہتر

میری رائے میں ھماری ریاستی مشینری بہتر کرنے کے سلسلے میں مزدور کسان نگراں ادارے کو تعداد بڑھانے کی کوشش نہیں کرنی چاھئے اور نہ جلدبازی سے کام لینا چاھئے۔ ابھی تک ھم نے ریاستی مشینری کی بہتر کارکردگی پر بہت کم فکر اور خیال سرکوز کیا ھے۔ اس لئے اب اور بھی لازمی ھے کہ ھم اس کی مکمل تنظیم پر خاص توجہ دیں اور مزدور کسان نگراں ادارے میں لوگوں کا ایسا عملہ مقرر کریں جو زمانے کے دوش بدوش چلے، یعنی یورپ کے بہترین معیاروں سے کم نہ ھو۔ بلاشبہ ایک اشتراکی ریپبلک کے لئے یہ شرط بہت معمولی ھے۔ لیکن پہلے پانچ برسوں کے تجربات نے ھمارے ذھنوں کو عدم‌اعتمادی اور شک‌وشبہات سے کافی بھر دیا ھے۔ یہ خصوصیات خودرو طور پر ابھر آتی ھیں، مثال کے طور پر جب ھم لوگ ''پرولتاری،، ثقافت کی بابت بڑی شرح‌وبست سے اور بڑی بےپروائی سے باتیں کرتے سنتے ھیں۔ ابتدا میں ھمیں حقیقی بورژوا ثقافت سے مطمئن ھو جانا چاھئے، ابتدا میں ھمیں بھونڈی قسم کی قبل از بورژوا ثقافت، یعنی نوکرشاھی ثقافت، نیم غلام کسان ثقافت وغیرہ کو ختم کرنے سے خوش ھونا چاھئے۔ ثقافت کے معاملے میں جلدبازی اور بےجا حد تک اقدام انتہائی نقصان‌دہ ھوتے ھیں۔ ھمارے زیادہ‌تر نوجوان مصنفین اور کمیونسٹوں کو یہ بات ذھن‌نشین کرنا چاھئے۔

چنانچہ اپنی ریاستی مشینری کے معاملے میں ھمیں اپنے گذشتہ تجربے سے نتائج اخذ کرنا چاھئے کہ زیادہ آھستگی سے کام لینا بہتر ھے۔

ہماری ریاستی مشینری کی حالت اتنی افسوس‌ناک ہے، بدبخت ہونے کے علاوہ، کہ ہمیں پہلے بڑی احتیاط سے یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ اس کے نقائص کے خلاف کیسے جدوجہد کی جائے، اور یہ بات ذہن میں رہے کہ ان کی جڑیں ماضی میں پیوست ہیں جس کا اگرچہ تختہ الٹ دیا گیا ہے لیکن اسے ہنوز زیر نہیں کیا گیا ہے۔ ابھی تک ہم ثقافت کی اس منزل میں داخل نہیں ہوئے ہیں جب ہم یہ کہہ سکیں کہ ماضی اب ورق‌پارینہ بن گیا۔ میں جان بوجھ کر ثقافت کے بارے میں کہہ رہا ہوں کیونکہ ان معاملات میں ہم اسے حاصل شدہ خیال کر سکتے ہیں جو ہماری ثقافت کا، ہماری معاشرتی زندگی اور ہماری عادتوں کا جز بن چکا ہو۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے معاشرتی نظام میں جو اچھا ہے اس کا مناسب طرح سے نہ مطالعہ کیا گیا ہے، نہ سمجھا گیا ہے، نہ ذہن‌نشین کیا گیا ہے۔ وہ عجلت سے تھام لیا گیا ہے، اس کی تجربے کے ذریعے تصدیق نہیں کی گئی، نہ آزمائش اور جانچ پڑتال۔ ظاہر ہے کہ انقلابی دور میں ایسا ہی ہونا تھا جب ارتقا کی ایسی زبردست رفتار تھی کہ ہم پانچ برسوں میں زارشاہی سے سوویت نظام تک پہنچ گئے۔

اب وقت آگیا ہے کہ اس کے بارے میں ہم کچھ کریں۔ ہمیں ضرورت سے زیادہ تیز ترقی، شیخی‌خوری وغیرہ پر مشتبہ نظریں ڈالنے کی ضرورت ہے۔ ہم کو ان تدابیر کی اچھی طرح جانچ پڑتال کرنے کی ضرورت ہے جو ہم ہر گھنٹے اختیار کرتے ہیں، ہر منٹ کرتے ہیں اور ہر سیکنڈ یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ بھونڈی، سطحی اور ناقابل فہم ہیں۔ یہاں جلدبازی سب سے زیادہ ضرررساں ثابت ہوگی۔ انتہائی نقصان‌دہ بات یہ ہوگی کہ ہم اس مفروضے کا سہارا لیں کہ ہم تھوڑا بہت جانتے ہیں یا ہمارے پاس ایسے کافی عناصر موجود ہیں جو واقعی نئی ریاستی مشینری کی تعمیر کے واسطے ضروری ہیں، جسے واقعی اشتراکی، سوویت کہا جا سکے۔

نہیں، ہمارے پاس ایسی مشینری کی مضحکہ‌انگیز حد تک کمی ہے، یہاں تک کہ اس کے عناصر تک موجود نہیں ہیں۔ اور ہم کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس کی تعمیر پر ہمیں وقت کی کنجوسی نہیں کرنا چاہئے، اس کے لئے سالہا سال درکار ہوں گے۔

اس مشینری کی تعمیر کےلئے ہمارے پاس کون سے عناصر ہیں؟ صرف دو - پہلے، مزدور جو اشتراکیت کی جدوجہد میں مصروف ہیں - یہ عناصر کافی تعلیم یافتہ نہیں ہیں - وہ ہمارے لئے بہتر مشینری تعمیر کرنا چاہتے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ اسے کس طرح کیا جائے - وہ ایسی مشینری تعمیر نہیں کر سکتے - اس کے لئے جس ثقافت کی ضرورت ہے وہ انہوں نے حاصل نہیں کی ہے - اور ثقافت ہی کی ضرورت ہے - یہاں چیزوں کو دھاوے، یلغار، جوش و خروش، تیزی کے ذریعے کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا، یا عام طور پر بہترین انسانی خوبیوں تک سے بھی - دوسرے، ہمارے پاس علم، تعلیم اور تربیت کے عناصر ہیں لیکن دنیا کے دوسرے ملکوں کے مقابلے میں وہ مضحکہ‌انگیز طور پر ناکافی ہیں -

یہاں ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ ہم اپنے علم کی کمی کی جوش‌وخروش اور عجلت وغیرہ سے تلافی کرنے کے بےحد عادی ہیں (یا تصور کرتے ہیں کہ ہم تلافی کر سکتے ہیں) -

اپنی ریاستی مشینری کو ازسرنو تعمیر کرنے کےلئے ہمیں ہر قیمت پر پہلے، سیکھنا چاہئے، دوسرے، سیکھنا چاہئے اور تیسرے، سیکھنا چاہئے اور پھر اس پر نظر رکھنی چاہئے کہ علم مردہ حرف نہ رہے یا فیشن پرست لفاظی (اور ہمیں خلوص سے یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ ہم اکثر اس کے شکار رہتے ہیں) اور یہ کہ علم واقعی ہمارے وجود کا ایک حصہ، اور ہماری زندگی کا پوری طرح ایک جزوی عنصر بن جائے - مختصر یہ کہ ہمیں ایسے مطالبات نہیں کرنا چاہئے جو مغربی یورپ کی بورژوازی کرتی ہے - ہمیں اس طرح کے مطالبات کرنا چاہئے جو ایسے ملک کےلئے موزوں اور مناسب ہوں جس نے ایک اشتراکی ملک بننے کی راہ اختیار کی ہے -

اوپر جو کچھ کہا گیا ہے اس سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کرنا چاہئے: مزدور کسان نگراں ادارے کو ہم واقعی ایک مثالی ادارہ بنائیں، ایک ایسا وسیلہ جو ہماری ریاستی مشینری کو بہتر بنائے -

اس مطلوبہ بلند سطح تک پہنچنے کےلئے ہم اس اصول پر کاربند ہوں: تراشنے سے پہلے اپنے کپڑے کو دس بار ناپ لو -

اس مقصد کےلئے ہم اپنے معاشرتی نظام کی بہترین چیز کو

استعمال کریں اور نئی عوامی کمیساریت کی تعمیر کےلئے اسے انتہائی احتیاط، جامعیت اور علم کے ساتھ کام میں لائیں۔

اس مقصد کے لئے ہمارے معاشرتی نظام کے بہترین عناصر کو — مثلاً پہلے، ترقی‌پذیر مزدور، دوسرے، واقعی روشن‌خیال عناصر جن کی ہم ضمانت دے سکتے ھیں کہ وہ لفظ کو عمل نہیں سمجھتے اور ایسا ایک لفظ بھی استعمال نہیں کرتے جو ان کے ضمیر کے خلاف ہو — کسی بھی قسم کی مشکل تسلیم کرنے سے گریز نہیں کرنا چاھئے۔ اور جو نصب‌العین انھوں نے سنجیدگی سے اپنے لئے معین کیا ھے اس کے حصول کےلئے کسی بھی قسم کی جدوجہد سے کوتاھی نہیں کرنا چاھئے۔

ہم پانچ سال سے اپنی ریاستی مشینری کو بہتر بنانے کےلئے دوڑ دھوپ کر رھے ھیں۔ لیکن یہ محض دوڑ دھوپ ھی رھی ھے اور ان پانچ برسوں میں یہ بےسود، فضول یا نقصان‌دہ تک ثابت ہوئی ھے۔ اس دوڑ دھوپ کا تاثر یہ ھوا کہ ہم کچھ کر رھے ھیں، لیکن درحقیقت اس نے ھمارے اداروں اور ذھنوں کو بوجھل کردیا۔

اب وقت آ گیا ھے کہ تبدیلیاں کی جائیں۔

ھمیں اس اصول پر چلنا چاھئے: تعداد میں کم لیکن کیفیت میں بہتر۔ ھمیں اس اصول پر عمل کرنا چاھئے: مناسب ھے کہ دو یا تین سال تک میں اچھا انسانی سواد حاصل کیا جائے، بجائے اس کے کہ کچھ بھی حاصل کرنے کی امید کے بغیر جلدبازی کی جائے۔

مجھے معلوم ھے کہ اس اصول پر چلنا اور ھمارے حالات میں اس کا اطلاق کرنا مشکل ھے۔ میں جانتا ہوں کہ اس کے برعکس اصول ہزاروں روزنوں سے گزرکر اپنی راہ ھموار کرےگا۔ یہ میرے علم میں ھے کہ زبردست مزاحمت کرنے کی ضرورت ھے، دیوپیکر ثابت‌قدمی درکار ھے، اور کم از کم پہلے چند برسوں میں اس میدان میں کام بےانتہا مشکل ہوگا۔ اس کے باوجود مجھے یقین ھے کہ صرف ایسی ھی کوششوں سے ہم اپنا مقصد حاصل کر سکتے ھیں اور یہ مقصد حاصل کرکے ھی ہم ایسی ریپبلک کی تشکیل کریں‌گے جو واقعی سوویت، اشتراکی نام کے شایان شان ہو۔

غالباً کئی قارئین نے سوچا ہوگا کہ اپنے پہلے مضمون * میں مثال کے طور پر میں نے جو اعداد پیش کئے وہ کافی نہ تھے۔ مجھے یقین ہے کہ اسے ثابت کرنے کے لئے کافی حساب کتاب کیا جا سکتا ہے۔ لیکن میری رائے میں ہمیں ایک چیز کو ایسے اور دوسرے حساب کتاب سے بالاتر رکھنا چاہئے، یعنی واقعی مثالی کیفیت حاصل کرنے کی اپنی خواہش کو۔

میرے خیال میں اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنی ریاستی مشینری کو بہتر بنانے کے لئے واقعی ایمانداری سے کام کریں۔ اس سلسلے میں جلدبازی سے زیادہ اور کوئی بات نقصان‌ده نہیں ہو سکتی۔ اس لئے میں اعداد کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کے خلاف سخت تنبیہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے برعکس میری رائے میں اس معاملے میں اعداد و شمار کے متعلق بڑی احتیاط برتنی چاہئے۔ ہمیں صاف دلی سے یہ تسلیم کر لینا چاہئے کہ مزدور کسان نگراں ادارے کی عوامی کمیساریت اپنا وقار بالکل کھو چکی ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ مزدور کسان نگراں ادارے سے بدتر تنظیم کسی دوسرے ادارے کی نہیں ہے اور موجودہ حالات میں اس عوامی کمیساریت سے کسی بات کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اسے ہم اچھی طرح ذہن نشین کر لیں اگر ہم چند برسوں میں ایک ایسا ادارہ تخلیق کرنا چاہتے ہیں جو پہلے، مثالی ادارہ ہو، دوسرے، ہر ایک کا کلی اعتماد حاصل کر سکے اور تیسرے، وہ سب کو باور کرا سکے کہ ہم نے ایسے بلند و ارفع ادارے یعنی مرکزی نگراں کمیشن کے کام کو واقعی حق بجانب ثابت کر دیا ہے۔ میری رائے میں دفتر کے عملے کی تعداد کے متعلق تمام عام اعداد کو فوراً اور ثابت قدمی سے مسترد کر دینا چاہئے۔ ہمیں مزدور کسان نگراں ادارے کے ملازمین کو بڑی احتیاط سے اور سخت‌ترین امتحان کے ذریعے منتخب کرنا چاہئے۔ ایسی عوامی کمیساریت قائم کرنے سے کیا فائدہ جو گھس گھس کرتی ہو، جس پر لوگوں کا بالکل اعتماد نہ ہو اور جس کے الفاظ کی مشکل ہی سے قدر کی جاتی ہو؟ میں

---

* لینن۔ ''ہم مزدور کسان نگراں ادارے کو ازسرنو کس طرح منظم کریں،،۔ (ایڈیٹر)

سوچتا ہوں کہ تعمیرنو کرتے وقت جو اس وقت ہمارے ذہن میں ہے، ہمارا خاص مقصد یہ ہے کہ ان تمام باتوں سے گریز کریں۔

جن مزدوروں کو ہم مرکزی نگراں کمیشن کا رکن بنا رہے ہیں انہیں بےداغ کمیونسٹ ہونا چاہئے۔ اور میری رائے میں انہیں اپنے کام کے طریقوں اور مقاصد کی تعلیم دینے کےلئے بہت کچھ کرنا چاہئے۔ مزید برآں، اس کام میں امداد دینے کےلئے سکریٹریوں کی ایک تعداد معین کرنا چاہئے اور اپنے عہدوں پر مقرر کرنے سے پہلے ان کی کئی بار آزمائش کرنا چاہئے۔ جن عہدیداروں کو بطور استثنا مزدور کسان نگراں ادارے میں براہ‌راست ملازم رکھا جائے انہیں مندرجۂ ذیل شرطوں پر پورے اترنے چاہئیں:

پہلے، کئی کمیونسٹوں نے ان کی سفارش کی ہو۔

دوسرے، وہ ہماری ریاستی مشینری کے علم کا امتحان پاس کریں۔

تیسرے، وہ ہماری ریاستی مشینری کے متعلق نظریے، انتظامیے کی اساس، دفتری کارروائی وغیرہ کا امتحان پاس کریں۔

چوتھے، وہ مرکزی نگراں کمیشن اور اپنے سکریٹریٹ کے ساتھ قریبی ہم‌آہنگی سے اس طرح کام کریں کہ وہ پوری مشینری کی سرگرمیوں کے ذمےدار بن سکیں۔

مجھے معلوم ہے کہ یہ شرائط غیرمعمولی طور پر سخت ہیں۔ اور مجھے ڈر ہے کہ مزدور کسان نگراں ادارے کے ''عملی'' کارکنوں کی اکثریت کہےگی کہ یہ شرائط ناقابل عمل ہیں یا وہ ان کا مذاق اڑائےگی۔ لیکن میں مزدور کسان نگراں ادارے کے کسی بھی موجودہ سربراہ یا اس سے تعلق رکھنےوالے سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ مجھے ایمانداری سے بتا سکتے ہیں کہ مزدور کسان نگراں ادارے جیسے عوامی کمیساریت کی کیا عملی ضرورت ہے؟ میرا خیال ہے کہ اس سوال سے ان کا ذہنی توازن درست ہو جائےگا۔ یا تو ہم ایسی تنظیم کی بےشمار از سر نو تعمیر نہ کریں جیسا کہ بےسود مزدور کسان نگراں ادارہ ہے یا پھر ہم حقیقی معنوں میں کام شروع کریں، آہستہ، مشکل اور غیر معمولی طریقوں کے ذریعے، ان طریقوں کو باربار آزما کر، ایسی چیز کی تخلیق کرنے کے لئے جو واقعی مثالی ہو، جو اپنی خوبیوں کی بنا پر، نہ کہ صرف اپنے

منصب اور لقب کی وجه سے سب لوگوں میں عزت حاصل کر سکے۔
اگر ہم نے صبر سے کام نہیں لیا، اگر ہم نے اس فریضے پر کئی برس صرف نہیں کئے تو بہتر ہے کہ ہم اس سے ہاتھ دھوڈالیں۔
میری رائے میں ہمیں محنت کی تحقیقات کے چند اعلی انسٹی‌ٹیوٹوں کو منتخب کرنا چاہئے جنھیں ہم نے جلدبازی میں قائم کیا ہے اور اس کا کھوج لگانا چاہئے که وہ مناسب بنیاد پر منظم ہیں یا نہیں اور انھیں صرف اس شرط پر کام کرنے کی اجازت دیں کہ وہ جدید سائنس کے بلند معیار پر پورے اتریں اور ہمارے لئے قطعی منفعت‌بخش ہوں۔ اگر ہم نے یہ کرلیا تو یہ امید خیالی پلاؤ نہیں ہوگی کہ چند برسوں میں ہمیں ایسا ادارہ مل جائےگا جو اپنے فرائض باقاعدہ پورے کرتا ہے اور بتدریج ریاستی مشینری کو بہتر بناتا ہے، ایک ایسا ادارہ جسے مزدور طبقے، روسی کمیونسٹ پارٹی اور ہماری ریپبلک کی پوری آبادی کا اعتماد حاصل ہے۔
اس کا ابتدائی کام فوراً شروع کر دینا چاہئے۔ اگر مزدور کسان نگراں ادارے کی عوامی کمیساریت تنظیم‌نو کا نیا منصوبه قبول کر لیتی ہے تو ابھی وہ تیاری کے اقدام کر سکتی ہے اور باضابطه کام کر سکتی ہے جب تک که فریضه پورا نه ہو جائے، لیکن جلدبازی کے بغیر، اور جو پہلے کیا جا چکا ہے اسے تبدیل کرنے سے ہچکچائے بغیر۔
اس معاملے میں کوئی بھی ادھورا حل انتہائی نقصان‌ده ہوگا۔ مزدور کسان نگراں ادارے کے کام کے معیار کے بارے میں اگر فیصله کسی دوسرے لحاظ سے کیا گیا تو وہ درحقیقت پرانی دفترشاہی مصلحتوں، پرانے تعصبات اور ان باتوں پر مبنی ہوگا جن کی پہلے مذمت کی جا چکی ہے، جن کا عام طور پر مذاق اڑایا جاتا ہے۔
معاملے کی اصلیت کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے:
یا تو ہم ابھی ثابت کریں که ہم نے ریاست کی تنظیم کے متعلق واقعی کچھ سیکھا ہے (پانچ برسوں میں ہمیں کچھ سیکھنا چاہئے) یا ہم ثابت کریں که اس کے لئے ہم کافی پخته نہیں ہوئے ہیں۔ اگر آخرالذکر حالت ہے تو بہتر ہے که اس کام میں نه الجھیں۔
میری رائے میں دستیاب انسانی مواد کے پیش نظر یه فرض

کرنا خودنمائی نہیں ہوگی کہ ہم نے اتنا کافی سیکھ لیا ہے کہ کم‌ازکم ایک عوامی کمیساریت کی باقاعدہ ازسرنو تعمیر کر سکتے ہیں۔ اور واقعی یہ ایک عوامی کمیساریت ہماری پوری ریاستی مشینری کے لئے مثال بننی چاہئے۔

ہمیں عام طور پر محنت کی تنظیم اور خاص کر انتظام کے کام کے بارے میں دو یا زیادہ درسی کتابیں لکھنے کے مقابلے کا فوراً اعلان کر دینا چاہئے۔ یرمانسکی نے جو کتاب لکھی ہے (۱۶۴) اسے ان کی بنیاد بنایا جا سکتا ہے، اگرچہ بطور جملۂ معترضہ یہ بتا دینا چاہئے کہ ان کی ہمدردیاں مینشویزم کے ساتھ ہیں اور وہ سوویت نظام کےلئے کتابیں تصنیف کرنے کے اہل نہیں ہیں۔ ہم کیرژینتسیف کی حالیہ کتاب (۱۶۵) کو بھی بنیاد بنا سکتے ہیں اور بعض دوسری دستیاب جزوی نصابی کتابیں بھی مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔

ہمیں کئی اہلیت کے مالک اور بااصول لوگوں کو جرمنی یا برطانیہ بھیجنا چاہئے تاکہ وہ اس سوال پر ادب جمع کریں اور اس کا مطالعہ کریں۔ میں نے برطانیہ کا اس لئے ذکر کیا کہ اگر لوگوں کو ریاستہائے متحدۂ امریکہ یا کناڈا بھیجنا ناممکن ہو تو۔

ہمیں ایک کمیشن مقرر کرنا چاہئے جو مزدور کسان نگران ادارے کے ہونےوالے ملازمین کے امتحانات کےلئے ابتدائی پروگرام مرتب کرے۔ مرکزی نگران کمیشن کے امیدواروں کے لئے بھی ایسا ہی کیا جائے۔

یہ اور دوسری تدابیر بلاشبہ عوامی کمیسار، مزدور کسان نگران ادارے کی کمیٹی یا مرکزی نگران کمیشن کی مجلس صدارت کے لئے مشکلات پیدا نہیں کریں‌گی۔

بہ‌یک وقت ایک تیاری کمیشن مقرر کیا جائے جو مرکزی نگران کمیشن کے لئے امیدوار منتخب کرے۔ مجھے امید ہے کہ اس عہدے کےلئے ضرورت سے زیادہ امیدوار تمام محکموں میں تجربےکار کارکنوں اور ہمارے سوویت اعلی اسکولوں کے طالب علموں میں مل جائیں گے۔ یہ بالکل صحیح نہیں ہوگا کہ پہلے سے کسی ایک زمرے کو خارج کر دیا جائے۔ اس ادارے کےلئے غالباً ملی جلی ساخت کو ترجیح دینی پڑےگی جس میں گوناگوں خوبیاں اور مختلف

اوصاف جمع ہوں۔ چنانچہ امیدواروں کی فہرست بنانے پر کافی وقت صرف کرنا ہوگا۔ مثال کے طور پر، نئی عوامی کمیساریت کے عملے کےلئے ایک ہی قسم کے لوگ مناسب نہیں ہوں گے، جیسے کہ حکام۔ اس کےلئے مبلغ قسم کے لوگوں یا ان لوگوں کو خارج کرنا مناسب نہیں ہوگا جن کا خاص وصف لوگوں سے میل جول ہے یا جو ایسے حلقوں میں داخل ہو سکتے ہیں جن کے افسر بالکل عادی نہیں ہیں۔

* * *

میری رائے میں اگر میں اپنے منصوبے کا علمی اداروں سے مقابلہ کروں تو اپنے خیال کی بہترین وضاحت کر سکوں گا۔ اپنی مجلس صدارت کی رہنمائی میں مرکزی نگراں کمیشن کے ارکان کو پولیٹ بیورو کے تمام کاغذات اور دستاویزوں کی باقاعدگی سے جانچ پڑتال کرنی چاہئے۔ اس کے علاوہ انہیں اداروں کے روزمرہ کام کی تحقیقات کے سلسلے میں، بہت ہی چھوٹے اور نجی ملکیت کے دفتر سے لے کر ریاست کے اعلیٰ‌ترین اداروں تک، مختلف کاموں کےلئے صحیح طریقے سے اپنا وقت تقسیم کرنا چاہئے۔ آخر میں، ان کے فرائض منصبی میں نظریے کا مطالعہ، یعنی جس کام کےلئے وہ وقف ہونا چاہتے ہیں اس کی تنظیم کا نظریہ اور پرانے رفیقوں یا محنت کی تنظیم کے اعلی اداروں کے مدرسین کی رہنمائی میں عملی کام شامل ہونا چاہئے۔

لیکن میرے خیال میں وہ اس قسم کے علمی کام تک اپنے آپ کو محدود نہیں رکھیں گے۔ اس کے علاوہ وہ اس کام کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں گے جسے میں پکڑنے کی تربیت کہنے میں پس‌وپیش نہیں کروں گا، میں یہ نہیں کہوں گا کہ لفنگوں کو بلکہ ان کی قماش کے لوگوں کو۔ اور وہ اپنی حرکات، اپنی رسائی وغیرہ کو چھپانے کےلئے خاص حکمت عملی سے کام لیں گے۔

اگر یہ تجاویز مغربی یورپ کے سرکاری اداروں کو پیش کی جائیں تو وہ انتہائی خفگی پیدا کریں‌گی، ان سے اخلاقی غصہ بھڑکےگا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ہم اتنے نوکرشاہی پرست نہیں ہیں کہ ایسا کر سکیں۔ نئی معاشی پالیسی اتنی عزت حاصل کرنے میں ابھی کامیاب نہیں ہوئی ہے کہ کسی کو پکڑے جانے کے خیال سے

صدمہ ہو ۔ ہماری سوویت رپبلک کی تعمیر ابھی ابھی شروع ہوئی ہے اور اس کے چاروں طرف پرانے کاٹھ کباڑ کے اتنے ڈھیر پڑے ہوئے ہیں کہ اس خیال سے شاید ہی کسی کو صدمہ ہو کہ ہم ان کی چھان بین میں حیلے سے کام لیں، بعض اوقات دوردراز سرچشموں تک پہنچ کر یا بعض مرتبہ چکر دے کر ۔ اور اگر اس سے کسی شخص کو صدمہ پہنچے تو ہمیں شبہ نہیں کرنا چاہئے کہ لوگ اس کا مذاق اڑائیں گے ۔

ہمیں امید ہے کہ ہمارا نیا مزدور کسان نگراں ادارہ اسے خیرباد کہے گا جسے فرانسیسی pruderie کہتے ہیں، اسے ہم احمقانہ نفاست یا احمقانہ نزاکت کہہ سکتے ہیں ۔ اس سے صرف سوویت اور پارٹی کی نوکر شاہی فائدہ اٹھائےگی ۔ یہاں بطور جملۂ معترضہ یہ کہہ دیا جائے کہ نوکرشاہی پرست لوگ نہ صرف سوویت دفاتر میں موجود ہیں بلکہ ہماری پارٹی کے دفاتر میں بھی ۔

اوپر جب میں نے محنت کی بلند تنظیم کے اداروں میں مطالعہ اور سخت مطالعہ کرنے کی بابت کہا تو اس سے کسی طرح میری یہ مراد نہیں تھی کہ اسکول کی جماعت کی طرح ''مطالعہ،، کیا جائے اور نہ اسے میں نے اسکول کی جماعت کے طریقے تک محدود رکھا ۔ مجھے امید ہے کہ کوئی بھی سچا انقلابی مجھ پر یہ انکار کرنے کا شبہ نہیں کرےگا کہ ''مطالعے،، سے میرا مطلب نیم مزاحیہ چالوں، چالاک ترکیبوں، چالبازیوں یا اسی قسم کی چیزوں سے بھی ہے ۔ مجھے علم ہے کہ مغربی یورپ کی سنجیدہ اور مخلص ریاستوں میں لوگ اس خیال سے ہی بدحواس ہو جائیں گے اور کوئی بھی شریف افسر اسے قبول نہیں کرےگا ۔ لیکن مجھے امید ہے کہ ہم اتنے نوکرشاہی پرست نہیں ہوئے ہیں ۔ اور جب اس خیال پر ہم بحث‌ومباحثہ کریں‌گے تو اس سے صرف تفریح کا سامان فراہم ہوگا ۔

لطف کو افادیت کے ساتھ کیوں نہ شامل کیا جائے؟ کسی احمقانہ، کسی نقصان‌دہ، کسی نیم احمقانہ، کسی نیم نقصان‌دہ چیز کو بےنقاب کرنے کےلئے کوئی مزاحیہ یا نیم مزاحیہ چال کیوں نہ چلی جائے؟

میرا خیال ہے کہ اگر ہمارا مزدور کسان نگراں ادارہ ان خیالات پر غوروخوض کرنا شروع کر دے تو اسے بہت فائدہ ہوگا

اور ہمارے مرکزی نگراں کمیشن اور مزدور کسان نگراں ادارے میں اس کے رفقاءِ کار کی مہموں کی فہرست میں انتہائی شاندار کامیابیوں کا اضافہ ہوگا۔ یہ ہمارے مستقبل کے مزدور کسان نگراں ادارے اور مرکزی نگراں کمیشن کے ارکان کے ان مقامات میں معرکوں کے ذریعے ہو سکتا ہے جن کا نفیس اور سنجیدہ درسی کتابوں میں ذکر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

* * *

پارٹی کے ادارے کو سوویت ادارے میں کس طرح ضم کیا جائے؟ کیا اس تجویز میں کوئی غیرمناسب بات ہے؟

یہ سوالات میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ ان لوگوں کی جانب سے کر رہا ہوں جن کا میں نے اوپر اشارہ کیا ہے جب میں نے کہا کہ پارٹی کے اداروں اور سوویت اداروں میں نوکرشاہی‌پرست لوگ موجود ہیں۔

اگر یہ ہمارے کام کے مفاد میں ہے تو ہم دونوں کو آپس میں ضم کیوں نہ کر دیں؟ کیا یہ ہم نے نہیں دیکھا کہ اس طرح ضم کرنے سے امور خارجہ کی عوامی کمیساریت کو بہت فائدہ پہنچا جہاں اسے ابتدا ہی میں انجام دے دیا گیا تھا؟ کیا پولیٹ بیورو پارٹی کے نقطۂ‌نظر سے ان معمولی اور اہم سوالات پر تبادلۂ خیالات نہیں کرتا جن کا تعلق ان ''تدابیر،، سے ہے جنھیں ہمیں غیر ملکی طاقتوں کی ''تدابیر،، کے جواب میں اختیار کرنی ہوتی ہیں تاکہ ان کی چالاکی کی پیش‌بندی ہو سکے، اگر اس سے کمتر واجب التعظیم لفظ استعمال نہ کیا جائے تو؟ کیا سوویت ادارے کو پارٹی کے ادارے میں لچکدار طریقے سے ضم کر دینے سے ہماری سیاست کو بڑی توانائی نہیں ملےگی؟ میری رائے میں جو مفید ثابت ہو چکا ہے اور جو ہماری خارجی سیاست کےلئے قطعی طور پر قبول کر لیا گیا ہے اور وہ اتنا رائج ہو چکا ہے کہ اس پر کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا تو وہ مجموعی طور پر ہماری ریاستی مشینری کےلئے بھی اتنا ہی موزوں ہوگا (درحقیقت میری رائے میں وہ اور بھی زیادہ موزوں ہوگا)۔ مزدور کسان نگراں ادارے کے فرائض‌منصبی مجموعی طور پر ہماری ریاستی مشینری کو محیط کرتے ہیں، اس کی سرگرمیوں

کو بلااستثنا ریاست کے ہر ادارے پر اثرانداز ھونا چاھئے: مقامی، مرکزی، مالی، خالص انتظامی، تعلیمی، حفاظت خانے، تھیٹر وغیرہ — مختصر الفاظ میں بلااستثنا سب پر۔

تو پھر ایک ایسے ادارے کےلئے، جس کی سرگرمیاں بےحد وسیع ھیں اور جس کی شکلوں کو غیر معمولی طور پر لچکیلی ھونے کی ضرورت ھے، اس کےلئے پارٹی کے نگراں ادارے کو سوویت نگراں ادارے میں مخصوص طریقے سے ضم کرنے کی اجازت کیوں نہ دی جائے؟

مجھے اس میں کوئی رکاوٹ نظر نہیں آتی۔ مزید برآں، اس طرح ضم کرنے سے ھمارے کام کو کامیابی کی ضمانت ملےگی۔ میرے خیال میں اس معاملے پر شبہات ھمارے سرکاری دفاتر کے سب سے گندے کونوں میں پیدا ھوتے ھیں۔ اور ان کا صرف مذاق ھی اڑایا جاسکتا ھے۔

* * *

دوسرا شبہ: کیا تعلیمی سرگرمیوں کو سرکاری سرگرمیوں سے جوڑنا مناسب ھے؟ میری رائے میں یہ نہ صرف مناسب بلکہ ضروری بھی ھے۔ عام طور پر ھمارے انقلابی رویے کے باوجود مغربی یورپی ریاست کی شکل کی جانب سے ھم کو اس کے کئی انتہائی ضرررساں اور احمقانہ تعصبات کی چھوت لگ گئی ھے۔ بڑی حدتک ھمارے عزیز نوکرشاھی پرستوں نے جان بوجھ کر ان کی چھوت ھمیں لگائی ھے جو ان تعصبات کے جھمیلوں سے اکثر فائدہ اٹھانے کے عادی ھیں۔ اور انھوں نے اتنے بڑے پیمانے پر فائدہ اٹھایا ھے کہ صرف اندھا ھی یہ دیکھنے سے قاصر رہ سکتا ھے کہ انھوں نے کتنا زیادہ فائدہ اٹھایا۔

معاشرتی، معاشی اور سیاسی تعلقات کے تمام میدانوں میں ھم ''بلا،، کے انقلابی ھیں۔ لیکن جب معاملہ درجہبندی، دفتری نظم و نسق کی شکلوں اور قاعدوں کا ھوتا ھے تو ھماری ''انقلابیت،، اکثر بوسیدہ معمول کو جگہ دے دیتیھے۔ اکثر ھم نے دیکھا ھے کہ معاشرتی زندگی میں ایک عظیم جست کے دلچسپ مظہر کے شانہبشانہ جب ذراسی بھی تبدیلیاں پیش کی گئیں تو حیرتانگیز بوداپن بھی پایا گیا۔

یہ قدرتی بات ہے کیونکہ جری ترین قدم اس میدان میں لئے گئے جو ایک مدت سے نظریاتی مطالعے کےلئے مخصوص تھا، جسے بنیادی طور پر اور تقریباً بلا شرکت‌غیرے نظریے کے شعبے میں ترقی دی گئی۔ روسی نے جب وہ کام سے دور تھا اندھیاری نوکرشاھی کی حقیقتوں سے منہ موڑ کر غیرمعمولی جری نظریاتی توضیحات میں تسکین پائی۔یہی وجہ ہے کہ ھمارے ملک میں ان غیر معمولی جری نظریاتی توضیحات نے غیر معمولی طور پر یک رخی کردار اختیار کیا۔ عام توضیحات میں نظریاتی جرأت کے پہلوبہ پہلو دفتری معمولات میں چند بہت ھی چھوٹی اصلاحات کے بارے میں حیرت‌انگیز بوداپن بھی موجود رھا۔ عظیم عالمی زرعی انقلاب مرتب کرنے میں جس جرأت کا مظاھرہ کیا گیا اس کی کسی دوسرے ملک میں مثال نہیں ملتی۔ لیکن جب دفتری معمولات میں ادنی قسم کی بھی اصلاح کا معاملہ درپیش ھوا تو دماغ نے جواب دے دیا۔ ایسی اصلاح پر عام اقوال کے اطلاق کےلئے تصور یا صبر نصیب نہ ھوا حالانکہ جب ان کا اطلاق عام مسائل پر کیا گیا تو بہترین نتائج نکلے۔

یہی سبب ہے کہ ھماری موجودہ زندگی میں بےلگام جرأت کے شانہ‌بشانہ جب بہت ھی چھوٹی تبدیلیاں درپیش ھوتی ھیں تو حیرت‌انگیز حد تک فکر کا بوداپن بھی نظر آتا ہے۔

میرے خیال میں ایسا تمام واقعی عظیم انقلابوں میں ھوا ہے کیونکہ واقعی عظیم انقلاب پرانے، جس کا پرانے کے ارتقا کی جانب رخ ھوتا ہے اور نئے کےلئے بہت ھی مجرد کوشش کے درمیان تضادات سے جنم لیتا ہے۔ اور یہ نیا اتنا نیا ھو کہ اس میں پرانے کا ایک ذرہ بھی باقی نہ رہے۔

اور انقلاب جتنا اچانک ھوتا ہے بہت سے تضادات اتنے ھی زیادہ طویل ھوتے ھیں۔

* * *

ھماری موجودہ زندگی کی عام امتیازی خصوصیت یہ ہے: ھم نے سرمایہ‌دار صنعت کو ختم کر دیا ہے اور ازمنۂ وسطی کے اداروں اور آراضی کی نجی ملکیت کو ختم کرنے کے لئے سب کچھ کر

چکے ھیں اور اس بنا پر ایسے چھوٹے اور بہت چھوٹے کسانوں کی تعداد پیدا کرلی ھے جو پرولتاریہ کی قیادت قبول کرتے ھیں کیونکہ انھیں اس کے انقلابی کام کے نتائج پر اعتماد ھے۔ لیکن محض اس بھروسے پر ھمارے لئے برقرار رهنا جب تک که زیادہ ترقی‌یافتہ ملکوں میں اشتراکی انقلاب کامران ھو آسان نہیں ھے۔ وجه یه ھے که خاص کر نئی معاشی پالیسی کے تحت معاشی ضرورت نے چھوٹے کسانوں کی محنت کی بارآوری انتہائی کم کر دی ھے۔ اس کے علاوہ بین‌الاقوامی حالت نے بھی روس کو پیچھے ڈھکیل دیا ھے اور لوگوں کی محنت کی بارآوری قبل‌ازجنگ کے مقابلے میں کافی کم ھو گئی ھے۔ مغربی یورپ کی سرمایہ‌دار طاقتوں نے کچھ تو جان‌بوجھ‌کر اور کچھ غیر شعوری طور پر ھمیں پیچھے ڈھکیلنے اور روس میں خانہ جنگی کے عناصر کو استعمال کرنے کی کوشش کی تاکہ ملک میں جتنی ممکن تباہ حالی پھیل سکے پھیلے۔ سامراجی جنگ سے باھر نکلنے کی یہی راہ انھیں بہت فائدہ‌مند نظر آئی۔ ان کی دلیل یه تھی: ”اگر ھم روس میں انقلابی نظام کا تختہ الٹنے میں ناکام رھے تو پھر ھم ھر صورت میں اشتراکیت کی جانب اس کی پیش قدمی کو روک دیں‌گے“۔ ان کے نقطۂ‌نظر سے ان کی یه دلیل ٹھیک تھی۔ آخر میں ان کا آدھا مسئلہ حل ھوا۔ انقلاب نے جو نیا نظام قائم کیا تھا اس کا تختہ الٹنے میں وہ ناکام رھے لیکن انھوں نے اسے فوراً تیزی سے اگلا قدم اٹھانے سے روک دیا جو اشتراکیوں کی پیش‌بینیوں کو صحیح ثابت کرتا، جو زبردست تیزرفتار سے اس کی پیداواری قوتوں کے فروغ میں مدد دیتا، جو ان تمام امکانات کو ترقی دیتا جو مجموعی طور پر اشتراکیت کو تخلیق کرتے ھیں۔ انھوں نے اسے قدم اٹھانے سے روک دیا جس سے اشتراکی سب کی نظروں میں یه ثابت کر دیتے که اشتراکیت کے اندر دیوپیکر قوتیں پنہاں ھیں اور اب انسانیت غیرمعمولی روشن امکانات کی منزل میں داخل ھوگئی ھے۔

بین‌الاقوامی تعلقات کا جو نظام اس وقت تشکیل میں آیا ھے وہ ایسا ھے جس میں ایک یورپی ریاست جرمنی کو فاتح ملکوں نے غلام بنا لیا ھے۔ اس کے علاوہ اپنی کامرانی کی بدولت کئی ریاستیں، مغرب میں سب سے پرانی ریاستیں اب اس حالت میں ھیں که اپنے

مظلوم طبقات کو کچھ معمولی رعایتیں دے سکیں — یہ رعایتیں اگرچہ معمولی ہیں لیکن وہ ان ملکوں میں انقلابی تحریک کو روکتی ہیں اور ان سے ''طبقاتی مصالحت،، کا تاثر پیدا ہوتا ہے۔

ساتھ ہی گذشتہ سامراجی جنگ نے مشرق کے کئی ملکوں، ہندوستان، چین وغیرہ کو عام ڈگر سے بالکل الگ کر دیا ہے۔ ان کا ارتقا معین طور پر عام یورپی سرمایہ‌دارانہ خطوط پر ہو رہا ہے۔ یورپ میں عام اتھل پتھل نے انہیں متاثر کیا ہے اور اب ساری دنیا پر یہ واضح ہو گیا ہے کہ وہ ارتقا کے ایک ایسے عمل میں شامل ہو گئے ہیں جس کا نتیجہ پوری عالمی سرمایہ‌داری کے بحران میں نکلنا لازمی ہے۔

چنانچہ اس وقت ہمارے سامنے یہ سوال ہے — کیا ہم اپنی چھوٹی اور بہت چھوٹی کسان پیداوار کے بل‌بوتے پر اور اپنی موجودہ تباہی کی حالت میں اس وقت تک برقرار رہ سکیں گے جب تک کہ مغربی یورپی ملک اپنے ارتقا کو اشتراکیت کی جانب نقطۂ معراج تک نہ پہنچا دیں؟ لیکن وہ اس منزل کی جانب جس طرح بڑھ رہے ہیں اس کی ہمیں پہلے توقع نہیں تھی۔ وہ اس منزل تک بتدریج اشتراکیت کی ''پختگی،، کے ذریعے سے نہیں بلکہ چند ملکوں کے ہاتھوں دوسرے ملکوں کے استحصال، سامراجی جنگ میں پہلے مفتوح ملک کے استحصال اور تمام مشرق کے استحصال کے ذریعے پہنچ رہے ہیں۔ دوسری طرف مشرق قطعاً انقلابی تحریک میں شامل ہو گیا ہے، اس پہلی سامراجی جنگ کے سبب ہی، وہ عالمی انقلابی تحریک کے عام طوفان کا قطعاً ایک حصہ بن گیا ہے۔

یہ حالت ہمارے ملک کےلئے کیا طریقۂ کار معین کرتی ہے؟ ظاہر ہے کہ مندرجۂ ذیل: ہمیں اپنی مزدوروں کی حکومت کو محفوظ رکھنے اور چھوٹے، بہت چھوٹے کسانوں کو اپنی رہنمائی میں برقرار رکھنے کےلئے انتہائی احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں ایک فائدہ یہ ہے کہ پوری دنیا اب ایک ایسی تحریک سے گزر رہی جس کا نتیجہ عالمی اشتراکی انقلاب میں نکلے گا۔ لیکن ہمارے لئے ناموافق حالت یہ ہے کہ سامراجیوں نے دنیا کو دو کیمپوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور یہ تقسیم اس لئے اور زیادہ پیچیدہ ہو گئی ہے کہ جرمنی کےلئے جو واقعی ترقی یافتہ، ثقافتی

سرمایہ‌دار ارتقا کی سرزمین ھے اپنے پیروں پر کھڑے ھونا بہت مشکل ھے۔ تمام سرمایہ‌دار طاقتیں جنھیں مغرب کہا جاتا ھے اسے ٹھونگیں مار رھی ھیں اور اسے کھڑا ھونے سے روک رھی ھیں۔ دوسری طرف پورا مشرق ھے جہاں کروڑوں استحصال کئے جانےوالے محنت کش انسان رھتے ھیں۔ انھیں انسانی مصائب کی آخری منزل میں پھنچا دیا گیا ھے اور زبردستی ایسی حالت میں رکھا گیا ھے کہ ان کی جسمانی اور مادی قوت کا مغربی یورپی ریاستوں میں سے کسی چھوٹی سی بھی ریاست کی جسمانی، مادی اور فوجی قوت سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔

ان سامراجی ممالک کے ساتھ متوقع تصادم سے کیا ھم اپنے آپ کو بچا سکتے ھیں؟ کیا ھم امید کر سکتے ھیں کہ مغرب کے خوشحال سامراجی ممالک اور مشرق کے خوشحال سامراجی ممالک کے درمیان اندرونی تضادات ھمیں سانس لینے کا دوسرا وقفہ دیں گے، جیسا کہ انھوں نے پھلی بار دیا تھا جب روسی انقلاب دشمنی کی حمایت میں مغربی یورپی انقلاب دشمنی کی مہم کی قوت مغرب اور مشرق کے انقلاب دشمنوں کے کیمپ میں، مغربی استحصال کرنےوالوں اور مشرقی استحصال کرنےوالوں کے کیمپ میں، جاپان اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے کیمپ میں تضادات کے سبب ٹوٹ گئی تھی؟

میرے خیال میں اس سوال کا جواب یہ ھونا چاھئے کہ معاملے کا انحصار کئی عناصر پر ھے، اور مجموعی طور پر جدوجہد کے نتیجے کی پیش‌بینی صرف اس بنیاد پر کی جا سکتی ھے کہ بالآخر خود سرمایہ‌داری کرۂ ارض کی اکثر آبادی کو جدوجہد کےلئے تعلیم و تربیت دے رھی ھے۔

آخری تجزیے میں جدوجہد کا نتیجہ یہ حقیقت معین کرے گی کہ روس، ھندوستان، چین وغیرہ میں ھمارے کرۂارض کی آبادی کی بھاری اکثریت رھتی ھے۔ اور گذشتہ چند برسوں میں یہی اکثریت غیرمعمولی تیزی سے نجات کی جدوجہد میں شامل ھوئی ھے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ عالمی جدوجہد کا آخری نتیجہ کیا نکلے گا۔ ان معنوں میں اشتراکیت کی مکمل فتح کی پوری طرح اور قطعاً ضمانت ھے۔

لیکن جس چیز سے ہمیں دلچسپی ہے وہ اشتراکیت کی مکمل فتح کی ناگزیری نہیں بلکہ طریقۂ کار ہے جسے ہماری روسی کمیونسٹ پارٹی کو، ہماری سوویت حکومت کو اختیار کرنا چاہئیے، جس کے ذریعے ہم مغربی یورپی انقلاب‌دشمن ریاستوں کو روک سکیں کہ وہ ہمیں کچل نہ دیں - یہی طریقۂ کار اس وقت تک ہمارے وجودمیں کی ضمانت دےگا جب تک کہ انقلاب‌دشمن سامراجی مغرب اور انقلابی اور قوم‌پرست مشرق کے درمیان، دنیا کے انتہائی مہذب ملکوں اور مشرق کے پسماندہ ملکوں کے درمیان (جہاں دنیا کی آبادی کی اکثریت رہتی ہے) اگلا فوجی تصادم نہ ہوجائے اور یہ پسماندہ ملک مہذب نہ ہو جائیں - ہم میں بھی اس کافی تہذیب کی کمی ہے جو ہمیں براہ‌راست اشتراکیت تک پہنچنے میں مدد دے، اگرچہ ہمارے پاس اس کےلئے ضروری سیاسی شرائط موجود ہیں - اپنے آپ کو بچانے کےلئے ہمیں مندرجۂ ذیل طریقۂ کار یا پالیسی اختیار کرنا چاہئیے -

ہم ایک ایسی ریاست تعمیر کرنے کی کوشش کریں جس میں کسانوں پر مزدوروں کی رہنمائی قائم رہے، جس میں انہیں کسانوں کا اعتماد حاصل ہو اور وہ انتہائی کفایت‌شعاری سے کام لےکر اپنے سماجی رشتوں سے فضول‌خرچی کا نام و نشان تک مٹا دیں -

ہمیں اپنی ریاستی مشینری میں انتہائی کفایت شعاری برتنا چاہئیے - ہمیں فضول‌خرچی کے تمام نشانات مٹا دینےچاہئیں جو زارشاہی کے روس سے، اس کی نوکرشاہی سرمایہ‌دارانہ ریاستی مشینری سے بطور باقیات ملے ہیں -

کیا یہ کسانوں کی تنگ‌نظری کا راج نہیں ہوگا؟

نہیں - اگر ہم کسانوں پر مزدور طبقے کی رہنمائی قائم رکھیں تو ہمیں موقع ملےگا کہ ہم اپنی ریاست کی معاشی زندگی میں ہر ممکن کفایت‌شعاری کرکے بڑے پیمانے پر مشین‌بند صنعت کو ترقی دینے، بجلی‌کاری بڑھانے، دلدلی کوئلے کو آبی قوت سے حاصل کرنے، وولخوف بجلی گھر کو مکمل کرنے پر ہر بچت کو صرف کریں -

ہماری امید کا یہی اور صرف یہی سرچشمہ ہے - اسے انجام دینے کے بعد ہی، اگر استعارتاً کہا جائے تو ہم گھوڑے بدل سکیں گے،

غریب کسان کے گھوڑے سے، تباشدہ کسان ملک کی معیشت کے گھوڑے سے وہ گھوڑا بدلیں گے جس کی پرولتاریہ تلاش میں ہے — بڑے پیمانے پر مشین‌بند صنعت کا، بجلی کاری کا، وولخوف بجلی گھر کا گھوڑا وغیرہ۔

میں ہمارے کام، ہماری پالیسی، ہمارے طریقۂ کار، ہماری حکمت عملی کے عام منصوبے کو اس طرح اپنے ذہن میں ازسرنو منظم مزدور کسان نگراں ادارے کے فرائض منصبی سے جوڑتا ہوں۔ میری رائے میں اسی لئے مزدور کسان نگراں ادارے کو غیرمعمولی اونچی سطح تک بلند کرنے اور اسے مرکزی کمیٹی کے حقوق دے کر قیادت سپرد کرنے کے سلسلے میں ہمیں غیرمعمولی احتیاط اور غیر معمولی توجہ سے کام لینے کی ضرورت ہے۔

اور یہی سبب ہے کہ ہماری مشینری کو مکمل طور پر پاک صاف کرکے، اس میں سے وہ سب نکال کر جو مطلقاً ضروری نہیں ہے ہمیں یقین ہو سکے گا کہ ہم قائم رہ سکیں گے۔ مزیدبرآں ہم چھوٹے کسان ملک کی سطح پر نہیں، عام تنگ‌نظری کی سطح پر نہیں بلکہ بڑے پیمانے پر مشین‌بند صنعت کے مسلسل فروغ کی سطح پر قائم رہ سکیں گے۔

یہ ہیں وہ بلند و ارفع فرائض جن کا خواب میں ہمارے مزدور کسان نگراں ادارے کےلئے دیکھ رہا ہوں۔ اسی وجہ سے اس کےلئے میرا منصوبہ یہ ہے کہ پارٹی کے سب سے زیادہ بااختیار ادارے کو ''معمولی،، عوامی کمیساریت کے ساتھ ضم کر دیا جائے۔

۲ مارچ ۱۹۲۳ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴۵، صفحات ۳۸۹ — ۴۰۶

تشریحی نوٹ

۱ - ''دوسری انٹرنیشنل کا انہدام،، نامی مضمون مئی – جون ۱۹۱۵ء میں لکھا گیا تھا۔

جب اگست ۱۹۱۴ء میں عالمی سامراجی جنگ چھڑی تو جرمنی، فرانس، بلجیم اور جنگ میں حصہ لینےوالی دوسری ریاستوں کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں کے لیڈر بین‌الاقوامی سوشلسٹ کانگرسوں کے فیصلوں کی سخت خلاف‌ورزی کرکے اپنی اپنی سامراجی حکومتوں کی طرف ہوگئے اور سامراجی جنگ کی حمایت کرنے لگے۔ فرانس اور بلجیم کے سوشلسٹ لیڈر اپنے ملکوں کی بورژوا حکومتوں میں شریک ہوگئے اور جرمن سوشل ڈیموکریٹوں نے ریشتاغ میں جنگی قرضوں کےلئے ووٹ دئے۔ جنگ میں حصہ لینےوالے دونوں اتحادوں کے زیادہ‌تر سوشلسٹ کارکنوں نے جنگ کو بجا قرار دیا، جارحانہ قوم‌پرستی سے بھرے نعرے بلند کئے، اپنے اپنے ملکوں کی سامراجی حکومتوں کی حمایت کی اور مزدوروں سے اپیل کی کہ وہ جنگ کے دوران طبقاتی جدوجہد کو روک دیں! سوشلسٹ پارٹیوں کے بین‌الاقوامی اتحاد (دوسری انٹرنیشنل) میں انتشاری کیفیت پیدا ہوگئی اور بین‌الاقوامی سوشلزم شدید بحران میں مبتلا ہوگیا۔ صرف روسی سوشل ڈیموکریسی میں بالشویک اور دوسرے ملکوں کی سوشلسٹ پارٹیوں کے یکادکا گروپ پرولتاری بین‌الاقوامیت کے وفادار رہ گئے اور انھوں نے نہ صرف سامراجی جنگ بلکہ اپنے اپنے ملکوں کی سامراجی حکومتوں کے خلاف بھی جدوجہد کی۔ صفحہ ۹

۲ - اشٹوٹگارٹ کانگرس — یہ بین‌الاقوامی سوشلسٹ کانگرس (دوسری انٹرنیشنل کی ساتویں کانگرس) ۱۸ – ۲۴ اگست ۱۹۰۷ء کو اشٹوٹگارٹ میں ہوئی۔ اس کانگرس نے ''عسکریت اور بین‌الاقوامی

تصادم،، نامی قرارداد منظور کی۔ لینن کی تجویز پر اس قرارداد میں یہ عبارت شامل کی گئی: ''اگر جنگ کسی صورت میں چھڑ ہی جائے تو ان کو (مختلف ممالک کے مزدور طبقے اور پارلیمنٹوں میں اس کے نمائندوں کو — اداریہ) ہر ذریعہ سے یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جنگ کے پیدا کئے ہوئے معاشی اور سیاسی بحران کو عوام‌الناس میں بیداری پیدا کرنے اور سرمایہ‌دار طبقے کے تسلط کو جلد از جلد ختم کرنے کےلئے استعمال کریں،،۔

بازیل کانگرس — یہ غیرمعمولی بین‌الاقوامی سوشلسٹ کانگرس بازیل میں ۲۴ — ۲۵ نومبر ۱۹۱۲ء کو ہوئی۔ اس کانگرس نے جو منشور منظور کیا اس میں قوموں کو اس عالمی سامراجی جنگ سے آگاہ کیا گیا تھا جو ان کے سروں پر منڈلا رہی تھی، جنگ کے قزاقانہ مقاصد کا پردہ چاک کیا گیا تھا اور تمام ملکوں کے مزدوروں سے اپیل کی گئی تھی کہ وہ ''پرولتاریہ کی بین‌الاقوامی یکجہتی کی طاقت کو سرمایہ‌دار سامراج کے مدمقابل لائیں،،۔ منشور نے سامراجی ریاستوں کی غاصبانہ پالیسی کی دوٹوک مذمت کی تھی اور سوشلسٹوں سے یہ اپیل کی تھی کہ وہ چھوٹی قوموں پر ہر طرح کے ظلم و دباؤ اور جارحانہ قوم‌پرستی کے ہر اظہار کے خلاف جدوجہد کریں۔ بازیل منشور میں اشٹوٹگارٹ کی قرارداد کی یہ دفعہ شامل کرلی گئی جس میں کہا گیا تھا کہ اگر جنگ چھڑی تو سوشلسٹوں کو چاہئے کہ اس کے پیدا کئے ہوئے معاشی اور سیاسی بحران کو سوشلسٹ انقلاب کی جدوجہد کےلئے استعمال کریں۔ صفحہ ۹

۳۔ خیمنیتس میں (۱۵ — ۲۱ ستمبر ۱۹۱۲ء) جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کانگرس نے سامراج اور جنگ کی طرف سوشلسٹوں کے رویے کے بارے میں ایک قرارداد منظور کی جس میں سامراجی سیاست کی مذمت کی گئی اور امن کےلئے جدوجہد پر خاص طور سے زور دیا گیا۔ کانگرس نے سامراجی حکومتوں کی پالیسی کو ''بےشرمی کے ساتھ لوٹ‌مار اور ملک‌گیری کی پالیسی،، قرار دیا اور مزدور طبقے سے اپیل کی کہ ''اپنی پوری قوت سے سامراج کے خلاف اس وقت تک جدوجہد کرے جب تک کہ اس کا تختہ نہ الٹ جائے،،۔ صفحہ ۱۰

۴ - ''ناشے سلووا،، (هماری بات) — مینشویکوں کا اخبار تها جو تروتسکی کی خصوصی شرکت سے پیرس میں ۱٦ — ۱۹۱۵ء میں شایع هوتا رها۔ صفحه ۱۱

۵ - رساله ''ڈی انٹرنیشنل،، (Die Internationale) جس کے بانی روزا لکسمبرگ اور میرنگ تھے بائیں‌بازو کے جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کا ترجمان تها۔ یه رساله اپریل ۱۹۱۵ء میں شایع هوا اور ۱۹۱۸ء میں جرمنی میں نومبر ۱۹۱۸ء کے انقلاب کے بعد پهر اس کی تجدید کی گئی۔ یه رساله فسطائی ڈکٹیٹری کے دور میں بهی ۱۹۳۹ء تک غیرقانونی طور سے شایع هوتا رها۔ صفحه ۱۳

٦ - استروویت، ''قانونی مارکسزم،، — یه اعتدال پرست بورژوا رجحان انیسویں صدی کی آخری دهائی میں روسی دانش‌وروں کے درمیان پیدا هوا اور اس کے نمائنده خصوصی استرووے کے نام سے اس کو منسوب کیا گیا۔ استروویت نے مارکسزم کو بورژوازی کے مفاد میں استعمال کرنے کی کوشش کی اور مارکسزم سے یه بات تو لے لی که جاگیردار نظام کی جگه سرمایه‌دارانه معاشرتی اور معاشی نظام کا آنا ناگزیر هے لیکن مارکسزم کے انقلابی جوهر یعنی سرمایه‌دار نظام کی ناگزیر تباهی اور سوشلسٹ انقلاب کے بارے میں مارکسزم کی تعلیمات کو نظرانداز کردیا۔ صفحه ۱۵

۷ - «Die Neue Zeit» — جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کا نظریاتی رساله جو اشٹوٹگارٹ سے ۱۸۸۳ء سے ۱۹۲۳ء تک نکلتا رها۔ صفحه ۱۸

۸ - ''سوتسیال دیموکرات،، — یه غیر قانونی اخبار روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کا مرکزی ترجمان تها جو پیرس اور جنیوا سے ۱۹۰۹ء سے ۱۹۱۳ء تک اور پهر ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۷ء تک شایع هوتا رها۔ دسمبر ۱۹۱۱ء سے اس اخبار کے ایڈیٹر ولادیمیر ایلیچ لینن رهے۔ صفحه ۱۹

۹ - یہاں ۱۸۷۱ء کے جرأت‌آمیز پیرس کمیون (فرانس) اور پہلے روسی انقلاب (۱۹۰۵ — ۰۷ء) کے برسوں کے اهم‌ترین واقعات کا ذکر هے جب که اکتوبر ۱۹۰۵ء میں سارے روس میں

سیاسی ہڑتال کی گئی اور دسمبر ۱۹۰۵ء میں مسلح بغاوت ہوئی۔ صفحہ ۲۰

۱۰ - ''ایکونومسٹ،، - انگریزی ہفتہوار جو معاشی اور سیاسی مسائل سے متعلق ہے اور ۱۸۴۳ء سے لندن سے شایع ہو رہا ہے۔ صفحہ ۲۶

۱۱ - «Vorwärts» - روزانہ اخبار جو جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کا مرکزی ترجمان تھا اور ۱۸۹۱ء سے ۱۹۳۳ء تک برلن سے شایع ہوتا رہا۔ صفحہ ۳۴

۱۲ - ''گاپون کی تحریک،، - یہ گاپون کے نام پر ہے۔ ۹ (۲۲) جنوری ۱۹۰۵ء کو پادری گاپون نے سرما محل میں زار کے سامنے عرضداشت پیش کرنے کےلئے پیٹرس‌برگ کے مزدوروں کا ایک جلوس منظم کیا۔ اس عرضداشت میں مزدوروں کی ناقابل برداشت غربت کے بارے میں کہا گیا تھا۔ یہ جلوس پرامن تھا اور مزدور نہتے تھے۔ ان کے ساتھ عورتیں، بچے اور بوڑھے بھی تھے۔ زار کے حکم سے مزدوروں پر فوجی ٹوٹ پڑے۔ کوئی ایک ہزار سے زیادہ مزدور مارے گئے اور تقریباً پانچ ہزار زخمی ہوئے۔ پیٹرس‌برگ کے مزدوروں کے اس قتل و غارت کے خلاف سارے ملک میں ہڑتالوں اور مظاہروں کی لہر پھیل گئی اور ۹ جنوری کے اس واقعہ سے ۷ - ۱۹۰۵ء کے انقلاب کی ابتدا ہوئی۔ صفحہ ۳۷

۱۳ - ''معاشیت پرستی،، - ۱۹ ویں اور ۲۰ ویں صدیوں کے سنگم پر روسی سوشل ڈیموکریسی میں موقع‌پرست رجحان۔ معاشیت پرستوں کا خیال تھا کہ مزدوروں کو اپنی معاشی حالت بہتر بنانے، کام کا وقت کم کرانے وغیرہ کےلئے صرف معاشی جدوجہد کرنی چاہئے اور زارشاہی کے خلاف سیاسی جدوجہد اعتدال پرست بورژوازی کا کام ہے۔ انھوں نے مزدور طبقے کی انقلابی سیاسی پارٹی بنانے کی مخالفت کی اور خودرو مزدور تحریک کی طرف جھکتے ہوئے انقلابی نظرئے کی اہمیت سے انکار کیا۔ لینن نے معاشیت پرستی کے خلاف ثابت‌قدمی سے جدوجہد کی جو ان کی تصانیف ''روسی سوشل ڈیموکریٹوں کا احتجاج،،، ''روسی سوشل ڈیموکریسی میں انحرافی

رجحان،، اور ’’کیا کیا جائے؟،، وغیرہ میں صاف نظر آتی ہے۔ صفحہ ۳۷

۱۴ - ’’ربوچایا مسل،، — یہ رسالہ روس میں ’’معاشیت پرستوں،، کے گروپ کی طرف سے ۱۸۹۷ء — ۱۹۰۲ء تک شائع ہوتا رہا۔
’’ربوچیے دیلو،، رسالہ جو ’’بیرون ملک روسی ڈیموکریٹوں کی یونین،، کا ترجمان تھا ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۲ء تک جنیوا سے شایع ہوتا رہا اور اس کا دفتر معاشیت پرستی کا غیرملکی مرکز تھا۔ صفحہ ۳۸

۱۵ - ’’ناشا زاریا،، — مینشویکوں اور انسداد پرستوں کا رسالہ جو پیٹرس‌برگ میں ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۴ء تک شائع ہوتا رہا۔ اسی رسالے کے گرد روس کے سارے انسداد پرست جمع ہو گئے۔ صفحہ ۳۸

۱۶ - یہاں روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کے غیرملکی شعبے کی اس کانفرنس کا ذکر ہے جو برلن میں ۱۴ سے ۱۹ فروری (۲۷ فروری — ۴ مارچ) ۱۹۱۵ء تک ہوئی۔ کانفرنس میں جس بنیادی سوال پر بحث کی گئی وہ جنگ اور پارٹی کے فریضوں کے بارے میں تھا۔ کانفرنس نے سامراجی جنگ کو خانہ‌جنگی میں تبدیل کرنے، جارحانہ قوم پرستی سے ناتا توڑ لینے اور مرکزیت‌پسندی کے خلاف اٹل جدوجہد کرنے کے نعروں کی حمایت کی۔ صفحہ ۴۰

۱۷ - پرودھون‌ازم — پیٹی بورژوا فرانسیسی سوشلسٹ پرودھون کا نظام خیالات۔ اپنی کتاب ’’ملکیت کیا ہے؟،، (۱۸۴۰ء) میں پرودھون نے سرمایہ‌دار معاشرے پر سخت نکتہ‌چینی کی۔ لیکن اس غربت سے چھٹکارا جو سرمایہ‌دار نظام مین موجود ہے، پرودھون کے خیال میں سرمایہ‌دارانہ ذرائع پیداوار کو ختم کرنے سے نہیں بلکہ بعض اصلاحات کرنے سے ممکن تھا جو اس کی رائے کے مطابق موجود معاشرے کو ایسے چھوٹے چھوٹے اشیا بنانےوالوں کے معاشرے میں بدل دیتیں جس میں انصاف، مساوات اور عام خوش‌حالی کا راج

ہوتا۔ مارکس نے پرودھون کی اس رجعت‌پرست یوٹوپیا پر سخت تنقید کی اور دکھایا کہ صرف سرمایہ‌داری کی جڑ کو اکھاڑ کر یعنی اشیا کی پیداوار اور ذرائع پیداوار کو سماجی ملکیت بناکر انسانیت کو غربت، استحصال اور نابرابری سے نجات دلائی جاسکتی ہے۔ صفحہ ۴۳

۱۸ - دِرائی‌فوس کا مقدمہ — یہ مقدمہ ۱۸۹۴ء میں فرانسیسی فوج کے رجعت پرست اور شاہی‌پرست حلقوں نے جنرل اسٹاف کے ایک یہودی افسر درائی‌فوس کے خلاف چلایا اور اس پر یہ جھوٹا الزام لگایا کہ اس نے حکومت کے خلاف جاسوسی اور غداری کی۔ صاحبان اقتدار کے اشارے پر درائی‌فوس کو عمرقید کی سزا دے دی گئی اور فرانس کے رجعت‌پرست حلقوں نے اس کو یہودیوں، اور جمہوریت پر حملہ کرنے کے لئے استعمال کیا۔ جب فرانس کے سوشلسٹوں اور جمہوریت‌پسند دانش‌وروں مثلاً ایمیل زولا، ژاں ژوریس اور اناتول فرانس وغیرہ نے اس مقدمے پر نظر ثانی کےلئے مہم شروع کی تو اس نے نمایاں سیاسی نوعیت اختیار کرلی اور ملک دو صفوں میں تقسیم ہوگیا — رپبلکن اور ڈیموکریٹ ایک طرف تھے تو شاہی‌پرست، مذہبی پیشوا، یہودی دشمن اور قوم‌پرست دوسری طرف۔ رائے عامہ کے دباؤ کے سبب ۱۸۹۹ء میں درائی‌فوس کو معافی دے دی گئی اور ۱۹۰۶ء میں عدالت نے اس کو بےقصور تسلیم کرلیا، اس کے حقوق اور فوج میں اس کا عہدہ بحال کر دیا گیا۔ صفحہ ۴۹

۱۹ - تسابیرن کا حادثہ نومبر ۱۹۱۳ء میں جرمنی کے شہر تسابیرن (الزاس) میں ہوا۔ جرمن افسر نے الزاس کے لوگوں کی توہین کی جس سے مقامی آبادی میں جو زیادہ تر فرانسیسی تھی سخت غم و غصہ پھیل گیا۔ صفحہ ۴۹

۲۰ - ثقافتی قومی خوداختیاری — پچھلی صدی کی آخری دھائی میں آسٹریا کے سوشل ڈیموکریٹوں باؤیر اور رینیر نے قومی سوال کے بارے میں ایک موقع پرست پروگرام پیش کیا۔ اس پروگرام کا نچوڑ یہ تھا کہ کسی ملک میں ایک قومیت کے لوگ، وہ ملک کے چاہے جس حصے میں رہتے ہوں، اپنی خوداختیار قومی برادری بنا

سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے ریاست کا یہ فرض ہے کہ وہ اس قومیت کے بچوں کے لئے علحدہ اسکول اور علم و دانش اور ثقافت کے دوسرے شعبے قائم کرے۔ اگر اس پروگرام کو نافذ کیا جاسکتا تو ہر قومیت اور فرقے میں مذہبی اور رجعت‌پرست قومی نظریات کا اثر بڑھتا اور مزدور طبقے کی تنظیم میں دشواریاں پیدا ہوتیں اور قومیت کی بنیاد پر ان کے درمیان تفریق بڑھتی۔ روس میں انسداد پرستوں، بندسٹوں اور جارجیائی مینشویکوں نے ثقافتی قومی خوداختیاری کے نعرے کی حمایت کی۔

لینن نے اپنے کئی مضامین میں ثقافتی قومی خوداختیاری پر سخت نکتہ‌چینی کی اور دکھایا کہ اس کی بنیاد ''بالکل بورژوا اور قطعی جھوٹے،، نظرئے پر ہے جو یہ ہے کہ ''تمام قوموں کے درمیان مخصوص ریاستی اداروں کے ذریعہ بلند اور مضبوط دیوار کھڑی کردی جائے،،۔ صفحہ ۵۰

۲۱ - کاؤتسکی کے حامی، مرکزیت پرست — بین‌الاقوامی سوشل ڈیموکریسی میں موقع‌پرست رجحان جس کا نمایاں نمائندہ جرمن سوشل ڈیموکریٹ کاؤتسکی تھا۔ مرکزیت کی خصوصیت یہ تھی کہ موقع‌پرستی پر انقلابی لفاظی کا پردہ ڈال کر عمل کیا جاتا تھا۔ عالمی سامراجی جنگ (۱۹۱۴ — ۱۸ء) کے زمانے میں کاؤتسکی اور دوسرے مرکزیت پرستوں (روسی سوشل ڈیموکریٹ مارتوف، فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کے لونگیے وغیرہ) نے عملی طور پر جارحانہ قوم‌پرستوں کی حمایت کی، ان سے قطع تعلق کرنے سے انکار کیا اور انقلابی مارکسزم سے اپنی غداری کو جنگ کے خلاف جدوجہد اور بین‌الاقوامیت‌پسند لفاظی سے چھپایا۔ لینن نے آگاہ کیا کہ مرکزیت موقع‌پرستی کی سب سے زیادہ خطرناک قسم ہے کیونکہ وہ نقاب‌پوش موقع‌پرستی ہے۔ صفحہ ۵۱

۲۲ - فیبیئن، ''فیبیئن سوسائٹی،، — یہ انگریزی اصلاح پرست تنظیم ۱۸۸۴ء میں قائم کی گئی تھی۔ اس کا نام تیسری صدی قبل مسیح کے رومن سپہ سالار فیبی میکسم سے منسوب ہے جس کو ''سست رفتار،، کا لقب دیا گیا تھا کیونکہ ہینی‌بال سے جنگ میں

اس نے انتظار کرنے اور فیصلہ کن لڑائی سے گریز کا طریقہ اختیار کیا تھا۔ اس سوسائٹی کے زیادہ‌تر ممبر بورژوا دانش‌ور — سائنس‌داں، مصنف، سیاست‌داں (س۔ اور ب۔ ویب، ریمزے میکڈانلڈ اور برنارڈ شا وغیرہ) تھے۔ فیبیئن پرولتاریہ کی طبقاتی جدوجہد اور سوشلسٹ انقلاب کی ضرورت کو نہیں مانتے تھے۔ ان کا یہ دعوی تھا کہ سوشلزم تک عبور صرف اصلاحات اور رفتہ رفتہ، چھوٹی موٹی تبدیلیوں کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ ۱۹۰۰ء میں یہ سوسائٹی برطانیہ کی لیبر پارٹی میں ضم ہوگئی۔ ''فیبیئن سوشلزم،، جس کو لینن نے ''انتہائی موقع‌پرست رجحان،، کہا ہے لیبرازم کے نظریات کا ایک سرچشمہ تھا۔ صفحہ ۵۸

۲۳۔ «Berner Tagwacht» (''بیرنر تاگواخت،،) — سوئٹزرلینڈ کا اخبار جو سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا ترجمان تھا اور بیرن میں ۱۸۹۳ء سے شایع ہو رہا ہے۔ صفحہ ۶۳

۲۴۔ آئرلینڈ کی بغاوت — برطانوی حکومت کے خلاف وہاں کے عوام کی بغاوت تھی۔ چھہ دن تک ڈبلن اور دوسرے شہروں میں سڑکوں پر لڑائی جاری رہی اور باغیوں نے ڈبلن پر قبضہ کرکے آئرلینڈ کے ریپبلک ہونے کا اعلان کردیا اور عارضی حکومت قائم کرلی۔ برطانوی افواج نے بغاوت کو سختی سے دبا دیا اور اس کے بہت سے شرکا کو جلاوطنی کی سزا دی گئی۔ ۱۹۱۶ء کی بغاوت کی ناکامی کے باوجود وہ آئرلینڈ کی قومی آزادی کی تحریک کو مزید فروغ دینے میں موثر ثابت ہوئی۔ صفحہ ۶۴

۲۵۔ کیڈٹ — آئینی جمہوری پارٹی کے ممبر جو روسی اعتدال‌پرست شاہی‌پرست بورژوازی کی نمایاں پارٹی‌تھی۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء میں قائم ہوئی تھی۔ کیڈٹ آئینی شاہی نظام کے طرفدار تھے۔ عالمی سامراجی جنگ (۱۹۱۴ — ۱۸ء) کے دوران کیڈٹوں نے سرگرمی سے زارشاہی کی قبضہ گیر پالیسی کی حمایت کی۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد کیڈٹوں نے بورژوا عارضی حکومت میں سربراہی حاصل کرکے عوام دشمن اور انقلاب دشمن پالیسی پر عمل کیا جو امریکی، برطانوی اور فرانسیسی سامراجیوں

کے لئے کارآمد تھی۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے بعد کیڈٹوں نے سوویت دیس کے خلاف مسلح انقلاب دشمن جدوجہد میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ صفحہ ٦٥

٢٦ - ''مارکسزم کی بگڑی ہوئی تصویر اور ''سامراجی معاشیت،،'' — یہ مضمون لینن نے اگست — ستمبر ١٩١٦ء میں پ۔ کیئفسکی (گ۔ پیاتاکوف) کے مضامین ''پرولتاریہ اور ''قوموں کا حق خودارادیت،،'' کے جواب میں لکھا تھا۔ یہ دونوں مضامین ''سوتسیال دیموکرات،، کے مجموعے میں چھپنے والے تھے لیکن یہ مجموعہ شایع نہیں ہوا اور لینن کا مضمون بھی اس وقت نہیں شایع ہو سکا۔ وہ صرف ١٩٢٩ء میں ماسکو میں شایع ہوا۔ صفحہ ٧٠

٢٧ - ''اسکرا،، کے حامی — یہ ''اسکرا،، نامی اخبار کے حامی تھے جو لینن نے ١٩٠٠ء میں نکالنا شروع کیا تھا۔ یہ اخبار لائپزگ، میونخ اور لندن میں چھاپ کر خفیہ طور سے روس میں لایا جاتا تھا اور پہلا کل روس مارکسی اخبار تھا جس نے نئی قسم کی پرولتاری پارٹی قائم کرنے میں اہم رول ادا کیا۔ ''اسکرا،، کے ادارئے نے پارٹی کا پروگرام مرتب کیا اور روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس (جولائی — اگست ١٩٠٣ء) کے لئے تیاری کی۔

روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس کے بعد جلدھی ''اسکرا،، مینشویکوں کے قبضے میں آ گیا اور نمبر ٥٢ سے یہ مینشویک اخبار ہو گیا۔ پرانے لیننی ''اسکرا،، کے مقابلے میں اسے ''نیا اسکرا،، کہا گیا۔ صفحہ ٧٠

٢٨ - یہاں بولیگین نامی دوما کے بائیکاٹ کا ذکر ہے۔ اگست ١٩٠٥ء میں زار کی حکومت نے اعلان کیا کہ امور داخلہ کے وزیر بولیگین کے مرتب کئے ہوئے پروگرام کے مطابق ریاستی دوما طلب کی جائےگی۔ بولیگین کی اسکیم کے مطابق دوما کو قانون‌سازی کا حق حاصل نہ تھا، وہ زار کو صرف مشورہ دے سکتی تھی۔

بالشویکوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ بولیگین کی دوما کا پرزور بائیکاٹ کریں۔ انقلاب کے بڑھتے ہوئے جوش نے بولیگین کی دوما کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوا، اس کے انتخابات نہ ہو سکے۔ صفحہ ۷۱

۲۹۔ تیسری ریاستی دوما ۱۹۰۷ء میں طلب کی گئی جب کہ ۱۹۰۵ — ۰۷ کا انقلاب ناکام ہوچکا تھا۔ ان حالات میں بالشویکوں نے یہ ضروری خیال کیا کہ اس تیسری دوما میں بھی جو ساخت کے لحاظ سے رجعت‌پرست تھی اپنے نمائندے بھیجیں تاکہ دوما کو زار کی حکومت کا پردہ فاش کرنے اور عوام‌الناس میں اپنا سیاسی اثر پھیلانے کے لئے استعمال کیا جا سکے۔

دوما میں شرکت کرنے کے مخالفوں کا گروہ جو ''اوتزوویست،، (بازطلب) کہلاتا تھا یہ نہیں سمجھتا تھا کہ بدلتے ہوئے حالات میں پارٹی کے طریقۂ کار میں بھی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ ریاستی دوما کے بائیکاٹ کی پالیسی پر عمل کیا جائے، اس سے سوشل ڈیموکریٹ ممبر نکل آئیں اور عام طور پر تمام سرکاری اور قانونی تنظیموں میں کام کرنے سے انکار کردیں۔ ان کے نعرے پارٹی کےلئے بہت مضرت رساں ثابت ہوئے، اس کو عوام‌الناس سے دور اور فرقہ‌وارانہ تنظیم میں بدلنے کی طرف لے گئے۔ لینن نے ''اوتزوویست،، پر سخت نکتہ‌چینی کی اور بتایا کہ ان کے نعرے پارٹی کو کمزور بناتے ھیں اور عوامی تنظیم کی حیثیت سے اس کو ختم کرنے کا باعث ھیں۔ ''اوتزوویست،، کے خلاف جدوجہد میں لینن کی پارٹی کی غالب اکثریت نے حمایت کی۔ صفحہ ۷۱

۳۰۔ اسپارتاک والوں کا ''انٹرنیشنل،، گروپ — جرمنی کے بائیں‌بازو کے سوشل ڈیموکریٹوں کی انقلابی تنظیم جو پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں وجود میں آئی تھی۔

اپریل ۱۹۱۵ء میں روزا لکسمبورگ اور میرنگ نے رسالہ «Die Internationale» کی بنیاد ڈالی جس کے گرد جرمنی کے بائیں‌بازو کے سوشل ڈیموکریٹ جمع ہوگئے۔ ۱۹۱۶ء سے ''انٹرنیشنل،، نامی گروپ ''اسپارتاک،، کے دستخط سے ''سیاسی خطوط،، ناجائز طور پر تقسیم کرنے لگا اور اس طرح اس کا نام

''اسپارتاک،، گروپ پڑ گیا۔ اسپارتاک والے انقلابی پروپیگنڈا کرتے تھے، عالمی جنگ کی سامراجی نوعیت اور موقع پرست سوشل ڈیموکریٹک لیڈروں کی غداری کو بےنقاب کرتے تھے۔
نومبر ۱۹۱۸ء میں جرمنی کے انقلاب کے زمانے میں اسپارتاک والوں نے ''اسپارتاک یونین،، بنا لی جو ۱۹۱۹ء میں قائم شدہ جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی کا مرکزی نقطه بن گئی۔ صفحه ۸۱

۳۱ - بین‌الاقوامی سوشلسٹ کمیشن — یه زمروالڈ کے اتحاد کا انتظامی اداره تھا جس کو ۵ سے ۸ ستمبر ۱۹۱۵ء تک زمروالڈ میں ہونے والی بین‌الاقوامی سوشلسٹ کانفرنس میں مقرر کیا گیا تھا۔ صفحه ۸۱

۳۲ - سوزدال کی بھونڈی تصویرکشی — یه کسی بھونڈی اور بدمذاقی سے بنائی ہوئی چیز کےلئے کہا جاتا ہے۔ شہر سوزدال میں زارشاہی کے دوران بھدی سستی مذہبی تصویریں بنائی جاتی تھیں۔ صفحه ۹۳

۳۳ - او - کے، تنظیمی کمیٹی — مینشویکوں کا یه رہنما مرکز ۱۹۱۲ء میں مینشویک انسدادپرستوں کی اگست کی کانفرنس میں قائم کیا گیا تھا۔ صفحه ۹۸

۳۴ - ''گولوس،، (آواز) — مینشویکوں کا اخبار تھا جو ستمبر ۱۹۱۴ء سے جنوری ۱۹۱۵ء تک پیرس سے شایع ہوتا رہا۔ اس اخبار کی رہنمائی تروتسکی کرتا تھا۔ صفحه ۹۸

۳۵ - «Jugend-Internationale» (''نوجوانوں کی انٹرنیشنل،،) — نوجوانوں کی سوشلسٹ تنظیموں کی بین‌الاقوامی یونین کا ترجمان جو زمروالڈ کے بائیں بازووالوں سے وابسته تھا اور زوریخ سے ۱۷ — ۱۹۱۵ء میں شایع ہوتا تھا۔ صفحه ۱۰۱

۳۶ - یہاں جنگ کے سوال پر اس مقالے کا ذکر ہے جو ر۔ گریم نے مرتب کیا تھا اور ۱۴ و ۱۷ جولائی ۱۹۱۶ء کو سوئٹزرلینڈ کے اخبار «Grutlianer» میں شایع ہوا تھا۔ صفحه ۱۰۱

۳۷ - «Neues Leben» (''نئی زندگی،،) — یہ رسالہ سوئٹزرلینڈ کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا ترجمان تھا اور ۱۷ — ۱۹۱۵ء میں شہر بیرن سے شایع ہوتا تھا۔

«Vorbote» (''مژدہ رساں،،) — زمروالڈ کے بائیں بازو والوں کا ترجمان رسالہ جو شہر بیرن سے جرمن زبان میں نکالا گیا لیکن اس کے صرف دو شمارے (جنوری اور اپریل ۱۹۱۶ء) شایع ہوئے۔

صفحہ ۱۰۱

۳۸ - سوئٹزرلینڈ کے شہر زمروالڈ میں ۵ سے ۸ ستمبر ۱۹۱۵ء تک بین الاقوامیت پسند سوشلسٹوں کی بین الاقوامی کانفرنس ہوئی جو سامراجی جنگ کے خلاف بین الاقوامی تحریک کو فروغ دینے میں لینن کے قول کے مطابق ''پہلا قدم،، تھی۔ اس کانفرنس میں گیارہ یورپی ممالک کے سوشلسٹوں نے شرکت کی جن میں روس، جرمنی، فرانس، اٹلی وغیرہ کے سوشلسٹ شامل تھے۔

اس کانفرنس نے ایک منشور منظور کیا جو عالمی جنگ کو اکساوا دینے والی سامراجی حکومتوں کے خلاف تھا اور اس میں جارحانہ قوم پرستوں کی بھی مذمت کی گئی تھی اگرچہ وہ کافی سخت نہ تھی۔ اسی منشور کی بنیاد پر زمروالڈ اتحاد کی بنیاد ڈالی گئی۔

زمروالڈ کانفرنس میں لینن کی سربراھی میں بائیں بازو کے گروپ کی تشکیل ہوئی جس نے کانفرنس کی اس اکثریت پر سخت نکتہ چینی کی جو مرکزیت پرستی کی طرف زیادہ جھکی ہوئی تھی۔ زمروالڈ کے بائیں بازو والوں نے یہ تجویز کی کہ کانفرنس کے فیصلوں میں جارحانہ قوم پرستی سے قطعی ناتا توڑنے کی ضرورت پر زور دیا جائے اور عوام الناس سے اپیل کی جائے کہ وہ اپنی اپنی سامراجی حکومتوں کے خلاف انقلابی جدوجہد کریں۔

زمروالڈ کے بائیں بازو والوں نے ایک بیورو منتخب کیا جو کانفرنس کے بعد بھی انقلابی بین الاقوامیت پسند گروھوں کو متحد کرنے کا کام کرتا رہا۔

کین تال (سوئٹزرلینڈ) میں جنگ کے دوران بین الاقوامیت پسند سوشلسٹوں کی دوسری بین الاقوامی کانفرنس ۲۴ سے ۳۰ اپریل ۱۹۱۶ء تک ہوئی۔ اس کانفرنس میں دس ملکوں کے مندوبین نے حصہ لیا — روس، جرمنی، فرانس، اٹلی، سوئٹزرلینڈ، پولینڈ، ناروے، آسٹریا،

سیریبا اور پرتگال۔ کانفرنس میں جن سوالوں پر بحث ہوئی وہ تھے: جنگ کے خاتمے کےلئے جدوجہد، امن کی طرف پرولتاریہ کا رویہ وغیرہ۔ زمروالڈ کی طرح کین‌تال میں بھی مرکزیت پرستوں سے قربت رکھنےوالے گروپ غالب رہے۔ لیکن لینن اور زمروالڈ کے دوسرے بائیں بازووالوں کی سرگرمیوں کیوجہ سے کین‌تال کانفرنس میں بمقابلہ زمروالڈ کے بین‌الاقوامیت‌پسندوں کی تعداد کافی زیادہ ہوگئی۔ ۴۳ مندوبین میں سے ۱۲ زمروالڈ کے بائیں بازو میں شامل تھے اور کئی سوالوں پر بائیں بازو کے ساتھ ووٹ دینےوالوں کی تعداد تقریباً نصف تک پہنچ گئی۔ صفحہ ۱۰۹

۳۹ - ''سوشلسٹ لیبر گروپ''، ''محنت‌کش برادری'' («Arbeitsgemeinschaft») — یہ جرمن مرکزیت پرستوں کی تنظیم تھی جو مارچ ۱۹۱۶ء میں ریشتاغ کے ان ممبروں نے بنائی تھی جو ریشتاغ کے سوشل ڈیموکریٹک گروپ سے ٹوٹ کر الگ ہوگئے تھے۔ صفحہ ۱۰۹

۴۰ - انگلستان کی انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی — اصلاح پرست پارٹی جو ۱۸۹۳ء میں وجود میں آئی۔ اس پارٹی میں ٹریڈیونینوں کے کارکن، دانش‌وروں اور پیٹی بورژوازی کے وہ نمائندے تھے جو فیبیئن لوگوں کے زیر اثر تھے۔ اس کے لیڈر کیئر ہارڈی اور ریمزے میکڈانلڈ تھے۔

عالمی سامراجی جنگ کی ابتدا میں اس پارٹی نے کئی مجہول صلح‌پرست (Pacifist) تجاویز منظور کیں لیکن جلد ھی وہ جارحانہ قوم‌پرستی کی پوزیشن تک پہنچ گئی۔ اس پارٹی کی نوعیت کی وضاحت کرتے ہوئے لینن نے لکھا ''عملی طور پر یہ ہمیشہ سے بورژوازی کی محتاج موقع‌پرست پارٹی ہے''۔ صفحہ ۱۰۹

۴۱ - جنگی صنعتی کمیٹیاں مئی ۱۹۱۵ء میں روسی سامراجی بورژوازی نے بنائی تھیں تاکہ زارشاھی کو جنگ چلانے میں مدد دی جائے۔ مرکزی جنگی صنعتی کمیٹی میں بڑے بڑے سرمایہ‌دار شامل تھے اور اس کا صدر اکتوبر والوں کا لیڈر گوچکوف تھا۔ ان کمیٹیوں میں خاص گروہ بنائے گئے جن کو ''مزدور گروپ'' کا نام

دیا گیا۔ ان گروپوں میں وہ مینشویک تھے جو سامراجی جنگ کی حمایت کرتے تھے۔ بالشویکوں نے ''مزدور گروپوں'' کے انتخاب کا بائیکاٹ کیا اور روسی مزدوروں کی اکثریت نے اس بائیکاٹ میں ان کی حمایت کی۔ صفحہ ۱۰۹

۴۲ - ۲۰ — ۲۱ نومبر ۱۹۱۵ء کو آراؤ میں سوئٹزرلینڈ کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی کانگرس ہوئی۔ اس کانگرس میں یہ خاص سوال رکھا گیا کہ زمروالڈ اتحاد کی طرف سوئٹزرلینڈ کی سوشل ڈیموکریسی کیا رویہ اختیار کرے۔ کانگرس نے ر۔ گریم کی وہ تجویز منظور کرلی جس میں زمروالڈ اتحاد کے ساتھ متحد ہونے کےلئے کہا گیا تھا۔ اس کے بعد بائیں‌بازو والوں (ف۔ پلاتین اور اے۔ نوبس) کی ترمیم منظور کی گئی جس میں کہا گیا تھا کہ صرف پرولتاریہ کا فتحیاب انقلاب ہی سامراجی جنگ کو ختم کر سکتا ہے اور یہ تجویز کی گئی تھی کہ جنگ کے خلاف انقلابی جدوجہد کو بڑھایا جائے۔ صفحہ ۱۱۳

۴۳ - ''دوردراز سے خطوط''— یہ خط لینن نے زوریخ میں اس وقت لکھے تھے جب ان کو فروری ۱۹۱۷ء کے آخر میں روس کے انقلاب کی خبریں ملی تھیں۔ ۹ (۲۲) مارچ کو پہلے اور دوسرے خطوط کرستیانیا (اوسلو) میں ا۔ م۔ کولونتائی کے پاس بھیجے گئے جو ان کو پیتروگراد میں ''پراودا'' کے ادارئے لے گئیں۔ صفحہ ۱۱۴

۴۴ - ۲۷ فروری (۱۲ مارچ) ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب نے روس میں زارشاہی کا تختہ الٹ دیا۔ ۲ (۱۵) مارچ کو ریاستی دوما کی عارضی کمیٹی اور پیتروگراد کی مزدوروں اور سپاہیوں کی سوویت کی انتظامیہ کمیٹی (جس کے لیڈر سوشلسٹ انقلابی اور مینشویک تھے) کے درمیان سمجھوتے کے مطابق شاہزادہ لووف کی سربراہی میں بورژوا عارضی حکومت قائم کی گئی۔ اس پہلی عارضی حکومت میں شامل دو بڑی روسی بورژوا پارٹیوں (اکتوبریوں اور کیڈٹوں کی پارٹیوں) کے نام پر لینن نے اس کو اکتوبریوں اور کیڈٹوں کی حکومت کا نام دیا۔ صفحہ ۱۱۴

۴۵ - مزدوروں کے نمائندوں کی پیٹروگراد کی سوویت فروری کے انقلاب کے پہلے دنوں میں بنی تھی - سوویت کا انتخاب خود بخود پھیل گیا، پہلے الگ الگ اداروں میں اور پھر ساری فیکٹریوں اور کارخانوں میں - اس سوویت کی پہلی نشست ۲۷ فروری (۱۲ مارچ) کو ہوئی - سوویت کی عاملہ کمیٹی میں مینشویک اور سوشلسٹ انقلابی اکثریت میں تھے - سوویتوں کی پہلی کانگرس (جون ۱۹۱۷ء) تک پیٹروگراد کی سوویت سوویتوں کے کل روس مرکز کی حیثیت سے کام کرتی رہی - صفحہ ۱۱۷

۴۶ - گووزدیوف اور پوتریسوف — مینشویکوں کے انتہاپسند دائیں‌بازو کے لوگ، انسداد پرستوں کے لیڈر اور سامراجی جنگ کو جاری رکھنے کے حامی تھے - صفحہ ۱۲۰

۴۷ - اکتوبریسے، ۱۷ اکتوبر کی یونین — بڑے بڑے بورژوا اور جاگیردار لوگوں کی پارٹی تھی جو سرمایہ‌دارانہ راستہ اختیار کر چکے تھے - اس کی تنظیم زار کے ۱۷ (۳۰) اکتوبر ۱۹۰۵ء کے مینی‌فیسٹو کے بعد ہوئی جس میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ روس میں آئین نافذ کیا جائیگا - اکتوبریوں کا لیڈر ایک بڑا سرمایہ‌دار گوچکوف تھا - اکتوبر والے شاہی نظام کے طرفدار تھے اور زار کی حکومت کی سامراجی پالیسی کی پوری طرح حمایت کرتے تھے - فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد بھی اکتوبریوں نے اپنی ساری امکانی کوششیں اس بات کے لئے جاری رکھیں کہ سامراجی جنگ نہ رکے اور اس بات کا مطالبہ کیا کہ مزدوروں اور کسانوں کی انقلابی تحریک کو بےرحمی سے کچل دیا جائے اور اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اکتوبریوں نے سوویت روس کے خلاف مسلح جدوجہد منظم کی -

''پرامن احیا،، پارٹی — بڑی بورژوازی اور جاگیرداروں کی آئینی شاہ پرست پارٹی جس نے بائیں‌بازو کے اکتوبریوں اور دائیں‌بازو کے کیڈٹوں کو متحد کیا ۱۹۰۶ء میں وجود میں آئی - ''پرامن احیا پارٹی،، کا لیڈر شاہزادہ لووف عارضی حکومت کی پہلی اور دوسری

تشکیل (مارچ — جولائی ۱۹۱۷ء) دونوں میں وزراء کی کونسل کا صدر اور وزیر امور داخلہ تھا۔ صفحہ ۱۲۱

۴۸ - ترودویک، ترودوایا گروپ — ریاستی دوما میں پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں کا گروپ جو کسانوں اور نرودنک رجحانات رکھنے والے دانشوروں پر مشتمل تھا۔ دوما میں ترودویک کیڈٹوں اور انقلابی سوشل ڈیموکریٹوں کے درمیان جھولتے رہتے تھے۔ عالمی سامراجی جنگ کے برسوں میں ترودویکوں کی اکثریت نے جارحانہ قوم‌پرستی کا راستہ اپنایا۔ فروری کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد ترودویکوں نے بورژوا عارضی حکومت کی حمایت کی اور ان کا لیڈر کیرینسکی جولائی — اکتوبر ۱۹۱۷ء میں بورژوا عارضی حکومت کا سربراہ رہا۔ صفحہ ۱۲۱

۴۹ - ''موجودہ انقلاب میں پرولتاریہ کے فرائض،، نامی مضمون میں جو ۷ اپریل ۱۹۱۷ء کو ''پراودا،، میں شایع ہوا لینن کے مشہور ''اپریل کے مقالے،، شامل ہیں۔ ۴ (۱۷) اپریل کو لینن نے پیتروگراد کے دو اجتماعوں میں جو تاوریدا محل میں ہوئے یہ مقالے پڑھے۔ ان میں سے ایک اجتماع بالشویکوں کا تھا اور دوسرا مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی کل روس کانفرنس کے بالشویک اور مینشویک مندوبین کا۔

''اپریل کے مقالے،، تخلیقی مارکسزم کے مشہور پروگرام کی وہ دستاویز ہے جس نے بالشویکوں کی پارٹی اور روس کے مزدور طبقے کو بورژوا جمہوری انقلاب سے سوشلسٹ انقلاب تک عبور کے لئے سائنس پر مبنی منصوبوں سے لیس کیا۔ اس میں جامع طور پر ایسے فوری اور اہم‌ترین سوالوں کے جواب دئے گئے ہیں جو فروری انقلاب کی فتح کے بعد فوراً ہی ملک کے سامنے آئے تھے مثلاً سامراجی جنگ سے نکلنے کا راستہ، سوویتوں کے ہاتھ میں اقتدار کی منتقلی، معاشیات کے میدان میں سوشلزم کی طرف پہلے قدم، قحط اور تباہی کے خلاف جدوجہد وغیرہ وغیرہ۔ صفحہ ۱۲۸

۵۰ - عوام‌پسند سوشلسٹ — ۱۹۰۶ء میں سوشلسٹ انقلابیوں کے دائیں بازو سے الگ ہوکر عوامی لیبر سوشلسٹ پارٹی بنائی گئی۔ لینن نے بتایا کہ یہ پارٹی ''کیڈٹوں سے بہت کم مختلف ہے

کیونکہ اس نے اپنے پروگرام سے ریپلک اور ساری زمین کے مطالبے کو حذف کردیا ھے،،۔ عالمی سامراجی جنگ کے برسوں میں عوامی سوشلسٹوں نے جارحانہ قوم‌پرستی کا راستہ اختیار کیا۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد انھوں نے بورژوا عارضی حکومت کی حمایت کی ۔ صفحہ ۱۳۰

۵۱ - سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی پیٹی بورژوا ڈیموکریٹوں پر مشتمل تھی اور ۱۹۰۱ء اور ۱۹۰۲ء کے سنگم پر وجود میں آئی تھی۔ مطلق العنانی کے خلاف سوشلسٹ انقلابیوں نے انفرادی دھشت‌پسندی کا طریقہ اپنایا جس نے انقلابی تحریک کو بہت نقصان پہنچایا اور انقلابی جدوجہد کےلئے عوام کو منظم کرنے میں زیادہ مشکلات پیدا کردیں۔ ۱۹۰۵ء — ۰۷ کے انقلاب کی ناکامی کے بعد زیادہ تر سوشلسٹ انقلابیوں نے بورژوا اعتدال پرستی کا رویہ اختیار کیا۔ جب فروری ۱۹۱۷ء میں بورژوا جمہوری انقلاب ھوا تو سوشلسٹ انقلابیوں کے لیڈر بورژوا عارضی حکومت میں شامل ھوگئے، کسانوں کی تحریک کو کچلنے کی پالیسی پر عمل کیا اور سوشلسٹ انقلاب کی تیاری کرنےوالے مزدور طبقے کے خلاف بورژوازی اور جاگیرداروں کی جدوجہد کی پوری حمایت کی ۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے بعد سوشلسٹ انقلابیوں نے سوویت عوام کے خلاف بورژوازی اور جاگیرداروں کی مسلح جدوجہد میں شرکت کی ۔ صفحہ ۱۳۰

۵۲ - ''یدینستوا،، (اتحاد) — دائیں بازو کے جارحانہ قوم‌پرست مینشویکوں کے گروپ کا اخبار جس کے لیڈر پلیخانوف تھے۔ یہ اخبار پیتروگراد سے مارچ — نومبر ۱۹۱۷ء میں شایع ھوتا رھا۔ صفحہ ۱۳۲

۵۳ - ''روسکایا وولیا،، (عزم روس) — انتہائی رجعت پرست اور شاھی‌پرست اخبار تھا جو پیتروگراد سے دسمبر ۱۹۱۶ء سے اکتوبر ۱۹۱۷ء تک شایع ھوتا رھا۔ صفحہ ۱۳۳

۵۴ - پیرس کمیون — دیکھئے مارکس اور اینگلس۔ ''کمیونسٹ پارٹی کے مینی‌فسٹو،،، ۱۸۷۲ء کے جرمن ایڈیشن کا پیش لفظ۔

کارل مارکس۔ ''فرانس میں خانہ‌جنگی''، ''گوتھا پروگرام پر تنقید''۔
فریڈرک اینگلس۔ ببیل کے نام خط، ۱۸ — ۲۸ مارچ ۱۸۷۵ء۔
کارل مارکس۔ کوگیلمان کے نام خطوط ۱۲ اور ۱۷ اپریل ۱۸۷۱ء۔
صفحہ ۱۳۴

۵۵ - ''پراودا'' — بالشویکوں کا روزنامہ جو قانونی طور پر شایع ہوا۔ اس کا پہلا شمارہ پیتروگراد سے ۲۲ اپریل (۵ مئی) ۱۹۱۲ء کو شایع ہوا لیکن زار کی پولیس برابر اس کے پیچھے پڑی رہی اور ۸ (۲۱) جولائی ۱۹۱۴ء کو اس کو بند کردیا گیا۔

فروری کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد ۵ (۱۸) مارچ ۱۹۱۷ء سے اس کی اشاعت پھر شروع ہوئی۔ اب یہ اخبار روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی اور پیتروگراد کمیٹی کے ترجمان کی حیثیت سے نکلنے لگا۔ پیتروگراد آکر لینن پھر اس کے ادارتی بورڈ میں شامل ہوگئے اور ''پراودا'' نے لینن کے اس منصوبے کے لئے جدوجہد شروع کردی کہ بورژوا جمہوری انقلاب کو فروغ دے کر سوشلسٹ انقلاب بنا دیا جائے۔ جولائی — اکتوبر ۱۹۱۷ء میں عارضی حکومت کی نگرانی اور سختی کیوجہ سے ''پراودا'' کو کئی بار اپنا نام بدلنا پڑا اور ''لستوک پراودی''، ''پرولتاری''، ''ربوچی'' اور ''ربوچی پوت'' نام کے پرچوں کی حیثیت سے چھاپا گیا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے بعد ۲۷ اکتوبر (۹ نومبر) ۱۹۱۷ء سے یہ اخبار اپنے پہلے نام ''پراودا'' سے پھر شایع ہونے لگا اور مارچ ۱۹۱۸ء سے ماسکو سے نکلنے لگا۔ یہ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا ترجمان ہے۔

اب ۵ مئی کو جو ''پراودا'' کے پہلے شمارے کی اشاعت کا دن ہے، سوویت یونین میں پریس کے دن کی حیثیت سے منایا جاتا ہے۔ صفحہ ۱۳۵

۵۶ - روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) کی ساتویں کل‌روس (اپریل‌والی) کانفرنس ۲۴ سے ۲۹ اپریل (۷ — ۱۲ مئی) ۱۹۱۷ء تک پیتروگراد میں ہوئی جس میں ۷۸ پارٹی تنظیموں کے ۱۴۹ مندوبین نے شرکت کی۔ اس کانفرنس کو کانگرس کی

اهمیت حاصل تھی، اس نے پارٹی کے سیاسی راستے کا انتخاب کیا اور پارٹی کے رہنما ادارے قائم کئے۔ کانفرنس نے لینن کے اس منصوبے کو منظور کیا جو اپریل کے مقالوں میں پیش کیا گیا تھا کہ بورژوا جمہوری انقلاب کو فروغ دے کر سوشلسٹ انقلاب میں تبدیل کردیا جائے۔ صفحہ ۱۳۶

۵۷۔ "ہز میجسٹی کے حزب مخالف" کی عبارت کا تعلق کیڈٹوں کے لیڈر میلیوکوف سے ہے۔ اس نے ۱۹ جون (۲ جولائی) ۱۹۰۹ء کو لندن کے لارڈ میئر کے یہاں دعوت کے موقع پر کہا تھا "جب تک روس میں ایوان قانون ساز ہے جو بجٹ کی نگرانی کرتا ہے روسی حزب مخالف ہز میجسٹی کا حزب مخالف رہےگا، ہزمیجسٹی کے خلاف نہیں ہوگا"۔ صفحہ ۱۴۳

۵۸۔ "زار نہیں بلکہ مزدوروں کی حکومت" — یہ نعرہ پاروس اور تروتسکی نے ۱۹۰۵ء میں دیا تھا۔ اسی نعرے میں مستقل انقلاب کے بارے میں تروتسکی کے نظرئے کا نچوڑ تھا یعنی کسانوں کے بغیر انقلاب۔ لینن نے تروتسکی کی اس نظریے پر سخت نکتہ‌چینی کی۔ صفحہ ۱۴۳

۵۹۔ بلانکزم، بلانکسٹ — فرانسیسی سوشلسٹ تحریک کا ایک رجحان جس کا سربراہ ممتاز انقلابی لوئی اوگوست بلانکی تھا۔ بلانکی کے حامیوں نے عوامی انقلابی تحریک کی ضرورت کو نہ سمجھتے ہوئے یہ تجویز پیش کی کہ وہ انقلاب جو سوشلزم میں عبور کی ضمانت دیتا ہو انقلابی سازش کرنےوالوں کا چھوٹا سا گروپ کرسکتا ہے۔ لینن نے لکھا "بلانکزم انسانیت کو اجرتی غلامی سے نجات دلانے کی توقع پرولتاریہ کی طبقاتی جدوجہد سے نہیں بلکہ کسی چھوٹی دانش‌ور اقلیت کی سازش سے کرتا ہے"۔ (لینن کی تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، تیرھویں جلد، صفحہ ۷۶)۔ صفحہ ۱۴۴

۶۰۔ یہاں لینن کا اشارہ پلیخانوف کی تصنیف "نراج اور سوشلزم" کی طرف ہے۔ صفحہ ۱۴۵

۶۱ - ۲۷ فروری ۱۹۱۷ء — فروری کے بورژوا جمہوری انقلاب کی تاریخ -

۳ — ۴ (۱۶ — ۱۷) جولائی ۱۹۱۷ء کو پیتروگراد میں مزدوروں اور سپاہیوں کے بڑے بڑے ہنگامی مظاہرے ہوئے جن کے شرکا نے اس حملے کے خلاف احتجاج کیا جو عارضی حکومت نے عوام کی اکثریت کی مرضی کے خلاف جرمن محاذ پر کیا تھا جس سے ہزارہا سپاہیوں کی جانیں بلاوجہ ضایع ہوئی تھیں - مظاہرین نے سامراجی جنگ بند کرنے اور سارا اقتدار مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کے ہاتھ میں دینے کے بالشویک نعرے بلند کئے - عارضی حکومت نے سوویتوں کے مینشویک اور سوشلسٹ انقلابی لیڈروں کی رضامندی سے مظاہرین پر فوجی دستوں سے دھاوا بولا جنھوں نے مظاہروں کے نہتے شرکا پر گولیاں برسائیں -

بالشویکوں کی پارٹی نے یہ سمجھتے ہوئے کہ عارضی حکومت کے خلاف مسلح بغاوت کرنے اور سوویتوں کے اقتدار پر قبضہ کرنے کے حالات ابھی پختہ نہیں ہوئے ہیں مظاہروں میں حصہ لیا تاکہ ان کو پرامن بنا سکے - ۴ جولائی کی رات کو بالشویک پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور پیتروگراد کی کمیٹی نے اپنی متحدہ نشست میں یہ فیصلہ کیا کہ مظاہروں کو منظم طور پر ختم کردیا جائے -

جولائی کے واقعات کے بعد عارضی حکومت نے پیتروگراد کے مزدوروں اور سب سے پہلے بالشویک پارٹی پر سخت ظلم‌وجبر شروع کردیا - کثیر تعداد میں گرفتاریاں ہوئیں، بالشویک اخباروں کے اداروں میں توڑ پھوڑ کی گئی اور انقلابی رجحان رکھنےوالے سپاہیوں کو محاذ جنگ پر روانہ کیا جانے لگا - صفحہ ۱۰۷

۶۲ - ''لستوک پراودی،، — یہ بھی اخبار ''پراودا،، کا ایک نام تھا جو جولائی سے اکتوبر ۱۹۱۷ء تک بورژوا عارضی حکومت کے جبر و تشدد کیوجہ سے اپنے نام بدل بدل کر شایع ہوتا رہا - صفحہ ۱۶۲

۶۳ - ''نوویے وریمیا،، (نیا زمانہ) — یہ روزنامہ ۱۸۶۸ء سے ۱۹۱۷ء تک پیٹرس برگ سے نکلتا رہا اور ۱۹۰۵ء سے یہ سیاہ صد کا ترجمان تھا -

"ژیوویے سلووا"، (توانا لفظ) — یہ سیاہ صد کا گھٹیا روزنامہ تھا جو پیتروگراد سے ۱۷ — ۱۹۱٦ء میں شایع ھوتا تھا۔ صفحہ ۱٦۲

٦۳ - ۲۰ اپریل (۳ مئی) ۱۹۱۷ء کو عارضی حکومت میں امور خارجہ کے وزیر پ۔ ن۔ میلیوکوف کا سرکاری بیان شایع ھوا جس میں اتحاد ثلاثہ کی حکومتوں کو یہ یقین دلایا گیا تھا کہ عارضی حکومت ان سارے معاھدوں اور ذمے داریوں کو پورا کرےگی جو زار کی حکومت نے کئے تھے اور جنگ کو فتح تک جاری رکھےگی۔ میلیوکوف کی اس تحریر نے زبردست ھیجان پیدا کردیا کیونکہ محنت کش عوام‌الناس پر عارضی حکومت کی سامراجی پالیسی بالکل عیاں ھوگئی۔ "جنگ مردہ باد!"، "میلیوکوف مردہ باد!"، "گوچکوف مردہ‌باد!"، "سارا اقتدار سوویتوں کو!" — ان نعروں کے ساتھ سپاھی اور مزدور پیتروگراد کی سڑکوں پر آگئے۔ یہ تحریک ۲۱ اپریل (۴ مئی) کو خاص طور سے شاندار وسیع پیمانے تک پہنچ گئی جب بالشویکوں کی اپیل پر ایک لاکھ سے زیادہ مزدوروں نے کام بند کردیا اور مظاھرہ کرنے آ گئے۔ انھوں نے جمھوری صلح کرنے کا مطالبہ کیا۔ احتجاجی جلسے اور مظاھرے ماسکو، اورال، یوکرین، کرونشتاد اور ملک کے دوسرے شھروں اور علاقوں میں بھی ھوئے۔ اپریل کے مظاھروں نے حکومت میں بحران پیدا کردیا اور کیڈٹ وزیر میلیوکوف اور اکتوبریسے وزیر گوچکوف کو استعفا دینا پڑا۔ ۵ (۱۸) مئی کو پہلی مخلوط عارضی حکومت کی تشکیل ھوئی۔ اس میں دس سرمایہ‌دار وزیروں کے ساتھ سمجھوتے باز پارٹیوں کے لیڈر — سوشلسٹ انقلابی کیرینسکی اور چیرنوف، مینشویک تسرےتیلی اور اسکوبیلیف وغیرہ بھی تھے۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی اور پیتروگراد کی کمیٹی نے پیتروگراد کے مزدوروں اور سپاھیوں کے مظاھرے کا فیصلہ ۱۰ (۲۳) جون کےلئے کیا جن کا یہ مطالبہ تھا کہ ریاستی اقتدار مزدوروں اور سپاھیوں کی سوویتوں کے حوالے کردیا جائے۔ ۹ (۲۲) جون کو مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے ۳ (۱٦) جون کو شروع ھونے والی سوویتوں کی پہلی کل روس کانگرس میں جہاں ان کا غلبہ تھا یہ تجویز پیش کی کہ متذکرہ بالا مظاھرہ روک دیا جائے۔ روسی سوشل

ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی نے سوویتوں کی کانگرس کی مخالفت نہیں کرنی چاہی اور مظاهرہ ملتوی کردیا۔
مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے جن کی اس وقت سوویتوں میں اکثریت تھی عارضی حکومت کے اس حملے کی تائید کی جو ۱۸ جون کو محاذ جنگ پر شروع کیا گیا تھا۔ صفحہ ۱۶۳

۶۵ - ''ریاست اور انقلاب۔ ریاست کے بارے میں مارکسزم کی تعلیم اور انقلاب میں پرولتاری کے فریضے،، یہ کتاب لینن نے اگست ــ ستمبر ۱۹۱۷ء میں لکھی۔ یہ تصنیف اس زبردست سائنسی تحقیقی کام کا نتیجہ تھی جو لینن نے نسبتاً مختصر مدت میں یعنی زیادہ‌تر جنوری ــ فروری ۱۹۱۷ء میں کیا تھا۔
نادیژدا کروپسکایا کے قول کے مطابق لینن کے غیرممالک میں قیام کے دوران ان کے آخری برس خاص طور سے پرولتاری ریاستی اقتدار کی نوعیت کے بارے میں چھان بین پر هی صرف هوئے تھے۔ ریاست کے سوال پر نظریاتی کام کرنے کی ضرورت کا خیال لینن کے ذهن میں ۱۹۱۶ء کے دوسرے نصف میں پیدا هوا تھا۔ چنانچہ لینن نے شلیاپنیکوف کو لکھا تھا: ''اب ایجنڈے پر نہ صرف اس لائن کو جاری رکھنا ھے جو قراردادوں اور پمفلٹوں کے ذریعہ زارشاهی وغیرہ کے خلاف استوار کی جاتی ھے۔.. بلکہ اس کو ابھرتی هوئی بیہودگی اور جمہوریت سے انکار کی گمراهی سے بھی پاک کرنا ھے (یہاں ترک اسلحہ، خوداختیاری سے انکار، ''عام طور پر،، وطن کی حفاظت سے نظریاتی طور پر غلط انکار، عام طور پر ریاست کے رول اور اهمیت کے سوال کے بارے میں تذبذب وغیرہ)،،۔
ن۔ بوخارین نے ۱۹۱۶ء کے دوسرے نصف میں کئی مضامین ریاست اور پرولتاری ڈکٹیٹرشپ کے بارے میں لکھے جو مارکسی نظریات کے خلاف اور نیم‌نراجی تھے۔ دسمبر ۱۹۱۶ء میں لینن نے اپنے مضمون ''نوجوانوں کی انٹرنیشنل،، میں بوخارین کے رویے پر سخت نکتہ چینی کی اور مارکسزم کے ریاست سے تعلق کے بارے میں ایک تفصیلی مضمون لکھنے کا وعدہ کیا۔
۳ (۱۶) اپریل ۱۹۱۷ء کو لینن سوئٹزرلینڈ سے روس واپس آئے۔ انقلابی سرگرمیوں میں مصروفیت کیوجہ سے لینن اس کام کو جاری نہ رکھ سکے لیکن اس کا خیال انھوں نے نہیں چھوڑا۔

۱۹۱۷ء کے جولائی کے واقعات کے بعد عارضی حکومت کے جبر و تشدد سے بچنے کے لئے لینن کو یہ موقع ملا کہ وہ اس کتاب پر کام کرسکیں۔ اگست میں ہیلسنگ فورس آ کر لینن نے ماریا اولیانووا کو لکھا ''ریاست پر کام کرنا شروع کردیا ہے جس سے مجھے بہت عرصے سے دلچسپی ہے''۔

منصوبے کے لحاظ سے ''ریاست اور انقلاب'' کو سات ابواب پر مشتمل ہونا تھا لیکن آخری ساتواں باب ''۱۹۰۵ء اور ۱۹۱۷ء کے روسی انقلابوں کا تجربہ'' لینن نہیں لکھ سکے۔ صرف اس باب اور ''اختتامیہ'' کے خاکے جو تفصیل سے مرتب کئے گئے تھے محفوظ رہ گئے۔

''ریاست اور انقلاب'' کی اشاعت ۱۹۱۸ء میں ہوئی اور اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۱۹ء میں شایع ہوا۔ مصنف نے دوسرے باب میں ایک نئے پیراگراف ''۱۸۵۲ء میں اس سوال پر مارکس کی پیش کش'' کا اضافہ کیا۔

موجودہ مجموعے میں ''ریاست اور انقلاب'' نامی کتاب کے الگ الگ ابواب شامل ہیں۔ صفحہ ۱۶۶

۶۶ - یہاں پلیخانوف کے ان بیانات کا ذکر ہے جو انہوں نے اپنے مضامین ''ہماری حالت'' اور ''ہماری حالت کے بارے میں کچھ اور'' (کامریڈ X کے نام خط) میں دئے۔ یہ مضامین رسالہ ''سوشل ڈیموکریٹ کی ڈائری'' میں نومبر، دسمبر ۱۹۰۵ء میں شائع کئے گئے تھے۔ صفحہ ۱۷۷

۶۷ - ''دیلو نارودا'' — انقلابی سوشلسٹ پارٹی کا ترجمان روزنامہ جو مارچ ۱۹۱۷ء سے جولائی ۱۹۱۸ء تک پیتروگراد سے شایع ہوتا رہا۔ صفحہ ۱۸۹

۶۸ - لاسال‌ازم ۱۹ ویں صدی کی ساتویں اور آٹھویں دھائی میں جرمن مزدور تحریک کے اندر اصلاح پرست رجحان جس نے اپنا نام کل جرمن مزدور یونین کے ناظم اور پیٹی بورژوا سوشلسٹ ف۔ لاسال کے نام سے لیا۔ طبقاتی جدوجہد اور سوشلسٹ انقلاب کے بارے

میں مارکسی تعلیمات کو نہ مانتے ہوئے لاسال کے حامی ریاست کو طبقات سے بالاتر ادارہ خیال کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ پروشیائی بورژوا یونکری ریاست کو رفتہ رفتہ نام نہاد ''آزاد عوامی ریاست،، میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ صفحہ ۲۰۰

۶۹۔ یہاں روسی جمہوریت پسند مصنف پومیالوفسکی کے ناول ''بورسا کی کہانیاں،، کے کرداروں کا ذکر ہے۔ بورسا — زارشاھی روس میں آرتھوڈوکس چرچ کی مذھبی تعلیم‌گاہ تھی اور اس کے طلبا بورساک کہلاتے تھے جو اپنے انتہائی بدنما اور بھونڈے اخلاق اور عادات کی وجہ سے بدنام ھوگئے تھے۔ صفحہ ۲۱۷

۷۰۔ تیسری (۱۲ — ۱۹۰۷ء) اور چوتھی (۱۷ — ۱۹۱۲ء) ریاستی دوماؤں کا انتخاب ۳ (۱۶) جون ۱۹۰۷ء کے رجعت‌پرست انتخابی قانون کے مطابق ھوا تھا۔ یہ دومائیں زارشاھی مطلق العنانی کی فرماں‌بردار آلۂ کار تھیں۔ ان کے ممبروں کی غالب اکثریت شاھی‌پرست بورژوا اور جاگیردارانہ پارٹیوں اور گروپوں سے تعلق رکھتی تھی۔ ان کے بالشویک ممبروں نے اپنی قلیل تعداد اور سرگرمیوں کے لئے انتہائی ناسساعد حالات کے باوجود مطلق العنانی کی عوام دشمن پالیسی کو بےنقاب کرنے اور پرولتاریہ اور کسانوں کی سیاسی تربیت دینے میں بڑا کام کیا۔ چوتھی دوما میں بالشویکوں کے گروپ نے ثابت قدمی سے سامراجی جنگ اور جنگ کےلئے قرضوں کی مخالفت کی اور بین‌الاقوامی معیار پر پروپیگنڈہ کیا۔ نومبر ۱۹۱۴ء میں دوما کے بالشویک ممبروں کو گرفتار کرلیا گیا اور ان کو ''ریاست سے غداری،، کا مجرم ٹھہرا کر سائبیریا جلاوطن کردیا گیا۔ صفحہ ۲۲۶

۷۱۔ یہاں ۲۵ — ۳۰ اگست (۷ — ۱۳ ستمبر) ۱۹۱۷ء کو ھونےوالی جنرل کورنیلوف کی انقلاب دشمن بغاوت کا ذکر ہے۔ وہ سازش کرنےوالے پیتروگراد پر قبضہ کرنا، بالشویکوں کی پارٹی کو توڑنا، سوویتوں کو ختم کرنا اور فوجی ڈکٹیٹرشپ قائم کرنا چاھتے تھے تاکہ شاھی کو بحال کیا جا سکے۔ ۲۵ اگست (۷ ستمبر) کو کورنیلوف نے تیسری گھڑسوار رجمنٹ کو لیکر پیتروگراد پر چڑھائی

کردی۔ شہر میں انقلاب دشمن تنظیموں نے بھی چڑھائی کی تیاری کر رکھی تھی لیکن بالشویک پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی اپیل پر کورنیلوف کے خلاف جدوجہد کرنے کے لئے پیتروگراد کے انقلابی مزدور، سپاهی اور ملاح اٹھ کھڑے ہوئے۔ سرخ گارڈ کے مزدور دستے بنائے گئے اور جابجا انقلابی کمیٹیوں کی تشکیل کی گئی۔ بالشویکوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر کورنیلوف کے سپاھیوں میں انتشار پھیل گیا اور بغاوت کچل دی گئی۔ عوام‌الناس کے دباؤ سے مجبور ہوکر عارضی حکومت کو کورنیلوف اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرکے عدالت کے سپرد کرنا پڑا۔ صفحہ ۲۲۶

۷۲۔ عارضی حکومت نے اپنے ۲ (۱۵) مارچ ۱۹۱۷ء کے اعلان میں آئین‌ساز اسمبلی بلانے کا ارادہ ظاہر کیا اور ۱۴ (۲۷) جون کو یہ فیصلہ کیا کہ آئین‌ساز اسمبلی کے انتخابات ۱۷ (۳۰) ستمبر کو ہوں‌گے لیکن اگست میں ان کو ۱۲ (۲۵) نومبر ۱۹۱۷ء تک کے لئے ملتوی کردیا گیا۔ چنانچہ یہ انتخابات اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے بعد مقررہ تاریخ ۱۲ (۲۵) نومبر کو ہوئے۔ صفحہ ۲۲۷

۷۳۔ ۳۱ اگست (۱۳ ستمبر) ۱۹۱۷ء کو پیتروگراد سوویت نے ۲۷۹ ووٹوں کی اکثریت سے بالشویک گروپ کی تجویز منظور کرلی جس میں بورژوازی سے سیاسی سمجھوتہ کرنے کو قطعی طور پر مسترد کیا گیا تھا، سارا اقتدار سوویتوں کے ہاتھوں میں دینے کی اپیل کی گئی تھی اور انقلابی تشکیل نو کا پروگرام پیش کیا گیا تھا۔ ۵ (۱۸) ستمبر کو ماسکو کی سوویت نے بھی ۳۵۵ ووٹوں کی اکثریت سے اسی طرح کی تجویز منظور کی جو بالشویکوں نے پیش کی تھی۔ صفحہ ۲۳۸

۷۴۔ جمہوری کانفرنس (کل روس جمہوری کانفرنس) — مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کی تحریک پر یہ کانفرنس بلائی گئی جو ۱۴ — ۲۲ ستمبر (۲۷ ستمبر — ۵ اکتوبر) ۱۹۱۷ء تک پیتروگراد میں ہوئی۔ اس کانفرنس میں ڈیڑھ ہزار سے زیادہ لوگ شریک ہوئے۔ مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے ساری چالیں اس لئے چلیں کہ

اس میں مزدوروں اور کسانوں کی نمائندگی کو کمزور کیا جائے اور مختلف پیٹی بورژوا اور بورژوا تنظیموں کے مندوبین کی تعداد بڑھائی جائے۔

جمہوری کانفرنس نے ضمنی پارلیمنٹ (رپبلک کی عارضی کونسل) بنانے کا فیصلہ کیا۔ یہ ابھرتے ہوئے سوشلسٹ انقلاب سے عوام‌الناس کی ہمدردی کو کم کرنے اور ایسا خیال پیدا کرنے کی کوشش تھی کہ روس میں پارلیمانی نظام رائج کیا جارہا ہے اور حقیقت یہ تھی کہ عارضی حکومت کی مجوزہ ضمنی پارلیمنٹ حکومت کےلئے صرف مشاورتی ادارے کی حیثیت رکھتی تھی۔ صفحہ ۲۳۹

۷۵۔ دیکھئیے ف۔ اینگلس کی کتاب ''جرمنی میں انقلاب اور معکوس انقلاب،،، باب ۱۷۔ صفحہ ۲۴۰

۷۶۔ ''پارلیمانی فاتر العقلی،، کے الفاظ لینن، مارکس اور اینگلس نے بار بار استعمال کئے ہیں۔ چنانچہ اینگلس نے لکھا ہے کہ ''پارلیمانی فاتر العقلی،، بے علاج بیماری ہے ''جس کے بدنصیب شکار وہ لوگ ہوتے ہیں جو یہ شاندار یقین رکھتے ہیں کہ گویا ساری دنیا، اس کی تاریخ اور اس کے مستقبل کا تعین اس نمائندہ ادارے کے ووٹوں کی اکثریت سے ہوتا ہے جس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ لوگ اس کے ممبر ہیں،، (''جرمنی میں انقلاب اور معکوس انقلاب،، ،باب ۱۰)۔

لینن نے یہ الفاظ ان موقع‌پرستوں کے لئے استعمال کئے جو یہ خیال کرتے تھے کہ پارلیمانی سرگرمی ہر طرح کے حالات میں سیاسی جدوجہد کی واحد اور خاص شکل ہے۔ صفحہ ۲۴۴

۷۷۔ الکساندرینکا — پیتروگراد کا الکساندرینسکی تھیٹر جہاں جمہوری کانفرنس ہوئی۔

پیتروپاولوفکا — پیٹر و پال کا قلعہ جو سرما محل کے سامنے واقع ہے۔ اس قلعہ میں ہتیاروں کا زبردست ذخیرہ رہتا تھا اور یہ اہم فوجی مورچہ تھا۔ صفحہ ۲۴۷

۷۸ - یہاں ذکر اگست ۱۹۱۷ء میں جرمن بحری بیڑے کے ملاحوں کے انقلابی اقدامات کا ہے - ان اقدامات کی سربراہی انقلابی ملاحوں کی تنظیم نے کی جس میں جولائی ۱۹۱۷ء کے آخر تک چار ہزار اشخاص شامل ہوگئے تھے - اس تنظیم نے جمہوری صلح کی جدوجہد اور بغاوت کی تیاری کا فیصلہ کیا اور اگست کی ابتدا سے علانیہ اقدامات شروع ہوگئے - بیڑے کے خاص اڈے ویلہیمس‌هافین پر ''ولیعہد لوئٹ‌پولڈ'' نامی جنگی جہاز کے ملاح اپنی مرضی سے ساحل پر پہنچ گئے تاکہ ان ساتھیوں کو آزاد کرا سکیں جو پہلے گرفتار ہوئے تھے - ۱۶ اگست کو ''ویسٹ‌فالیا'' نامی‌جنگی جہاز کے بھٹی جھونکنے والوں نے کام کرنے سے انکار کردیا اور اسی دن کروزر ''نیورین‌برگ'' کے ملاحوں نے بغاوت کر دی - یہ تحریک ویلہیمس‌هافین میں لنگر انداز دوسرے جہازوں میں بھی پھیل گئی - لیکن جرمنی کے بحری بیڑے کے انقلابی اقدامات کو سختی سے کچل دیا گیا - بغاوت کے رہنما ملاحوں ریخ‌پیچ اور کیبیس کو گولی مار دی گئی اور دوسرے سرگرم شرکا کو طویل مدت کےلئے بامشقت قید کی سزا دی گئی - صفحہ ۲۴۹

۷۹ - یہاں اشارہ پیتروگراد سوویت کی ۲۱ ستمبر (۴ اکتوبر) ۱۹۱۷ء کی نشست میں محاذ جنگ سے آئے ہوئے افسر دوباسوف کی اس تقریر سے ہے جس میں اس نے کہا ''یہاں آپ چاہے جو کچھ کہیں لیکن سپاہی اب اور نہیں لڑیں‌گے'' - صفحہ ۲۵۲

۸۰ - ''روسکیے ویدوموستی'' — یہ اخبار ماسکو سے ۱۸۶۳ء سے ۱۹۱۸ء تک نکلتا رہا اور اعتدال پسند لبرل دانش وروں کا ترجمان تھا - ۱۹۰۵ء سے یہ کیڈٹوں کی پارٹی کے دائیں بازو کا ترجمان بن گیا - صفحہ ۲۵۳

۸۱ - یہاں ان ریلوے مزدوروں اور ملازموں کی ہڑتال کا ذکر ہے جو تنخواہ میں اضافے کا مطالبہ کر رہے تھے - یہ ہڑتال ۲۳ — ۲۴ ستمبر (۶ — ۷ اکتوبر) ۱۹۱۷ء کی وسط رات سے شروع ہوئی اور ملک کی ساری ریلوے لائنوں تک پھیل گئی - اس ہڑتال

کا خاتمہ ۲۷ ستمبر (۱۰ اکتوبر) کی رات کو اس کے بعد ہوا جب عارضی حکومت نے ریلوے والوں کے مطالبات کو جزوی طور پر مان لیا۔ صفحہ ۲۵۳

۸۲ - مرکزی عاملہ کمیٹی مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی پہلی کل روس کانگرس میں جون ۱۹۱۷ء میں منتخب کی گئی۔ اس میں ۱۰۷ مینشویک، ۱۰۱ سوشلسٹ انقلابی، ۳۵ بالشویک، ۸ متحد سوشل ڈیموکریٹ، ۴ ترودویک اور ''عوامی سوشلسٹ'' اور ایک بندیسٹ تھا۔ اس کا صدر مینشویک چھے‌ایدزے تھا۔ اس کمیٹی کی اکثریت بورژوا عارضی حکومت کی حامی تھی۔ صفحہ ۲۵۴

۸۳ - ابتدائی پارلیمنٹ (رپبلک کی عارضی کونسل) یہ جمہوری کانفرنس کے فیصلے کے مطابق بنائی گئی جسے سوویتوں کے مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے طلب کیا تھا۔ لینن نے اس ابتدائی پارلیمنٹ سے بالشویکوں کے نکلنے پر زور دیا کیونکہ ان کے خیال میں اس میں شامل رهنا اس فریب خیال میں مبتلا رهنا هوتا کہ گویا یہ ادارہ انقلابی فریضوں کی تکمیل کی صلاحیت رکھتا ھے۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی نے لینن کی اس تجویز پر بحث کرکے اسے منظور کیا۔ چنانچہ عارضی پارلیمنٹ کے افتتاح کے دن یعنی ۷ (۲۰) اکتوبر کو بالشویک اپنی نارضامندی کا اعلان کرکے اس سے باهر آگئے۔ صفحہ ۲۵۴

۸۴ - یہاں ذکر کامینیف، زینوویٔیف، تروتسکی اور ان کے حامیوں کے اس رویے کا ھے جو انہوں نے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب سے عین پہلے اختیار کیا۔ کامینیف اور زینوویٔیف نے لینن کے اس راستے کی مخالفت کی کہ مسلح بغاوت کی تیاری کی جائے۔ یہ ثابت کرتے ہوئے کہ گویا روس کا مزدور طبقہ سوشلسٹ انقلاب کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا وہ مینشویکوں کی پوزیشن تک لڑھک گئے۔ تروتسکی نے بغاوت کو ملتوی کرنے پر زور دیا جس کا مطلب عملی طور پر بغاوت کا خاتمہ تھا کیونکہ عارضی حکومت کو یہ موقع مل جاتا کہ وہ انقلابی اقدام کو کچلنے کے لئے انقلاب دشمن طاقتوں کو جمع کرلے۔ صفحہ ۲۵۵

۸۵ - لی‌بیردان — طنز بھرا لقب جو مینشویکوں کے لیڈروں لی‌بیر، دان اور ان کے حامیوں پر چسپاں ہو گیا تھا۔ صفحہ ۲۰۰

۸۶ - ''نووایا ژیزن،، (نئی زندگی) — یہ اخبار نیم مینشویک رجحان رکھتا تھا اور پیتروگراد میں ۱۸ اپریل (یکم مئی) ۱۹۱۷ء سے جولائی ۱۹۱۸ء تک چھپتا رہا۔ صفحہ ۲۵۹

۸۷ - ''ربوچی پوت،، (مزدوروں کا راستہ) — یہ روزنامہ بالشویک پارٹی کا مرکزی ترجمان تھا جو پیتروگراد سے ۳ (۱۶) ستمبر سے ۲۶ اکتوبر (۸ نومبر) ۱۹۱۷ء تک ''پراودا،، کی جگہ نکلتا رہا کیونکہ عارضی حکومت نے اس کو بند کردیا تھا۔ صفحہ ۲۶۳

۸۸ - ''زنامیا ترودا،، (محنت کا پرچم) — یہ روزنامہ انقلابی سوشلسٹ پارٹی کی پیتروگراد کمیٹی کا ترجمان تھا اور پیتروگراد سے اگست ۱۹۱۷ء سے جولائی ۱۹۱۸ء تک نکلتا رہا۔ صفحہ ۲۶۳

۸۹ - ''وولیا نارودا،، (عوام کا عزم)۔ سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے دائیں‌بازو کا ترجمان روزنامہ جو پیتروگراد سے اپریل — نومبر ۱۹۱۷ء میں شایع ہوتا تھا۔ صفحہ ۲۶۷

۹۰ - ۱۹۰۵ — ۷ء کے انقلاب کے زمانے میں مزدوروں کی پہلی سوویتیں ظہور میں آئیں۔ پہلی سوویت ایوانووا — وزنیسنسک میں بنائی گئی جس کا مقصد ہڑتال کی تحریک کو چلانا تھا۔ اس کے بعد کوستروما، ماسکو، پیٹرس‌برگ اور بہت سے دوسرے شہروں میں بھی سوویتیں قائم کی گئیں۔ ان کی سرگرمیاں ہڑتالوں کی حدود سے آگے پھیل گئیں۔ انھوں نے اپنے فیصلے شائع کئے اور سرکاری اجازت کے بغیر آٹھ گھنٹے کا کام کا دن اور جمہوری آزادی رائج کردی۔ بالشویک ہر جگہ سوویتوں میں شریک ہوئے اور جہاں وہ کامیاب ہوکر قیادت حاصل کر سکے وہاں سوویتیں انقلابی طاقتوں کو مجتمع کرنے، مسلح بغاوت کی تیاری اور اس کو انجام دینے کا مرکز بن گئیں۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۰۵ء میں ماسکو کی سوویت بھی مسلح بغاوت کا ایک مورچہ تھی اور کراسنویارسک اور نووروسیسک میں تو کچھ عرصے تک اقتدار مزدوروں کے نمائندوں

کی سوویتوں کے ہاتھ میں رہا۔ پیٹرس‌برگ کی سوویت جس کی قیادت پر مینشویکوں نے قبضہ کرلیا تھا اپنا خاص رول نہیں ادا کرسکی یعنی مطلق العنانی کا تختہ الٹنے کی جدوجہد کی رہنما نہیں بنی۔ چونکہ ۱۹۰۵ – ۰۷ء کا انقلاب ناکام ہوا اس لئے مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتوں کا وجود بھی نہیں رہا اور ۱۹۱۷ء میں وہ پھر سے قائم کی گئیں۔ صفحہ ۲۷۱

۹۱ - سنڈیکلزم – یہ پیٹی بورژوا نیم نراجی رجحان مغربی یورپ کے متعدد ممالک کی مزدور تحریک میں ۱۹ ویں صدی کے آخر میں نمودار ہوا۔ سنڈیکلسٹ سیاسی جدوجہد اور سوشلسٹ انقلاب سے منکر تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ٹریڈیونین (سنڈی‌کیٹ) کے ذریعہ عام ہڑتالیں منظم کرکے سرمایہ‌دار نظام کا تختہ الٹا جاسکتا ہے اور ہر ٹریڈیونین اپنی متعلقہ صنعتی شاخ کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لے سکتی ہے۔ صفحہ ۲۷۲

۹۲ - لینن نے یہاں پیٹی بورژوا عوامی سوشلسٹ پارٹی کے لیڈر اور عارضی حکومت میں وزیر غذا پیشیخونوف کی تقریر کے الفاظ کا حوالہ دیا ہے جو اس نے سوویتوں کی پہلی کل روس کانگرس میں کی تھی۔ صفحہ ۲۷۵

۹۳ - تیت تی‌تیچ – روسی ڈرامہ نویس ا۔ ن۔ اوستروفسکی کی کامیڈی ”ناخوانده مہمان کی مے‌نوشی“ کے ایک امیر سوداگر، مال و دولت کے حریص، احمق اور خود سر کا کردار ہے۔ صفحہ ۲۷۵

۹۴ - شنگاریوف – بورژوا عارضی حکومت میں وزیر مالیات تھا۔ یہاں اس کے لگائے ہوئے ٹیکسوں کا ذکر ہے۔ صفحہ ۲۷۵

۹۵ - ”مرکزی عاملہ کمیٹی اور پیتروگراد کی مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویت کا ایزویستیا“ – روزنامہ اخبار جو ۲۸ فروری (۱۳ مارچ) ۱۹۱۷ء سے نکلنا شروع ہوا۔ سوویتوں کی دوسری کل روس کانگرس (۷ – ۸ نومبر ۱۹۱۷ء) کے بعد ”ایزویستیا“

سوویت حکومت کا سرکاری ترجمان ہوگیا۔ مارچ ۱۹۱۸ء سے یہ اخبار ماسکو سے شایع ہونے لگا۔ دسمبر ۱۹۲۲ء میں سوویت سوشلسٹ رپبلکوں کی یونین (سوویت یونین) کی تشکیل کے وقت سے سوویت یونین کی مرکزی عاملہ کمیٹی اور کل‌روس مرکزی عاملہ کمیٹی کا ترجمان قرار پایا۔ ۲۶ جنوری ۱۹۳۸ء سے یہ اخبار ''محنت کشوں کے نمائندوں کی سوویتوں کا ایزویستیا،، کے عنوان سے شایع ہونے لگا۔ صفحہ ۲۷۹

۹۶ - ''روسکویہ سلووا،، (روسی لفظ) — روزنامہ جو ماسکو سے ۱۸۹۵ء سے ۱۹۱۸ء تک نکلتا رہا۔ یہ اخبار لبرل شاہی پرست بورژوازی کے خیالات کا اظہار کرتا تھا۔ صفحہ ۲۸۶

۹۷ - یہاں ذکر ان بڑے جنگ مخالف اقدامات کا ہے جو ۲۱ اگست ۱۹۱۷ء کو تورین میں غذائی اشیا کی کمی کے خلاف شروع ہوئے۔ سارے کارخانوں کے مزدوروں نے ہڑتال کردی اور شہر کی سڑکوں پر مورچے بنا لئے۔ اس تحریک نے جنگ دشمن سیاسی نوعیت اختیار کرلی۔ ۲۳ اگست کو تورین کے مضافات ہڑتالیوں کے قبضے میں آگئے۔ حکومت نے شہر میں مارشل لا کا اعلان کردیا اور فوجیوں کی مدد سے بغاوت کو دبا دیا گیا۔ صفحہ ۲۹۱

۹۸ - ''روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے نام خط،، اس جدوجہد کی عکاسی کرتا ہے جو لینن نے زینوویئف اور کامینیف کے خلاف کی تھی کیونکہ انھوں نے مسلح بغاوت کے بارے میں مرکزی کمیٹی کے فیصلے کو ناکام بنانے کی کوشش کی تھی۔ ۱۰ (۲۳) اکتوبر ۱۹۱۷ء کو مرکزی کمیٹی میں شکست کھانے کے بعد، جہاں بغاوت کے سوال پر بحث ہوئی تھی، زینوویئف اور کامینیف نے دوسرے ہی دن مرکزی کمیٹی میں ایک درخواست بھیجی اور پیتروگراد، ماسکو اور فن‌لینڈ علاقوں کی روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی کمیٹیوں کو خط لکھ کر مسلح بغاوت کے بارے میں مرکزی کمیٹی کے فیصلے کی مخالفت کی۔ ۱۰ (۲۸) اکتوبر کو پیتروگراد کمیٹی کے توسیعی جلسے میں جہاں ان کا

خط پڑھا گیا اور ۱۶ (۲۹) اکتوبر کو مرکزی کمیٹی کے توسیعی جلسے میں جہاں انھوں نے پھر مسلح بغاوت کی مخالفت کی حمایت نہ پاکر زینوویئیف اور کامینیف کھلی غداری پر اتر آئے اور ۱۸ (۳۱) اکتوبر کو نیم‌مینشویک اخبار ''نووایا ژیزن،، میں کامینیف کا نوٹ ''دھاوے کے بارے میں،، شایع ھوا جس میں اس نے اپنے اور زینوویئیف کی طرف سے مسلح بغاوت کی مخالفت کی اور اس طرح دشمن کو پارٹی کے خفیہ فیصلے سے مطلع کردیا۔ لینن نے ان کے اس اقدام کو انقلاب سے غداری قرار دیا، زینوویئیف اور کامینیف کو ھڑتال توڑنے والا کہا اور مطالبہ کیا کہ ان کو پارٹی سے نکال دیا جائے۔ صفحہ ۲۹۹

۹۹ - یہاں ذکر اخبار ''ربوچی پوت،، کا ھے جو ''پراودا،، کے عارضی حکومت کے حکم سے بند ھونے کے بعد اس کی جگہ نکالا گیا۔ صفحہ ۲۹۹

۱۰۰ - لینن کا مطلب روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کی اس توسیعی نشست سے ھے جو ۱۶ (۲۹) اکتوبر ۱۹۱۷ء کو ھوئی۔ اس میں زینوویئیف اور کامینیف نے مسلح بغاوت کے بارے میں مرکزی کمیٹی کے ۱۰ (۲۳) اکتوبر کے فیصلے کے خلاف تقریریں کیں۔ صفحہ ۳۰۰

۱۰۱ - مزدوروں اور سپاھیوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی دوسری کل‌روس کانگرس ۲۵—۲۶ اکتوبر (۷—۸ نومبر) ۱۹۱۷ء کو پیتروگراد میں ھوئی۔ کانگرس کے افتتاح کے موقع پر ۶۴۹ مندوبین موجود تھے جن میں ۳۹۰ بالشویک، ۱۶۰ سوشلسٹ انقلابی، ۷۲ مینشویک اور ۱۴ بین الاقوامیت پسند مینشویک تھے۔ کانگرس کی کارروائی کے دوران مندوبین کی آمد جاری رھی۔

کانگرس نے اعلان کیا کہ ریاستی اقتدار مزدوروں، سپاھیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کے ھاتھ میں آگیا ھے اور لینن کی لکھی ھوئی ''مزدوروں، سپاھیوں اور کسانوں کے نام،، اپیل منظور کی۔ کانگرس نے لینن کے تجویز کئے ھوئے امن اور

زمین کے بارے میں فرمانوں کی بھی تصدیق کی۔ امن کے فرمان میں جنگ میں شریک تمام قوموں اور حکومتوں کے سامنے یہ تجویز رکھی گئی تھی کہ وہ صلح کےلئے بلاتاخیر گفتگو شروع کردیں۔ زمین کے فرمان میں زمین کی نجی ملکیت کو بدل کر اس کو قومی ملکیت قرار دیا گیا تھا۔ اس کانگرس نے سوویت حکومت کی تشکیل کی یعنی عوامی کمیساروں کی کونسل کی جس کے سربراہ لینن تھے اور کل روس مرکزی عاملہ کمیٹی کا بھی انتخاب کیا۔ صفحہ ۳۰۵

۱۰۲ - یہاں ان خفیہ معاهدوں کا ذکر ہے جو زار کی حکومت نے اور پھر روس کی بورژوا عارضی حکومت نے برطانیہ، فرانس، جرمنی، جاپان اور دوسری سامراجی ریاستوں سے کئے تھے- ۱۰ (۲۳) نومبر ۱۹۱۷ء سے خفیہ ڈپلومیسی کی دستاویزیں ''پراودا،، اور ''مرکزی عاملہ کمیٹی کے اخبار ایزویستیا،، میں چھپتی رہیں۔ دسمبر ۱۹۱۷ء سے فروری ۱۹۱۸ء تک سابق وزارت خارجہ کے محافظ خانے کی خفیہ دستاویزوں کے سات مجموعے شایع کئے گئے۔ خفیہ معاهدوں کی اشاعت بورژوا ریاستوں کی سامراجی پالیسی اور پہلی عالمی جنگ کی سامراجی نوعیت کا پردہ فاش کرنے میں بےحد اہم قدم تھی۔ صفحہ ۳۰۹

۱۰۳ - چارٹسٹ تحریک، چارٹزم — ۱۹ ویں صدی کی چوتھی — چھٹی دهائی میں انگلستان کے مزدور طبقے کی پہلی عام سیاسی انقلابی تحریک۔ چارٹسٹوں کا پروگرام — عوامی منشور (چارٹر) — جس کو برطانوی پارلیمنٹ میں مسودۂ قانون کی حیثیت سے پیش کرنا تھا چھه نکات پر مشتمل تھا — ۲۱ سال کی عمر کے مردوں کےلئے ووٹ دینے کا عام حق، هر سال پارلیمنٹ کے انتخابات، خفیہ بیلٹ ، انتخابی حلقوں میں هموارى، پارلیمنٹ کی ممبری کے امیدواروں کےلئے جائداد کی شرط هٹانا اور ممبروں کو تنخواہ دینا۔ چارٹسٹوں نے عوامی منشور کی منظوری کے مطالبے کو لیکر تین عرضداشتیں ۱۸۳۹ء، ۱۸۴۲ء اور ۱۸۴۸ء میں پیش کیں لیکن برطانوی پارلیمنٹ نے ان کو مسترد کردیا۔ اس کے باوجود اس تحریک نے حکمراں طبقوں کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ عوامی منشور کے بعض مطالبات کو منظور کرے، فیکٹریوں کے قانون کو

وسیع بنائے اور خاص طور سے یہ کہ بچوں اور کمسن لڑکوں کےلئے کام کا دن مختصر کردے۔ چارٹسٹ تحریک نے برطانیہ کی سیاسی تاریخ اور بین‌الاقوامی مزدور تحریک کی ترقی پر زبردست اثر ڈالا۔ صفحہ ۳۱۰

۱۰۴ - <u>سوشلسٹوں دشمن ہنگامی قانون</u> ۱۸۷۸ء میں جرمنی میں بسمارک کی بورژوا یونکر حکومت نے جاری کیا۔ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے سارے ادارے، مزدوروں کی عام تنظیمیں اور مزدوروں کا پریس ممنوع قرار دئے گئے، سوشلسٹ لٹریچر ضبط کرلیا گیا اور سوشل ڈیموکریٹوں پر جبر و ظلم ہونے لگا اور وہ جلاوطن کئے جانے لگے۔ پھر بھی یہ جبر و استبداد سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کو نہ توڑ سکا اور اس کی سرگرمیاں غیرقانونی طور پر جاری رہیں۔ بیرون ملک پارٹی کا مرکزی ترجمان اخبار ''سوتسیال ڈیموکرات،، نکلتا رہا اور باقاعدگی سے پارٹی کی کانگرسیں ہوتی رہیں۔ جرمنی میں روپوشی کی حالت میں سوشل ڈیموکریٹک تنظیمیں اور گروپ پھر تیزی کے ساتھ ابھرے جن کی سربراہ غیرقانونی مرکزی کمیٹی تھی۔ اس کے ساتھ ہی پارٹی نے عوام الناس سے اپنے روابط کو مضبوط کرنے کےلئے قانونی امکانات سے بھی فائدہ اٹھایا اور اس کا اثر برابر بڑھتا گیا۔ ریشتاغ کے انتخابات میں سوشل ڈیموکریٹوں کے حق میں ووٹوں کی تعداد ۱۸۷۸ء کے مقابلے میں ۱۸۹۰ء میں تین گنی سے زیادہ ہوگئی۔ مارکس اور اینگلس نے جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کو بڑی مدد دی۔ ۱۸۹۰ء میں زبردست مزدور تحریک کے دباؤ سے متذکرہ بالا ہنگامی قانون منسوخ کردیا گیا۔ صفحہ ۳۱۰

۱۰۵ - لینن کا مطلب یہاں مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی پیتروگراد سوویت کی ''ساری دنیا کی قوموں سے،، اپیل سے ہے جو ۱۵ مارچ ۱۹۱۷ء کو کی گئی تھی جس میں سوویت کے اس وقت کے مینشویک اور سوشلسٹ انقلابی لیڈروں نے بورژوازی کے ساتھ اپنی سمجھوتہ بازی کو انقلابی لفاظی سے چھپایا تھا۔ صفحہ ۳۱۲

۱۰۶ - یہاں اس دور کی مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں سے مطلب ہے جب ان کے سربراہ سوشلسٹ انقلابی اور مینشویک تھے۔ اوکسین تیف سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے لیڈروں میں سے اور دان مینشویک پارٹی کا ایک لیڈر تھا۔ صفحہ ۳۱۴

۱۰۷ - ''کسانوں کے نمائندوں کی کل روس سوویت کا ایزویستیا،، — روزنامہ جو کسانوں کے نمائندوں کی کل روس سوویت کا ترجمان تھا اور ۹ (۲۲) مئی سے دسمبر ۱۹۱۷ء تک پیتروگراد سے شایع ہوتا رہا۔ وہ سوشلسٹ انقلابیوں کے دائیں بازو کے خیالات پیش کرتا تھا۔ صفحہ ۳۱۵

۱۰۸ - مزدوروں کی نگرانی کے ضوابط کا مسودہ،، جس کو لینن نے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے بعد ۲۶ یا ۲۷ اکتوبر (۸ یا ۹ نومبر) ۱۹۱۷ء کو لکھا تھا۔ ۱۴ (۲۷) نومبر کو کل روس مرکزی عاملہ کمیٹی نے ''مزدور نگرانی کے بارے میں قانون،، کی تصدیق کردی۔ اس ''قانون،، نے مزدور طبقے میں وسیع پیمانے پر سرگرمی پیدا کردی۔ مزدور نگرانی کے نفاذ نے صنعت کو قومی ملکیت بنانے کی تیاری میں بڑا رول ادا کیا۔ سوشلسٹ تعمیر کے پہلے سال کے نتائج پیش کرتے ہوئے لینن نے ۶ نومبر ۱۹۱۸ء کو سوویتوں کی چھٹی کل روس غیرمعمولی کانگرس میں اپنی تقریر میں کہا ''ہم نے اپنی صنعت میں فوراً ہی سوشلزم کو نہیں رائج کیا کیونکہ سوشلزم کی تخلیق اور استواری اسی وقت ہوسکتی ہے جب مزدور طبقہ نظم و نسق کرنا سیکھ جائے اور جب کثیر تعداد مزدوروں کا وقار مضبوط ہوجائے۔ اس کے بغیر سوشلزم صرف ایک تمنا ہے۔ اسی لئے ہم نے مزدور نگرانی یہ جانتے ہوئے رائج کی کہ اگرچہ یہ متضاد قدم ہے، غیرمکمل قدم ہے لیکن یہ ضروری ہے تاکہ مزدور خود اس وسیع ملک کی صنعت کے عظیم کام کو استحصال کاروں کے بغیر اور استحصال کاروں کے خلاف سنبھال لیں۔ صفحہ ۳۲۱

۱۰۹ - ''آئین ساز اسمبلی پر مقالات،، ان پر بالشویکوں کے آئین ساز اسمبلی کے گروپ کی ۱۲ (۲۵) دسمبر ۱۹۱۷ء کی نشست میں بحث کی گئی۔

آئین‌ساز اسمبلی کے انتخابات اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے بعد مقررہ تاریخ یعنی ۱۲ (۲۵) نومبر کو ہوئے۔ وہ اس قانون کی بنیاد پر ہوئے جس کو عارضی حکومت نے منظور کیا تھا یعنی ان پارٹیوں کی فہرست کے مطابق جو اکتوبر انقلاب تک وجود میں تھیں۔ سوشلسٹ انقلابیوں کی متحدہ فہرست تھی جس میں دائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابی تھے جو انقلاب دشمن کیمپ میں شامل تھے اور سوویت اقتدار کے خلاف جدوجہد کر رہے تھے اور بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی بھی تھے جنھوں نے نومبر ۱۹۱۷ء میں دائیں بازو سے الگ ہوکر اپنی الگ پارٹی بنا لی تھی اور سوویت حکومت کے ان فرمانوں کے حامی تھے جو اس نے امن اور زمین کے بارے میں جاری کئے تھے۔ اس طرح آئین‌ساز اسمبلی کے انتخابات میں سوشلسٹ انقلابیوں کی فہرست غالب اکثریت میں تھی اور سیاسی طاقتوں کے باہمی توازن کی، ووٹروں کی غالب اکثریت کی سچی مرضی کی صحیح عکاسی نہیں کرتی تھی جنھوں نے سوویت حکومت کے ان فرمانوں کا جوش و خروش سے خیرمقدم کیا تھا جنھوں نے عوام کو زمین دی تھی اور قابل نفریں جنگ کو ختم کرنے کی ضرورت کا اعلان کیا تھا۔

آئین‌ساز اسمبلی کا افتتاح ۵ (۱۸) جنوری ۱۹۱۸ء کو پیتروگراد میں ہوا۔ آئین‌ساز اسمبلی میں انقلاب دشمنوں کی اکثریت نے کل‌روس مرکزی عاملہ کمیٹی کی طرف سے پیش کردہ ''محنت کشوں اور استحصال کے شکار عوام کے حقوق کا اعلان نامہ،، مسترد کردیا اور امن، زمین اور سوویتوں کو اقتدار منتقل کرنے کے بارے میں سوویتوں کی دوسری کانگرس کے فرمانوں کی تصدیق سے انکار کردیا، چنانچہ کل روس مرکزی عاملہ کمیٹی کے ۶ (۱۹) جنوری ۱۹۱۸ء کے فرمان کے مطابق آئین ساز اسمبلی توڑ دی گئی۔ صفحہ ۳۲۳

۱۱۰ - نومبر ۱۹۱۷ء کے آخر میں سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی میں پھوٹ پڑگئی۔ بائیں‌بازو نے جس کے سربراہ اسپیریدونووا، کامکوف اور ناتانسن تھے بائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی خودمختار پارٹی بنا لی۔ اس کی تنظیم و تشکیل کی تکمیل انھوں نے اپنی پہلی کل‌روس کانگرس میں کی جو ۱۹ — ۲۸ نومبر (۲ — ۱۱ دسمبر) ۱۹۱۷ء کو ہوئی تھی۔

سوویتوں کی دوسری کانگرس میں سوشلسٹ انقلابیوں کے گروہ میں بائیں بازووالے اکثریت میں تھے۔ دائیں بازو والے سوشلسٹ انقلابی کانگرس سے چلے گئے اور بائیں بازووالے رہ گئے۔ انھوں نے ایجنڈے کے اہم‌ترین سوالات پر بالشویکوں کے ساتھ ووٹ دیا لیکن سوویت حکومت میں شرکت سے انکار کردیا۔ طویل تذبذب کے بعد، کسانوں میں اپنا اثر قائم رکھنے کےلئے، بائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں نے بالشویکوں سے سمجھوتہ کرلیا اور ان کے نمائندے عوامی کمیساروں کی کونسل (وزارت) میں شامل کر لئے گئے۔ اس کے باوجود بالشویکوں کے ساتھ تعاون کے راستے پر گامزن ہوتے ہوئے، بائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابی ان سے سوشلزم کی تعمیر کے بنیادی سوالات پر اختلاف کرتے رہے اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی مخالفت کی۔ جنوری — فروری ۱۹۱۸ء میں بائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی مرکزی کمیٹی نے بریست کے صلحنامے کے خلاف جدوجہد شروع کردی۔ معاہدے پر دستخط اور اس کی تصدیق (مارچ ۱۹۱۸ء) کے بعد بائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں نے عوامی کمیساروں کی کونسل سے علحدگی اختیار کی لیکن کمیساریتوں کے مختلف محکموں اور اقتدار کے مقامی اداروں میں موجود رہے۔

جولائی ۱۹۱۸ء میں بائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی مرکزی کمیٹی نے جرمنی کے سفیر شاہزادہ میرباخ کو قتل کرنے کی سازش منظم کی اور سوویت اقتدار کے خلاف یہ سمجھ کر مسلح بغاوت کردی کہ اس طرح بریست کے صلحنامے کو منسوخ کیا جا سکےگا اور جرمنی جنگ شروع کردےگا۔

بائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی بغاوت چند دن میں دبا دی گئی۔ عوام‌الناس میں ہر طرح کی حمایت سے محروم ہوکر بائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی نے سوویت اقتدار کے خلاف مسلح جدوجہد کا راستہ اختیار کیا۔ بائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کے اس حصے نے جو بالشویکوں کے ساتھ تعاون کے حق میں تھا ''نرودنک کمیونسٹوں،، اور ''انقلابی کمیونسٹوں،، کی پارٹیاں بنالیں (ستمبر ۱۹۱۸ء)۔ ان پارٹیوں کا بڑا حصہ آئندہ چل کر کمیونسٹ پارٹی میں شامل کرلیا گیا۔ صفحہ ۳۲۴

۱۱۱ - یوکرینی مرکزی رادا ـــ یہ انقلاب دشمن بورژوا قوم‌پرست تنظیم تھی جس کو اپریل ۱۹۱۷ء میں یوکرینی بورژوا اور پیٹی بورژوا قوم‌پرست پارٹیوں اور گروپوں نے قائم کیا تھا۔ قومی آزادی کی جدوجہد کے جھنڈے کی آڑ میں مرکزی رادا نے یوکرینی عوام کو اپنی قیادت قبول کرنے، ان کو کل‌روس انقلابی تحریک سے الگ کرنے اور یوکرینی بورژوازی کے زیر تسلط رکھنے اور یوکرین میں سوشلسٹ انقلاب کو ناکام بنانے کی کوشش کی۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی کامیابی کے بعد رادا نے اپنے بارے میں یہ اعلان کردیا کہ وہ ''یوکرینی عوامی ریپبلک،، کا سربراہ ادارہ ہے اور سوویت اقتدار کے خلاف کھل کر جدوجہد کے میدان میں آگئی اور کل‌روس انقلاب‌دشمن تحریک کا ایک بڑا مرکز بن گئی۔

دسمبر ۱۹۱۷ء کی سوویتوں کی پہلی کل یوکرین کانگرس میں جو خارکوف میں ہوئی یوکرینی سوویت ریپبلک کی تشکیل اور مرکزی رادا کے اقتدار کا تختہ الٹنے کا اعلان کیا گیا۔ دسمبر ۱۹۱۷ء اور جنوری ۱۹۱۸ء میں سارے یوکرین میں مرکزی رادا کے خلاف اور سوویت اقتدار کی بحالی کےلئے مسلح بغاوت پھیل گئی۔

سوویت یوکرین کے علاقے سے اخراج کے بعد مرکزی رادا نے جرمن سامراجیوں سے گٹھ جوڑ کرلیا اور ان سے ایک علحدہ معاہدہ بھی کیا جس کے مطابق جرمنی کو یوکرین کا اناج، کوئلہ اور خام اشیا دی گئیں اور سوویت اقتدار کے خلاف جدوجہد کےلئے فوجی امداد حاصل کی گئی۔ مارچ ۱۹۱۸ء میں آسٹریائی جرمن قبضہ گیروں کے ساتھ رادا بھی کیئف واپس آئی۔ جرمنوں کو یقین ہوگیا کہ رادا نہ تو یوکرین میں انقلابی تحریک کو دبا سکتی ہے اور نہ ان کی غذا اور خام اشیا کی ضروریات پوری کرسکتی ہے۔ چنانچہ اپریل کے آخر میں انھوں نے رادا کو توڑ دیا۔ صفحہ ۳۲۰

۱۱۲ - ۲ (۱۵) دسمبر ۱۹۱۷ء کو بریست لیتوفسک میں سوویت حکومت اور جرمنی، آسٹریا ـــ ہنگری، ترکی اور بلغاریہ کے درمیان صلح کے معاہدے پر دستخط ہوئے اور ۹ دسمبر کو صلح نامے کے بارے میں گفتگو شروع کی گئی۔ صفحہ ۳۲۶

۱۱۳ - ''محنت کش اور استحصال کے شکار عوام کے حقوق کا اعلان‌نامہ،، کل روس مرکزی عاملہ کمیٹی کی طرف سے آئین‌ساز اسمبلی کی پہلی نشست میں ہی تصدیق کےلئے پیش کیا گیا۔ لیکن آئین‌ساز اسمبلی کے انقلاب دشمن حصے کی اکثریت کے ووٹوں سے اس پر بحث کی تجویز مسترد ہوگئی۔

۲۵ جنوری کو اس اعلان کی تصدیق سوویتوں کی تیسری کل‌روس کانگرس نے کردی اور وہ سوویت آئین کا ایک بنیادی حصہ بن گیا۔ صفحہ ۳۴۱

۱۱۴ - قومی معیشت کی اعلی کونسل کے بارے میں فرمان کی تصدیق کل‌روس مرکزی عاملہ کمیٹی نے کی اور وہ ۵ (۱۸) دسمبر ۱۹۱۷ء کو شایع کردیا گیا۔

قومی معیشت کی اعلی کونسل سوویت ریاست کا اعلی رہنما معاشی ادارہ تھی۔ بڑی صنعتوں کو قومیانے کے بعد یہ ادارہ ریاستی صنعتوں کا انتظام اور نگرانی کرنےوالا ادارہ بن گیا۔ صفحہ ۳۴۱

۱۱۵ - ۱۸ (۳۱) دسمبر ۱۹۱۷ء کو عوامی کمیساروں کی کونسل نے فن‌لینڈ کی ریاستی خودمختاری کا فرمان منظور کیا۔ اس فرمان کا متن خود لینن نے فن‌لینڈ کے سرکاری وفد کے سربراہ وزیر اعظم فن‌لینڈ سوین‌هوود کو دیا۔

۱۹ دسمبر ۱۹۱۷ء (یکم جنوری ۱۹۱۸ء) کو سوویت حکومت نے حکومت ایران کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ ایران سے اس روسی فوج کو ہٹانے کا منصوبہ تیار کیا جائے جو وہاں زار کی حکومت نے تعینات کی تھی۔

۲۹ دسمبر ۱۹۱۷ء (۱۱ جنوری ۱۹۱۸ء) کو عوامی کمیساروں کی کونسل نے ایک فرمان منظور کیا جس کی رو سے آرمینیا کے لوگوں کو حق خود ارادیت دیا گیا۔ صفحہ ۳۴۳

۱۱۶ - ۳ مارچ ۱۹۱۸ء کو بریست لیتوفسک میں سوویت روس اور چار اتحادی طاقتوں (جرمنی، آسٹریا — ہنگری، بلغاریہ اور ترکی) کے درمیان صلحنامے پر دستخط ہوئے۔ سوویت روس کےلئے

امن کی شرائط بہت ہی سخت تھیں۔ پولینڈ، تقریباً سارا بالٹک کا علاقہ اور بیلوروس کا ایک حصہ جرمنی اور آسٹریا ۔ ہنگری کی نگرانی میں دے دیا گیا۔ یوکرین سوویت روس سے الگ ہوکر جرمن ریاست کا ماتحت ہوگیا۔ ترکی کو کارس، باتومی اور آرداگان مل گئے۔

لیکن بریست نے سوویت ریاست کو چین کا سانس لینے کا موقع دیا، زار کی خستہ حال فوج کو خدمات سے سبکدوش کرنا اور نئی ۔ سرخ فوج بنانا ممکن ہوا۔ سوشلسٹ تعمیر کی طرف توجہ کی جاسکی اور انقلاب دشمن اور مداخلت کرنےوالی غیرملکی طاقتوں کے خلاف قوت مجتمع ہوسکی۔

جرمنی میں ۱۹۱۸ء کے نومبر کے انقلاب کے بعد بریست کا صلح نامہ منسوخ کردیا گیا۔ صفحہ ۳۵۰

۱۱۷ - یہاں ذکر اس رائے شماری کا ہے جو جرمنی سے صلح نامہ کرنے کے بارے میں مرکزی کمیٹی کے ۲۱ جنوری (۳ فروری) ۱۹۱۸ء کے جلسے میں ہوئی جس میں مختلف رجحانات کے نمائندے موجود تھے۔ سوشلسٹ اور سامراجی ریاستوں کے درمیان صلحنامے کے عام طور پر امکان کے خلاف دو "بائیں بازو کے کمیونسٹوں" ۔ اوسینسکی (اوبولینسکی) اور استوکوف نے ووٹ دئے۔ "بائیں بازو کے کمیونسٹوں" کی اکثریت نے رائے شماری میں دوغلاپن اختیار کیا۔ سوشلسٹ اور سامراجی ریاستوں کے درمیان صلحنامہ کے امکان کو تسلیم کرکے انہوں نے بیک وقت اس کی مخالفت کی کہ جرمنی کے ساتھ فوراً صلحنامہ کیا جائے۔ صفحہ ۳۵۴

۱۱۸ - روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ساتویں غیرمعمولی کانگرس ۶ ۔ ۸ مارچ ۱۹۱۸ء کو امن کے بارے میں مختتم فیصلہ کرنے کےلئے طلب کی گئی۔ اس کو طلب کرنے کی ضرورت یوں پیش آئی کہ جرمنی سے جنگ بند کرنے کے سوال پر مرکزی کمیٹی اور بعض مقامی پارٹی تنظیموں میں اتفاق رائے نہ تھا۔ بریست کے صلحنامے کی بنیاد پر شدید اور خطرناک نوعیت کی جدوجہد شروع ہوگئی اور اس سے پارٹی میں پھوٹ پڑنے کا خطرہ پیدا ہوگیا۔

لینن اور ان کی حمایت کرنےوالے مرکزی کمیٹی کے ممبروں نے سامراجی جنگ سے باہر نکلنے کا راستہ حاصل کرنے اور فوراً ایک علحدہ صلحنامے پر دستخط کرنے کی کوشش کی۔ تروتسکی کے حامیوں اور ''بائیں‌بازو کے کمیونسٹوں،، کے گروپ نے بوخارین کی سربراھی میں بریست کے صلحنامے کی مخالفت کی۔

لینن اس کانگرس کی ساری کارروائی کی رھنمائی کرتے رھے۔ انھوں نے مرکزی کمیٹی کی طرف سے سیاسی رپورٹ پیش کی، پارٹی کے پروگرام اور نام بدلنے کے بارے میں رپورٹ بھی دی اور ایجنڈے کے سارے سوالوں پر بحث میں حصہ لیا۔ مرکزی کمیٹی کی سیاسی رپورٹ کے بعد ''بائیں‌بازو کے کمیونسٹوں،، کی طرف سے بوخارین نے تقریر کرتے ھوئے یہ مبہم بازانہ مطالبہ کیا کہ جرمنی کے خلاف جنگ جاری رکھی جائے۔ بحث میں ۱۸ مندوبین کی تقریریں ھوئیں۔ لینن کے دلائل سے متاثر ھوکر ''بائیں‌بازو کے کمیونسٹوں،، کے ایک حصے نے اپنے مؤقف پر نظرثانی کی۔ مرکزی کمیٹی کی رپورٹ اتفاق رائے سے پاس ھوئی اور کانگرس نے جنگ اور امن کے بارے میں تجویز پر بحث شروع کی۔ کانگرس نے ''موجودہ لمحے کے بارے میں مقالات،، کو مسترد کردیا جو ''بائیں‌بازو کے کمیونسٹوں،، نے پیش کئے تھے اور سوویت حکومت کے کئے ھوئے بریست کے صلحنامے کی تصدیق کی ضرورت کے بارے میں لینن کی تجویز منظور کردی۔ صفحہ ۳۶۰

۱۱۹ - لینن کا یہاں اشارہ انقلابی حکومت — عوامی صاحبان اختیار کی سوویت کی طرف ھے جو جنوری ۱۹۱۸ء میں فن‌لینڈ میں انقلاب کے دوران اس کے بعد قائم کی گئی تھی جب مزدوروں نے وھاں سوین‌ھوود کی بورژوا حکومت کا تختہ الٹ دیا تھا۔ عوامی صاحبان اختیار کی سوویت کے ساتھ ھی مزدور تنظیموں کی اعلی سوویت بھی قائم کی گئی تھی جو اقتدار کا اعلی ادارہ تھی۔ بنیادی ریاستی اقتدار ''مزدور تنظیموں،، پر مشتمل تھا جو منظم مزدوروں نے منتخب کی تھیں۔ صفحہ ۳۶۱

۱۲۰ - سوویتوں کی چوتھی غیرمعمولی کل‌روس کانگرس جو بریست کے صلحنامے کی تصدیق کےلئے بلائی گئی تھی ۱۴ — ۱۶

مارچ ۱۹۱۸ء کو ماسکو میں ہوئی۔ اس میں فیصلہ کن ووٹ دینے والے ۱۲۳۲ مندوبین موجود تھے — ۷۹۵ بالشویک، ۲۸۳ بائیں بازو والے سوشلسٹ انقلابی، ۲۹ مرکزیت پرست سوشلسٹ انقلابی، ۲۱ مینشویک، ۱۱ بین الاقوامیت پسند مینشویک وغیرہ۔ لینن نے کل روس مرکزی عاملہ کمیٹی کی طرف سے صلحنامے کی تصدیق کے لئے رپورٹ پیش کی جس کی مخالفت بائیں بازووالے سوشلسٹ انقلابیوں کے گروہ کی طرف سے کامکوف نے اپنی تقریر میں کی۔ مینشویکوں، دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں، میکسیمالسٹوں اور نراجیوں وغیرہ نے بھی صلحنامے کی تصدیق کی مخالفت کی۔ شدید بحث مباحثے کے بعد کانگرس نے غالب اکثریت سے لینن کی اس تجویز کو منظور کرلیا جو انھوں نے بریست کے صلحنامے کی توثیق کے بارے میں پیش کی تھی۔ اس کانگرس نے یہ بھی طے کیا کہ دارالحکومت کو ماسکو منتقل کیا جائے۔ صفحہ ۳۶۶

۱۲۱ - قومی معیشت کی کونسلوں کی پہلی کل‌روس کانگرس ۲۶ مئی سے ۴ جون ۱۹۱۸ء تک ماسکو میں ہوئی جس میں پانچ علاقوں، ۳۰ صوبوں اور کافی تعداد میں عوامی معیشت کے اضلاعی اداروں، ٹریڈیونین تنظیموں اور فیکٹریوں اور کارخانوں کی کمیٹیوں کے ۲۵۲ مندوبین حاضر تھے۔ صفحہ ۳۷۴

۱۲۲ - ''وپیریود،، (آگے) — مینشویکوں کا اخبار جو ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۰ء تک ماسکو سے نکلتا رہا۔ صفحہ ۳۸۸

۱۲۳ - ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ''امریکی مزدوروں کے نام خط،، کے ارسال کا تعلق بورودین سے ہے جو بالشویک تھے اور امریکہ سے کچھ عرصہ پہلے لوٹے تھے۔ غیرملکی مداخلت اور سوویت روس کی ناکہ بندی کی صورت میں یہ کام کافی دشوار تھا۔ یہ ''خط،، تراوین (سلیتوف) ریاستہائے متحدہ امریکہ لے گئے۔ ''خط،، کے ساتھ روسی فیڈریشن کا دستور اور وہ نوٹ بھی تھا جو سوویت حکومت نے صدر امریکہ ولسن کو بھیجا اور جس میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ مداخلت بند کردی جائے۔ مشہور امریکی سوشلسٹ

جان ریڈ کے اشتراک عمل سے یہ کاغذات امریکی اخباروں میں شایع ہوئے۔

''امریکی مزدوروں کو خط،، دسمبر ۱۹۱۸ء میں انگریزی زبان میں (کچھ اختصار کے ساتھ) امریکہ کی سوشلسٹ پارٹی کے بائیں بازو کے ترجمان رسالے «The Class Struggle» (طبقاتی جدوجہد) میں نیویارک میں اور بوسٹن کے ہفتہ‌وار «The Revolutionary Age» میں شایع ہوا جو جان ریڈ اور سان کتایاما کی شرکت سے نکلتا تھا۔ لینن کے اس خط سے امریکہ میں بڑی دلچسپی لی گئی اور اس کو رسالہ «The Class Struggle» نے علحدہ پرچے کی حیثیت سے چھاپا اور یہ ریاستہائے متحدہ امریکہ، فرانس، برطانیہ اور جرمنی وغیرہ کے سوشلسٹ اور بورژوا پریس میں بھی کئی بار شایع کیا گیا۔ صفحہ ۳۹۲

۱۲۴ - یہاں ذکر ۱۸۹۸ء کی ہسپانوی امریکی جنگ اور ۱۸۹۹ء—۱۹۰۱ء میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سامراج کے ہاتھوں فلیپائن میں قومی آزادی کی جدوجہد کو کچلنے کا ہے۔ امریکی فوجیں جزائر فلیپائن میں اس بہانے سے اتریں کہ وہ فلیپائن کے لوگوں کی مدد کرنا چاہتی ہیں جنھوں نے اسپین کی حکمرانی کے خلاف جدوجہد کرکے خودمختار فلیپینی رپبلک کا اعلان کیا تھا۔ فلیپائن کے لوگوں کے ساتھ عہد شکنی کرکے امریکیوں نے ان کی قومی آزادی کی تحریک کو کچل کر فلیپائن کو ۱۹۰۱ء میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کی نوآبادی بنا لیا۔ صفحہ ۳۹۳

۱۲۵ - امریکی ماہر معاشیات گ۔ چ۔ کیری کی کتاب ''ریاستہائے متحدہ امریکہ کے صدر کے نام سیاسی معاشی خطوط،، پر تبصرہ کرتے ہوئے ن۔ گ۔ چیرنی‌شیفسکی نے لکھا: ''تاریخی سرگرمی کوئی نیوسکی شاہراہ کا فٹ پاتھ نہیں ہے۔ وہ تو بالکل میدانوں سے ہوکر گذرتا ہے جو کہیں گرد و غبار سے بھرے ہوتے ہیں تو کہیں کیچڑ سے، کہیں یہ راستہ دلدل سے ہوکر جاتا ہے تو کہیں گھنے جنگل سے۔ جو گردآلود ہونے اور اپنے جوتوں کے خراب ہونے سے ڈرتا ہے اس کو سماجی سرگرمیوں میں حصہ نہ لینا چاہئے۔،، صفحہ ۴۰۰

۱۲۶ - «Appeal to Reason» (عقل و فہم سے اپیل) امریکی سوشلسٹوں کا اخبار تھا جو ۱۸۹۵ء میں جیرارڈ (کانزاس، ریاستہائے متحدہ امریکہ) میں شایع ہوتا تھا اور امریکی مزدوروں میں کافی مقبول تھا۔ اس اخبار نے عالمی سامراجی جنگ (۱۹۱۴ — ۱۸ء) کے دوران بین الاقوامی رویہ اختیار کیا۔

دیبس کا مضمون «When I shall fight» (جب میں لڑونگا) ۱۱ ستمبر ۱۹۱۵ء کو اس اخبار میں شایع ہوا۔ اس کا عنوان لینن نے اپنے حافظے سے دیا ہے۔ صفحہ ۳۰۲

۱۲۷ - روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی آٹھویں کانگرس ۱۸ سے ۲۳ مارچ ۱۹۱۹ء تک ماسکو میں ہوئی۔ اس کانگرس کے مندوبین نے پارٹی کے تین لاکھ ۱۳ ہزار سے زیادہ ممبروں کی نمائندگی کی ۔ اس کانگرس میں پارٹی کے نئے پروگرام پر بحث کرکے اس کو منظور کیا گیا جو لینن کی رہنمائی اور ان کی براہ‌راست شرکت سے مرتب کیا گیا تھا۔ دیہات میں کام کے بارے میں لینن نے رپورٹ پیش کی جس میں اوسط درجے کے کسانوں کے لئے پارٹی کی نئی پالیسی کی بنیاد رکھی گئی یعنی اوسط درجے کے کسانوں کو غیرجانبدار رکھنے کی پالیسی سے آگے بڑھ کر غریب کسانوں پر زور دیتے ہوئے ان کسانوں سے مضبوط اتحاد کرنے کی پالیسی۔ کانگرس نے جنگی صورت‌حال، جنگ کے بارے میں پارٹی کی پالیسی اور سرخ فوج کی تشکیل و تنظیم کے سوالات پر غور کیا۔ صفحہ ۳۴۳

۱۲۸ - غریبوں کی کمیٹیاں ۱۱ جون ۱۹۱۸ء کے کل‌روس مرکزی عاملہ کمیٹی کے فیصلے کے مطابق مقرر کی گئی تھیں۔ ان کو یہ کام سپرد کیا گیا تھا کہ وہ کسانوں کے غذائی ذخیروں کا حساب کتاب کریں، امیر کسانوں کے ذخیروں اور فاضل غذائی اشیا کا پتہ لگاکر ان کو نکالیں اور غذائی اداروں کو یہ فاضل ذخیرے حاصل کرنے میں مدد دیں، امیر کسانوں کے غذائی ذخیروں سے غریب کسانوں کو رسد فراہم کریں، زراعت کےلئے آلات و اوزار اور صنعتی اشیا وغیرہ تقسیم کریں۔ عملی طور پر یہ کمیٹیاں دیہات میں پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کا مستحکم ستون بن گئیں۔ ۱۹۱۸ء

کے آخر میں غریبوں کی کمیٹیاں جو اپنے فریضوں کو ادا کرچکی تھیں کسانوں کے نمائندوں کی اضلاعی اور گاؤں سوویتوں میں ضم کردی گئیں۔ صفحہ ۴۴۳

۱۲۹۔ یہاں ذکر ''سوشلسٹ زرعی انتظام اور سوشلسٹ زراعت کی جانب عبور کے اقدامات کے قانون،، کا ہے جو کل‌روس مرکزی عاملہ کمیٹی نے فروری ۱۹۱۹ء میں منظور کیا۔ قانون میں بڑی بڑی ریاستی معیشتوں یعنی ریاستی فارموں اور رفیقانہ طور پر ایک ساتھ مل‌کر کاشتکاری، زرعی ارٹیلوں اور کمیونوں کی تنظیم کو بھی پیش‌نظر رکھا گیا۔ صفحہ ۴۴۳

۱۳۰۔ یہاں زرعی مسئلے کے بارے میں کاؤتسکی کی کتاب «Die Agrarfrage» کا ذکر ہے۔ صفحہ ۴۴۵

۱۳۱۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی پہلی کانگرس ۲ سے ۶ مارچ ۱۹۱۹ء تک ماسکو میں ہوئی جس میں روس، فرانس، جرمنی، ہنگری، پولینڈ، برطانیہ، سویڈن، چین، ریاستہائے متحدہ امریکہ اور بہت سے یورپی اور ایشیائی ممالک کی کمیونسٹ اور سوشلسٹ پارٹیوں اور گروہوں کے ۵۲ نمائندوں نے حصہ لیا۔

کانگرس کی پہلی نشست میں ''بین‌الاقوامی کمیونسٹ کانفرنس کی حیثیت سے کانگرس چلانے،، کا فیصلہ ہوا اور مندرجہ ذیل ایجنڈا منظور کیا گیا: (۱) تشکیل و تنظیم، (۲) رپورٹیں، (۳) بین‌الاقوامی کمیونسٹ کانفرنس کا پلیٹ‌فارم، (۴) بورژوا جمہوریت اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ، (۵) بیرن کی کانفرنس اور سوشلسٹ رجحانات سے تعلق، (۶) بین‌الاقوامی صورت‌حال اور اتحاد ثلاثہ کی پالیسی، (۷) منشور، (۸) سفید دہشت، (۹) بیورو کا انتخاب اور مختلف تنظیمی سوال۔

کانفرنس کی کارروائی میں بورژوا جمہوریت اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے بارے میں لینن کے مقالوں اور رپورٹ کو مرکزی مقام حاصل تھا۔ کانفرنس نے قطعی ایک رائے سے لینن کے مقالوں

سے اتفاق کا اظہار کرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ ان کو مختلف ممالک میں وسیع پیمانے پر اشاعت کےلئے بیورو کے سپرد کیا جائے۔ کانفرنس نے مقالوں میں اضافے کے طور پر لینن کی پیش کردہ قرارداد بھی منظور کی۔

۴ مارچ کو کانفرنس نے تیسری انٹرنیشنل کی حیثیت سے ''کمیونسٹ انٹرنیشنل،، کا نام اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل (کومینٹیرن) کے پلیٹ‌فارم کی تصدیق کی گئی جس کے خاص نکات یہ تھے: (۱) سرمایہ‌دار معاشرے کی جگہ کمیونسٹ معاشرے کا آنا ناگزیر ہے، (۲) بورژوا حکومتوں کا تختہ الٹنے کے لئے پرولتاریہ کی انقلابی جدوجہد ضروری ہے، (۳) بورژوا ریاست کو تباہ کرکے اس کی جگہ نئی قسم کی ریاست، پرولتاریہ کی، سوویت طرز کی ریاست قائم کی جائے جو کمیونسٹ معاشرے تک عبور کی ضامن ہو۔

ساری دنیا کے پرولتاریہ کے نام جو منشور کانگرس نے منظور کیا اس میں کہا گیا تھا کہ کمیونسٹ انٹرنیشنل مارکس اور اینگلس کے ان نظریات کی وارث ہے جن کا اظہار ''کمیونسٹ پارٹی کے مینی‌فیسٹو،، میں کیا گیا ہے۔ کانگرس نے تمام ملکوں کے مزدوروں سے سوویت روس کی حمایت کرنے کی اپیل کی، یہ مطالبہ کیا کہ اتحاد ثلاثہ کی طاقتیں سوویتوں کی ریپبلک کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کریں، مداخلت کرنےوالی فوجیں واپس بلائی جائیں، سوویت ریاست کو تسلیم کیا جائے اور اس کی معاشی ناکہ بندی ختم کرکے اس سے تجارتی تعلقات بحال کئے جائیں۔ ''سوشلسٹ،، رجحانات اور بیرن کی کانفرنس سے تعلقات کے بارے میں،، جو تجویز منظور کی گئی اس میں کانگرس نے دوسری انٹرنیشنل کو بحال کرنے کی کوشش کی مذمت کرتے ہوئے اس کو ''محض بورژوازی کا ہتیار،، کہا اور اعلان کیا کہ انقلابی پرولتاریہ اور بیرن کی کانفرنس میں کچھ بھی مشترک نہیں ہے۔ صفحہ ۳۶۱

۱۳۲ - یہاں ذکر پیرس کے مزدوروں کی اس جرأت‌آمیز بغاوت کا ہے جو انہوں نے ۲۳ — ۲۶ جون ۱۸۴۸ء کو کی جس کو فرانسیسی بورژوازی نے انتہائی بےرحمی سے کچل دیا۔ صفحہ ۳۶۳

۱۳۳ - جرمنی کی انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی — سرکزیت پرست پارٹی جو اپریل ۱۹۱۷ء میں شہر گوتھا کی تاسیسی کانگرس میں تشکیل کی گئی۔ اس کا بنیادی حصہ کاؤتسکی کے حامیوں کی تنظیم ''محنتی دوستی،، پر مشتمل تھا۔ انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی میں ہالے کی کانگرس (اکتوبر ۱۹۲۰ء) میں پھوٹ کے بعد اس کا بڑا حصہ دسمبر ۱۹۲۰ء میں جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہوگیا جس کی بنیاد یکم جنوری ۱۹۱۹ء کو رکھی گئی تھی۔ انڈپنڈنٹ پارٹی کے دائیں بازو کے عناصر نے الگ پارٹی بنائی جس نے اپنا پرانا نام جرمنی کی انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی قائم رکھا اور ۱۹۲۲ء تک برقرار رہی۔ صفحہ ۳۶۸

۱۳۴ - یہاں لینن کا مطلب اس سازش سے ہے جو پیتروگراد پر قبضہ کرنے کےلئے کی گئی تھی اور جس کی سربراہی انقلاب‌دشمن تنظیم ''قومی مرکز،، کررہی تھی جو کئی سوویت‌دشمن اور خفیہ جاسوسی گروہوں کی سرگرمیوں کو متحد کرتی تھی۔ ۱۳ جون ۱۹۱۹ء کی رات کو سازش کرنےوالوں نے کراسنایا گورکا نامی قلعہ میں بغاوت شروع کردی جو پیتروگراد میں داخلے کےلئے ایک اہم‌ترین سورچہ تھا۔ قلعہ پر قبضہ کرکے انہوں نے کرونشتادت کے علاقائی مورچے کو بےقابو کرنے اور محاذ جنگ پر انقلاب‌دشمن حملہ‌آوروں سے متحد ہوکر پیتروگراد پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ ۱۶ جون کو بغاوت دبا دی گئی۔ صفحہ ۳۷۰

۱۳۵ - سادووا کے قریب لڑائی — ۱۸۶۶ء میں آسٹریائی پروشیائی جنگ کی اہم‌ترین لڑائی جس کا نتیجہ آسٹریا کی افواج کی شکست اور پروشیا کی فتح میں نکلا۔ صفحہ ۳۷۶

۱۳۶ - عوامی کمیساروں کی کونسل نے اپنے ۱۶ مارچ ۱۹۱۹ء کے فرمان کے مطابق صارفین کے کوآپریٹیو اداروں کو متحد کرکے ان کی تنظیم نو واحد تقسیم کرنےوالے ادارے میں کردی جس کو متذکرۂ بالا کونسل نے ''صارفین کے کمیون،، کا نام دیا۔ بہرحال کوآپریٹیو اداروں کے اس نام نے کہیں کہیں غلطفہمی پیدا کردی

اور اس فرمان کی خلاف‌ورزی ہوئی۔ اس صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے کل‌روس مرکزی عاملہ کمیٹی نے ۳۰ جون ۱۹۱۹ء کو ''صارفین کے کمیون،، کا نام بدل کر ''صارفین کی انجمن،، کردیا جس کے لوگ عادی تھے۔ صفحہ ۳۸۵

۱۳۷ - مشرق کی قوموں کی کمیونسٹ تنظیموں کی دوسری کل‌روس کانگرس ۲۲ نومبر سے ۳ دسمبر ۱۹۱۹ء تک ہوئی۔ کانگرس نے مشرق کی قوموں کی کمیونسٹ تنظیموں کے مرکزی بیورو کے کام کی رپورٹ اور مقامی اداروں کی رپورٹیں سن کر مشرق میں پارٹی اور سوویتوں کے کام کے منصوبے مرتب کئے اور نئے مرکزی بیورو کا انتخاب کیا۔ پہلے دن کانگرس میں لینن نے حالات حاضرہ پر اپنی رپورٹ پیش کی جس میں انھوں نے نوآبادیاتی اور ماتحت قوموں کےلئے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی زبردست انقلابی اہمیت پر زور دیا۔ صفحہ ۳۸۹

۱۳۸ - زراعتی کمیونوں اور زراعتی ارٹیلوں کی پہلی کانگرس ۳ سے ۱۰ دسمبر ۱۹۱۹ء تک ماسکو میں ہوئی جس میں ۱۴۰ مندوبین نے شرکت کی۔ کانگرس کے دوسرے دن لینن نے تقریر کی۔ اس کانگرس نے محنتی زرعی پیداواری جمعیتوں (کمیونوں اور ارٹیلوں) کی کل‌روس یونین کے قواعد و ضوابط منظور کئے۔ ان قواعد و ضوابط نے ساری زرعی جمعیتوں کو واحد پیداواری یونین میں متحد کرنا، زمین پر مشترکہ سماجی کاشتکاری کے پرچار اور اردگرد کے کسانوں کی اور سب سے پہلے سرخ فوج کے سپاہیوں کے خاندانوں اور دیہات کے غریب لوگوں کی مدد کو یونین کا بنیادی فریضہ قرار دیا۔ صفحہ ۳۹۵

۱۳۹ - ۱۸ فروری ۱۹۲۰ء کو لینن نے امریکی خبررساں ایجنسی ''یونیورسل سروس،، کے برلن نامہ‌نگار کارل ویگاند کے سوالوں کے جواب دئے۔ لینن کے جواب ریڈیو کے ذریعہ برلن منتقل کئے گئے اور وہاں سے ۲۱ فروری ۱۹۲۰ء کو نیویارک بھیجے گئے

اور اسی دن شام کو لینن کے یہ جواب ''نیویارک ایوننگ جرنل،،
میں ''بالشویکوں کے مقاصد: امن اور وسیع تجارت ــ لینن نے کہا،،
کی سرخی سے شایع ہوئے۔ لینن کے یہ جواب جرمنی کے کمیونسٹ
اور سوشلسٹ پریس نے بھی شایع کئے۔ صفحہ ۵۰۷

۱۴۰ - ''کمیونزم میں ''بائیں بازو،، کی طفلانہ بیماری،، نامی
کتاب کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس کے افتتاح کےلئے
لکھی گئی تھی جو ۱۹۲۰ء میں ہوئی۔ اس کتاب کا ترجمہ جرمن،
فرانسیسی اور انگریزی زبانوں میں کیا گیا اور کانگرس کے مندوبین
میں تقسیم ہوا۔

ان میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا تھا انہوں نے کانگرس
میں حکمت عملی اور طریقۂ کار کے سوالوں کی بحث میں اہم رول
ادا کیا اور یہی صورت بعد میں ساری بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک
میں رہی ہے۔ اس کتاب کے بےشمار ایڈیشن دنیا کی بہت سی
زبانوں میں شایع ہو چکے ہیں اور یہ ایسی کتاب ہے جو کمیونسٹ
پارٹیوں کے سامنے آنےوالے مسائل کو بااصول مارکسی لیننی طریقے
سے حل کرنے کی جدوجہد میں، ہر طرح کی ادعاپرستی، فرقہ پرستی،
دائیں بازو کی موقع پرستی اور ''بائیں بازو،، کی لفاظی، عام
مزدور تحریک سے کمیونسٹوں کو الگ کرنے کی کوششوں کے
خلاف تمام ملکوں کے کمیونسٹوں کو بیش بہا مدد دیتی ہے۔
صفحہ ۵۱۱

۱۴۱ - فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد
۱۹۱۹ء تک بالشویک پارٹی کے ممبروں کی تعداد میں بڑی تبدیلی
ہوئی۔ چنانچہ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) کی
ساتویں کل‌روس کانفرنس (اپریل ۱۹۱۷ء) تک پارٹی کے ممبروں کی
تعداد ۸۰ ہزار ہوگئی اور چھٹی کانگرس (جولائی ــ اگست ۱۹۱۷ء)
تک تقریباً دو لاکھ چالیس ہزار تک پہنچ گئی۔ روسی کمیونسٹ
پارٹی (بالشویک) کی ساتویں کانگرس (مارچ ۱۹۱۸ء) میں ممبروں
کی تعداد تین لاکھ سے کم نہ تھی اور روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک)

کی آٹھویں کانگرس تک پارٹی کے تین لاکھ ۱۳ ہزار سے زیادہ ممبر ہوگئے۔ صفحہ ۵۱۰

۱۴۲ - یہاں ذکر ''پارٹی کے ہفتے،، کا ہے جو روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی آٹھویں کانگرس کے فیصلے کی بنیاد پر پارٹی کی رکنیت بڑھانے کےلئے منایا گیا۔ اس کی ابتدا اگست ۱۹۱۹ء میں ہوئی جب کہ غیرملکی فوجی مداخلت اور اندرونی انقلاب‌دشمنی کے خلاف زبردست جدوجہد ہو رہی تھی۔ اس ''پارٹی کے ہفتے،، کے نتیجے میں روسی فیڈریشن کے صرف یورپی حصے کے ۳۸ صوبوں میں دو لاکھ افراد پارٹی میں شریک ہوگئے اور ان میں نصف سے زیادہ مزدور تھے۔ لینن نے لکھا کہ ایسے سنگین وقت میں پارٹی میں آنےوالے مزدور اور کسان ''انقلابی پرولتاریہ اور کسانوں کے غیر استحصال کار حصے کے بہترین اور معتبر رہنما عملے پر مشتمل ہیں،،۔ صفحہ ۵۱۰

۱۴۳ - ''کمیونسٹ انٹرنیشنل،، — یہ رسالہ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی عاملہ کمیٹی کا ترجمان تھا جو یکم مئی ۱۹۱۹ء سے روسی، جرمن، فرانسیسی، انگریزی، ہسپانوی اور چینی زبانوں میں نکلنے لگا اور یہ مارکسی لیننی نظریہ، بین‌الاقوامی مزدور اور کمیونسٹ تحریک، سوویت یونین میں سوشلزم کی تعمیر کے مسائل پر روشنی ڈالتا تھا اور مختلف لینن مخالف رجحانات کے خلاف جدوجہد کرتا تھا۔ اس رسالے میں کمیونسٹ انٹرنیشنل کے نظریاتی مضامین اور دستاویزیں شایع ہوتی تھیں اور لینن کے متعدد مضامین بھی شایع ہوئے۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل کے ختم ہونے پر یہ رسالہ بھی جون ۱۹۴۳ء میں بند کردیا گیا۔ صفحہ ۵۲۲

۱۴۴ - بااصول مخالفین — ''بائیں‌بازو،، کمیونسٹوں کا گروپ جو کے جرمن نراجی — سنڈیکلسٹ خیالات کا حامی تھا۔ جرمن کمیونسٹ پارٹی کی دوسری کانگرس (اکتوبر ۱۹۱۹ء) نے اس حزب‌مخالف کو پارٹی سے نکال دیا۔ اس نے اپریل ۱۹۲۰ء میں نام نہاد جرمن کمیونسٹ مزدور پارٹی بنائی۔ جرمنی میں کمیونسٹ

طاقتوں کے اتحاد کو آسان بنانے کےلئے اس پارٹی کو نومبر ۱۹۲۰ء میں وقتی طور پر کمیونسٹ انٹرنیشنل میں ہمدرد ممبر کی حیثیت سے لےلیا گیا۔ اس کے باوجود جرمن کمیونسٹ مزدور پارٹی کی قیادت نے اپنا پھوٹ ڈالنے والا کام جاری رکھا اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کی عاملہ کمیٹی کو اس سے تعلقات منقطع کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ آگے چل کر یہ پارٹی ایک بالکل نکما فرقہ‌پرست گروہ بن کر رہ گئی کیونکہ مزدور طبقے میں اس کی کوئی بنیاد نہیں رہی۔
صفحہ ۵۲۴

..

۱۴۵ - دنیا کے صنعتی مزدور — (Industrial Workers of the World — I.W.W.) — یہ ایک تنظیم تھی جس کی بنیاد ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ۱۹۰۵ء میں ڈالی گئی تھی۔ یہ تنظیم زیادہ‌تر غیرہنرمند اور کم اجرت پانےوالے مختلف پیشوں کے مزدوروں کی تھی۔ اس کو بنانے میں امریکی مزدور تحریک کے نمایاں کارکنوں دےلیون، دیبس اور ہیوڈ نے حصہ لیا۔ اس تنظیم نے امریکی ٹریڈ فیڈریشن کے اصلاح‌پرست لیڈروں اور دائیں‌بازو کے سوشلسٹوں کے خلاف جدوجہد کی، کئی بڑی بڑی کامیاب ہڑتالیں کیں اور عالمی سامراجی جنگ (۱۹۱۴ — ۱۸ء) کے دوران جنگ کے خلاف متعدد اقدام کئے۔ اس تنظیم کے بعض لیڈر کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہوگئے۔ اس کے ساتھ ہی تنظیم کی سرگرمیوں میں نراجی — سنڈیکلسٹ رجحانات بھی پیدا ہوگئے۔ وہ پرولتاریہ کی سیاسی جدوجہد کو نہیں تسلیم کرتی تھی اور امریکی ٹریڈ فیڈریشن کے ٹریڈیونین ممبروں کے درمیان کام کرنے سے منکر تھی۔ نراجی — سنڈیکلسٹ لیڈروں نے ۱۹۲۰ء میں کمیونسٹ انٹرنیشنل کی اس اپیل کو رد کر دیا کہ وہ کمیونسٹ انٹرنیشنل میں شامل ہوجائیں۔ اس تنظیم کے رہنماؤں کی موقع‌پرست سیاست کیوجہ سے یہ ایک فرقہ‌ورانہ تنظیم بن کر رہ گئی اور مزدور تحریک پر اس کا اثر جلد ہی زائل ہوگیا۔
صفحہ ۵۲۴

۱۴۶ - اطالوی سوشلسٹ پارٹی ۱۸۹۲ء میں قائم کی گئی تھی اور پارٹی کے قیام کے وقت سے ہی اس میں دو رجحانوں یعنی

موقع پرست اور انقلابی رجحانات میں سخت جدوجہد شروع ہوگئی تھی۔ ۱۹۱۲ء میں بائیں بازو کے دباؤ سے وہ لوگ پارٹی سے نکال دئیے گئے جو بالکل کھلم کھلا اصلاح پرست تھے — وہ جنگ، حکومت سے تعاون اور بورژوازی کے حامی (بونومی اور بیسولاتی وغیرہ) تھے۔ دسمبر ۱۹۱۴ء میں غداروں کا گروہ (مسولینی وغیرہ) اس پارٹی سے نکال دیا گیا جو جنگ کا حامی اور بورژوازی کی سامراجی سیاست کا حامی تھا۔ اٹلی کے جنگ میں شریک ہونے کے بعد پارٹی میں تین رجحان زوروں سے ابھرے — دایاں بازو جنگ میں بورژوازی کی حمایت کررہا تھا، مرکزیت پرستوں نے جن میں پارٹی کے زیادہ‌تر ممبر تھے یہ نعرہ دیا کہ ''جنگ میں شرکت نہ کرو اور توڑ پھوڑ بھی نہ کرو''، بائیں بازووالے زیادہ عزم کے ساتھ جنگ کے مخالف تھے۔

روس میں اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اٹلی کی سوشلسٹ پارٹی میں بائیں بازو کو تقویت حاصل ہوئی۔ اس کی سولھویں کانگرس نے جو بولون میں ۵ سے ۸ اکتوبر ۱۹۱۹ء تک ہوئی تیسری انٹرنیشنل میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔ اٹلی کی سوشلسٹ پارٹی کے نمائندوں نے کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس میں حصہ لیا۔ اٹلی کی سوشلسٹ پارٹی کی ۱۷ ویں کانگرس میں جو لیوورن میں جنوری ۱۹۲۱ء میں ہوئی مرکزیت پرست اکثریت میں تھے۔ انھوں نے اصلاح پرستوں سے الگ ہونے اور کمیونسٹ انٹرنیشنل میں لئے جانے کی شرائط کو کلی طور پر ماننے سے انکار کردیا۔ چنانچہ اس کے بائیں بازو کے مندوبین ۲۱ جنوری ۱۹۲۱ء کو کانگرس سے نکل آئے اور انھوں نے اٹلی کی کمیونسٹ پارٹی قائم کی۔

صفحہ ۵۳۸

۱۴۷ - ہنگری میں سوویت اقتدار ۲۱ مارچ ۱۹۱۹ء کو نسبتاً پرامن طور پر قائم ہوا کیونکہ بورژوازی نے عوام کی مسلح مزاحمت نہیں کی۔ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی قیادت نے کمیونسٹ پارٹی کے لیڈروں کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ دونوں پارٹیاں مشترکہ طور پر حکومت بنائیں۔ سوشل ڈیموکریٹ لیڈر وہ شرائط

قبول کرنے پر مجبور ہوگئے جو کمیونسٹوں نے پیش کیں: سوویت حکومت کی تشکیل، بورژوازی کو نہتا کرنا، سرخ فوج اور عوامی ملیشیا بنانا، جاگیرداروں کی زمینیں ضبط کرنا، صنعت کو قومیانا اور سوویت روس سے اتحاد قائم کرنا وغیرہ۔ اس کے ساتھ ہی اس سمجھوتے پر بھی دستخط ہوئے کہ دونوں پارٹیاں ہنگری کی سوشلسٹ پارٹی میں متحد ہوجائیں۔ اس اتحاد کی غلطی یہ تھی کہ اتحاد میکانکی طور پر قائم ہوا اور پارٹی کو اصلاح پرست عناصر سے صاف نہیں کیا گیا۔

ہنگری کی سوویت حکومت نے صنعتی کارخانوں، ٹرانسپورٹ، بینکوں، بیرونی تجارت کو قومیانے اور سرخ فوج کی تنظیم کا فرمان جاری کردیا۔ اس نے مزدوروں کی اجرت میں اوسطاً ۲۰ فیصدی کا اضافہ کیا، کام کا دن آٹھ گھنٹے کا مقرر کیا اور ۳ اپریل ۱۹۱۹ء کو اصلاح آراضی کا قانون منظور کیا گیا اور جاگیرداروں کی زمینیں ضبط کرلی گئیں۔

سامراجی اتحادی طاقتوں نے ہنگری میں پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو دشمن کی نظروں سے دیکھا اور ہنگری کی سوویت ریپبلک کو معاشی ناکہ‌بندی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے خلاف فوجی مداخلت منظم کی گئی۔ مداخلت کرنےوالی فوج کے حملے نے اندرون ملک انقلاب‌دشمنوں کو سرگرم عمل بنا دیا۔ دائیں بازو کے سوشل ڈیموکریٹوں کی غداری، جو بین‌الاقوامی سامراج سے مل گئے تھے ہنگری کی سوویت ریپبلک کی موت کا ایک سبب بنی۔

۱۹۱۹ء میں بین‌الاقوامی حالات ناسازگار تھے اور سوویت روس ہر طرف سے دشمنوں سے گھرا تھا۔ وہ ہنگری کی سوویت ریپبلک کی مدد نہیں کرسکتا تھا۔ اس بات نے بھی منفی رول ادا کیا۔ پہلی اگست ۱۹۱۹ء کو بیرونی سامراجی مداخلت اور اندرونی انقلاب‌دشمنی نے متحد ہوکر ہنگری میں سوویت اقتدار کا تختہ الٹ دیا۔ صفحہ ۵۳۸

۱۴۸ - ''مجلس اقوام،،— یہ بین‌الاقوامی تنظیم پہلی عالمی جنگ (۱۸ — ۱۹۱۴ء) میں فتحیاب طاقتوں کی ۱۹۱۹ء میں پیرس

میں بلائی ہوئی صلح کانفرنس میں قائم کی گئی۔ مجلس اقوام کے قواعد پر جو ورسائی کے معاہدۂ امن کا ایک حصہ تھا ۴۴ ریاستوں نے دستخط کئے۔

مجلس اقوام کی سرگرمیاں سوویت یونین کےلئے مخاصمانہ نوعیت کی تھیں اور یہ انجمن سوویت روس کے خلاف مسلح مداخلت منظم کرنے کا ایک مرکز تھی۔ مجلس اقوام امن اور سلامتی برقرار رکھنے میں ناکام ہوئی اور عام طور پر اسلحہ کی دوڑ میں جارحیت‌پرستوں کو ترغیب دینےوالی بن گئی۔

۱۵ ستمبر ۱۹۳۴ء کو ۳۴ ریاستوں نے جو مجلس اقوام کی ممبر تھیں سوویت یونین کو مجلس اقوام میں شامل ہونے کی دعوت دی اور امن کی جدوجہد کو مضبوط بنانے کےلئے سوویت یونین اس میں شامل ہوگیا۔ لیکن امن کے محاذ کو آگے بڑھانے کےلئے سوویت یونین کی کوششیں مغربی طاقتوں کے رجعت‌پرست حلقوں کی مزاحمت سے ٹکرا گئیں۔ دوسری عالمی جنگ کی ابتدا سے مجلس اقوام کی سرگرمیاں بند ہوگئیں اور اپریل ۱۹۴۶ء میں اس کو سرکاری طور پر ختم کردیا گیا۔ صفحہ ۵۴۲

۱۴۹ - ''انقلابی کمیونسٹ،، — یہ گروپ نرودنک رجحان رکھتا تھا اور جولائی ۱۹۱۸ء میں بائیں بازو کے انقلابی سوشلسٹوں کی بغاوت کے بعد ان کی پارٹی سے نکل آیا تھا۔ ستمبر ۱۹۱۸ء میں اس گروپ نے اپنی تنظیم ''انقلابی کمیونسٹ پارٹی،، کے نام سے قائم کی جس نے روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) سے تعاون اور سوویت حکومت کی حمایت کا اعلان کیا۔ صفحہ ۵۴۵

۱۵۰ - معاہدۂ ورسائی — ۱۹۱۴ — ۱۸ء کی عالمی سامراجی جنگ ختم ہونے پر ۲۸ جون ۱۹۱۹ء کو اتحادی ملکوں اور جرمنی کے درمیان اس صلح‌نامے پر دستخط ہوئے۔ اس معاہدے کا مقصد سرمایہ‌دار دنیا کی تقسیم کو فتح‌یاب طاقتوں کے مفاد میں مضبوط کرنا اور ملکوں کے درمیان ایسا نظام قائم کرنا تھا جس کا رخ سوویت روس اور ساری دنیا میں انقلابی تحریک کے خلاف ہو۔ صفحہ ۵۴۹

۱۵۱ - مارچ ۱۹۲۰ء میں رجعت‌پرست فوجیوں نے جرمنی میں حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی۔ اس بغاوت کو منظم کرنے‌والوں میں شاھی پرست کاپ، جنرل لیودیندورف، سیکت اور لیوتویتس تھے۔ ۱۳ مارچ ۱۹۲۰ء کو سازش کرنے‌والے جنرلوں نے برلن پر دھاوا بول دیا اور حکومت کی طرف سے کوئی مزاحمت نہ ھونے کی صورت میں دارالحکومت پر قبضہ کرکے فوجی ڈکٹیٹرشپ کا اعلان کردیا۔ جرمنی کے مزدور طبقے نے اس الٹ پلٹ کا جواب عام هڑتال سے دیا اور پرولتاریہ کے دباؤ سے ۱۷ مارچ ۱۹۲۰ء کو کاپ کی حکومت ختم ھوگئی اور سوشل ڈیموکریٹ پھر برسر اقتدار آ گئے۔ صفحہ ۵۵۵

۱۵۲ - یہاں ذکر جنوری ۱۹۱۹ء میں جرمن مزدور طبقے کی بغاوت، فن‌لینڈ میں ۱۹۱۸ء کا انقلاب اور ھنگری میں ۱۹۱۹ء کا انقلاب کچلنے کا ھے۔ صفحہ ۵٦۵

۱۵۳ - کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس ۱۹ جولائی سے ۷ اگست ۱۹۲۰ء تک ھوئی۔ کانگرس کا افتتاح پیتروگراد میں ھوا اور بعد کی نشستیں ماسکو میں ھوئیں۔ اس کانگرس میں ۲۰۰ سے زیادہ مندوبین نے شرکت کی جن میں ۳۷ ملکوں کی کمیونسٹ پارٹیوں اور مزدور تنظیموں کے نمائندے تھے۔

پہلی نشست میں لینن نے بین‌الاقوامی صورت‌حال اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کے بنیادی فریضوں کے بارے میں رپورٹ پیش کی۔ اس رپورٹ میں بین‌الاقوامی معاشی اور سیاسی صورت‌حال کا جو تجزیہ پیش کیا گیا تھا وھی کانگرس کے اھم‌ترین فیصلوں کی بنیاد بنا اور اسی سے عالمی سرمایہ‌دار نظام کے عام بحران کے حالات میں کمیونسٹ پارٹیوں کے فریضوں کا تعین ھوا۔

کانگرس نے لینن کے مرتب کئے ھوئے ”کمیونسٹ انٹرنیشنل میں شمولیت کی شرائط“ منظور کیں جو سرمایہ‌دار ملکوں کی مزدور تحریکوں میں نئی قسم کی پارٹیاں بنانے اور ان کو مضبوط کرنے کےلئے بڑی اھمیت کے حامل تھیں۔ لینن کی کتاب ”کمیونزم میں

'بائیں بازو ، کی طفلانہ بیماری،، کے خیالات نے کانگرس کے فیصلوں کےلئے بنیاد کا کام کیا۔ ''پرولتاری انقلاب میں کمیونسٹ پارٹی کے رول کے بارے میں،، لینن کی براہ‌راست شرکت سے جو قرارداد مرتب کی گئی تھی اس میں کانگرس نے بتایا کہ کمیونسٹ پارٹی ھی مزدور طبقے کو آزادی دلانے کا خاص اور بنیادی آلہ ھے اور اقتدار حاصل کرنے کے بعد کمیونسٹ پارٹی کا رول کم نہیں ھوتا بلکہ بڑھ جاتا ھے۔ کانگرس نے قومی نوآبادیاتی اور زرعی سوالوں کے مقالوں کی بھی تصدیق کی جن میں جبر و تشدد کی شکار اور غلام قوموں کی جدوجہد آزادی میں مدد دینے کی ضرورت اور مزدور طبقے اور محنت‌کش کسانوں میں اتحاد کی ضرورت پر زور دیا گیا۔

کومینٹرن کی اس دوسری کانگرس نے بین‌الاقوامی کمیونسٹ تحریک کے فروغ میں زبردست رول ادا کیا۔ لینن نے اس بات پر زور دیا کہ کانگرس کے بعد ''کمیونزم مجموعی طور پر مزدور تحریک کا مرکزی سوال بن گیا ھے،،۔ صفحہ ٥٦٨

۱۰۴ - مارخلیفسکی کا مضمون ''زرعی سوال اور عالمی انقلاب،، جولائی ۱۹۲۰ء میں رسالہ ''کمیونسٹ انٹرنیشنل،، کے شمارہ نمبر ۱۲ میں شایع ھوا۔ اس مضمون کو لینن نے اشاعت سے پہلے ھی پڑھ لیا تھا۔ صفحہ ٥٦٨

۱۰۵ - لونگے‌پرست، لونگے‌ازم — فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی میں مرکزیت پرست رجحان جس کا سربراہ ژان لونگے تھا۔ ۱۸ — ۱۹۱۴ء کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران لونگے کے حامیوں نے جارحانہ قوم‌پرستوں کے ساتھ سمجھوتے کی پالیسی پر عمل کیا اور انقلابی جدوجہد سے انکار کرتے ھوئے ''مادر وطن،، کی دفاع کا رویہ اختیار کیا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے بعد انھوں نے پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی حمایت کا زبانی اعلان کیا لیکن عملی طور پر موقع‌پرستی کا راستہ اختیار کیا۔ ۱۹۲۱ء میں لونگے کے حامی نام‌نہاد ''ڈھائی،، انٹرنیشنل میں شامل ھو گئے۔ صفحہ ٥٧٩

۱۵۶ - نومبر ۱۹۱۸ء میں جرمنی میں انقلاب ہو گیا۔ ۳ نومبر کو شہر کیل میں ملاحوں نے بغاوت کردی اور برطانوی بیڑے کے خلاف لڑکر ''عزت کے ساتھ مرنے'' کے لئے جانے سے انکار کردیا۔ یکے بعد دیگرے دوسرے فوجی بحری اڈے — برونس بیوتیل، ویلہیمس ہافین اور کوکس ہافین وغیرہ کیل کے ساتھ آتے گئے۔ جہازوں، فوجی چھاؤنیوں اور کارخانوں وغیرہ میں سپاہیوں اور مزدوروں کی سوویتیں بننے لگیں۔ سارے شمالی جرمنی پر چھاکر چند دنوں میں انقلاب وسطی اور جنوبی علاقوں میں بھی پھیلنے لگا۔ اسپارتاک والوں کی اپیل پر برلن میں شروع ہونے والی ۹ نومبر کی ہڑتال نے تیزی سے بڑھ کر مسلح بغاوت کی صورت اختیار کرلی۔ برلن میں ٹاؤن ہال، ریشتاغ اور برانڈین برگ پھاٹک پر سرخ جھنڈے لہرانے لگے۔ عوامی بغاوت کیوجہ سے یونکری بورژوا شاہی کا تختہ الٹ دیا گیا اور قیصر ولہلم ثانی کو تخت و تاج سے دست بردار ہونا پڑا۔

دائیں بازو کے سوشل ڈیموکریٹ لیڈروں اور جرمنی کی مرکزیت پرست انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے لیڈروں نے اس بات کی پوری کوشش کی کہ وہ سرمایہ دار نظام کو بچالیں اور ان کو مزدوروں اور سپاہیوں کی زیادہ تر سوویتوں میں غالب اکثریت حاصل ہو گئی۔ ۱۰ نومبر کو برلن سوویت کے عام جلسے میں عارضی حکومت بنائی گئی جو دائیں بازو کے سوشل ڈیموکریٹوں (ایبرت، شیئدمان، لاندس بیرگ) اور ''انڈپنڈنٹ'' پارٹی کے ممبروں (ہاسے وغیرہ) پر مشتمل تھی جو بعد کو حکومت سے علحدہ ہو گئے۔ ۱۶ — ۲۱ دسمبر ۱۹۱۸ء کو سوویتوں کی ہونے والی پہلی کل جرمنی کانگرس میں دائیں بازو کے سوشل ڈیموکریٹ لیڈر قانون سازی اور نظم و نسق کے اختیارات حکومت کے سپرد کرنے اور آئین ساز اسمبلی طلب کرنے کے بارے میں قرارداد منظور کرنے میں کامیاب ہو گئے جس کا مطلب عملی طور پر سوویتوں کا خاتمہ تھا۔

۳۰ دسمبر ۱۹۱۸ء کو ہونے والی تاسیسی کانگرس میں جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی وجود میں آئی۔

جنوری ۱۹۱۹ء میں ایبرت — شیئدمان کی حکومت کا تختہ

الٹنے کے لئے برلن میں مزدوروں کی بغاوت شروع ہوئی۔ بغاوت کے رہنما ادارے، انقلابی کمیٹی میں ''انڈپنڈنٹ،، اور کمیونسٹ پارٹی کے نمائندے لیبکنیخت اور پیک تھے۔ اگرچہ پارٹی بغاوت کو قبل از وقت سمجھتی تھی لیکن اس نے عوام‌الناس کے اقدام کی حمایت کی۔ برلن کی انقلابی جدوجہد رہئین کے علاقے، رور اور بریمین وغیرہ میں پھیل گئی۔

اس تحریک کے وسیع پیمانے سے ڈرکر انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے رہنماؤں نے حکومت سے بات‌چیت شروع کردی جس نے اس کو انقلاب‌دشمن اقدامات کی تیاری کے لئے استعمال کیا۔ ۱۱ جنوری ۱۹۱۹ء کو انقلاب‌دشمن طاقتوں نے دائیں‌بازو کے سوشل ڈیموکریٹ وزیر جنگ نوسکے کی قیادت میں مزدوروں پر دھاوا بولا اور بغاوت کو خون کے دریا میں ڈبو دیا۔ ظلم‌و دھشت کا راج قائم ہوگیا اور ۱۵ جنوری ۱۹۱۹ء کو جرمن مزدور طبقے کے لیڈروں لیبکنیخت اور لوکسمبرگ کو گرفتار کرکے قتل کردیا گیا۔ پرولتاریہ کی جنوری کی بغاوت کا استیصال اور اس کے بہترین لیڈروں کو قتل کرکے جرمنی کی بورژوازی نے آئین‌ساز اسمبلی کے انتخابات (۱۹ جنوری ۱۹۱۹ء) میں اپنے لئے فتح کی ضمانت حاصل کرلی۔ صفحہ ۵۸۰

۱۵۷ - برطانوی سوشلسٹ پارٹی — یہ پارٹی ۱۹۱۱ء میں سوشل ڈیموکریٹک پارٹی اور دوسرے سوشلسٹ گروپوں کو ملاکر بنائی گئی تھی۔ یہ پارٹی مارکسی خیالات کا پرچار کرتی تھی، ''موقع‌پرست نہ تھی اور واقعی اعتدال پرستوں سے پاک تھی،، (لینن)۔ پھر بھی قلیل تعداد ہونے اور عوام‌الناس سے کمزور روابط کیوجہ سے اس پر بعض فرقے وارانہ خصوصیات چھاگئیں۔ چنانچہ ۱۹۱۴—۱۸ء کی عالمی سامراجی جنگ کے دوران پارٹی میں بین الاقوامیت‌پسندوں (گالاخیر، انکپین، سیکلین، روتشتیئن وغیرہ) اور جارحانہ قوم‌پرستوں (ہنڈےمان وغیرہ) میں زبردست جدوجہد شروع ہوگئی۔ بین‌الاقوامیت پسندوں کے اندر بھی متذبذب عناصر تھے جو متعدد سوالوں کے بارے میں مرکزیت‌پرست رویہ اختیار کرتے تھے۔ اپریل ۱۹۱۶ء میں برطانوی سوشلسٹ پارٹی کی سالانہ سالفورڈ کی کانفرنس نے

ہندوستان اور اس کے حامیوں کے جارحانہ قوم‌پرست مؤقف کی مذمت کی اور وہ پارٹی سے الگ ہوگئے۔

برطانوی سوشلسٹ پارٹی نے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کو لبیک کہا۔ سوویت روس کو غیرملکی مداخلت سے بچانے کی برطانوی محنت‌کشوں کی تحریک میں اس پارٹی کے ممبروں نے اہم رول ادا کیا۔ ۱۹۱۹ء میں پارٹی کی ۹۸ تنظیموں نے اس کے کمیونسٹ انٹرنیشنل میں شامل ہونے کی حمایت کی اور چار تنظیموں نے خلاف ووٹ دئے۔ برطانوی سوشلسٹ پارٹی نے کمیونسٹ اتحاد کے گروپ کے ساتھ مل‌کر برطانیہ کی کمیونسٹ پارٹی کی تشکیل میں خاص رول ادا کیا جس کی تاسیسی کانگرس ۳۱ جولائی — یکم اگست ۱۹۲۰ء کو ہوئی۔ صفحہ ۵۸۹

۱۵۸ - ڈھائی انٹرنیشنل — ان مرکزیت پرست سوشلسٹ پارٹیوں اور گروپوں کی بین‌الاقوامی تنظیم جو انقلابی عوام کے دباؤ سے دوسری انٹرنیشنل سے بھاگ نکلے اور انھوں نے وی‌آنا میں فروری ۱۹۲۱ء میں کانفرنس کرکے اپنا سرکاری نام ”سوشلسٹ پارٹیوں کا بین‌الاقوامی اتحاد“ رکھا۔ دوسری انٹرنیشنل پر زبانی نکتہ‌چینی کے نام سے دراصل ڈھائی انٹرنیشنل کے لیڈر موقع‌پرست پالیسی پر گامزن تھے اور اپنے اتحاد کو کمیونسٹوں کا بڑھتا ہوا اثر روکنے کےلئے استعمال کرتے تھے۔ لینن نے لکھا ”ڈھائی انٹرنیشنل کے حضرات جو اپنے کو انقلابی کہلوانے کے خواہاں ہیں عملی طور پر ہر سنگین صورت‌حال میں انقلاب‌دشمن ہی ہیں کیونکہ وہ پرانی مشینری کو بزور توڑنے سے ڈرتے ہیں اور مزدور طبقے کی طاقت پر اعتماد نہیں رکھتے۔“ مئی ۱۹۲۳ء میں دوسری انٹرنیشنل اور ڈھائی انٹرنیشنل ”سوشلسٹ مزدور انٹرنیشنل“ کے نام سے متحد ہوگئیں۔ صفحہ ۵۹۷

۱۵۹ - نئی معاشی پالیسی — یہ معاشی پالیسی مارچ ۱۹۲۱ء میں روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی دسویں کانگرس میں لینن کی رپورٹ پر اختیار کی گئی۔ نئی معاشی پالیسی کی بنیادی بات ”فوجی کمیونزم“ کے دور کے جنس تجارت کی شکل میں

محصول کے بجائے نقد ٹیکس تھی۔ نئی معاشی پالیسی کروڑوں کسانوں کو سوشلزم کی تعمیر کے میدان میں لانے، مزدور طبقے اور کسانوں کے اتحاد کو مضبوط کرنے، سوشلسٹ معاشرے کی معاشی بنیاد رکھنے کی غرض سے اختیار کی گئی تھی۔ صفحہ ۵۹۹

۱۶۰۔ بظاہر لینن کا اشارہ یہاں پیرس کمیون کی اس کردارنگاری کا ہے جو کارل مارکس نے اپنی تصنیف ''فرانس میں خانہ‌جنگی،، میں کی ہے اور کمیون کو ''انتہائی لوچدار سیاسی شکل،، کہا ہے۔ مارکس نے پیرس کے شہریوں کے ''لوچ،، کی اعلی قدر اس خط میں بھی کی ہے جو انھوں نے کوگیلمان کو ۱۲ اپریل ۱۸۷۱ء کو لکھا۔ صفحہ ۶۱۱

۱۶۱۔ لینن کا مطلب اینگلس کے نام مارکس کے ۱۶ اپریل ۱۸۵۶ء کے اس خط سے ہے جس میں مارکس نے لکھا ہے ''جرمنی میں سارے معاملے کا انحصار اس پر ہوگا کہ پرولتاری انقلاب کی حمایت کسانوں کی جنگ کے دوسرے ایڈیشن کی حیثیت سے کی جائے۔ تب معاملہ شاندار ہوگا۔،، صفحہ ۶۱۱

۱۶۲۔ مزدور کسان نگراں ادارے — عوامی کمیساریت جو لینن کی تحریک پر فروری ۱۹۲۰ء میں قائم کی گئی تھی اور جو بنیادی طور پر اس ریاستی نگرانی کی عوامی کمیساریت کی نئی شکل تھی جس نے سوویت اقتدار کے پہلے برسوں میں تشکیل پائی تھی۔ صفحہ ۶۱۶

۱۶۳۔ مرکزی نگراں کمیشن — پارٹی نگرانی کا اعلی ادارہ جو پارٹی کی کانگرس میں منتخب کیا جاتا ہے۔ پہلے مرکزی نگراں کمیشن کا انتخاب روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی دسویں کانگرس میں ہوا تھا جو مارچ ۱۹۲۱ء میں منعقد کی گئی تھی۔ صفحہ ۶۱۷

۱٦٤ - یہاں ذکر یرمانسکی کی کتاب ''محنت اور پیداوار کی سائنسی تنظیم اور ٹیلر کا سسٹم،، - (ماسکو، ۱۹۲۲ء -) صفحہ ٦۲۹

۱٦٥ - یہاں ذکر کیرژینتسیف کی کتاب ''تنظیم کے اصول،، کا ھے جو پیتروگراد سے ۱۹۲۲ء میں شایع ھوئی - صفحہ ٦۲۹

ناموں کا اشاریہ

— الف —

استولیپن، پیوتر آرکادیوچ (۱۸۶۲ء — ۱۹۱۱ء) — زارشاہی روس کا مدبر — ۱۹۰۶ — ۱۱ء کے دوران روس کی وزارتی کونسل کا صدر اور وزیر داخلہ رہا۔ اسے کے نام سے شدید سیاسی رجعت‌پرستی کا زمانہ وابستہ ہے جس میں انقلابی تحریک کو دبانے کےلئے لوگوں کو بڑے پیمانے پر سزائے موت دی گئی۔ صفحات ۱۲۱، ۲۵۰، ۲۵۳، ۲۵۴

استیکلوف، یوری میخائیلووچ (۱۸۷۳ء — ۱۹۴۱ء) — سوشل ڈیموکریٹ، بالشویک۔ ۱۹۱۷ء کے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد کل‌روس مرکزی عاملہ کمیٹی اور مرکزی عاملہ کمیٹی کا ممبر رہا۔ صفحات ۱۳۰، ۱۳۹، ۱۴۳، ۱۴۷، ۱۴۹، ۱۵۴، ۱۵۵

اسٹاؤننگ (Stauning)، توروالد آگست ماری‌نوس (۱۸۷۳ء — ۱۹۴۲ء)۔ ھالینڈ کا مدبر، ھالینڈ کی سوشل ڈیموکریسی اور دوسری انٹرنیشنل کا دائیں بازو کا لیڈر اور صحافی۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے دور میں جارحانہ قوم‌پرست رہا۔ صفحہ ۱۸۷

اسکوبیلیف، متوئی ایوانووچ (۱۸۸۵ء — ۱۹۳۹ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، مینشویک۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے دوران جارحانہ قوم‌پرست ھو گیا۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد بورژوا عارضی حکومت میں شامل ھوا اور بعد میں مینشویکوں سے الگ ھوگیا۔ صفحہ ۱۸۸

اکسیلروڈ، پاویل بوریسووچ (۱۸۵۰ء — ۱۹۲۸ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ۔ ۱۸۸۳ء میں پہلی روسی مارکسی تنظیم — ''محنت کی نجات،، نامی گروپ کی بنیاد رکھنے میں حصہ لیا۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس (۱۹۰۳ء) کے بعد ایک مینشویک لیڈر تھا اور پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) میں مرکزیت‌پرست جارحانہ قوم پرست بن بیٹھا اور اپنے اس رول کو چھپانے کےلئے امن جو لفاظی سے کام لیا۔ روس کے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کا مخالف تھا۔ صفحات ۱۲، ۱۴، ۱۵، ۲۰، ۵۴۴

الیکسینسکی، گریگوری الکسیئوچ (سال پیدائش ۱۸۷۹ء) — روس میں ۱۹۰۵ء — ۱۹۰۷ء کے انقلاب کے دوران سوشل ڈیموکریٹ اور بالشویک رہا۔ لیکن انقلاب کی ناکامی کے بعد اوتزوویست

ہوگیا اور ”وپیریود“ نامی پارٹی مخالف گروہ کے ناظموں میں تھا۔ ۱۹۱۴ء—۱۹۱۸ء کی پہلی عالمی جنگ کے دوران جارحانہ قوم‌پرست رہا اور ۱۹۱۷ء کے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد انقلاب‌دشمن بن گیا۔ صفحات ۷۱، ۸۷، ۸۸

اوکسین‌تیف، نکولائی دمیتریئوچ (۱۸۷۸ء — ۱۹۴۳ء) — سوشلسٹ انقلابی پارٹی کا ایک لیڈر۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء— ۱۹۱۸ء) کے دوران اس نے جارحانہ قوم‌پرستی کی پوزیشن اختیار کی۔ ۱۹۱۷ء میں روس کی بورژوا عارضی حکومت میں شامل ہوا اور سوویت حکومت کے خلاف انقلاب‌دشمن جدوجہد میں شریک رہا۔ صفحات ۱۸۸، ۲۹۳ ۳۱۴، ۶۷۳

اووین (Owen)، روبرٹ (۱۷۷۱ء—۱۸۵۸ء) — برطانوی یوٹوپیائی سوشلسٹ۔ صفحہ ۶۰۸

ایلین، و۔ دیکھئے لینن، وی۔ آئی۔

اینگلس (Engels)، فریڈرک (۱۸۲۰ء—۱۸۹۵ء) — صفحات ۶۱، ۶۲، ۱۰۳، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۶۱، ۱۶۶ — ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۷، ۱۷۸، ۲۰۰، ۲۰۶، ۲۱۵، ۲۱۸، ۲۲۲، ۲۲۵، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۷، ۳۸۹، ۳۹۰، ۴۱۲، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۱، ۴۲۵، ۴۳۵، ۴۳۹، ۴۴۱، ۴۴۵، ۴۶۳، ۵۲۲، ۵۳۸ — ۵۴۰، ۵۴۴، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۶۴، ۶۷۳، ۶۸۵، ۶۹۸

— ب —

بابوشکن، ایوان واسیلیوچ (۱۸۷۳ء—۱۹۰۶ء) — مزدور، انقلابی اور بالشویک۔ لینینی ”اسکرا“ کی تنظیم میں حصہ لیا اور ۱۹۰۵ء—۱۹۰۷ء کے انقلاب کے دوران بھی سرگرم کارکن رہے۔ اسلحہ کی منتقلی کے دوران بابوشکن تعزیری دستے کے ہاتھ آ گئے اور ان کو کسی تفتیش یا عدالتی کارروائی کے بغیر گولی مار دی گئی۔ صفحہ ۵۲۵

بازاروف، ولادیمیر الکساندرووچ (۱۸۷۴ء—۱۹۳۹ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، فلسفی اور ماہر معاشیات۔ متعدد بالشویک اشاعتوں میں معاونت کی۔ روس کے ۱۹۰۵ء—۱۹۰۷ء کے انقلاب

کی ناکامی کے بعد بالشویزم سے کنارہ کشی کرکے عینیت‌پرست ماخ پرست فلسفی ہو گیا۔ صفحہ ۳۰۱

باکونین، میخائیل الکساندرووچ (۱۸۱۴ء—۱۸۷۶ء) — روسی انقلابی اور نراجیت کے نظرئے کے بانیوں میں سے تھا۔ پہلی انٹرنیشنل کے ممبر کی حیثیت سے اس نے تنظیم کے اندر ھی سوشلسٹ ڈیموکریسی کا خفیہ اتحاد بنایا جس کا مقصد انٹرنیشنل میں پھوٹ ڈالنا تھا۔ اپنی نفاق اور بدنظمی پھیلانے والی سرگرمیوں کیوجہ سے ۱۸۷۲ء میں انٹرنیشنل سے نکالا گیا۔ اس نے نراجیت کے نظرئے اور عمل دونوں پر متعدد کتابیں لکھی ھیں۔ صفحہ ۱۹۵

باؤیر (Bauer)، اوٹو (۱۸۸۲ء—۱۹۳۸ء) — آسٹریائی سوشل ڈیموکریٹوں اور دوسری انٹرنیشنل کا ایک لیڈر، نام نہاد ''آسٹرومارکسزم'' کے نظرئے کا بانی جو ترمیم‌پرستی کی ایک قسم تھا۔ باؤیر ثقافتی قومی خوداختیاری کے بورژوا قوم پرست نظرئے کے بانیوں میں سے تھا۔ صفحات ۵۰، ۵۱۲، ۵۴۴، ۵۵۰، ۵۶۵

براکے (Bracke)، ولہلم (۱۸۴۲ء—۱۸۸۰ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کا ایک لیڈر اور صحافی۔ صفحات ۱۹۹، ۲۰۰

برانٹنگ (Branting)، کارل یالمر (۱۸۶۰ء—۱۹۲۵ء) — سویڈن کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا لیڈر، دوسری انٹرنیشنل کے رھنماؤں میں سے ایک اور موقع‌پرست تھا۔ صفحہ ۱۸۷

برانڈ (Brand)، ایگناتس — کتابوں کا ناشر۔ صفحہ ۵۱۲

برنشٹائن (Bernstein)، ایڈورڈ (۱۸۵۰ء—۱۹۳۲ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹ اور ترمیم پرستی کا نظریہ‌داں۔ اینگلس کی موت کے بعد اس نے جلد ھی مارکسزم میں ترمیم کا مطالبہ کیا اور یہ فارمولا پیش کیا ''حرکت سب کچھ ہے، آخری مقصد کچھ بھی نہیں''۔ برنشٹائن نے یہ دعوا کیا کہ سوشل ڈیموکریٹوں کو سوشلزم اور سوشلسٹ انقلاب کی جدوجہد سے انکار کرنا چاھئے اور سرمایہ‌دار نظام ھی میں رہ کر مزدوروں کی معاشی حالت بہتر بنانے کے مقصد سے انفرادی طور پر اصلاحات کےلئے اپنی جدوجہد کو محدود رکھنا چاھئے۔ صفحات ۳۹، ۱۸۵، ۱۹۴، ۱۹۵، ۲۴۱، ۳۱۱، ۳۲۳

بری‌آن (Briand)، اریستید (۱۸۶۲ء—۱۹۳۲ء) — فرانسیسی

45*

ریاستی کارکن۔ کئی بار فرانس کی بورژوا حکومت میں شریک ہوا اور وزیراعظم رہا۔ صفحہ ۲۷۱

بریشکو — بریشکوفسکایا، ایکاتیرنا کونستانتینوونا (۱۸۴۴ء — ۱۹۳۴ء) — روس میں سوشلسٹ انقلابی پارٹی کے ناظموں اور رہنماؤں میں سے تھی اور اس کے انتہائی دائیں بازو سے متعلق تھی۔ صفحات ۲۶۶، ۲۸۲، ۲۹۴

بلانک (Blanc)، لوئی (۱۸۱۱ء — ۱۸۸۲ء) — فرانسیسی پیٹی بورژوا سوشلسٹ اور مؤرخ۔ سرمایہ‌دار نظام میں طبقاتی تضادات کے متبائن ہونے کا قائل نہ تھا اور بورژوازی کے ساتھ سمجھوتے کا حامی تھا اور اس طرح سے مزدوروں کو انقلابی جدوجہد کی راہ سے ہٹاتا تھا۔ صفحات ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۵۵، ۲۲۵، ۲۴۱، ۲۴۲، ۳۲۰

بلانکی (Blanqui)، لوئی اوگوست (۱۸۰۵ء — ۱۸۸۱ء) — ممتاز فرانسیسی انقلابی اور سوشلسٹ یوٹوپیائی۔ اس نے ۱۸۳۰ء — ۱۸۷۰ء کے دوران پیرس کی بغاوتوں اور انقلابوں میں حصہ لیا، کئی خفیہ انقلابی انجمنوں کا سربراہ رہا۔ سازشی طریقۂ کار کا حامی تھا اور انقلابی جدوجہد کےلئے عوام‌الناس کی تنظیم کے فیصلہ کن رول کو نہیں سمجھتا تھا۔ صفحات ۵۳۸، ۵۳۹

بلینسکی، ویساریون گریگوریوچ (۱۸۱۱ء — ۱۸۴۸ء) — روسی انقلابی ڈیموکریٹ، ناقد ادب، صحافی اور مادیت‌پسند فلسفی۔ صفحہ ۳۳۲

بورخیئم (Borkheim)، سیگیزموند لیودویگ (۱۸۲۵ء — ۱۸۸۵ء) — جرمن صحافی اور ڈیموکریٹ۔ جرمنی کے ۱۸۴۸ء — ۱۸۴۹ء کے انقلاب میں شریک تھا۔ صفحہ ۳۸۴

بوردیگا (Bordiga)، امادیو (سال پیدائش ۱۸۸۹ء) — اطالوی سیاسی کارکن۔ اطالوی سوشلسٹ پارٹی کا ممبر تھا اور اس کے اندر نراجیت سے قربت رکھنے والے رجحان کی سربراہی کرتا تھا۔ ۱۹۲۱ء میں اس نے اطالوی کمیونسٹ پارٹی کے قیام میں حصہ لیا اور ۱۹۳۰ء میں پارٹی کے خلاف سرگرمیوں کیوجہ سے اس سے نکال دیا گیا۔ صفحات ۵۳۷، ۵۳۸

بوگایفسکی، میتروفان پیتروویچ (۱۸۸۱ء — ۱۹۱۸ء) — دون کے کزاکوں کے انقلاب‌دشمن حملے منظم کرتا تھا اور شکست کھانے

کے بعد ۱۹۱۸ء کی بہار میں اپنے آپ کو سپرد کر دیا اور قید کر لیا گیا۔ صفحہ ۳۶۷

بولیگین، الیکساندر گریگوریوچ (۱۸۵۱ء—۱۹۱۹ء) — زار کا وزیر - ۱۹۰۵ء میں اس کمیشن کا سربراہ تھا جو ریاستی مشاورتی دوما کے انعقاد کے لئے مسودۂ قانون تیار کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا۔ قانون کا مقصد ملک میں انقلابی لہر کو کمزور کرنا تھا۔ صفحہ ۲۶۲

بیبل (Bebel)، آگسٹ (۱۸۴۰ء—۱۹۱۳ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی اور دوسری انٹرنیشنل کے لیڈروں میں سے تھا۔ صفحات ۲۰۰، ۲۰۶، ۴۲۵، ۶۵۷

بیسولاتی (Bissolati)، لیونِد (۱۸۵۷ء—۱۹۲۰ء) — اطالوی سوشلسٹ پارٹی کے بانیوں میں سے تھا اور اس کے اصلاح‌پرست بازو کا لیڈر بھی - ۱۹۱۲ء میں اس کو اطالوی سوشلسٹ پارٹی سے نکال دیا گیا اور اس نے اپنی ''سوشل ریفارمسٹ پارٹی،، بنالی - پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء—۱۹۱۸ء) کے دوران اس نے جارحانہ قوم‌پرست رویہ اختیار کیا۔ صفحہ ۱۸۷

بیوکانان (Buchanan)، جارج ولیم (۱۸۵۴ء—۱۹۲۴ء) — برطانوی مدبر جو ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۸ء تک روس میں سفیر رہا اور اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے سوویت اقتدار کے خلاف جدوجہد میں انقلاب‌دشمنوں کی مدد کی۔ صفحات ۱۲۱، ۲۹۳

— پ —

پارووس (گیلفانڈ، الیکساندر لازاریوچ) (۱۸۶۹ء—۱۹۲۴ء) — مینشویک، روسی اور جرمن سوشل ڈیموکریٹک تحریک میں شریک تھا - پہلی عالمی جنگ کے دور میں انتہائی جارحانہ قوم‌پرست اور جرمن سامراجیت کا ایجنٹ رہا۔ صفحات ۵۸، ۶۵۸

پانے‌کوک (Panneckoek)، انتونی (هورنر، ک۔) (۱۸۷۳ء—۱۹۶۰ء) — ہالینڈ کا سوشل ڈیموکریٹ۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء—۱۹۱۸ء) کے دوران بین‌الاقوامیت پسند اور ۱۹۱۸ — ۲۱ء میں ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کا ممبر - اس نے انتہاپسند بائیں بازو کا فرقہ‌ورانہ رویہ اختیار کیا اور ۱۹۲۱ء میں کمیونسٹ پارٹی سے علحدہ ہو گیا۔ صفحات ۱۵، ۵۱۴، ۵۴۹

پیاتاکوف، گیورگی لیونڈووچ (کیئفسکی، پ۔) (۱۸۹۰ء—۱۹۳۷ء) — ۱۹۱۰ء میں بالشویک پارٹی میں آیا۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء—۱۹۱۸ء) کے دوران اس نے قوموں کے حق خودارادیت اور دوسرے بہت ہی اہم سوالوں میں لینن کی مخالفت کی، ۱۹۱۷ء کے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد تروتسکی کا حامی ہوگیا اور پارٹی کے خلاف سرگرمیوں کیوجہ سے پارٹی سے نکالا گیا۔ صفحات ۷۲، ۷۵، ۷۸—۸۱، ۸۳، ۸۵، ۸۶، ۸۸، ۸۹، ۹۱، ۹۲، ۹۳—۹۶، ۹۸، ۹۹، ۶۳۸

پیشیخونوف، الیکسئی واسیلئیوچ (۱۸۶۷ء—۱۹۳۳ء) — روسی پبلک کارکن اور صحافی۔ ۱۹۰۶ء سے ''عوامی سوشلسٹ،، نامی پیٹی‌بورژوا پارٹی کا رہنما رہا اور ۱۹۱۷ء میں روس کے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت اقتدار کے خلاف لڑتا رہا اور پھر بیرون ملک چلا گیا۔ صفحات ۲۷۵، ۶۶۹

— ت —

تروتسکی (برونشٹیئن)، لیف داویدوچ (۱۸۷۹ء—۱۹۴۰ء) — سوشل ڈیموکریٹ اور مینشویک۔ روس میں ۱۹۰۵ء—۷ کے انقلاب کے بعد انسداد پرست ہوگیا اور پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء—۱۹۱۸ء) کے زمانے میں مرکزیت پرست رہا، جنگ، امن اور انقلاب کے مسائل پر لینن کے خلاف لڑتا رہا۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی چھٹی کانگرس (۱۹۱۷ء) میں بالشویک پارٹی میں لے لیا گیا۔ ۱۹۱۷ء کے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد کئی ذمےدار منصبوں پر رہا اور پارٹی کی عام لائن کے خلاف اور سوشلزم کی تعمیر کےلئے لینن کے پروگرام کے خلاف زور شور سے گروہ بندی کرکے جدوجہد کرتا رہا۔ اس نے یہ پرچار کیا کہ سوویت یونین میں سوشلزم کی کامرانی ممکن نہیں ہے۔ کمیونسٹ پارٹی نے تروتسکی ازم کو پارٹی کے اندر پیٹی‌بورژوا رجحان کی حیثیت دیکر اس کا پردہ چاک کیا اور اس کو نظریاتی اور تنظیمی دونوں پہلوؤں سے توڑ دیا۔ ۱۹۲۷ء میں تروتسکی کو پارٹی سے نکال دیا گیا۔ اور ۱۹۲۹ء میں اس کو سوویت دشمن سرگرمیوں کےلئے سوویت یونین سے نکال دیا گیا۔ صفحات ۲۹۹، ۶۴۳، ۶۵۸، ۶۶۷، ۶۸۰

تریویس (Treves)، کلاؤدیو (۱۸۶۳ء — ۱۹۳۳ء) — اطالوی سوشلسٹ پارٹی کے اصلاح پرست لیڈروں میں سے تھا جس نے پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے دور میں مرکزیت پرست پوزیشن اختیار کی۔ صفحہ ۱۰۹

تسرے تیلی، ایراکلی گیورگیئوچ (۱۸۸۲ء — ۱۹۵۹ء) — مینشویکوں کا لیڈر اور پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے زمانے میں مرکزیت پرست رہا۔ مئی ۱۹۱۷ء میں روس کی بورژوا عارضی حکومت میں شامل ہوا۔ صفحات ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۹، ۱۴۳، ۱۴۷، ۱۴۹، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۶۱ — ۱۶۳، ۱۸۸، ۱۹۰، ۲۱۷، ۲۳۶، ۲۴۳، ۲۵۲، ۲۶۲، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۸۲، ۳۴۹، ۳۶۶، ۶۶۰

توراتی (Turati)، فیلیپو (۱۸۵۷ء — ۱۹۳۲ء) — اطالوی مزدور تحریک کا کارکن، اطالوی سوشلسٹ پارٹی کا ایک ناظم (۱۸۹۲ء) اور اس کے دائیں، اصلاح پرست بازو کا لیڈر۔ صفحات ۱۳۲، ۵۳۸، ۵۹۵

توگان — دیکھئے: توگان — برانوفسکی، م۔ ای۔

توگان — برانوفسکی، میخائل ایوانوچ (توگان) (۱۸۶۵ء — ۱۹۱۹ء) — روسی معاشیات داں، پچھلی صدی کی آخری دہائی میں ”قانونی مارکسزم“ کا نمائندہ۔ بعد میں کیڈٹ پارٹی کا کارکن ہو گیا۔ صفحہ ۲۱۳

— ٹ —

ٹومس (Thomas)، آلبیر (۱۸۷۸ء — ۱۹۳۲ء) — فرانسیسی سیاسی کارکن، سوشل ریفارمسٹ۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے دوران جارحانہ قوم پرست رہا اور فرانس کی بورژوا حکومت میں وزیر اسلحہ ہو گیا۔ صفحہ ۱۰۹

— چ —

چرچل (Churchill)، ونسٹن (۱۸۷۴ء — ۱۹۶۵ء) — برطانوی مدبر اور سیاست داں، قدامت پرست۔ ۲۱ — ۱۹۱۸ء میں برطانوی وزیر جنگ کی حیثیت سے سوویت روس کے خلاف مسلح مداخلت کو ہوا دی اور دوسری عالمی جنگ (۱۹۴۱ء — ۱۹۴۵ء) کے دوران برطانیہ کا وزیر اعظم رہا۔ صفحات ۵۵۶، ۵۵۷

چرنی‌شیفسکی، نکولائی گاوری‌لووچ (۱۸۲۸ء — ۱۸۸۹ء) — روسی انقلابی ڈیموکریٹ، مصنف، فلسفی، معاشیات‌داں اور ادبی ناقد۔ صفحات ۳۰۰، ۵۴۴، ۶۸۲

چھے‌ایدزے، نکولائی سیمیونووچ (۱۸۶۴ء — ۱۹۲۶ء) — مینشویکوں کا ایک لیڈر، تیسری اور چوتھی دوما کا ممبر۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے برسوں میں مرکزیت‌پرست رہا۔ صفحات ۱۰۹، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۹، ۱۴۳، ۱۴۷، ۱۴۹، ۱۵۴، ۱۵۵، ۶۶۷

چھینکیلی، اکاکیئی ایوانووچ (۱۸۷۴ء — ۱۹۵۹ء) — جارجیائی سوشل ڈیموکریٹ، مینشویک۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے زمانے میں جارحانہ قوم‌پرست رہا۔ صفحات ۱۱۶، ۱۲۳

چیرنوف، وکتر میخائلوچ (۱۸۷۶ء — ۱۹۵۲ء) — روس کے سوشلسٹ انقلابیوں کے نظریہ‌دانوں اور لیڈروں میں سے تھا۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے دور میں جارحانہ قوم‌پرست ہو گیا۔ مئی — اگست ۱۹۱۷ء میں بورژوا عارضی حکومت میں وزیر کاشتکاری رہا۔ ۱۹۱۷ء کے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت دشمن بغاوتوں کے ناظموں میں سے تھا اور ۱۹۲۰ء میں بیرون ملک منتقل ہو گیا۔ صفحات ۱۶۱—۱۶۳، ۱۸۸، ۲۱۷، ۲۳۵، ۲۴۳، ۲۶۷، ۲۷۱، ۳۴۹، ۳۶۶، ۵۴۵، ۵۹۵، ۶۶۰

چیرنینکوف، ب۔ ن۔ (سال پیدائش ۱۸۸۳ء) — ۱۹۰۳ء سے روس کی انقلابی سوشلسٹ پارٹی کا ممبر تھا اور پیشے کے لحاظ سے اعداد و شمار کا ماہر۔ صفحہ ۴۸۸

— د —

دان (گورویچ)، فیودر ایلیچ (۱۸۷۱ء — ۱۹۴۷ء) — مینشویکوں کا ایک لیڈر۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے زمانے میں جارحانہ قوم پرست رہا۔ صفحات ۱۶۱، ۲۳۵، ۲۷۱، ۳۱۴، ۶۶۸، ۶۷۴

دانتن (Danton)، ژورژ ژاک (۱۷۵۹ء — ۱۷۹۴ء) — ۱۸ ویں صدی میں فرانسیسی بورژوا انقلاب کا ایک ممتاز کارکن۔ صفحہ ۲۸۹

دتسگین (Dietzgen)، ایوسیف (۱۸۲۸ء — ۱۸۸۸ء) — جرمن

چمڑاساز مزدور، نمایاں سوشل ڈیموکریٹ اور فلسفی۔ وہ اپنے آپ جدلیاتی مادیت کے اصولوں تک پہنچا۔ صفحہ ۵۳۴

درائی‌فوس (Dreyfus)، آلفریڈ (۱۸۵۹ء — ۱۹۳۵ء) — فرانسیسی جنرل اسٹاف کا افسر اور یہودی تھا جس کو ۱۸۹۴ء میں ریاست سے غداری کے جھوٹے الزام میں عمرقید کی سزا دی گئی لیکن مزدور طبقے اور ترقی‌پسند دانش‌وروں کی وکالت کی بدولت درائی‌فوس کو ۱۸۹۹ء میں رہا کر دیا گیا اور ۱۹۰۶ء میں اس کی بحالی ہوئی۔ صفحات ۴۹، ۴۲۸، ۵۶۰، ۶۴۵

دنیکن، انتون ایوانووچ (۱۸۷۲ء — ۱۹۴۷ء) — روس میں خانہ‌جنگی کے زمانے (۱۹۱۸ء — ۱۹۲۰ء) میں زار کی فوج کا جنرل اور جنوبی روس میں سفید گارڈ کی افواج کا سپہ سالار تھا۔ سوویت فوجوں سے شکست کھاکر وہ ملک سے بھاگ گیا۔ صفحات ۴۶۹، ۵۱۵، ۵۳۳

دوباسوف، فیدور واسلئےویچ (۱۸۴۵ء — ۱۹۱۲ء) — زار کی فوج میں امیر البحر تھا۔ اس نے ۱۹۰۵ء — ۱۹۰۷ء کے پہلے روسی انقلاب کو بری طرح سے کچلا۔ صفحات ۲۵۲، ۲۸۵

دیبس (Debs)، یوجن وکٹر (۱۸۵۵ء — ۱۹۲۶ء) — ریاستہائے متحدہ امریکہ میں مزدور تحریک کا ایک کارکن اور اس سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے ناظموں میں سے تھا جس نے ۱۹۰۰ء — ۱۹۰۱ء میں بننےوالی سوشلسٹ پارٹی کےلئے مرکز فراہم کیا۔ دیبس اس پارٹی کے بائیں بازو کا لیڈر تھا۔ پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں بین‌الاقوامیت پسند رہا۔ صفحات ۴۰۲، ۶۹۰

دیوما (Dumas)، چارلس (۱۸۸۳ء — ۱۹۱۴ء) — صحافی اور پرچارک، فرانس کی سوشلسٹ پارٹی اور پارلیمنٹ کا ممبر۔ پہلی عالمی جنگ کے برسوں میں جارحانہ قوم‌پرست رہا۔ صفحات ۱۱، ۳۶

— ڈ —

ڈیلائسی (Delaisi)، فرانسس (سال پیدائش ۱۸۷۳ء) — فرانسیسی پیٹی بورژوا ماہر معاشیات، سنڈی‌کلیسٹ اور مجہول امن‌پرست تھا۔ صفحہ ۱۴

ڈی لیون (De Leon)، دانیال (۱۸۵۲ء — ۱۹۱۴ء) — ریاستہائے متحدہ امریکہ کی مزدور تحریک کا ایک کارکن اور

پچھلی صدی کی آخری دہائی میں سوشلسٹ لیبر پارٹی کا لیڈر اور نظریہ ساز رہا۔ ڈی لیون نے ریاستہائے متحدہ امریکہ کی ٹریڈ یونین تحریک کے موقع پرست لیڈروں کے خلاف جدوجہد کی لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے نراجی اور سنڈی‌کلیسٹ خیالات کا پروپیگنڈا کرکے فرقہ‌ورانہ نوعیت کی غلطیاں کیں۔ صفحات ۵۲۲، ۶۹۰

ڈیوڈ (David)، ایڈورڈ (۱۸۶۳ء — ۱۹۳۰ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کے دائیں بازو کا ایک لیڈر اور ترمیم‌پرست۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے زمانے میں جارحانہ قوم‌پرست رہا۔ صفحات ۱۲، ۱۱۸، ۱۸۷، ۳۶۳

ڈیورنگ (Dühring)، ایوگینی (۱۸۳۳ء — ۱۹۲۱ء) — جرمن انتخابیت پرست فلسفی اور اوچھا معاشیات‌داں۔ صفحہ ۱۶۷

— ر —

رادیک، کارل بیرن‌گاردوویچ (ک۔ ر۔) (۱۸۸۵ء — ۱۹۳۹ء) — پچھلی صدی کی آخری دہائی کے ابتدائی برسوں سے گلیشیا، پولینڈ اور جرمنی کی سوشل ڈیموکریٹک تحریک میں شریک تھا اور ۱۹۱۷ء میں بالشویک پارٹی میں آیا۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے زمانے میں بین الاقوامیت پسند رہا۔ ۱۹۲۳ء سے تروتسکی کے حزب مخالف کا سرگرم کارکن بن گیا۔ صفحات ۱۵، ۶۴

راسپوتن (نوویخ)، گریگوری ایفیموویچ (۱۸۷۲ء — ۱۹۱۶ء) — مہم باز، آخری زار نکولائی ثانی کے دربار میں بڑا اثر رکھتا تھا۔ صفحہ ۱۱۵

راکیت‌نکوف، ن۔ ای۔ (سال پیدائش ۱۸۶۴ء) — نرودنک اور پھر سوشلسٹ انقلابی، صحافی۔ ۱۹۱۷ء میں فروری کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد کاشتکاری کا نائب وزیر۔ ۱۹۱۹ء میں سوشلسٹ انقلابیوں کی پارٹی سے نکل گیا اور سوویت حکومت کو تسلیم کیا۔ صفحہ ۱۶۱

رائے، منویندرناتھ (۱۸۹۲ء — ۱۹۴۸ء) — ہندوستانی سیاسی کارکن۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری، تیسری، چوتھی اور پانچویں کانگرسوں میں ڈیلیگیٹ۔ صفحات ۵۸۳، ۵۸۴

رودزیانکو، میخائیل ولادیمیرووچ (۱۸۵۹ء — ۱۹۲۴ء) — روسی جاگیردار، شاہی پرست، اکتوبریوں ("۱۷ اکتوبر کی یونین") کی پارٹی کا ایک لیڈر۔ صفحہ ۳۰۲

روسانوف، نکولائی سیرگیئوچ (سال پیدائش ۱۸۵۹ء) — صحافی، "نرودنیا وولیا" (عوام کا عزم) نامی پارٹی کا ممبر جو بعد میں سوشلسٹ انقلابی ہوگیا۔ صفحہ ۱۸۹

رومانوف، میخائل الیکساندروچ (۱۸۷۸ء — ۱۹۱۸ء) — بڑا شہزادہ اور آخری روسی شہنشاہ زار نکولائی ثانی کا بھائی۔ صفحہ ۱۲۴

رومانوف، نکولائی — دیکھئے : نکولائی ثانی۔

رومانوف خاندان — روسی زاروں اور شہنشاہوں کا آخری خاندان جس نے ۱۶۱۳ء سے ۱۹۱۷ء تک حکومت کی۔ صفحات ۱۱۰، ۱۱۶، ۱۲۱، ۱۲۳، ۱۲۵

ریابوشنسکی، پاویل پاولوویچ (سال پیدائش ۱۸۷۱ء) — ماسکو کا ایک بڑا بینکر اور صنعت کار۔ روس کی خانہ جنگی کے زمانے میں انقلاب دشمنی کے لیڈروں میں سے تھا۔ صفحہ ۳۴۹

ریناڈیل (Renaudel)، پیئر (۱۸۷۱ء — ۱۹۳۵ء) — فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کا ایک اصلاح پرست لیڈر، پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے زمانے میں جارحانہ قوم پرست۔ صفحات ۵۸، ۱۸۷، ۳۰۸، ۳۲۷

رینیر (Renner)، کارل (۱۸۷۰ء — ۱۹۵۰ء) — آسٹریا کا سیاسی کارکن، دائیں بازو کے آسٹریائی سوشل ڈیموکریٹوں کا لیڈر اور نظریات‌داں۔ "آسٹرو مارکسزم" اور بورژوا قوم‌پرست نظریہ "ثقافتی قومی خود اختیاری" کے بانیوں میں سے تھا۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے دور میں جارحانہ قوم‌پرست رہا۔ صفحات ۵۰، ۳۰۸، ۳۶۰، ۶۳۵

— ز —

زاسولیچ، ویرا ایوانوونا (۱۸۴۹ء — ۱۹۱۹ء) — روس میں نرودنک تحریک کی اور اس کے بعد سوشل ڈیموکریٹک تحریک کی کارکن رہی۔ اس نے پہلی روسی مارکسی تنظیم یعنی "محنت کی نجات" نامی گروپ کے قیام میں شرکت کی۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس (۱۹۰۳ء) کے بعد وہ مینشویک ہو گئی۔ صفحہ ۵۴۴

زوباتوف، سرگئی واسیلئیوچ (۱۸٦۴ء — ۱۹۱۷ء) — روسی پولیس کا کرنل ـ پچھلی صدی کی آخری دھائی میں ماسکو کے محافظ ادارے کا چیف تھا ـ اس نے ۱۹۰۱ء — ۱۹۰۳ء میں ''زوباتوف والی،، مزدور انجمنیں منظم کیں اور ان کے ذریعے سے مزدوروں کو انقلابی جدوجہد سے باز رکھنے اور ان میں شاہ‌پرستی کے خیالات مستحکم کرنے کی کوشش کی ـ صفحہ ۵۲۵

زولا (Zola)، ایمیل (۱۸۴۰ء — ۱۹۰۲ء) — فرانسیسی مصنف ـ صفحات ۳۸۹، ٦۴۵

زین زینوف، و ـ م ـ (سال پیدائش ۱۸۸۱ء) — روسی سوشلسٹ انقلابیوں کا ایک لیڈر اور ان کے اخبار ''دیلو نرودا،، کا ایڈیٹر تھا ـ صفحہ ۱۸۹

زینووئیف (رادومیسلسکی)، گریگوری ایوسیئوچ (۱۸۸۳ء — ۱۹۳٦ء) — ۱۹۰۱ء سے بالشویک پارٹی میں رہا ـ ۱۹۰۵ء — ۱۹۰۷ء کے روسی انقلاب کی ناکامی کے بعد انسدادپرستوں، اوتزوویستوں اور تروتسکی کے حامیوں کی طرف جھکنے لگا ـ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) میں اس نے بین الاقوامیت کی پوزیشن اختیار کی ـ اکتوبر ۱۹۱۷ء میں اس نے کامینیف کے ساتھ ملکر نیم‌مینشویک اخبار ''نووایا ژیزن،، میں یہ بیان شایع کر دیا کہ وہ دونوں پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے اس فیصلے سے متفق نہیں ھیں کہ مسلح بغاوت کی جائے ـ اس طرح انھوں نے پارٹی کے منصوبے سے بورژوا عارضی حکومت کو آگاہ کردیا ـ ۱۹۲۵ء میں زینووئیف ''نیاحزب مخالف'' کے ناظموں میں سے تھا اور ۱۹۲٦ء میں پارٹی مخالف تروتسکی زینووئیف بلاک کا ایک لیڈر ھوگیا ـ بعد میں اپنی پارٹی مخالف سرگرمیوں کیوجہ سے اس کو پارٹی سے نکال دیا گیا ـ صفحات ۴۷، ۱۳۵، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۴، ۳۰٦، ٦٦۷، ٦۷۰، ٦۷۱

زیودیکوم (Südekum)، آلبرٹ (۱۸۷۱ء — ۱۹۴۴ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کا ایک موقع‌پرست لیڈر اور ترمیم‌پرست ـ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے زمانے میں وہ سخت جارحانہ قوم‌پرست ھوگیا ـ صفحات ۱۸، ۳٦، ۳۹

— ژ —

ژوردانیا، نوئی نکولائیوچ (۱۸۷۰ء — ۱۹۵۳ء) — سوشل ڈیموکریٹ، جارجیائی مینشویکوں کا ایک لیڈر۔ ۱۹۰۵ء — ۱۹۰۷ء کے انقلاب کی ناکامی کے بعد اس نے انسدادپرستوں کی حمایت کی اور پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے زمانے میں جارحانہ قوم‌پرست ہو گیا۔ صفحہ ۲٦۷

ژوؤ (Jouhaux)، لیون (۱۸۷۹ء — ۱۹۵۴ء) — فرانسیسی اور بین الاقوامی ٹریڈیونین تحریک کا ایک کارکن۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے زمانے میں جارحانہ قوم‌پرست تھا۔ صفحات ۵۲۱، ۵۲۴، ۵۲۵

— س —

سادول (Sadoul)، ژاک (۱۸۸۱ء — ۱۹۵٦ء) — فرانسیسی فوج کا افسر، فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کا ممبر جو جارحانہ قوم‌پرست رویہ رکھتا تھا۔ ۱۹۱۷ء میں روس میں فرانسیسی فوجی مشن کا ممبر تھا اور ۱۹۱۷ء کے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب سے متاثر ہوکر روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کے فرانسیسی شعبے میں داخل ہوا اور رضاکار کے طور پر سرخ فوج میں شامل ہوا۔ صفحہ ۳۹۸

سامبا (Sembat)، مارسیل (۱۸٦۲ء — ۱۹۲۲ء) — فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کا ایک لیڈر اور صحافی تھا۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے دور میں جارحانہ قوم پرست رہا۔ صفحات ۱۰۹، ۱۸۷، ۱۹۰

سوخانوف (گریمیر)، نکولائی نکولائیوچ (سال پیدائش ۱۸۸۲ء) — ماہر معاشیات اور صحافی، مینشویک۔ صفحات ٦۱۱، ٦۱۳، ٦۱۵

سیراتی (Serrati)، جاچینتو مینوتی (۱۸۷۲ء — ۱۹۲٦ء) — اطالوی مزدور تحریک کا کارکن اور اطالوی سوشلسٹ پارٹی کا ایک رہنما۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے دوران بین الاقوامیت پسند رہا۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس میں اطالوی وفد

کا سربراہ تھا اور ۱۹۲۴ء میں اطالوی کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہوا۔ صفحات ۵۳۷، ۵۳۸

سیریدا، س۔ پ۔ (۱۸۷۱ء — ۱۹۳۳ء) — سوویت مدبر۔ ۱۹۱۷ء کے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد ذمےدارانہ سوویت اور معاشی کام اس کے سپرد کئے گئے اور ۱۹۱۸ء — ۱۹۲۱ء میں روسی فیڈریشن میں کاشتکاری کا عوامی کمیسار ہوا۔ صفحہ ۵۰۱

سیمکوفسکی (برونشٹیئن)، سیمیون یولیوچ (سال پیدائش ۱۸۸۲ء) — پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے دور میں مرکزیت پرست رہا۔ صفحہ ۵۸

— ش —

شنگاریوف، اندرئی ایوانووچ (۱۸۶۹ء — ۱۹۱۸ء) — کیڈٹ پارٹی کے لیڈروں میں سے تھا اور زیمستوو کا کارکن بھی۔ صفحات ۱۱۶، ۲۷۵

شولٹزے (Schultze)، ارنسٹ (۱۸۷۴ء — ۱۹۴۳ء) — جرمن معاشیت‌داں اور جرمن سامراج کی وکالت کرنےوالا۔ صفحہ ۲۸

شیر، و۔ و۔ (۱۸۸۴ء — ۱۹۴۰ء) — سوشل ڈیموکریٹ، مینشویک۔ صفحہ ۴۸۸

شیڈمان (Scheidemann)، فلیپ (۱۸۶۵ء — ۱۹۳۹ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کے انتہائی دائیں، موقع‌پرست بازو کا ایک لیڈر اور پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے دوران جارحانہ قوم‌پرست رہا۔ صفحات ۳۶، ۱۰۹، ۱۱۸، ۱۸۷، ۱۹۰، ۲۳۴، ۴۰۸، ۴۲۸، ۴۶۰، ۴۶۴، ۴۶۸، ۵۰۸، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۷، ۵۶۴، ۶۹۶

— ف —

فائرباخ (Feuerbach)، لڈوگ آندریاس (۱۸۰۴ء — ۱۸۷۲ء) — ممتاز جرمن مادیت‌پسند فلسفی اور لامذہب جو مارکسزم کے متقدمین میں سے تھا۔ صفحہ ۳۲

فوش (Foch) فیردیناند (۱۸۵۱ء — ۱۹۲۹ء) — فرانسیسی فوجی مدبر، مارشل، ۱۹۱۸ — ۲۰ء میں سوویت روس کے خلاف مسلح مداخلت منظم کرنےوالوں میں سے تھا۔ صفحہ ۴۷۷

۴۴۱، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۶۶—۴۶۸، ۴۷۴، ۴۸۱، ۵۱۲، ۵۱۴، ۵۴۴،
۵۴۷، ۵۵۰، ۵۶۵، ۵۸۰، ۵۹۵، ۶۱۵، ۶۴۶، ۶۸۴

کروپ (Krupp) — جرمن خاندان جو بہت بڑے فوجی دھات‌ساز کارخانوں کا مالک ہے۔ اس نے پہلی عالمی جنگ کی تیاری میں (۱۹۱۴ء—۱۹۱۸ء) سرگرمی سے حصہ لیا اور دوسری عالمی جنگ (۱۹۳۹ء—۱۹۴۵ء) میں ہٹلر کی مدد کی۔ صفحہ ۳۲۷

کروپوتکن، پیوتر الیکسیئوچ (۱۸۴۲ء—۱۹۲۱ء) — روسی انقلابی تحریک کا کارکن، نراجی انارکزم کے نظریے اور عمل کے بارے میں کئی کتابوں کا مصنف۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء—۱۹۱۸ء) کے زمانے میں جارحانہ قوم‌پرست رہا۔ ۱۹۱۷ء کے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت حکومت کی طرف آگیا اور اس فوجی مداخلت کی مخالفت کی جو سامراجی طاقتوں نے کی تھی۔ صفحہ ۲۱۸

کریسپین (Crispien)، آرتھر (۱۸۷۵ء—۱۹۴۶ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کا ایک لیڈر اور صحافی۔ صفحہ ۵۴۷

کلیمینسو (Clemenceau) ژورژ بینژامین (۱۸۴۱ء—۱۹۲۹ء) — فرانس کا سیاسی اور ریاستی کارکن جو بہت برسوں تک ریڈیکل پارٹی کا لیڈر رہا۔ ۱۹۰۶ء—۱۹۰۹ء اور ۱۹۱۷ء—۱۹۲۰ء کے برسوں میں فرانسیسی حکومت کا سربراہ ہوا اور مزدور طبقے کو سختی سے کچلنے کی پالیسی اختیار کی۔ صفحات ۳۲۷، ۳۵۹

کوگیلمان (Kugelmann)، لیودویگ (۱۸۳۰ء—۱۹۰۲ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹ جس نے ۱۸۴۸ء—۱۸۴۹ء کے انقلاب میں حصہ لیا۔ پہلی انٹرنیشنل کا ممبر تھا۔ صفحات ۱۷۸، ۱۷۹، ۶۵۷

کورنیلسن (Cornelissen)، کرسٹیان — ہالینڈ کا نراجی اور کروپوتکن کا پیرو تھا۔ اس نے مارکسزم کی مخالفت کی۔ صفحہ ۲۱۸

کورنیلوف، لاور گیورگیئوچ (۱۸۷۰ء—۱۹۱۸ء) — زار کی فوج کا جنرل تھا اور ۱۹۱۷ء میں روسی فوج کا اعلی کمانڈر ہوا۔ اگست ۱۹۱۷ء میں اس نے انقلاب دشمن بغاوت کی سربراہی کی جس کو دبانے کے بعد اس کو قید کر لیا گیا لیکن وہ جیل سے بھاگ نکلا اور دون کے علاقے میں جاکر ''رضاکار فوج'' کے نام سے سفید گارڈوں کو منظم کیا اور ان کا کمانڈر بنا۔ صفحات ۱۹۵، ۱۹۶، ۲۲۹،

۲۳۵، ۲۴۲ ۲۵۱، ۲۶۹، ۲۹۳—۲۹۵، ۲۹۷، ۲۹۹، ۳۰۶، ۳۶۹، ۵۵۵، ۶۶۳، ۶۶۴

کولچاک، الیکساندر واسیلئیوچ (۱۸۷۳ء—۱۹۲۰ء) — زار کے بحری بیڑے میں امیرالبحر، شاہی پرست۔ ۱۹۱۹ء میں اس نے سائبیریا میں بورژوازی اور جاگیرداروں کی انقلاب دشمن لڑائی کی سربراہی کی۔ وہ برطانیہ، امریکہ اور فرانس کی سامراجیت کا مہرہ تھا۔ صفحہ ۳۶۹

کولیشیر، ا — کیڈٹ۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء—۱۹۱۸ء) کے زمانے میں کیڈٹ پارٹی کے مرکزی ترجمان اخبار ''ریچ'' میں کام کرتا تھا۔ صفحہ ۶۵

کویلچ (Quelch)، ٹامس (۱۸۸۶ء—۱۹۵۴ء) — برطانوی سوشلسٹ جو بعد میں کمیونسٹ، ٹریڈیونین کا کارکن اور صحافی ہوا۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء—۱۹۱۸ء) کے زمانے میں بین الاقوامیت پسند ہو گیا۔ صفحہ ۵۸۹

کوےنیاک (Cavaignac)، لوئی ایژیں (۱۸۰۲ء—۱۸۵۷ء) — فرانسیسی جنرل تھا۔ جون ۱۸۴۸ء میں فوجی ڈکٹیٹرشپ کا سربراہ بن کر انتہائی سختی کے ساتھ پیرس کے مزدوروں کی جون کی بغاوت کو کچل دیا۔ صفحات ۱۶۰—۱۶۳

کیرژینتسیف (لیبیدیف)، پلاتون میخائیلوچ (۱۸۸۱ء—۱۹۴۰ء) — سوویت یونین میں ریاست اور پارٹی کا کارکن، مؤرخ اور صحافی۔ صفحات ۶۲۹، ۶۹۹

کیرینسکی، الیکساندر فیدوروچ (۱۸۸۱ء—۱۹۷۰ء) — روسی سوشلسٹ انقلابی۔ جولائی — اکتوبر ۱۹۱۷ء میں بورژوا عارضی حکومت کا سربراہ ہوا اور سامراجی جنگ کو جاری رکھنے اور اقتدار بورژوازی کے ہاتھ میں رکھنے کی پالیسی جاری رکھی۔ ۱۹۱۷ء کے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد ملک سے بھاگ گیا۔ صفحات ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۲۱، ۱۲۴، ۱۶۲، ۲۳۱، ۲۳۵، ۲۳۸، ۲۴۳، ۲۵۱—۲۵۳، ۲۵۵، ۲۵۷، ۲۶۴، ۲۶۶، ۲۸۶، ۲۹۲—۲۹۵، ۲۹۷، ۳۰۲، ۳۰۶، ۳۲۳، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۶۶، ۳۶۹، ۴۰۰، ۴۶۸، ۵۴۶، ۵۶۳، ۶۵۵، ۶۶۰

کیشکین، نکولائی میخائیلوچ (۱۸۶۴ء—۱۹۳۰ء) — کیڈٹوں

کی پارٹی کا ایک لیڈر اور روس کی بورژوا عارضی حکومت کا ایک وزیر۔ صفحات ۲۵۵، ۲۶۷، ۳۶۶

کیشفسکی، پ — دیکھئے پیاتاکوف، گیورگی۔

ــ گ ــ

گاپون، گیورگی اپولونووچ (۱۸۷۰ء — ۱۹۰۶ء) — پادری تھا جس نے ۹ جنوری ۱۹۰۵ء کو پیٹرس‌برگ کے مزدوروں کا مظاہرہ زار کے پاس عرضداشت لے جانے کےلئے منظم کیا تھا۔ صفحہ ۳۷

گاریبالدی (Garibaldi)، جوزیپے (۱۸۰۷ء — ۱۸۸۲ء) — اٹلی میں قومی آزادی کی تحریک کا بانی، ممتاز سپہ‌سالار اور اٹلی کا قومی ہیرو۔ صفحہ ۵۳

گراو (Grave) ، ژاں (۱۸۵۴ء — ۱۹۳۹ء) — فرانسیسی پیٹی بورژوا سوشلسٹ اور نراجیت کا نظریہ داں۔ صفحہ ۲۱۸

گریم (Grimm)، رابرٹ (۱۸۸۱ء — ۱۹۵۸ء) — سویٹزرلینڈ کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا ایک لیڈر جس نے پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے زمانے میں مرکزیت پرست رویہ اپنایا، زمروالڈ اور کینتال کی کانفرنسوں کا اور انٹرنیشنل سوشلسٹ کمیشن کا صدر ہوا۔ مرکزیت پرست (ڈھائی) انٹرنیشنل کے ناظموں میں سے تھا۔ صفحات ۱۰۱، ۶۵۰، ۶۵۳

گوچکوف، الیکساندر ایوانووچ (۱۸۶۲ء — ۱۹۳۶ء) — بڑا سرمایہ‌دار اور اکتوبریوں کی پارٹی کا لیڈر تھا۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے دوران جنگی صنعتی کمیٹی کا صدر ہوا۔ اگست ۱۹۱۷ء میں اس نے کورنیلوف کی بغاوت منظم کرنے میں شرکت کی اور روس میں ۱۹۱۷ء کے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت حکومت کے خلاف جدوجہد کی۔ صفحات ۱۱۶، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۳۰، ۱۴۳، ۱۴۷، ۶۵۲، ۶۵۴، ۶۶۰

گورٹر (Gorter)، ہرمان (۱۸۶۴ء — ۱۹۲۷ء) — ہالینڈ کا سوشل ڈیموکریٹ اور صحافی۔ ۱۹۱۸ء — ۲۱ کے برسوں میں ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی میں رہا اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کی

سرگرمیوں میں حصہ لیتا رہا لیکن ۱۹۲۱ء میں کمیونسٹ پارٹی سے نکل کر سیاست سے الگ ہوگیا۔ صفحہ ۵۷

گوگول، نکولائی واسیلوچ (۱۸۰۹ء – ۱۸۵۲ء) — روسی مصنف۔ صفحہ ۳۳۲

گولڈن‌برگ، ایوسیف پیترووچ (۱۸۷۳ء – ۱۹۲۲ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء – ۱۹۱۸ء) کے زمانے میں مادر وطن کی دفاع اور پلیخانوف کا حامی تھا۔ صفحات ۱۲۴، ۱۳۲

گومپیرس (Gompers)، سیموئیل (۱۸۵۰ء – ۱۹۲۴ء) — امریکی ٹریڈیونین تحریک کا کارکن، امریکی لیبر فیڈریشن کے بانیوں میں سے تھا اور ۱۸۹۵ء سے اس کا صدر رہا۔ وہ سوشلزم کے خلاف تھا اور پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء – ۱۹۱۸ء) کے زمانے میں اس نے جارحانہ قوم‌پرستی کی پوزیشن اختیار کی۔ صفحات ۳۰۸، ۵۲۱، ۵۲۴، ۵۲۵

گووزدیوف، کوزما انتونووچ (سال پیدائش ۱۸۸۳ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، مینشویک۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء – ۱۹۱۸ء) کے برسوں میں جارحانہ قوم‌پرست رہا اور مرکزی جنگی صنعتی کمیٹی کی مجلس عاملہ کا صدر ہوگیا۔ صفحات ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۶، ۲۵۱، ۲۷۲، ۶۵۴

گے، ا۔ یو۔ (سال انتقال ۱۹۱۹ء) — روسی نراجی۔ ۱۹۱۷ء کے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت حکومت کی حمایت کی۔ صفحہ ۲۱۸

گید (Guesde)، ژول (۱۸۴۵ء – ۱۹۲۲ء) — فرانسیسی سوشلسٹ تحریک اور دوسری انٹرنیشنل کے بانیوں اور لیڈروں میں سے تھا۔ اس نے بہت برسوں تک فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کے بائیں بازو کی سربراهی کی۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء – ۱۹۱۸ء) کی ابتدا سے اس نے جارحانہ قوم‌پرست موقف اختیار کیا اور فرانس کی بورژوا حکومت میں شامل ہوگیا۔ صفحات ۱۰، ۱۱، ۷۷، ۵۳۹، ۵۶۵

گیلی‌فے (Galliffet)، گاستون الیکساندر اوگوست (۱۸۳۰ء – ۱۹۰۹ء) — فرانسیسی جنرل۔ ۱۸۷۱ء میں پیرس کمیون کے حامیوں کے درندانہ قتل و غارت کو منظم کرنے والوں میں سے تھا اور ۱۸۷۲ء

میں اس نے الجیریا میں عربوں کی بغاوت کو کچلا۔ بعد میں بھی وہ متعدد اہم فوجی عہدوں پر رہا۔ صفحہ ۱۰۴

– ل –

لاسال (Lassalle)، فیردیناند (۱۸۲۵ء — ۱۸۶۴ء) — جرمن سوشلسٹ، کل جرمن لیبر یونین کا بانی۔ متعدد اہم‌ترین سیاسی سوالوں پر اس نے موقع‌پرست رویہ اختیار کیا جس کے لئے مارکس اور اینگلس نے اس پر سخت نکتہ چینی کی۔ صفحات ۳۱، ۲۱۰، ۲۱۱، ۶۶۲

لاؤفینبرگ (Laufenberg)، ہنریخ (۱۸۷۲ء — ۱۹۳۲ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹ۔ جرمنی میں ۱۹۱۸ء کے نومبر انقلاب کے بعد وہ جرمن کمیونسٹ پارٹی میں آ گیا جس میں وہ ''بائیں بازو'' جزب‌مخالف کا سربراہ تھا اور انارکسٹ — سینڈیکلسٹ خیالات کا پرچارک تھا۔ ۱۹۱۹ء میں اس کو جرمن کمیونسٹ پارٹی سے نکال دیا گیا۔ صفحہ ۵۳۹

لائڈ جارج (Lloyd George)، ڈیوڈ (۱۸۶۳ء — ۱۹۴۵ء) — برطانوی مدبر و سیاست‌داں اور لبرل پارٹی کا لیڈر۔ ۱۹۱۶ء — ۱۹۲۲ء میں برطانیہ کا وزیر اعظم رہا۔ سوویت ریاست کے خلاف فوجی مداخلت کے ناظموں میں یہ بھی شامل تھا۔ صفحات ۲۵، ۳۵۹، ۳۶۰

لکسمبرگ (Luxemburg)، روزا (یونیس) (۱۸۷۱ء — ۱۹۱۹ء) — جرمن، پولستانی اور بین‌الاقوامی مزدور تحریک کی ممتاز کارکن اور دوسری انٹرنیشنل کے بائیں بازو کے لیڈروں میں سے تھیں۔ ان کا شمار جرمن کمیونسٹ پارٹی کے بانیوں میں بھی کیا جاتا ہے۔ جنوری ۱۹۱۹ء میں ان کو انقلاب دشمنوں نے قتل کر دیا۔ صفحات ۱۳، ۳۳، ۹۶، ۱۳۴، ۴۲۲، ۵۲۷، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۹۵، ۶۴۲، ۶۴۹، ۶۹۶

لونگیے (Longuet)، ژان (۱۸۷۶ء — ۱۹۳۸ء) — فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی اور دوسری انٹرنیشنل کا ایک لیڈر۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے دوران فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی میں مرکزیت‌پرست، امن‌پسند اقلیت کا سربراہ رہا اور ۱۹۲۱ء میں وی‌آنا کی (ڈھائی) انٹرنیشنل کی عاملہ کمیٹی کا ممبر ہوا۔ ۱۹۲۳ء

سے سوشلسٹ مزدور انٹرنیشنل کہلانےوالی تنظیم کے رہنماؤں کی صف میں آگیا۔ صفحات ۱۰۹، ۱۳۲، ۳۲۷، ۵۷۹، ۶۳۶، ۶۹۵

لووف، گیورگی ایوگینیوچ (۱۸۶۱ء — ۱۹۲۵ء) — کیڈٹوں کی پارٹی کا کارکن اور جاگیردار۔ مارچ — جولائی ۱۹۱۷ء میں بورژوا عارضی حکومت کا صدر اور وزیر داخلہ رہا۔ صفحات ۱۱۶، ۱۲۱، ۱۲۶، ۱۲۸، ۱۳۰، ۶۵۳، ۶۵۴

لی‌بیر (گولدمان)، میخائل ایساکوویچ (۱۸۸۰ء — ۱۹۳۷ء) — بندنامی انجمن کا ایک لیڈر تھا اور روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس (۱۹۰۳ء) کے بعد مینشویک ہوگیا۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے برسوں میں جارحانہ قوم‌پرست رہا۔ صفحات ۲۸۵، ۳۰۳، ۵۲۷، ۵۳۶، ۶۶۸

لیبکنیخت (Liebknecht)، کارل (۱۸۷۱ء — ۱۹۱۹ء) — جرمن اور بین‌الاقوامی مزدور تحریک کے کارکن۔ موقع‌پرستی اور عسکریت کے خلاف سرگرمی سے جدوجہد کرتے رہے۔ جرمنی میں نومبر ۱۹۱۸ء کے انقلاب کے زمانے میں روزا لکسمبرگ کے ساتھ ملکر جرمن مزدوروں کے ہراول کی سربراہی کی۔ کارل لیبکنیخت جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی کے بانیوں میں سے تھے۔ جنوری ۱۹۱۹ء میں برلن کے مزدوروں کی بغاوت کو کچلنے کے بعد ان کو انقلاب‌دشمنوں نے بےرحمی سے قتل کردیا۔ صفحات ۲۴۸، ۲۹۲، ۶۹۶

لیب‌سان، ف۔ (گیرش، د۔ م۔) (سال پیدائش ۱۸۸۲ء) — ممتاز بندسٹ، بندنامی انجمن کی مرکزی کمیٹی میں شامل تھا۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے زمانے میں اس نے غیرملکی علاقوں کے الحاق کی زارشاہی پالیسی کی حمایت کی۔ صفحہ ۵۸

لیڈیبور (Ledebour)، گیورگ (۱۸۵۰ء — ۱۹۴۷ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹ، اشٹوٹ گارٹ میں بین‌الاقوامی سوشلسٹ کانگرس میں شریک تھا جہاں اس نے نوآبادیاتی نظام کی مخالفت کی۔ بعد کو موقع‌پرست ہوگیا۔ صفحہ ۵۴۷

لیگین (Legien)، کارل (۱۸۶۱ء — ۱۹۲۰ء) — دائیں بازو کا جرمن سوشل ڈیموکریٹ، جرمن ٹریڈیونینوں کے لیڈروں میں سے، ترمیم‌پرست۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے دوران جارحانہ قوم پرست

مارخلیفسکی (Marchlewski)، یولین (۱۸۶۶ء — ۱۹۲۵ء) — پولستانی اور بین‌الاقوامی مزدور تحریک کا کارکن جو ۱۹۱۹ء میں کمیونسٹ انٹرنیشنل کے قیام میں شریک تھا۔ صفحات ۵۶۸، ۶۹۵

مارکس (Marx)، کارل (۱۸۱۸ء — ۱۸۸۳ء) — صفحات ۱۳، ۳۳، ۵۳، ۵۵، ۵۸، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۶۸، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۸ — ۱۸۱، ۱۸۴، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۹۰، ۱۹۴ — ۱۹۶، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۵، ۲۱۰، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۵، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۴۰، ۲۴۵، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۸۹، ۳۶۴، ۳۸۹، ۴۱۰ — ۴۱۲، ۴۱۶، ۴۲۲، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۴۱، ۴۴۵، ۴۶۲، ۴۶۵، ۴۶۸، ۴۷۳، ۴۸۱، ۵۲۲، ۵۳۸، ۵۴۴، ۶۱۱، ۶۱۴، ۶۴۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۶۲، ۶۶۵، ۶۷۱، ۶۸۵، ۶۹۸

مارنگ (Maring)، ہنریخ (۱۸۸۳ء — ۱۹۴۲ء) — جاوا اور ہالینڈ کی کمیونسٹ پارٹیوں کا کارکن اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگرس کا ڈیلیگیٹ۔ صفحہ ۵۸۳

منتس کیو (Montesquieu)، شارل لوئی (۱۶۸۹ء — ۱۷۵۵ء) — فرانسیسی ماہر عمرانیات و معاشیات، مصنف اور آئینی شاہی کا نظریہ‌داں۔ صفحہ ۱۹۷

میرنگ (Mehring) فرانس (۱۸۴۶ء — ۱۹۱۹ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کے بائیں بازو کے لیڈروں اور نظریہ دانوں میں سے تھا۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے برسوں میں بین الاقوامیت پسند رہا۔ میرنگ نے دوسری انٹرنیشنل کی صفوں میں موقع پرستی اور ترمیم‌پرستی کی سرگرمی کی مخالفت کی۔ وہ انقلابی ”اسپارتاک اتحاد“ کے ناظموں اور رہنماؤں میں سے تھا اور اس نے جرمن کمیونسٹ پارٹی کے قیام میں بھی شرکت کی۔ صفحات ۱۳، ۳۳، ۱۷۴، ۶۴۲، ۶۴۹

میرہیم (Merrheim)، الفانس (۱۸۸۱ء — ۱۹۲۵ء) — فرانسیسی ٹریڈیونین کارکن، سنڈیکلسٹ۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کی ابتدا میں فرانس کی سنڈیکلسٹ تحریک کے بائیں بازو کے رہنماؤں میں سے تھا اور اس نے جارحانہ قوم‌پرستی اور جنگ کی مخالفت کی لیکن بعد میں جارحانہ قوم‌پرست ہو گیا۔ صفحہ ۵۲۱

میکلین (Maclean)، جان (۱۸۷۹ء — ۱۹۲۳ء) — برطانوی مزدور تحریک کا کارکن ۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے زمانے میں بین الاقوامیت پسند رہا ۔ برطانوی سوشلسٹ پارٹی کے رہنماؤں میں سے تھا ۔ صفحہ ۲۴۸

میکڈانلڈ (Mac-Donald)، جیمس ریمزے (۱۸٦٦ء — ۱۹۳۷ء) — برطانیہ کی انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی اور لیبر پارٹی کے بانیوں اور لیڈروں میں سے تھا جو موقع پرست پالیسی پر گامزن رہا ۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے دوران جارحانہ قوم پرست رویہ اختیار کیا ۔ ۱۹۲۴ء میں اور پھر ۱۹۲۹ء — ۱۹۳۱ء میں برطانیہ کا وزیر اعظم رہا ۔ صفحات ۱۳۲، ۵۹۵، ٦۴۷، ٦۵۲

میکمیہون (Mac-Mahon)، پاتریس (۱۸۰۸ء — ۱۸۹۳ء) — فرانس کا ریاستی اور فوجی کارکن، شاہی پرست ۔ ورسائی والوں کی انقلاب دشمن فوج کے کمانڈر کی حیثیت سے اس نے پیرس کمیون کے حامیوں پر بڑے ظلم ڈھائے ۔ صفحہ ۲۳۰

میلیکوف، پاویل نکولائیوچ (۱۸۵۹ء — ۱۹۴۳ء) — کیڈٹوں کی پارٹی کا لیڈر اور ۱۹۱۷ء کی عارضی حکومت کی پہلی کابینہ میں وزیر خارجہ تھا ۔ ۱۹۱۷ء کے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد اس نے سوویت روس کے خلاف فوجی مداخلت کی تنظیم میں حصہ لیا ۔ صفحات ۱۱۴، ۱۱٦، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۴، ۱۲٦، ۱۲۷، ۱۷۴، ۲۳۵، ٦۵۸، ٦٦۰

مے یراس — دیکھئے میئیرا، ب ۔

میئیرا (Mayéras)، بارتیلیمی (مے یراس) (سال پیدائش ۱۸۷۹ء) — فرانسیسی سوشلسٹ اور صحافی ۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے زمانے میں اس نے مرکزیت پرست امن جو پوزیشن اختیار کی ۔ صفحہ ۱۰۹

— ن —

ناتانسن، مارک آندریئوچ (۱۸۵۰ء — ۱۹۱۹ء) — انقلابی نرودنک تحریک کا کارکن جو بعد میں سوشلسٹ انقلابی ہوگیا ۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے زمانے میں بین الاقوامیت پسند رہا ۔ صفحات ۵۴۵، ٦۷۵

نپولین اول (بوناپارٹ) (۱۷٦۹ء — ۱۸۲۱ء) — ۱۸۰۴ء سے ۱۸۱۵ء تک فرانس کا شہنشاہ رہا ۔ صفحات ۳۰۷، ۳۵۹، ٦۱۴

— و —

روس کے خلاف سامراجی طاقتوں کی فوجی مداخلت منظم کرنےوالوں میں سے تھا۔ صفحات ۳۰۲، ۳۵۹، ۳۶۰، ۶۸۱

ولہلم ثانی (ہوہین زولرن) (۱۸۵۹ء — ۱۹۴۱ء) — جرمن شہنشا اور پروشیا کا بادشاہ (۱۸۸۸ء — ۱۹۱۸ء)۔ صفحات ۱۱۹، ۲۹۳، ۱۳۱۲

ویب (Webb)، بیاٹریس (۱۸۵۸ء — ۱۹۴۳ء) اور سڈنی (۱۸۵۹ء — ۱۹۴۷ء) — برطانوی سماجی کارکن اور فیبین سوسائٹی کے بانیوں میں سے تھے۔ انھوں نے برطانوی مزدور تحریک کی تاریخ پر کئی نظریاتی کتابیں لکھی ھیں۔ صفحات ۳۲۷، ۶۴۷

ویرےسائیف، و۔ (اسمیدووچ، و۔ و۔) (۱۸۶۷ء — ۱۹۴۵ء) — روسی مصنف اور تعلیمی لحاظ سے ڈاکٹر۔ صفحہ ۳۸۹

ویگاند (Wigand)، کارل — امریکی خبررساں ایجنسی ”یونیورسل سروس“ کا برلن میں نامہ‌نگار۔ صفحہ ۵۰۷

ویڈیمیئر (Weydemeyer)، ایوسیف (۱۸۱۸ء — ۱۸۶۶ء) — جرمن اور امریکی مزدور تحریک کا ممتاز کارکن، کمیونسٹوں کی یونین کا ممبر اور مارکس اور اینگلس کا دوست اور رفیق‌کار۔ صفحہ ۱۷۴

— ھ —

ھاسے (Haase)، ھوگو (۱۸۶۳ء — ۱۹۱۹ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کا ایک لیڈر۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) میں اس نے مرکزیت پرست پوزیشن اختیار کی۔ صفحات ۳۹، ۱۰۹

ھارمس (Harms)، برن‌ھارڈ (۱۸۷۶ء — ۱۹۳۹ء) — جرمن معاشیات‌داں، کتھیڈر سوشلزم کا ایک نمائندہ۔ اس نے عالمی معاشیات اور سیاست پر کئی کتابیں لکھیں۔ صفحہ ۲۵

ھنڈےمان (Hyndman)، ھنری مائیرس (۱۸۴۲ء — ۱۹۲۱ء) — برطانوی سیاسی کارکن۔ پچھلی صدی کی نویں دھائی میں سوشل ڈیموکریٹک فیڈریشن اور ۱۹۱۱ء میں برطانوی سوشلسٹ پارٹی کے بانیوں میں سے تھا۔ ۱۹۱۶ء میں سامراجی جنگ کے حق میں پروپیگنڈا کرنے کےلئے اس کو پارٹی سے نکال دیا گیا۔ صفحات ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۰۹، ۵۶۵، ۶۹۷

ہنڈرسن (Henderson)، آرتھر (۱۸۶۳ء — ۱۹۳۵ء) — برطانوی سیاسی کارکن، لیبر پارٹی اور ٹریڈیونین کے دائیں بازو کا ایک لیڈر اور جارحانہ قوم پرست تھا۔ ۱۹۱۵ء سے ۱۹۳۱ء تک کئی بار برطانیہ کی بورژوا حکومت میں شامل ہوا۔ صفحات ۱۰۹، ۱۸۷، ۳۰۸، ۳۲۷، ۵۲۱، ۵۲۳، ۵۲۵، ۵۵۶، ۵۵۷

ہنڈن برگ (Hindenburg)، پال (۱۸۴۷ء — ۱۹۳۴ء) — جرمنی کا فوجی اور سیاسی کارکن۔ روس میں ۱۹۱۷ء کے اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے بعد سوویت روس کے خلاف فوجی مداخلت کرنے والوں میں اگوا کار تھا۔ صفحہ ۳۷۷

ہورنر، ک — دیکھئے: پانیکوک، انتونی

ہیروستراتوس — وہ یونانی تھا جس نے ۳۵۶ قبل مسیح میں قدیم آرٹ کے ایک بہترین نمونے یعنی ایفیس میں آرتھیمید کی عبادت گاہ کو محض اس غرض سے جلا دیا کہ اس کا اپنا نام مشہور ہو۔ صفحہ ۱۹۳

ہیلکویٹ (Hillquit)، ماریس (۱۸۶۹ء — ۱۹۳۳ء) — امریکی سوشلسٹ۔ پہلے مارکسزم کی طرف جھکا لیکن پھر موقع پرستی کی طرف چلا گیا۔ سوشلزم کی تاریخ کے بارے میں اس نے کئی اصلاح پرست تصانیف کی ہیں۔ صفحہ ۵۹۵

ہیگل (Hegel)، گیورگ ولہلم فریڈرک (۱۷۷۰ء — ۱۸۳۱ء) — بڑا جرمن فلسفی، معروضی عینیت پرست۔ جدلیات کی گہری اور ہمہ پہلو ترتیب ہیگل کی تاریخی خدمات میں ہیں اور یہ جدلیات، جدلیاتی مادیت کے ایک نظریاتی سرچشمے کی حیثیت سے استعمال کی گئی ہے۔ صفحہ ۱۶۸

ہیلفرڈنگ (Hilferding)، روڈولف (۱۸۷۷ء — ۱۹۴۱ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹوں اور دوسری انٹرنیشنل کا ایک لیڈر اور ''مالیاتی سرمایہ،، نامی کتاب کا مصنف۔ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) میں وہ مرکزیت پرست تھا اور جنگ کے بعد ''منظم نظام سرمایہ داری،، کی تھیوری کے خالق کی حیثیت سے میدان میں آیا۔ صفحات ۳۶۷، ۳۶۸، ۵۴۷، ۵۵۰، ۵۹۵

ہیوگ لینڈ (Höglund)، کارل تسیت کونستانتین (۱۸۸۴ء — ۱۹۵۶ء) — سویڈن کا سوشل ڈیموکریٹ اور سویڈن میں سوشل ڈیموکریٹک تحریک کے بائیں بازو کا لیڈر۔ پہلی عالمی جنگ

(۱۹۱۴ء—۱۹۱۸ء) کے دوران بین‌الاقوامیت پسند رہا اور بعد میں کمیونسٹ ہوا۔ ۱۹۲۴ء میں موقع‌پرستی کی وجہ سے پارٹی سے نکال دیا گیا۔ صفحہ ۵۳۶

— ی —

یاکوبی (Jacoby)، ایوگان (۱۸۰۵ء—۱۸۷۷ء) — جرمن سیاسی کارکن جس نے ۱۸۴۸ء کے جرمن انقلاب میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ صفحہ ۴۷۶

یرمانسکی (کوگان، اوسیپ آرکادیوچ) (۱۸۶۶ء—۱۹۴۱ء) — سوشل ڈیموکریٹ، مینشویک۔ ”محنت اور پیداوار کی سائنسی تنظیم اور ٹیلر کا سسٹم“ نامی کتاب کا مصنف۔ صفحات ۶۲۹، ۶۹۹

یودینچ، نکولائی نکولائیوچ (۱۸۶۲ء—۱۹۳۳ء) — زار شاہی فوج کا جنرل اور خانہ‌جنگی کے زمانے میں شمال مغربی روس میں انقلاب دشمن طاقتوں کا سربراہ۔ صفحہ ۵۱۵

یورکیوچ (ریبالکا)، ل۔ (۱۸۸۵ء—۱۹۱۸ء) — یوکرینی بورژوا قوم‌پرست۔ ۱۴ — ۱۹۱۳ء کے دوران مینشویک رجحان رکھنے والے رسالے ”دزیوین“ (جرس) میں کام کرتا تھا۔ صفحہ ۵۸

یونیس — دیکھئے: لکسمبرگ، روزا۔